شرح ترمذی شریف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شارح

حضرت علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

شرح جامع ترمذی شریف

3

تصنیف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شرح

محمد یٰسین قصوری نقشبندی

شبیر برادرز®
زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

هو القادر

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شرح جامع ترمذی شریف

مترجم	ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر
شرح	محمد یٰسین قصوری نقشبندی
کمپوزنگ	ورڈز میکر
باہتمام	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	اگست 2016ء
سرورق	اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور 0322-7202212
طباعت	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ہدیہ	روپے فی جلد

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز اردو بازار لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

ترتیب

كِتَابُ الدِّيَاتِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

كِتَابُ الْحُدُوْدِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ الصَّيْدِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ النُّذُوْرِ وَالْاَيْمَانِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ السِّيَرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ اللِّبَاسِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ الْأَحْكَامِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

احکام کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ماقبل اور مابعد سے ربط: حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ ماقبل کتاب البیوع کی بحث کر رہے تھے، اب درمیان میں عدالتی احکام کے حوالے سے 13 ابواب لائے ہیں اور ان کے بعد دوبارہ باقی ماندہ کتاب البیوع کے احکام لائیں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَاضِيْ

باب 1- قاضی کا بیان

1243 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَوْهَبٍ

متنِ حدیث: اَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ اذْهَبْ فَاقْضِ بَيْنَ النَّاسِ قَالَ اَوَ تُعَافِيْنِيْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ فَمَا تَكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ وَقَدْ كَانَ اَبُوْكَ يَقْضِيْ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ كَانَ قَاضِيًا فَقَضٰى بِالْعَدْلِ فَبِالْحَرِيِّ اَنْ يَّنْقَلِبَ مِنْهُ كَفَافًا فَمَا اَرْجُوْ بَعْدَ ذٰلِكَ

فی الباب: وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ وَّفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّلَيْسَ اِسْنَادُهٗ عِنْدِيْ بِمُتَّصِلٍ

توضیح راوی: وَعَبْدُ الْمَلِكِ الَّذِيْ رَوٰى عَنْهُ الْمُعْتَمِرُ هٰذَا هُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِيْ جَمِيْلَةَ

◆◆ عبداللہ بن موہب بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: جاؤ! لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو! انہوں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! کیا آپ مجھے اس سے معاف نہیں رکھیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم اس کو کیوں ناپسند کرتے ہو، جبکہ تمہارے والد فیصلے کیا کرتے تھے، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص قاضی ہو، اور انصاف کے ساتھ فیصلے کرے، تو امید ہے۔ وہ برابر چھوٹ جائے گا، اس لیے میں اس کے بعد (اس عہدے کی) آرزو نہیں رکھتا۔

اس حدیث میں پورا قصہ منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''غریب'' ہے میرے نزدیک اس کی سند متصل نہیں ہے۔

جس عبدالملک نامی راوی سے معتمر نے اس کو نقل کیا ہے۔ وہ عبدالملک بن جمیلہ ہیں۔

1244 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ قَاضِيَانِ فِي النَّارِ وَقَاضٍ فِي الْجَنَّةِ رَجُلٌ قَضٰى بِغَيْرِ الْحَقِّ فَعَلِمَ ذَاكَ فَذَاكَ فِي النَّارِ وَقَاضٍ لَّا يَعْلَمُ فَاَهْلَكَ حُقُوْقَ النَّاسِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَقَاضٍ قَضٰى بِالْحَقِّ فَذٰلِكَ فِي الْجَنَّةِ

ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قاضی تین قسم کے ہیں دو قسم کے قاضی جہنم میں جائیں گے اور ایک قسم کا قاضی جنت میں جائے گا' وہ شخص جو حق کے خلاف فیصلہ کرے اور وہ یہ بات جانتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا' وہ قاضی (جسے قضا سے متعلق احکام) کا علم نہ ہو اور وہ لوگوں کے حقوق ضائع کر دے وہ جہنم میں جائے گا۔ اور وہ قاضی جو حق کے مطابق فیصلہ کرے' وہ جنت میں جائے گا۔

1245 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ بِلَالِ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ سَاَلَ الْقَضَاءَ وُكِلَ اِلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اُجْبِرَ عَلَيْهِ يُنْزِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِ مَلَكًا فَيُسَدِّدُهٗ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص قضاء کے منصب کا مطالبہ کرے اس کو اس کے حوالے کر دیا جائے گا' اور جس شخص کو اس پر مجبور کیا جائے' تو اللہ تعالیٰ فرشتہ اس پر نازل کرتا ہے' جو اسے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

1246 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ عَنْ اَبِيْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلَى الثَّعْلَبِيِّ عَنْ بِلَالِ بْنِ مِرْدَاسٍ الْفَزَارِيِّ عَنْ خَيْثَمَةَ وَهُوَ الْبَصْرِيُّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنِ ابْتَغَى الْقَضَاءَ وَسَاَلَ فِيْهِ شُفَعَاءَ وُكِلَ اِلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اُكْرِهَ عَلَيْهِ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مَلَكًا

1244م- اخرجه ابوداؤد (299/3) كتاب الاقضية' باب: في القاضي يخطى' حديث (3573) وابن ماجه (776/2) كتاب الاحكام' باب الحاكم يجتهد فيصيب الحق' حديث (2315) من طريق ابن بريدة عن ابيه' بريدة بن الحصيب فذكره۔

1245- اخرجه احمد (118/3' 220) وابو داؤد (300/3) كتاب الاقضية' باب: في طلب القضاء والتسرع اليه' حديث (3578) وابن ماجه (774/2) كتاب الاحكام' باب: ذكر القضاة' حديث (2309) من طريق بلال بن ابي موسٰى عن انس بن مالك فذكره۔

1246- لم يخرجه من اصحاب الكتب الستة سوى الترمذي' ينظر تحفة الاشراف (217/1) حديث (825) واخرجه البيهقي (100/10)

يُسَدِّدُهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّهُوَ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ‘ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص قضاء کے عہدے کا طلبگار ہو اور اس بارے میں سفارش ڈھونڈتا ہوا سے اس حوالے کردیا جائے گا‘ اور جس شخص کو اس پر مجبور کیا جائے‘ تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو نازل کرتا ہے‘ جو اس کی مدد کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

یہ روایت اسرائیل کی عبدالاعلیٰ سے نقل کردہ روایت سے زیادہ مستند ہے۔

1247 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِىْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ وَّلِيَ الْقَضَاءَ اَوْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ اَيْضًا مِّنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ -حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص قضاء کے عہدے پر فائز ہو (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جس شخص کو لوگوں کے درمیان قاضی بنادیا جائے‘ تو اسے چھری کے بغیر ذبح کردیا گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔ یہی روایت دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے‘ نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

شرائط وآداب قاضی:

لفظ ”قاضی“، قضی یقضی از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ ناقص یائی سے اسمِ فاعل کا صیغہ ہے۔ بمعنی: فیصلہ کرنے والا‘ پورا کرنے والا‘ تکمیل کرنے والا۔ عہدہ قضا بڑا نازک اور حساس ہے۔ از خود یہ منصب حاصل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ز خود منصب کا مطالبہ کرنے والے کو منصب دینے کی صورت میں وہ اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کرسکے گا‘ تو اس کا فعل قابلِ مذمت ہوگا‘ جس شخصیت میں اس کی اہلیت ہو اسے قضا کے منصب پر فائز کیا جائے اور وہ اسے یقیناً بہتر طریقہ سے انجام دے سکے گا‘ جس میں اس کا اپنا اور قوم سب کا فائدہ ہوگا۔

قاضی کی چار شرائط ہیں:

1247- اخرجه احمد (365،230/2) وابو داؤد (298/3) كتاب الاقضية باب: في طلب القضاء' حديث (3571) وابن ماجه(774/2) كتاب الاحكام باب: ذكر القضاة' حديث (2308) من طريق سعيد المقبري عن ابي هريرة فذكره۔

(1) مسلم ہونا (2) عاقل ہونا (3) بالغ ہونا (4) صاحب عدل ہونا

قاضی کے آداب کثیر ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(1) صاحب فراست ہونا (2) فریضہ قضاء انجام دینے کا اہل ہو (3) اس فریضہ کے انجام دینے میں کامیابی یقینی ہو (4) وہ نہ دل سے منصب کا خواہاں ہو اور نہ زبان سے طالب ہو (5) فریضہ قضاء انجام دینے کے لیے کھلے عام مسجد میں موجود ہو (6) اپنے اعزاء احباء اور نذرانہ پیش کرنے والے کے دل میں میلان پیدا نہ ہو (7) عام لوگوں کی طرح مریضوں کی عیادت کرے جنازوں میں شامل ہو اور لوگوں سے کھلے عام ملاقات کرنے کا عادی ہو (8) مدعی یا مدعا علیہ میں سے کسی طرف جھکاؤ نہ ہو (9) فریقین میں یکساں اور مساوی سلوک کرتا ہو (10) فریقین میں کسی سے بھی گواہ کی تلقین نہ کرے (11) کسی فریق سے نہ سرگوشی کرے اور نہ مزاح کرے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقَاضِي يُصِيبُ وَيُخْطِئُ

باب 2- وہ قاضی جو ٹھیک فیصلہ بھی کرتا ہے اور غلطی بھی کرتا ہے

1248 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهُ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاَخْطَاَ فَلَهُ اَجْرٌ وَّاحِدٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی فیصلہ کرنے والا فیصلہ کرے اور درست فیصلہ کرے تو اسے دو اجر ملتے ہیں اور جب وہ فیصلہ کرتے ہوئے غلطی کر جائے تو اسے ایک اجر ملتا ہے۔

اس بارے میں حضرت عمرو بن العاص، حضرت عقبہ بن عامر سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

ہم اس روایت کو صرف سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے یحییٰ بن سعید نامی راوی سے نقل کرنے کے حوالے سے جانتے ہیں، اور یہ عبد الرزاق کے حوالے سے، معمر کے حوالے سے، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

1248- اخرجه النسائي (224،223/8) كتاب آداب القضاة، باب: الاصابة في الحكم، حديث (5381) من طريق ابى بكر محمد بن عمرو بن حزم عن ابى سلمة عن ابى هريرة فذكره.

شرح

قاضی اور مجتہد کی غلطی اور صواب کا مسئلہ:

عربی زبان کا ایک مشہور مقولہ ہے: "المجتهد يصيب ويخطئ" یعنی مجتہد حق کو پاتا ہے اور خطا بھی کر سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مجتہد کو مسائل شرعیہ کے استنباط کرنے اور قاضی کو فیصلہ صادر کرنے سے قبل معاملہ فہمی میں اپنی سعی بھرپور بروئے کار لانی چاہیے۔ اس کے بعد اگر وہ غلطی کرتا ہے تب بھی اجر و ثواب کا حق دار قرار پائے گا اور اگر حق کو پائے گا' تو اسے دوہرا ثواب عطا کیا جائے گا۔ مثلاً فاتحہ خلف الامام میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے واجب قرار دیتے ہیں جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ مکروہ تحریمی خیال کرتے ہیں۔ دونوں متضاد باتیں ہیں اور دونوں میں حق ایک ہے' جبکہ دوسری لامحالہ خطا ہے۔ صاحبِ حق کو دوہرا ثواب اور صاحبِ خطا کو ایک ثواب عطا کیا جائے گا۔ مزید وضاحت کے لیے اس کی مثال یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ ریت میں سوئی چھپا دی جائے پھر لوگوں میں اعلان کر دیا جائے کہ جو شخص اسے تلاش کر کے لائے گا اسے دو سو روپے بطورِ انعام دیے جائیں گے اور دوسرے لوگوں کو سو سو روپیہ دیا جائے گا۔ سوئی ایک ہے اور وہ ایک کے ہاتھ میں آئے گی جو زیادہ انعام کا حق دار ہوگا۔ چونکہ دوسرے لوگوں نے بھی سوئی کی تلاش کے لیے جدوجہد کی ہے' لہٰذا انہیں بھی محروم نہیں رکھا جائے گا بلکہ انہیں بھی حسبِ وعدہ انعام سے نوازا جائے گا۔ یہی حال قاضی اور مجتہد کا ہے۔

فائدہ نافعہ: حق کو پانے والے قاضی اور مجتہد کو ایک یا دوہرا ثواب ملے گا جبکہ مقلدین ثواب کے اعتبار سے سب برابر ہیں۔ ان سب کو ایک ثواب اور برابر عطا کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقَاضِي كَيْفَ يَقْضِي

باب 3- قاضی کس طرح فیصلہ کرے؟

1249 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِىْ عَوْنٍ الثَّقَفِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رِجَالٍ مِّنْ اَصْحَابِ مُعَاذٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ كَيْفَ تَقْضِي فَقَالَ اَقْضِي بِمَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَجْتَهِدُ رَاْيِىْ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا

1249- اخرجه احمد و (242'230/5) وابو داؤد (303/3) كتاب الاقضية' باب: اجتهاد الراى فى القضاء حديث (3593'3592) والدارمى (60/1) كتاب الزكوة' باب: الفتيا وما فيهن انشدة' وعبد بن حميد ص (72) حديث (124) من طريق الحارث بن عمرو عن رجال من اصحاب معاذ عن معاذ بن جبل فذكره۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ عَوْنٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ اَخٍ لِلْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ اُنَاسٍ مِّنْ اَهْلِ حِمْصٍ عَنْ مُّعَاذٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ ..

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ اِسْنَادُهُ عِنْدِیْ بِمُتَّصِلٍ

توضیح راوی: وَاَبُوْ عَوْنٍ الثَّقَفِيُّ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ

◄► حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو آپ نے دریافت کیا: تم کس طرح فیصلہ کرو گے انہوں نے عرض کی: میں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود (حکم) کے مطابق فیصلہ کروں گا نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں (اس حکم کا موجود نہ ہو) انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ کے رسول کی سنت کے مطابق (فیصلہ کروں گا) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کے رسول کی سنت میں (اس کا حکم نہ ہو) انہوں نے عرض کی: میں اپنی رائے کے ذریعے فیصلہکروں گا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لیے ہے' جس نے اللہ تعالیٰ کے رسول کے نمائندے کو (یہ) توفیق عطا کی ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت معاذ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

ہم اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں میرے نزدیک اس کی سند متصل نہیں ہے۔

ابوعون ثقفی نامی راوی کا نام محمد بن عبیداللہ ہے۔

شرح

فیصلہ کرنے کا طریق کار اور ثبوتِ اجتہاد:

جب قاضی کو منصب قضا پر فائز کر دیا جائے تو اس کی طرف سے کسی معاملہ میں فیصلہ صادر کرنے کا طریق کار کیا ہوگا؟ حدیث باب میں اسی سوال کا جواب دیا گیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا حاکم تعینات کیا گیا تو روانگی سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یوں مخاطب کیا: اے معاذ! تمہارے سامنے جب کوئی مقدمہ پیش ہو' تو کس طرح فیصلہ صادر کرو گے؟ عرض کیا: ''یارسول اللہ! قرآنی احکام کی روشنی میں فیصلہ کروں گا۔'' فرمایا: ''اگر قرآن میں اس کا حل دستیاب نہ ہوا تو پھر کیا کرو گے؟'' عرض کیا: ''تب میں سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کروں گا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اس کا حل دستیاب نہ ہوا تو پھر کیا کرو گے؟'' عرض کیا: ''اجتھد برائی یعنی تب میں اپنے اجتہاد کے مطابق فیصلہ کروں گا۔'' یہ جواب سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا:

الحمدللہ الذی وفق رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

''یعنی تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد (نمائندہ) کو ایسی صلاحیت وقوت سے سرفراز فرمایا۔''

معلوم ہوا کہ کوئی بھی فیصلہ صادر کرنا ہو تو اس کا پہلا ماخذ قرآن، دوسرا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تیسرا اجتہاد و قیاس ہے۔ اس ترتیب سے مقدمہ کا حل تلاش کیا جائے گا۔ حدیث باب سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اجتہاد اور قیاس برحق ہے اور اس کی بنیاد یں ٹھوس ہیں۔

فائدہ نافعہ: حدیث باب سے ثابت ہوا کہ قرآن وسنت کی طرح قیاس بھی اسلامی احکام کا ماخذ و مرجع ہونے کے علاوہ قابل حجت و دلیل ہے۔ اس کا انکار گمراہی ہے۔ قرآنِ کریم کی طرح احادیث میں سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے، جبکہ کسی بھی حدیث میں "حدیث" کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ لفظ حدیث کا لغوی معنی ہے بات، قول۔ اس کا شرعی اور اصطلاحی مفہوم ہے: ما اضیف الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قول او فعل او تقریر یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تائیدات کا نام حدیث ہے۔ سنت کی تعریف یوں کی جاتی ہے: "الطریقة المسلوکة فی الدین" دین کی وہ راہ جسے اختیار کیا جائے۔ سنت اور حدیث کے درمیان عام خاص من وجہ کی نسبت ہے۔ مخصوص یا مؤول یا منسوخ ارشادات نبوی حدیث تو ہیں مگر سنت نہیں ہیں۔ ملک وملت سے متعلق خلفاء راشدین کے ارشادات سنت ہیں مگر حدیث نہیں ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول بہ اقوال اور افعال حدیث ہیں اور سنت بھی، اس بحث کے نتیجہ میں بلا خوف تردید یوں کہا جا سکتا ہے: "اہلِ سنت و جماعت کی اصطلاح تو درست ہے اور "اہلِ حدیث" کی اصطلاح غلط ہے۔"

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْاِمَامِ الْعَادِلِ

باب 4- عادل حکمران

1250 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوْفِیُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ عَادِلٌ وَّاَبْغَضَ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ وَاَبْعَدَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ جَائِرٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ اَبِیْ سَعِيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور مجلس کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب عادل حکمران ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مجلس کے اعتبار سب سے زیادہ دور ظالم حکمران ہوگا۔

اس بارے میں حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن غریب" ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

1250- اخرجه احمد (3/22-55) من طریق عطیة عن ابی سعید الخدری بہ۔

1251 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ اَبُوْ بَكْرٍ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْقَاضِىْ مَا لَمْ يَجُرْ فَاِذَا جَارَ تَخَلّٰى عَنْهُ وَلَزِمَهُ الشَّيْطَانُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ

◄► حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہوتا ہے' جب تک وہ زیادتی نہ کرے جب وہ زیادتی کرتا ہے' تو اس سے الگ ہو جاتا ہے اور شیطان اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف عمران قطان نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

عدل وانصاف کی اہمیت وفضیلت:

احادیث باب میں عدل وانصاف اختیار کرنے کی فضیلت اور ظلم وستم کرنے کی مذمت و وعید بیان کی ہے۔ لفظ ''عدل'' کا لغوی معنی ہے کسی چیز کو مناسب جگہ میں رکھنا اور اصطلاحی معنی ہے کسی مقدمہ کا حقیقت پر مبنی فیصلہ کرنا۔ اس کا مقابل ''ظلم'' ہے' اس کا لغوی معنی ہے کسی چیز کو اس کے نامناسب وغیر محل میں رکھنا۔ اصطلاحی مفہوم ہے حقیقت کے منافی ایسا فیصلہ کرنا جس سے کسی کو ذہنی اذیت پہنچے۔

سلطانِ وقت' قاضی' رئیس قوم اور عام مسلمان ہر معاملہ میں عدل وانصاف اختیار کرے' تو قیامت کے دن اسے قربِ خداوندی اور محبتِ خداوندی کی دولت حاصل ہوگی۔ وہ جب عدل وانصاف پر مبنی فیصلہ کرنے کی کوشش کرتا ہے' تو اسے اللہ تعالیٰ کی معاونت واستعانت حاصل ہوگی۔ اگر عمداً حقائق کے خلاف اور زیادتی وظلم کی بنیاد پر فیصلہ کرے گا' تو اللہ تعالیٰ کی معاونت ومعیت سے محروم ہو جاتا ہے' جبکہ اسے شیطان کی رفاقت حاصل ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِى الْقَاضِىْ لَا يَقْضِىْ بَيْنَ الْخَصْمَيْنِ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَهُمَا

باب 5- قاضی اس وقت تک دو فریقوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے جب تک دونوں کا موقف نہ سن لے

1252 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ حَنَشٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

1251- اخرجه ابن ماجه (775/2) كتاب الاحكام' باب: التغليظ فى الحيف والرشوة' حديث (2312) من طريق ابى اسحق الشيبانى عن عبد الله بن ابى اوفى فذكره.

متن حدیث: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَقَاضٰی اِلَیْكَ رَجُلَانِ فَلَا تَقْضِ لِلْاَوَّلِ حَتّٰی تَسْمَعَ كَلَامَ الْاٰخَرِ فَسَوْفَ تَدْرِیْ كَیْفَ تَقْضِیْ قَالَ عَلِیٌّ فَمَا زِلْتُ قَاضِیًا بَعْدُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ

◄► حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: جب دو آدمی تم سے فیصلہ لینے کے لیے آئیں تو تم پہلے کے حق میں اس وقت تک فیصلہ نہ کرو جب تک دوسرے کا کلام نہ سن لو عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ تم کیسے فیصلہ کرو گے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس کے بعد میں ہمیشہ فیصلے کرتا رہا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

پہلے تحقیق پھر فیصلہ:

جب قاضی فیصلہ کرنا چاہے تو اس کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ وہ زمینی حقائق کا جائزہ لینے کے لیے فریقین کو اپنے سامنے طلب کرے۔ مدعی اور مدعا علیہ کی بات توجہ سے سماعت کرے۔ فریقین کی گفتگو اور دلائل کی روشنی میں اس طرح فیصلہ کرے کہ حقیقت پر مبنی ہو اور کسی پر ظلم و زیادتی بھی نہ ہو۔ اسلامی عدالت میں مدعی خود اپنے مقدمہ کی پیروی کرتا ہے اور اپنے شواہد و دلائل خود پیش کرتا ہے، جس وجہ سے مقدمہ جلدی سے پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔ اس کے برعکس انگریزی عدالت میں یہ سہولت و آسانی نہیں ہوتی کیونکہ وہاں وکیل کروانا پڑتا ہے۔ جج کی موجودگی میں فریقین کے وکیل ان کی تائید و حمایت میں دلائل پیش کرتے ہیں۔ مقدمہ لٹک جاتا ہے اور طوالت کا شکار ہو کر سالہا سال تک چلتا رہتا ہے۔ بعض اوقات مدعی یا مدعا علیہ فوت ہو جاتا ہے لیکن مقدمہ تب بھی عدالت میں چلتا رہتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِمَامِ الرَّعِیَّةِ

باب 6- رعایا کا حکمران

1253 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنِیْ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ قَالَ عَمْرُو ابْنُ مُرَّةَ لِمُعَاوِیَةَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

متن حدیث: مَا مِنْ اِمَامٍ یُغْلِقُ بَابَهٗ دُوْنَ ذَوِی الْحَاجَةِ وَالْخَلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ اِلَّا اَغْلَقَ اللّٰهُ اَبْوَابَ السَّمَاءِ

1252- اخرجه احمد (1/90،96،111) وابو داؤد (3/301) كتاب الاقضية، باب: كيف القضاء حديث (3582) من طريق سماك بن حرب عن حنش عن علي بن ابي طالب فذكره.

1253- اخرجه احمد (4/231) وعبد بن حميد ص (119) حديث (286) من طريق ابي الحسن عن عمرو بن مرة فذكره.

دُوْنَ خَلَّتِهٖ وَحَاجَتِهٖ وَمَسْكَنَتِهٖ فَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا عَلٰى حَوَائِجِ النَّاسِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ الْجُهَنِيُّ يُكْنٰى اَبَا مَرْيَمَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ اَبِيْ مَرْيَمَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ بِمَعْنَاهُ وَيَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ شَامِيٌّ وَّبُرَيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ كُوْفِيٌّ وَّاَبُوْ مَرْيَمَ هُوَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ الْجُهَنِيُّ

◆◆ ابوالحسن بیان کرتے ہیں: عمر بن مرہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہا میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو بھی حکمران اپنے دروازے کو ضرورت مند لوگوں' محتاجوں اور مسکینوں کے لیے بند کر لے گا' تو اللہ تعالیٰ آسمانوں کے دروازے اس کی حاجت' ضروریات کے لیے بند کر لے گا۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضروریات کو پوری کرنے کے لیے ایک شخص کو مقرر کیا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حدیث منقول ہیں۔

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت ''غریب'' ہے۔

حضرت عمرو بن مرہ جہنی کی کنیت ابومریم ہے۔

یہی روایت دیگر سند کے ہمراہ بھی نقل کی گئی ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابومریم رضی اللہ عنہ' جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں' سے منقول ہے' جو اسی حدیث کے مفہوم سے متعلق ہے۔

یزید بن ابومریم شامی ہیں' جبکہ برید بن ابومریم کوفی ہیں۔ اور ابومریم' حضرت عمرو بن مرہ جہنی ہیں۔

شرح

حاکمِ وقت کے فرائض اور رعایا کے حقوق:

اسلامی اصولوں کے مطابق دیگر حقوق و فرائض کی طرح رعایا کے حقوق ہیں جو حاکمِ وقت کے فرائض ہیں۔ ان کو پیشِ نظر رکھ کر خدمات انجام دینا ضروری ہے۔ عوام و رعایا کے حقوق یہ ہیں کہ ان کی ضروریات پوری کی جائیں' عزت و ناموس کا تحفظ کیا جائے' جان و مال کی حفاظت یقینی بنائی جائے اور عدل و انصاف فراہم کیا جائے۔ حاکمِ وقت کے فرائض میں شامل ہے کہ ان تمام امور کی انجام دہی یقینی بنائے' جو حاکمِ وقت اپنی رعایا کی خدمت اور مدد کے لیے اپنا دروازہ کھلا رکھتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کی معاونت

اور مدد کے لیے آسمان کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

ناعاقبت اندیش اور دشمنانِ اسلام نے فجر کی نماز کے دوران حملہ آور ہو کر حضرت علی، حضرت عمرو بن العاص اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے میں کامیاب ہو گئے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی مجبوری کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے تو ان کی جگہ دوسرے صحابی کو شہید کر دیا جبکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید نہ کر سکے بلکہ زخمی کر دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمنوں کی سازش سے بچنے کے لیے سکیورٹی کا نظام قائم کیا جس وجہ سے براہ راست عوام سے رابطہ منقطع ہو گیا اس موقع پر حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث باب بیان کی جس وجہ سے انہوں نے سکیورٹی کا نظام نرم کر کے عوام سے رابطہ کے لیے اپنا دروازہ کھول دیا تھا۔ کاش سلاطینِ وقت "سید القوم خادمہم" کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خواص کی طرح عوام کے لیے بھی اپنا دروازہ کھول کر اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کریں۔ اپنے فرائض ادا کر کے اپنی آخرت بہتر بنائیں۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا يَقْضِي الْقَاضِي وَهُوَ غَضْبَانُ

باب 7: قاضی غضب کی حالت میں فیصلہ نہ کرے

1254 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ اَبِيْ اِلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ وَهُوَ قَاضٍ اَنْ لَّا تَحْكُمْ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَاَنْتَ غَضْبَانُ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: لَا يَحْكُمُ الْحَاكِمُ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ بَكْرَةَ اسْمُهٗ نُفَيْعٌ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میرے والد نے حضرت عبیداللہ بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا، وہ قاضی تھے، تم دو آدمیوں کے درمیان اس وقت فیصلہ نہ کرنا جب تم غضب کی حالت میں ہو کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: کوئی بھی فیصلہ کرنے والا دو آدمیوں کے درمیان اس وقت فیصلہ نہ کرے جب وہ غضب کے عالم میں ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1254- اخرجه البخاري (146/13) كتاب الاحكام، باب: هل يقضي القاضي او يفتي وهو غضبان، حديث (7158) ومسلم (1342/3) كتاب الاقضية، باب: كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، حديث (16-1717) وابو داؤد (302/3) كتاب الاقضية، باب: القاضي يقضي وهو غضبان، حديث (3589) والنسائي (237/8، 238) كتاب آداب القضاة، باب: ذكر ما ينبغي للحاكم ان يجتنبه، حديث (5406) وابن ماجه (776/2) كتاب الاحكام، باب: لا يحكم الحاكم وهو غضبان، حديث (2316) واحمد (36/5، 37، 38) والحميدي (348/2) حديث (792) من طريق عبد الملك بن عمير عن عبد الرحمن بن ابي بكرة عن ابيه فذكره۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا نام نفیع ہے۔

شرح

حالتِ غصہ میں قاضی فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں:

قاضی کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ وہ حالتِ غصہ میں فیصلہ نہ کرے۔ قاضی کی یہ ناراضگی خواہ مدعی یا مدعا علیہ یا کسی تیسرے شخص کی وجہ سے ہوئی ہو کیونکہ قاضی ناراضگی کی حالت میں فیصلہ کرے گا، تو وہ غلطی کرے گا۔ حدیث باب میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ ناراضگی میں فیصلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ هَدَايَا الْاُمَرَاءِ

باب 8- امراء (سرکاری اہلکاروں) کو ملنے والے تحائف

1255 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ يَزِيْدَ الْاَوْدِيِّ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ

متنِ حدیث: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ فَلَمَّا سِرْتُ اَرْسَلَ فِيْ اَثَرِيْ فَرُدِدْتُّ فَقَالَ اَتَدْرِيْ لِمَ بَعَثْتُ اِلَيْكَ لَا تُصِيْبَنَّ شَيْئًا بِغَيْرِ اِذْنِيْ فَاِنَّهٗ غُلُوْلٌ (وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) لِهٰذَا دَعَوْتُكَ فَامْضِ لِعَمَلِكَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَمِيْرَةَ وَبُرَيْدَةَ وَالْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ وَّاَبِيْ حُمَيْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ مُعَاذٍ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ دَاوُدَ الْاَوْدِيِّ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے یمن بھیجا جب میں روانہ ہونے لگا، تو آپ نے میرے پیچھے شخص بھیجا مجھے واپس بلوایا گیا آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو میں نے تمہیں، کیوں بلوایا ہے تم میری اجازت کے بغیر کوئی چیز نہ لینا کیونکہ یہ خیانت ہوگی اور جو شخص خیانت کرے گا وہ اس خیانت کی ہوئی چیز کو لے کر قیامت کے دن آئے گا، اسی لیے میں نے تمہیں بلایا تھا اب تم اپنے کام کے لیے چلے جاؤ۔

اس بارے میں حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ، حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں، جسے ابواسامہ

1255- لم يخرجه من اصحاب الكتب الستة سوى الترمذي ينظر، تحفة الاشراف، (412/8) حديث (11355) واخرجه الطبراني في المعجم الكبير (128/20) حديث (259)

نے داؤد داودی نامی راوی سے نقل کیا ہے۔

شرح

امراء کو پیش کیے جانے والے ہدایا کا شرعی حکم:

سلاطین، امراء، وزراء اور عمائدین سلطنت ہدایا اور نذرانے وصول نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے حق میں یہ رشوت ہیں اور رشوت خوری حرام ہے۔ ہدیہ یا نذرانہ پیش کرنے والا شخص ارکانِ حکومت سے بروقت کوئی اپنا کام کرائے گا یا مستقبل میں بہرحال یہ رشوت کی صورت ہے۔ یہ ہدیے یا نذرانے صرف منصب کی وجہ سے پیش کیے جاتے ہیں جن سے حدیث باب کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق ان لوگوں کے وہ ہدیے اور نذرانے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جو منصب سے قبل پیش کرتے تھے کیونکہ وہ نذرانے یا ہدیے ذات یا بزرگی کی وجہ سے ہیں جن کا منصب سے ہرگز تعلق نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ: حدیث باب سے ثابت ہوا کہ رؤساء، وزراء اور سلاطینِ مملکت دوسرے ممالک کے سربراہوں کی طرف سے دعوت ملنے پر دورے پر جاتے ہیں اور سرکاری سطح پر انہیں جو ہدیے اور نذرانے پیش کیے جاتے ہیں وہ سب قومی خزانے میں شامل کیے جائیں گے کیونکہ سب کچھ انہیں ملکی منصب کے سبب ملتا ہے۔ علاوہ ازیں جب دوسرے ممالک کے سربراہ ہمارے ملک کے دورے پر آتے ہیں تو انہیں بھی قومی خزانے سے نذرانے وغیرہ پیش کیے جاتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی الْحُكْمِ

باب 9- فیصلہ کرنے میں رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا

1256 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِىَ وَالْمُرْتَشِىَ فِى الْحُكْمِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَآئِشَةَ وَابْنِ حَدِيْدَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُوِىَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصِحُّ

قولِ امام دارمی: قَالَ: وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ حَدِيْثُ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنُ شَىْءٍ فِىْ هٰذَا الْبَابِ وَاَصَحُّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کرنے میں رشوت دینے والے اور رشوت لینے

1256- اخرجه احمد (387/2) من طريق ابى عوانة عن عمرو بن ابى سلمة عن ابى هريرة فذكره.

والے پر لعنت کی ہے۔
اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا' حضرت ابن حدیدہ رضی اللہ عنہ' سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
یہی روایت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے اس کے علاوہ یہ ابوسلمہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے بھی نقل کی گئی ہے لیکن یہ مستند نہیں ہے۔
میں نے امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ابوسلمہ کی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کردہ حدیث اس بارے میں سب سے بہترین اور مستند ہے۔

1257 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ خَالِهِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ
متنِ حدیث: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِیَ وَالْمُرْتَشِیَ
حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے پر لعنت کی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

رشوت لینے دینے کی مذمت و وعید:

عربی زبان میں لفظ ''راشی'' ثلاثی مجرد سے اسمِ فاعل واحد مذکر کا صیغہ ہے بمعنیٰ رشوت دینے والا۔ لفظ ''مرتشی'' بھی ثلاثی مزید باب افتعال سے صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ہے بمعنی رشوت لینے والا۔ اردو زبان میں رشوت وصول کرنے والے کو ''راشی'' کہا جاتا ہے' جبکہ مرتشی کا استعمال نہیں ہوتا۔
رشوت لینا' دینا اور فریقین کے مابین واسطہ ورابطہ بننا گناہ ہے۔ حدیث باب میں ان لوگوں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ البتہ اپنا جائز حق حاصل کرنے کے لیے کسی کو رقم وغیرہ دینا رشوت کے حکم میں داخل نہیں ہے لیکن لینے والے کے لیے رشوت ہوگی۔ مثلاً ایک شخص کسی منصب کا اہل ہے اور رشوت کے بغیر وہ اسے نہیں مل سکتا جبکہ دوسرا شخص اس منصب کا نااہل ہے مگر رشوت دے کر اسے حاصل کر لیتا ہے۔

1257- اخرجه احمد (2/64،190،194) وابو داؤد (3/300) كتاب الاقضية' باب: في كراهية الرشوة' حديث (3580) وابن ماجه (2/775) كتاب الاحكام' باب: التغليظ في الحيف والرشوة' حديث (2313) من طريق الحارث بن عبد الرحمن بن عن ابي سلمة عن عبد الله بن عمرو فذكره.

حدیث باب میں ''فی الحکم'' کی قید احترازی نہیں ہے' بلکہ اتفاقی یا تشنیع ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ رشوت لینا دینا سب کے لیے حرام اور باعث لعنت ہے' خواہ وہ وزیر ہو یا حاکم ہو یا قاضی ہو یا افسر ہو یا کلرک وغیرہ ہو۔ وہ رشوت بھی خواہ ہدیہ کی شکل میں ہو یا نذرانہ کی صورت میں یا کسی اور ہیئت وکیفیت میں ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَبُوْلِ الْهَدِيَّةِ وَاِجَابَةِ الدَّعْوَةِ

باب 10- تحفہ قبول کرنا اور دعوت قبول کرنا

1258 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ وَلَوْ دُعِيتُ عَلَيْهِ لَاَجَبْتُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّعَائِشَةَ وَالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَسَلْمَانَ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلْقَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر مجھے ایک پایہ (بکری وغیرہ کا پاؤں) تحفے کے طور پر دیا جائے' تو میں اسے قبول کرلوں گا' اور اگر اس کے لیے مجھے دعوت دی جائے' تو میں دعوت کو قبول کرلوں گا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ' حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ حیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن علقمہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

ہدیہ اور دعوت قبول کرنے کی شرعی حیثیت:

مرید اپنے مرشد کی خدمت میں' شاگرد اپنے شیخ کے حضور اور اولاد اپنے والدین کریمین کے سامنے کوئی چیز بطور ہدیہ پیش کریں تو قبول کرنا سنت ہے۔ ہدیہ قبول کرنے کے لیے کوئی شرط عائد کرنا یا عمدہ چیز لانے کے لیے کہنا منع ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشادِ گرامی ہے: ''تھادوا تحابوا'' تم آپس میں ہدیہ دو اس وجہ سے تم میں محبت پیدا ہوگی۔ ہدیہ کی طرح دعوت قبول کرنا بھی سنت ہے۔ دعوت قبول کرنا حقوقِ انسان سے ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کی دعوت بھی قبول کر لیتے تھے۔ ہر انسان اپنی استطاعت کے مطابق دعوت کرسکتا ہے۔ حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے معمولی چیز کا ہدیہ یا معمولی کھانے کی دعوت قبول کرنا بھی سنت ہے۔ اسلام عاجزی پسند دین ہے' جس میں تکلیف کی گنجائش نہیں ہے' بلکہ آسانی اور سہولت کا درس ہے۔

قاضی عدالت میں کسی کا ہدیہ قبول کر سکتا ہے نہ نذرانہ اور نہ دعوت کیونکہ اس کی وجہ سے اس کا جھکاؤ فریقین میں سے ایک طرف ہو جائے گا جو آدابِ قضاء وعدالت کے منافی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّشْدِيْدِ عَلٰى مَنْ يُّقْضٰى لَهٗ بِشَيْءٍ لَّيْسَ لَهٗ اَنْ يَّاْخُذَهٗ

باب 11- جس شخص کے حق میں کسی چیز کا فیصلہ ہو جائے (جو غلط ہو) تو اس شخص کے لیے اس چیز کو لینا درست نہیں ہے اس بارے میں شدت سے تاکید

1259 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ وَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَاِنْ قَضَيْتُ لِاَحَدٍ مِّنْكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ حَقِّ اَخِيْهِ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ فَلَا يَاْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَآئِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اُمِّ سَلَمَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم لوگ میرے پاس مقدمات لے کر آتے ہو میں ایک انسان ہوں ہو سکتا ہے تم میں سے کوئی ایک اپنی دلیل پیش کرنے میں دوسرے کے مقابلے میں زیادہ تیز زبان ہو تو اگر میں کسی شخص کے حق میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں تو میں نے اس کے لیے آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیا ہے تو وہ اسے وصول نہ کرے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

سیدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

قاضی کے غلط فیصلہ کی صورت میں چیز وصول کرنے کی وعید و مذمت:

جب کوئی شخص کسی چیز پر ناحق قابض ہو کر عدالت میں پہنچ جائے اور مدعی بن کر جھوٹے گواہ پیش کر دے۔ عدالت کے تقاضے

1259- اخرجه مالك في الموطا (719/2) كتاب الاقضية' باب: الترغيب في القضاء بحق' حديث (1) والبخاري (340/5) كتاب الشهادات' باب: من اقام البينة' بعد اليمين' حديث (2680) ومسلم (1337/3) كتاب الاقضية' باب: الحكم بالظاهر' واللحن بالحجة' حديث (4-1713) وابو داؤد (301/3) كتاب الاقضية: باب: في قضاء القاضي اذا خطاء' حديث (3583) والنسائي (247/8) كتاب آداب القضاة: باب: ما يقطع القضاء' حديث (5322) وابن ماجه (777/2) كتاب الاحكام' باب: قضية الحاكم لا تحل حراما ولا تحرم حلالا' حديث (2317) واخرجه احمد (290'203/6) والحميدي (142/1) حديث (296) من طريق عروة بن الزبير عن زينب بنت ابي سلمة عن امها ام سلمة به.

پورے ہونے پر قابض بھی اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہے' جبکہ حقیقت میں معاملہ اس کے برعکس ہو تو بظاہر فیصلہ ہو جائے گا لیکن مدعی کا متعلقہ چیز قبضہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اس ناجائز چیز پر قابض ہونے کی مذمت و وعید حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ غیر مملوکہ چیز پر قبضہ خواہ عدالت کے فیصلہ کے مطابق بھی ہو' تو جہنم کی آگ کے انگارے پر قبضہ کرنے کے مترادف ہے۔

جھوٹے گواہوں کے سبب عدالتی فیصلہ ظاہراً یا باطناً نافذ ہونے میں مذاہب آئمہ:

جب کوئی شخص دوسرے آدمی کی چیز پر قابض ہونے کے لیے قاضی کی عدالت میں جھوٹے گواہ پیش کر دے مثلاً زید' بکر کے مکان پر قابض ہونا چاہتا ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ بکر نے اسے مکان فروخت کر دیا ہے' جبکہ بکر مکان فروخت کرنے سے انکار کرتا ہے۔ فریقین قاضی کی عدالت میں تنازع لے جاتے ہیں۔ مدعی (زید) اپنے (جھوٹے) گواہ بھی پیش کر دیتا ہے۔ اس صورت میں قاضی' زید کے حق میں مکان کا فیصلہ کر دیتا ہے' تو وہ نافذ العمل ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ قاضی کا فیصلہ ظاہراً نافذ ہوگا یا ظاہراً اور باطناً نافذ ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قاضی کا فیصلہ ظاہراً نافذ ہوگا لیکن باطناً نافذ نہیں ہوگا یعنی پولیس بظاہر مکان خالی کروا کر زید کے حوالے کرے گی جبکہ حقیقت میں زید کا اس پر قبضہ کرنا اور اس میں رہائش اختیار کرنا یا اس سے انتفاع و استفادہ کرنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ مذمت و وعید یہ الفاظ استعمال فرمائے ہیں: "فانما اقطع له من النار" بے شک میں اسے جہنم کی آگ کا انگارہ کاٹ کر دے رہا ہوں۔ اس میں صراحت ہے کہ قاضی کا فیصلہ باطناً نافذ نہیں ہوگا' کیونکہ وہ چیز اس کے لیے حلال نہیں ہے۔

2- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مذکورہ صورت میں قاضی کا فیصلہ ظاہراً بھی نافذ ہوگا اور باطناً بھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قاضی کے فیصلہ کے مطابق پولیس بکر کا مکان خالی کروا کر زید کے حوالے کرے گی۔ زید اس کا مالک بن جائے گا اس پر قابض ہو جائے گا اور وہ اس سے انتفاع و استفادہ بھی کر سکے گا۔ اس مکان کی بیع' ہبہ اور وراثت کا اجراء سب کچھ درست ہو جائے گا۔ البتہ زید سے آخرت میں اس کا مؤاخذہ ضرور ہوگا' کیونکہ وہ مجرم ہے اور مجرم کی سزا یقینی ہوتی ہے۔

حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل حدیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قاضی کا فیصلہ باطناً نافذ نہیں ہوگا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا فیصلہ تو ظاہراً و باطناً نافذ ہو جائے گا لیکن آخرت میں اس سے مؤاخذہ ہوگا اور اپنے کیے کی سزا بھگتنا ہوگی۔

سوال: حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف پر یہ مشہور اعتراض ہوتا ہے کہ آپ نے جھوٹے گواہ پیش کر کے لوگوں کے مال و دولت پر قبضہ کرنے کا دروازہ کھول دیا ہے۔ گویا جب کوئی شخص دوسرے کی چیز کو پسند کرے' تو وہ جھوٹے گواہ تیار کر کے عدالت میں مدعی کی حیثیت سے حاضر ہو جائے اور جھوٹے گواہوں کی گواہی کے نتیجہ میں قاضی یا عدالت کے فیصلہ کے مطابق مطلوبہ چیز اس کے قدموں میں ہے؟

جواب: حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف اور فیصلہ بہت بڑی حکمت پر مبنی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

طرف سے قاضی کو ولایت تامہ حاصل ہے' قاضی کی عدالت کا قیام ہی تنازعات کے خاتمہ کے لیے کیا گیا ہے اور فریقین کے تنازع کو ختم کر کے ایک جانب کی صحت کا تعین کر دے تا کہ مزید خصومات و تنازعات کا دروازہ بند ہو جائے۔ اگر یہ بات کی جائے کہ فیصلہ ظاہراً نافذ ہوگا باطناً نافذ نہیں ہوگا' تو اس سے نزاع ختم نہیں ہوگا بلکہ اس میں لامتناہی سلسلہ چل پڑے گا' جس پر قابو پانا دشوار ہو جائے گا۔ البتہ حقیقتِ حال کے خلاف گواہ پیش کر کے کسی کی چیز پر قابض ہونے والا دراصل مجرم ہے اور اس جرم کا تعلق حقوق العباد کے ساتھ ہے جو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا بلکہ قیامت کے دن اسے اپنے کیے کی سزا بھگتنا ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَنَّ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ

باب 12- دعویٰ کرنے والے کا ثبوت پیش کرنا لازم ہے اور جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہو اس پر قسم اٹھانا لازم ہے

1260 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِّنْ كِنْدَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا غَلَبَنِيْ عَلٰى اَرْضٍ لِّيْ فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ اَرْضِيْ وَفِيْ يَدِيْ لَيْسَ لَهٗ فِيْهَا حَقٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ اَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِيْنُهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَّا يُبَالِيْ عَلٰى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ اِلَّا ذٰلِكَ قَالَ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ لِيَحْلِفَ لَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَدْبَرَ لَئِنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِكَ لِيَاْكُلَهٗ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ علقمہ بن وائل اپنے والد کا یہ بیان کرتے ہیں: حضر موت سے ایک شخص اور کندہ سے ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرمی شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس شخص نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ کندی نے عرض کی: وہ میری زمین ہے۔ وہ میرے پاس ہے اس کا اس زمین میں کوئی حق نہیں ہے نبی اکرم ﷺ نے حضرمی سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے اس نے عرض کی: نہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے دوسرے فریق سے کہا پھر تم قسم اٹھاؤ حضرمی نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ ایک گناہگار شخص ہے یہ اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ یہ کس بات پر قسم اٹھا رہا ہے یہ کسی بات سے جھجکتا نہیں

1260- اخرجه احمد (317/4) ومسلم (408/1 'ابی) كتاب الايمان: باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار' حديث (223-139) وابو داؤد (312/3) كتاب الاقضية' باب: الرجل يحلف على علمه فيما غاب عنه' حديث (3623) من طريق سماك بن حرب عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابيه فذكره.

ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے لیے صرف یہی ہو سکتا ہے راوی بیان کرتے ہیں: وہ شخص قسم اٹھانے کے لیے تیار ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اس نے تمہارے مال پر اس لیے قسم اٹھائی ہے' تاکہ اُسے ظلم کے طور پر ہتھیا لے تو جب یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا' تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منہ پھیرا ہوگا۔ (یعنی اس سے ناراض ہوگا)

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1261 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَنْبَاَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَّغَيْرُهٗ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: فِيْ خُطْبَتِهِ الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ فِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ

توضیحِ راوی: وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْعَرْزَمِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ ضَعَّفَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَغَيْرُهٗ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنے خطبے میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی: دعویٰ کرنے والے پر ثبوت پیش کرنا لازم ہے اور جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہو اس کا قسم اٹھانا لازم ہے۔

اس حدیث کی سند میں کچھ کلام کیا گیا ہے۔

محمد بن عبید اللہ عرزمی نامی راوی کو علم حدیث میں ان کے حافظے کے حوالے سے "ضعیف" قرار دیا گیا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے۔

1262 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ

1262- اخرجه البخاری (172/5) کتاب الرهن باب: اذا اختلف الراهن' والمرتهن' ونحوه فالبينة على المدعي' واليمين' على المدعى عليه' حديث (2514) ومسلم (1336/3) کتاب الاقضية' باب: اليمين على المدعى عليه' حديث (1711/1) وابو داؤد (311/3) کتاب الاقضية' باب: اليمين على المدعى عليه حديث (3619) والنسائی (248/8) کتاب آداب القضاة' باب عظة الحاكم على اليمين' حديث (5425) وابن ماجه (778/2) کتاب الاحكام' باب: البينة على المدعي' واليمين على المدعى عليه' حديث (2321) واخرجه احمد (342/1' 351' 363) من طريق عبد الله بن ابی مليكة عن ابن عباس فذكره۔

اَلْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا ہے دعویٰ کرنے والے پر ثبوت پیش کرنا لازم ہے، جس شخص کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہو اس کا قسم اٹھانا لازم ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم، جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی دعویٰ کرنے والے پر ثبوت پیش کرنا لازم ہے اور جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہو اس پر قسم اٹھانا لازم ہے۔

شرح

قاضی کے فیصلہ کرنے کا طریقہ:

احادیث باب میں قاضی کے فیصلہ کا ایک طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے: "**البينة على المدعي واليمين على المدعي عليه**" گواہ پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم مدعا علیہ کے ذمہ ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب کسی تنازع یا معاملہ کے لیے فریقین قاضی کی عدالت میں فیصلہ کرانے کے لیے جائیں تو مدعی گواہ پیش کرے گا۔ اگر وہ گواہ پیش کر دے جو قاضی کی نظر میں قابلِ اعتماد ہوں، تو قاضی اس کے حق میں فیصلہ کر دے گا۔ اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے یا گواہ نا تمام پیش کرے یا وہ قابلِ اعتماد نہ ہوں، تو قاضی ان گواہوں کو کالعدم قرار دیتے ہوئے مدعا علیہ کو قسم کھانے کا کہے گا۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کر دے، تو قاضی مدعی کے حق میں فیصلہ کر دے گا۔ اگر مدعی علیہ قسم کھالے تو اس کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا۔

قاضی کے فیصلہ کرنے کے طریق کار میں مذاہبِ آئمہ:

کیا قاضی کے فیصلہ کرنے کا ایک طریقہ ہے یا متعدد ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

1- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قاضی کے فیصلہ کرنے کا ایک طریقہ ہے جو اوپر تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

2- آئمہ ثلاثہ کے نزدیک قاضی کے فیصلہ کرنے کے دو طریقے ہیں:

(1) جو احادیث باب میں بیان کیا گیا ہے اور احناف بھی اس سے متفق ہیں۔ وہ یہ کہ مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا اور مدعا علیہ کے ذمہ قسم کھانا ہے۔

(2) قاضی ایک گواہ اور قسم سے بھی فیصلہ کر سکتا ہے۔ اس کا نام "**قضاء القاضی بشاهد واحد ويمين**" ہے۔ انہوں نے آئندہ باب کی حدیث نمبر 1263 سے استدلال کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ

باب 13- ایک گواہ کے ہمراہ قسم اٹھانا

1263 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ قَالَ رَبِيْعَةُ وَاَخْبَرَنِي ابْنٌ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ وَجَدْنَا فِيْ كِتَابِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّجَابِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّسُرَّقٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک گواہ کے ہمراہ قسم کے ذریعے فیصلہ کر دیا تھا۔

ربیعہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے یہ بات مجھے بتائی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تحریر میں یہ بات پائی ہے: نبی اکرم ﷺ نے ایک گواہ اور قسم کے ذریعے فیصلہ دیا تھا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت سرق رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کے یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک گواہ کے ہمراہ قسم کے ذریعے فیصلہ کر دیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

1264 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ

◆◆ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد (امام باقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک گواہ کے ہمراہ قسم کے ذریعے فیصلہ کر دیا تھا۔

1265 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ قَالَ وَقَضٰى بِهَا عَلِيٌّ

1263- اخرجه ابوداؤد (309/3) كتاب الاقضية' باب: القضاء باليمين والشاهد' حديث (3610) وابن ماجه (793/2) كتاب الاحكام' باب: القضاء بالشاهد واليمين' حديث (2368) من طريق سهيل بن ابي صالح عن ابيه عن ابي هريرة فذكره.

1264- اخرجه احمد (305/3) وابن ماجه (793/2) كتاب الاحكام' باب: القضاء بالشاهد واليمين' حديث (2369) من طريق جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر فذكره.

فِيكُمْ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا اَصَحُّ وَهٰكَذَا رَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّرَوٰى عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِىْ سَلَمَةَ وَيَحْيَى ابْنُ سُلَيْمٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ رَاَوْا اَنَّ الْيَمِيْنَ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ جَائِزٌ فِي الْحُقُوْقِ وَالْاَمْوَالِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالُوْا لَا يُقْضٰى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ اِلَّا فِي الْحُقُوْقِ وَالْاَمْوَالِ وَلَمْ يَرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَغَيْرِهِمْ اَنْ يُّقْضٰى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ

◆◆ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک گواہ کے ہمراہ قسم کے ذریعے فیصلہ کر دیا تھا۔

وہ یہ بیان کرتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کے ذریعے تمہارے درمیان فیصلہ کر دیا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے' ان کے والد (امام محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

عبدالعزیز بن ابوسلمہ اور یحییٰ بن سلیم نے اس روایت کو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک' جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ اس بات کے قائل ہیں: حقوق اور اموال میں ایک گواہ کے ہمراہ قسم کے ذریعے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: صرف حقوق اور اموال میں ایک گواہ کے ہمراہ قسم کے ذریعے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

کوفہ سے تعلق اور دیگر علاقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک ایک گواہ کے ہمراہ قسم کے ذریعے فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

شرح

ایک گواہ اور ایک قسم سے فیصلہ:

آئمہ ثلاثہ کے نزدیک قاضی دو طریقوں سے فیصلہ کرنے کا مجاز ہے:

(1) قاضی کی عدالت میں مدعی گواہ پیش کر دے جو کامل ہوں' با اعتماد ہوں اور قابلِ قبول ہوں۔

(2) مدعی ایک گواہ پیش کردے جبکہ مدعا علیہ قسم کھالے۔ انہوں نے قاضی کے دوسرے طریقہ سے فیصلہ کرنے کے لیے احادیث باب سے استدلال کیا ہے، جن میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فریقین کے مابین ایک گواہ اور ایک قسم سے فیصلہ فرمایا تھا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ان احادیث سے استدلال درست نہیں ہے۔ پوری حدیث سنن ابی داؤد میں موجود ہے، جس میں صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فریقین کو بایں الفاظ حکم دیا تھا:

اذهبوا فقاسموهم انصاف الاموال ۔ (سنن ابی داؤد، جلد ثانی، ص:508)

تم جاؤ یہ چیز آدھی آدھی تقسیم کرلو"۔ گویا یہ دوٹوک فیصلہ نہ تھا بلکہ فریقین کے مابین مصالحت کی صورت ہوئی۔

لہٰذا اس روایت سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعَبْدِ يَكُوْنُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُعْتِقُ اَحَدُهُمَا نَصِيْبَهٗ

باب 14- وہ غلام جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اوران میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کردے

1266 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ اَعْتَقَ نَصِيْبًا اَوْ قَالَ شِقْصًا اَوْ قَالَ شِرْكًا لَهٗ فِيْ عَبْدٍ فَكَانَ لَهٗ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهٗ بِقِيْمَةِ الْعَدْلِ فَهُوَ عَتِيْقٌ وَّاِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ

اختلافِ روایت: قَالَ اَيُّوْبُ وَرُبَّمَا قَالَ نَافِعٌ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ يَعْنِيْ فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ سَالِمٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنے حصے کو آزاد کردے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) ایک حصے کو آزاد کردے (راوی کو شک ہے، یا شاید یہ الفاظ ہیں) کسی غلام میں اپنے حصے کو آزاد کردے اور اس

1266- اخرجه مالك في الموطا (772/2) كتاب العتق والولاء، باب: من اعتق شركاء في مملوك، حديث (1) واحمد (56/1، 112/2، 142) والبخاري (180/5) كتاب العتق، باب: اذا اعتق عبدا بين اثنين، او امة بين شركاء، حديث (2524) ومسلم (1139/2) كتاب العتق، حديث (1-1501) وابو داؤد (24/4) كتاب العتق: باب فيمن روى انه لا يستعى حديث (3941) وابن ماجه (844/2، 845) كتاب العتق، باب: من اعتق شركاء له في عبد، حديث (2528) من طريق ايوب، ومالك بن انس عن نافع عن ابن عمر فذكره۔

کے پاس اتنا مال موجود ہو جو اس غلام کی عام قیمت تک پہنچتا ہو تو وہ غلام (اس شخص کی طرف سے) آزاد شمار ہوگا' ورنہ اتنا حصہ آزاد ہوگا جتنا اس نے کیا ہے۔

ایوب نامی راوی بیان کرتے ہیں: نافع نے اس حدیث میں بعض اوقات یہ لفظ نقل کیے ہیں' اس کی طرف سے اتنا حصہ آزاد ہوگا جتنا اس نے آزاد کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس روایت کو سالم نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

1267 سندِحدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ اَعْتَقَ نَصِيْبًا لَهُ فِيْ عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ فَهُوَ عَتِيْقٌ مِّنْ مَالِهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دے اور اس کے پاس اتنا مال موجود ہو کہ وہ اس غلام کی قیمت تک پہنچتا ہو' تو وہ غلام اس شخص کے مال میں سے آزاد شمار ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1268 سندِحدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ ابْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ اَعْتَقَ نَصِيْبًا اَوْ قَالَ شِقْصًا فِيْ مَمْلُوْكٍ فَخَلَاصُهُ فِيْ مَالِهِ اِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ قِيْمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ يُسْتَسْعٰى فِيْ نَصِيْبِ الَّذِيْ لَمْ يُعْتِقْ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ شَقِيْصًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَهٰكَذَا رَوٰى اَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ قَتَادَةَ مِثْلَ رِوَايَةِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ

1268- اخرجه البخاری (186/5) کتاب العتق' باب: اذا اعتق نصیباً فی عبد ولیس مال استسعی العبد غیر مشقوق علیه علی نحو الکتابة؟ حدیث (2527) ومسلم (1140/2) کتاب العتق' باب: ذکر سعایة العبد' حدیث (3-1503) وابو داؤد (24'23/3) کتاب العتق' باب: من ذکر السعایة فی هذا الحدیث' حدیث (3938-3937) وابن ماجه (844/2) کتاب العتق' باب: من اعتق شرکاء له فی عبد' حدیث (2527) واخرجه احمد (468'426''347'255/2) والحمیدی (467/2) حدیث (1093) من طریق قتادة عن النضیر بن انس عن بشیر بن نهیك عن ابی هریرة فذکره۔

قَتَادَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ اَمْرَ السِّعَايَةِ

مذاہبِ فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِى السِّعَايَةِ فَرَاَى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ السِّعَايَةَ فِىْ هٰذَا وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اِسْحٰقُ وَقَدْ قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَاَعْتَقَ اَحَدُهُمَا نَصِيْبَهٗ فَاِنْ كَانَ لَهٗ مَالٌ غَرِمَ نَصِيْبَ صَاحِبِهٖ وَعَتَقَ الْعَبْدُ مِنْ مَالِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ عَتَقَ مِنَ الْعَبْدِ مَا عَتَقَ وَلَا يُسْتَسْعٰى وَقَالُوْا بِمَا رُوِىَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا قَوْلُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَبِهٖ يَقُوْلُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی غلام میں (اپنے) حصے کو آزاد کردے تو اس غلام کی آزادی اس شخص کے مال میں سے ہوگی اگر اس شخص کے پاس مال موجود ہوا گر اس کے پاس مال موجود نہیں ہوگا تو اس غلام کی مناسب قیمت لگائی جائے گی پھر وہ اپنے اس بقیہ حصے کے لیے محنت مزدوری کرے گا جو آزاد نہیں ہوا اس بارے میں اس کو مشقت کا شکار نہیں کیا جائے گا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں ایک لفظ کا اختلاف ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس روایت کو ابان بن یزید نے قتادہ کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے سعید بن ابوعروبہ نے نقل کیا ہے اور شعبہ نے بھی اسے نقل کیا ہے۔

غلام سے مزدوری کروانے کے بارے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس سے مزدوری کروائی جائے گی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں اسحٰق نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: جب کوئی غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترکہ ملکیت ہو اور ان میں سے کوئی ایک شخص اپنے حصے کو آزاد کردے تو اگر اس ایک شخص کے پاس اتنا مال ہو جس کے ذریعے وہ اپنے بھائی کے حصے کی قیمت ادا کرسکتا ہو تو وہ غلام اس شخص کے مال میں سے آزاد شمار ہوگا اور اگر اس شخص کے پاس اتنا مال نہ ہو تو غلام کا اتنا حصہ آزاد شمار ہوگا جتنا اس نے آزاد کیا تھا لیکن غلام سے مزدوری نہیں کروائی جائے گی۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کی حدیث نقل کی گئی ہے (اس پر عمل کیا جائے گا)

اہلِ مدینہ اس بات کے قائل ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ

دیا ہے۔

شرح

ماقبل سے ربط:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''کتاب البیوع'' کے وسط میں ''کتاب الاحکام'' کی بحث شروع کردی تھی یہاں تک ''کتاب الاحکام'' کی بحث ختم ہوچکی ہے اب یہاں سے دوبارہ ''کتاب البیوع'' کی باقی ماندہ بحث کا آغاز کررہے ہیں۔

نصف غلام آزاد کرنے کا مسئلہ:

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب ایک غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو مثلاً جمیل اور خالد کے درمیان، جمیل اپنا نصف حصہ غلام آزاد کردے جبکہ خالد آزاد نہ کرے۔ اس صورت میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ غلام نصف آزاد ہوگا اور نصف غلام رہے گا۔ اب خالد جائزہ لے گا کہ جمیل معسر ہے یا مؤسر؟ اس کے مؤسر (صاحب ثروت) ہونے کی صورت میں خالد کو تین اختیارات حاصل ہوں گے:

(1) وہ بھی اپنے حصہ کا نصف غلام آزاد کردے۔

(2) یا خالد جمیل سے ضمان کا مطالبہ کرے کہ وہ نصف غلام کی قیمت ادا کرکے باقی ماندہ غلام بھی آزاد کردے۔

(3) یا خالد غلام سے ''سعایہ'' کرائے اور طے شدہ رقم جمع کروا کر آزاد ہوجائے۔

جمیل کے معسر (غریب) ہونے کی صورت میں خالد کو دو اختیار حاصل ہوں گے:

(1) غلام سے ''سعایہ'' کرائے۔ (2) یا یہ بھی اپنا حصہ آزاد کردے۔

آئمہ فقہ کی اس مسئلہ میں مختلف آراء ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ عتق تجزی کو قبول کرتا ہے۔ لہٰذا یہ ممکن ہے کہ ایک وقت میں نصف غلام آزاد ہو اور نصف غلام ہو۔ جب جمیل نے غلام کا نصف حصہ آزاد کیا تو غلام کا نصف حصہ آزاد ہوا تھا اور نصف غلامی میں تھا۔ اب اگر خالد بھی اپنا نصف حصہ آزاد کردیتا ہے، تو غلام کی ''ولاء'' جمیل اور خالد دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگی کیونکہ ولاء عتاق کے تابع ہوا کرتی ہے۔ اگر خالد، جمیل سے ضمان کا مطالبہ کرے کہ باقی ماندہ نصف غلام بھی خرید کر آزاد کردو اور قیمت مجھے دے دو۔ اس صورت میں غلام کی تمام ''ولاء'' کا مالک جمیل ہوگا۔ اس لیے کہ تمام غلام کی آزادی اس کی طرف سے ہوئی ہے۔ اگر خالد، غلام سے سعایہ کرائے تو یہ بھی جائز ہے، کیونکہ اس صورت میں غلام مکاتب قرار پائے گا۔ جب وہ کما کر حق مکاتبت ادا کر دے گا، تو اسے آزادی حاصل ہوجائے گی، اس غلام کی مکاتبت بھی نصف ہوگی۔ اس صورت میں بھی غلام کی نصف ''ولاء'' جمیل کو اور نصف خالد کو ملے گی۔

2- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جمیل کے مؤسر ہونے کی صورت میں عتق تجزی کو قبول نہیں کرتا جبکہ معسر

ہونے کی حالت میں تجزی کو قبول کرتا ہے۔ جمیل کے مال دار ہونے کی صورت میں نصف آزاد کرنے سے بھی غلام پورا آزاد ہو جائے گا جبکہ معسر (غریب) ہونے کی حالت میں نصف آزاد ہوگا۔ جمیل کے مؤسر ہونے کی صورت میں خالد کو حق حاصل ہوگا کہ باقی ماندہ غلام کی ضمان کا مطالبہ کرے کہ وہ (جمیل) نصف بھی آزاد کردے اور اس کی رقم اس کے حوالے کر دے۔ اس صورت میں غلام پر ''سعایہ'' نہیں ہوگا۔ اگر جمیل غریب ہو تو غلام کا نصف آزاد ہو جائے گا جبکہ خالد کا نصف حصہ غلام رہے گا۔ اس صورت میں غلام ایک دن آزاد ہوگا اور ایک دن خالد کی ملک ہونے کی وجہ سے غلامی میں ہوگا۔

3- صاحبین کا نقطہ نظر ہے کہ عتق کسی صورت میں بھی تجزی کو قبول نہیں کرتا' جمیل کی مالی حالت خواہ کچھ بھی ہو اس کے نصف غلام آزاد کرنے سے باقی ماندہ نصف یعنی پورا غلام آزاد ہو جائے گا۔ خالد کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ جمیل سے نصف غلام کی ضمان کا مطالبہ کرے یا غلام سے ''سعایہ'' کرا سکتا ہے۔ غلام نصف قیمت لا کر خالد کو جمع کرائے گا۔ غلام کی ''ولاء'' بہر صورت جمیل کو ملے گی کیونکہ عتاق کا پروانہ اس کی طرف سے غلام کو ملا تھا۔ جمیل کے معسر ہونے کی صورت میں خالد اس سے نصف ضمان کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ البتہ وہ غلام سے ''سعایہ'' کرانے کا مجاز ہوگا۔ اس صورت میں بھی غلام کی ''ولاء'' جمیل کو ملے گی کیونکہ عتق تجزی کو قبول نہیں کرتا۔ اس طرح پورا غلام جمیل کی طرف سے آزاد ہوا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعُمْرٰى

باب 15- عمریٰ کا بیان

1269 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ لِاَهْلِهَا اَوْ مِيْرَاثٌ لِاَهْلِهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّجَابِرٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَمُعَاوِيَةَ

◆◆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عمریٰ اس کے مالکان کے لیے جائز ہے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جن کے لیے کیا گیا ہے' ان کو میراث (کے طور پر) ملے گا۔

اس بارے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1270 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَيُّمَا رَجُلٍ اُعْمِرَ عُمْرٰى لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَاِنَّهَا لِلَّذِىْ يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعُ اِلَى الَّذِىْ اَعْطَاهَا لِاَنَّهٗ

1269- اخرجه احمد (5/8'13'22) وابوداؤد (3/293) كتاب البيوع' باب: في العمرى' حديث (3549) من طريق قتادة عن الحسن عن سمرة بن جندب فذكره.

اَعْطٰی عَطَاءً وَّقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلاف روایت: وَهٰكَذَا رَوٰی مَعْمَرٌ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ مِثْلَ رِوَايَةِ مَالِكٍ وَّرَوٰی بَعْضُهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ وَلِعَقِبِهٖ

حدیث دیگر: وَرُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرٰی جَائِزَةٌ لِاَهْلِهَا وَلَيْسَ فِيْهَا لِعَقِبِهٖ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اِذَا قَالَ هِیَ لَكَ حَيَاتَكَ وَلِعَقِبِكَ فَاِنَّهَا لِمَنْ اُعْمِرَهَا لَا تَرْجِعُ اِلَی الْاَوَّلِ وَاِذَا لَمْ يَقُلْ لِعَقِبِكَ فَهِیَ رَاجِعَةٌ اِلَی الْاَوَّلِ اِذَا مَاتَ الْمُعْمَرُ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِيِّ

حدیث دیگر: وَرُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

الْعُمْرٰی جَائِزَةٌ لِاَهْلِهَا

وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اِذَا مَاتَ الْمُعْمَرُ فَهُوَ لِوَرَثَتِهٖ وَاِنْ لَمْ تُجْعَلْ لِعَقِبِهٖ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو کوئی چیز عمریٰ کے طور پر دی گئی ہو' تو وہ اس کی ملکیت ہوگی یا پسماندگان کی ملکیت ہوگی بے شک وہ چیز اس کی ہوگی' جسے دی گئی ہے' جس شخص نے دی ہے۔ وہ اسے واپس نہیں لے سکتا کیونکہ اس نے اس طریقے سے دی ہے: جس میں وراثت کا حکم جاری ہو جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

معمر اور دیگر راویوں نے اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

بعض راویوں نے اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس میں یہ لفظ نقل نہیں کیے ''اس کے پسماندگان کے لیے بھی ہوگی''۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ' حضرت جابر کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے:

''عمریٰ' اس کے اہل کے لیے جائز ہے' اس میں' اس کے پسماندگان کا حصہ نہیں ہوگا۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب آدمی یہ کہے: یہ تمہاری زندگی میں اور تمہارے بعد بھی تمہارا ہے' تو یہ اس شخص کی ملکیت ہوگا' جس کو یہ دیا گیا ہے اب یہ پہلے شخص کی طرف واپس نہیں جائے گا' لیکن اگر وہ شخص یہ نہیں کہتا کہ تمہارے بعد بھی ہوگا' تو یہ پہلے شخص کی طرف واپس آ جائے گا' جب وہ دوسرا شخص فوت ہو جائے گا' جسے عمریٰ کے طور پر

چیز دی گئی تھی۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں دیگر حوالوں سے نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے: عمریٰ اس شخص کے لیے درست ہے، جس کو دیا گیا ہو۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہو وہ اس کے وارثوں کو ملے گی اگرچہ وہ اس کے پسماندگان کے نام نہیں کی گئی تھی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّقْبٰى

باب 16- رقبیٰ کا حکم

1271 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِى هِنْدٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ لِاَهْلِهَا وَالرُّقْبٰى جَائِزَةٌ لِاَهْلِهَا.

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اختلافِ سند: وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنْ جَابِرٍ مَوْقُوفًا وَّلَمْ يَرْفَعْهُ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ الرُّقْبٰى جَائِزَةٌ مِثْلَ الْعُمْرٰى

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَفَرَّقَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَغَيْرِهِمْ بَيْنَ الْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى فَاَجَازُوا الْعُمْرٰى وَلَمْ يُجِيْزُوا الرُّقْبٰى

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: وَتَفْسِيْرُ الرُّقْبٰى اَنْ يَّقُوْلَ هٰذَا الشَّىْءُ لَكَ مَا عِشْتَ فَاِنْ مُتَّ قَبْلِىْ فَهِىَ رَاجِعَةٌ اِلَىَّ وَقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ الرُّقْبٰى مِثْلُ الْعُمْرٰى وَهِىَ لِمَنْ اُعْطِيَهَا وَلَا تَرْجِعُ اِلَى الْاَوَّلِ

1270- اخرجه البخاری (282/5) كتاب الهبة، باب: ما قيل في العمرى والرقبى، حديث (2625) ومسلم (1245/3) كتاب الهبات، باب: العمرى، حديث (1265/22) وابو داؤد (294/3) كتاب البيوع، باب: من قال فيه ولعقبة، حديث (3553) والنسائى (275/6) كتاب العمرى، باب: الاختلاف على الزهرى فيه، حديث (3745) وابن ماجه (796/2) كتاب الهبات، باب: العمرى حديث (2380) واحمد (399،360/3)، (68,67/5) من طريق ابن شهاب عن ابى سلمة عن جابر بن عبد الله فذكره.

1271- اخرجه احمد (303/3) وابو داؤد (295/3) كتاب البيوع، باب: فى الرقبى، حديث (3558) والنسائى (274/6) كتاب العمرى، باب: ذكر الاختلاف لالفاظ الناقلين لخبر جابر فى العمرى، حديث (3739) وابن ماجه (797/2) كتاب الهبات، باب: الرقبى، حديث (3383) من طريق داؤد بن ابى هند عن ابى الزهير عن جابر بن عبد الله فذكره.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہو یہ اس کے لیے جائز ہے اور جس شخص کو رقبیٰ کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہو یہ اس کے لیے جائز ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

بعض راویوں نے اسے ابوزبیر کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے "موقوف" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے ان کے نزدیک عمریٰ کی طرح رقبیٰ بھی جائز ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

کوفہ اور دیگر علاقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم نے عمریٰ اور رقبیٰ کے درمیان فرق کیا ہے۔

ان حضرات نے عمریٰ کو جائز قرار دیا ہے۔ البتہ انہوں نے رقبیٰ کو جائز قرار نہیں دیا۔

رقبیٰ کی تفسیر یہ ہے: کوئی شخص یہ کہے، جب تک تم زندہ ہو یہ چیز تمہاری ہے، اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہو گئے، تو یہ میری طرف واپس آجائے گی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رقبیٰ کا حکم بھی عمریٰ کی طرح ہے اور یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی، جسے دی گئی ہے اور یہ پہلے شخص کی طرف واپس نہیں آئے گی۔

شرح

کسی کو جائیداد کا مالک بنانے کے لیے لفظ عمریٰ اور رقبیٰ کے استعمال کی صورت:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو ابواب میں تین احادیث مبارکہ کی تخریج فرمائی ہے، ان احادیث کا تعلق ایسے معاشرہ سے ہے، جس میں عربی زبان استعمال ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص کسی کو اپنی جائیداد کا مالک بنانے کے لیے لفظ عمریٰ یا رقبیٰ استعمال کرتا ہوا یوں کہے:

هذه الدار لك عمرىٰ یاهذه الدار لك رقبىٰ یا اعمرتك هذه الدار یا ارقبتك ۔

(یعنی اس گھر کا تو مالک ہے"۔)

دریافت طلب یہ بات ہے کہ ان فقرات سے موہوب لہ بطور ہبہ گھر کا مالک بنے گا یا بطور عاریہ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا مدار عرف پر ہے۔ اگر عرف میں ان الفاظ سے "ہبہ" مراد لیا جاتا ہو، تو وہ "ہبہ" ہوگا اور اس پر ہبہ کے احکام جاری ہوں گے کہ موہوب لہ اس گھر کا مالک بن جائے گا، تاحیات اس سے انتفاع حاصل کرے گا اور مرنے کے بعد اس میں وراثت جاری ہوگی۔ اگر عرف میں ان الفاظ سے "عاریت" مراد لیا جاتا ہے، تو معمر لہ کے پاس وہ گھر "عاریت" کی حیثیت سے ہوگا۔ اس پر عاریت کے احکام جاری ہوں گے۔ معمر لہ اس گھر سے تاحیات استفادہ کرے گا اور اس کے مرنے کے بعد اس میں وراثت جاری نہیں ہوگی بلکہ

مالک کی طرف واپس لوٹ جائے گا۔ اگر مالک موجود نہ ہو یعنی فوت ہو چکا ہو تو وہ گھر اس کے ورثاء کی ملک میں چلا جائے گا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی الفاظ عمریٰ اور رقبیٰ کے ذریعے جائیداد منتقل کرنے کا طریقہ تھا مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سی اصلاح کے ساتھ اسے باقی رکھا ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصُّلْحِ بَيْنَ النَّاسِ

باب 17- لوگوں کے درمیان صلح کرنے کا بیان

1272 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا اَوْ اَحَلَّ حَرَامًا وَّالْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى شُرُوْطِهِمْ اِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالًا اَوْ اَحَلَّ حَرَامًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ کثیر بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: لوگوں کے درمیان صلح کروانا جائز ہے صرف اس صلح کا حکم مختلف ہے' جو کسی حلال کو حرام کر دے یا کسی حرام کو حلال کر دے اور مسلمان اپنی شرائط پوری کریں گے ماسوائے اس شرط کے جو کسی حلال کو حرام کر دے یا حرام کو حلال کر دے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

مصالحت کا طریق کار:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب لوگوں میں تنازع ہو جائے تو فریقین کے درمیان مصالحت کرانا بہت بڑی نیکی ہے۔ لہٰذا مصالحت کرانے میں تاخیر سے کام نہیں لینا چاہیے۔ مصالحت کے دوران اس بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ ایسی شرط پر مصالحت ہرگز نہ کرائی جائے جو شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی ہو اور اس سے کسی حلال چیز کو حرام یا حرام چیز کو حلال کرنا لازم آتا ہو۔ تاہم مصالحت کے دوران ایسی شرائط عائد کی جاسکتی ہیں جو شریعت کے خلاف نہ ہوں۔ اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی ادارہ' کسی انجمن یا سلطنت کے اساسی دستور میں جو چاہیں دفعات یا شرائط شامل کر سکتے ہیں لیکن ایسی کوئی شرط یا دفعہ نہیں ہونی چاہیے جو شریعت کے خلاف ہو یا اُس کی منظوری کے بعد اس پر عمل کرنا دشوار ہو۔

1272- اخرجه ابن ماجه (788/2) كتاب الاحكام' باب: الصلح' حديث (2353) من طريق كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف المزني عن ابيه عن جده فذكره.

مصالحت کی صورت میں مذاہب آئمہ:

جب دو شخصوں کا کسی معاملہ میں تنازع ہو جائے مثلاً مکان میں جھگڑا ہوا جو زید کا ہے مگر اس پر بکر قابض ہو تو مصالحت کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

(1) اقرار: بکر اس بات کا اقرار کرتا ہو کہ مکان اس کا نہیں بلکہ زید کا ہے۔

(2) انکار: بکر اس بات کا انکار کرتا ہو کہ وہ مکان زید کا ہے لیکن عدالت میں آمد ورفت کی ذلت سے بچنے کے لیے وہ صلح کرنا چاہتا ہو۔

(3) سکوت: بکر مکان پر قابض ہونے کے باوجود سکوت اختیار کیے ہوئے ہے۔ وہ زید کے مکان کا نہ اقرار کرتا ہے اور نہ انکار کرتا ہے لیکن صلح پسند ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تینوں صورتوں میں مصالحت ہو سکتی ہے۔ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ پہلی (اقرار والی) صورت میں مصالحت ہو سکتی ہے مگر آخری دو صورتوں میں مصالحت جائز نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَضَعُ عَلٰى حَائِطِ جَارِهٖ خَشَبًا

باب 18- جو شخص اپنے پڑوسی کی دیوار میں شہتیر لگائے

1273 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدَكُمْ جَارُهٗ اَنْ يَّغْرِزَ خَشَبَهٗ فِيْ جِدَارِهٖ فَلَا يَمْنَعْهُ فَلَمَّا حَدَّثَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ طَاْطَئُوْا رُؤُسَهُمْ فَقَالَ مَا لِيْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ وَاللّٰهِ لَاَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ اَكْتَافِكُمْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّمُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَرُوِيَ عَنْ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ قَالُوْا لَهٗ اَنْ يَّمْنَعَ جَارَهٗ اَنْ يَّضَعَ خَشَبَهٗ فِيْ جِدَارِهٖ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

1273- اخرجه فی المؤطا (745/2) كتاب الاقضية، باب: القضاء في المرفق، حديث (32) واحمد (240/2، 274، 396) والبخاری (131/5) كتاب المظالم، باب: لا يمنع جار جاره ان يغرز خشبة في جداره، حديث (2463) ومسلم (1230/3) كتاب المساقاة، باب: غرز الخشب في جدار الجار، حديث (136-1609) وابو داؤد (314/3) كتاب الاقضية، باب: ابواب من القضاء، حديث (3634) وابن ماجه (782/2) كتاب الاحكام، باب: الرجل يضع خشبة على جدار جاره، حديث (2235) والحميدی (461/2) حديث (1076) من طريق الزهری عن الاعرج عن ابی هريرة فذكره۔

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب کسی شخص کا پڑوسی اس سے یہ اجازت مانگے کہ وہ اس کی دیوار میں اپنا شہتیر لگالے تو وہ شخص اسے منع نہ کرے۔

جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تو لوگوں نے اپنے سروں کو جھکالیا' تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا وجہ ہے؟ میں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں' تم اس سے اعراض کررہے ہو' تو اللہ کی قسم! میں اس وجہ سے تمہارے کندھوں کے درمیان ماروں گا۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم سے یہ روایت نقل کی گئی ہے' جن میں سے ایک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں' وہ یہ فرماتے ہیں: دوسرے شخص کو یہ حق حاصل ہے: وہ اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں شہتیر لگانے سے منع کردے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلی رائے درست ہے۔

شرح

پڑوسی کی دیوار پر شہتیر رکھنے کی حیثیت میں مذاہبِ آئمہ:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ہمسائے کی دیوار پر شہتیر رکھنے کی ضرورت پیش آئے تو وہ اسے منع نہ کرے کیونکہ یہ ہمسائے کا حق ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہمسائے کی طرف سے دیوار پر شہتیر رکھنے کی اجازت طلب کرنے پر جو اسے اجازت دی جائے گی اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ یہ حق واجب ہے۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ' حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ حکم استحباب اور مروت واخلاق سے متعلق ہے۔ جمہور نے بھی حدیث باب سے استدلال کیا ہے اور حدیث باب کی تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے استحباب کا حکم ثابت ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْيَمِيْنَ عَلٰى مَا يُصَدِّقُهٗ صَاحِبُهٗ

باب 19- قسم (کا وہ مفہوم مراد ہوگا) جس کی تمہارا ساتھی تصدیق کرے

1274 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِى

1374- اخرجه احمد (228/2 ومسلم 1274/30) كتاب الايمان' باب: يمين الحالف على نية المستحلف' حديث (1653-20) وابو داؤد (224/3) كتاب الايمان والنذور' باب: المعاريض فى اليمين' حديث (3255) وابن ماجه (686/1) كتاب الكفارات' باب: من ورى فى يمينه' حديث (2121) والدارمى (187/2) كتاب النذور والايمان' باب: الرجل يحلف على الشىء وهو يورك على يمينه' من طريق عبد الله بن ابى صالح عن ابيه عن ابى هريرة فذكره۔

صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَلْيَمِيْنُ عَلٰى مَا يُصَدِّقُكَ بِهٖ صَاحِبُكَ وقَالَ قُتَيْبَةُ عَلٰى مَا صَدَّقَكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ هُشَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ صَالِحٍ هُوَ اَخُو سُهَيْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَرُوِیَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِیِّ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَالنِّيَّةُ نِيَّةُ الْحَالِفِ وَاِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ مَظْلُوْمًا فَالنِّيَّةُ نِيَّةُ الَّذِیْ اسْتَحْلَفَ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قسم کا وہ معنی مراد ہوگا' جس میں تمہارا ساتھی تمہاری تصدیق کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف ہشیم کی عبداللہ بن ابوصالح کے حوالے سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

عبداللہ بن ابوصالح نامی یہ راوی سہیل بن ابوصالح کے بھائی ہیں۔ اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے ابراہیم نخعی سے یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اگر قسم لینے والا شخص ظالم ہو' تو اس بارے میں قسم اٹھانے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا' اور اگر قسم لینے والا شخص مظلوم ہو' تو اس بارے میں اس شخص کی نیت کا اعتبار ہوگا' جو قسم لے رہا ہو۔

شرح

قسم میں توریہ کے عدم جواز کا مسئلہ:

حدیث باب میں عام قسم مراد نہیں ہے جو لوگ کھاتے ہیں بلکہ یہاں وہ قسم مراد ہے جو مدعی کے مطالبہ پر اور قاضی کے حکم سے مدعا علیہ عدالت میں کھاتا ہے۔ مثلاً مدعی نے ایک شخص کو چور قرار دیا اور قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ قاضی نے اس بارے میں گواہ پیش کرنے کا کہا مگر وہ گواہ پیش نہ کر سکا۔ پھر قاضی نے فیصلہ کرنے کے لیے مدعا علیہ کو قسم کھانے کا حکم دیا تو اس نے رقم کی لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے قسم کھالی اور نیت یہ کی کہ اس کی جیب میں رقم نہیں ہے' اسے توریہ کہا جاتا ہے جو ناجائز ہے' بلکہ قسم سے مراد وہ قسم ہوگی جو مدعی کے مطالبہ پر قاضی عدالت میں مدعا علیہ سے لینا چاہتا ہے۔ اگر مدعا علیہ مظلوم ہو' تو توریہ کی گنجائش ہے اور اگر ظالم ہو' تو توریہ کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الطَّرِيْقِ اِذَا اخْتُلِفَ فِيْهِ كَمْ يُجْعَلُ

باب 20- جب راستے کے بارے میں اختلاف ہو جائے' تو اسے کتنا رکھا جائے؟

1275 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْمُثَنّٰى بْنِ سَعِيْدِ الضُّبَعِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِجْعَلُوا الطَّرِيْقَ سَبْعَةَ اَذْرُعٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: راستے کو سات گز (چوڑا) رکھو۔

1276 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا تَشَاجَرْتُمْ فِي الطَّرِيْقِ فَاجْعَلُوْهُ سَبْعَةَ اَذْرُعٍ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب راستے کے بارے میں تمہارے درمیان اختلاف ہو جائے' تو اسے سات گز تک رکھو۔

یہ روایت وکیع سے منقول روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت منقول ہے۔

بشیر بن کعب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض راویوں نے اسے قتادہ کے حوالے سے' بشیر بن نہیک کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے' تاہم اس کی

1375- لم يخرجه من اصحاب الكتب الستة سوى الترمذي' ينظر تحفة الاشراف' (306/9) حديث (12218) واخرجه ابن ماجه (783/2) كتاب الاحكام' باب:اذا تشاجروا في قدر الطريق' حديث (2338) من طريق بشير بن كعب عن ابى هريرة به.

1276- اخرجه احمد (474'429/2) وابو داؤد (314/3) كتاب الاقضية باب: ابواب من القضاء' حديث (3633) وابن ماجه (784-783/2) كتاب الاحكام' باب: اذا تشاجروا في قدر الطريق' حديث (2338) من طريق قتادة عن بشير بن كعب العدوى عن ابى هريرة فذكره' واخرجه البخارى (141/5) كتاب المظالم' باب: اذا اختلفوا في الطريق حديث (2473) من طريق الزبير بن خريت عن عكرمة عن ابى هريرة بنحوه' واخرجه مسلم (1232/3) كتاب المساقاة' باب قدر الطريق اذا اختلفوا فيه' حديث (143-1613) من طريق خالد الحذاء عن يوسف بن عبد الله عن ابيه عن ابى هريرة بنحوه فذكره.

سند محفوظ نہیں ہے۔

شرح

تنازع کی صورت میں راستہ کی مقدار کا تعین:

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ نئی بستی آباد کرتے وقت یا مشترک زمین کی تقسیم کاری کے وقت راستہ کاٹنے میں لوگوں کا باہم تنازع ہو جائے تو اس کا واحد حل یہ ہے کہ سات ہاتھ راستہ کا تعین کیا جائے۔ اتنی مقدار میں راستہ میں حکمت یہ ہے کہ اتنی وسیع سڑک سے دوطرفہ ٹریفک کی آمدورفت با آسانی جاری رہ سکتی ہے اور بیک وقت دو ٹرک گزر سکتے ہیں۔ اس مقدار سے زائد وسیع راستہ اسراف کے زمرے میں آتا ہے۔ اگر راستہ کاٹتے وقت تنازع کی صورت پیدا نہ ہو تو اس سے کم مقدار میں راستہ رکھا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَخْيِيرِ الْغُلَامِ بَيْنَ اَبَوَيْهِ اِذَا افْتَرَقَا

باب 21- بچے کو اس کے ماں باپ کے درمیان (کسی ایک کے ساتھ رکھنے) کا اختیار دینا' جب ان کے درمیان علیحدگی ہو جائے

1277 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِىْ مَيْمُوْنَةَ التَّغْلَبِيِّ عَنْ اَبِىْ مَيْمُوْنَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ غُلَامًا بَيْنَ اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَدِّ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ مَيْمُوْنَةَ اسْمُهٗ سُلَيْمٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ قَالُوْا يُخَيَّرُ الْغُلَامُ بَيْنَ اَبَوَيْهِ اِذَا وَقَعَتْ بَيْنَهُمَا الْمُنَازَعَةُ فِي الْوَلَدِ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَا مَا كَانَ الْوَلَدُ صَغِيْرًا فَالْاُمُّ اَحَقُّ فَاِذَا بَلَغَ الْغُلَامُ سَبْعَ سِنِيْنَ خُيِّرَ بَيْنَ اَبَوَيْهِ

توضیح راوی: هِلَالُ بْنُ اَبِىْ مَيْمُوْنَةَ هُوَ هِلَالُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اُسَامَةَ وَهُوَ مَدَنِيٌّ وَّقَدْ رَوٰى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ اَبِىْ

1277- اخرجه احمد (447/2) وابو داؤد (283/2-284) كتاب الاطلاق باب: من احق بالولد' حديث (2277) وابن ماجه (787/2-788) كتاب الاحكام' باب: تخيير الصبى بين ابويه' حديث (2351) والنسائى (185/6) كتاب الطلاق' باب: اسلام احد الزوجين وتخيير الولد' حديث (3496) والدارمى (170/2) كتاب الاطلاق' باب: تخيير الصبى بين ابويه' والحميدى (464/2) حديث (1083) من طريق هلال بن ابى ميمونة الثعلبى عن ابى ميمونة عن ابى هريرة فذكره۔

كَثِيْرٍ وَّمَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّفُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک بچے کو اس کے باپ اور اس کی ماں کے درمیان (یعنی کسی ایک کے ساتھ رہنے) کا اختیار دیا تھا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور عبدالحمید بن جعفر کے دادا سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابومیمونہ نامی راوی کا نام سلیم ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: بچے کو ماں باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ رہنے کا اختیار ہوگا' جب بچے کے بارے میں ماں باپ کے درمیان اختلاف ہو جائے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں' یہ دونوں فرماتے ہیں: جب تک بچہ کم سن ہو' تو ماں اس کی زیادہ حقدار ہوگی' لیکن جب وہ سات سال کی عمر کا ہو جائے' اسے ماں باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ رہنے کا اختیار دیا جائے گا۔

ہلال بن ابومیمونہ نامی راوی ہلال بن علی بن اسامہ ہیں یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔

یحییٰ بن کثیر' امام مالک اور فلیح بن سلیمان نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

والدین میں جدائی کی صورت میں بچے کی کفالت میں مذاہبِ آئمہ:

جب والدین کے درمیان طلاق کی صورت میں جدائی ہو جائے تو اولاد کی پرورش کون کرے گا؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ آٹھ سال تک بچہ کی پرورش والدہ کرے گی اور بعد ازاں لڑکی ہو یا لڑکا اسے باپ کی پرورش میں دے دیا جائے گا۔ اگر باپ موجود نہ ہو' تو اس کے ورثاء کے سپرد کر دیا جائے گا۔

2- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سات سال کی عمر تک بچے کی پرورش کا حق والدہ کو حاصل ہے' جبکہ اس کے بعد بچے کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ والدہ کے ساتھ رہنا چاہتا ہے یا والد کے ساتھ۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت سے استدلال کرنا درست نہیں ہے' کیونکہ حدیث باب میں دو سال سے کم عمر کے بچے کا ذکر ہے جو بے شعور تھا۔

حدیث باب کا شانِ ورود:

حدیث باب میں تفصیلی اور اصل حدیث کا ایک حصہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ پورا واقعہ اس طرح ہے کہ زوجین میں سے شوہر اسلام قبول کر کے مسلمان ہو گیا جبکہ بیوی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کا ایک بچہ تھا جس کی عمر دو سال سے بھی کم تھی۔ اسلام کے سبب زوجین میں تفریق ہو گئی اور دونوں بچے کا فیصلہ کرانے کے لیے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ ظاہری طور پر بچے کا فیصلہ کرنا دشوار محسوس ہوا کیونکہ اگر آپ اسے والد کے سپرد کر دیتے تو لوگ کہتے ہیں کہ بچے کو والدہ سے جدا کر دیا گیا ہے اور اگر والدہ کے سپرد کرتے تو یہ بات منظرِ عام پر آتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کافرہ والدہ کے سپرد کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو پکڑ لیا اور والدین کو مسجد کے دونوں کونوں میں بیٹھنے کا حکم دیا۔ پھر بچے کو دونوں کے درمیان چھوڑ دیا اور دونوں کو اجازت دی کہ وہ بچے کو اپنی طرف بلائیں۔ قدرتی طور پر بچہ ماں سے زیادہ مانوس ہوتا ہے اور والدہ کو بچہ اپنے پاس بلانے کا طریقہ بھی بہتر آتا ہے۔ جب زوجین نے بچے کو بلایا تو بچہ والدہ کی طرف چل پڑا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی: ''اے اللہ! تو اسے صحیح راستہ کی رہنمائی فرما''۔ اس دعا کے نتیجے میں بچہ ماں کی بجائے باپ کی طرف مڑ گیا اور اپنے والد کے پاس پہنچ گیا تو اس نے بچے کو اپنی پرورش میں لے لیا۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْوَالِدَ يَاْخُذُ مِنْ مَالِ وَلَدِهٖ

باب 22- باپ اپنے بیٹے کے مال میں سے (کچھ بھی) وصول کر سکتا ہے

1278 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِىْ زَائِدَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمَّتِهٖ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وَاِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ سند: وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَآئِشَةَ وَاَكْثَرُهُمْ قَالُوْا عَنْ عَمَّتِهٖ عَنْ عَآئِشَةَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ قَالُوْا اِنَّ يَدَ الْوَالِدِ مَبْسُوْطَةٌ فِىْ مَالِ وَلَدِهٖ يَاْخُذُ مَا شَاءَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَاْخُذُ مِنْ مَالِهٖ اِلَّا عِنْدَ الْحَاجَةِ اِلَيْهِ

1278- اخرجه احمد (162/6, 173) وابو داؤد (288/3، 289) كتاب البيوع، باب: فى الرجل ياكل من مال ولده، حديث (3528) والنسائى (240/7، 241) كتاب البيوع، باب: الحث على الكسب، حديث (4450) وابن ماجه (768/2-769) كتاب التجارات، باب: ما للرجل من مال ولده، حديث (2290) والدارمى (247/2) كتاب البيوع، باب: الكسب، والحميدى (120/1) حديث (246) من طريق الاعمش عن عمارة بن عمير عن عمته عن عائشه به.

سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے پاکیزہ چیز جو تم کھاتے ہو وہ تمہاری اپنی کمائی ہے اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر ؓ' حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض راویوں نے اسے عمارہ بن عمیر کے حوالے سے' ان کی والدہ کے حوالے سے' سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے نقل کیا ہے۔

اکثر راویوں نے یہ بات بیان کی ہے: یہ ان کی پھوپھی کی حوالے سے' سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے منقول ہے۔

بعض اہلِ علم' جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

وہ یہ فرماتے ہیں: والد کا ہاتھ اس کی اولاد کے مال میں پھیل سکتا ہے۔ وہ جتنا چاہے لے سکتا ہے۔

بعض راویوں نے یہ بات بیان کی ہے: وہ اپنی اولاد کے مال میں سے صرف اس وقت دے سکتا ہے' جب اسے اس کی ضرورت ہو۔

شرح

اولاد کے مال میں باپ کا تصرف:

اولاد کا کمایا ہوا مال' اولاد کا ہوتا ہے۔ وہ باپ کا نہیں ہوتا۔ ہاں بوقتِ ضرورت باپ اپنی اولاد کے مال سے استفادہ کر سکتا ہے۔ اس کی دلیل حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ان کے والد گرامی نے اپنے ایک لڑکے کو غلام بطورِ عطیہ فراہم کیا' اس پر گواہ بنانے کے لیے وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا تم اپنی تمام اولاد کو اس طرح عطیہ فراہم کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: ''نہیں!'' اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر تم اس سے یہ واپس لے لو۔'' (جامع ترمذی' حدیث: 1288) ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس ظلم پر گواہ بننا پسند نہیں کرتا'' ظلم کی صورت تب ہوگی جب باپ اپنی کچھ اولاد کو عطیات سے نوازے اور دوسروں کو محروم رکھے۔ ترجیح کا تحقق اس وقت ہوگا جب اولاد کو دیا ہوا مال باپ کی ملکیت سے خارج ہو جائے اور اولاد کا ہو جائے۔ بطورِ نتیجہ یوں کہا جا سکتا ہے اولاد کا کمایا ہوا مال اولاد کا ہوتا ہے۔ وہ باپ کا نہیں ہوتا تاہم وہ بوقتِ ضرورت اولاد کے مال میں تصرف کر سکتا ہے اور اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے۔

فائدہ نافعہ: جب اولاد قدرے بڑی ہو جائے تو باپ کمانا چھوڑ دیتا ہے کہ اب اولاد نے کمانا شروع کر دیا ہے' لہٰذا مجھے آرام کی ضرورت ہے' یہ طریقہ بھی غلط ہے' جب تک اللہ تعالیٰ نے طاقت وقوت سے نوازا ہے انسان کو ہمت ہار کر ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ طاقت کے مطابق کسبِ حلال کی جدوجہد جاری رکھنی چاہیے اسی طرح بعض لوگ بالکل بوڑھے ہو جاتے ہیں اور ہمت وطاقت نہیں رہتی تب بھی وہ خوددار ہو کر کمانے میں مصروف دکھائی دیتے اور کہتے ہیں کہ اولاد کا محتاج نہیں ہونا چاہیے اور

ان کے ٹکڑوں پر نہیں پلنا چاہیے۔ یہ بھی درست نہیں ہے اس حالت میں اولاد پر فرض عائد ہوتا ہے کہ والدین کی خدمات وضروریات کا فریضہ نبھائیں اور اللہ تعالیٰ کو خوش کریں۔

سوال: مذکورہ بحث پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اولاد کا مال' باپ کا مال ہوتا ہے اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انت و مالك لابيك" تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے؟

جواب: اس روایت میں لام تملیک کا نہیں ہے' بلکہ اباحت وجواز کے لیے۔ ورنہ اولاد کے مال پر زکوٰۃ' حج' صدقۂ فطر اور عشر واجب نہ ہوتا اور نہ ہی اس میں وراثت کا قانون جاری ہوتا۔ تاہم والدین نحیف وکمزور ہو جائیں اور ان میں کمانے کی ہمت وطاقت نہ رہے تو اس صورت میں اولاد پر از خود والدین کی خدمت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يُكْسَرُ لَهُ الشَّيْءُ مَا يُحْكَمُ لَهُ مِنْ مَالِ الْكَاسِرِ

باب 23- جب کسی شخص کی کوئی چیز توڑ دی جائے' تو توڑنے والے کے مال میں سے اس شخص کے حق میں کیا فیصلہ دیا جائے؟

1279 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: اَهْدَتْ بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فِىْ قَصْعَةٍ فَضَرَبَتْ عَآئِشَةُ الْقَصْعَةَ بِيَدِهَا فَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ بِطَعَامٍ وَّاِنَاءٌ بِاِنَاءٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ نے ایک پیالے میں کوئی چیز تحفے کے طور پر بھیجی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ہاتھ مار کر اس پیالے کو (کھانے سمیت) گرا دیا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھانے کے بدلے میں کھانا ہوگا' اور برتن کے بدلے میں برتن (ادا کرنا ہوگا)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1280 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَارَ قَصْعَةً فَضَاعَتْ فَضَمِنَهَا لَهُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّاِنَّمَا اَرَادَ عِنْدِىْ سُوَيْدٌ الْحَدِيْثَ الَّذِىْ رَوَاهُ

1279- اخرجه البخارى (148/5) كتاب المظالم: باب: اذا كسر قصعة او شيئا لغيره حديث (2481) وابو داؤد (297/3) كتاب البيوع' باب: فيمن افسد شيئا يغرم مثله' حديث (3567) والنسائى (70/7) كتاب عشرة النساء' باب: الغيرة' حديث (3955) وابن ماجه (782/2) كتاب الاحكام' باب: الحكم فيمن كسر شيئا' حديث (2334) والدارمى (264/2) كتاب البيوع' باب: من كسر شيئا فعليه' مثله' و ...د (105/3) من طريق حميد عن انس به.

الثَّوْرِيُّ وَحَدِيْثُ الثَّوْرِيِّ اَصَحُّ

توضیح راوی: اِسْمُ اَبِیْ دَاوٗدَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک پیالہ کسی سے ادھار لیا وہ ضائع ہو گیا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس کا معاوضہ انہیں ادا کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث محفوظ نہیں ہے۔ میرے خیال میں سوید نے اس حدیث کے ذریعے وہ حدیث مراد لی ہے' جسے ثوری نے روایت کیا ہے۔ ثوری سے منقول روایات زیادہ مستند ہے۔

شرح

مال ضائع ہونے پر ضمان:

جب کسی کی کوئی چیز ضائع ہو جائے تو ضائع کرنے والے پر اس کا ضمان ضروری ہے۔ ضائع شدہ چیز اگر مثلی ہو' تو ضمان بالمثل واجب ہوگا اور اگر وہ چیز مثلی نہ ہو' تو ضمان بالقیمت واجب ہوگا۔ اس کی دلیل احادیث باب ہیں' کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سالن سمیت رکابی توڑ دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالن سمیت ضمان ادا کرنے کا حکم دیا تھا۔

سوال: عمداً ہاتھ مار کر سالن گرانا اور برتن توڑنا معیوب عمل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا کیوں کیا تھا؟

جواب: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری تھی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے ہاں تشریف فرما تھے۔ کسی اُم المؤمنین نے برتن میں سالن ڈال کر آپ کے گھر بھیجا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتقاضائے بشریت غیرت کھا کر عمداً ہاتھ مار کر سالن گرا دیا اور برتن توڑ دیا۔ آپ نے یہ خیال کیا کہ جب باری میری ہے' تو پھر دوسری بیوی نے کھانا کیوں بھیجا ہے؟

سوال: جب زمانہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں برتن مثلی نہیں تھے' تو ضمان مثلی واجب قرار دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں فرمانا: "طعام بطعام و اناء باناء" کھانا کی ضمانت کھانا ہے اور برتن کی ضمانت برتن ہے' کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب: الفاظ حدیث: "اناء باناء" سے مراد وجوب ضمان بیان کرنا ہے' جبکہ ضمان بالمثل اور ضمان بالقیمت بیان کرنا ہرگز مقصود نہیں تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ حَدِّ بُلُوْغِ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَةِ

باب 24- مرد اور عورت کے بالغ ہونے کی حد

1281 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيْرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: عُرِضْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جَیْشٍ وَّاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَۃَ فَلَمْ یَقْبَلْنِیْ فَعُرِضْتُ عَلَیْہِ مِنْ قَابِلٍ فِیْ جَیْشٍ وَّاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَۃَ فَقَبِلَنِیْ

قَالَ نَافِعٌ وَّحَدَّثْتُ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ فَقَالَ ھٰذَا حَدُّ مَا بَیْنَ الصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ ثُمَّ کَتَبَ اَنْ یُّفْرَضَ لِمَنْ یَّبْلُغُ الْخَمْسَ عَشْرَۃَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَ ھٰذَا وَلَمْ یَذْکُرْ فِیْہِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ کَتَبَ اَنَّ ھٰذَا حَدُّ مَا بَیْنَ الصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ وَذَکَرَ ابْنُ عُیَیْنَۃَ فِیْ حَدِیْثِہٖ

قَالَ نَافِعٌ فَحَدَّثْنَا بِہٖ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ فَقَالَ ھٰذَا حَدُّ مَا بَیْنَ الذُّرِّیَّۃِ وَالْمُقَاتِلَۃِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی ھٰذَا عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ وَبِہٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَابْنُ الْمُبَارَکِ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ یَرَوْنَ اَنَّ الْغُلَامَ اِذَا اسْتَکْمَلَ خَمْسَ عَشْرَۃَ سَنَۃً فَحُکْمُہٗ حُکْمُ الرِّجَالِ وَاِنِ احْتَلَمَ قَبْلَ خَمْسَ عَشْرَۃَ فَحُکْمُہٗ حُکْمُ الرِّجَالِ وَقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ الْبُلُوْغُ ثَلَاثَۃُ مَنَازِلَ بُلُوْغُ خَمْسَ عَشْرَۃَ اَوِ الْاِحْتِلَامُ فَاِنْ لَّمْ یُعْرَفْ سِنُّہٗ وَلَا احْتِلَامُہٗ فَالْاِنْبَاتُ یَعْنِی الْعَانَۃَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم ﷺ کے سامنے لشکر میں شامل ہونے کے لیے پیش کیا گیا میں اس وقت چودہ سال کا تھا نبی اکرم ﷺ نے مجھے قبول نہیں کیا۔ پھر اگلے سال ایک لشکر کے لیے مجھے پیش کیا گیا میں اس وقت پندرہ سال کا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے قبول کرلیا۔

نافع بیان کرتے ہیں: میں نے یہ حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو سنائی تو انہوں نے فرمایا: نابالغ اور بالغ کے درمیان یہ حد ہے پھر انہوں نے یہ تحریر کیا: جو پندرہ سال کا ہو جائے اس کا حصہ مقرر کر دیا جائے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

تاہم اس میں یہ مذکور نہیں ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمان بھیجا تھا: کم سن اور بالغ کے درمیان حد یہ ہے۔

ابن عیینہ نے اپنی حدیث میں یہ بات نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو سنائی تو انہوں نے فرمایا: قیدی بنائے جانے والوں اور جنگجوں لوگوں کے درمیان یہ حد ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ' ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے یہ حضرات اس بات کے قائل ہیں: جب کوئی لڑکا مکمل پندرہ سال کا ہو جائے' تو اس کا حکم مردوں کا سا ہوگا' اور اگر پندرہ سال سے پہلے

(اسے احتلام ہو جائے) تو بھی اس کا حکم مردوں کا سا ہوگا۔
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بلوغت کی تین علامات ہیں پندرہ سال کا ہو جانا یا احتلام ہو جانا اگر سال کا یا احتلام نہیں پتہ چلتا تو بالوں کا اُگ آنا یعنی زیر ناف بالوں کا (اُگ جانا بلوغت کی دلیل شمار ہوگا)

شرح

عمرِ بلوغت میں مذاہب آئمہ:

نابالغ لڑکا اور لڑکی کس عمر میں حد بلوغت کو پہنچ جاتے ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- جمہور آئمہ فقہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جب بلوغت کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو لڑکی اور لڑکا کی عمر پندرہ سال کی ہو جائے تو وہ بالغ ہو جائیں گے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

2- بعض فقہاء کی رائے ہے کہ لڑکی نو سال سے قبل اور لڑکا بارہ سال سے پہلے بالغ نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد جب بھی علامات بلوغ پائی جائیں تو بالغ ہو جائیں گے۔ تاہم پندرہ سال کی عمر ہونے پر وہ بالغ قرار دیے جائیں گے۔

3- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ لڑکی سترہ سال اور لڑکا اٹھارہ سال کا بالغ ہو جائے گا۔ بلوغت کے حوالے سے احناف کا فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔

فائدہ نافعہ: لڑکے کے بلوغ کی پانچ علامات ہیں:

(1) احتلام ہونا (2) حاملہ کرنا (3) انزال ہونا (4) زیر ناف بال آنا (5) بغلوں کے بال ظاہر ہونا۔

لڑکی کے بلوغ کی دو علامات ہیں:

(1) احتلام ہونا (2) حاملہ ہونا

بَابُ فِيمَنْ تَزَوَّجَ امْرَاَةَ اَبِيْهِ

باب 25- جو شخص اپنے باپ کی بیوی سے شادی کرلے

1282 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ

متنِ حدیث: مَرَّ بِیْ خَالِیْ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ وَّمَعَهُ لِوَاءٌ فَقُلْتُ اَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

1282- اخرجه احمد (4/290، 292، 295، 297) وابو داؤد (4/157) كتاب الحدود، باب: في الرجل يزني بحريمه، حديث (4457) والنسائي (6/109) كتاب النكاح، باب: نكاح ما نكح الاباء، حديث (3331) وابن ماجه (2/869) كتاب الحدود: باب: من تزوج امرأة ابيه من بعده، حديث (2607) والدارمي (153) كتاب النكاح، باب: الرجل يتزوج امرأة ابيه، من طريق اشعث عن عدي بن ثابت عن البراء عن عازب فذكره۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةَ اَبِيْهِ اَنْ اٰتِيَهُ بِرَاْسِهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ قُرَّةَ الْمُزَنِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ الْبَرَاءِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِدیگر: وَقَدْ رَوٰى مُحَمَّدُ ابْنُ اِسْحٰقَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْبَرَاءِ وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ اَبِيْهِ وَرُوِىَ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ خَالِهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے ماموں حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے ان کے پاس جھنڈا موجود تھا میں نے دریافت کیا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک ایسے شخص کی طرف بھیجا ہے' جس نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ شادی کر لی ہے (اس لیے بھیجا ہے) کہ میں اس کا سر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہو جاؤں۔

اس بارے میں حضرت قرہ مزنی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

محمد بن اسحٰق نے اس حدیث کو عدی بن ثابت کے حوالے سے عبداللہ بن یزید کے حوالے سے' حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

یہ روایت اشعث کے حوالے سے' عدی کے حوالے سے' یزید بن براء کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔

یہی روایت اشعث کے حوالے سے' عدی کے حوالے سے' یزید بن براء کے حوالے سے' ان کے ماموں کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

سوتیلی ماں سے نکاح و زنا کی سزا میں مذاہب آئمہ:

کوئی شخص اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر کے اس سے جماع کرتا ہے' تو اس کی سزا کیا ہو گی؟ اس مسئلے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ سوتیلی ماں حقیقی ماں کی طرح محرمات میں شامل ہے' اس سے نکاح حرام ہے اور پھر اس سے جماع زنا سے زیادہ جرم ہے۔ زنا کی سزا میں کوڑے لگائے جاتے ہیں مگر اس میں کوڑوں کی سزا نہیں ہے' بلکہ اسے قتل کیا جائے گا۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ ایسا فعل شنیع کرنے والے کو نہ صرف قتل کیا گیا تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کا سر بھی کاٹا گیا تھا۔

2- حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے شخص کو زنا کی سزا دی

جائے گی یعنی اگر وہ شخص کنوارا ہو تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے اور شادی شدہ ہونے کی صورت میں اسے سنگسار کیا جائے گا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

سوال: احناف کا موقف ہے کہ محرمات سے نکاح کرنے میں شبہ فی العقد کی صورت پیدا ہو جاتی ہے جس وجہ سے حد اُٹھ جاتی ہے اس سلسلے میں مشہور حدیث بھی ہے: "الحدود تندرء بالشبهات" شبہ کے سبب حدود ختم ہو جاتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ مندرجہ بالا صورت میں حد نہیں ہے؟

جواب: قرآن وسنت کا فیصلہ ہے کہ جو شخص بھی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اسے اس کے گناہ کے مطابق سزا دی جائے گی۔ اگر بڑا گناہ کرتا ہے تو سزا بھی بڑی ہوگی اور گناہ چھوٹا ہونے کی صورت میں سزا بھی چھوٹی ہوگی۔ کوئی شخص جہالت یا دین سے دوری کی وجہ سے ایسے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے ہلکی سزا دی جائے گی اور اگر اس نے عمداً ایسے گناہ کا ارتکاب کیا ہو تو اس کی پاداش میں اسے کم از کم قتل کی سزا دی جائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلَيْنِ يَكُوْنُ اَحَدُهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْاٰخَرِ فِي الْمَآءِ

باب 26- جب پانی حاصل کرنے میں کوئی ایک شخص دوسرے کے مقابلے میں نیچے کی سمت میں ہو

1283 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّهُ حَدَّثَهُ

متنِ حدیث: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِيْ يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَاَبٰى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا زُبَيْرُ اسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَحْسِبُ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى شُعَيْبُ بْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَرَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ وَيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ نَحْوَ الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ

1283- اخرجه البخاري (48/5) كتاب الاشرب والمساقاة' باب: شرب الاعلى الى الكعبين' حديث (2362) ومسلم (1829/4' 1830) كتاب الفضائل' باب: وجوب اتباعه صلى الله عليه وسلم' حديث (129-2357) والنسائي (238/8) كتاب آداب القضاء' باب: الرخصة للحاكم الامين ان يحكم وهو غضبان حديث (5407) عن طريق ابن شهاب عن عروة عن عبد الله بن الزبير عن الزبير فذكره.

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ "حرہ" سے آنے والی پانی کی نالی کے بارے میں اختلاف کیا جس کے ذریعے لوگ کھجوروں کے باغ کو پانی دیا کرتے تھے انصاری نے کہا: یہ پانی کو چھوڑ دیں وہ بہتا رہے' تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس بات سے اختلاف کیا انہوں نے اپنا یہ مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے زبیر! تم اپنے کھیتوں کو سیراب کرو پھر پانی کو اپنے پڑوسی کے لیے چھوڑ دو تو انصاری غصے میں آ گیا اور بولا: (آپ نے یہ فیصلہ اس لیے کیا ہے) کیونکہ یہ آپ کے پھوپھی زاد ہیں' تو نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے زبیر! تم اپنے (باغ کو) سیراب کرو پھر پانی کو روکے رکھو' یہاں تک کہ وہ منڈیروں تک پہنچ جائے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! میں یہ سمجھتا ہوں' یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی تھی۔

"تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے اختلافی معاملات میں تمہیں ثالث نہ بنائیں اور تم نے جو فیصلہ دیا ہو اس کے بارے میں اپنے من میں کوئی حرج محسوس نہ کریں' اور یہ اسے مکمل طور پر تسلیم کریں"۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شعیب بن ابوحمزہ نے اس روایت کو زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے عروہ بن زبیر کے حوالے سے' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اس میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔

عبداللہ بن وہب نے اس روایت کو لیث کے حوالے سے اور یونس نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے' عروہ کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے پہلی روایت کی مانند نقل کیا ہے۔

شرح

پانی کی سینچائی میں بعد کے کھیت والے کا شرعی حکم:

نہر کے پانی سے کھیت یا باغ کی سینچائی میں پہلے کس کا حق ہے؟ اس بارے میں عرف کا اعتبار ہو گا' جس ملک یا خطہ کے لوگوں کا جو طریقہ کار ہو گا۔ اسی پر اس کے حق میں مدار ہو گا۔ جس علاقہ یا خطہ کے لوگ پانی آنے کی جانب سے باغ یا کھیت کو سیراب کرتے ہیں وہاں آغاز کرنے اور حق کا اس جانب کا اعتبار ہو گا۔ جس خطہ میں لوگ اختتام کھیت سے سیرابی کا آغاز کرتے ہوں وہاں اس جانب کے کھیت یا باغ والے کا حق سابق ہو گا۔

حدیث باب کا شانِ ورود:

حدیث باب کا شانِ ورود اس طرح ہے کہ مقامِ حرہ کی طرف آنے والے پانی کے زیادہ قریب حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

باغ تھا جبکہ انصاری کا باغ بعد میں تھا۔ انصاری نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ پانی پہلے میرے باغ کی طرف آنے دو تو انہوں نے انکار کردیا کیونکہ آپ کا حق سابق تھا۔ پانی سے باغ کو سیراب کرنے کے مسئلے میں دونوں کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی۔ یہ تنازع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: ''اے زبیر! تم اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی اپنے پڑوسی کی طرف جانے دو۔'' اس فیصلہ پر انصاری نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر کے حق میں فیصلہ اس لیے دیا ہے' کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پھوپھی زاد بھائی ہے۔'' یہ بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا: ''اے زبیر! تم اپنے باغ کو سیراب کرو پھر بھی پانی روکے رکھو تا کہ پانی منڈیر تک آجائے۔'' حق دار اور باغ کی سینچائی کا تقاضا بھی یہی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے انصاری کی حمایت کی مگر اس نے اسے اپنی حق تلفی پر محمول کیا۔ اس موقع پر یہ ارشادِ ربانی نازل ہوا:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝ (النساء:65)

''پس قسم ہے آپ کے پروردگار کی! یہ لوگ ایمان دار نہیں ہوسکتے جب تک وہ اپنے تنازعوں میں آپ کو حاکم نہ تسلیم کر لیں۔ پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دِلوں میں تنگی نہ پائیں بلکہ وہ اسے مکمل طور پر تسلیم کرلیں۔''

فائدہ نافعہ: حجازِ مقدس میں نہری نظام نہیں ہے' کیونکہ اس کا بیشتر علاقہ خشک اور پہاڑی ہے۔ پہاڑوں پر ہونے والی بارش کے پانی کو لوگ نشیبی جگہ پر تالاب کی شکل میں محفوظ کر لیتے تھے' اس پانی سے اپنے باغات اور کھیتوں کو سیراب کرتے تھے۔ اس پانی کے استعمال میں بھی ان کے قواعد وضوابط تھے جن کی پابندی سب پر لازم تھی۔ ان ضوابط سے ہٹ کر کوئی پانی استعمال کرتا تو تنازع کی صورت پیدا ہو جاتی تھی۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْمَنْ يُّعْتِقُ مَمَالِيْكَهٗ عِنْدَ مَوْتِهٖ وَلَيْسَ لَهٗ مَالٌ غَيْرُهُمْ

باب 27- جو شخص مرتے وقت اپنے غلاموں کی آزاد کردے اور اس کے پاس ان غلاموں کے علاوہ اور کوئی مال نہ ہو

1284 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اَعْتَقَ سِتَّةَ اَعْبُدٍ لَّهٗ عِنْدَ مَوْتِهٖ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ قَوْلًا شَدِيْدًا ثُمَّ دَعَاهُمْ فَجَزَّاَهُمْ ثُمَّ اَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَاَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَاَرَقَّ اَرْبَعَةً

1284- اخرجه احمد (426/4) ومسلم (1288/3) كتاب الايمان' باب: من اعتق شركا له في عبد' حديث (1688/56) وابو داؤد (28/4) كتاب العتق باب: فيمن اعتق عبيدا له لم يبلغهم الثلث' حديث (3958) وابن ماجه (785/2-786) كتاب الاحكام' باب: القضاء بالقرعة' حديث (2345) من طريق ابي قلابة عن ابي المهلب' عن عمران بن حصين به.

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ يَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ الْقُرْعَةِ فِي هٰذَا وَفِي غَيْرِهٖ وَاَمَّا بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَغَيْرِهِمْ فَلَمْ يَرَوْا الْقُرْعَةَ وَقَالُوْا يُعْتَقُ مِنْ كُلِّ عَبْدٍ الثُّلُثُ وَيُسْتَسْعٰى فِي ثُلُثَيْ قِيْمَتِهٖ

توضیح راوی: وَاَبُو الْمُهَلَّبِ اسْمُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الْجَرْمِيُّ وَهُوَ غَيْرُ اَبِيْ قِلَابَةَ وَيُقَالُ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو وَاَبُوْ قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے مرتے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا اس شخص کے پاس ان غلاموں کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا جب اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ نے اس بارے میں سخت الفاظ ارشاد فرمائے پھر آپ نے ان غلاموں کو بلایا آپ نے انہیں تقسیم کر کے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی اور ان میں سے دو کو آزاد قرار دیا اور چھ کو غلام برقرار رکھا۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

بعض اہل علم اس پر عمل کرتے ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں وہ یہ فرماتے ہیں: اس بارے میں یا اس طرح کے دیگر معاملات میں قرعہ اندازی کی جائے گی۔

کوفہ اور دیگر علاقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس بارے میں قرعہ اندازی نہیں کی جائے گی۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اس حوالے سے ہر غلام کا ایک تہائی حصہ آزاد شمار ہوگا' اور ان میں سے ہر ایک غلام کی بقیہ دو تہائی قیمت کے بارے میں اس سے مزدوری کروائی جائے گی۔

ابومہلب نامی راوی کا نام عبدالرحمٰن بن عمرو جرمی ہے یہ ابوقلابہ کے علاوہ کوئی اور شخص ہے اور ایک قول کے مطابق معاویہ بن عمرو ہے۔ ابوقلابہ جرمی کا نام عبداللہ بن زید ہے۔

شرح

مرضِ موت میں تمام غلام آزاد کرنے کا مسئلہ:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص مرضِ موت میں اپنے تمام غلام آزاد کردے جبکہ اس کے پاس ان غلاموں کے علاوہ کوئی دولت نہ ہو تو اس کی یہ وصیت صرف ثلث غلاموں میں جاری ہوگی اور دو ثلث میں وصیت باطل قرار پائے گی۔ اگر غلاموں کی تعداد چھ ہو تو دو آزاد ہو جائیں گے جبکہ چار آزاد نہیں ہوں گے بلکہ وہ ورثاء کے لیے سعایہ کر کے آزادی حاصل کریں گے۔ وصیت کے نتیجہ میں آزاد ہونے والے دو غلاموں کا انتخاب قرعہ اندازی کے ذریعے کیا جائے گا۔

قرعہ اندازی کے مسئلہ میں مذاہبِ آئمہ:

قرعہ اندازی کی حیثیت کیا ہے؟ اگر آج بھی ایسا مسئلہ پیش آئے تو اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ غلاموں کا انتخاب قرعہ اندازی سے کیا جائے گا اور قرعہ اندازی واجب ہے۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

2- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرعہ اندازی کا طریقہ ابتدائے اسلام میں تھا، بعد میں اس کی حیثیت وجوب کی نہیں رہی۔ تطییب قلوب (دل کو خوش کرنے) کی ہوگئی۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرعہ اندازی سے فیصلہ کیا تھا لیکن اپنے دورِ حکومت میں ایسا واقعہ پیش آنے پر قرعہ اندازی کے بغیر فیصلہ کر دیا تھا۔ (اعلاء السنن، جلد: 11، ص: 309)

آپ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل حدیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت کا تعلق ابتدائے اسلام کے ساتھ ہے، لہٰذا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ

باب 28: جو شخص کسی محرم رشتے دار کا مالک بن جائے

1285 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ

1285- اخرجه احمد (5/15، 18، 20) وابو داؤد (4/26) كتاب العتق، باب: فيمن ملك ذا رحم محرم، حديث (49 وابن ماجه (2/843) كتاب العتق باب: من ملك ذا رحم محرم فهو حر، حديث (2524) من طريق قتادة عن الحسن عن سمرة بن جندب فذكره.

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مُسْنَدًا اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰی بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُمَرَ شَیْئًا مِّنْ هٰذَا

◆◆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی محرم رشتے دار کا مالک بن جائے تو وہ رشتے دار آزاد شمار ہوگا۔

ہم اس حدیث کو مسند ہونے کے طور پر صرف حماد بن سلمہ نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

بعض محدثین نے اس روایت کو قتادہ کے حوالے سے، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔

1286 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّیُّ الْبَصْرِیُّ وَغَیْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِیُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا ذَكَرَ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ عَاصِمًا الْاَحْوَلَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ غَیْرَ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ

سندِ حدیث: رَوَاهُ ضَمْرَةُ بْنُ رَبِیْعَةَ عَنِ الثَّوْرِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یُتَابَعْ ضَمْرَةُ عَلٰی هٰذَا الْحَدِیْثِ وَهُوَ حَدِیْثٌ خَطَاٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِیْثِ

◆◆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی محرم رشتے دار کا مالک بن جائے تو وہ (محرم رشتے دار) آزاد شمار ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ہمارے علم کے مطابق اس حدیث میں عاصم نامی راوی کا ذکر حماد بن سلمہ کے حوالے سے، صرف محمد بن بکر نے کیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی محرم رشتے دار کا مالک بنے تو وہ (رشتے دار) آزاد شمار ہوگا۔

اس روایت کو ضمرہ بن ربیعہ نے، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، عبداللہ بن دینار کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

اس روایت میں (ضمری بن ربیعہ کی متابعت نہیں کی گئی اور محدثین کے نزدیک یہ حدیث خطا ہے)

شرح

مفہوم حدیث:

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب ذی رحم محرم کا مالک ہو جائے تو وہ از خود آزاد ہو جائے گا۔ محرم سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے۔ مثلاً ماں باپ بیٹا بیٹی بھائی بہن چچا پھوپھی ماموں اور خالہ۔ اگر ان میں سے کوئی مالک ہو جائے تو غلام کو آزادی حاصل ہو جائے گی۔

ذی رحم محرم کا مالک ہونے سے مملوک کو آزادی حاصل ہونے میں مذاہب آئمہ:

ذی رحم محرم کا مالک بن جانے سے غلام کے آزاد ہونے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جب کوئی ذی رحم محرم کا مالک بن جائے گا، تو مملوک کو آزادی حاصل ہو جائے گی۔ رحم سے مراد ناطہ ورشتہ ہے، خواہ وہ ننھیالی ہو یا ددھیالی ہو۔ ان قیود سے رضاعی اور سسرالی رشتے خارج ہو گئے۔ محرم سے مراد وہ رشتہ ہے، جس کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہوتا ہے۔ مثلاً ماں، باپ، بیٹا اور بیٹی وغیرہ۔ تاہم محرم کی قید سے خالہ زاد، چچازاد، ماموں زاد، اور پھوپھی زاد مملوک کو آزادی حاصل نہیں ہو گی کیونکہ یہ ذی رحم تو ہیں مگر محرم نہیں ہیں۔

2- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے دو آدمی جن کے مابین ولادت کا رشتہ ہو، تو ان کے ایک دوسرے کا مالک بننے سے فی الفور آزادی حاصل ہو جائے گی۔ ولادت کا رشتہ اصول وفروع دونوں کے درمیان متحقق ہوتا ہے۔ مثلاً ماں، باپ، دادی، دادا، نانی، نانا، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسی اور نواسہ وغیرہ۔ اگر کوئی ان میں سے کسی کا مالک ہو جائے گا، تو مملوک آزاد ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ زَرَعَ فِيْ اَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ

باب 29: جب کوئی شخص کسی دوسرے کی زمین میں اس کی اجازت کے بغیر کھیتی باڑی کرے

1287 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّخَعِيُّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1287- اخرجه احمد (465/3، 141/4) وابو داؤد (261/3) كتاب البيوع، باب: فى زرع الارض بغير اذن صاحبها، حديث (3403) وابن ماجه (824/3) كتاب الرهون: باب: من زرع فى ارض قوم بغير اذنهم، حديث (2466) من طريق ابى اسحق عن عطاء عن رافع بن خديج فذكره۔

متن حدیث: مَنْ زَرَعَ فِيْ اَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَّلَهُ نَفَقَتُهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ اِسْحٰقَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ هُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَالَ لَا اَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ اِسْحٰقَ اِلَّا مِنْ رِوَايَةِ شَرِيْكٍ قَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا مَعْقِلُ بْنُ مَالِكٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ الْاَصَمِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

◆◆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص دوسرے لوگوں کی زمین میں ان کی اجازت کے بغیر کھیتی باڑی کرے' تو اسے اس کھیت میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ البتہ اسے اس کا خرچ مل جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ ہم اس روایت کو ابواسحاق سے منقول ہونے کے حوالے سے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔ جسے شریک بن عبداللہ نے نقل کیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث "حسن" ہے۔

وہ یہ فرماتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق ابواسحاق سے منقول ہونے کے اعتبار سے' یہ روایت صرف شریک سے منقول ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معقل بن مالک بصری نے عقبہ بن اصم کے حوالے سے، عطاء کے حوالے سے، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اس کی مانند روایت نقل کی ہے۔

شرح

مغصوبہ زمین کی پیداوار کے حق دار کے حوالے سے مذاہبِ آئمہ:

ایک شخص دوسرے کی زمین غصب کر کے اس میں زراعت کرتا ہے' تو اس کی پیداوار کا حق دار کون ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

1- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ پیداوار مالک کی ہے مگر غاصب نے جو بیج ڈالا ہے اور محنت کی ہے وہ خرچہ اور معاوضہ اسے دیا جائے گا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غاصب کو اس کی محنت اور خرچہ کے سوا کوئی چیز نہیں ملے گی۔

2- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغصوبہ زمین کی پیداوار غاصب کو ملے گی۔ البتہ اس کے لیے تمام پیداوار طیب نہیں ہوگی بلکہ محنت اور خرچہ کی مقدار طیب ہے' باقی خبیث ہے۔ آپ نے بھی حدیث باب سے استدلال کیا ہے یعنی اس زمین سے محنت کا عوض اور بیج کا خرچہ غاصب کو دیا جائے گا جبکہ باقی ماندہ پیداوار اس کے لیے جائز نہیں ہوگی بلکہ اس کا صدقہ و خیرات کرنا زیادہ مفید ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النُّحْلِ وَالتَّسْوِيَةِ بَيْنَ الْوَلَدِ

باب 30: عطیہ دیتے ہوئے اولاد کے درمیان برابری رکھنا

1288 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَّسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ يُحَدِّثَانِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ

متنِ حدیث: اَنَّ اَبَاهُ نَحَلَ ابْنًا لَهٗ غُلَامًا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهِدُهٗ فَقَالَ اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهٗ مِثْلَ مَا نَحَلْتَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَارْدُدْهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّوْنَ التَّسْوِيَةَ بَيْنَ الْوَلَدِ حَتّٰى قَالَ بَعْضُهُمْ يُسَوِّيْ بَيْنَ وَلَدِهٖ حَتّٰى فِي الْقُبْلَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُسَوِّيْ بَيْنَ وَلَدِهٖ فِي النُّحْلِ وَالْعَطِيَّةِ يَعْنِي الذَّكَرُ وَالْاُنْثٰى سَوَاءٌ وَّهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَقَالَ بَعْضُهُمُ التَّسْوِيَةُ بَيْنَ الْوَلَدِ اَنْ يُّعْطَى الذَّكَرُ مِثْلَ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ مِثْلَ قِسْمَةِ الْمِيْرَاثِ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان کے والد نے اپنے ایک بیٹے کو ایک غلام عطیے کے طور پر دیا پھر وہ اس پر گواہ بنانے کے لیے نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے تاکہ آپ کو اس پر گواہ بنائیں تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اس طرح عطیہ دیا ہے' جیسے اسے دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر تم اسے واپس لے لو۔

1288- اخرجه مالك في الموطا (752،751/2) كتاب الاقضية باب: ما لا يجوز من النحل حديث (39) واحمد (268/4) والبخاري (250/5) كتاب الهبة باب: الهبة للولد' حديث (2586) ومسلم (1242/3) كتاب الهبات' باب: كراهية تفضيل بعض الاولاد في الهبة' حديث (9-1263) والنسائي (258/6) كتاب النحل' باب: اختلاف الناقلين' لخبر النعمان بن بشير في النحل' حديث (3672) وابن ماجه (795/2) كتاب الهبات' باب: الرجل ينحل ولده' حديث

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت دیگر راویوں کے حوالے سے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اولاد کے درمیان برابری کو مستحب قرار دیا ہے۔

ان میں سے بعض حضرات نے اولاد کو بوسہ دینے کے اعتبار سے بھی برابری کی ہدایت کی ہے' جبکہ بعض نے صرف کوئی چیز دینے یا عطیہ دینے کے حوالے سے برابری کا کہا ہے اور اس بارے میں مذکر اور مونث برابر ہیں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

بعض حضرات نے یہ بات کہی ہے: اولاد کے درمیان برابری یہ ہے: مرد کو دو عورتوں جتنا حصہ دیا جائے جس طرح وراثت میں تقسیم ہوتی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

شرح

مفہوم حدیث:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اولاد کے باپ پر حقوق یا باپ کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ اپنی اولاد میں مساوات کو برقرار رکھے اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے اپنے ایک بیٹے کو عطیہ یا ہبہ سے نوازے جبکہ دوسروں کو اس سے محروم رکھے۔ ایسا کرنا ظلم و زیادتی کے زمرے میں آتا ہے' جس وجہ سے اولاد کی نظروں میں باپ کا مقام بھی مجروح ہو سکتا ہے۔

باپ کی طرف سے اولاد میں تفاضل کے حوالے سے مذاہبِ آئمہ:

باپ کی طرف سے اولاد میں مساوات و برابری کا ضابطہ زیادہ مناسب اور دین و فطرت کے قریب تر ہے۔ اس بارے میں اگر باپ تفاضل (کمی بیشی) سے کام لے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ تفاضل حرام ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ مشہور صحابی حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لڑکے نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطور عطیہ ایک غلام دیا۔ پھر وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ بنائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: "کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو اسی طرح عطیہ سے نوازا ہے؟" عرض کیا: "یارسول اللہ! نہیں!" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اس ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا' تم کسی اور کو گواہ بنالو۔" (سنن ابی داؤد جلد ثانی' ص: 499) اس روایت میں تصریح ہے کہ محض ایک لڑکے کے عطیہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم قرار دیا ہے اور ظلم حرام ہوتا ہے۔ معلوم ہوا تفاضل بھی حرام ہے۔

2- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ' حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک تفاضل مکروہ تحریمی ہے۔

انہوں نے بھی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ انہوں نے حدیث کے آخری حصہ کو دلیل بنایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تو گواہ نہ بنے بلکہ دوسرے شخص کو گواہ بنانے کا حکم دیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تفاضل حرام نہیں ہے۔ اگر حرام ہوتا تو آپ دوسرے شخص کو بھی گواہ بنانے کی اجازت نہ دیتے۔

مساوات کے مفہوم میں اقوالِ فقہاء:

جب باپ اولاد کو عطیہ یا ہبہ یا تحفہ سے نوازنا چاہے تو وہ ان کے درمیان مساوات کے پہلو کو ضرور پیشِ نظر رکھے جس کے بے شمار فوائد ہیں۔ سوال یہ ہے: "مساوات" سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں:

1- حضرت امام محمد اور حضرت احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہاں مسئلہ میراث جیسی مساوات مراد ہے کہ لڑکے کو دُگنا حصہ دیا جائے گا اور لڑکی کو ایک گنا۔

2- دیگر آئمہ فقہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ میراث کا حکم مخصوص ہے مگر یہاں لڑکے اور لڑکی کو برابری کی بنیاد پر عطیہ یا ہبہ یا تحفہ دیا جائے گا۔ الغرض باپ اپنی زندگی میں عطیہ یا ہبہ یا تحفہ وغیرہ سے اولاد کو دینا چاہے تو مذکر و مؤنث تمام اولاد کو برابری کی بنیاد پر نوازے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الشُّفْعَةِ

باب 31: شفعہ کا بیان

1289 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ عُلَیَّةَ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: جَارُ الدَّارِ اَحَقُّ بِالدَّارِ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنِ الشَّرِیْدِ وَاَبِیْ رَافِعٍ وَّاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ سَمُرَةَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰی عِیْسٰی بْنُ یُوْنُسَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَہٗ وَرَوٰی عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالصَّحِیْحُ عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ حَدِیْثُ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ وَلَا نَعْرِفُ حَدِیْثَ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عِیْسٰی بْنِ یُوْنُسَ وَحَدِیْثُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِیْدِ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ ھُوَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَّرَوٰی اِبْرَاھِیْمُ بْنُ مَیْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِیْدِ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

1289- اخرجه احمد (5/8، 12، 13، 17، 18) وابو داؤد (3/286) كتاب البيوع، باب: في الشفعة، حديث (3517) من طريق قتادة عن الحسن عن سمرة بن جندب فذكره۔

قولِ امام بخاری: قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ كِلَا الْحَدِيْثَيْنِ عِنْدِيْ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مکان کا پڑوسی مکان کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔

اس بارے میں حضرت شرید رضی اللہ عنہ، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

عیسیٰ بن یونس نے اس روایت کو سعید بن ابوعروبہ کے حوالے سے، قتادہ کے حوالے سے، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک مستند روایت وہ ہے' جو حسن کے حوالے سے، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

قتادہ کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول روایت صرف عیسیٰ بن یونس نامی راوی کے حوالے سے منقول ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن طائفی نے عمرو بن شرید کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے جس حدیث کو نقل کیا ہے۔ وہ اس بارے میں حدیث ''حسن'' ہے۔

ابراہیم بن میسرہ نے عمرو بن شرید کے حوالے سے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کی ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ دونوں روایات مستند ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الشُّفْعَةِ لِلْغَائِبِ

باب 32: غیر موجود شخص کے لیے شفعہ کرنا

1290 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ يُنْتَظَرُ بِهِ وَاِنْ كَانَ غَائِبًا اِذَا كَانَ طَرِيْقُهُمَا وَاحِدًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّلَا نَعْلَمُ اَحَدًا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ غَيْرَ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ

توضیحِ راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِيْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ مِنْ اَجْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَعَبْدُ الْمَلِكِ هُوَ ثِقَةٌ مَاْمُوْنٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا تَكَلَّمَ فِيْهِ غَيْرَ شُعْبَةَ مِنْ اَجْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَدْ رَوٰى وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ مِيْزَانٌ يَّعْنِيْ فِي الْعِلْمِ

1290- اخرجه احمد (303/3) وابو داؤد (286/3) كتاب البيوع' باب: في الشفعة' حديث (3518) وابن ماجه (833/2) كتاب الشفعة' باب: الشفعة بالجوار حديث (2494) والدارمي (273/2) كتاب البيوع' باب: في الشفعة' من طريق عبد الملك بن ابي سليمان عن عطاء عن جابر بن عبد الله فذكره۔

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الرَّجُلَ اَحَقُّ بِشُفْعَتِهٖ وَاِنْ كَانَ غَائِبًا فَاِذَا قَدِمَ فَلَهُ الشُّفْعَةُ وَاِنْ تَطَاوَلَ ذٰلِكَ

◄► حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: پڑوسی شفعہ کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ اگر وہ موجود نہ ہو اس بارے میں اس کا انتظار کیا جائے گا اگر ان دونوں کا راستہ ایک ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

ہمارے علم کے مطابق عبدالملک بن ابوسلیمان کی عطاء کے حوالے سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کے علاوہ اور کسی نے اس حدیث کو نقل نہیں کیا۔

شعبہ نے عبدالملک بن ابوسلیمان نامی راوی کے بارے میں اس حدیث کے حوالے سے کچھ کلام کیا ہے۔

محدثین کے نزدیک عبدالملک ثقہ اور مامون ہیں۔

ہمارے علم کے مطابق شعبہ کے اس حدیث کے حوالے سے کلام کرنے کے علاوہ اور کسی نے ان کے بارے میں کلام نہیں کیا۔

وکیع نے اس روایت کو شعبہ کے حوالے سے، عبدالملک کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے' سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: عبدالملک بن ابوسلیمان میزان ہے یعنی علم میں (ترازو کی حیثیت رکھتے ہیں)

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ وہ یہ کہتے ہیں: آدمی شفعہ کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے' اگر وہ غیر موجود ہو' تو جب آئے گا' تو اسے شفعہ کرنے کا حق ہوگا' اگرچہ کتنی ہی مدت گزر چکی ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا حُدَّتِ الْحُدُوْدُ وَوَقَعَتِ السِّهَامُ فَلَا شُفْعَةَ

باب 33: جب حدود متعین ہو جائیں اور حصے ہو جائیں تو شفعہ کا حق نہیں ہوگا

1291 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ مُرْسَلًا عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1291- اخرجه البخاري (361/12) كتاب الحيل: باب في الهبة والشفعة' حديث (6976) وابو داؤد (285/3) كتاب البيوع' باب: في الشفعة' حديث (3514) وابن ماجه (834/2'835) كتاب الشفعة' باب اذا وقعت الحدود فلا شفعة' حديث (2499) واخرجه احمد (296/3'399) وعبد بن حميد ص (326) حديث (1080) من طريق الزهري عن ابي سلمة عن جابر بن عبد الله فذكره۔

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَبِهٖ يَقُوْلُ بَعْضُ فُقَهَاءِ التَّابِعِيْنَ مِثْلَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَغَيْرِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مِنْهُمْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ وَرَبِيْعَةُ ابْنُ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ لَا يَرَوْنَ الشُّفْعَةَ اِلَّا لِلْخَلِيْطِ وَلَا يَرَوْنَ لِلْجَارِ شُفْعَةً اِذَا لَمْ يَكُنْ خَلِيْطًا وَّقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ الشُّفْعَةُ لِلْجَارِ وَاحْتَجُّوْا بِالْحَدِيْثِ الْمَرْفُوْعِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حدیثِ دیگر: جَارُ الدَّارِ اَحَقُّ بِالدَّارِ وَقَالَ الْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ
وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب حدود مقرر ہو جائیں اور راستے الگ ہو جائیں تو شفعہ کا حق نہیں رہے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض راویوں نے اسے ''مرسل'' حدیث کے طور پر ابوسلمہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہلِ علم اس پر عمل کرتے ہیں' ان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔

تابعین سے تعلق رکھنے والے بعض فقہاء نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات ہیں۔

اہلِ مدینہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ ان میں یحییٰ بن سعید انصاری، ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن، امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک شفعہ کا حق صرف شراکت دار کو حاصل ہوگا۔ ان کے نزدیک پڑوسی کو شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوگا' جب وہ شراکت دار نہ ہو۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: پڑوسی کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔

ان حضرات نے نبی اکرم ﷺ سے منقول ''مرفوع'' حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: گھر کا پڑوسی، گھر کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔

(اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں) پڑوسی قریب ہونے کی وجہ سے زیادہ حق رکھتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الشَّرِيْكَ شَفِيْعٌ

باب 34: شراکت دارشفعہ کا حق رکھتا ہے

1292 سندِحدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ السُّكَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلشَّرِيْكُ شَفِيْعٌ وَّالشُّفْعَةُ فِىْ كُلِّ شَىْءٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مِثْلَ هٰذَا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ حَمْزَةَ السُّكَّرِيِّ

اسنادِدیگر: وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّهٰذَا اَصَحُّ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ وَلَيْسَ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ مِثْلَ هٰذَا لَيْسَ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ حَمْزَةَ وَاَبُوْ حَمْزَةَ ثِقَةٌ يُّمْكِنُ اَنْ يَّكُوْنَ الْخَطَاُ مِنْ غَيْرِ اَبِىْ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ

مذاہبِ فقہاء: وَقَالَ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّمَا تَكُوْنُ الشُّفْعَةُ فِى الدُّوْرِ وَالْاَرَضِيْنَ وَلَمْ يَرَوُا الشُّفْعَةَ فِىْ كُلِّ شَىْءٍ وَّقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الشُّفْعَةُ فِىْ كُلِّ شَىْءٍ وَّالْقَوْلُ اَصَحُّ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: شراکت دار شفعہ کا حق رکھتا ہے اور شفعہ ہر چیز میں ہوتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس حدیث کو ہم صرف ابوحمزہ سکری نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

کئی راویوں نے اس روایت کو عبدالعزیز بن رفیع کے حوالے سے، ابن ابی ملیکہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

ابن ابی ملیکہ' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

اس روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں ہے۔

کئی راویوں نے عبدالعزیز بن رفیع کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے' جس میں اس روایت کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ روایت ابوحمزہ سے منقول حدیث کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

1292- لم يخرجه من اصحاب الكتب الستة سوى الترمذي' ينظر: تحفة الاشراف (44/5)' حديث (5795) واخرجه البيهقي (109/8) والطبراني (123/11) حديث (11244)

ابوحمزہ نامی راوی ثقہ ہیں۔ یہ ہوسکتا ہے: ابوحمزہ کی بجائے کسی اور نے اس میں خطا کی ہو۔
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابن ابی ملیکہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے جیسا کہ ابوبکر بن عیاش سے منقول کی ہے۔
اکثر اہل علم اس بات کے قائل ہیں: شفعہ صرف مکانات اور زمین میں ہوتا ہے ان کے نزدیک ہر چیز میں شفعہ نہیں ہوتا۔
بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: شفعہ ہر چیز میں ہوتا ہے۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) پہلی رائے درست ہے۔

شرح

شفعہ کا مفہوم اور اس کی شرعی حیثیت:

لفظ ''شفعہ'' کا مادہ ''شفع'' ہے، جس کا لغوی معنی ہے 'ملانا'۔ دو رکعت نماز کو بھی شفع کہا جاتا ہے۔ اصطلاح میں کسی کی جائیداد کو اپنی جائیداد میں شامل کرنے کو شفعہ کہا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنا مکان فروخت کر کے دوسرے مقام پر مکان تعمیر کرانا چاہتا ہو یا خریدنا چاہتا ہو، تو شرعی اور اخلاقی تقاضا ہے کہ وہ مکان فروخت کرنے سے پہلے ہمسائے کو آگاہ کرے تا کہ کوئی شرابی کبابی یا چور اُچکا آ کر مکان خرید کر ہمسائیوں اور اہلِ محلہ کے لیے وبالِ جان نہ بن جائے۔ اگر ہمسائے کو آگاہ کیے بغیر کوئی شخص اپنا مکان فروخت کر دے اور دوسرے مقام پر منتقل ہو جائے تو ہمسایہ کو شرعی طور پر حق حاصل ہے کہ وہ بذریعہ عدالت شفعہ کر کے بیع ختم کروا کر خود قیمت ادا کر کے خرید سکتا ہے۔ شفعہ صرف جائیداد غیر منقولہ مثلاً زمین اور مکان وغیرہ میں ہوسکتا ہے اور جائیداد منقولہ میں شفعہ جائز نہیں ہے۔

اقسام شفیع:

شفیع تین قسم کے ہوسکتے ہیں:
(1) شریک فی نفس المبیع: جب کسی جائیداد میں متعدد لوگ شریک ہوں، ان میں سے ایک شخص اپنا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہو، تو باقی لوگ شریک فی نفس المبیع کہلاتے ہیں۔
(2) شریک فی حقوق المبیع: اگر جائیداد میں شرکت نہ ہو لیکن اس کے حقوق میں شرکت ہو۔ مثلاً راستہ مشترک استعمال ہوتا ہو یا کنواں ہو جس سے کھیت سیراب کیے جاتے ہوں، اس کو شریک فی الحقوق بھی کہا جاتا ہے۔
(3) جارِ محض: جو شخص بیع اور حقوق میں شریک نہ ہو بلکہ پڑوسی ہو، تو اسے جارِ محض کہتے ہیں۔

استحقاق شفعہ میں مذاہبِ آئمہ:

کیا شریکِ جائیداد شفعہ کا زیادہ حق دار ہے یا ہمسایہ؟ اس سلسلے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:
1- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریک جائیداد کی بجائے ہمسایہ شفعہ کا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔ آپ

نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا:
"الجار احق بشفعة" ہمسایہ شفعہ کا زیادہ حق دار ہے۔

2- آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ شریکِ جائیداد شفعہ کا زیادہ حق دار ہے۔انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیز میں شفعہ کی اجازت دی ہے جو تقسیم نہ کی گئی ہو جب تقسیم ہو جائے اور راستے الگ ہو جائیں تو پھر شفعہ نہیں ہے۔

حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس حدیث میں کوئی کلمہ حصر نہیں ہے جو شریکِ جائیداد کے مفہوم کو واضح کرتا ہو۔لہٰذا اس حدیث سے مراد ہمسایہ ہے نہ کہ شریکِ جائیداد۔

سوال: احناف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اس روایت میں لفظ "الجار" سے مراد ہمسایہ نہیں ہے بلکہ شریکِ جائیداد ہے۔اس طرح اس روایت سے ہمسایہ کا شفعہ کے لیے زیادہ حق دار ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں ہے؟

جواب: لفظ "الجار" کے دو معانی ہیں: ایک حقیقی وہ ہمسایہ ہے اور دوسرا مجازی جو شریکِ جائیداد ہے۔حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد لینا درست نہیں ہے۔

شفعہ کے حوالے سے چند فقہی مسائل:

احناف کے نزدیک شفعہ کا زیادہ استحقاق قرب دار یا اتصال زمین کے سبب ہے۔حق شفعہ کے حوالے سے چند فقہی مسائل درج ذیل ہیں:

1- شرعی نقطہ نظر سے شفعہ جائیداد غیر منقولہ میں ہو سکتا ہے۔مثلاً زمین، گھر اور باغ وغیرہ میں۔

2- شفعہ کرنا سنت ہے، کیونکہ ارشاداتِ نبوی سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

3- مبیع کی فروخت کے مطابق قیمت ادا کر کے شفیع مبیع جائیداد حاصل کر سکتا ہے۔

4- ہمسایہ یا شریکِ جائیداد خرید و فروخت کے بارے میں سنتے ہی اپنے شفیع ہونے کے بارے میں بائع کو مطلع کرے ورنہ شفعہ باطل ہو جائے گا۔

5- مشترکہ جائیداد اور غیر منقولہ کی بیع کے وقت قریبی ہمسایہ حق شفعہ کر سکتا ہے اور شریکِ جائیداد بھی۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حق شفعہ کے حوالے سے تین احادیثِ مبارکہ تخریج کی ہیں۔پہلی روایت میں شریک فی نفس المبیع کے لیے، دوسری میں شریک فی الحقوق کے لیے اور تیسری میں جار محض کے لیے شفعہ ثابت کیا گیا ہے۔

جب شفیع کی غیر حاضری میں جائیداد فروخت کی جائے تو اس کی واپسی تک انتظار کیا جائے گا۔واپسی پر وہ جائیداد کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کا حق سب سے زیادہ ہے۔اس مسئلے میں تمام آئمہ کا اتفاق و اجماع ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی روشنی میں آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنا موقف یہ بیان کیا ہے کہ جو جائیداد قابلِ تقسیم ہو، اس میں حقِ شفعہ جائز ہے، جبکہ جو جائیداد قابلِ تقسیم نہ ہو اس میں حق شفعہ جائز نہیں ہے۔لہٰذا شریک فی نفس

المبیع' شریک فی حقوق المبیع اور جارِ محض کے لیے شفعہ درست نہیں ہے۔ حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سب کے لیے بالترتیب حق شفعہ جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي اللُّقَطَةِ وَضَالَّةِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ

باب 35: گری ہوئی چیز' گمشدہ اونٹ یا بکری کا حکم

1293 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَائَهَا وَوِعَائَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَاِنْ جَآءَ رَبُّهَا فَاَدِّهَا اِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَاِنَّمَا هِيَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْاِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ اَوِ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتّٰى تَلْقٰى رَبَّهَا

حکمِ حدیث: حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِىَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَّحَدِيْثُ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِىَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

◆◆ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے گری ہوئی چیز کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔ اس کے بعد اس تھیلی اور اس کے منہ پر باندھی ہوئی رسی کو پہچان لو پھر تم اسے خرچ کرلو! اگر (بعد میں) اس کا مالک آجائے' تو تم وہ (قیمت جو اس میں موجود تھی) اس کو ادا کر دینا۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! گمشدہ بکری کے بارے میں کیا حکم ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسے پکڑ لو کیونکہ وہ یا تو تمہیں ملے گی یا تمہارے کسی بھائی کو ملے گی یا اسے بھیڑیا لے جائے گا۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! گمشدہ اونٹ کا کیا حکم ہے' تو نبی اکرم ﷺ غضب ناک ہو گئے' یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارا اس کے ساتھ کیا واسطہ ہے۔ اس کے پاؤں اس کے ساتھ ہیں پانی کا ذخیرہ (یعنی اس کا پیٹ) اس کے ساتھ ہے۔ وہ خود اپنے مالک تک پہنچ جائے گا۔

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1293- اخرجه مالك فى الموطا (757/2) كتاب الاقضية' باب: القضاء فى اللقطة' حديث (46) والبخارى (96/5) كتاب اللقطة' باب: ضالة الابل' حديث (2427) كتاب اللقطة' حديث (1-1722) وابو داؤد (135/2) كتاب اللقطة' حديث (1704) وابن ماجه (836/2-838) كتاب اللقطة' باب: ضالة الابل والبقر والغنم' حديث (2504) واخرجه احمد (117/4) وعبد بن حميد (ص 117) حديث (279) والحميدى (357/2) حديث (816) من طريق ربيعة بن ابى عبد الرحمن عن يزيد مولى المنبعث عن زيد بن خالد الجهنى فذكره.

یہی روایت دیگر اسناد کے حوالے سے بھی نقل کی گئی ہے۔ یزید مولیٰ منبعث نے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت دیگر اسناد کے حوالے سے بھی نقل کی گئی ہے۔

1294 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ اَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ اَبُو النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنِ اعْتُرِفَتْ فَاَدِّهَا وَاِلَّا فَاعْرِفْ وِعَائَهَا وَعِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا وَعَدَدَهَا ثُمَّ كُلْهَا فَاِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا فَاَدِّهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْجَارُوْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى وَعِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ وَّجَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ هٰذَا الْحَدِيْثُ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَرَخَّصُوا فِي اللُّقَطَةِ اِذَا عَرَّفَهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْ مَنْ يَّعْرِفُهَا اَنْ يَّنْتَفِعَ بِهَا وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يُعَرِّفُهَا سَنَةً فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَاِلَّا تَصَدَّقَ بِهَا وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ لَمْ يَرَوْا لِصَاحِبِ اللُّقَطَةِ اَنْ يَّنْتَفِعَ بِهَا اِذَا كَانَ غَنِيًّا وَقَالَ الشَّافِعِيُّ يَنْتَفِعُ بِهَا وَاِنْ كَانَ غَنِيًّا لِاَنَّ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ اَصَابَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُرَّةً فِيْهَا مِائَةُ دِيْنَارٍ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّعَرِّفَهَا ثُمَّ يَنْتَفِعَ بِهَا وَكَانَ اُبَيٌّ كَثِيْرَ الْمَالِ مِنْ مَيَاسِيْرِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّعَرِّفَهَا فَلَمْ يَجِدْ مَنْ يَّعْرِفُهَا فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْكُلَهَا فَلَوْ كَانَتِ اللُّقَطَةُ لَمْ تَحِلَّ اِلَّا لِمَنْ تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ لَمْ تَحِلَّ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ لِاَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَصَابَ دِيْنَارًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَّفَهٗ فَلَمْ يَجِدْ مَنْ يَّعْرِفُهٗ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَكْلِهٖ وَكَانَ لَا يَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا كَانَتِ اللُّقَطَةُ يَسِيْرَةً اَنْ يَّنْتَفِعَ بِهَا وَلَا يُعَرِّفَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا كَانَ دُوْنَ دِيْنَارٍ يُعَرِّفُهَا قَدْرَ جُمُعَةٍ وَّهُوَ قَوْلُ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے گری ہوئی چیز ملنے کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ

1294- اخرجه احمد (116/4، 193/5) ومسلم (1349/3) كتاب اللقطة، حديث (7-1722) وابو داؤد (135/2) كتاب اللقطة، حديث (1706) وابن ماجه (838/2) كتاب اللقطة، باب اللقطة، حديث (2507) من طريق الضحاك بن عثمان عن سالم ابو النضر عن بسر بن سعيد عن زيد بن خالد الجهني فذكره.

نے ارشاد فرمایا: ایک سال تک اس کا اعلان کرو' اگر اس کا اعتراف کرلیا جائے تو اسے ادا کردو' ورنہ اُس کی تھیلی' ڈوری اور اس میں موجود (رقم) وغیرہ کی پہچان رکھو۔ اور پھر تم اُسے استعمال کرلو' اگر بعد میں اس کا مالک آ جائے تو اُسے ادائیگی کر دینا۔

اس بارے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جارود بن معلّٰی رضی اللہ عنہ، حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ، حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سب سے مستند طور پر منقول یہی روایت ہے۔

یہی روایت دیگر اسناد کے حوالے سے بھی نقل کی گئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے گری ہوئی چیز کے بارے میں یہ اجازت دی ہے: جب آدمی ایک سال تک اس کا اعلان کرے' اور اس کے مالک کا پتہ نہ چل سکے' تو آدمی خود اسے استعمال کرلے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک آدمی ایک سال تک اس کا اعلان کرے گا۔ اگر اس کا مالک آ جاتا ہے' تو ٹھیک ہے ورنہ اسے صدقہ کر دے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں اہلِ کوفہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک گری ہوئی چیز کو اٹھانے والا شخص اگر خوشحال ہو' تو خود اس سے نفع حاصل نہیں کر سکتا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر وہ خوشحال ہو' تو پھر بھی اس چیز کے ذریعے نفع حاصل کر سکتا ہے' کیونکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں ایک تھیلی پائی تھی جس میں ایک سو دینار موجود تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی تھی: وہ اس کا اعلان کریں' اور پھر خود اس سے نفع حاصل کریں۔

جبکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ صاحب حیثیت آدمی تھے اور نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے خوشحال لوگوں میں سے ایک تھے۔ تو پھر نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ اس کا اعلان کریں' اور جب انہیں' اس کا مالک نہیں ملا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی کہ وہ خود اسے استعمال کرلیں اگر گری ہوئی چیز صرف اس شخص کے لیے جائز ہوتی جس کے لیے صدقہ وصول کرنا جائز ہے' تو یہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے لیے بھی جائز نہیں ہونی چاہیے تھی کیونکہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو بھی نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں ایک دینار ملا تھا۔ انہوں نے اس کا اعلان کیا لیکن اس کا مالک نہیں ملا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں خود استعمال کرنے کی ہدایت کر دی تھی جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے صدقہ وصول کرنا جائز نہیں ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ اجازت دی ہے: اگر گری ہوئی چیز کم حیثیت ہو' تو آدمی خود اس کے ذریعے نفع حاصل کر سکتا ہے اور اس کا اعلان نہیں کرے گا۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر وہ ایک دینار سے کم قیمت کی ہو تو ایک ہفتے تک اس کا اعلان کرے گا۔

امام اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

1295 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَّيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ فَوَجَدْتُ سَوْطًا قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَالْتَقَطْتُ سَوْطًا فَاَخَذْتُهٗ قَالَا دَعْهُ فَقُلْتُ لَا اَدَعُهٗ تَاْكُلُهُ السِّبَاعُ لَاٰخُذَنَّهٗ فَلَاَسْتَمْتِعَنَّ بِهٖ فَقَدِمْتُ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ وَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيْثَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ وَجَدْتُّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُرَّةً فِيْهَا مِائَةُ دِيْنَارٍ قَالَ فَاَتَيْتُهٗ بِهَا فَقَالَ لِيْ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا فَمَا اَجِدُ مَنْ يَّعْرِفُهَا ثُمَّ اَتَيْتُهٗ بِهَا فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا اٰخَرَ فَعَرَّفْتُهَا ثُمَّ اَتَيْتُهٗ بِهَا فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا اٰخَرَ وَقَالَ اَحْصِ عِدَّتَهَا وَوِعَاءَهَا وَوِكَاءَهَا فَاِنْ جَاءَ طَالِبُهَا فَاَخْبَرَكَ بِعِدَّتِهَا وَوِعَائِهَا وَوِكَائِهَا فَادْفَعْهَا اِلَيْهِ وَاِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت زید بن صوحان رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا مجھے ایک کوڑا ملا۔

ابن نمیر نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ میں نے اس کوڑے کو اٹھالیا' تو ان دونوں نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ میں نے کہا میں اسے نہیں چھوڑوں گا ورنہ اسے درندے کھا جائیں گے میں تو اسے ضرور حاصل کروں گا۔ اور اس کے ذریعے نفع حاصل کروں گا۔

سوید بیان کرتے ہیں: پھر میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا اور یہ پورا واقعہ سنایا تو انہوں نے فرمایا: تم نے اچھا کیا ہے۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں ایک تھیلی پائی جس میں ایک سو دینار موجود تھے۔ میں اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم ایک سال تک اس کا اعلان کرو میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا لیکن مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو اسے جانتا ہو پھر میں اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا آپ نے فرمایا: ایک اور سال تک اس کا اعلان کرو۔ میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا' پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: ایک اور سال تک اس کا اعلان کرو پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس کی گنتی کر لو وہ تھیلی اور اس کی پہچان یاد رکھو اگر اس کا طلب گار آ گیا اور اس نے اس کی گنتی، اس کی تھیلی اور اس کی رسی کی پہچان کروا دی' تو تم اس کے سپرد کر دینا ورنہ تم

1295– اخرجه البخاری (94/5) کتاب اللقطة' حدیث (2426) ومسلم (1350/3) کتاب اللقطة' حدیث (9-1723) وابو داؤد (134/2) کتاب اللقطة' حدیث (701) وابن ماجه (838-837/2) کتاب اللقطة' باب: اللقطة' حدیث (2506) واخرجه احمد (126/5) وعبد بن حمید ص (84) حدیث (162) من طریق سلمة بن کهیل عن سوید بن غفلة فذکره عن ابی بن کعب۔

اسے خود استعمال کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

گری ہوئی چیز کو اُٹھانے کی شرعی حیثیت:

جب کوئی شخص گری ہوئی چیز کو دیکھے تو اس کے اُٹھانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں تین اقوال ہیں:

1- وہ چیز ایسی جگہ پڑی ہو جہاں اس کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہو اور یہ بھی گمان ہو کہ اس کا مالک اسے تلاش کرتا ہوا وہاں پہنچ جائے گا' تو اس کا اُٹھانا منع ہے۔

2- اگر وہ چیز کسی محفوظ جگہ پڑی ہو اور غالب گمان ہو کہ اس کا مالک اسے تلاش کرتا ہوا وہاں نہیں آئے گا' تو پانے والے کو اختیار ہے چاہے تو اسے پکڑ لے یا نہ پکڑے۔

3- اگر وہ چیز ایسی جگہ پڑی جہاں اس کا ضائع ہو جانا یقینی ہو' تو اس کا اُٹھانا واجب ہے۔

دستیاب ہونے والی چیز کو استعمال میں لانے کے حوالے سے مذاہب:

دستیاب ہونے والی معمولی چیز ہو۔ مثلاً ایک آدھی کھجور وغیرہ تو اس کے مالک کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے پانے والا اپنے استعمال میں لاسکتا ہے۔ اگر دستیاب ہونے والی قیمتی چیز ہو' تو مالک کو تلاش کرنا ضروری ہے۔ اگر مالک نہ ملے تو اس چیز کے استعمال میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ چیز کو پانے والا اگر غریب ہو' تو وہ اپنے استعمال میں لاسکتا ہے۔ اگر وہ امیر ہو' تو مالک کی طرف سے کسی غریب کو صدقہ کر دے۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے' جس میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے گم شدہ بکری کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''تم اسے پکڑ لو' وہ تمہارے کام آئے گی یا تمہارے بھائی کے کام آئے گی یا بھیڑیئے کے کام آئے گی۔'' اس روایت سے پانے والے کا بکری کو اپنے استعمال میں لانے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

2- حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک گم شدہ چیز دستیاب ہونے کی صورت میں مالک دستیاب نہ ہو' تو اسے پانے والا اپنے استعمال میں لاسکتا ہے' خواہ وہ امیر ہو یا غریب۔ انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے' کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دستیاب ہونے والے دیناروں کو اپنے استعمال میں لانے کی اجازت دی تھی جبکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر ترین صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دورِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں غریب ترین صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ البتہ خلفائے

راشدین کے دَورِ میں وہ صاحبِ ثروت بنے اور امیر ترین صحابہ میں شمار ہونے لگے۔ لہٰذا ان کی روایت سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

جنگل میں بکری یا اونٹ دستیاب ہونے کا مسئلہ:

جنگل میں گم شدہ بکری یا اونٹ دستیاب ہونے کی صورت میں مسئلہ کی نوعیت کیا ہوگی؟ اس سوال کا جواب حدیث باب میں دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بکری پکڑ کر محفوظ کر لی جائے گی تا کہ اس کے مالک تک پہنچائی جائے یا پانے والے کے استعمال میں آئے۔ تاہم اونٹ کو نہیں پکڑا جائے گا' کیونکہ وہ قوی اور طاقت ور ہونے کی وجہ سے چھوٹے درندوں سے محفوظ رہتا ہے اور اپنے مالک کے پاس از خود جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

بَابُ فِي الْوَقْفِ

باب 36: وقف کا حکم

1296 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَنْبَاَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: قَالَ اَصَابَ عُمَرُ اَرْضًا بِخَيْبَرَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَبْتُ مَالًا بِخَيْبَرَ لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسَ عِنْدِیْ مِنْهُ فَمَا تَاْمُرُنِیْ قَالَ اِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ اَنَّهَا لَا يُبَاعُ اَصْلُهَا وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُوْرَثُ تَصَدَّقَ بِهَا فِی الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبٰی وَالرِّقَابِ وَفِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلٰی مَنْ وَّلِيَهَا اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ يُطْعِمَ صَدِيْقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيْهِ

اختلافِ روایت: قَالَ فَذَكَرْتُهُ لِمُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ فَقَالَ غَيْرَ مُتَاَثِّلٍ مَالًا قَالَ ابْنُ عَوْنٍ فَحَدَّثَنِیْ بِهِ رَجُلٌ اٰخَرُ اَنَّهُ قَرَاَهَا فِیْ قِطْعَةِ اَدِيْمٍ اَحْمَرَ غَيْرَ مُتَاَثِّلٍ مَالًا قَالَ اِسْمٰعِيْلُ وَاَنَا قَرَاْتُهَا عِنْدَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَكَانَ فِيْهِ غَيْرَ مُتَاَثِّلٍ مَالًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لَا نَعْلَمُ بَيْنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ مِنْهُمْ فِیْ ذٰلِكَ اخْتِلَافًا فِیْ اِجَازَةِ وَقْفِ الْاَرَضِيْنَ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین (مالِ غنیمت میں) حصے میں ملی۔ انہوں

1296- اخرجه البخاری (418/5) كتاب الشروط' الشروط فی الوقف' حديث (2737) ومسلم (1255/3) كتاب الوصية' باب: الوقف' حديث (1632/15) وابو داؤد (116/3) كتاب الوصايا' باب: ما جاء فی الرجل يوقف الوقف حديث (2878) والنسائی (230/6' 231) كتاب الاحباس' باب: كيف يكتب الحبس' وذكر الاختلاف' ابن عون فی خبر ابن عمر يفه' حديث (3597-3598-3599-3600-3601) وابن ماجه (801/2) كتاب الصدقات' باب من وقف حديث (2396) واخرجه احمد (12/2-55) وابن خزيمه (117/4) حديث (2483) من طريق ابن عون عن نافع عن ابن عمر فذكره۔

نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے خیبر میں کچھ زمین ملی ہے۔ مجھے ایسی کوئی زمین کبھی نہیں ملی جو میرے نزدیک اس سے زیادہ نفیس ہو۔ آپ مجھے کیا ہدایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو زمین اپنے پاس رکھو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو تو حضرت عمر نے اس کو صدقہ کر دیا۔ اس طرح کہ اس زمین کو فروخت نہیں کیا جا سکتا اسے ہبہ نہیں کیا جا سکتا، وراثت میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کی پیداوار کو غریبوں میں قریبی رشتے داروں میں، غلاموں کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مسافروں کے لیے، مہمانوں کے لیے خرچ کیا جائے گا' اور جو شخص اس کا نگران ہو گا اس کو کوئی گناہ نہیں ہو گا۔ اگر وہ خود مناسب طریقے سے اس میں سے کھا لیتا ہے یا اپنے کسی دوست کو کھلا دیتا ہے' جبکہ وہ اسے جمع کرنے والا نہ ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اس روایت کا تذکرہ محمد بن سیرین سے کیا' تو انہوں نے فرمایا: اس روایت میں یہ الفاظ ہیں "یعنی اس مال کو اکٹھا کرنے والا نہ ہو"۔

ابن عون نامی راوی بیان کرتے ہیں: ایک اور صاحب نے بھی مجھے حدیث سنائی۔ انہوں نے اس روایت کو سرخ چمڑے کے ایک ٹکڑے پر سے پڑھا تھا جس میں وہی الفاظ تھے۔ "غیر متاثل مال" (جو ابن سیرین نے نقل کیے ہیں)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اسماعیل نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اس روایت کو حضرت عبید اللہ بن عمر کے صاحبزادے کے سامنے پڑھا تھا اور اس میں یہ لفظ تھے "غیر متاثل مال"۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

ہمارے علم کے مطابق متقدمین کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے: زمین یا اس طرح کی کسی بھی چیز کو وقف کرنا جائز ہے۔

1297 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ وَّعِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ وَوَلَدٌ صَالِحٌ يَّدْعُوْ لَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب آدمی مر جاتا ہے' تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ سوائے تین اعمال کے' صدقہ جاریہ' وہ علم جس کے ذریعے نفع حاصل کیا جاتا ہے اور وہ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

وقف کا مفہوم اور اس کی اقسام:

لفظ ''وقف'' کا لغوی معنی روکنا' رُکنا ہے' جبکہ اصطلاحی معنی ہے: باقی رہنے والی جائیداد جیسی چیز کو محفوظ کرنا اور اس کے منافع کو صدقہ کرنا ہے۔ وقف کی چار صورتیں ہوسکتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

1- کوئی آدمی اپنی رقم سے مسجد تعمیر کروا کر اللہ تعالیٰ کی رضا اور نمازیوں کے لیے وقف کر دے' تو اس میں ایک بھی نماز پڑھنے سے وہ وقف ہو جائے گی۔

2- کوئی شخص اپنی چیز کے وقف کو اپنی موت سے معلق کر دے مثلاً یوں کہے کہ میری وفات کے بعد میری فلاں جائیداد (مکان وغیرہ) فلاں جامعہ کے لیے وقف ہے۔ اس کی وفات ہوتے ہی اس کی جائیداد متعلقہ جامعہ کے نام وقف ہو جائے گی۔

3- قاضی کسی چیز کے وقف کرنے کا اعلان کر دے۔

ان تینوں صورتوں کا حکم یہ ہے کہ موقوفہ چیز مالک کی ملکیت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی ملک میں چلی جائے گی' اس کے منافع اور آمدنی بھی ہمیشہ کے لیے وقف ہو جائے گی۔ موقوفہ جائیداد کی خرید و فروخت' اسے ہبہ کرنا اور اس میں وراثت جاری کرنا منع ہے۔

4- کوئی شخص اپنی زمین کے محض منافع وقف کرے لیکن اصل زمین وقف نہ کرے۔

اس صورت میں اصل زمین اور منافع ہمیشہ کے لیے وقف ہوں گے یا صرف منافع وقف ہوں گے؟ اس میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی' حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرات صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اس صورت میں بھی جائیداد مالک کی ملک سے نکل کر اللہ کی ملک میں چلی جائے گی اور اس کے منافع بھی ہمیشہ کے لیے وقف ہو جائیں گے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل جائیداد مالک کی ملک میں باقی رہے گی' منافع اور آمدنی ہمیشہ کے لیے وقف ہو جائے گی۔ اس مسئلہ میں فتویٰ صاحبین کے مؤقف پر ہے۔ سب آئمہ نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

سوال: باب وقف کے حوالے سے ہے' جبکہ دوسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے' تو اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے:

(1) صدقہ جاریہ (2) علم نافع (3) صالح اولاد جو متوفی کے لیے دعا کرے۔

اس روایت میں وقف کا ذکر نہیں ہے' اس لیے یہ حدیث' باب کے مطابق نہیں ہے؟

جواب: اس روایت میں پہلی چیز ''صدقہ جاریہ'' بیان کی گئی ہے جو وفات کے بعد بھی نیکیوں میں اضافہ کا سبب بنتی ہے۔ اس صدقہ جاریہ میں وقف بھی شامل ہے' لہٰذا باب اور حدیث باب کے مابین مطابقت موجود ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ

باب 37: جانور کے زخمی کرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوتا

1298 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَّالْبِئْرُ جُبَارٌ وَّالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ عَنْ مَعْنٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّتَفْسِيْرُ حَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ يَقُوْلُ هَدَرٌ لَّا دِيَةَ فِيْهِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَمَعْنٰى قَوْلِهِ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ فَسَّرَ ذٰلِكَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا الْعَجْمَاءُ الدَّابَّةُ الْمُنْفَلِتَةُ مِنْ صَاحِبِهَا فَمَا اَصَابَتْ فِي انْفِلَاتِهَا فَلَا غُرْمَ عَلٰى صَاحِبِهَا وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ يَقُوْلُ اِذَا احْتَفَرَ الرَّجُلُ مَعْدِنًا فَوَقَعَ فِيْهِ اِنْسَانٌ فَلَا غُرْمَ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ الْبِئْرُ اِذَا احْتَفَرَهَا الرَّجُلُ لِلسَّبِيْلِ فَوَقَعَ فِيْهَا اِنْسَانٌ فَلَا غُرْمَ عَلٰى صَاحِبِهَا وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ وَالرِّكَازُ مَا وُجِدَ فِيْ دَفْنِ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ وَّجَدَ رِكَازًا اَدّٰى مِنْهُ الْخُمُسَ اِلَى السُّلْطَانِ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَهٗ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جانور اگر کسی کو زخمی کر دے تو اس کا کوئی جرمانہ نہیں ہوتا۔ کنویں میں اگر کوئی گر جائے تو اس کا کوئی جرمانہ نہیں ہوتا۔ (معدنیات) کان میں گر جائے تو بھی کوئی جرمانہ نہیں ہوتا اور خزانے میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1298- اخرجه البخاري في الآداب المفرد ص (20) حديث (38) ومسلم (1255/3) كتاب الوصية، باب: ما يلحق الانسان في الثواب بعد وفاته، حديث (14-1631) وابو داؤد (117/3) كتاب الوصايا، باب: ما جاء في الصدقة عن الميت، حديث (2880) والنسائي (251/6) كتاب الوصايا، باب: فضل الصدقة عن الميت، حديث (3651) والدارمي (139/1) المقدمة، باب: البلاغ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتعليم السنن، واخرجه احمد (372/2) وابن خزيمة (122/4) حديث (2494) من طريق العلاء بن عبد الرحمن عن ابي هريرة فذكره.

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حدیث کی وضاحت یہ ہے۔
جانور کا زخمی کرنا اس کا کوئی تاوان نہیں ہے۔ یعنی یہ ضائع جاتا ہے اس میں دیت کی ادائیگی لازم نہیں ہوگی۔
نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ جانور کا زخمی کرنا ضائع جاتا ہے۔ بعض اہل علم نے اس کی یہ وضاحت بیان کی ہے: وہ جانور جو اپنے مالک کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہوا یسا جانور اگر کسی کو نقصان پہنچا دے تو جانور کے مالک کو کوئی جرمانہ نہیں دینا ہوگا۔

''المعدن جبار'' کا مطلب یہ ہے: جب کوئی شخص کوئی کان کھودے اور اس میں کوئی شخص گر جائے تو اس شخص کو کوئی تاوان نہیں دینا پڑے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کنواں کھودتا ہے اور وہ اسے راستے میں کھدواتا ہے اور اس میں کوئی شخص گر جاتا ہے تو اس کنویں کے مالک کو کوئی تاوان نہیں دینا ہوگا۔
''رکاز'' میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہے: ''رکاز'' اس خزانے کو کہتے ہیں جو زمانہ جاہلیت کے دفینے کے طور پر ملے جو شخص رکاز کو پالے گا وہ اس کا پانچواں حصہ حکومت کو ادا کرے گا اور باقی اس شخص کا ہوگا۔

شرح

مفہوم حدیث:

حدیث باب میں چار مسائل بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:
1- مالک کا چارپایا اپنی طاقت وقوت کا مظاہرہ کرتا ہوا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر کسی شخص کو زخمی کر دے تو مالک پر کوئی جرمانہ نہیں ہے کیونکہ مالک کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔
2- کسی شخص نے چراگاہ میں چوپایوں کو پانی پلانے کے لیے کنواں کھودا کوئی آدمی اس میں گر کر ہلاک ہو جائے تو کنواں کھودنے والے پر کوئی جرمانہ نہیں ہے۔
3- کسی شخص نے کان کھودی جس میں کوئی آدمی گر کر ہلاک ہو گیا تو کان کھودنے والے پر کوئی مؤاخذہ یا جرمانہ نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کان کھودنے والے کا ہرگز یہ مقصد نہیں تھا کہ وہ اس میں گر کر ہلاک ہو جائے۔
4- زمانہ جاہلیت کی قیمتی چیز کی شکل میں اگر کسی آدمی کو دفینہ دستیاب ہوا تو اس کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کروایا جائے گا اور باقی پانے والے کی ملک ہوگا۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي اِحْيَاءِ اَرْضِ الْمَوَاتِ

باب 38: بنجر زمین کو آباد کرنا

1299 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ اَحْيٰى اَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهٗ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالُوْا لَهٗ اَنْ يُّحْيِيَ الْاَرْضَ الْمَوَاتَ بِغَيْرِ اِذْنِ السُّلْطَانِ وَقَدْ قَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ لَهٗ اَنْ يُّحْيِيَهَا اِلَّا بِاِذْنِ السُّلْطَانِ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ جَدِّ كَثِيْرٍ وَّسَمُرَةَ

حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ سَاَلْتُ اَبَا الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيَّ عَنْ قَوْلِهٖ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ فَقَالَ الْعِرْقُ الظَّالِمُ الْغَاصِبُ الَّذِيْ يَاْخُذُ مَا لَيْسَ لَهٗ قُلْتُ هُوَ الرَّجُلُ الَّذِيْ يَغْرِسُ فِيْ اَرْضِ غَيْرِهٖ قَالَ هُوَ ذَاكَ

◄► حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی بنجر زمین کو آباد کرے وہ زمین اس کی ہوگی اور کسی ظالم شخص کو (اس پر قبضہ کرنے کا) حق نہیں ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

بعض راویوں نے اس روایت کو ہشام کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

وہ یہ فرماتے ہیں: آدمی کو اس بات کا حق حاصل ہے: وہ حاکم وقت کی اجازت کے بغیر کسی بنجر زمین کو آباد کرے۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: آدمی ایسی زمین کو حاکم وقت کی اجازت کے بغیر آباد نہیں کرسکتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) پہلی رائے درست ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو کثیر کے دادا ہیں اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

محمد بن مثنیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے ابو ولید طیالسی سے حدیث کے ان الفاظ کے بارے میں دریافت کیا: لیس لعرق ظالم حق (سے مراد کیا ہے؟) تو انہوں نے بتایا: اس سے مراد وہ غاصب ہے' جو دوسرے کی چیز کو ہتھیا لے۔

میں نے کہا: یہ وہ شخص ہے' جو دوسرے کی زمین میں کوئی کاشت کاری کرلے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہی ہے۔

1299- اخرجه ابوداؤد (179/3) كتاب الخراج والامارة والفيء' باب: في احياء الموت' حديث (3073) من طريق عروة عن ابيه عن سعيد بن زيد فذكره.

1300 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ اَحْيٰى اَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص بنجر زمین کو آباد کرے وہ زمین اس کی ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

بنجر زمین کو آباد کرنے سے مالک بننے میں مذاہبِ آئمہ:

ویران اور بنجر زمین کو کوئی شخص محنت کر کے کاشت کاری کے قابل بنائے تو کیا وہ اس کا مالک بن جائے گا یا حکومت سے اجازت لینا ضروری ہے؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ زمین کو آباد کرنے والا شخص حکومت کی اجازت سے اس کا مالک بنے گا۔ اجازت میں تعمیم ہے، خواہ حکومت سے اجازت لے کر اسے آباد کرے یا آباد کرنے کے بعد اجازت لے۔ تاہم زمین کا مالک بننے کے لیے حکومت سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ آپ نے مشہور حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال کیا ہے:

لیس للمرء الاماطابت به نفس امامه ۔ (نصب الرایۃ، ج:3 ص:431)

"انسان کے لیے صرف وہ چیز حلال ہے، جس سے اس کے امام کا دل مسرور ہو جائے۔"

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ سرکاری چیز کا مالک بننے کے لیے حکومت سے اجازت لینا ضروری ہے۔

2- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرات صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بنجر زمین کو کاشت کاری کے قابل بنانے کے لیے حکومت سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس آدمی نے بے آباد زمین کو آباد کیا تو وہ اس کا مالک بن جائے گا۔"

حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ اور حضرات صاحبین کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس حدیث میں کوئی حکم یا مسئلہ نہیں بیان کیا گیا بلکہ اجازت کا اعلان ہے کہ جو شخص بنجر زمین آباد کرے گا، وہ اس کی ہوگی۔

1300- اخرجه احمد (338،304/3) من طريق هشام بن عروة بن وهب كيسان عن جابر بن عبد الله فذكره۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقَطَائِعِ

باب 39: جاگیر دینا

1301 سندِ حدیث: قَالَ: قُلْتُ لِقُتَيْبَةَ بْنِ سَعِيْدٍ: حَدَّثَكُمْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَيْسٍ نِ الْمَارِبِيُّ، قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ ثَمَامَةَ بْنِ شَرَاحِيْلَ، عَنْ سُمَيِّ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ شُمَيْرٍ، عَنْ اَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ،

متنِ حدیث: اَنَّهُ وَفَدَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَقْطَعَهُ الْمِلْحَ، فَقَطَعَ لَهُ، فَلَمَّا اَنْ وَلّٰى قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَجْلِسِ: اَتَدْرِيْ مَا قَطَعْتَ لَهُ؟ اِنَّمَا قَطَعْتَ لَهُ الْمَآءَ الْعِدَّ. قَالَ: فَانْتَزَعَهُ مِنْهُ. قَالَ، وَسَاَلَهُ عَمَّا يَحْمِيْ مِنَ الْاَرَاكِ؟ قَالَ: مَا لَمْ تَنَلْهُ خِفَافُ الْاِبِلِ:

فَاَقَرَّ بِهٖ قُتَيْبَةُ، وَقَالَ: نَعَمْ.

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَيْسٍ الْمَارِبِيُّ، بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ.

اَلْمَارِبُ: نَاحِيَةٌ مِّنَ الْيَمَنِ.

فی الباب: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلٍ وَاَسْمَآءَ ابْنَةِ اَبِيْ بَكْرٍ.

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ، فِي الْقَطَائِعِ، يَرَوْنَ جَائِزًا اَنْ يُّقْطِعَ الْاِمَامُ لِمَنْ رَاٰى ذٰلِكَ

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے قتیبہ بن سعید سے دریافت کیا' کیا محمد بن یحییٰ نے اپنی سند کے حوالے سے آپ کو یہ حدیث سنائی ہے؟ حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے نمک کی کان بطور جاگیر عطا کرنے کی درخواست کی۔ نبی اکرم ﷺ نے وہ انہیں عطا کر دی جب وہ واپس جانے لگے تو حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی: کیا آپ جانتے ہیں۔ آپ نے اسے کیا عطا کیا ہے۔ آپ نے انہیں جاری رہنے والا پانی عطا کر دیا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے وہ ان سے واپس لے لی پھر انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس زمین کی درخواست کی جہاں پیلو کے درخت بکثرت تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہاں تک جہاں تک اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) قتیبہ نے اس حدیث کا اقرار کیا اور بولے ٹھیک ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

''مارب'': یمن کی ایک بستی ہے۔

اس بارے میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

1301- اخرجه ابوداؤد (3/174-175) كتاب الخراج والامارة والفيء' باب: في اقطاع الارضين' حديث (3064) من طريق ثمامة بن شراحيل عن سمي بن قيس عن شمير عن ابي هريرة بن حمال فذكره.

حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''غریب'' ہے۔
نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک جاگیریں عطا کرنا جائز ہے۔ حاکم وقت جسے مناسب سمجھے عطا کرسکتا ہے۔

1302 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَهُ اَرْضًا بِحَضْرَمَوْتَ قَالَ مَحْمُوْدٌ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ وَزَادَ فِيْهِ وَبَعَثَ لَهُ مُعَاوِيَةَ لِيُقْطِعَهَا اِيَّاهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ علقمہ بن وائل اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے انہیں ''حضرموت'' میں زمین جاگیر کے طور پر دی تھی۔
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا تھا تاکہ وہ ان کے لیے اس کی پیمائش کر دیں۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

شرح

ہر معاملہ میں عوامی مفاد کو پیش نظر رکھنا:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ جس چیز میں محنت کم اور نفع زیادہ ہو وہ حکومتی تحویل میں رہنی چاہیے تاکہ عوام اس سے زیادہ سے زیادہ انتفاع حاصل کریں یا اسے رفاہِ عامہ کے لیے وقف ہونا چاہیے کہ عام لوگ اس سے استفادہ کریں۔
دوسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر وقت سرکاری اراضی بطور جاگیر دے سکتا ہے اور جسے وہ زمین مہیا کی گئی وہ اس کا مالک قرار پائے گا۔ اگر امیر عصر بنجر زمین کسی کو دے' تو وہ تین سال تک اسے آباد کرلے تو اس کا مالک ہو جائے گا ورنہ وہ واپس لی جائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الْغَرْسِ

باب **40**: درخت لگانے کی فضیلت

1303 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1302- اخرجه احمد (399/6) وابو داؤد (173/3) كتاب الخراج والامارة والفيء' باب: في اقطاع الارضين' حديث (3058) والادرمي (268/2) كتاب البيوع' باب: القطائع' من طريق شعبة عن سماك عن علقمة بن وائل عن ابيه وائل بن حجر فذكره.

متن حدیث: مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّغْرِسُ غَرْسًا اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ طَيْرٌ اَوْ بَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ وَجَابِرٍ وَّاُمِّ مُبَشِّرٍ وَّزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو بھی مسلمان کوئی پودا وغیرہ لگاتا ہے یا کوئی کھیت لگاتا ہے اور اس میں سے کوئی انسان یا پرندہ یا جانور کچھ کھا لیتے ہیں' تو وہ اس شخص کے لیے صدقہ شمار ہوتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ' سیّدہ ام مبشر رضی اللہ عنہا' حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

باغ لگانا یا کھیتی باڑی کرنا:

جب کوئی شخص باغ لگاتا ہے یا کھیتی باڑی کرتا ہے' جس سے پرندے یا انسان انتفاع کرتے ہیں' وہ اس کے لیے صدقہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ تو تب ہے کہ اس نے انسانوں اور پرندوں کے صدقہ کی نیت نہ کی ہو۔ اگر اس نے ان کے بوتے وقت صدقہ کی نیت کی ہو' تو اس کا ثواب صدقہ سے بھی زیادہ ہوگا۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِى الْمُزَارَعَةِ

باب 41: کھیتی باڑی کا بیان

1304 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ اَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ اَوْ زَرْعٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

1303- اخرجه البخاری (5/5) كتاب الحرث والمزارعة' باب: فضل الزارع والغرس اذا اكل منه' حديث (2320) (1189/3) والغرس اذا اكل منه' حديث (2320) ومسلم (1183/3) كتاب المساقاة' باب: فضل الغرس والزرع' حديث (1553-12) من طريق ابى عوانة عن قتادة عن انس بن مالك فذكره.

1304- اخرجه البخارى (14/5) كتاب الحرث والمزارعة' باب: المزارعة بالشطر ونحوه' حديث (2238) (1186/3) كتاب المساقاة' باب: المساقاة' والمعاملة بجزء من العمر والزرع' حديث (1-1551) وابو داؤد (263/3) كتاب البيوع' باب: فى المساقاة' حديث (3408) وابن ماجه (824/2) كتاب الرهون' باب: معاملة النخيل والكرم' حديث (2467) والدارمى (270/2) كتاب البيوع' باب: ان النبى صلى الله عليه وسلم عامل خيبر' واخرجه احمد (37'22'17/2) من طريق يحيىٰ بن سعيد بن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر فذكره.

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لَمْ يَرَوْا بِالْمُزَارَعَةِ بَاْسًا عَلَى النِّصْفِ وَالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَاخْتَارَ بَعْضُهُمْ اَنْ يَّكُوْنَ الْبَذْرُ مِنْ رَبِّ الْاَرْضِ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَكَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْمُزَارَعَةَ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَلَمْ يَرَوْا بِمُسَاقَاةِ النَّخِيْلِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ بَاْسًا وَّهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَلَمْ يَرَ بَعْضُهُمْ اَنْ يَّصِحَّ شَيْءٌ مِّنَ الْمُزَارَعَةِ اِلَّا اَنْ يَّسْتَاْجِرَ الْاَرْضَ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اہلِ خیبر کو وہاں کام کرنے کی اجازت اس شرط پر دی تھی کہ وہاں کی پیداوار میں سے پھلوں یا کھیت میں سے نصف (مسلمانوں کو ادا کیا جائے گا)

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے: اگر نصف یا ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کی شرط پر کھیتی باڑی کی جائے۔

بعض حضرات نے اس بات کو اختیار کیا ہے: بیج زمین کے مالک کی طرف سے ہوگا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کی شرط پر کھیتی باڑی (ٹھیکے کے طور پر) کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

تاہم ان حضرات کے نزدیک ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کی شرط پر کھجور کے باغ کو پانی دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں بعض اہلِ علم یہ فرماتے ہیں: کھیتی باڑی صرف اس صورت میں کی جاسکتی ہے جب زمین کو سونے یا چاندی کے عوض میں کرائے پر لیا جائے۔

شرح

مزارعت کا مفہوم اور اقسام:

لفظ مخابرہ اور مزارعت دونوں مترادف ہیں۔ یعنی بٹائی پر زمین فراہم کرنا۔ بٹائی پر زمین دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ منع ہے۔ جمہور آئمہ کے نزدیک جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے بٹائی پر زمین دینے کا معاملہ کیا تھا۔ خواہ پھل ہوں یا کھیتی نصف نصف کی بنیاد پر۔

مزارعت کی تین صورتیں بنتی ہیں:

(1) زمین اور بیج ایک شخص کا ہو جبکہ محنت اور بیل دوسرے آدمی کے ہوں۔

(2) زمین ایک شخص کی ہو جبکہ بیل' محنت اور بیج دوسرے شخص کا ہو۔ خیبر کے یہودیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ اسی نوعیت کا تھا۔

(3) محنت کاشت کار کی ہو جبکہ بیج' بیل اور زمین سب کچھ دوسرے شخص کا ہو۔

ان تینوں صورتوں کے جواز میں آئمہ فقہ کا اتفاق ہے' جبکہ باقی صورتوں میں اختلاف ہے۔

بَاب مِنَ الْمُزَارَعَةِ

باب 42: مزارعت (کے احکام)

1305 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ

متنِ حدیث: قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا اِذَا كَانَتْ لِاَحَدِنَا اَرْضٌ اَنْ يُّعْطِيَهَا بِبَعْضِ خَرَاجِهَا اَوْ بِدَرَاهِمَ وَقَالَ اِذَا كَانَتْ لِاَحَدِكُمْ اَرْضٌ فَلْيَمْنَحْهَا اَخَاهُ اَوْ لِيَزْرَعْهَا

◆◆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس کام سے منع کر دیا تھا جو پہلے ہمارے لیے نفع بخش تھا جب ہم میں سے جس شخص کی زمین ہوتی تھی تو وہ اسے کچھ خراج (پیداوار) یا چند دراہم کے عوض میں دوسرے کو دے دیتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جب کسی شخص کے پاس زمین ہو' تو وہ بلا معاوضہ اپنے بھائی کو دیدے یا خود اس میں کھیتی باڑی کرے۔

1306 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى السِّينَانِيُّ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُحَرِّمِ الْمُزَارَعَةَ وَلٰكِنْ اَمَرَ اَنْ يَّرْفُقَ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَحَدِيْثُ رَافِعٍ فِيْهِ اضْطِرَابٌ يُّرْوٰى هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ عُمُوْمَتِهٖ وَيُرْوٰى عَنْهُ عَنْ

1305- اخرجه احمد (141/4) والنسائي (35/7) كتاب الايمان' والنذور' باب: ذكر الاحاديث المختلفة' في النهي عن كراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر' حديث (3869) من طريق ابي حصين عن مجاهد عن رافع بن خديج فذكره.

1306- اخرجه البخاري (27/5) كتاب الحرث والمزارعة' باب: ما كان من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يو اسي بعضهم بعضا في الزراعة والتمر' حديث (239) ومسلم (1184/3-1185) كتاب البيوع' باب: الارض تمنح' حديث (121-1550) وابو داؤد (257/3) كتاب البيوع' باب: في المزارعة' حديث (3389) وابن ماجه (821/2) كتاب الرهون' باب: الرخصة في كراء الارض البيضاء بالذهب والفضة' حديث (2456) واخرجه احمد (234/1'281'349) والحميدي (236/1) حديث (509) من طريق شعبة عن عمرو بن دينار عن طاؤس عن ابن عباس فذكره.

ظُهَيْرِ بْنِ رَافِعٍ وَّهُوَ اَحَدُ عُمُوْمَتِهٖ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْهُ عَلٰى رِوَايَاتٍ مُّخْتَلِفَةٍ

فِی الْبَابِ: وَفِی الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّجَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مزارعت کو حرام قرار نہیں دیا بلکہ آپ نے یہ ہدایت کی تھی کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی کا سلوک کریں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ یہ حدیث حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، ان کے چچاؤں کے حوالے سے نقل کی گئی ہے اور حضرت ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی روایت کی گئی ہے' جو ان کے ایک چچا تھے اور یہی روایت ان سے مختلف روایات کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

اس بارے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہے۔

شرح

مزارعت کی ممانعت میں مصلحت:

ابتدائے اسلام میں بہت سے امور سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مصلحت وحکمتِ عملی کی بناء پر منع فرمادیا تھا لیکن بعد میں اس مصلحت کے ختم ہونے پر ممانعت ختم کر کے اس کے جواز کو فروغ دیا۔ ان میں سے ایک مزارعت بھی ہے۔ آپ نے ابتدائے اسلام میں اس سے منع کیا تھا لیکن بعد میں اسے صرف جائز ہی نہیں بلکہ عملاً اسے روا قرار دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خود زمین بٹائی پر دی تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الدِّيَاتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

دیت کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ فِي الدِّيَةِ كَمْ هِيَ مِنَ الْإِبِلِ

باب 1: اونٹ کے حساب سے کتنی دیت ہوگی

1307 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ الْكُوْفِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ خِشْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دِيَةِ الْخَطَاِ عِشْرِيْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَّعِشْرِيْنَ بَنِيْ مَخَاضٍ ذُكُوْرًا وَّعِشْرِيْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَّعِشْرِيْنَ جَذَعَةً وَّعِشْرِيْنَ حِقَّةً

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَخْبَرَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ وَاَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ نَحْوَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَّا نَعْرِفُهُ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْقُوْفًا

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَدْ اَجْمَعَ اَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى اَنَّ الدِّيَةَ تُؤْخَذُ فِيْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَرَاَوْا اَنَّ دِيَةَ الْخَطَاِ عَلَى الْعَاقِلَةِ وَرَاٰى بَعْضُهُمْ اَنَّ الْعَاقِلَةَ قَرَابَةُ الرَّجُلِ مِنْ قِبَلِ اَبِيْهِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّمَا الدِّيَةُ عَلَى الرِّجَالِ دُوْنَ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ مِنَ الْعَصَبَةِ يُحَمَّلُ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ رُبُعَ دِيْنَارٍ وَّقَدْ قَالَ بَعْضُهُمْ اِلٰى نِصْفِ دِيْنَارٍ فَاِنْ تَمَّتِ الدِّيَةُ وَاِلَّا نُظِرَ اِلٰى اَقْرَبِ الْقَبَائِلِ مِنْهُمْ فَاُلْزِمُوْا ذٰلِكَ

◆◆ حضرت خشف بن مالک بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے قتل خطاء کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا: اس میں بیس بنت مخاض اور بیس ابن مخاض جو مذکر ہوں۔ بیس بنت لبون،

1307- اخرجه ابوداؤد (593/2) كتاب الديات' باب: الدية كم هي؟ حديث (4545) والنسائى (43/8) كتاب القسامة' باب: ذكر اسنان الخطاء' وابن ماجه (879) كتاب الديات' باب: دية الخطاء' حديث رقم (2631) واحمد (450/1) عن حجاج بن ارطاة' قال حدثنا زيد بن جبير' عن خشف بنمالك فذكره عن عبد الله بن مسعود "مرفوعاً"۔

بیس جزء اور بیس حقے دیے جائیں گے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کو "مرفوع" ہونے کے طور پر ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

یہی روایت حضرت عبداللہ تک "موقوف" حدیث کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس کو اختیار کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

اہلِ علم کا اس بات پر اتفاق ہے: دیت تین سالوں میں وصول کی جائے گی۔ ہر ایک سال میں ایک تہائی دیت وصول کی جائے گی۔

یہ حضرات اس بات کے بھی قائل ہیں: قتل خطاء کی دیت کی ادائیگی قاتل کے خاندان پر لازم ہوگی۔

بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: عاقلہ سے مراد آدمی کے باپ کی طرف سے قریبی عزیز ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے۔ دیت کی ادائیگی صرف مردوں پر لازم ہوگی۔ خواتین اور بچوں پر نہیں ہوگی جو اس کے عصبہ رشتے دار ہوں۔

ان میں سے ہر ایک شخص ایک چوتھائی دینار ادا کرے گا۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک نصف دینار ادا کرے گا۔ اگر دیت مکمل ہو جائے، تو ٹھیک ہے ورنہ ان کے قریبی قبائل کا جائزہ لیا جائے گا، اور ان پر اس کی ادائیگی لازم کی جائے گی۔

1308 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الدَّارِمِیُّ اَخْبَرَنَا حَبَّانُ وَهُوَ ابْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا دُفِعَ اِلٰی اَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلِ فَاِنْ شَآئُوْا قَتَلُوْا وَاِنْ شَآئُوْا اَخَذُوا الدِّيَةَ وَهِیَ ثَلَاثُوْنَ حِقَّةً وَّثَلَاثُوْنَ جَذَعَةً وَّاَرْبَعُوْنَ خَلِفَةً وَّمَا صَالَحُوْا عَلَيْهِ فَهُوَ لَهُمْ وَذٰلِكَ لِتَشْدِيْدِ الْعَقْلِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جو شخص قتل عمد کرے اسے مقتول کے اولیاء سپرد کیا جائے گا۔ اگر وہ چاہیں، تو اسے قتل کر دیں اگر چاہیں، تو دیت قبول کر لیں اور یہ تیس حصے، تیس جذعے اور

1308- اخرجه ابوداؤد (173/4) كتاب الديات، باب: ولى العمد يرضى بالدية، حديث (4506) وباب: الدية كم هى؟ حديث (4541) والنسائى (42/2-43) كتاب القسامة، باب: ذكر الاختلاف على خالد الحذاء، وابن ماجه (877/2) كتاب الديات، باب: من قتل عمدا، فرضوا بالدية حديث (2626) واحمد (178/2، 183، 186، 224، 217) عن عمرو بن شعيب عن ابيه فذكره۔

چالیس خلفے ہوگی اور اگر وہ اس کے ساتھ صلح کرلیں انہیں اس کا حق حاصل ہے۔

(راوی کہتے ہیں) یہ دیت کی سختی کے لیے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

دیت کا مفہوم:

لفظ "دیۃ" ودی یدی ثلاثی مجرد لفیف مقرون کا مصدر ہے جس کا معنی ہے: خون بہا۔ قرآنِ کریم میں فرمایا گیا ہے: "وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ" (النساء:92) دیت کی شرعی تعریف یوں ہے:

"جب کوئی شخص کسی مسلمان یا ذمی کو ناحق قتل کرے یا اس کا کوئی عضو ضائع یا زخمی کردے جو اس کا شرعی تاوان واجب ہوتا ہے اسے دیت کہا جاتا ہے۔"

اقسام قتل اور ان کا شرعی حکم:

قرآنِ کریم میں قتل کی دو اقسام بیان ہوئی ہیں:

(1) قتلِ عمد (2) قتلِ خطاء

حدیثِ مبارکہ میں قتل کی تیسری قسم بھی بیان کی گئی ہے: "قتل شبہ عمد"۔ اس قتل کا درجہ قتلِ عمد کے بعد اور قتلِ خطا سے قبل ہے۔

فقہاء کرام نے قتل کی مزید دو اقسام بیان کی ہیں:

(1) قتلِ قائم مقام (2) قتلِ بالسبب

اس طرح قتل کی کل پانچ اقسام ہوئیں ان میں سے ہر کی تعریف مع حکم درج ذیل ہے:

(1) قتلِ عمد: کسی آدمی کو تیز دھار آلہ کے ساتھ قصداً قتل کرنا مثلاً تلوار، چھری، کلہاڑی اور خنجر وغیرہ سے

نوٹ: اگر ایک شخص دوسرے کو نذرِ آتش کرکے یا گولی مار کر یا قصداً اپنی گاڑی کے نیچے کچل کر ہلاک کردے تو ایسا قتل "قتلِ عمد" کے زمرے میں آئے گا۔

قتلِ عمد کا حکم یہ ہے کہ اس میں قصاص واجب ہوتا ہے یعنی قاتل نے جو کچھ کیا ہے اس کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ کیا جائے۔ شریعت نے قصاص میں یہ تخفیف رکھی ہے کہ اسے "حد" قرار نہیں دیا۔ حد اور قصاص میں فرق یہ ہے کہ حد میں تبدیلی یا معافی کی گنجائش نہیں ہوتی جبکہ قصاص میں معافی کی گنجائش ہوتی ہے۔ یعنی مقتول کے ورثاء قصاص معاف بھی کرسکتے ہیں یا دیت وصول کرسکتے ہیں۔ دیت کی صورت میں قاتل دیت خود ادا کرے گا۔ علاوہ ازیں شرعی طور پر قاتل اپنے فعل شنیع کے سبب وراثت سے بھی محروم ہوجاتا ہے یعنی اگر اس نے اپنے مورث کو قتل کیا تو اس کی میراث سے محروم رہے گا۔ یاد رہے شریعت نے قاتل کی یہ دنیوی سزا مقرر کی ہے اور اُخروی سزا بہت سخت ہے جو قرآنِ کریم میں بایں الفاظ بیان کی گئی ہے:

من یقتل مؤمنا متعمدا فجزائه جهنم خالدا فیها ۔

''جوشخص کسی مومن کوعمداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔''

نوٹ: قتلِ عمل میں دیت کی صورت میں قاتل دیت خود اور فی الفور ادا کرے گا۔

(2) قتل شبہ عمد: یہ ایسا قتل ہے جس میں قاتل کا قصد تو ہوتا ہے لیکن تیز دھار آلہ سے نہ ہو۔ مثلاً لاٹھی یا پتھر وغیرہ سے قتل کیا۔ یہ قتل اس اعتبار سے قتلِ عمد ہے کہ قاتل کا ضرب میں قصد ہوتا ہے اور اس لحاظ سے خطاء ہے کہ قاتل کا ارادہ قتل نہیں ہوتا کیونکہ تیز دھار آلہ استعمال نہیں ہوا۔

اس قتل کی وجہ سے قاتل سخت گناہ گار ہوتا ہے۔ اس کی دنیوی سزا یہ ہے کہ کفارہ واجب ہوتا ہے۔ ایک مومن غلام آزاد کرنا یا مسلسل دو مہینوں کے روزے رکھے۔ علاوہ ازیں دیت مغلظہ بھی واجب ہوتی ہے جو عصبات کی طرف سے سو اونٹ کی شکل میں ادا کی جائے گی۔ قاتل وراثت سے بھی محروم رہے گا۔

(3) قتلِ خطاء: اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

1- خطاء فی القصد: کسی نے شکار سمجھ کر مارا لیکن حقیقت میں وہ انسان تھا۔

2- خطاء فی الفعل: ایک شخص شکار کو نشانہ بنانا چاہتا تھا مگر غلطی سے انسان کو لگ گیا۔

قتلِ خطاء کا حکم ''قتلِ شبہ عمد'' جیسا ہے یعنی قاتل پر کفارہ واجب ہے اور عصبات کی طرف سے دیت بھی واجب ہے۔ اس صورت میں قاتل گناہ گار نہیں ہوگا۔

(4) قتلِ قائم مقام خطاء: اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص حالتِ نوم (نیند) میں کسی کے نیچے آ کر مر جائے ایسی حرکت اور بے احتیاطی گناہ ہے کیونکہ انسانی جان ضائع ہوگئی اس کا حکم قتلِ خطاء جیسا ہے۔

(5) قتلِ بالسبب: کسی شخص نے دوسرے کی زمین میں کنواں کھودا جس میں کوئی آدمی گر کر ہلاک ہو گیا۔ اسی طرح کسی شخص نے راستہ میں پتھر رکھ دیا جس سے ٹکرا کر کوئی ہلاک ہو جائے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ قاتل گناہ گار ہوگا کیونکہ اس نے غیر کی زمین میں کنواں کھودا تھا تاہم اس پر کفارہ نہیں لیکن عصبات پر دیت واجب ہے۔

نوٹ: قتل کی آخری چار صورتوں میں دیت عاقلہ (برادری) ادا کرتی ہے وہ تین سال میں دیت مکمل کرے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الدِّيَةِ كَمْ هِيَ مِنَ الدَّرَاهِمِ

باب 2: درہم کے اعتبار سے دیت کتنی ہوگی

1309 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهُ جَعَلَ الدِّيَةَ اثْنَيْ عَشَرَ اَلْفًا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ كَلَامٌ اَكْثَرُ مِنْ هٰذَا

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا يَّذْكُرُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ غَيْرَ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَرَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الدِّيَةَ عَشْرَةَ اٰلَافٍ وَّهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا اَعْرِفُ الدِّيَةَ اِلَّا مِنَ الْاِبِلِ وَهِيَ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ اَوْ قِيْمَتُهَا

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں۔ آپ نے بارہ ہزار درہم دیت مقرر کی ہے۔

عکرمہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔

ابن عیینہ سے منقول حدیث میں اس سے زیادہ کلام کیا گیا ہے۔

ہمارے علم کے مطابق محمد بن مسلم کے علاوہ اور کسی نے اس حدیث کی سند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں۔ دیت دس ہزار درہم ہوگی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اس بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق دیت صرف اونٹوں کے حساب سے ہوتی ہے اور وہ ایک سو اونٹ ہیں۔

شرح

مالِ دیت میں مذاہبِ آئمہ:

مالِ دیت کتنی قسم کا ہوسکتا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

1- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مالِ دیت کی تین اقسام ہیں:

(1) سو اونٹ (2) ایک ہزار دینار (3) دس ہزار درہم

2- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اموالِ دیت کی چھ اقسام ہیں:

1309- اخرجه ابوداؤد (593/2) كتاب الديات' باب: الدية كم هي حديث (4546) واخرجه النسائي (44/8) كتاب القسامة' باب: الدية من الورق' واخرجه ابن ماجه (878/2) كتاب الديات' باب: دية الخطاء' حديث (2629) واخرجه الدارمي (192/2) كتاب الديات' باب: كم الدية من الورق والذهب' عن محمد بن مسلم الطائفي عن عمرو بن دينار عن عكرمة عن ابن عباس به.

(1) سو اونٹ (2) بارہ ہزار درہم (3) ایک ہزار دینار (4) دو سو گائے (5) دو سو جوڑے کپڑے (6) دو ہزار بکریاں

مقدارِ دیت:

حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ اور حضرت ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قتلِ شبہ عمد کی دیت سو اونٹنیاں ہیں جو چار قسم کی ہیں:

(1) پچیس دوسرے سال کی (2) پچیس تیسرے سال کی (3) پچیس چوتھے سال کی (4) پچیس پانچویں سال کی ہوں۔

قتلِ خطاء کی دیت سو اونٹنیاں ہیں جو پانچ قسم کی ہیں:

(1) بیس دوسرے سال کی (2) بیس تیسرے سال کی (3) بیس دوسرے سال کے اونٹ (4) بیس چوتھے سال کی اونٹنیاں (5) بیس پانچویں سال کی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُوضِحَةِ

باب 3: موضحہ زخم کی دیت

1310 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ اَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: فِي الْمَوَاضِحِ خَمْسٌ خَمْسٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ اَنَّ فِي الْمُوضِحَةِ خَمْسًا مِّنَ الْاِبِلِ

◆◆ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے موضحہ زخم کے بارے میں پانچ، پانچ (اونٹ بطورِ دیت ادائیگی) کا حکم دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں: موضحہ زخم میں پانچ اونٹ دیے جائیں گے۔

1310- اخرجه ابوداؤد (262/1) كتاب الطلاق باب: الولد للفراش حديث (2274) مختصراً و (316/2) كتاب البيوع، باب: في عطية المرأة بغير اذن زوجها حديث (3547) مختصراً و (599/2) كتاب الديات، باب: ديات الاعضاء حديث (4566) والنسائي (65/5) كتاب الزكوٰة، باب: عطية المرأة بغير اذن زوجها مختصراً و (278/6، 279) كتاب العمرى، باب: عطية المرأة بغير اذن زوجها و (57/8) كتاب القسامة، باب: لمواضح واحمد (179/2، 180، 184، 189، 191، 192، 194، 207، 211، 212، 213) مختصر، عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده به "مرفوعاً"۔

شرح

زخموں کی کیفیت اوران کی دیت:

شرعی نقطہ نظر سے اعضاء جسم کی طرح جسم کے زخم کی بھی دیت ہے۔زخم کی اقسام اوران کی دیت کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) موضحہ: سر پر چوٹ آنے سے ہڈی ظاہر ہوجائے۔اس سے دیت کا بیسواں حصہ ہے۔

(2) ہاشمہ: سر پر زخم آجائے جس سے ہڈی ٹوٹ جائے۔اس سے دیت کا دسواں حصہ ہے۔

(3) منقلہ: سر پر زخم آنے سے ہڈی ٹوٹ کر گر جائے'اس سے دیت کا دسواں اور بیسواں حصہ دونوں لازم آتے ہیں۔

(4) آمہ: سر پر زخم آئے جس کا اثر دماغ تک پہنچ جائے۔

(5) جائفہ: ایسا زخم ہے جو پیٹ پر لگ جائے۔ان دونوں زخموں سے دیت کا ثلث لازم آتا ہے۔

(6) خارصہ: چمڑے پر خراش آجانے کو کہتے ہیں۔

(7) دامعہ: جسم پر خراش آجائے کہ خون نمایاں ہوجائے' مگر جاری نہ ہو۔

(8) باضعہ: وہ خراش ہے جو چمڑے کو کاٹ ڈالے۔

(9) دامیہ: ایسی خراش ہے' جس سے خون جاری ہوجائے۔

(10) متلاحمہ: ایسی خراش ہے جو گوشت کو کاٹ ڈالے۔

(11) سمحاق: سر پر ایسی چوٹ ہے جو ہڈی کی جھلی تک پہنچ جائے۔

(12) دامغہ: سر کی ایسی چوٹ ہے' جس سے دماغ پردے سے باہر نکل آئے۔

(13) شجاج: چہرے کی خراش کو کہتے ہیں۔

فائدہ نافعہ: از 6 تا 13 کے زخموں کی دیت کے بارے میں صاحب تقویٰ عالم دین کا قول معتبر ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ دِیَةِ الْاَصَابِعِ

باب 4: انگلیوں کی دیت

1311 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ عَمْرٍو النَّحْوِیِّ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: فِیْ دِیَةِ الْاَصَابِعِ الْیَدَیْنِ وَالرِّجْلَیْنِ سَوَآءٌ عَشْرٌ مِّنَ الْاِبِلِ لِکُلِّ اُصْبُعٍ

1311- اخرجه البخاری (235/2) کتاب الدیات' باب: دیة الاصبع حدیث (6895) وابو داؤد (188/4) کتاب الدیات' باب باب: دیات الاعضاء حدیث (4560-4561) والنسائی (56/8-57) کتاب القسامة' باب: عقل الاصابع' وابن ماجه (885/2) کتاب الدیات' باب: دیة الاصابع حدیث (2652) واحمد (329/1'345) والدارمی (194/2) کتاب الدیات' باب: فی دیة الاصابع' وعبد بن حمید ص (572) حدیث (572)

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِّنْ ھٰذَا الْوَجْہِ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی ھٰذَا عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ وَبِہٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کی دیت برابر ہے۔ ایک انگلی کی دیت دس اونٹ ہے۔ اس بارے میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔ بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

1312 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: ھٰذِہٖ وَھٰذِہٖ سَوَآءٌ یَّعْنِی الْخِنْصَرَ وَالْاِبْھَامَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے: آپ نے ارشاد فرمایا ہے: یہ اور یہ (یعنی انگوٹھا اور چھوٹی انگلی دیت کے اعتبار سے) برابر ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دیتِ اعضاء:

پورے جسم کی دیت کی طرح اعضاء جسم کی بھی دیت ہوتی ہے۔ مثلاً ایک انگلی کی دیت تمام جسم کی دیت کا دسواں حصہ ہے' انگلی ہاتھ کی ہو یا پاؤں کی اس کی دیت دس اونٹ ہوگی اسی طرح مفاصل اعضاء کا حساب لگا کر دیت دی جائے گی۔ مثلاً ایک انگلی میں تین مفاصل ہونے کی صورت میں ایک مفصل کی دیت پوری انگلی کی دیت کا ثلث ہوگی۔ دو مفصل ہوں' تو ایک انگلی کی دیت کا نصف بنے گا۔ اسی طرح ایک دانت کی دیت مکمل دیت کا بیسواں حصہ ہوگی جو پانچ اونٹ بنتی ہے۔ ایک مکمل ہاتھ کی دیت پورے جسم کی دیت کا نصف ہوگی۔ علیٰ ہذا القیاس باقی اعضاء کی دیت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْعَفْوِ

باب 5: (دیت کو) معاف کر دینا

1313 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْمُبَارَکِ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ بْنُ اَبِیْ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا اَبُو السَّفَرِ قَالَ

متن حدیث: دَقَّ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ سِنَّ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاسْتَعْدٰى عَلَيْهِ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لِمُعَاوِيَةَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا دَقَّ سِنِّيْ قَالَ مُعَاوِيَةُ اِنَّا سَنُرْضِيْكَ وَاَلَحَّ الْاٰخَرُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَاَبْرَمَهُ فَلَمْ يُرْضِهِ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ شَاْنَكَ بِصَاحِبِكَ وَاَبُو الدَّرْدَاءِ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالسَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ فِيْ جَسَدِهٖ فَيَتَصَدَّقُ بِهٖ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهٖ دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْهُ بِهٖ خَطِيْئَةً قَالَ الْاَنْصَارِيُّ ءَاَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ قَالَ فَاِنِّيْ اَذَرُهَا لَهُ قَالَ مُعَاوِيَةُ لَا جَرَمَ لَا اُخَيِّبُكَ فَاَمَرَ لَهُ بِمَالٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَلَا اَعْرِفُ لِاَبِي السَّفَرِ سَمَاعًا مِّنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَاَبُو السَّفَرِ اسْمُهٗ سَعِيْدُ بْنُ اَحْمَدَ وَيُقَالُ ابْنُ يُحْمِدَ الثَّوْرِيُّ

◆◆ ابوسفر بیان کرتے ہیں: قریش سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا دانت توڑ دیا یہ معاملہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا اس شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی: اے امیر المؤمنین! اس شخص نے میرا دانت توڑ دیا ہے' تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تمہیں راضی کر دیں گے۔ اس پر دوسرے شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منت سماجت کی' یہاں تک کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تنگ آ گئے' تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تمہارا معاملہ تمہارے ساتھی کے سپرد ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جس شخص کو جسمانی طور پر کوئی تکلیف لاحق ہو' اور وہ (تکلیف پہنچانے والے کو) معاف کر دے' تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کی ایک خطا کو مٹا دیتا ہے۔

اس انصاری نے دریافت کیا: کیا آپ نے خود نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بتایا میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے سنا ہے اور میرے ذہن نے اسے محفوظ رکھا ہے' تو وہ شخص بولا میں اسے معاف کرتا ہوں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن میں تمہیں محروم نہیں رکھوں گا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے کچھ مال دینے کی ہدایت کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

میرے علم کے مطابق ابوسفر نامی راوی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث کا سماع نہیں کیا۔

ابوسفر نامی راوی کا نام سعید بن احمد ہے اور ایک قول کے مطابق ابن یحمد ثوری ہے۔

1313- اخرجه ابن ماجه (898/2) كتاب الديات' باب: العفو فی القصاص حديث (2693) واخرجه احمد (448/6) قالا: حدثنا' يونس' بن ابی اسحق عن ابی السفر قال' قال ابوداؤد "مرفوعاً".

شرح

قصاص معاف کرنے کی فضیلت:

قتلِ عمد میں شریعت نے قصاص لینے یا معاف کر کے دیت وصول کرنے یا دونوں معاف کرنے کا اختیار دیا ہے۔ مقتول کے ورثاء اگر قاتل سے قصاص لینا معاف کر دیتے ہیں تو یہ بہت بڑی نیکی ہے اور اس کی فضیلت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قصاص معاف کرنے والے کا درجہ بلند کرتا ہے اور بڑا گناہ معاف کر دیتا ہے۔'' گویا قصاص معاف کرنے کی نیکی کے سبب معاف کرنے والے کے کبیرہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی قدر و منزلت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ رُضِخَ رَأْسُهُ بِصَخْرَةٍ

باب 6: جس کا سر پتھر کے ذریعے کچل دیا جائے

1314 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا اَوْضَاحٌ فَاَخَذَهَا يَهُوْدِيٌّ فَرَضَخَ رَاْسَهَا بِحَجَرٍ وَّاَخَذَ مَا عَلَيْهَا مِنَ الْحُلِيِّ قَالَ فَاُدْرِكَتْ وَبِهَا رَمَقٌ فَاُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَكِ اَفُلَانٌ قَالَتْ بِرَاْسِهَا لَا قَالَ فَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَقَالَتْ بِرَاْسِهَا اَيْ نَعَمْ قَالَ فَاُخِذَ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضِخَ رَاْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّيْفِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک لڑکی جا رہی تھی اس نے چاندی کا زیور پہنا ہوا تھا۔ ایک یہودی نے اسے پکڑا اور اس کا سر پتھر سے کچل دیا اور اس کے جسم پر موجود زیور اتار لیا۔

1314- اخرجه البخاری (85/5) كتاب الخصومات' باب: ما يذكر فی الاشخاص والملازمة والخصومة بين المسلم واليهودی حديث (2411)و (437) كتاب الوصايا' باب: اذا أومأ المريض برأسه اشارة بينة جازت حديث (2746) و (206/12) كتاب الديات : باب: سؤال القاتل' حتی يقر والاقرار فی الحدود حديث (6876)ومسلم الابی (102/6) كتاب القسامة والمحاربين' باب: ثبوت القصاص فی القتل بالحجر وغيره (000) حديث (1672) وابو داؤد (180/4) كتاب الديات باب: يقاد من القاتل حديث (4529-4527) و (180/4) كتاب الديات' باب: القود بغير حديد' والنسائی (22/8) كتاب القسامة' باب: القود من الرجل للمرأة وابن ماجه (889/2) كتاب الديات' باب: يقتاد من القاتل كما قتل حديث (2665) واحمد (-262 -203 193 183/3)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس لڑکی تک کوئی پہنچ گیا۔ اس میں ابھی تھوڑی سی جان باقی تھی۔ اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم کو کس نے قتل کیا ہے۔ کیا فلاں نے؟ اس نے اپنے سر کے ذریعے اشارہ کیا کہ نہیں' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: فلاں نے' یہاں تک کہ جب اس یہودی کا نام لیا گیا' تو اس نے اپنے سر کے ذریعے اشارہ کیا جی ہاں تو اس یہودی کو پکڑ لیا گیا۔ اس نے اعتراف کیا' تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم یہ فرماتے ہیں: قصاص صرف تلوار کے ذریعے لیا جا سکتا ہے۔

شرح

قصاص لینے کے طریق کار میں مذاہب آئمہ:

مقتول کے ورثاء اگر قاتل سے قصاص لینا چاہیں تو اس کا طریق کار کیا ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

1- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قصاص لیتے وقت تماثل کا اعتبار ضروری نہیں ہے۔ قاتل نے قتل خواہ کسی بھی طریقہ سے کیا ہو قصاص صرف تلوار سے لیا جائے گا' کیونکہ مقصد بطورِ عبرت جان کا ضیاع ہے جو بطریقہ کمال حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: "لاقود الا بالسیف" یعنی قصاص صرف تلوار سے لیا جائے گا۔

2- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قاتل سے قصاص لینے کے لیے تماثل کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ یعنی جس طرح قاتل نے قتل کیا ہے اسی انداز میں قصاص لیا جائے گا بشرطیکہ وہ طریقہ حرام نہ ہو مثلاً لواطت یا زنا وغیرہ۔ تاہم اس صورت میں قصاص تلوار سے لیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے مشہور روایت سے استدلال کیا ہے کہ ایک یہودی نے مسلمان کا سر کچل کر قتل کر دیا تھا' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کا سر کچل کر اس سے قصاص لیا گیا تھا۔

حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہودی کا سر قصاص بالمثل کے واجب ہونے کی وجہ سے نہیں کچلا گیا تھا بلکہ بربنائے تعزیر و سیاست ایسا کیا گیا تھا جس کا شریعت نے حاکمِ وقت کو اختیار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَشْدِیْدِ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ

باب 7: مؤمن کو قتل کرنے کی شدید مذمت

1315 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ

1315- اخرجه النسائی (82/7) کتاب تحریم الدم' باب: تعظیم الدم.

عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِیْ عَدِیٍّ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ سَعْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِیْ سَعِيْدٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّبُرَيْدَةَ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو هٰكَذَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ فَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهٰكَذَا رَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ مَوْقُوْفًا وَّهٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الْمَرْفُوْعِ

◄► حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ پوری دنیا کا ختم ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مؤمن کے قتل ہونے سے زیادہ کم تر ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے تاہم یہ "مرفوع" روایت کے طور پر منقول نہیں ہے۔

ابن ابی عدی سے منقول روایت کے مقابلے میں یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

اس بارے میں حضرت سعد، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو ابن ابی عدی نے شعبہ کے حوالے سے یعلی بن عطاء کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اسے "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

اسی طرح سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے یعلی بن عطاء کے حوالے سے "موقوف" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک) یہ روایت "مرفوع" ہونے کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

شرح

مسلمان کو قتل کرنے کی وعید و مذمت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بالخصوص مسلمان کو وہ قدر و منزلت اور فضیلت عطا فرمائی جو مخلوق کے کسی فرد کو بھی نہ مل سکی۔ نیابت و خلافت اور نبوت و رسالت سے سرفراز کرنے کے لیے بھی اسی کا انتخاب فرمایا۔ تمام مخلوق کو اس کا فرماں بردار و مطیع بنا دیا۔ ایک

انسان کا قتل تمام انسانوں کے قتل کے مترادف ہے۔ حدیث باب میں بھی اس کی عظمت وفضیلت کے سبب اس کے قتل کی وعید و مذمت بیان کی گئی ہے۔ قرآن کریم نے قتل مسلم کی مذمت ووعید بایں الفاظ بیان ہے:

''جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا' اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا' اسے اپنی رحمت سے دُور کردے گا اور اس کے لیے شدید عذاب ہے۔'' (النساء:93)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مؤقف ہے کہ مومن کو قتل کرنے والے کی بخشش نہیں ہے۔ انہوں نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔ جمہور فقہاء وآئمہ کا نظریہ ہے کہ مسلمان کو قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا۔ جب قاتل کافر نہ ہوا تو اس کی توبہ بھی معتبر ہے۔ انہوں نے اس ارشادِ الٰہی سے استدلال کیا ہے:

''شرک ایک ایسا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا' اس کے علاوہ جسے چاہے معاف کردیتا ہے۔'' (النساء:48)

انہوں نے اس طویل حدیث سے بھی استدلال کیا ہے' جس میں صراحت ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص سو آدمیوں کا قاتل تھا اور اس کے توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کردیا تھا۔ (صحیح مسلم کتاب التوبۃ) حدیث باب اور آیات بالا قتل کی وعید ومذمت پر محمول ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا رجوع بھی مذکور ہے۔ تاہم قتلِ انسان بالخصوص مسلمان کے قتل کی مذمت ووعید اپنی جگہ مسلمہ ہے۔

بَاب الْحُكْمِ فِي الدِّمَاءِ

باب 8: خون کے بارے میں فیصلہ

1316 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحْكَمُ بَيْنَ الْعِبَادِ فِي الدِّمَاءِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ مَرْفُوْعًا وَّرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعُوْهُ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (قیامت کے دن) لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (کے مقدمات) کا فیصلہ کیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1316- اخرجه البخاری (194/12) كتاب الديات: باب: قول الله تعالیٰ (ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم) النساء 93 حديث (6864) واخرجه مسلم الابی (114/6) كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات' باب: المجازاة بالدماء فی الآخرة' حديث (1678) والنسائی (7/83-84) كتاب تحريم الدم' باب: تعظيم الدم وابن ماجه (873/2) كتاب الديات' باب: التغليظ فی قتل مسلم ظلماً حديث (2615-2617) عن الاعمش' عن شقيق ابی وائل عن عبد الله "مرفوعاً".

کئی راویوں نے اسے اعمش کے حوالے سے "مرفوع" روایت کے طور پر نقل کیا ہے' تاہم بعض راویوں نے اسے اعمش کے حوالے سے نقل کیا ہے لیکن "مرفوع" روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

1317 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ اَوَّلَ مَا يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فِى الدِّمَاءِ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (قیامت کے دن) لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (کے مقدمات) کا فیصلہ کیا جائے گا۔

1318 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ يَزِيْدَ الرَّقَاشِيِّ حَدَّثَنَا اَبُو الْحَكَمِ الْبَجَلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ وَاَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرَانِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَوْ اَنَّ اَهْلَ السَّمَاءِ وَاَهْلَ الْاَرْضِ اشْتَرَكُوْا فِیْ دَمِ مُؤْمِنٍ لَاَكَبَّهُمُ اللّٰهُ فِى النَّارِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَاَبُو الْحَكَمِ الْبَجَلِيُّ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ نُعْمٍ الْكُوْفِيُّ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اگر آسمان اور زمین کے رہنے والے سب لوگ کسی مؤمن کے قتل کرنے میں شریک ہوں' تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں ڈال دے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

ابوحکم بجلی' یہ عبدالرحمٰن بن ابی نعم کوفی ہیں۔

شرح

احترامِ انسانیت کا درس:

عصرِ حاضر کا المیہ ہے کہ زمانہ قیامت کی رفتار چل گیا ہے' اسلامی اصولوں کا پاس نہیں رہا' حقوق اللہ پس پشت ڈالے جا رہے ہیں اور حقوق العباد کو نظرانداز کیا جا رہا ہے' جس کے نتیجے میں بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے شفقت کا جنازہ نکل چکا ہے اور حلال و حرام کا امتیاز بھی ختم ہو چکا ہے۔ ہر انسان اسی چکر میں ہے کہ وہ امیر بن جائے' اسی دُھن میں انسان' انسان کا گلا گاجر اور مولی کی طرح کاٹ رہا ہے اور انسانی خون کو پانی سے بھی زیادہ ارزاں سمجھتا ہے۔ احادیث باب میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو احترامِ انسانیت کا درس دیتے ہوئے فرمایا ہے: "تم باہم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو کیونکہ تمہارا رشتہ تو بہت گہرا ہے۔" ارشادِ ربانی ہے: "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ۔" (القرآن) مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مسلمان یا اپنے بھائی کے خون سے اپنے ہاتھ

رکھنا کوئی دانش مندی یا انسانیت ہرگز نہیں ہے۔ قیامت کے دن سب سے قبل خون کے بارے میں سوال وحساب ہوگا۔

سوال: حدیث باب میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے قبل خون کا حساب ہوگا جبکہ کتاب الصلوٰۃ میں یہ حدیث گزر چکی ہے: "اول ما یحاسب به العبد یوم القیامت الصلوٰۃ" (او کما قال علیه السلام) کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔ اس طرح دونوں احادیث میں تعارض ہوا؟

جواب: حقوق اللہ میں انسان سے قیامت کے دن سب سے قبل نماز کا سوال ہوگا۔ حقوق العباد میں سب سے قبل انسان سے خون کا سوال ہوگا۔ لہٰذا دونوں روایات اپنی اپنی جگہ درست ہیں اور دونوں میں تعارض بھی باقی نہ رہا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَقْتُلُ ابْنَهٗ يُقَادُ مِنْهُ اَمْ لَا

باب 9: جو شخص اپنے بیٹے کو قتل کردے کیا اس سے قصاص لیا جائے گا یا نہیں؟

1319 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقِيْدُ الْاَبَ مِنِ ابْنِهٖ وَلَا يُقِيْدُ الْاِبْنَ مِنْ اَبِيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ سُرَاقَةَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِصَحِيْحٍ

اسنادِ دیگر: رَوَاهُ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْمُثَنّٰى بْنِ الصَّبَّاحِ وَالْمُثَنّٰى بْنُ الصَّبَّاحِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ اَبُوْ خَالِدِ الْاَحْمَرُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ مُّرْسَلًا وَّهٰذَا حَدِيْثٌ فِيْهِ اضْطِرَابٌ

مذاہبِ فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْاَبَ اِذَا قَتَلَ ابْنَهٗ لَا يُقْتَلُ بِهٖ وَاِذَا قَذَفَ ابْنَهٗ لَا يُحَدُّ

◆◆ عمرو بن شعیب، اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے، حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ میں اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا جب نبی اکرم ﷺ نے بیٹے سے باپ کا قصاص لینے کا حکم دیا تھا لیکن آپ نے باپ سے بیٹے کا قصاص لینے کا حکم نہیں دیا۔

ہم اس روایت کو حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے طور پر صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

دیگر راویوں نے اسے مثنیٰ بن صباح کے حوالے سے نقل کیا ہے اور مثنیٰ بن صباح کو علم حدیث میں "ضعیف" قرار دیا گیا ہے۔

ابو خالد نے اس روایت کو حجاج کے حوالے سے، عمرو بن شعیب کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، ان کے دادا کے حوالے سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت عمرو بن شعیب کے حوالے سے "مرسل" حدیث کے طور پر بھی نقل کی گئی ہے۔
اس حدیث میں اضطراب پایا جاتا ہے۔
اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' اگر باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے' تو اس کے بدلے میں اسے قتل نہیں کیا جائے گا' اور اگر وہ اس پر زنا کا الزام لگائے تو اس پر حدِ قذف جاری نہیں کی جائے گی۔

1320 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:
متنِ حدیث: لَا يُقَادُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ

◆◆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: بیٹے کے عوض میں باپ کو (قصاص میں) قتل نہیں کیا جائے گا۔

1321 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متنِ حدیث: لَا تُقَامُ الْحُدُوْدُ فِى الْمَسَاجِدِ وَلَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ
حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ
توضیحِ راوی: وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ قَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ مسجد میں حد قائم نہیں کی جائے گی اور بیٹے کے بدلے میں باپ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔
یہ حدیث ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے "مرفوع" ہونے کے طور پر جانتے ہیں جسے اسماعیل بن مسلم نے روایت کیا ہے۔
اسماعیل بن مسلم مکی کے بارے میں بعض اہلِ علم نے اس کے حافظے کے حوالے سے کلام کیا ہے۔

شرح

اولاد کے قصاص میں باپ کو قتل نہ کیے جانے کی وجوہات:

اس مسئلہ میں تمام آئمہ کا اتفاق و اجماع ہے کہ اگر باپ اپنی اولاد کو قتل کرے' تو اولاد کے قصاص میں باپ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اگر اولاد باپ کو قتل کرے' تو باپ کے قصاص میں اولاد کو قتل کیا جائے گا۔ اولاد کے قصاص میں باپ کو قتل نہ کیے جانے کی متعدد

1320- اخرجه احمد (16/1، 22، 49) وابن ماجه (888/2) كتاب الديات : باب: لا يقتل الوالد بولده حديث (2662) عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده عن عمر بن الخطاب "مرفوعاً"۔

1321- اخرجه ابن ماجه (888/2) كتاب الديات' باب: لا يقتل الوالد بولده حديث (2661) مختصر' وابن ماجه (867/2) كتاب الحدود' باب: النهي عن اقامة الحدود في المساجد' حديث (2599) والدارمي (190/2) كتاب الديات' باب: القود بين الوالد والولد' عن اسماعيل بن مسلم عن عمرو بن دينار عن طاوس' عن ابن عباس "مرفوعاً"۔

وجوہات ہیں:

(1) باپ اپنی اولاد کے ظاہری وجود کا سبب بنتا ہے' تو اولاد اس کے عدم کا باعث نہیں بن سکتی کیونکہ یہ کفرانِ نعمت کے زمرے میں آتا ہے۔

(2) باپ اولاد پر ہمہ وقت مہربان و شفیق ہوتا ہے' تو وہ اپنی اولاد کو قتل نہیں کر سکتا' یہ شفقت و مہربانی تا حیات یکساں باقی رہتی ہے۔ اگر بالفرض ایسا معاملہ پیش آ گیا ہو جو بظاہر قتل کی صورت نظر آتی ہو ممکن ہے درحقیقت قتل جائز ہو چکا ہو یا باپ نے عمداً قتل نہ کیا ہو۔ تاہم اولاد کا باپ کے ساتھ محبت و اطاعت اور فرماں برداری کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے جو ہمیشہ یکساں نہیں رہتا ہے۔

(3) باپ اولاد کے وجودِ ظاہری کا باعث بنا ہے جبکہ ناخلف اولاد نے باپ کو اپنے ہاتھوں قتل جیسے فعلِ شنیع کا ارتکاب کیا ہے۔ اس لیے اولاد کے قصاص میں باپ کو قتل نہیں کیا جائے گا جبکہ اولاد کو باپ کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ باپ کو اولاد کے قصاص میں قتل نہ کرنے کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ اسے باعزت طور پر بری قرار دیا جائے اور اسے کوئی بھی سزا نہ دی جائے۔ تاہم قاضی اس کے لیے مناسب سزا یا تعزیر تجویز کر سکتا ہے' تاکہ اولاد کو قتل کرنے کا دروازہ نہ کھل جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ

باب 10: کسی بھی مسلمان کا خون بہانا تین میں سے کسی ایک وجہ سے جائز ہے

1322 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ الثَّيِّبُ الزَّانِيْ وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِيْنِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُثْمَانَ وَعَآئِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں ہے' جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں صرف تین میں سے

1322- اخرجہ البخاری (209/12) کتاب الدیات' باب: قول اللہ تعالیٰ' ان النفس بالنفس والعین بالعین (المائدۃ: 45) حدیث (6878) ومسلم الابی (110/6) کتاب القسامۃ والمحاربین والقصاص والدیات' باب: ما یباح بہ دم المسلم حدیث (1686) وابو داؤد (530/2) کتاب الحدود' باب: الحکم فیمن ارتد حدیث (4352) والنسائی (13/8) کتاب القسامۃ' باب: القود' وابن ماجہ (837/2) کتاب الحدود' باب: لا یحل دم امرئ مسلم الا فی ثلاث' حدیث (2534) والدارمی (172/2) کتاب الحدود باب: ما یحل بہ دم المسلم و (218/2) کتاب السیر' باب: فی القتال علی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس' واحمد (382/1'328/1'444/1) والحمیدی (65/1) حدیث (119) عن الاعمش قال: سمعت عبد اللہ بن مرۃ یحدث' عن مسروق عن عبد اللہ "مرفوعاً".

کسی ایک وجہ سے (اسے قتل کیا جا سکتا ہے) شادی شدہ زانی، قتل کے بدلے میں قتل یا اپنے دین (اسلام) کو ترک کر کے (مسلمانوں کی) جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والے شخص کو (قتل کیا جا سکتا ہے)

اس بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

مسلمان کو قتل کرنے کے جواز کی صورتیں:

بلا عذر شرعی کسی انسان بالخصوص مسلمان کو قتل کرنا گناہِ کبیرہ ہے اور اس کی وعید و مذمت قرآن وسنت میں بیان کی گئی ہے۔ یہ اتنا بڑا گناہ ہے گویا قاتل نے تمام انسانوں کو قتل کے گھاٹ اُتار دیا ہو۔ تاہم تین قسم کے مسلمانوں کو شرعی طور پر قتل کرنا جائز ہے:

(1) شادی شدہ مسلمان اگر زنا کا ارتکاب کرے، پھر اس نے اس کا اقرار کر لیا یا شرعی گواہی قائم ہو جائے تو اسے سنگ سار کر کے قتل کر دیا جائے گا۔ غیر شادی شدہ اگر زنا کا ارتکاب کرے تو اسے سنگ سار کر کے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے سو کوڑے مارے جائیں گے۔

(2) اگر ایک مسلمان دوسرے کو عمداً قتل کے گھاٹ اُتار دے پھر وہ اس کا اقرار کر لیتا ہے یا شرعی گواہی قائم ہو جائے تو مقتول کے ورثاء قاتل کو شرعی طور پر مقتول کے قصاص میں قتل کر سکتے ہیں۔

(3) کوئی مسلمان اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے یعنی مرتد ہو جائے تو شرعی نقطہ نظر سے اسے بھی قتل کیا جائے گا، کیونکہ زندہ چھوڑنے کی وجہ سے وہ اسلام کے خلاف فتنہ پھیلائے گا۔ فتنہ کے سبب متعدی ناسور جنم لیتا ہے جو پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اسی لیے قرآنِ کریم نے فرمایا ہے: ''اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ'' یعنی فتنہ قتل سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

سوال: مرتد کو کیوں قتل کیا جاتا ہے، جبکہ اسلام پر کسی کو مجبور کرنے کی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ ارشادِ ربانی ہے: ''لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ'' ۔ دین میں جبر نہیں ہے۔

جواب: مرتد کو اسلام پر مجبور کرنے کے لیے قتل نہیں کیا جاتا بلکہ اسلام کے خلاف فتنہ کی روک تھام کے لیے قتل کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرتدہ کو قتل نہیں کیا جاتا بلکہ گھر میں اسکی نظر بندی عمل میں لائی جاتی ہے۔ چونکہ مرتد کو قید نہیں کر سکتے کیونکہ اسلام میں جیل کا تصور نہیں ہے۔ جب وہ زمین پر گھومے پھرے گا، تو لوگوں سے ملاقات کر کے اسلام کے خلاف زہر اُگلے گا جو فتنہ عظیمہ کا سبب بنے گا اور مزید لوگ اسلام سے متنفر ہو کر مرتد ہو سکتے ہیں۔ اس لیے اس متوقع فتنہ کا سدباب کرنے کے لیے اسلام نے مرتد کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يَقْتُلُ نَفْسًا مُعَاهَدَةً

باب 11: جو شخص کسی معاہد کو قتل کردے (اس کا حکم)

1323 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مَعْدِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ هُوَ الْبَصْرِيُّ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلَا مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدًا لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهِ فَقَدْ اَخْفَرَ بِذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يُرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ خَرِيفًا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِي بَكْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيثُ اَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی ایسے معاہد کو قتل کردے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پناہ میں ہو تو اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی پناہ کی خلاف ورزی کی وہ شخص جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا۔ اگرچہ جنت کی خوشبو 70 برس کے فاصلے سے محسوس ہو جاتی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

1324 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِي سَعْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَى الْعَامِرِيَّيْنِ بِدِيَةِ الْمُسْلِمِينَ وَكَانَ لَهُمَا عَهْدٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ سَعْدٍ الْبَقَّالُ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ الْمَرْزُبَانِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عامر قبیلے سے تعلق رکھنے والے دو آدمیوں (کے قتل ہو جانے) پر مسلمانوں کی طرف سے انہیں دیت دلوائی تھی کیونکہ ان دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے رسول نے معاہدہ کیا ہوا تھا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

323 - اخرجه ابن ماجه (896/2) كتاب الديات' باب: من قتل معاهداً حديث (2687) حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا معدى: بن سليمان قال انبانا' ابن عجلان' عن ابيه عن ابى هريرة "مرفوعاً"۔

ابوسعد بقال نامی راوی کا نام سعید بن مرزبان ہے۔

شرح

اقسام کفار:

کفار چار قسم کے ہو سکتے ہیں:

(1) معاہد: دارالحرب کا وہ غیر مسلم جس سے اسلامی حکومت نے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا ہو۔

(2) مستأمن: وہ غیر مسلم ہے جو اسلامی حکومت سے اجازت لے کر اسلامی ملک میں داخل ہوا ہو۔

(3) حربی: دارالحرب کا وہ غیر مسلم جس سے اسلامی حکومت نے کوئی معاہدہ نہ کیا ہو۔

(4) ذمی: وہ غیر مسلم ہے جسے کسی اسلامی ملک میں شہریت دی گئی ہو اور حکومت نے اس کی جان، مال اور عزت کا تحفظ اپنے ذمہ لیا ہو۔

ذمی کے قتل کی مذمت و وعید:

اسلامی حکومت نے ذمی کو شہریت دے کر اس کی جان، مال، اولاد اور عزت کے تحفظ کی ذمہ داری لی ہوتی ہے اور اس پر جزیہ بھی نافذ کیا ہوتا ہے، لہٰذا مسلمان کی طرح اس کا تحفظ و دفاع اور حقوق کی فراہمی ضروری ہو جاتی ہے۔ اس کا جانی یا مالی نقصان کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اس کا قتل کرنا مسلمان کے قتل کی طرح قابلِ جرم عمل ہے۔ اس کے قتل کی وعید و مذمت احادیث میں بیان کی گئی ہے اس سلسلے میں حدیث باب میں صراحت ہے کہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی لیکن ذمی کا قاتل جنت میں داخل ہونا تو کجا اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھ پا سکے گا۔

ذمی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل کرنے میں مذاہبِ آئمہ:

کیا ذمی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل کیا جائے گا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

1- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ذمی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل کیا جائے گا۔ انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے، جن میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اور خلفائے راشدین میں سے حضرت فاروقِ اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ذمی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل کرنے کا حکم دیا یا قتل کیا۔

(اعلاء السنن، ج:8، ص:94)

2- آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

لا يقتل مسلم بكافر ۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث:111)

''مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔''

حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت میں ذمی

شامل نہیں ہے۔لہٰذا ذمی کے بارے میں اس سے استدلال کرنا بھی درست نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ: تمام آئمہ کا اس مسئلے میں اتفاق و اجماع ہے کہ حربی مستأمن اور معاہد میں سے کسی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي حُكْمِ وَلِيِّ الْقَتِيلِ فِي الْقِصَاصِ وَالْعَفْوِ

باب 12: مقتول کے ولی کا قصاص یا معاف کرنے کا فیصلہ کرنا

1325 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي اَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنِي اَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهٖ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ وَمَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِمَّا اَنْ يَّعْفُوَ وَاِمَّا اَنْ يَّقْتُلَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِي شُرَيْحٍ خُوَيْلِدِ بْنِ عَمْرٍو

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے مکہ کو فتح کیا' تو آپ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر ارشاد فرمایا: جس شخص کا کوئی (عزیز یا رشتے دار) قتل ہو جائے اسے دو میں سے ایک بات کا اختیار ہے یا تو وہ معاف کر دے یا پھر (قاتل کو) قتل کر دے۔

اس بارے میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ، حضرت خویلد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1326 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ اَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَسْفِكَنَّ فِيهَا

1325- اخرجه البخاری (213/12) كتاب الديات' باب: من قتل له قتيل فهو بخير النظرين' حديث (6880) و (248/1) كتاب العلم' باب: كتابة العلم' حديث (112) و (105/5) كتاب اللقطة' باب: كيف تعرف لقطة اهل مكة؟ حديث (2434) ومسلم (461/4-464) كتاب الحج: باب: تحريم مكة وصيدها وخلاها وشجرها ولقطتها الا لمنشدها على الدوام حديث (447-448) مختصر' وابو داؤد (616/1) كتاب المناسك' باب: هل يؤخذ من قاتل العمد الدية اذا عفا ولى المقتول عن القود وابن ماجه (876/2) كتاب الديات' باب: من قتل له قتيل فهو بالخيار بين احدى ثلاث حديث (2624)

1326- اخرجه البخاری (238/1) كتاب العلم' باب: ليبلغ العلم الشاهد الغائب- حديث (104) مختصر و (50/4) كتاب جزاء الصيد' باب: لا يعضد شجر الحرم حديث (1832) مختصر (614/7) كتاب المغازی' باب (000) حديث (4295) مختصر و مسلم (460/4) كتاب الحج' باب: تحريم مكة وصيدها وخلاها وشجرها ولقطتها الا لمنشد على الدوام' حديث (1354) وابو داؤد (172/4) كتاب الديات' باب: ولى العمد يرضى بالدية' حديث (4504) والنسائی (205/5) كتاب الحج والمناسك' باب: تحريم القتال فيه' مختصراً واحمد (31/4-32) و (384/6-385)

دَمًا وَّلَا يَعْضِدَنَّ فِيهَا شَجَرًا فَإِنْ تَرَخَّصَ مُتَرَخِّصٌ فَقَالَ أُحِلَّتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَحَلَّهَا لِيْ وَلَمْ يُحِلَّهَا لِلنَّاسِ وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ثُمَّ هِيَ حَرَامٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِنَّكُمْ مَعْشَرَ خُزَاعَةَ قَتَلْتُمْ هٰذَا الرَّجُلَ مِنْ هُذَيْلٍ وَّإِنِّيْ عَاقِلُهُ فَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَهْلُهُ بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ إِمَّا أَنْ يَّقْتُلُوْا أَوْ يَأْخُذُوا الْعَقْلَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَحَدِيْثُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّرَوَاهُ شَيْبَانُ أَيْضًا عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ مِثْلَ هٰذَا

حدیثِ دیگر: وَرُوِيَ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَلَهُ أَنْ يَّقْتُلَ أَوْ يَعْفُوَ أَوْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ

مذاہب فقہاء: وَذَهَبَ إِلٰى هٰذَا بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحٰقَ

◆◆ حضرت ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے۔ اسے لوگوں نے حرم قرار نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر جو شخص ایمان رکھتا ہو وہ اس میں خون نہ بہائے اور اس کے درخت کو نہ کاٹے اگر کوئی شخص اس بارے میں رخصت حاصل کرنے کی کوشش کرے اور یہ کہے: یہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے لیے حلال قرار دیا گیا تھا (تو یاد رکھنا) اسے اللہ تعالیٰ نے صرف میرے لیے حلال قرار دیا ہے۔ اسے لوگوں کے لیے حلال قرار نہیں دیا اور میرے لیے بھی دن کے ایک مخصوص حصے میں حلال قرار دیا گیا تھا' پھر یہ قیامت تک قابلِ احترام ہے۔

اے خزاعہ قبیلے کے لوگو! تم نے ہذیل قبیلے کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ میں اس کی دیت دلوا دیتا ہوں آج کے بعد جس کا کوئی عزیز قتل ہو جائے' تو اس مقتول کے رشتے داروں کو دو باتوں میں سے ایک چیز کا اختیار ہو گا یا تو وہ (قاتل کو) قتل کر دیں یا وہ دیت وصول کر لیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شیبان نامی راوی نے اس روایت کو یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

یہی روایت حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کا کوئی عزیز قتل ہو جائے اسے اس بات کا اختیار ہے: وہ (قاتل کو) قتل کر دے یا معاف کر دے یا دیت وصول کر لے۔

بعض اہلِ علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ' امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1327 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: قُتِلَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدُفِعَ الْقَاتِلُ اِلٰى وَلِيِّهِ فَقَالَ الْقَاتِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُ قَتْلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهُ اِنْ كَانَ قَوْلُهُ صَادِقًا فَقَتَلْتَهُ دَخَلْتَ النَّارَ فَخَلّٰى عَنْهُ الرَّجُلُ قَالَ وَكَانَ مَكْتُوفًا بِنِسْعَةٍ قَالَ فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ قَالَ فَكَانَ يُسَمّٰى ذَا النِّسْعَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّالنِّسْعَةُ حَبْلٌ

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں ایک شخص کو قتل کر دیا گیا۔ قاتل کو اس کے ورثاء کے سپرد کیا گیا' تو قاتل نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں نے جان بوجھ کر اسے قتل نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (یعنی مقتول کے ورثا سے فرمایا) اگر یہ سچ کہہ رہا ہے اور تم نے پھر بھی اسے قتل کر دیا' تو تم جہنم میں داخل ہو جاؤ گے' تو اس شخص نے اس قاتل کو معاف کر دیا۔ وہ قاتل رسی کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں: وہ اپنی رسی کو کھینچتا ہوا وہاں سے نکلا اور اس کا نام "ذونسعہ" (رسی والا) پڑ گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔ "نسعہ" رسی کو کہتے ہیں۔

شرح

قاتل کی شرعی سزا

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو عمداً قتل کر دیتا ہے' تو قاتل کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کیا جائے گا۔ اب ورثاء کو دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار ہوگا: (۱) وہ قاتل کو مقتول کے قصاص میں قتل کر سکتے ہیں یا معاف کر سکتے ہیں۔ (۲) یا ورثاء دیت وصول کر سکتے ہیں۔ یہ بات خیال میں رہے کہ یہ شرعی طور پر دنیوی فیصلہ ہے مگر آخرت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ وہ جو چاہے گا کرے گا۔ تاہم قرآن وحدیث میں قتل عمد کی مذمت و وعید تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔

قبیلہ خزاعہ اور قبیلہ ہذیل کے درمیان قدیمی عداوت و دشمنی اور مخالفت کے نتیجہ میں عرصہ دراز سے قتل اور جواب قتل کا سلسلہ جاری تھا۔ فتح مکہ سے چند ماہ قبل قبیلہ خزاعہ کے لوگوں نے قبیلہ ہذیل کا ایک آدمی قتل کر دیا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر قبائل کے درمیان قتل' جواب قتل کا سلسلہ ختم کرانے کے لیے قبیلہ خزاعہ کی طرف سے دیت ادا کی اور اعلان کر دیا: آئندہ جو شخص کسی کے قتل کا ارتکاب کرے گا' تو مقتول کے ورثاء کو حق حاصل ہوگا کہ وہ قاتل سے قصاص لیں یا دیت وصول کریں یا معاف کر دیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُثْلَةِ

باب 13: مثلہ کرنے کی ممانعت

1328 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ

1327—اخرجه ابوداؤد (576/2) كتاب الديات' باب الامام يأمر بالعفو في الدم' حديث (4498) والنسائي (13/8) كتاب القسامة' باب القود' حديث (4736) وابن ماجه (597/2) كتاب الديات' باب: العفو عن القاتل حديث (2690)

مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متن حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَعَثَ اَمِيْرًا عَلٰى جَيْشٍ اَوْصَاهُ فِیْ خَاصَّةِ نَفْسِهٖ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَمَنْ مَعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا فَقَالَ اغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ وَفِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ اغْزُوْا وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا وَّفِی الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّشَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ وَّعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّاَنَسٍ وَّسَمُرَةَ وَالْمُغِيْرَةِ وَيَعْلَى بْنِ مُرَّةَ وَاَبِیْ اَيُّوْبَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ بُرَيْدَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَكَرِهَ اَهْلُ الْعِلْمِ الْمُثْلَةَ

سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ جب کسی شخص کو کسی لشکر کا امیر مقرر کرتے تھے' تو آپ اسے بطور خاص اس کی اپنی ذات کے حوالے سے' اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور دیگر مسلمانوں کے حوالے سے بھلائی کی تلقین کیا کرتے تھے۔ آپ ارشاد فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر' اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کا آغاز کرو! جو شخص اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں ان کے ساتھ لڑائی کرو تم خیانت نہ کرنا اور عہد شکنی نہ کرنا اور مثلہ نہ کرنا اور بچوں کو قتل نہ کرنا۔

اس حدیث میں پورا قصہ منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ، حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہل علم نے مثلہ کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

1329 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا

1328- اخرجه مسلم (288/6) الابی' كتاب الجهاد والسير باب: تامير الامام الامراء على البعوث- وحديث (1731) وابو داؤد (44/2) كتاب الجهاد' باب فی دعاء المشركين' حديث (2613) وابن ماجه (953/2) كتاب الجهاد' باب: وصية الامام' حديث (2858) واحمد (352/5) مختصر و(358/5) والدارمی (215/2) كتاب السير: باب وصية الامام فی السرايا.

1329- اخرجه مسلم (41/7'42- الابی) كتاب الصيد والذبائح: باب: الامر باحسان الذبح والقتل' وتحديد الشفرة' حديث (1955) وابو داؤد (109/2) كتاب الضحايا' باب: فی النهی ان تصبر البهائم والرفق بالذبيحة' حديث (2815) والنسائی (227/7) كتاب الضحايا' بالامر باحداد الشفرة وباب: ذكر المنفلتة التی لا يقدر على اخذها (229/7) با: حسن الذبح' وابن ماجه (1052/8) كتاب الذبائح' باب: اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح' حديث (3170) والدارمی (82/2) كتاب الاضاحی' باب: فی حسن الذبيحة' واحمد (123/4'124'125) عن ابی قلابة' عن ابی الاشعث' الصنعانی عن شداد بن اوس "مرفوعاً".

الذِّبْحَةَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: اَبُو الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيُّ اسْمُهٗ شَرَاحِيلُ بْنُ اٰدَةَ

◆◆ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے بارے میں بھلائی کو لازم قرار دیا ہے' تو جب تم (کسی کو قصاص میں یا جنگ کے دوران) قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو (یعنی اذیت پہنچائے بغیر قتل کرو) اور جب تم (کسی جانور کو) ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو آدمی اپنی چھری کو تیز کرلے' اور اپنے ذبح ہونے والے جانور کو تکلیف نہ پہنچائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابواشعث نامی راوی کا نام شراحیل بن آدہ ہے۔

شرح

قصاص میں قاتل کو مثلہ کرنے کی ممانعت:

دوران جہاد اعلاء کلمۃ الحق اور علم اسلام کی سربلندی کے لیے دشمن کا قتل کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے لیکن ایسی صورت میں دشمن کی لاش بگاڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ جب مقتول دشمن کی لاش کو مثلہ کرنے کی اجازت نہیں ہے' تو قاتل کو قصاص میں قتل کیے جانے میں مثلہ کرنے کی کس طرح اجازت ہو سکتی ہے؟ وہ آئمہ کرام جو قصاص بالمثل کے قائل ہیں' انہیں اپنے موقف پر غور کرنا چاہیے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ قصاص بالتماثل کے قائل نہیں ہیں۔ احادیث باب آپ کے موقف کی مؤیدہ ہیں۔ اس کی یہ ہے کہ قصاص کا مقصد قاتل کو آنجہانی کرنا ہوتا ہے اور یہ مقصد محض قتل سے بھی پورا ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ دِيَةِ الْجَنِيْنِ

باب 14: پیٹ میں موجود بچے کی دیت

1330 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

1330- اخرجه البخاري (257/12) كتاب الديات' باب: جنين المرأة' حديث (6904) ومسلم (130/6'134) الابي' كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات' باب: دية الجنين' ووجوب الدية في قتل الخطاء وشبة العمد على عاقلة الجاني حديث (1681) وابو داؤد (601/2) كتاب الديات' باب: دية الجنين' حديث (4576) حديث (4579) وحديث (4577) والنسائي (47/8-48-49) كتاب القسامة' باب: دية جنين المرأة' وابن ماجه (882/2) كتاب الديات' باب: دية الجنين' حديث (26390) ومالك (855/2) كتاب العقول' باب: عقل اجنين' حديث (6,5) والدارمي (197/2) كتاب الديات' باب: دية الخطاء على من هي' واحمد (236/2'438'539)

متن حدیث: قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنِيْنِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ فَقَالَ الَّذِيْ قُضِيَ عَلَيْهِ اَيُعْطٰى مَنْ لَّا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا لَيَقُوْلُ بِقَوْلِ شَاعِرٍ بَلْ فِيْهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ حَمَلِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ وَالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْغُرَّةُ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ اَوْ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَوْ فَرَسٌ اَوْ بَغْلٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پیٹ میں موجود بچے کے بارے میں ایک غلام یا کنیز تاوان کے طور پر ادا کرنے کا فیصلہ دیا جس شخص کے خلاف فیصلہ دیا گیا۔ اس نے عرض کی: کیا ہم اس کی ادائیگی کریں کہ جس نے کچھ کھایا نہیں کچھ پیا نہیں وہ چیخ کررویا نہیں۔ اس طرح کا خون تو رائیگاں جاتا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تو شاعروں کی طرح کلام کررہا ہے' بلکہ اس طرح کے خون میں غلام یا کنیز کو تاوان کے طور پر ادا کیا جائے گا۔

اس بارے میں حضرت حمل بن مالک بن نابغہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے۔ تاوان کے طور پر ایک غلام یا ایک کنیز یا پانچ سو درہم ادا کیے جائیں گے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: ان کی بجائے گھوڑا یا خچر بھی (ادا کیا جاسکتا ہے)

1331 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نَضْلَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

متن حدیث: اَنَّ امْرَاَتَيْنِ كَانَتَا ضَرَّتَيْنِ فَرَمَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى بِحَجَرٍ اَوْ عَمُوْدِ فُسْطَاطٍ فَاَلْقَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنِيْنِ غُرَّةٌ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ وَّجَعَلَهُ عَلٰى عَصَبَةِ الْمَرْاَةِ

اسنادِ دیگر: قَالَ الْحَسَنُ وَاَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَحْوَهُ

1331- اخرجه البخاری (257/12) کتاب الدیات' باب: جنین المرأة حدیث (2905) بنحوه و مسلم (138،137/6) کتاب القسامة والمحاربین والقصاص والدیات' باب: دیة الجنین' ووجوب الدیة فی القتل الخطاء وشبه العمد علی عاقلة الجانی' حدیث (1682/37)(1682/38)(1689/39) وابو داؤد (599/2) کتاب الدیات' باب: دیة الجنین' حدیث (4568)(4569) والنسائی (49/8) کتاب القسامة' باب: دیة جنین المرأة' باب: صفة شبة العمد وعلی من دیة الاجنة (50/8-51) وابن ماجه (879/2) کتاب الدیات' باب: الدیة علی العاقلة فان کان لم یکن عاقلة ففی بیت المال' حدیث (2633) والدارمی (196/2) کتاب الدیات' باب: فی دیة الجنین' واحمد (245/4'249) عن منصور عن ابراهیم وعن عبید بن فضلة عن المغیرة بن شعبة۔

حکم حدیث: وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو عورتیں آپس میں سوکن تھیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر یا شاید خیمے کی لکڑی ماری تو اس عورت کا پیٹ میں موجود بچہ ضائع ہو گیا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس بچے کے بارے میں ایک غلام یا کنیز تاوان کے طور پر ادا کرنے کا فیصلہ دیا اور آپ نے اس کی ادائیگی عورت کے خاندان کے ذمے لازم کی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

جنین کی دیت کا مسئلہ

لفظ: "جنین" سے مراد پیٹ کا بچہ ہے۔ اگر کوئی شخص عورت کے جنین کو ہلاک کر دے' تو قاتل پر بطور دیت کیا چیز لازم ہوگی؟ اس کا جواب احادیث باب میں دیا گیا ہے۔

جنین کے دو پہلو ہیں: ایک یہ ہے کہ اس میں روح ہونے کی وجہ سے جان کے عوض جان یعنی قصاص واجب ہونا چاہیے۔ دوسرا یہ ہے کہ ماں کا حصہ اور عضو ہونے کی وجہ سے اسے جروح کے قائم مقام قرار دیا جائے جس میں مال واجب ہوتا ہے۔ ان دونوں جہتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے "بردہ" کی آزادی اس کی دیت قرار دی کیونکہ وہ مال ہے اور جان بھی۔

فائدہ نافعہ: غلام یا کنیز دستیاب نہ ہونے کی صورت میں (جس طرح عصر حاضر میں) پوری دیت کا بیسواں حصہ جنین کی دیت ہوگی جو پانچ سو درہم بنتے ہیں۔ بعض فقہاء کے قول کے مطابق غلام کی جگہ ایک خچر یا گھوڑا دیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

باب 15: کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا

1332 سند حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَنْبَاَنَا مُطَرِّفٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنَا اَبُوْ جُحَيْفَةَ قَالَ

متن حدیث: قُلْتُ لِعَلِيٍّ يَّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ عِنْدَكُمْ سَوْدَاءُ فِيْ بَيْضَاءَ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ لَا

1332- اخرجه البخاری (246/2) كتاب العلم' باب: كتابة العلم' حديث (111)' (97/4) كتاب فضائل المدينة' باب: حرم المدينة' حديث (1870) بنحوه (193/6) كتاب الجهاد والسير: باب: فكاك الاسير' حديث (3047' 315/6) كتاب الجزية والموادعة باب: ذمة المسلمين وجوارهم واحدة-' حديث (3172) والنسائی (19/8' 20) كتاب القسامة' باب: القود بين الاحرار والمماليك في النفس' وابن ماجه (887/2) كتاب الديات' باب: لا يقتل مسلم بكافر' حديث (2659) والدارمی (190/2) كتاب الديات: باب: لا يقتل مسلم بكافر' والحميدی (23/1) حديث 40) واحمد (79/1) عن مطرف بن طريف' عن عامر الشعبی' عن ابی جحيفة عن علی به.

وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ مَا عَلِمْتُهُ اِلَّا فَهْمًا يُّعْطِيهِ اللّٰهُ رَجُلًا فِی الْقُرْاٰنِ وَمَا فِی الصَّحِيفَةِ قُلْتُ وَمَا فِی الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْاَسِيْرِ وَاَنْ لَّا يُقْتَلَ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالُوْا لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْمُعَاهِدِ

قولِ امام ترمذی: وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

◆◆ ابو جحیفہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المؤمنین! کیا آپ کے پاس موجود تحریر میں کوئی ایسا حکم بھی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ہو' تو انہوں نے جواب دیا: اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو چیرا ہے اور جان کو پیدا کیا ہے۔ میرے علم میں صرف وہ فہم ہے' جو اللہ تعالیٰ قرآن کے حوالے سے کسی شخص کو عطا کرتا ہے یا صحیفے میں موجود کچھ احکام ہیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: صحیفے میں کیا تحریر ہے' تو انہوں نے بتایا: اس میں دیت کے احکام ہیں۔ قیدی کو آزاد کرنے کے احکام ہیں' اور یہ حکم ہے: کسی کافر کے بدلے میں کسی مؤمن کو قتل نہ کیا جائے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں: کسی مؤمن کو کسی قاتل کے بدلے میں قتل نہیں کیا جاسکتا۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: معاہد کے بدلے میں مسلمان کو قتل کیا جاسکتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) پہلی رائے درست ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ دِيَةِ الْكُفَّارِ

باب 16: کفار کی دیت کا حکم

1333 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عِيْسٰی بْنُ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1333- اخرجه ابوداؤد (89/2) كتب الجهاد' باب: فی السرية' ترد علی اهل العسكر' حديث (2751) وابن ماجه (887/2) كتاب الديات' بما: لا يقتل مسلم بكلافر حديث (2659) بـاب: السلمون' تتكلافا دماؤم' حديث (2685) واحمد (180/2'205'215'216) وابن خزيمة (26/4) حديث (2280) عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده به۔

متن حدیث: لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

حدیث دیگر: وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: دِيَةُ عَقْلِ الْكَافِرِ نِصْفُ دِيَةِ عَقْلِ الْمُؤْمِنِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فِيْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ دِيَةِ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ فَذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ دِيَةِ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ اِلٰى مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ دِيَةُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ نِصْفُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ وَبِهٰذَا يَقُوْلُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ

آثار صحابہ: وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ قَالَ دِيَةُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ اَرْبَعَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَدِيَةُ الْمَجُوْسِيِّ ثَمَانُ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَبِهٰذَا يَقُوْلُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَالشَّافِعِيُّ وَاِسْحٰقُ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ دِيَةُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ مِثْلُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی کافر کے بدلے میں کسی بھی مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

اس سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بھی منقول ہے۔

آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: کافر کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں جو حدیث منقول ہے۔ وہ حدیث ''حسن'' ہے۔

اہلِ علم نے یہودی اور عیسائی شخص کی دیت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض اہلِ علم اس روایت کی طرف گئے ہیں جو نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہودی اور عیسائی کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف ہوگی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے: یہودی یا عیسائی کی دیت چار ہزار درہم ہوگی جبکہ مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہوگی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے۔ یہودی اور عیسائی کی دیت مسلمان کی دیت کی طرح ہوگی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

کافر کے بدلے مسلمان کو قتل کرنے کا مسئلہ:

تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ حربی، معاہد اور مستامن کے بدلے مسلمان کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم ذمی کے عوض

مسلمان کو قتل کرنے کے جواز وعدم جواز میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ جائز قرار دیتے ہیں اور دیگر آئمہ اسے ناجائز خیال کرتے ہیں۔ آئمہ ثلاثہ کی دلیل احادیث ابواب ہیں۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت میں زمانہ جاہلیت کے خونوں کا ذکر ہے یعنی زمانہ جاہلیت کے خون کا کوئی شخص مطالبہ کرے تو اس صورت میں کافر کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو ہرگز قتل نہیں کیا جائے گا۔ حدیث باب کی اس تاویل کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ذمی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل کیا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ایک ذمی کے قتل کرنے کے قصاص میں مسلمان کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَقْتُلُ عَبْدَهُ

باب 17: جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دے۔

1334 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِيْنَ مِنْهُمْ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ اِلٰى هٰذَا وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَعَطَاءُ بْنُ اَبِىْ رَبَاحٍ لَيْسَ بَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ قِصَاصٌ فِى النَّفْسِ وَلَا فِيْمَا دُوْنَ النَّفْسِ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا قَتَلَ عَبْدَهُ لَا يُقْتَلُ بِهِ وَاِذَا قَتَلَ عَبْدَ غَيْرِهِ قُتِلَ بِهِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ

◆◆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دے ہم اسے قتل کروا دیں گے اور جو شخص اس کا کوئی عضو کاٹ دے ہم اس کا عضو کٹوا دیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

تابعین سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم نے اس کو اختیار کیا ہے۔ ان میں ابراہیم نخعی بھی شامل ہیں۔

بعض اہلِ علم جن میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء بن ابی رباح شامل ہیں۔ ان کے نزدیک آزاد اور غلام شخص کے درمیان جان یا جان سے کم کوئی بھی قصاص نہیں لیا جا سکتا۔

1334- اخرجه النسائی (20/8) كتاب القسامة' باب: القود من السيد' للمولى' باب: القصاص فی السن' (26/8) وابن ماجه (888/2) كتاب الديات' باب: هل يقتل الحر بالعبد؟ حديث (2663) والدارمی (191/2) كتاب الديات: باب: القود بين العبد وبين سيده احمد (10/5' 11' 12' 19)عن الحسن' عن سمرة' ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔
بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب کوئی شخص اپنے غلام کو قتل کر دے' تو اس کے بدلے میں اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔
جب کوئی شخص کسی دوسرے کے غلام کو قتل کر دے' تو اس کے بدلے میں اسے قتل کیا جا سکتا ہے۔
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

اپنے غلام کو قتل کرنے کے قصاص کا مسئلہ:

جب آقا اپنے غلام کو قتل کر ڈالے تو اسے غلام کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا' کیونکہ ملکیت کے باعث شبہ کی صورت پیدا ہو گئی اور شبہ سے حد ختم ہو جاتی ہے۔ تاہم اسے سیاستاً یا تعزیراً یا انتظامی امور کی بناء پر کوئی بھی سزا دی جا سکتی ہے'۔ وہ سزا قتل بھی ہو سکتی ہے۔ اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے۔ حدیث باب کا مضمون کسی ضابطہ یا حکم پر مشتمل نہیں بلکہ سیاست یا تعزیر پر مبنی ہے۔ حضرت امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اپنے غلام کو قتل کی صورت میں آقا سے قصاص لیا جائے گا۔ خواہ نفس کا ہو یا دون النفس کا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

سوال: جب کوئی شخص غیر کے غلام کو قتل ڈالے تو مسئلہ کی نوعیت کیا ہوگی؟

جواب: اس صورت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ اس مسئلہ میں بھی غلام کے قصاص میں آزاد کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے: اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ ۔ (آزاد کو آزاد کے بدلے میں۔) اس کے مفہوم مخالف سے استدلال کیا ہے یعنی آزاد آدمی کو آزاد کے قصاص میں تو قتل کیا جا سکتا ہے' جبکہ غلام کے قصاص میں قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غلام کے قصاص میں آزاد آدمی قتل کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے حدیث باب کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہ سیاست پر محمول ہے۔ علاوہ ازیں ان کے نزدیک مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوتا کہ اس سے استدلال کیا جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَرْاَةِ هَلْ تَرِثُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا

باب 18: عورت اپنے شوہر کی دیت میں وارث ہوگی

1335 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَّاَبُوْ عَمَّارٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ

متنِ حدیث: اَنَّ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ الدِّيَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْاَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا حَتّٰى اَخْبَرَهُ

1335- اخرجه ابوداؤد (144/2) كتاب الفرائض' باب: في المرأة ترث من دية زوجها وابن ماجه (883/2) كتاب الديات باب: الميراث' من الدية حديث (2642) واحمد (452/3)

الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ الْكِلَابِيُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلَيْهِ اَنْ وَرِّثِ امْرَاَةَ اَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے تھے دیت کی ادائیگی (قاتل کے) خاندان کے ذمے ہو گی اور کوئی عورت اپنے شوہر کی دیت میں کسی چیز کی وارث نہیں ہو گی۔

پھر حضرت ضحاک بن سفیان کلابی نے انہیں بتایا: نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ خط میں لکھا تھا: وہ اشیم ضبابی کی اہلیہ کو ان کے شوہر کی دیت میں وارث قرار دیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

شرح

زوج کی دیت میں بیوی کی میراث کا حصہ:

مقتول شوہر کی دیت سے بیوی کو وراثت کا حصہ ملے گا یا نہیں؟ عقل و قیاس کا تقاضا ہے کہ بیوی کو حصہ نہ ملے اس لیے کہ زوج کی وفات کے بعد دیت کا ثبوت حاصل ہوتا ہے جبکہ شوہر کی وفات سے نکاح کالعدم ہو جاتا ہے۔ اس طرح نکاح معدوم ہونے کے بعد دیت کی دولت حاصل ہوئی۔ لہٰذا بیوی کو وراثت سے حصہ نہیں ملنا چاہیے۔ ایک دفعہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی فتویٰ جاری کیا تھا۔ تاہم اس میں ایک دوسرا پہلو بھی ہے کہ بیوی دوران عدت نکاح میں برقرار رہتی ہے۔ اس طرح دیت کا ثبوت نکاح کے اندر ہی حاصل ہوا لہٰذا بیوی کو دیت سے میراث کا حق ملنا چاہیے۔ دیت کا تعلق موت سے اور دیگر ورثاء کی طرح یہ بھی وراثت کی حقدار ہو گی۔ اس بارے میں ایک مشہور حدیث ہے: حضرت اشیم الضبابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل خطاء میں دنیا سے رخصت ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کے ذریعے ورثاء کے نام حکم نامہ جاری کیا کہ مقتول کی زوجہ کو دیت سے وراثت کا حصہ ادا کیا جائے۔ حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے یہ روایت بیان کی تو انہوں نے اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مقتول کی بیوی کو دیت سے دیگر ورثاء کے ساتھ وراثت سے شرعی طور پر حصہ ملے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِى الْقِصَاصِ

باب 19: قصاص کا حکم

1336 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَنْبَاَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ

بْنَ اَوْفٰى يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهٗ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ فَاخْتَصَمَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَعَضُّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ)

فِى الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ وَسَلَمَةَ بْنِ اُمَيَّةَ وَهُمَا اَخَوَانِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ پر کاٹ دیا۔ دوسرے نے اپنا ہاتھ کھینچا تو پہلے شخص کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے وہ اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: ایک شخص اپنے بھائی کے ہاتھ کو یوں چباتا ہے جیسے اونٹ چباتا ہے۔ تمہیں کوئی دیت نہیں ملے گی' تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا۔

"اور زخموں میں بھی قصاص ہوتا ہے"

اس بارے میں حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمہ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ دونوں حضرات بھائی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

دفاع کی صورت میں قتل یا زخمی کرنے میں قصاص نہ ہونا

حدیث باب مبہم مضمون پر مشتمل ہے۔ اس کا غیر مبہم الفاظ میں خلاصہ یہ ہے کہ کوئی شخص حملہ آور کا دفاع کرتا ہوا قتل یا زخمی ہو جائے تو اس کی ضمان نہیں ہے۔

سوال: حدیث باب کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ زخموں میں قصاص نہیں ہے۔ آیت قرآنی کے الفاظ ہیں: والجروح قصاص (یعنی زخموں میں قصاص ہے۔) اس طرح آیت اور حدیث میں تعارض ہے؟

جواب: آیت اور حدیث کا محل اور محمل الگ الگ ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر زخم بطور تعدی ہو' تو اس میں قصاص ہے۔ اگر زخم بطور دفاع ہو تو اس میں قصاص نہیں ہے۔ اس طرح روایت و آیت میں تعارض باقی نہیں رہا۔

سوال: حدیث باب میں ایک اہم اصول بیان کیا گیا ہے کہ حملہ آور کا دفاع جائز ہے۔ تاہم دریافت طلب یہ بات ہے کہ حق

1336- اخرجه البخاری (229/12) کتاب الدیات' باب: اذا عض رجل فوقعت ثنایاه حدیث (6892) ومسلم (105/6) کتاب القسامة والمحاربين: باب الصائل على نفس الانسان او عضوه- حدیث (1673/18) والنسائی (29/8) کتاب القسامة' باب: القود من العضة- وذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عمران بن حصين' وابن ماجه (887/2) کتاب الدیات' باب: من عض رجلا فنزع يده فندر ثناياه' حديث (2657) والدارمی (195/2) کتاب الدیات' باب: من عض رجلاً فنزع يده فندر ثناياه' حديث (2657) والدارمی (195/2) کتاب الدیات' باب: فمن عض يد رجل فانتزع' المعضوض يده والحمد (428-427/4) عن زرارة بن اوفٰى عن عمران بن حصين "مرفوعاً"۔

دفاع کس حد تک جائز ہے جس سے ضمان لازم نہیں آتی؟

جواب: حملہ آور کا دفاع اس حد تک جائز ہے کہ اپنا نقصان نہ ہو اور اس کا بھی زیادہ نقصان نہ ہو مثلاً کسی نے دوسرے شخص کے ہاتھ کو کاٹا تو اسے ایک دو طمانچے مار دیے جائیں تو یہ جائز ہے۔ اگر اس صورت میں اسے گولی ماردی جائے تو یہ حق دفاع میں تجاوز ہے۔ اس صورت میں حق دفاع میں تجاوز کے سبب جو نقصان ہوا ہے خواہ نفس یا دون النفس کا اس بارے میں شرعی نقطہ نظر سے قاضی قصاص کا فیصلہ دے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَبْسِ فِي التُّهْمَةِ

باب 20: تہمت کی وجہ سے قید کردینا

1337 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَسَ رَجُلًا فِي تُهْمَةٍ ثُمَّ خَلّٰى عَنْهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ بَهْزٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

وَقَدْ رَوٰى اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَتَمَّ مِنْ هٰذَا وَاَطْوَلَ

◆◆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے تہمت کی وجہ سے ایک شخص کو قید کروادیا تھا پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ بہز کی اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا سے منقول روایت ''حسن'' ہے۔

اسماعیل بن ابراہیم نے اسے بہز کے حوالے سے نقل کیا ہے جو اس روایت کے مقابلے میں طویل اور مکمل ہے۔

شرح

متہم بالجرم کی سزا

حدیث باب میں ایک ضابطہ بیان کیا گیا ہے جو شخص متہم بالجرم ہو تو اسے نظر بند کردیا جائے۔ اصل معاملہ کی تحقیق تک اسے زیر حراست رکھا جائے تاکہ وہ غائب نہ ہونے پائے۔ تحقیق کرنے پر اگر اس کا جرم ثابت ہو جائے تو اسے سزا دی جائے ورنہ اسے

1337- اخرجہ ابوداؤد (337/2) کتاب الاقضیۃ: باب: فی الجس فی الدین وغیرہ۔ حدیث (3630-3631) مختصر، والنسائی (66-67/8) کتاب القسامۃ باب: امتحان السارق بالضرب والجس، واحمد (447/4)، و (2/5, 4) عن حکیم بن معاویۃ عن ابیہ "مرفوعاً"۔

بری کردیا جائے۔ جرم ثابت ہونے کی صورت میں اسے شرعی اصولوں کے مطابق سزا دی جائے گی جن میں افراط وتفریط اور زیادتی و ظلم کی گنجائش نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ

باب 21: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے وہ شہید ہے

1338 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَّحَاتِمُ بْنُ سِيَاهٍ الْمَرْوَزِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَّمَنْ سَرَقَ مِنَ الْاَرْضِ شِبْرًا طُوِّقَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ

اختلافِ روایت: وَزَادَ حَاتِمُ بْنُ سِيَاهٍ الْمَرْوَزِيُّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

قَالَ مَعْمَرٌ بَلَغَنِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ اَسْمَعْ مِنْهُ زَادَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَّهٰكَذَا رَوٰى شُعَيْبُ بْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔ جو شخص کسی دوسرے کی ایک بالشت زمین ہتھیا لے گا' قیامت کے دن اس کی گردن میں سات زمینوں جتنا وزنی طوق ڈالا جائے گا۔

حاتم بن سیاہ مروزی نے اس میں اضافی الفاظ نقل کیے ہیں۔

معمر نے یہ بات بیان کی ہے: زہری کے حوالے سے مجھے یہ روایت پہنچی ہے اور میں نے ان سے یہ بات نہیں سنی کہ انہوں نے اس روایت میں مزید الفاظ نقل کیے ہوں۔ ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے' وہ شہید ہوگا''۔

شعیب بن ابوحمزہ نے اس حدیث کو زہری کے حوالے سے طلحہ بن عبداللہ کے حوالے سے' عبدالرحمٰن بن عمرو کے حوالے سے

1338- اخرجه ابوداؤد (660/2) كتاب السنة' باب: في قتال اللصوص' حديث (4772) والنسائي (115/7'116) كتاب تحريم الدم' باب: من قتل دون ماله وابن ماجه (861/2) كتاب الحدود' باب: من قتل دون ما له فهو شهيد' حديث (2580) واحمد (187/1'190) والحميدي (44/1) ص (83) وعبد بن حميد حديث (106)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔
سفیان بن عیینہ نے زہری کے حوالے سے طلحہ بن عبداللہ کے حوالے سے' حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔
سفیان نے اس روایت میں عبدالرحمٰن بن عمرو سے منقول ہونے کا ذکر نہیں کیا
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1339 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّسَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رُوِىَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لِلرَّجُلِ اَنْ يُّقَاتِلَ عَنْ نَّفْسِهٖ وَمَالِهٖ وقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يُقَاتِلُ عَنْ مَالِهٖ وَلَوْ دِرْهَمَيْنِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔
اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔
یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی نقل کی گئی ہے۔
بعض اہلِ علم نے مرد کے لیے یہ رخصت دی ہے: وہ اپنی جان یا اپنے مال کی حفاظت کے لیے کسی سے لڑ سکتا ہے۔
ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آدمی اپنے مال کی خاطر لڑ سکتا ہے' اگرچہ وہ دو درہم ہوں۔

1340 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْكُوْفِيُّ شَيْخٌ ثِقَةٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ حَدَّثَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سُفْيَانُ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ خَيْرًا قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1339- اخرجه ابوداؤد (660/2) كتاب السنة' باب فى قتال اللصوص' حديث (4771) والنسائى (115/7) كتاب تحريم الدم' باب من قتل دون ماله واحمد (193/2'194'217)

متن حدیث: مَنْ اُرِيْدَ مَالُهٗ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيْدٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

◆ ابراہیم بن محمد بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کا مال ناحق طور پر چھینا جا رہا ہو اور وہ لڑائی کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اس کی مانند نقل کی گئی ہے۔

1341 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَّمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَّمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَّمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ نَحْوَ هٰذَا

توضیح راوی: وَيَعْقُوْبُ هُوَ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرحمنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ

◆ طلحہ بن عبداللہ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔ جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے جو شخص اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

کئی راویوں نے اسے ابراہیم بن سعد کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

یعقوب نامی راوی یعقوب بن ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری ہیں۔

شرح

شہید کی تعریف اور اقسام

شہید فقہی کی تعریف یوں کی جاتی ہے: وہ مسلمان عاقل بالغ طاہر ہے جو بطور ظلم کسی آلہ جارحہ سے قتل کیا جائے اور نفس قتل

سے مال نہ واجب ہوا ہو اور دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو۔ اس شہید کا حکم یہ ہے کہ اسے نہ غسل دیا جائے گا اور نہ کفن بلکہ جسم کے کپڑوں سمیت تدفین عمل میں لائی جائے گی۔ البتہ جوتوں اور کفن سے زائد کپڑوں کو اتار لیا جائے گا۔ عام میت کی طرح اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اس شہید کے علاوہ باقی شہداء کو حکمی کہا جاتا ہے' جن کا حکم اس سے مختلف ہے یعنی انہیں غسل دیا جائے گا اور کفن بھی پہنایا جائے گا۔ تاہم انہیں من جانب اللہ شہادت کا اجر و ثواب دیا جائے گا۔ احادیث باب سے تمام شہداء حکمی مراد ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقَسَامَةِ

باب 22: قسامت کا حکم

1342 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِىْ حَثْمَةَ قَالَ يَحْيٰى وَحَسِبْتُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ اَنَّهُمَا قَالَا

متنِ حدیث: خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ وَّمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ حَتّٰى اِذَا كَانَا بِخَيْبَرَ تَفَرَّقَا فِىْ بَعْضِ مَا هُنَاكَ ثُمَّ اِنَّ مُحَيِّصَةَ وَجَدَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَتِيْلًا قَدْ قُتِلَ فَدَفَنَهُ ثُمَّ اَقْبَلَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وَحُوَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَّكَانَ اَصْغَرَ الْقَوْمِ ذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَتَكَلَّمَ قَبْلَ صَاحِبَيْهِ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرْ لِلْكُبْرِ فَصَمَتَ وَتَكَلَّمَ صَاحِبَاهُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مَعَهُمَا فَذَكَرُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتَلَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ اَتَحْلِفُوْنَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا فَتَسْتَحِقُّوْنَ صَاحِبَكُمْ اَوْ قَاتِلَكُمْ قَالُوْا وَكَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ قَالَ فَتُبْرِئُكُمْ يَهُوْدُ بِخَمْسِيْنَ يَمِيْنًا قَالُوْا وَكَيْفَ نَقْبَلُ اَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى عَقْلَهُ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِىْ حَثْمَةَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ بِمَعْنَاهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

1342- اخرجه البخاری (359/5) كتاب الصلح' باب: الصلح مع المشركين' حديث (2702) مختصر و (317/6) كتاب الجزية والموادعة' باب: الموادعة والمصالحة مع المشركين بالمال وغيره- حديث (3173)' (552/10) كتاب الادب باب: اكرام الكبير- حديث (6142'6143) و (339/12) كتاب الديات' باب: اذا اصاب قوم من رجل هل يعاقب ام يقتص منهم كلهم' حديث (6898)و (196/13) كتاب الاحكام' باب: كتاب الحاكم الى عماله- حديث 7192) ومسلم (72/6) كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات' باب: القسامة حديث (1669/1) و (1669/2) و (1669/6) وابوداؤد (178-177/4) كتاب الديات' باب: القتل بالقسامة' حديث (4520-4521) والنسائی (5/8-12) كتاب القسامة' باب: تبدئة اهل الدم فی القسامة' وابن ماجه (892/2) كتاب الديات' باب: القسامة' حديث (2677) ومالك (877/2) كتاب القسامة' باب تبدئة اهل الدم فی القسامة' حديث (1) والدارمی (188/2'189) كتاب الديات' باب: الدية فی قتل العمد' واحمد (2/4'3) وابن خزيمة (77/4) حديث (2384) عن يحيیٰ بن سعيد عن بشير بن يسار عن سهل بن ابی حثمة' ورافع بن خديج به

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ فِى الْقَسَامَةِ وَقَدْ رَاَى بَعْضُ فُقَهَاءِ الْمَدِيْنَةِ الْقَوَدَ بِالْقَسَامَةِ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَغَيْرِهِمْ اِنَّ الْقَسَامَةَ لَا تُوْجِبُ الْقَوَدَ وَاِنَّمَا تُوْجِبُ الدِّيَةَ

حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یحییٰ نامی راوی بیان کرتے ہیں: میرے خیال میں یہ حدیث حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: یہ دونوں حضرات یہ فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ اور حضرت محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے یہ لوگ خیبر میں تھے وہاں یہ ایک جگہ پر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے پھر حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو مقتول پایا جنہیں قتل کر دیا گیا تھا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے ساتھ حضرت حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن سہل بھی تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ان میں سب سے کم عمر تھے وہ اپنے دونوں ساتھیوں سے پہلے بات شروع کرنے لگے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلے بڑوں کو موقع دو! وہ خاموش ہو گئے۔ ان کے دونوں ساتھیوں نے بات چیت کی پھر انہوں نے بھی ان دونوں کے ساتھ بات چیت میں حصہ لیا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن سہل کے قتل ہونے کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: کیا تمہارے پچاس افراد قسم اٹھا کر اپنے ساتھی (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) اپنے قاتل کے حقدار بن جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی: ہم کیسے قسم اٹھا سکتے ہیں جبکہ ہم وہاں موجود ہی نہیں تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر یہودی پچاس قسمیں اٹھا کر تم سے بری الذمہ ہو جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی: ہم کافروں کی قسم کا کیسے اعتبار کریں جب نبی اکرم ﷺ نے یہ بات دیکھی تو آپ نے اپنی طرف سے انہیں دیت عطا کی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہل علم کے نزدیک قسامت کے بارے میں اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

مدینہ منورہ کے بعض فقہاء کے نزدیک قسامت کی وجہ سے قصاص لازم آتا ہے۔

کوفہ اور دیگر علاقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک قسامت سے قصاص لازم نہیں ہوتا بلکہ یہ دیت کو واجب کرتی ہے۔

شرح

قسامہ کی تعریف' طریق کار اور حکمت

قسامہ اور قسم دونوں الفاظ مترادف ہیں۔ دونوں کے درمیان لطیف سا فرق ہے: قسامہ سے مراد خاص حلف برداری ہے' جبکہ قسم سے مراد عام حلف برداری ہے۔ جب کسی علاقہ میں مقتول کی لاش دستیاب ہوئی ہو اور قاتل نامعلوم ہو' تو قسامہ کے ذریعے قاتل کو تلاش کیا جائے گا۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ مقتول کے ورثاء علاقہ میں پچاس لوگوں کا انتخاب کریں گے جو قاضی کی موجودگی

میں قسم کھائیں گے کہ انہوں نے نہ خود قتل کیا ہے اور نہ قاتل کے بارے میں جانتے ہیں۔ یہ سب کے سب لوگ جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے' قاتل دستیاب ہو جائے گا۔ اگر سب کے قسم کھانے کے باوجود قاتل کا علم نہ ہو سکے تو اہل بستی سے دیت وصول کی جائے گی۔

قسامہ کے ذریعے مقتول کے بارے میں فیصلہ کرنے میں یہ حکمت و مصلحت ہے کہ بعض اوقات رات کی تاریکی میں نعش برآمد ہوتی ہے' جس کے گواہ موجود نہیں ہوتے۔ اگر قتل کے گواہ دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے قاتل کو نظرانداز کر دیا جائے تو لوگ قتل کرنے میں مزید جری ہو جائیں گے۔ بے دلیل اگر کسی شخص کو قاتل قرار دیا جائے تو ورثاء اپنے مخالف کو قاتل قرار دینے میں دیر نہیں لگائیں گے۔ اس وجہ سے قسامہ کے ذریعے فیصلہ کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے۔

قسامہ کی علت میں مذاہب آئمہ

مقتول کے قاتل کی تلاش کے لیے شریعت نے قسامہ کے ذریعے فیصلہ کرنے کی اجازت دی ہے۔ قابل دریافت یہ بات ہے: ''قسامہ'' کی علت کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ جب مقتول کے جسم پر تشدد کے نشانات ہوں یا اس کا گلا دبا کر قتل کیا گیا ہو یا ایسے مقام سے نعش برآمد ہوئی جو لوگ کی حفاظت میں ہو مثلاً کسی کے گھر سے یا مسجد یا بستی کے اتنے قرب سے کہ وہاں سے کسی کو پکارا جائے تو لوگ آواز سن سکتے ہوں' تو ''قسامہ'' کے ذریعے فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر مقتول کے جسم پر تشدد کے نشانات نہ ہوں یا گلا نہ دبایا گیا ہو اور ڈاکٹری رپورٹ میں بھی طبعی موت مرنے کا مؤقف اختیار کیا گیا ہو' تو ''قسامہ'' کے ذریعے فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ آپ نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ آپ کے نزدیک ''قسامہ'' کی علت غیر طبعی موت' تشدد اور گلا دبا کر ہلاک کرنا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی پر قتل کرنے کا شبہ ہو یا مقتول کے بارے میں نزاعی بیان ہو یا شہادت نا تمام کی وجہ سے ہو یا اس طرح کوئی اور وجہ ہو مثلاً قتل گاہ سے کوئی شخص خون آلود چھری سمیت دیکھا گیا ہو' تو فیصلہ ''قسامہ'' کے ذریعے ہوگا ورنہ قسامہ جائز نہیں۔ انہوں نے حضرت ابوطالب کے واقعہ سے استدلال کیا ہے۔ وہ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک ہاشمی شخص کو قریش کی دوسری شاخ کے ایک آدمی نے بطور مزدور اپنے پاس رکھا اور وہ اسے اپنے ہمراہ سفر میں لے گیا۔ مزدور نے اونٹ کے پاؤں باندھنے کی رسی کسی دوسرے ہاشمی کے حوالے کر دی تو اس وجہ سے مزدور رکھنے والے نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اور تمام معاملہ مخفی رکھا لیکن مقتول نے ایک یمنی شخص کو وصیت کی تھی کہ اس قتل کی خبر ابوطالب تک ضرور پہنچائی جائے۔ اس پریشان کن واقعہ کی اطلاع حضرت ابوطالب تک پہنچائی گئی تو وہ قاتل کے پاس پہنچے اور اس سے یوں مخاطب ہوئے: تم تین امور میں سے ایک کا انتخاب کر لو: (۱) بطور دیت ایک سو اونٹ دے دو کیونکہ ہمارے آدمی کا قاتل تو ہے (۲) یا تمہارے خاندان کے لوگ قسمیں کھائیں کہ تم نے ہمارے مزدور کو قتل نہیں کیا (۳) یا مقتول کے عوض ہم تجھے قتل کریں گے۔ قاتل نے اس بارے میں اپنے خاندان کے لوگوں سے مشاورت کی تو خاندانی لوگ حلف برداری (قسامہ) کے لیے تیار ہو گئے لیکن ایک خاتون نے اپنے بیٹے کے لیے ابوطالب سے معافی طلب کی اور ایک شخص نے حلف برداری کی بجائے دو اونٹ پیش کر دیے جبکہ اڑتالیس لوگوں نے جھوٹی قسمیں

کھائیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں جھوٹی قسمیں کھانے والے سب لوگ ایک سال کے عرصہ کے اندر ہلاک ہوگئے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۸۴۵)

حدیث قسامہ میں تین اختلافی مسائل

حدیث باب کے ضمن میں تین مسائل آئمہ فقہ کے مابین اختلافی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ کیا قسامہ کے ذریعے فیصلہ کرنے کے لیے کسی شبہ کا ہونا ضروری ہے؟ اس بارے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قسامہ کے لیے کسی معین شخص یا معین لوگوں پر شبہ ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ غیر طبعی یعنی حادثاتی موت واقع ہونا ضروری ہے۔ حضرت امام مالک حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی معین آدمی یا معین لوگوں پر شبہ ہونا ضروری ہے کہ انہوں نے قتل کا ارتکاب کیا ہے اور اس لیے ان سے قسمیں لی جارہی ہیں۔

۲۔ کیا قسامہ سے قصاص واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قسامہ سے قصاص واجب نہیں ہوتا بلکہ دیت واجب ہوتی ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قسامہ سے قصاص واجب ہو جاتا ہے بشرطیکہ مقتول کے ورثاء میں سے پچاس لوگ کسی معین شخص کے بارے میں قسمیں کھالیں کہ اس نے عمداً قتل کیا ہے۔

۳۔ کیا مقتول کے ورثاء میں سے پچاس لوگوں کا قسمیں کھانا ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارے میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مقتول کے خاندان کے پچاس لوگ پہلے قسمیں کھائیں گے۔ جب پچاس لوگ قسمیں کھالیں کہ فلاں معین شخص نے عمداً قتل کیا ہے تو اس کے نتیجہ میں دیت مغلظہ ثابت ہوگی۔ اگر وہ قتل خطاء پر قسمیں کھائیں گے تو دیت مخففہ واجب ہوگی۔ اگر مقتول کے ورثاء قسمیں کھانے سے انکار کردیں تو مدعی علیہ پر یا جہاں سے نعش برآمد ہوئی ہو وہاں کے لوگوں کے قسم کھانے پر دیت مخففہ لازم ہوگی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقتول کے پچاس ورثاء کا قسمیں کھانا ضروری نہیں ہے۔ تاہم دوسرے لوگوں کے قسم کھانے پر فیصلہ کیا جائے گا۔ آپ نے مشہور حدیث سے استدلال کیا ہے: البينة على المدعي واليمين على من انكر قسامہ کی صورت میں بھی مقتول کے ورثاء مدعی ہوتے ہیں جبکہ اہل علاقہ یا اہل محلہ لوگ منکر ہوتے ہیں۔ لہٰذا قسم اہل محلہ یا اہل علاقہ کے ذمہ ہوگی۔ علاوہ ازیں آپ نے اس واقعہ سے بھی استدلال کیا ہے کہ عہد فاروقی میں شاکر اور وادعہ دونوں بستیوں کے درمیان سے لاش برآمد ہوئی اور قاتل کے بارے میں علم نہ ہوسکا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ اس بات کا جائزہ لو کہ کونسی بستی زیادہ قریب ہے۔ آپ سے عرض کیا گیا: ''وادعہ'' بستی زیادہ قریب ہے تو آپ نے وہاں کے پچاس لوگوں کو جمع کیا اور ان سے قسمیں لیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْحُدُوْدِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

حدود کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ لَّا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ

باب 1: جس شخص پر حد واجب نہیں ہوتی ہے

1343 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَشِبَّ وَعَنِ الْمَعْتُوهِ حَتّٰى يَعْقِلَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ وَعَنِ الْغُلَامِ حَتّٰى يَحْتَلِمَ وَلَا نَعْرِفُ لِلْحَسَنِ سَمَاعًا مِّنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ وَّقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِي ظَبْيَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَرَوَاهُ الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِي ظَبْيَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوْفًا وَّلَمْ يَرْفَعْهُ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

توضیحِ راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: قَدْ كَانَ الْحَسَنُ فِي زَمَانِ عَلِيٍّ وَّقَدْ اَدْرَكَهُ وَلٰكِنَّا لَا نَعْرِفُ لَهُ سَمَاعًا مِّنْهُ وَاَبُوْ ظَبْيَانَ اسْمُهُ حُصَيْنُ بْنُ جُنْدَبٍ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگوں سے قلم (شرعی سزا کا حکم)

1343- اخرجه احمد (1/116،118،140) عن الحسن عن علی به وابو داؤد (2/545) كتاب الحدود، باب: فی المجنون يسرق او يصيب حدا حديث (4402) عن ابی ظبيان حديث (4403) عن ابی الضحی عن علی به.

اٹھالیا گیا ہے۔

سوئے ہوئے شخص سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے۔ بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور پاگل سے یہاں تک کہ اسے عقل آ جائے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

یہی روایت دیگر سند کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

بعض راویوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ لڑکے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔

ہمارے علم کے مطابق حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے، حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

یہی روایت عطاء بن سائب کے حوالے سے، ابوظبیان کے حوالے سے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کی گئی ہے۔

محدثین نے اس روایت کو اعمش کے حوالے سے، ابوظبیان کے حوالے سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ انہوں نے اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حسن بصری حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں موجود تھے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے تاہم ہمارے علم کے مطابق ان کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع (ثابت) نہیں ہے۔

ابوظبیان نامی راوی کا نام حصین بن جندب ہے۔

شرح

مرفوع القلم لوگوں پر حد نہیں ہے

لفظ ''حدود'' حد کی جمع ہے۔ حد سے مراد وہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ شرعی سزائیں چار قسم کی ہو سکتی ہیں جن میں سے تین قرآن سے ثابت ہیں اور ایک حدیث سے ثابت ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- زنا کی سزا

زنا کار مرد ہو یا عورت اگر شادی شدہ ہو تو اس کی سزا سنگساری ہے۔ اگر غیر شادی شدہ ہو تو اس کی سزا ایک سو کوڑے ہیں۔ زنا کی سزا عادل گواہوں کی گواہی یا اعتراف و اقرار سے ثابت ہو سکتی ہے۔ عموماً یہ سزا اقرار سے ثابت ہوتی ہے۔

۲- چوری کی سزا

چوری کرنے والا مرد ہو یا عورت اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ یہ سزا بھی گواہی یا اعتراف جرم سے ثابت ہوتی ہے۔

۳-تہمت عائد کرنے کی سزا

شریعت نے کسی پر تہمت عائد کرنے والے کی سزا اَسّی (۸۰) کوڑے مقرر کی ہے۔

۴-شراب نوشی کی سزا

شراب نوشی کی شرعی سزا اَسّی (۸۰) کوڑے ہیں۔

نوٹ: ان چار جرائم کے علاوہ مزید جرائم بھی ہیں جن کی سزائیں قاضی اپنی صوابدید یا انتظامی امور کے پیش نظر یا حالات کے تقاضا کے مطابق تجویز کرسکتا ہے۔ فقہاء اسلام نے بہت سے جرائم کی سزائیں تجویز بھی فرمائی ہیں۔ ان سزاؤں میں تشدید وتخفیف کا احتمال موجود ہے۔

تین قسم کے لوگ کسی جرم کا ارتکاب کرلیں تو شرعی نقطہ نظر سے انہیں سزا نہیں دی جاسکتی:

(۱) حالت نوم میں حتیٰ کہ وہ مکمل طور پر بیدار ہو جائے (۲) بچہ قبل از بلوغ (۳) پاگل۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت نے انہیں مرفوع القلم قرار دیا ہے اوران کا جرم کالعدم ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ دَرْءِ الْحُدُوْدِ

باب 2: حدود کو ساقط کر دینا

1344 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ اَبُوْ عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِدْرَئُوا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنْ كَانَ لَهٗ مَخْرَجٌ فَخَلُّوا سَبِيْلَهٗ فَاِنَّ الْاِمَامَ اَنْ يُّخْطِئَ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يُّخْطِئَ فِي الْعُقُوْبَةِ

اختلافِ روایت: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ زِيَادٍ نَحْوَ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ رَبِيْعَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسنادِ دیگر: وَرَوَاهُ وَكِيْعٌ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ زِيَادٍ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَرِوَايَةُ وَكِيْعٍ اَصَحُّ وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هٰذَا عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ قَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَزِيْدُ بْنُ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيُّ ضَعِيْفٌ فِي الْحَدِيْثِ وَيَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ زِيَادٍ الْكُوْفِيُّ اَثْبَتُ مِنْ هٰذَا وَاَقْدَمُ

1344- انفرد به الترمذي' ينظر تحفة الاشراف (101/12) حديث (16689) واخرجه البيهقي (238/8) والحاكم في المستدرك (384/4) والخطيب البغدادي (331/5)

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو ساقط کر دو اور اگر کوئی گنجائش ہو تو اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ امام کا غلطی سے معاف کر دینا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں غلطی کرے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا گیا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ ؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے احادیث منقول ہیں۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے منقول حدیث کے ''مرفوع'' ہونے کو ہم صرف محمد بن ربیعہ کی یزید بن زیاد (دمشقی کے حوالے سے، زہری ؒ کے حوالے سے، عروہ کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ ؓ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے روایت کے طور پر جانتے ہیں)

وکیع نے اس روایت کو یزید بن زیاد کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے' تاہم انہوں نے اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

(امام ترمذی ؒ فرماتے ہیں) وکیع سے منقول روایت زیادہ مستند ہے۔

اسی طرح کی روایت دیگر صحابہ کرام ؓ سے بھی منقول ہے: انہوں نے بھی اسی کی مانند نقل کیا ہے۔ یزید بن زیاد دمشقی ''ضعیف'' ہیں۔

یزید بن ابو زیاد کوفی' ان سے زیادہ مستند اور پہلے زمانے کے ہیں۔

شرح

شبہ کی تعریف' اقسام اور حکم

کسی جرم کے ثبوت میں مجہول یا غیر یقینی صورت کو ''شبہ'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ شبہ کی تین اقسام ہیں:

۱- شبہ فی الفعل

جب کوئی شخص اپنی بیوی خیال کرتے ہوئے کسی غیر محرم خاتون سے جماع کا ارتکاب کرے۔

۲- شبہ فی العقد

کوئی شخص محرم خاتون سے نکاح کر کے جماع کرے۔

۳- شبہ فی المحل

جب کوئی شخص اپنی بیوی کی کنیز سے جماع کرے۔

شبہ کی تینوں اقسام کا شرعی حکم یہ ہے کہ ان سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔ تاہم قاضی کو اختیار حاصل ہوگا کہ انتظامی امور کے پیش نظر جو تشدید و تخفیف سزا پسند کرے' تجویز کر سکتا ہے۔ یہ سزا بطور تعزیر یا بر بنائے سیاست ہوگی۔

حدیث باب میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ حتی الوسع حدود کے نفاذ سے احتراز کرو۔ امیر وقت کا حد نافذ کرنے میں غلطی کرنے سے حد ساقط کرنے میں غلطی کرنا بہتر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ

باب 3: مسلمان کی پردہ پوشی کرنا

1345 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَابْنِ عُمَرَ

اسنادِ دیگر: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ هٰكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ رِوَايَةِ أَبِي عَوَانَةَ وَرَوَى أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حُدِّثْتُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَكَأَنَّ هٰذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی مسلمان سے کسی دنیاوی پریشانی کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے آخرت کی پریشانی کو دور کرے گا' اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا' اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے' جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔

اس بارے میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت اسی طرح ہے۔ اسے کئی راویوں نے اعمش کے حوالے سے، ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے ابوعوانہ نے نقل کیا ہے۔

اسباط بن محمد نے اسے اعمش کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں۔ ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے (منقول) مجھے اسی کی مانند حدیث بیان کی گئی ہے۔ گویا یہ پہلی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

اس روایت کو عبید بن اسباط نے بھی اعمش کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

1345- اخرجه مسلم (8/98-101) كتاب الذكر والدعاء' باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن' وعلى الذكر' حديث (2699/38) وابو داؤد (1/460) كتاب الصلوٰة: باب: ثواب قرأة القرآن' حديث (1455) مختصر (2/704) كتاب الاداب: باب: في المعونة للمسلم' حديث (4946) وابن ماجه (1/82) المقدمة' باب: فهل العلماء والحث على طلب العلم' حديث (225) والدارمي (2/261-262) كتاب البيع' باب فيمن انظر معسرا' واحمد (2/252 272-325-406-500-514-522

1346 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُّسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ

سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس کے ساتھ زیادتی نہیں کرتا وہ اسے اس کے حال پر نہیں چھوڑتا جو شخص اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاجت روائی کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان سے مصیبت کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن پریشانیوں کو دور کرے گا' اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

اصلاح معاشرہ کے نورانی اصول

احادیث باب میں اصلاح معاشرہ کے نورانی و روحانی اصول بیان کیے گئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر مسلمان' معاشرے کو اسلامی بنا سکتے ہیں' ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتے ہیں اور دارین میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ روایات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱- جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی دنیا میں پریشانی دور کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی پریشانی دور کرے گا۔

۲- جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی دنیا میں پردہ پوشی کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

۳- جو مسلمان اپنے بھائی کی معاونت و مدد میں مصروف رہتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کی معاونت و مدد میں رہتا ہے۔

۴- مسلمان باہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں' وہ ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرتے اور نہ اپنے بھائی کو دشمن کے حوالے کرتے ہیں۔

۵- جو شخص اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّلْقِيْنِ فِي الْحَدِّ

باب 4: حد کے بارے میں تلقین کرنا

1346- اخرجه البخاري (338/12) كتاب الاكراه' باب: يمين الرجل لصاحبه- حديث (6951) و (116/5) كتاب المظالم' باب: لا يظلم المسلم ولا يسلمه' حديث (2442) ومسلم (535/8) كتاب البر والصلة والآداب' باب: تحريم الظلم' حديث (2580) وابو داؤد (690/2) كتاب الآداب' باب: المواخاة' حديث (4893) واحمد (91/2) قالوا' حدثنا الليث' عن عقيل' عن الزهري' عن سالم عن ابن عمر به۔

1347 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ أَحَقٌّ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ وَمَا بَلَغَكَ عَنِّي قَالَ بَلَغَنِي أَنَّكَ وَقَعْتَ عَلَى جَارِيَةِ آلِ فُلَانٍ قَالَ نَعَمْ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

◆◆ حضرت ابن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ماعز بن مالک سے فرمایا تھا: کیا وہ بات درست ہے' جو تمہارے حوالے سے مجھ تک پہنچی ہے۔ انہوں نے دریافت کیا: میرے بارے میں کیا بات آپ تک پہنچی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے: تم نے فلاں قبیلے کی لڑکی کے ساتھ زنا کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! پھر انہوں نے چار مرتبہ یہ اعتراف کیا' تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت انہیں سنگسار کر دیا گیا۔

اس بارے میں حضرت سائب بن یزید ﷺ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت ابن عباس ﷺ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

شعبہ نے اس روایت کو سماک بن حرب کے حوالے سے' سعید بن جبیر کے حوالے سے ''مرسل'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

انہوں نے اس کی سند میں حضرت ابن عباس ﷺ کا تذکرہ نہیں کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي دَرْءِ الْحَدِّ عَنِ الْمُعْتَرِفِ إِذَا رَجَعَ

باب 5: اعتراف کرنے والا جب رجوع کر لے تو اس سے حد کو ساقط کر دینا

1348 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: جَاءَ مَاعِزٌ الْأَسْلَمِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَ مِنْ شِقِّهِ الْآخَرِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ إِنَّهُ قَدْ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَ مِنْ شِقِّهِ الْآخَرِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ إِنَّهُ قَدْ زَنَى فَأَمَرَ بِهِ فِي الرَّابِعَةِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْحَرَّةِ فَرُجِمَ بِالْحِجَارَةِ فَلَمَّا وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ فَرَّ يَشْتَدُّ حَتَّى مَرَّ بِرَجُلٍ مَعَهُ لَحْيُ جَمَلٍ فَضَرَبَهُ بِهِ وَضَرَبَهُ النَّاسُ حَتَّى مَاتَ فَذَكَرُوْا ذَلِكَ لِرَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ

1347- اخرجه مسلم (170/6) كتاب الحدود: باب: من اعترف على نفسه بالزنى' حديث (1693) وابوداؤد (552/2) كتاب الحدود' باب: رجم ماعز بن مالك' حديث (4425) واحمد (328'214'245/1) عن سماك' بن حرب عن سعيد بن جبير عن ابن عباس به.

1348- اخرجه ابن ماجه (854/2) كتاب الحدود' باب: الرجم' حديث (2554) واحمد بن حنبل في مسنده (450/2) من طريق محمد بن عمرو' عن ابي سلمة عن ابي هريرة به.

فَرَّ حِيْنَ وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ وَمَسَّ الْمَوْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

اسنادِ دیگر: وَرُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ماعز اسلمی، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: اس نے زنا کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ وہ دوسری سمت سے آیا اور اس نے بتایا: اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے پھر اس سے منہ پھیر لیا پھر وہ دوسری طرف سے آیا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت چوتھی مرتبہ کے اعتراف کے بعد اسے حرہ کے میدان میں لے جایا گیا اور پتھروں کے ذریعے سنگسار کر دیا گیا جب اسے پتھروں کی تکلیف پہنچی تو وہ بھاگا' یہاں تک کہ وہ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرا جس کے پاس اونٹ کا جبڑا موجود تھا۔ اس شخص نے وہی اسے مار دیا۔ لوگوں نے بھی اسے مارا' یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا بعد میں لوگوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا: کہ جب اسے پتھروں کی تکلیف اور موت کی تکلیف محسوس ہوئی تو وہ بھاگ کھڑا ہوا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

یہی روایت دیگر سند کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔

یہی روایت ابوسلمہ کے حوالے سے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

1349 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ اعْتَرَفَ فَاَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ اَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَاُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَّلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

1349- اخرجه البخاری (119/12) کتاب الحدود' باب: رجم المحصن' حدیث (6814)(300/9) کتاب الطلاق' باب: الطلاق فی الاغلاق' حدیث (5270) ومسلم (164/6-166) الابی' کتاب الحدود' باب: من اعترف علی نفسه بالزنی' حدیث (1691/16) وابو داؤد (553/2) کتاب الحدود' باب: رجم ماعز بن مالک' حدیث (4430) والنسائی (63/4) کتاب الجنائز' باب: ترک الصلوٰۃ علی المرجوم' والدارمی (176/2) کتاب الحدود' باب: الاعتراف بالزنا' واحمد (323/3) عن الزهری' عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن جابر به.

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْمُعْتَرِفَ بِالزِّنَا اِذَا اَقَرَّ عَلٰی نَفْسِهٖ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ اُقِیْمَ عَلَیْهِ الْحَدُّ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا اَقَرَّ عَلٰی نَفْسِهٖ مَرَّةً اُقِیْمَ عَلَیْهِ الْحَدُّ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِیِّ وَحُجَّةُ مَنْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ

حدیث دیگر: حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَزَیْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ رَجُلَیْنِ اخْتَصَمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِیْ زَنٰی بِامْرَاَةِ هٰذَا الْحَدِیْثُ بِطُوْلِهٖ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اغْدُ یَا اُنَیْسُ عَلٰی امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا وَلَمْ یَقُلْ فَاِنِ اعْتَرَفَتْ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اسلم قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے زنا کرنے کا اعتراف کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر اعتراف کیا آپ نے پھر اس سے منہ پھیر لیا' یہاں تک کہ اس نے اپنے خلاف چار مرتبہ یہ گواہی دی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم پاگل ہو۔ اس نے عرض کی: نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم شادی شدہ ہو اس نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اسے عید گاہ میں سنگسار کر دیا گیا جب اسے پتھروں کی تکلیف لاحق ہوئی تو وہ بھاگا لیکن اسے پکڑ کر سنگسار کر دیا گیا' یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں اچھے الفاظ استعمال کیے تاہم آپ نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا یعنی زنا کا اعتراف کرنے والا شخص جب اپنی ذات کے حوالے سے چار مرتبہ اعتراف کرلے تو حد قائم ہو جائے گی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں: جب کوئی شخص اپنے بارے میں ایک مرتبہ اعتراف کرلے تو بھی اس پر حد قائم ہو جائے گی۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں جو حضرات اس بات کے قائل ہیں' ان کی دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے منقول وہ روایت ہے: دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے بیٹے نے ایک عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا ہے۔

یہ حدیث طویل ہے۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے انیس! تم اس عورت کے پاس جاؤ اگر وہ اعتراف کرلے تو اسے سنگسار کر دینا یہ حضرات فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا: وہ عورت چار مرتبہ اعتراف کرے۔

شرح

مفہوم حدیث:

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہو پھر امام وقت یا قاضی کے علم میں بھی یہ بات آ چکی ہو تو مستحب یہ ہے کہ مجرم کو اعتراف جرم کی تلقین کی جائے۔ اگر وہ اعتراف جرم کر لیتا ہے تو شرعی سزا اس پر نافذ کر دی جائے گی تا کہ وہ آخرت کی شدید سزا کی بجائے دنیا میں سزا بھگت کر بری الذمہ ہو جائے۔ کوئی بھی جرم دو امور سے ثابت ہوتا ہے: (۱) مجرم کے اقرار و اعتراف سے (۲) شرعی گواہی کے قیام سے۔

اگر مجرم اپنے جرم کا اعتراف کرے پھر وہ سزا نافذ ہونے سے قبل یا درمیان میں اپنے قول سے رجوع کر لے خواہ یہ رجوع فعلی ہو تو اس صورت میں حد ساقط ہو جائے گی کیونکہ جب مجرم کا قول اعتراف معتبر تھا تو قول رجوع بھی معتبر تصور ہوگا۔ اگر حد گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوئی ہو پھر وہ اپنے قول سے رجوع کریں تو حد ساقط ہو جائے گی جبکہ گواہوں پر حد قذف جاری ہوگی۔

سوال: اس مقام پر اشکال یہ ہے کہ کچھ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب غلطی ہوئی تو وہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اعتراف جرم کیا تو آپ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا' وہ دوسری طرف سے آئے پھر اقرار جرم کیا' آپ نے پھر اعراض کیا حتیٰ کہ انہوں نے چار بار بطور مجرم اپنے آپ کو پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار بار ہی اعراض کیا۔ حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاضر ہونے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: اس تعارض کا ارتفاع اس طرح ہے کہ اس واقعہ کی اطلاع تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہنچ چکی تھی' پھر آپ نے انہیں اس خیال سے طلب کیا کہ اگر وہ اس واقعہ سے انکار کریں یہ معاملہ یہاں ہی ختم کر دیا جائے مگر انہوں نے حاضر خدمت ہو کر اعتراف جرم کر لیا آپ نے اعراض کیا' وہ دوسری طرف سے حاضر ہوئے اور اقبال جرم کیا حتیٰ کہ چار بار اقرار جرم کیا تو آپ چار بار ہی اعراض فرماتے رہے۔ آپ کی طرف سے اعراض فرمانے کے باوجود حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار بار اقرار جرم کر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور حد انہیں رجم کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ اس طرح مختلف روایات میں تعارض کا ارتفاع ہو جاتا ہے۔

اعتراف جرم میں مذاہب آئمہ

مجرم کتنی بار اعتراف جرم کرے' تو اسے سزا دی جا سکے گی؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس میں دو مذاہب ہیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایک دو بار اعتراف جرم کرنے سے سزا نہیں دی جائے گی بلکہ کم از کم چار بار اقرار جرم کرنے سے جرم ثابت ہوگا اور اس کا نفاذ ہوگا۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار بار اقرار جرم کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا تھا۔

۲-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک بار بھی اعتراف جرم سے رجم کیا جاسکتا ہے۔انہوں نے حضرت عسیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے استدلال کیا ہے۔ جب انہوں نے ایک بار اعتراف جرم کرلیا تو انہیں رجم کرنے کا حکم دیا گیا۔اس موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں فرمایا: **اغدیا انیس الی امراۃ ھذا فان اعترفت فارجمھا** ''اے انیس! تم اس خاتون کے پاس جاؤ جس سے انہوں نے زنا کیا ہے' اگر وہ اعتراف کرلے تو اسے رجم کردو۔''اس روایت سے ثابت ہوا کہ ایک بار اعتراف جرم سے حد واجب ہوجاتی ہے۔اگر چار بار اعتراف ضروری ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں فرماتے: **فان اعترفت اربع مرات فارجمھا** یعنی وہ عورت چار بار اعتراف جرم کرلے تو اسے رجم کردو۔اس سے ثابت ہوا کہ ایک بار اقرار کرنے سے بھی جرم ثابت ہوجاتا ہے اور حد جاری کی جاسکتی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: فان اعترفت سے مراد ہے: **فان اعترفت بالطریق المعروف** یعنی وہ عورت معروف طریقہ کے مطابق اعتراف جرم کرلے تو اسے رجم کردو۔وہ معروف طریقہ چار بار اعتراف جرم ہے۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جبکہ ''غامدیۃ'' خاتون کی نماز جنازہ ادا فرمائی تھی' اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: غامدیہ خاتون نے موثر طریقہ سے توبہ کی تھی' اسی لیے کہ وہ جرم کا اعتراف کرنے کے لیے از خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔آپ نے فرمایا: تیرے پیٹ میں بچہ ہے' جب بچے کی پیدائش ہوجائے' دودھ پینے سے مستغنی ہوجائے اور کھانا پینا شروع کردے پھر میرے پاس آنا۔جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہوگیا' وہ دودھ پینے کا محتاج نہ رہا بلکہ اس نے کھانا پینا شروع کردیا تو وہ دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔اس کے اقرار جرم کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں یہ بھی فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کا دسواں حصہ اہل مدینہ میں تقسیم کی جائے تو سب کی مغفرت ہوسکتی ہے۔

اس کے برعکس حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بخود اقرار جرم کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے تھے بلکہ بعض صحابہ کے مشورہ سے حاضر ہوئے تھے۔دوران رجم کمال طریقہ سے وہ ثابت قدم بھی نہ رہے' بلکہ وہ دوڑنے کی کوشش کرتے رہے۔وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رجم کیے جانے کی خواہش سے نہیں آئے تھے بلکہ معافی مانگنے اور معاف کیے جانے کے ارادہ سے حاضر ہوئے تھے۔خواہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غامدیہ خاتون کا جرم یکساں تھا لیکن دونوں کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے طریقہ کار' اعتراف جرم اور توبہ میں زمین وآسمان کا فرق تھا۔اسی فرق وامتیاز کو مزید نمایاں کرنے کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ''غامدیہ'' خاتون کی نماز جنازہ ادا فرمائی جبکہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ میں شامل نہ ہوئے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ اَنْ يُّشَفَّعَ فِي الْحُدُوْدِ

باب 6: حدود کے بارے میں سفارش کرنا حرام ہے

1350 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَانُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُّكَلِّمُ فِيهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا مَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ مَسْعُوْدِ ابْنِ الْعَجْمَاءِ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَائِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَيُقَالُ مَسْعُوْدُ بْنُ الْاَعْجَمِ وَلَهٗ هٰذَا الْحَدِيْثُ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ قریش مخزوم قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک عورت کے سلسلے میں پریشان تھے جس نے چوری کی تھی۔ انہوں نے سوچا اس عورت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کون بات کرے گا پھر انہیں خیال آیا کہ یہ جرأت صرف حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کر سکتے ہیں جو نبی اکرم ﷺ کے محبوب ہیں۔ اسامہ نے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے بات کی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کی ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہے ہو۔ پھر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے۔ آپ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے کے لوگ اس لیے ہلاکت کا شکار ہو گئے کہ جب ان میں کوئی صاحب حیثیت شخص چوری کرتا تھا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور شخص چوری کرتا تھا تو وہ اس پر حد جاری کر دیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ نے چوری کا ارتکاب کیا ہوتا تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔

اس بارے میں حضرت مسعود بن عجماء رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ایک قول کے مطابق یہ مسعود بن اعجم ہیں۔ اور ان سے صرف یہی حدیث منقول ہے۔

1350- اخرجه البخاري (593/6) كتاب احاديث الانبياء: باب (54) حديث (3475)، و (110/7) كتاب: فضائل الصحابة، باب: ذكر اسامة بن زيد حديث (3733)، و (89/12) كتاب الحدود، باب: كراهية الشفاعة في الحد- حديث (6788) ومسلم (153/6) كتاب الحدود، باب: قطع السارق الشريف وغيره- حديث (1688/8) وابوداؤد (537/2) كتاب الحدود: باب: في الحد يشفع، حديث (4373) والنسائي (72/8) كتاب قطع السارق، باب: ذكر اختلاف الناقلين لخبر الزهري في المخزومية التي سرقت، وابن ماجه (851/2) كتاب الحدود، باب الشفاعة في الحدود، حديث (2547) والدارمي (173/2) كتاب الحدود، باب: الشفاعة في الحدود دون السلطان، واحمد (41/6، 62) عن الزهري عن عروة بن الزبير بن عائشه به.

شرح

حدود میں سفارش کی ممانعت

فتح مکہ کے بعد قریش کے مشہور قبیلہ بنومخزوم کی ایک خاتون نے چوری کی جس کا نام فاطمہ تھا۔ اس واقعہ کی وجہ سے قریش پریشان ہوئے کہ اگر اس جرم کے نتیجہ میں ہماری لڑکی کا ہاتھ کاٹا گیا تو ہماری عزت خاک میں مل جائے گی۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارش کی جائے کہ ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ اب یہ سفارش کون کرے گا؟ اس بارے میں سوچ و بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ یہ خدمت حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرانجام دیں گے کیونکہ ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی نظر اور شفقت ہے۔ قریش کے اصرار پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارش کر دی کہ چوری کرنے والی خاتون کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ یہ سفارش سن کر آپ بہت ناراض ہوئے اور اس موقع پر مختصر خطبہ ارشاد فرمایا: تم لوگ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزاؤں کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ اگر ان کا کوئی معمولی شخص چوری کرتا تو اسے سزا دی جاتی تھی اور امیر و کبیر کے چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جاتی تھی۔ قسم بخدا! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ حدیث باب سے ثابت ہوا کہ حدود اربعہ (چار شرعی سزائیں) برحق ہیں اور ان میں تبدیلی یا تخفیف یا معافی کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ان میں تخفیف یا معافی کی سفارش کرنا بھی جرم ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ان میں تخفیف کی سعی کرنا' سامان ہلاکت ہے۔ اسلام کے اصول سزا اور عدالت میں سب برابر ہیں اور کسی کو فوقیت حاصل نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَحْقِيْقِ الرَّجْمِ

باب 7: رجم کی تحقیق کا بیان

1351 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ

متنِ حدیث: رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّرَجَمْتُ وَلَوْلَا اَنِّیْ اَكْرَهُ اَنْ اَزِيْدَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَتَبْتُهٗ فِی الْمُصْحَفِ فَاِنِّیْ قَدْ خَشِيْتُ اَنْ تَجِیْءَ اَقْوَامٌ فَلَا يَجِدُوْنَهٗ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَكْفُرُوْنَ بِهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِیٍّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّرُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُمَرَ

1351- اخرجه مالك (823/2) كتاب الحدود' باب: ما جاء في الرجم حديث (10) واحمد (43'36/1) عن سعيد بن المسيب ان عمر بن الخطاب به

◆◆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے رجم کروایا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رجم کروایا تھا۔ میں نے بھی رجم کروایا ہے اگر میں اس بات کو ناپسند نہ کرتا کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کوئی اضافہ کروں تو میں اس کو مصحف میں لکھوا دیتا کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے: کچھ لوگ آئیں گے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اسے نہیں پائیں گے تو اس کا انکار کر دیں گے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

1352 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ فِيمَا اَنْزَلَ عَلَيْهِ اٰيَةُ الرَّجْمِ فَرَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ وَاِنِّيْ خَائِفٌ اَنْ يَّطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ فَيَقُوْلَ قَائِلٌ لَّا نَجِدُ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ اَلَا وَاِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى اِذَا اَحْصَنَ وَقَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْ كَانَ حَبَلٌ اَوِ اعْتِرَافٌ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا۔ اس نے آپ پر کتاب نازل کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو چیز نازل کی اس میں رجم سے متعلق آیت بھی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے رجم کروایا ہے۔ آپ کے بعد ہم نے رجم کروایا ہے۔ مجھے یہ اندیشہ ہے: جب طویل زمانہ گزر جائے گا، تو کوئی شخص یہ کہے گا ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں رجم کا حکم نہیں ملتا تو وہ لوگ ایک فرض کو ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تھا۔ یاد رکھنا رجم کا حکم حق ہے۔ اس شخص کے لیے جو زنا کا ارتکاب کرے، جبکہ وہ شادی شدہ ہو، اور ثبوت قائم ہو جائیں یا حمل کی وجہ سے (زنا ظاہر ہو) یا اعتراف کی وجہ سے (ثابت ہو)

1352- اخرجه البخاری (148/12) كتاب الحدود، باب: رجم الحبلى من الزنا اذا احصنت، حديث (6830) ومسلم (162/2) كتاب الحدود، رجم الثيب فی الزنى، حديث (1691) وابو داؤد (550/2) كتاب الحدود، باب: فی الرجم، حديث (4418) وابن ماجه (853) كتاب الحدود، باب: لرجم، حديث (2553) ومالك (823/2) كتاب الحدود، باب: ما جاء فی الرجم حديث (8) والدارمی (179/2) كتاب الحدود: باب: فی حد المحصنين بالزنا، والحميدی (16/1) حديث (25) واحمد (23/1، 40، 55) عن ابن شهاب الزهری عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن ابن عباس عن عمر به۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

رجم کی سزا قرآن میں

احادیث باب کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ رجم کرنے کی آیت قرآن میں تھی جو منسوخ کر دی گئی ہے لیکن اس کا حکم باقی ہے۔ یہ سزا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رجم کی سزا دی تھی اور اسے حق قرار دیا تھا۔ آیت رجم تورات کا حصہ بھی تھی۔ یہ سزا حق ہے جو دور رسالت، دور خلفاء راشدین اور بعد ازاں بھی دی جاتی رہی ہے۔ اب بھی اس کا حکم باقی ہے، جس میں تخفیف یا تبدیلی ہرگز نہیں ہو سکتی۔

وہ آیت یہ ہے:

الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم

شادی شدہ مرد اور عورت دونوں جب زنا کا ارتکاب کر لیں تو تم انہیں قطعی طور پر رجم کر دو، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہے اور اللہ غالب وحکمت والا ہے۔"

یہ آیت سورۃ الاحزاب کا حصہ تھی۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد ۲، ص ۱۴۳)

آیات قرآن کی تفصیل

آیات قرآن تین قسم کی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- وہ آیات مبارکہ ہیں جن کی تلاوت وحکم دونوں باقی ہیں۔ وہ تمام قرآن کریم ہے۔

۲- وہ آیات ہیں جن کی تلاوت باقی ہے لیکن حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ یہ تعداد میں بیس آیات ہیں۔ یہ قرآن کریم میں اس لیے باقی رکھی گئی ہیں کہ بعض زمانوں اور بعض صورتوں میں معمول بہ بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً مصارف زکوٰۃ میں ایک مصرف مؤلفۃ القلوب ہے جو منسوخ ہے، تاہم آئندہ کہیں قرون اولیٰ جیسا زمانہ آنے پر یہ مصرف بحال بھی ہو سکتا ہے۔

۳- وہ آیات ہیں جن کا حکم باقی ہے مگر تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ وہ ایک آیت ہے۔ اس کی تلاوت منسوخ کرنے اور حکم باقی رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کتاب احکام ہے اور کتاب دعوت بھی۔ جب غیر مسلم قرآن کا مطالعہ کرتا ہوا اس آیت پر پہنچتا تو وہ چونک جاتا کہ اس دین میں اتنی سخت گرفت ہے، کیونکہ ان کے نزدیک زنا کاری جرم نہیں ہے۔ وہ اسلام کے قریب آنے یا اس میں داخل ہونے کی بجائے وہ نہ صرف خود دور ہو جاتا بلکہ اپنے ہم خیال اور ہم عقیدہ لوگوں کو بھی اس کے قریب تک نہ آنے دیتا۔ اس طرح قرآن کریم کا ایک پہلو "کتاب دعوت" غیر مؤثر ہو جاتا۔

سوال: اگر آیت رجم قرآن کا حصہ تھی تو وہ قرآن میں لکھنی چاہیے تھی خواہ لوگ کچھ بھی خیال کرتے۔ اگر یہ آیت قرآن کا حصہ نہیں تھی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لکھنے کا قصد کیوں فرمایا تھا؟

جواب: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے میرا یہ قصد تھا کہ میں منسوخ شدہ آیت رجم کو قرآن کے حاشیہ پر لکھ دیتا کہ یہ قرآن کا حصہ نہیں ہے، بلکہ اس کا حکم باقی ہے۔ (مسند امام احمد) بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قرآن کریم کے اپنے اپنے نسخہ کے حاشیہ پر اسی طرح تحریر بھی کیا تھا۔

ثبوت زنا میں مذاہب آئمہ

تمام آئمہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ زنا دو طریقوں سے ثابت ہوتا ہے: (۱) چار آدمیوں کی عینی گواہی سے (۲) یا مجرم کے اقرار سے۔ سوال یہ ہے کہ مجرم کا اقرار کتنی بار ہونا چاہیے؟ اس مسئلہ میں دو مذاہب ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مجرم کے ایک مجلس میں چار بار اقرار کرنے سے زنا ثابت ہوگا۔ تاہم جب قرینہ پایا جائے تو ایک بار اقرار سے بھی زنا ثابت ہو جاتا ہے مثلاً زانی یا زانیہ میں سے ایک پر حد جاری کی تو دوسرا ایک بار بھی اقرار کرے گا، تو زنا ثابت ہو جائے گا یا زانیہ حاملہ ایک دفعہ اقرار کر لے تو زنا ثابت ہو جائے گا۔ ایک دفعہ بھی اس نے اقرار نہ کیا تو محض حمل سے زنا ثابت نہیں ہوگا کہ اسے سزا دی جا سکے کیونکہ ممکن ہے اس کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا ہو جس سے حد جاری نہیں ہو سکتی۔

۲- حضرت مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم، ایک مجلس میں کم از کم چار بار اقرار کرے گا، تو زنا ثابت ہوگا ورنہ نہیں۔ تاہم کنواری عورت اگر حاملہ ہو، تو اس کا حمل ہی ثبوت زنا کے لیے کافی ہے اور اس کے لیے ایک بار بھی اقرار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجْمِ عَلَى الثَّيِّبِ

باب 8: رجم کا حکم شادی شدہ شخص کے لیے ہے

1353 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ سَمِعَهُ مِنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَّشِبْلٍ

1353- اخرجه البخاری (532/11) كتاب الايمان والنذور، باب: كيف كانت يمين النبی صلی الله عليه وسلم حديث (6633،6634) (179/12) كتاب الحدود، باب: اذا رمی امرأته او امرأة غيره- حديث (6842،6843) ومسلم (182/6) كتاب الحدود، باب: من اعترف علی نفسه بالزنی، حديث (1697/25-1698) وابو داؤد (558/2) كتاب الحدود، باب: المرأة التی امر النبی برجمها من جهينة، حديث (4445) والنسائی (241،240/8) كتاب آداب القضاة، باب: صون النساء عن مجلس الحكم وابن ماجه (852/2) كتاب الحدود، باب: حد الزنا، حديث (2549) ومالك (822/2) كتاب الحدود: باب: ما جاء فی الرجم، حديث (6) والدارمی (177/2) كتاب الحدود، باب: الاعتراف بالزناء، واحمد (115/4) والحميدی (354/2،355) رقم (811) عن الزهری، عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن ابی هريرة وزيد بن خالد به.

متن حدیث: اَنَّهُمْ كَانُوْا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فَقَامَ اِلَيْهِ اَحَدُهُمَا وَقَالَ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمَا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ خَصْمُهُ وَكَانَ اَفْقَهَ مِنْهُ اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاْذَنْ لِيْ فَاَتَكَلَّمَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلٰى ابْنِي الرَّجْمَ فَفَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَّخَادِمٍ ثُمَّ لَقِيْتُ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فَزَعَمُوْا اَنَّ عَلٰى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبَ عَامٍ وَّاِنَّمَا الرَّجْمُ عَلٰى امْرَاَةِ هٰذَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ الْمِائَةُ شَاةٍ وَّالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَّاغْدُ يَا اُنَيْسُ عَلٰى امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِاِسْنَادِهٖ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكٍ بِمَعْنَاهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَهَزَّالٍ وَّبُرَيْدَةَ وَسَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ وَاَبِيْ بَرْزَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَّهٰكَذَا رَوٰى مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّمَعْمَرٌ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیثِ دیگر: وَرَوَوْا بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَاجْلِدُوْهَا فَاِنْ زَنَتْ فِي الرَّابِعَةِ فَبِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ

وَرَوٰى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَّشِبْلٍ قَالُوْا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا رَوٰى ابْنُ عُيَيْنَةَ الْحَدِيْثَيْنِ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ وَّشِبْلٍ وَّحَدِيْثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَهِمَ فِيْهِ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ اَدْخَلَ حَدِيْثًا فِيْ حَدِيْثٍ

وَالصَّحِيْحُ مَا رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ الزُّبَيْدِيُّ وَيُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَّابْنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَاجْلِدُوْهَا

وَالزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ شِبْلِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ الْاَوْسِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ

وَهٰذَا الصَّحِيْحُ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَشِبْلُ ابْنُ خَالِدٍ لَمْ يُدْرِكِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا رَوٰى شِبْلٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ الْاَوْسِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا الصَّحِيْحُ وَحَدِيْثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَرُوِىَ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ شِبْلُ بْنُ حَامِدٍ وَّهُوَ خَطَاٌ اِنَّمَا هُوَ شِبْلُ بْنُ خَالِدٍ وَّيُقَالُ اَيْضًا شِبْلُ بْنُ خُلَيْدٍ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ اور حضرت شبل رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے ہیں: یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے دو آدمی آپس میں بحث کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر کھڑا ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دیتا ہوں جب آپ ہمارے درمیان فیصلہ کریں تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں۔ دوسرا شخص بولا (راوی بیان کرتے ہیں) وہ زیادہ سمجھدار تھا جی ہاں یارسول اللہ! آپ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں لیکن آپ مجھے اجازت دیں تو میں کچھ کہوں۔ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں ملازم تھا۔ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کرلیا ہے۔ لوگوں نے مجھے یہ بتایا کہ میرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا' تو میں نے اس کے فدیے کے طور پر ایک سو بکریاں اور ایک خادم دے دیے ہیں' پھر میری ملاقات کچھ اہل علم سے ہوئی تو انہوں نے یہ بات بیان کی کہ میرے بیٹے کو ایک سو کوڑوں اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ہوگی جبکہ سنگسار اس شخص کی بیوی کو کیا جائے گا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میں تم دونوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ ایک سو بکریاں اور خادم تمہیں واپس مل جائیں گے۔ تمہارے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگائے جائیں گے' اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا۔ (پھر نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا) اے انیس! تم کل اس شخص کی بیوی کے پاس جانا اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے سنگسار کر دینا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) اگلے دن وہ اس خاتون کے پاس گئے اس عورت نے اعتراف کیا' تو انہوں نے اسے سنگسار کروا دیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ہزال، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور معمر اور دیگر راویوں نے اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

ان حضرات نے اس سند کے ہمراہ اسے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نقل کیا ہے: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی کنیز زنا کا ارتکاب کرے' تو اسے کوڑے لگواؤ پھر اگر وہ چوتھی مرتبہ بھی زنا کا ارتکاب کرے' تو اسے فروخت کر دو! خواہ رسی کے عوض میں کرو۔

سفیان بن عینیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، عبید اللہ کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، حضرت شبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے۔

ابن عینیہ نے یہ دونوں روایات اسی طرح ایک ساتھ روایت کی ہیں جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ اور حضرت شبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن عینیہ کی نقل کردہ حدیث وہم ہے۔ اس کے بارے میں سفیان بن عینیہ نے وہم کیا ہے۔ انہوں نے ایک حدیث کو دوسری میں ملا دیا ہے۔

درست روایت وہ ہے' جسے زبیدی اور یونس بن یزید نے' جو زہری رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے ہیں۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، عبید اللہ کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جب کوئی کنیز زنا کا ارتکاب کرے۔

زہری نے عبید اللہ کے حوالے سے شبل بن خالد کے حوالے سے عبداللہ بن مالک اوسی کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: ''جب کوئی کنیز گناہ کا ارتکاب کرے''۔

محدثین کے نزدیک یہ روایت مستند ہے۔

حضرت شبل بن خالد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ نہیں پایا۔

حضرت شبل رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مالک اوسی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے احادیث نقل کی ہیں۔

یہ حدیث مستند ہے۔ ابن عینیہ سے منقول روایت محفوظ نہیں ہے۔

انہی کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے: شبل بن حامد نے یہ بات بیان کی ہے۔ یہ بات غلط ہے' کیونکہ ان کا نام شبل بن خالد ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام شبل بن خلید ہے۔

1354 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ زَاذَانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: خُذُوا عَنِّي فَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا الثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ الرَّجْمُ وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَّنَفْيُ سَنَةٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

1354– اخرجه مسلم (161, 156/6) كتاب الحدود' باب: حد الزنى حديث (12-1690/13) وابو داؤد (549/2) كتاب الحدود: باب: في الرجم حديث (4415-4416) وابن ماجه (852/2) كتاب الحدود: باب: حد الزنا حديث (2550) والدارمي (181/2) كتاب الحدود' باب: في تفسير قول الله تعالىٰ (او يجعل الله لهن سبيل' النساء 15) واحمد (213/5'317'318) عن الحسن عن حطان بن عبد الله الرقاشي عن عبادة بن اصامت به.

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ وَّاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّغَيْرُهُمْ قَالُوا الثَّيِّبُ تُجْلَدُ وَتُرْجَمُ وَاِلٰى هٰذَا ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ اِسْحٰقَ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَغَيْرُهُمَا الثَّيِّبُ اِنَّمَا عَلَيْهِ الرَّجْمُ وَلَا يُجْلَدُ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ هٰذَا فِي غَيْرِ حَدِيْثٍ فِي قِصَّةِ مَاعِزٍ وَّغَيْرِهٖ اَنَّهٗ اَمَرَ بِالرَّجْمِ وَلَمْ يَاْمُرْ اَنْ يُّجْلَدَ قَبْلَ اَنْ يُّرْجَمَ

وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ

◆◆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مجھ سے (شرعی احکام) حاصل کرو اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لیے حکم جاری کر دیا ہے۔ شادی شدہ شخص کو شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا کرنے کے نتیجے میں ایک سو کوڑے مارے جائیں گے پھر سنگسار کیا جائے گا۔ کنوارے شخص کو کنواری لڑکی کے ساتھ زنا کرنے پر ایک سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔ ان میں حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات شامل ہیں۔ یہ حضرات فرماتے ہیں: شادی شدہ شخص کو کوڑے بھی مارے جائیں گے اور سنگسار بھی کیا جائے گا۔

بعض اہلِ علم نے اس بات کو اختیار کیا ہے۔ امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں: شادی شدہ شخص کو صرف سنگسار کیا جائے گا۔ اسے کوڑے نہیں مارے جائیں گے۔

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے بھی اسی کی مانند روایت کیا گیا ہے، جو حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی قصے میں اور دوسری حدیث میں منقول ہے: نبی اکرم ﷺ نے صرف سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا۔ آپ نے سنگسار کیے جانے سے پہلے کوڑے لگائے جانے کا حکم نہیں دیا تھا۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

شادی شدہ زانی یا زانیہ کی سزا رجم ہے

جب چار عینی گواہ گواہی پیش کر دیں یا مجرم ایک مجلس میں چار بار اقرار کرے یا حاملہ عورت ایک بار اقرار کرے، تو زنا ثابت ہو

جاتا ہے۔ اب اقرار کرنے والا شادی شدہ مرد یا عورت ہو تو اسے رجم کیا جائے گا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ اگر وہ غیر شادی شدہ ہو تو اسے ایک سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ رجم اور سو کوڑوں کو جمع کر کے دونوں سزائیں نہیں دی جائیں گی بلکہ اپنے اپنے موقعہ پر ایک سزا دی جائے گی۔ تاہم قاضی یا امیر وقت کوڑوں کے ساتھ جلاء وطن کرنے کی سزا بھی تجویز کرتا ہے تو وہ تعزیراً یا سیاستاً ہوگی۔

بَاب تَرَبُّصِ الرَّجْمِ بِالْحُبْلٰى حَتّٰى تَضَعَ

باب 9: حاملہ ملزمہ کو بچے کی پیدائش تک رجم نہ کرنا

1355 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

متنِ حدیث: اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ اعْتَرَفَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالزِّنَا فَقَالَتْ اِنِّي حُبْلٰى فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيَّهَا فَقَالَ اَحْسِنْ اِلَيْهَا فَاِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا فَاَخْبِرْنِي فَفَعَلَ فَاَمَرَ بِهَا فَشُدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ اَمَرَ بِرَجْمِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجَمْتَهَا ثُمَّ تُصَلِّي عَلَيْهَا فَقَالَ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْئًا اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جہینہ قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں زنا کا اعتراف کیا۔ اس نے عرض کی: میں حاملہ ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے سرپرست کو بلوایا اور فرمایا: اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو جب یہ بچے کو جنم دے تو مجھے بتانا اس نے ایسا ہی کیا۔ نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس عورت کے کپڑے اچھی طرح باندھ دیے گئے پھر نبی اکرم ﷺ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے اسے سنگسار کروایا ہے پھر اس کی نماز جنازہ ادا کرنے لگے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے: اگر وہ مدینہ کے رہنے والے ستر آدمیوں کے درمیان تقسیم کی جائے تو ان کے لیے کافی ہو۔ تمہیں اس سے زیادہ فضیلت والی کوئی اور چیز ملتی ہے کہ اس نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1355- اخرجه مسلم (180/6) كتاب الحدود، باب: من اعتراف على نفسه بالزنى، حديث (1696/24) وابو داؤد (556/2) كتاب الحدود، باب: المرأة التي امر النبي برجمها من جهينة، حديث (4441،4440) والنسائي (63/4) كتاب الجنائز، باب: الصلوة على المرجوم، وابن ماجه (853/2) كتاب الحدود باب: الرجم حديث (2555) والدارمي (/2 [illegible]) كتاب الحدود، باب: الحامل اذا اعترفت بالزنا واحمد (439/4 -437- 440)

شرح

حاملہ عورت کو وضع حمل کے بعد رجم کی سزا دینا

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ زنا سے حاملہ عورت کو دوران حمل سنگسار نہیں کیا جائے گا بلکہ وضع حمل کے بعد رجم کیا جائے گا۔ قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون جو زنا سے حاملہ تھی' توبہ کی نیت سے حکم الٰہی کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرتی ہے اور اپنی غلطی کا اعتراف بھی کرتی ہے مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان پر حد جاری نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہیں کہ اب تم واپس چلی جاؤ۔ وضع حمل کے بعد جب بچہ دودھ پینے سے مستغنی ہو جائے گا' تو پھر میرے پاس آنا۔ اس خاتون کا وضع حمل ہو جاتا ہے اور بچہ بھی دودھ پینے سے مستغنی ہو جاتا ہے' تو وہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کرتی ہے اور اپنے جرم کا اقرار بھی کرتی ہے۔ آپ کی طرف سے اسے رجم کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ پھر اس خاتون کی نماز جنازہ بھی آپ پڑھاتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صورتحال سے متاثر ہو کر عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ! آپ نے اس خاتون کو رجم کرنے کا حکم دیا پھر اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں کہ اے عمر! اس خاتون نے ایسی توبہ کی ہے کہ جو ستر آدمیوں کی مغفرت کے لیے کافی ہو سکتی ہے۔ ثابت ہوا کہ زانیہ حاملہ عورت کو دوران حمل رجم نہیں کیا جائے گا بلکہ وضع کے بعد رجم کیا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوران حمل رجم کرنے کی صورت میں پیٹ کا بچہ بھی ہلاک ہو جائے گا جو معصوم اور بے گناہ ہے۔ اس طرح اسلام کا ہر اصول مسلمانوں کے لیے سراپا رحمت اور قرب خداوندی کا ذریعہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ رَجْمِ اَهْلِ الْكِتَابِ

باب 10: اہلِ کتاب کو سنگسار کرنا

1356 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَمَ يَهُوْدِيًّا وَّيَهُوْدِيَّةً

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ وَّهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو سنگسار کروا دیا تھا۔

1356- اخرجه البخاری (729/6) كتاب المناقب: باب قول الله تعالىٰ (يعرفونه كما يعرفون ابناء هم- البقره 146) حديث (3635)، و (172/12) كتاب الحدود: باب: احكام اهل الذمة واحصانهم حديث (6841)، ومسلم (192/6) كتاب الحدود باب: رجم اليهود' اهل الذمة في الزنیٰ' حديث (1699/27) وابو داؤد (558/2) كتاب الحدود' باب: رجم اليهودی واليهودية' حديث (2556) ومالك (819/2) كتاب الحدود: باب: ما جاء في الرجم حديث (1) والدارمی (178/2) كتاب الحدود' باب: في الحكم بين اهل الكتب اذا تحاكموا الى حكام المسلمين والحميدی (306/2) رقم (696) واحمد (5/2' 7' 17' 61' 76' 126) عن نافع عبد الله بن عمر به۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں پورا قصہ منقول ہے۔ یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1357 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَمَ يَهُوْدِيًّا وَّيَهُوْدِيَّةً

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْبَرَاءِ وَجَابِرٍ وَّابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اِذَا اخْتَصَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ وَتَرَافَعُوْا اِلٰى حُكَّامِ الْمُسْلِمِيْنَ حَكَمُوْا بَيْنَهُمْ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَبِاَحْكَامِ الْمُسْلِمِيْنَ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يُقَامُ عَلَيْهِمُ الْحَدُّ فِي الزِّنَا

قولِ امام ترمذی: وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک یہودی شخص اور ایک یہودی عورت کو سنگسار کروا دیا تھا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب اہلِ کتاب کا آپس میں اختلاف ہو اور وہ اپنا مقدمہ مسلمان حکمرانوں کے سامنے پیش کریں تو مسلمان حکمران ان کے درمیان کتاب و سنت اور مسلمانوں کے احکام کے مطابق فیصلہ کریں گے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض حضرات یہ فرماتے ہیں: زنا کے بارے میں ان پر حد جاری نہیں کی جاسکتی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں): پہلی رائے درست ہے۔

1357– اخرجه ابن ماجه (854/2) كتاب الحدود' باب رجم اليهودي واليهودية' حديث (2557) واحمد 91/5 '94' قالوا' حدثنا شريك عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة به.

شرح

محصن کو رجم کرنے میں اسلام شرط ہونے میں مذاہب آئمہ

جب شادی شدہ مرد یا عورت عاقل، بالغ، مسلمان اور آزاد زنا کا ارتکاب کرے، تو اسے رجم کیا جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ محض مرد یا عورت کو رجم کرنے کے لیے "اسلام" شرط ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ محصن کو رجم کرنے کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے۔ غیر مسلموں کو رجم نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کے اصولوں کے مطابق انہیں سزا دی جائے گی جو ایک سو کوڑے ہیں۔ آپ نے اس روایت سے استدلال کیا ہے، جس میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے محصن کو رجم کرنے کے لیے اسلام شرط قرار دیا ہے۔

۲- حضرت امام ملک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک محصن کے رجم کے لیے اسلام شرط نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کا ارتکاب کرنے پر یہودی اور یہودیہ کو رجم کرنے کا حکم دیا تھا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) یہودی مرد اور یہودی عورت دونوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہودی قانون کے مطابق سزا بھگتنے کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ چنانچہ انہیں اسلام کے قانون کے مطابق رجم نہیں کیا گیا تھا بلکہ ان کے اپنے قانون کے مطابق رجم کیا گیا تھا۔ (۲) یہ واقعہ اس دور سے متعلق ہے، جب محصن کو رجم کرنے کے لیے اسلام شرط نہیں تھا جبکہ یہ شرط بعد میں عائد کی گئی تھی۔ اب محصن کے رجم کے لیے اسلام شرط ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّفْيِ

باب 11: جلاوطنی کا حکم

1358 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّيَحْيَى بْنُ اَكْثَمَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَاَنَّ عُمَرَ ضَرَبَ وَغَرَّبَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَّعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اِدْرِيْسَ فَرَفَعُوْهُ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اِدْرِيْسَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَاَنَّ عُمَرَ ضَرَبَ وَغَرَّبَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ

اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ وَهٰكَذَا رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ رِوَايَةِ ابْنِ اِدْرِيْسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ نَحْوَ هٰذَا

وَهٰكَذَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَاَنَّ عُمَرَ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّفْىُ رَوَاهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدُ بْنُ خَالِدٍ وَّعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَغَيْرُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَّاُبَىُّ بْنُ كَعْبٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّاَبُوْ ذَرٍّ وَّغَيْرُهُمْ وَكَذٰلِكَ رُوِىَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ فُقَهَاءِ التَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے (کوڑے) بھی لگوائے ہیں اور جلاوطن بھی کروایا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (کوڑے) بھی لگوائے ہیں اور جلاوطن بھی کروایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (کوڑے) بھی لگوائے ہیں اور جلاوطن بھی کروایا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ' حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''غریب'' ہے۔

کئی راویوں نے اسے عبداللہ بن ادریس کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

بعض محدثین نے اس روایت کو عبداللہ بن ادریس کے حوالے سے' عبیداللہ کے حوالے سے' نافع کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کوڑے بھی لگوائے ہیں اور جلاوطن بھی کروایا ہے۔ حضرت عمر نے کوڑے بھی لگوائے ہیں اور جلاوطن بھی کروایا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عبیداللہ بن عمر سے اسی کی مانند نقل کی گئی ہے۔

محمد بن اسحاق نے نافع کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کوڑے بھی لگوائے ہیں اور جلاوطن بھی کروایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوڑے بھی لگوائے ہیں اور جلاوطن بھی کروایا ہے۔

ان محدثین نے اس روایت میں نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) تاہم نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے جلاوطنی کی سزا دینا مستند طور پر ثابت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ' حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور دیگر

حضرات شامل ہیں۔

تابعین فقہا سے بھی اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ' حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

شرح

کوڑوں کی سزا کے ساتھ جلاوطن کرنا سزا کا حصہ ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب آئمہ

غیر شادی شدہ مرد یا عورت زنا کا ارتکاب کرے' تو اسے سو کوڑوں کی سزا کے ساتھ جلاءوطن کرنا' سزا کا حصہ ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ کنوارے کو سو کوڑوں کی سزا کے ساتھ جلاوطن کرنا اصل سزا کا حصہ ہے۔ پھر ان کا معمولی سا اختلاف بھی ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت کو جلاوطن کرنے کی سزا نہیں دی جائے گی۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت کو بھی جل وطن کرنے کی سزا دی جاسکتی ہے اور اس صورت میں ولی بھی اس کی نگرانی کے لیے ساتھ جائے گا' کیونکہ عورت اکیلی سفر نہیں کر سکتی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جلاءوطن کرنا کنوارے کی سزا کا حصہ نہیں ہے۔ تاہم جلاءوطنی تعزیر ہے یا سیاسی امور سے متعلق معاملہ ہے۔ زنا کاری کا دروازہ عشق ومحبت کا جنون ہے' جب عاشق ومعشوق جلاوطن ہونے کے باعث ایک سال جدا رہیں گے تو قدرتی طور پر ان کے عشق ومحبت کا جنون بھی اپنی موت آپ مر جائے گا۔

آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت میں بھی کوڑوں کے ساتھ جلاوطن کی سزا' تعزیز سیاست سلطنت سے متعلق ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد ہمایوں میں ایک شخص کو سو کوڑوں کی سزا کے ساتھ جلاوطن کرنے کی بھی سزا دی تھی۔ اس شخص نے عیسائیت اختیار کر لی اور مرتد ہو کر روم چلا گیا۔ جب اس کے بارے میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا: آئندہ میں کسی کو جلاوطن کرنے کی ہرگز سزا نہیں دوں گا۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْحُدُوْدَ كَفَّارَةٌ لِاَهْلِهَا

باب 12: حدود (سزا ملنے والوں) کے لیے کفارہ ہوتی ہیں

1359 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَجْلِسٍ فَقَالَ تُبَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ

شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا قَرَاَ عَلَيْهِمُ الْاٰيَةَ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ عَلَيْهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَهُوَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّجَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَمْ اَسْمَعْ فِيْ هٰذَا الْبَابِ اَنَّ الْحُدُوْدَ تَكُوْنُ كَفَّارَةً لِاَهْلِهَا شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَاُحِبُّ لِمَنْ اَصَابَ ذَنْبًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَنْ يَّسْتُرَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَيَتُوْبَ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ رَبِّهٖ

آثارِ صحابہ: وَكَذٰلِكَ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ اَنَّهُمَا اَمَرَا رَجُلًا اَنْ يَّسْتُرَ عَلٰى نَفْسِهٖ

◆◆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میرے ہاتھ پر اس بات پر بیعت کرو کہ تم کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے' چوری نہیں کرو گے' زنا نہیں کرو گے۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر آپ نے لوگوں کے سامنے ایک آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا:

تو تم میں سے جو شخص اس کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اور جو کسی غلطی کا ارتکاب کرلے' اور اس پر اسے سزا مل جائے' تو وہ اس کے لیے کفارہ ہوگی اور جو ان میں سے کسی جرم کا ارتکاب کرے' اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے' تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا اور اگر وہ چاہے' تو (آخرت میں) اسے عذاب دے گا اور اگر چاہے' تو اس کی مغفرت کردے گا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت جریر بن عبداللہ' حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس موضوع پر اس سے زیادہ بہتر حدیث میں نے اور کوئی نہیں سنی ہے کہ حد جرم کرنے والوں کے لیے کفارہ ہوتی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پسند ہے: جو شخص کسی جرم کا ارتکاب کرے' اور پھر اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے' تو وہ شخص خود بھی انہیں پردہ پوشی کرے' اور اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان معاملہ رکھتے ہوئے توبہ کرلے۔

اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ بات روایت کی گئی ہے: انہوں نے ایک شخص کو یہ ہدایت کی تھی کہ اپنی ذات کے حوالے سے پردہ پوشی سے کام لے۔

1359- اخرجه البخاری (81/1) كتاب الايمان: باب- حديث (18) ومسلم (213/6) كتاب الحدود (1709) والنسائی (141/7) كتاب البيعة' باب: البيعة على الجهاد و (161/7) كتاب البيعة' باب: من وفى بما بايع عليه و (108/8) كتاب الايمان و شرائعه' باب: البيعة على الاسلام' والدارمی (220/2) كتاب السير' باب: فی بيعة النبی صلى الله عليه وسلم والحميدی (191/1) حديث (387) واحمد (314/5'320) عن الزهری عن ابی ادريس الخولانی' عن عبادة بن الصامت به.

شرح

حدود کے کفارہ سیئات یا زواجر ہونے میں مذاہب آئمہ:

حدود کفارہ سیئات ہیں یا زواجر ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے حدود کفارہ سیئات نہیں ہیں بلکہ زواجر کی حیثیت رکھتی ہیں یعنی حدود کا مقصد زجروتوبیخ اور معصیات کے ارتکاب سے بچانا ہے۔ کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ ضروری ہے، خواہ قولی ہو یا فعلی ہو۔ قولی تو واضح ہے کہ زبان سے گناہ کا اقرار کر کے حالت ندامت میں معافی کا طلبگار ہونا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا وعدہ کرنا ہے۔ فعلی توبہ سے مراد ہے کہ آدمی مکمل طور پر گناہوں کو ترک کر دے۔ حدود کے نفاذ سے فعلی توبہ حاصل ہو جاتی ہے، جس وجہ سے اسے کفارہ سیئات کہا جاتا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حدود کفارہ سیئات ہیں یعنی حدود کے نفاذ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَى الْاِمَاءِ

باب 13: کنیزوں پر حد جاری کرنا

1360 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا زَنَتْ اَمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَجْلِدْهَا ثَلَاثًا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ عَادَتْ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعَرٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَّشِبْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ الْاَوْسِيِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِىَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ رَاَوْا اَنْ يُّقِيْمَ الرَّجُلُ الْحَدَّ عَلٰى مَمْلُوْكِهٖ دُوْنَ السُّلْطَانِ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالَ بَعْضُهُمْ يُرْفَعُ اِلَى السُّلْطَانِ وَلَا يُقِيْمُ الْحَدَّ هُوَ بِنَفْسِهٖ

قولِ امام ترمذی: وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کی کنیز زنا کا ارتکاب

1360- انفرد به الترمذی، ينظر تحفة الاشراف (375/9) حديث (12497) واخرجه النسائی فی السنن الكبرى (299/4) رقم (5/7243)

کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حکم کے مطابق تین مرتبہ اسے کوڑے لگوائے اگر وہ پھر (یعنی چوتھی مرتبہ) ایسا کرے تو اسے فروخت کردے خواہ بالوں کی ایک رسی کے عوض میں کرے۔

اس بارے میں حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، شبل کے حوالے سے، حضرت عبداللہ بن مالک اوسی رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ یہی روایت ان کے حوالے سے ایک اور سند کے ہمراہ بھی نقل کی گئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک آدمی اپنے (غلام یا کنیز) پر حد قائم کرسکتا ہے اس کے لیے حاکم کی ضرورت نہیں ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: معاملہ حاکم کے سپرد کرے گا، اور آدمی بذات خود حد قائم نہیں کرے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) پہلی رائے درست ہے۔

1361 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: خَطَبَ عَلِيٌّ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَقِيْمُوا الْحُدُوْدَ عَلٰى اَرِقَّائِكُمْ مَنْ اَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يُحْصِنْ وَاِنَّ اَمَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَنَتْ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَجْلِدَهَا فَاَتَيْتُهَا فَاِذَا هِيَ حَدِيْثَةُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشِيْتُ اِنْ اَنَا جَلَدْتُهَا اَنْ اَقْتُلَهَا اَوْ قَالَ تَمُوْتَ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اَحْسَنْتَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَالسُّدِّيُّ اسْمُهٗ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ مِنَ التَّابِعِيْنَ قَدْ سَمِعَ مِنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَرَاٰى حُسَيْنَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! اپنے غلاموں اور کنیزوں پر بھی حدود قائم کرو ان میں سے جو شادی شدہ ہوں اور جو شادی شدہ نہ ہوں بے شک نبی اکرم ﷺ کی ایک کنیز نے زنا کا ارتکاب کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ ہدایت کی تھی کہ میں اسے کوڑے لگواؤں میں اس کے پاس آیا تو ابھی اس کے نفاس کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے اسے کوڑے لگائے تو میں اسے قتل کردوں گا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) وہ مر جائے گی میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ سے اس بات کا تذکرہ کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم نے ٹھیک کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1361- اخرجه مسلم (198/6) كتاب الحدود، باب: تاخير الحد عن النفساء حديث (1705/34) واحمد (156/1) عن اسماعيل السدى عن سعد بن عبيدة عن ابى عبد الرحمن السلمى قال خطب على به۔

سدی کا نام اسماعیل بن عبدالرحمٰن ہے۔ یہ تابعین میں سے ہیں انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے اور حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی زیارت کی ہے۔

1362 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ اَبِى الصِّدِّيْقِ النَّاجِيِّ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ الْحَدَّ بِنَعْلَيْنِ اَرْبَعِيْنَ قَالَ مِسْعَرٌ اَظُنُّهُ فِى الْخَمْرِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَزْهَرَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَالسَّائِبِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ سَعِيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَّاَبُو الصِّدِّيْقِ النَّاجِيُّ اسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ بَكْرُ بْنُ قَيْسٍ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حد میں چالیس جوتے مارنے کی حد مقرر کی ہے۔

مسعر نامی راوی بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے یہ حکم شراب پینے والے کے لیے ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سائب رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

ابوصدیق ناجی نامی راوی کا نام بکر بن عمرو ہے۔ اور ایک قول کے مطابق بکر بن قیس ہے۔

1363 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهُ اُتِىَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَضَرَبَهُ بِجَرِيْدَتَيْنِ نَحْوَ الْاَرْبَعِيْنَ وَفَعَلَهُ اَبُوْ بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ اسْتَشَارَ النَّاسَ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ كَاَخَفِّ الْحُدُوْدِ ثَمَانِيْنَ فَاَمَرَ بِهٖ عُمَرُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ

1362- اخرجه احمد (98'32/3) عن مسعر، عن زيد العمى، عن ابى الصديق الناجى، عن ابى سعيد الخدرى به۔

1363- اخرجه البخارى (64/12) كتاب الحدود، باب: ما جاء فى ضرب شارب الخمر، حديث (6773) و (67/12) كتاب الحدود، باب: الضرب بالجريد والنعال، حديث (6776) ومسلم (204'200/6) كتاب الحدود: باب حد الخمر، حديث (1706) وابو داؤد (569/2) كتاب الحدود، باب فى الحد فى الخمر، حديث (4479) وابن ماجه (858/2) كتاب الحدود، باب: حد السكران، حديث (2570) واحمد (272'176'115/3) عن شعبة عن قتادة عن انس به۔

حَدَّ السَّكْرَانِ ثَمَانُوْنَ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا' جس نے شراب پی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے دو چھڑیوں کے ذریعے اسے چالیس چھڑیاں لگوائیں۔

(راوی بیان کرتے ہیں) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا (یعنی چالیس چھڑیوں کی سزا دی)

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے لوگوں سے اس بارے میں مشورہ کیا' تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے حدود میں سب سے کم تر حد کی طرح سزا ہونا چاہیے جو اسی کوڑے ہیں' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق حکم دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: (نشہ کرنے والے شخص کی سزا) 80 کوڑے ہیں۔

شرح

غلاموں اور لونڈیوں پر حد جاری کرنے کا حق آقا کو حاصل میں مذاہب آئمہ:

اس مسئلہ پر تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ شادی شدہ غلاموں اور کنیزوں کی سزا پچاس کوڑے ہے' اس کی تصریح بایں الفاظ کی گئی ہے: فَإِذَآ أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ط (النساء:۲۵) پس جب وہ قید میں آ جائیں پھر برائی کا ارتکاب کر لیں تو ان پر آزاد کی آدھی سزا ہے۔'' سوال یہ ہے کہ حد جاری کرنے کا حق حاکم وقت کو حاصل ہے یا آقا کو بھی؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ یہ حق صرف حاکم کو حاصل ہے اور آقا کو حاصل نہیں ہے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت باب سے استدلال کیا ہے کہ جس میں تصریح ہے کہ تم لوگ اپنے غلاموں اور باندیوں پر حد جاری کراؤ اور ان کے گناہ مخفی نہ رکھو کیونکہ آقا اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کے غلام یا کنیز میں کوئی عیب موجود ہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تم ایسا کام نہ کرو بلکہ قاضی کو باخبر کرو تا کہ شرعی شہادت قائم ہو جانے پر وہ حد نافذ کرے اور تم ان پر حد نافذ کراؤ تا کہ آئندہ وہ ایسی شنیع حرکت کا ارتکاب نہ کریں۔

۲- حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حاکم وقت کے علاوہ حد نافذ کرنے کا اختیار وحق آقا کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے' جس میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ قاضی کو اطلاع دے کر اس کے ذریعے تم حد نافذ کراؤ تا کہ آئندہ وہ ایسی حرکت کا ارتکاب کرنے سے باز آ جائیں۔

فائدہ نافعہ: جب مجرم اتنا کمزور ونحیف ہو کہ کوڑے لگانے سے اس کی موت واقع ہو سکتی ہو' تو اس کی سزا میں تاخیر کی جائے گی۔ جونہی اس کی طاقت بحال ہو جائے اور سزا کے سبب موت واقع ہونے کا اندیشہ ختم ہو جائے تو اسے سزا دی جائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ وَمَنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ

باب 14: جو شخص شراب پئے اسے کوڑے لگاؤ اور جو شخص (سزا ملنے کے باوجو) چوتھی مرتبہ ایسا کرے تو اسے قتل کردو

1364 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ مُّعَاوِيَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَالشَّرِيْدِ وَشُرَحْبِيْلَ بْنِ اَوْسٍ وَّجَرِيْرٍ وَّاَبِى الرَّمَدِ الْبَلَوِيِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ مُعَاوِيَةَ هٰكَذَا رَوَى الثَّوْرِيُّ اَيْضًا عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ مُّعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى ابْنُ جُرَيْجٍ وَّمَعْمَرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قولِ امام بخاری: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ حَدِيْثُ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ مُّعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ هٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّمَا كَانَ هٰذَا فِىْ اَوَّلِ الْاَمْرِ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ هٰكَذَا رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حدیثِ دیگر: اِنَّ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ قَالَ ثُمَّ اُتِىَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الرَّابِعَةِ فَضَرَبَهٗ وَلَمْ يَقْتُلْهُ وَكَذٰلِكَ رَوَى الزُّهْرِيُّ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا قَالَ فَرُفِعَ الْقَتْلُ وَكَانَتْ رُخْصَةً

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمُ اخْتِلَافًا فِىْ ذٰلِكَ فِى الْقَدِيْمِ وَالْحَدِيْثِ

وَمِمَّا يُقَوِّى هٰذَا مَا رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَوْجُهٍ كَثِيْرَةٍ.

حدیثِ دیگر: اَنَّهٗ قَالَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِىْ وَالتَّارِكُ لِدِيْنِهٖ

1364- اخرجه ابوداؤد (570/2) كتاب الحدود' باب: اذا تتابع فى شرب الخمر' حديث (4482) وابن ماجه (859/2) كتاب الحدود' باب: ما شرب الخمر مرزا' حديث (2573) واحمد (100'96'95/4) عن عاصم به بهدلة. عن ذكوان عن معاوية به.

◆◆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: جو شخص شراب پیئے اسے کوڑے لگاؤ اور اگر (بار بار سزا ملنے کے باوجود) چوتھی مرتبہ وہ ایسا کرے' تو اسے قتل کر دو۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت شرید رضی اللہ عنہ' حضرت شرحبیل بن اوس رضی اللہ عنہ' حضرت جریر رضی اللہ عنہ' حضرت ابورمد بلوی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو ثوری نے بھی عاصم کے حوالے سے' ابوصالح کے حوالے سے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

ابن جریج اور معمر نے سہیل بن ابوصالح کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کردہ ابوصالح کی روایت اس بارے میں اس حدیث سے زیادہ مستند ہے' جسے ابوصالح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

(امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ حکم پہلے تھا پھر اسے منسوخ کر دیا گیا۔

محمد بن اسحاق نے محمد بن منکدر کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص شراب پیئے اسے کوڑے لگاؤ اگر (ہر مرتبہ سزا ملنے کے باوجود) چوتھی مرتبہ ایسا کرے' تو اسے قتل کر دو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اس کے بعد ایک شخص کو لایا گیا جس نے چوتھی مرتبہ شراب پی تھی تو آپ نے اس کی پٹائی کروائی اسے قتل نہیں کروایا۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قبیصہ بن ذویب کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اس کی مانند نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: گویا قتل کا حکم اٹھا لیا گیا ہے اور یہ بات رخصت ہے۔

عام اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے پرانے اور (نئے زمانے کے) اہل علم کے درمیان اس بارے میں ہمارے علم کے مطابق کوئی اختلاف نہیں۔

اس بات کو جو چیز تقویت دیتی ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے کئی حوالے سے منقول ہے: آپ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اس کا خون بہانا' تین میں سے کسی ایک وجہ سے جائز ہے جان کے بدلے میں جان' شادی شدہ زانی یا اپنے دین (اسلام) کو ترک کرنے والا۔

شرح

شرابی کی سزا اَسّی (۸۰) کوڑے

دورِ رسالت اور دورِ صدیقی میں شرابی کو چالیس کوڑوں کی سزا دی جاتی تھی۔ کوڑوں کی کیفیت دو چھڑیاں یا دو چپل تھے جو ایک بار دونوں ہاتھوں کے ساتھ میانی قوت سے مارے جاتے تھے۔ دورِ فاروقی میں جب نئے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو شراب نوشی کی طرف عوام کا رجحان قدرے زیادہ ہو گیا۔ حالات کا جائزہ لیتے ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شراب نوشی کا سدباب کرنے کے لیے سزا میں شدت اختیار کرنے کا سوچا اور اس سلسلے میں صحابہ کرام سے مشاورت کی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رائے پیش کی کہ قرآن کریم میں جو ہلکی سزا تجویز کی گئی ہے وہ اسی کوڑے ہے' چونکہ شراب نوشی کی سزا قرآن میں منصوص نہیں ہے' لہٰذا یہی سزا شرابی کے لیے متعین کی جائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس سے ملتی جلتی رائے پیش کی تھی۔ تمام صحابہ کرام نے متفقہ طور پر شرابی کی سزا اَسّی کوڑے مقرر کی۔ دورِ فاروقی سے لے کر تا حال شرابی کی شرعی سزا اَسّی (۸۰) کوڑے ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے قدرے مختلف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ شرابی کی اصل سزا تو چالیس کوڑے ہے لیکن قاضی اپنی صوابدید کے مطابق مزید چالیس کوڑوں کی سزا تجویز کر سکتا ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک شرابی کی سزا اَسّی (۸۰) کوڑے ہے۔ لہٰذا اس میں تخفیف کی گنجائش نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ

حدیث باب میں جو فرمایا گیا ہے کہ شرابی کو تین بار کوڑوں کی سزا دی جائے گی اور چوتھی بار شراب نوشی کرنے پر اسے قتل کیا جائے گا۔" تمام آئمہ کے نزدیک یہ حدیث غیر معمول بہ ہے۔ جامع ترمذی میں صرف یہی ایک حدیث ہے' جس پر کسی امام کا عمل نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر چوتھی بار بھی کوئی شراب نوشی کرتا ہے' تو اسے قتل کی نہیں بلکہ کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ اس کی تائید حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ ایک شخص جس نے چوتھی بار شراب نوشی کی تھی' کو پکڑ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ اس کی پٹائی کروائی تھی۔ (سنن ابی داؤد' رقم الحدیث ۴۴۸۵) علاوہ ازیں ایک مشہور حدیث مزید پیش کی جا سکتی ہے کہ شرعی طور پر تین مسلمانوں کو قتل کرنا جائز ہے: (۱) قاتل کو مقتول کے قصاص میں (۲) شادی شدہ شخص جو زنا کا مرتکب ہو (۳) مرتد کو"۔ ان تینوں میں شراب خور شامل نہیں ہے۔ اگر اس کو قتل کرنا بھی جائز ہوتا تو حدیث میں تین کی بجائے چار شخصوں کا ذکر ہوتا' جبکہ ایسا نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَمْ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ

باب 15: کتنی قیمت والی چیز کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے

1365 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَتْهُ عَمْرَةُ عَنْ عَائِشَةَ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْطَعُ فِیْ رُبْعِ دِیْنَارٍ فَصَاعِدًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ عَائِشَةَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا وَّرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ مَوْقُوْفًا

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ مہنگی چیز کی چوری پر ہاتھ کٹوا دیتے تھے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت دوسری سند کے ہمراہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

بعض دیگر راویوں نے اسے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

1366 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: قَطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مِجَنٍّ قِیْمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ سَعْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَیْمَنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ قَطَعَ فِیْ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ وَرُوِیَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ اَنَّهُمَا قَطَعَا فِیْ رُبْعِ دِیْنَارٍ وَّرُوِیَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّهُمَا قَالَا تُقْطَعُ الْیَدُ فِیْ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ فُقَهَاءِ التَّابِعِیْنَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِکِ ابْنِ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ

1365- اخرجه البخاری (99/12) کتاب الحدود' باب: قول الله تعالیٰ (والسارق والسارقه فاقطعوا ایدیهما' المائدة: 38) وفی کم تقطع؟- حدیث (6789) ومسلم (140/6) کتاب الحدود' باب‌لله ما یقطع فیه السارق' حدیث (4384-4383) والنسائی (79-78/8) کتاب القسامة' باب: ذکر الاختلاف علی الزهری' وابن ماجه (862/2) کتاب الحدود: باب: حد السارق' حدیث (2585) والدارمی (172/2) کتاب الحدود' باب: ما یقطع فیه الیدر والحمیدی (2585) والدارمی (172/2) کتاب الحدود' باب: ما یقطع فیه الید والحمیدی (134/1) حدیث (279) واحمد (252'249'163'80'36/6) عن عمرة عن عائشة به.

1366- اخرجه البخاری (99/12) کتاب الحدود' باب: قوله الله تعالیٰ (والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما)- حدیث (6798'6797'6796'6795) ومسلم (151/6) کتاب الحدود: باب: حد السرقه ونصابها' حدیث (1686/6) وابو داؤد (541/2) کتاب الحدود' باب: ما یقطع فیه السارق' حدیث (4385) والنسائی (76/8) کتاب القسامة' باب: القدر الذی اذا سرقه السارق قطعت یده وابن ماجه (862/2) کتاب الحدود' باب: حد السارق' حدیث (2584) ومالك (831/2) کتاب الحدود: باب: ما یحیی فیه القطع حدیث (21) والدارمی (173/2) کتاب الحدود' باب: ما یقطع فیه الید' واحمد (80'64'54'6/2) عن نافع عن ابن عمر به.

وَاِسْحٰقَ رَاَوُا الْقَطْعَ فِیْ رُبُعِ دِیْنَارٍ فَصَاعِدًا وَّقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ لَا قَطْعَ اِلَّا فِیْ دِیْنَارٍ اَوْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَهُوَ حَدِیْثٌ مُرْسَلٌ رَوَاهُ الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّالْقَاسِمُ لَمْ یَسْمَعْ مِنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَاَهْلِ الْکُوْفَةِ قَالُوْا لَا قَطْعَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ

آثارِ صحابہ: وَرُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ قَالَ لَا قَطْعَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَلَیْسَ اِسْنَادُهٗ بِمُتَّصِلٍ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کٹوا دیا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ایمن رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔انہوں نے پانچ درہم کی چوری پر ہاتھ کٹوا دیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ان حضرات نے ایک چوتھائی دینار کی (قیمت والی چیز چوری ہونے پر) ہاتھ کٹوا دیا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید کے حوالے سے یہ بات روایت کی گئی ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں: پانچ درہم (قیمت کی چیز کی چوری پر) ہاتھ کٹوایا جائے گا۔

تابعین سے تعلق رکھنے والے بعض فقہاء کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں: ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (قیمتی چیز کی چوری پر) ہاتھ کاٹا جائے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ روایت کی گئی ہے۔وہ یہ فرماتے ہیں: ایک دینار یا دس درہم (کی چیز کی چوری پر) ہاتھ کاٹا جائے گا۔اس کے علاوہ نہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "مرسل" ہے۔

اسے قاسم بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قاسم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں' وہ یہ فرماتے ہیں: دس درہم سے کم قیمت والی چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں

کاٹا جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں: دس درہم سے کم (قیمتی چیز کی چوری) پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اس کی سند "متصل" نہیں ہے۔

شرح

نصاب سرقہ میں مذاہب آئمہ

کتنی قیمت کی چیز کوئی شخص چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے نصاب سرقہ ایک دینار یا دس درہم ہیں۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث سے استدلال کیا ہے: **لا قطع الا فی عشرۃ دراھم** (مصنف عبدالرزاق، ج۱۰،ص۲۳۳) دس دراہم میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ آپ نے روایت کمزور وضعیف ہونے کے باوجود دو وجوہات کی بنا پر اختیار کی ہے: (۱) تین درہم اور چوتھائی دینار والی دونوں روایات دس درہم والی روایت کے ضمن میں خود بخود آ جاتی ہیں۔ (۲) نفاذ حدود میں احتیاط کا پہلو اختیار کرنے کا درس دیا گیا ہے اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ حد ہٹانے والی صورت کو اختیار کیا جائے۔ اس فکر کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً فرمایا ہے: جب تک ممکن ہو تم مسلمانوں سے حد کو ہٹاؤ، یہی بہتر ہے۔

۲- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نصاب سرقہ تین درہم یا چوتھائی دینار ہے۔ انہوں نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل نقل وعقل کے اعتبار سے زیادہ قوی ہیں۔ اس لیے آپ کے موقف کو فوقیت حاصل ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَعْلِيْقِ يَدِ السَّارِقِ

باب 16: چور کے ہاتھ کو لٹکا دینا

1367 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيِّ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيْقِ الْيَدِ فِيْ عُنُقِ السَّارِقِ اَمِنَ السُّنَّةِ هُوَ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

1367- اخرجه ابوداؤد (548/2) كتاب الحدود، باب: فی تعليق يد السارق فی عنقه حديث (4411) والنسائی (92/8) كتاب القسامة، باب: تعليق يد السارق فی عنقه وابن ماجه (863/2) كتاب الحدود، باب: تعليق اليد فی العنق، حديث (2527) واحمد (19/6) عن ابی بكر عمر بن علی المقدامی، عن حجاج بن ارطاة، عن مكحول، عن عبد الرحمن بن محيريز عن فضالة بن عبيد به.

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهُ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَعُلِّقَتْ فِيْ عُنُقِهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ الْمُقَدَّمِيِّ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ

توضیح راوی: وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَيْرِيْزٍ هُوَ اَخُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَيْرِيْزٍ شَامِيٌّ

عبدالرحمٰن بن محیریز بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت فضالہ بن عبید سے چور کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکانے کے بارے میں دریافت کیا: کیا یہ سنت ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک چور کو لایا گیا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے اور ہم اسے صرف عمر بن علی مقدمی کی حجاج بن ارطاۃ کے حوالے سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

عبدالرحمٰن نامی راوی عبداللہ شامی کے بھائی ہیں۔

شرح

چور کا کٹا ہوا ہاتھ گلے میں لٹکانے کی وجہ

حدیث باب کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے سے عیاں ہوتا ہے کہ چور کا کٹا ہوا ہاتھ اس کے گلے میں لٹکانا جائز ہے۔ اس کا بنیادی مقصد ہے کہ لوگ عبرت حاصل کریں اور چوری کرنے، ڈرکازنی اور ناجائز طریقہ سے دوسروں کے اموال پر قبضہ کرنے سے باز آ جائیں۔ چور کا کٹا ہوا ہاتھ گلے میں لٹکانے سے یہ مقصد کمال طریقہ سے پورا ہوسکتا ہے۔

کٹے ہوئے ہاتھ کو دوبارہ جڑوانے کا مسئلہ

کسی شخص کا کوئی جسمانی عضو قصاصاً کاٹا گیا ہو، تو اسے دوبارہ جڑوانے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اس بارے میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ قصاصاً کٹا ہوا جسمانی عضو دوبارہ جڑوانا جائز ہے۔ اس کا کاٹنا بطور قصاص تھا اور جڑوانا بطور علاج ہے اور علاج کروانے پر کوئی شرعی پابندی نہیں ہے۔ خواہ سائنسی ترقی نے بہت سے ناممکن امور اور امراض کے علاج ممکن بنا دیے ہیں لیکن کٹا ہوا ہاتھ پاؤں دوبارہ جڑوانا تقریباً ناممکن ہے۔ اگر اسے جڑوایا بھی جائے تو وہ برائے نام ہوتا ہے لیکن اس میں جان نہیں آتی اور اس پہ اخراجات بھی بہت آتے ہیں۔ تاہم اگر مصنوعی عضو لگوایا جائے تو اس پر اخراجات کم آتے ہیں اور جڑوائے ہوئے عضو کی نسبت زیادہ مضبوط بھی ہوتا ہے۔

چور پر حد جاری کرنے کے بعد اس کی اس حوالے سے نگرانی کرنا کہ وہ دوبارہ اسے جڑوانے نہ پائے، یہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ تاہم اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں: (۱) قصاص پر حد کو قیاس کرتے ہوئے اس کے جواز کی اجازت دی جائے کہ جب ایک دفعہ سزا نافذ ہو چکی ہے، تو بعد میں بطور علاج چور اسے جڑوا سکتا ہے۔ (۲) حد کا مقصد لوگوں کو عبرت دلانا ہے، جب اسے جڑوالیا

جائے تو عبرت تو نہ بنا بلکہ بچوں کا کھیل بن گیا کہ ادھر کٹوایا تو ادھر اسے جڑوالیا۔لہٰذا حدود کو بچوں کا کھیل بنانے سے بچایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخَائِنِ وَالْمُخْتَلِسِ وَالْمُنْتَهِبِ

باب 17: خیانت کرنے والا' اُچک کرلے جانے والا اور ڈاکو کا حکم

1368 سندِحدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَيْسَ عَلٰى خَائِنٍ وَّلَا مُنْتَهِبٍ وَّلَا مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَقَدْ رَوَاهُ مُغِيْرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ

توضیح راوی: وَمُغِيْرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ هُوَ بَصْرِيٌّ اَخُو عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْقَسْمَلِيِّ كَذَا قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: خیانت کرنے والے اچک کرلے جانے والے اور ڈاکو کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

مغیرہ بن مسلم نے ابوزبیر کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔جیسی ابن جریج سے منقول ہے۔

مغیرہ بن مسلم نامی راوی بصری ہیں' اور یہ عبدالعزیز قسملی کے بھائی ہیں۔علی بن مدینی نے یہی بات ارشاد فرمائی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ

باب 18: پھلوں اور کھجور کے خوشوں کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا

1369 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

1368– اخرجه ابوداؤد (542/2) كتاب الحدود' باب: القطع فى الخلسة والخيانة (4293-4391) والنسائى (89'88/8) كتاب القسامة' باب: ما لا يقطع فيه وابن ماجه (864/2) كتاب الحدود' باب: الخائن والمنتهب والمختلس' حديث (2591) والدارمى (175/2) كتاب الحدود' باب: ما لا يقطع من السراق' واحمد (312/3' 333' 335' 380' 395) عن ابى الزبير عن جابر "مرفوعاً".

متن حدیث: لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ

اختلاف سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا رَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهٖ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ رِوَايَةِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَّرَوٰى مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ وَّاسِعِ بْنِ حَبَّانَ

◆◆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: پھلوں اور کھجوروں کے خوشوں کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

بعض راویوں نے یحییٰ بن حبان کے حوالے سے ان کے چچا واسع بن حبان کے حوالے سے حضرت رافع کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے جیسا کہ لیث بن سعد نے نقل کی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر راویوں نے اس روایت کو یحییٰ بن سعید کے حوالے سے محمد بن یحییٰ کے حوالے سے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

ان حضرات نے اس کی سند میں واسع بن حبان کا تذکرہ نہیں کیا۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنْ لَّا تُقْطَعُ الْاَيْدِيْ فِي الْغَزْوِ

باب 19: جنگ کے دوران ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے

1370 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ شُيَيْمِ بْنِ بَيْتَانَ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ اَبِيْ اُمَيَّةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ اَرْطَاةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: لَا تُقْطَعُ الْاَيْدِيْ فِي الْغَزْوِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّقَدْ رَوٰى غَيْرُ ابْنِ لَهِيعَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ هٰذَا وَيُقَالُ بُسْرُ بْنُ اَبِيْ اَرْطَاةَ اَيْضًا

مذاہب فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ الْاَوْزَاعِيُّ لَا يَرَوْنَ اَنْ يُّقَامَ الْحَدُّ فِي الْغَزْوِ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ اَنْ يَّلْحَقَ مَنْ يُّقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ بِالْعَدُوِّ فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ مِنْ اَرْضِ الْحَرْبِ وَرَجَعَ اِلٰى دَارِ الْاِسْلَامِ اَقَامَ الْحَدَّ عَلٰى مَنْ اَصَابَهٗ كَذٰلِكَ قَالَ الْاَوْزَاعِيُّ

1369- اخرجه النسائي (87/8) كتاب القسامة' باب: ما لا يقطع فيه وابن ماجه (865/2) كتاب الحدود' باب: لا يقطع في ثمر ولا كثر' حديث (2593) والدارمي (174/2) كتاب الحدود' باب: ما لا يقطع فيه من الثمار' والحميدي (199/1) حديث (407) عن يحيىٰ بن سعيد' عن محمد بن يحيىٰ بن حبان' عن عمه واسع بن حبان عن رافع بن خديج به.

1370- اخرجه ابوداؤد (547-546/2) كتاب الحدود' باب: في الرجل يسرق في الغزو' ايقطع حديث (4408) والنسائي (91/8) كتاب القسامه' القطع في السفر واحمد (181/4) عن جنادة بن ابي امية قال سمعت بسر بن ابي ارطة به.

◆◆ حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جنگ کے دوران (کسی چور کے) ہاتھ کو نہیں کاٹا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

ابن لہیعہ کے علاوہ دیگر راویوں نے اسی سند کے ہمراہ اسے روایت کیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق راوی کا نام بسر بن ابوارطاۃ ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے ان میں امام اوزاعی بھی شامل ہیں ان کے نزدیک جب دشمن کا سامنا ہو تو اس وقت جنگ کے دوران حد قائم نہیں کی جائے گی اس اندیشے کی وجہ سے کہ جس شخص کے خلاف حد قائم کی جارہی ہے۔ وہ دشمن سے جا ملے گا۔ جب امام دشمن کی سرزمین سے نکل آئے اور اسلامی سلطنت کی حدود میں آجائے اس وقت وہ اس شخص پر حد قائم کرے گا

جس نے اس جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ امام اوزاعی نے یہی بات بیان کی ہے۔

شرح

چھ قسم کے لوگوں پر قطع ید نہ ہونا

چھ قسم کے لوگوں کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- خائن: وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی چیز بطور حفاظت رکھی گئی ہو تو وہ اس کا انکار کر دے اور وہ چیز مالک کو واپس نہ لوٹائے۔

۲- مختلس: وہ شخص ہے جو مالک کی آنکھوں میں دھول جھونک کر محض چالاکی سے اس کا مال اچک کر لے جائے۔

۳- منتھب: وہ شخص ہے جو کوئی ہتھیار استعمال کیے بغیر محض طاقت کی بنیاد پر مالک کی کوئی چیز چھین کر لے جائے۔

۴- ثمر چور: کسی درخت پر لگے ہوئے تیار پھل کی چوری کرنے والا شخص۔

۵- کثر چور: کھجور کے درخت کو کریدنے سے جو شیرہ برآمد ہوتا ہے اور کھانے کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے کو چوری کرنے والا۔

ان پانچ آدمیوں کے ہاتھ نہ کاٹنے کی وجہ یہ ہے کہ ان پر ''سارق'' کی تعریف صادق نہیں آتی کیونکہ سارق وہ شخص ہوتا ہے جو محفوظ مقام سے خفیہ طریقہ سے کوئی چیز اٹھالے اور مالک کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ تاہم یہاں تو سارا معاملہ مالک کی نظروں کے سامنے پیش آیا ہے یا چیز غیر محفوظ مقام میں موجود ہے جبکہ سرقہ کے لیے چیز کا محفوظ مقام میں ہونا شرط ہے۔

۶- دوران جہاد مجاہد کا چوری کرنا: دوران جہاد اگر مجاہد کسی کی کوئی چیز چوری کر لیتا ہے تو فی الفور اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ ممکن ہے کہ چور اس موقع پر اسلام کے خلاف بغاوت کر کے دشمن سے جا ملے جو اسلامی لشکر کے لیے پریشانی کا باعث بن جائے اور یہ پریشانی اسلامی لشکر کی شکست کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ تاہم جہاد سے واپسی پر سرقہ ثابت ہونے پر سارق کا ہاتھ کاٹا

جائے گا۔

فائدہ نافعہ: پہلے پانچ مجرموں کو قطع ید کی سزا نہیں دی جائے گی کیونکہ سرقہ کی تعریف ان پر صادق نہیں آتی۔ اس کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ انہیں کوئی بھی سزا نہیں دی جائے گی۔ حاکم وقت یا قاضی جو بھی مناسب سمجھے ان کے لیے سزا تجویز کر سکتا ہے۔ سزا دینے سے یہ لوگ آئندہ ایسی حرکت سے باز آ جائیں گے اور دوسرے لوگوں کو بھی عبرت حاصل ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَقَعُ عَلٰى جَارِيَةِ امْرَاَتِهٖ

باب 20: جو شخص اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ زنا کرے

1371 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ وَاَيُّوْبَ بْنِ مِسْكِيْنٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ

متنِ حدیث: رُفِعَ اِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَجُلٌ وَّقَعَ عَلٰى جَارِيَةِ امْرَاَتِهٖ فَقَالَ لَاَقْضِيَنَّ فِيْهَا بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ كَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَهٗ لَاَجْلِدَنَّهٗ مِائَةً وَّاِنْ لَّمْ تَكُنْ اَحَلَّتْهَا لَهٗ رَجَمْتُهٗ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ نَحْوَهٗ وَيُرْوٰى عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ قَالَ كُتِبَ بِهٖ اِلٰى حَبِيْبِ ابْنِ سَالِمٍ وَّاَبُوْ بِشْرٍ لَّمْ يَسْمَعْ مِنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ هٰذَا اَيْضًا اِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ النُّعْمَانِ فِيْ اِسْنَادِهٖ اضْطِرَابٌ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَّقُوْلُ لَمْ يَسْمَعْ قَتَادَةُ مِنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الرَّجُلِ يَقَعُ عَلٰى جَارِيَةِ امْرَاَتِهٖ فَرُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَلِيٌّ وَّابْنُ عُمَرَ اَنَّ عَلَيْهِ الرَّجْمَ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَّيْسَ عَلَيْهِ حَدٌّ وَّلٰكِنْ يُّعَزَّرُ وَذَهَبَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ اِلٰى مَا رَوَى النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حبیب بن سالم بیان کرتے ہیں: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ زنا کر لیا ہے' تو انہوں نے فرمایا: میں اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ اگر یہ

1371- اخرجه ابو داؤد (563/2) كتاب الحدود' باب: في الرجل يزني بجارية امرأته حديث (4459) والنسائي (124/6) كتاب النكاح' باب: احلال الفرج وابن ماجه (853/2) كتاب الحدود' باب: من وقع على جارية امرأته حديث (2551) والدارمي (182/2) كتاب الحدود' باب: فيمن يقع على جارية امرأته' واحمد (272/4' 273' 277) عن محمد بن جعفر قال' حدثنا شعبة' عن ابي بشر عن خالد بن عرفطة' عن حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير به.

عورت اس کنیز کو اس مرد کے لیے حلال قرار دے دیتی ہے تو میں اس مرد کو سو کوڑے لگاؤں گا' اور اگر وہ اس کے لیے حلال قرار نہیں دیتی تو میں اسے سنگسار کر دوں گا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

ابو بشر نامی راوی نے حبیب بن سالم سے اس حدیث کو نہیں سنا ہے۔

انہوں نے خالد بن عرفطہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے بھی روایت نقل کی گئی ہے۔

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کی سند میں اضطراب پایا جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے قتادہ نے حبیب بن سالم سے اس حدیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

انہوں نے اس روایت کو خالد بن عرفطہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

جو شخص اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ زنا کر لیتا ہے' تو اس کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے کئی اصحاب سے یہ بات روایت کی گئی ہے' جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں ایسے شخص کو سنگسار کیا جائے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایسے شخص پر حد جاری نہیں ہوگی تاہم اسے تعزیر کے طور پر سزا دی جائے گی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت کو اختیار کیا ہے' جو حضرت نعمان بن بشیر نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے روایت کی ہے۔

شرح

بیوی کی لونڈی سے جماع کرنے کی سزا میں مذاہب آئمہ

جب شوہر اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کرے' تو اس کی کیا سزا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اگر شوہر بیوی کی اجازت سے اس کی کنیز سے جماع کرے گا' تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے اور اگر اس نے اجازت کے بغیر جماع کیا تو اسے رجم کیا جائے گا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے' جس میں اس مسئلہ کی صراحت ہے۔

۲- حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک شوہر کا بیوی کی لونڈی سے جماع خواہ اجازت سے ہو یا بلا اجازت یہ زنا ہے۔ لہٰذا شوہر کو سنگسار کیا جائے گا۔ انہوں نے حدیث باب سے نہیں بلکہ حضرت مولا علی اور حضرت عبداللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر سے استدلال کیا ہے‘ جس میں صراحتاً موجود ہے کہ اس صورت میں شوہر کو سنگسار کیا جائے گا۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شوہر سے شبہ کی بناء پر حد ساقط ہو جائے گی۔ اس لیے کہ شبہ کی اقسام ثلاثہ میں سے یہاں شبہ فی المحل ہے۔ زوجین میں باہم محبت کی وجہ سے بے تکلفی ہوتی ہے اور ایک دوسرے کی ذاتی چیز بھی بلا اجازت استعمال کر لیتے ہیں۔ یہاں بیوی کی لونڈی سے جماع کرنے میں بھی شبہ کی صورت پیدا ہوگئی جس وجہ سے حد ساقط ہو جائے گی۔ آپ نے حدیث باب سے نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے استدلال کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جس شخص نے اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کیا اس پر حد نافذ نہیں ہوگی بلکہ کوئی دوسری مناسب سزا دی جاسکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَرْاَةِ اِذَا اسْتُكْرِهَتْ عَلَى الزِّنَا

باب 21: جب کسی عورت کے ساتھ زبردستی زنا کیا جائے

1372 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّقِّيُّ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ

متنِ حدیث: اسْتُكْرِهَتِ امْرَاَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَرَاَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَدَّ وَاَقَامَهُ عَلَى الَّذِي اَصَابَهَا وَلَمْ يُذْكَرْ اَنَّهُ جَعَلَ لَهَا مَهْرًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّلَيْسَ اِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ وَّقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

قولِ امام بخاری: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ لَّمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيهِ وَلَا اَدْرَكَهُ يُقَالُ اِنَّهُ وُلِدَ بَعْدَ مَوْتِ اَبِيهِ بِاَشْهُرٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنْ لَّيْسَ عَلَى الْمُسْتَكْرَهَةِ حَدٌّ

◆◆ عبدالجبار بن وائل اپنے والد (حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک عورت کے ساتھ زبردستی زنا کیا گیا‘ تو نبی اکرم ﷺ نے اس عورت سے حد کو ساقط کر دیا اور جس شخص نے اس کے ساتھ زیادتی کی تھی اس پر حد کو جاری کیا۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ نہیں کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس عورت کے لیے مہر کی ادائیگی کا حکم دیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔ اس کی سند متصل نہیں ہے۔ یہی روایت دیگر سند کے ہمراہ بھی نقل کی

1372- اخرجه ابن ماجه (866/2) كتاب الحدود‘ باب: المستكره‘ حديث (2598) واحمد (318/4) عن معمر بن سليمان الرقي‘ عن الحجاج بن ارطاة‘ عن عبد الجبار بن وائل بن حجر عن وائل بن حجر‘ به

گئی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے عبدالجبار بن وائل نے اپنے والد (حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) سے احادیث کا سماع نہیں کیا اور نہ ہی ان کا زمانہ پایا ہے۔

ایک قول کے مطابق یہ اپنے والد کی وفات کے چند ماہ بعد پیدا ہوئے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے یعنی جس عورت کے ساتھ زبردستی زنا کیا گیا ہو اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔

1373 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُوْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ وَائِلٍ الْكِنْدِيِّ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ امْرَاَةً خَرَجَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُرِيْدُ الصَّلٰوةَ فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ فَتَجَلَّلَهَا فَقَضٰى حَاجَتَهٗ مِنْهَا فَصَاحَتْ فَانْطَلَقَ وَمَرَّ عَلَيْهَا رَجُلٌ فَقَالَتْ اِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِيْ كَذَا وَكَذَا وَمَرَّتْ بِعِصَابَةٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَتْ اِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِيْ كَذَا وَكَذَا فَانْطَلَقُوْا فَاَخَذُوا الرَّجُلَ الَّذِيْ ظَنَّتْ اَنَّهٗ وَقَعَ عَلَيْهَا وَاَتَوْهَا فَقَالَتْ نَعَمْ هُوَ هٰذَا فَاَتَوْا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَمَرَ بِهٖ لِيُرْجَمَ قَامَ صَاحِبُهَا الَّذِيْ وَقَعَ عَلَيْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا صَاحِبُهَا فَقَالَ لَهَا اذْهَبِيْ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَوْلًا حَسَنًا وَّقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِيْ وَقَعَ عَلَيْهَا ارْجُمُوْهُ وَقَالَ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَّوْ تَابَهَا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ اَبِيْهِ وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَّعَبْدُ الْجَبَّارِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ

◆◆ علقمہ بن وائل کندی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں نماز پڑھنے کے لیے نکلی ایک شخص اس کے سامنے آیا اس نے عورت کو پکڑ لیا اور اس کے ذریعے اپنی حاجت کو پورا کیا (یعنی زنا کا ارتکاب کیا) اس عورت نے چیخ ماری تو وہ شخص چلا گیا پھر ایک اور شخص اس کے پاس سے گزرا تو اس عورت نے کہا: اس آدمی نے میرے ساتھ یہ حرکت کی ہے پھر وہ عورت کچھ مہاجرین کے پاس سے گزری تو اس عورت نے یہ بتایا کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ یہ زیادتی کی ہے۔ وہ لوگ چلے گئے انہوں نے جا کر اس شخص کو پکڑا جس کے بارے میں اس عورت نے یہ بیان کیا تھا: اس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے پھر وہ اس عورت کے پاس آئے تو اس نے بتایا: ہاں یہی وہ شخص ہے۔ پھر وہ لوگ اس شخص کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو ایک شخص کھڑا ہوا جس نے درحقیقت اس عورت کے ساتھ زنا کیا تھا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں وہ شخص ہوں جس نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

1373- اخرجه ابوداؤد (539،538/2) كتاب الحدود، باب: في صاحب الحد يجئ، حديث (4379) واحمد (399/6) عن سماك بن حرب، عن علقمة بن وائل عن وائل بن حجر الكندي به

عورت سے ارشاد فرمایا: تم جاؤ! اللہ نے تمہیں بخش دیا ہے پھر آپ نے پہلے والے شخص کے بارے میں کلمہ خیر ارشاد فرمایا پھر آپ نے دوسرے شخص کے بارے میں حکم دیا' جس نے واقعی اس عورت کے ساتھ زنا کیا تھا: تم لوگ اسے سنگسار کر دو۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے ایسی توبہ کی ہے: اگر تمام اہلِ مدینہ اسے کر لیتے تو ان سب کی طرف سے قبول ہو جاتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

علقمہ بن وائل نے اپنے والد کے حوالے سے احادیث سنی ہیں' اور یہ عبدالجبار بن وائل سے بڑے ہیں۔

عبدالجبار بن وائل نے اپنے والد سے احادیث نہیں سنی ہیں۔

شرح

زنا بالجبر سے عورت پر حد نہ ہونا

گزشتہ ابواب کے ضمن میں زنا کے حوالے سے حدود جاری کرنے کے جو احکام بیان ہوئے ہیں وہ مرد اور عورت کے باہمی رضامندی سے زنا کا ارتکاب کرنے سے متعلق تھے۔ اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق و اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا بالجبر کرتا ہے' تو عورت پر حد جاری نہیں ہوگی مگر مرد پر حد جاری ہوگی کیونکہ اس صورت میں مرد کا قصور یقیناً ہے لیکن عورت کا کوئی قصور نہیں ہے۔ احادیث باب میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

فائدہ نافعہ: جب کوئی شخص گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے کے بعد اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوا اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دیتا ہے اور قلبی طور پر توبہ بھی کر لیتا ہے' تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرما کر گناہ معاف کر دیتا ہے۔

سوال: مجرم جب الگ الگ مجالس میں چار بار اقرار کرے' تو زنا ثابت ہو جاتا ہے۔ حدیث باب کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مجرم نے صرف ایک بار اقرار زنا کیا تھا۔ جب اقرار کی شرط نہ پائی گئی تو مجرم کو سنگسار کیوں کیا گیا؟

جواب: جب کوئی قرینہ پایا جائے تو چار بار اقرار کی ضرورت باقی نہیں رہتی بلکہ ایک بار کے اقرار سے بھی زنا ثابت ہو جاتا ہے۔ یہاں قرینہ حالیہ موجود ہے' جس وجہ سے ایک بار اقرار کرنے سے زنا ثابت ہو گیا تھا۔ اس شرعی ثبوت سے مجرم کو سنگسار کیا گیا تھا۔

علمی نکتہ: جب کوئی بے گناہ شخص مجرم کی جگہ پکڑا جائے خواہ وہ بروقت پریشان ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کے لیے غیب سے نجات کا سامان پیدا کر دیتا ہے اور اسے اس پریشانی سے نجات دلا دیتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يَّقَعُ عَلَى الْبَهِيمَةِ

باب 22: جو شخص کسی جانور کے ساتھ بدفعلی کرے

1374 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِي

عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ وَّجَدْتُمُوْهُ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوا الْبَهِيْمَةَ فَقِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا شَأْنُ الْبَهِيْمَةِ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا وَّلٰكِنْ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهَ اَنْ يُّؤْكَلَ مِنْ لَّحْمِهَا اَوْ يُنْتَفَعَ بِهَا وَقَدْ عُمِلَ بِهَا ذٰلِكَ الْعَمَلُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَمْرِو ابْنِ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم کسی ایسے شخص کو پاؤ جس نے کسی جانور کے ساتھ بدفعلی کی ہو تو اسے بھی قتل کر دو اور جانور کو بھی مار دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا اس جانور کا کیا قصور ہے، تو انہوں نے فرمایا: میں نے تو نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں کوئی بات ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا لیکن میرا خیال ہے: آپ نے اس وجہ سے اسے ناپسند کیا ہے کہ اس جانور کا گوشت کھایا جائے یا اس سے نفع حاصل کیا جائے جبکہ اس کے ساتھ یہ بدفعلی کی گئی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف عمرو بن ابوعمرو سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں جسے انہوں نے عکرمہ کے حوالے سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

1375 وَقَدْ رَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ رُزَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

آثارِ صحابہ: اَنَّهُ قَالَ مَنْ اَتٰى بَهِيْمَةً فَلَا حَدَّ عَلَيْهِ

سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو عاصم کے حوالے سے، ابورزین کے حوالے سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جو شخص کسی جانور کے ساتھ بدفعلی کرے اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔

یہ دوسری روایت پہلی روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔ اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1374- اخرجه ابوداؤد (564/2) كتاب الحدود، باب: فيمن اتى بهيمة وابن ماجه (856/2) كتاب الحدود، باب: من اتى ذات محرم ومن اتى بهيمة، حديث (2561، 2564) واحمد (269/1، 300) وعبد بن حميد (ص:300) حديث (575) عن عكرمه، عن ابن عباس به۔

شرح

جانور سے جماع کرنے کی سزا

نوٹ: یہاں تک حدود کے احکام مکمل ہو چکے ہیں۔ اب آئندہ چند ابواب میں جرائم کی سزاؤں کا ذکر ہے۔

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص جانور سے جماع کرنے کا ارتکاب کرے، تو مرتکب اور جانور دونوں کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ مرتکب کو بطور حد ہلاک نہیں کیا جائے گا بلکہ بطور تعزیر۔ اس کی تائید باب کی دوسری روایت جو آثار صحابہ سے متعلق ہے، سے بھی ہوتی ہے۔ قاضی یا حاکم وقت اس کی مناسب سزا تجویز کر سکتا ہے اور وہ سزا قتل بھی ہو سکتی ہے۔ جانور کو ہلاک کرنے کی کئی وجوہات ہیں: (۱) لوگ اس کے دودھ سے استفادہ نہ کریں۔ (۲) لوگ اس جانور کی طرف اشارہ کر کے کہیں گے کہ یہ وہ جانور ہے، جس سے وطی کی گئی تھی۔ اس طرح ایک فعل بد کی اشاعت ہوگی۔ (۳) آئندہ زمانہ میں اسے ذبح کر کے عام جانور کی طرح لوگ اس کے گوشت سے انتفاع نہ کریں۔ (۴) جماع کے نتیجہ میں عجیب الخلقت جانور بھی پیدا ہو سکتا ہے جو نہ انسان ہو اور نہ جانور بلکہ دونوں کے اعضاء واوصاف کا جامع ہو جو انسانیت کی ذلت وخواری کا سبب بن سکتا ہے۔

سوال: مندرجہ بالا صورت میں جانور کو ذبح کیا جائے تو اس کا گوشت کھانا حلال ہے یا حرام ہے؟

جواب: اس جانور کا گوشت حرام نہیں، بلکہ حلال ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حَدِّ اللُّوطِيِّ

باب 23: قوم لوط کا عمل کرنے والے کی سزا

1376 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ وَّجَدْتُّمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاِنَّمَا يُعْرَفُ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَرَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو

اختلافِ روایت: فَقَالَ مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ الْقَتْلَ وَذَكَرَ فِيْهِ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰى بَهِيْمَةً

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ

هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ فِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ وَّلَا نَعْرِفُ اَحَدًا رَوَاهُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ غَيْرَ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ

توضیح راوی: وَعَاصِمُ بْنُ عُمَرَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

مذاہب فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ حَدِّ اللُّوطِيِّ فَرَاٰى بَعْضُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِ الرَّجْمَ اَحْصَنَ اَوْ لَمْ يُحْصِنْ وَّهٰذَا قَوْلُ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ فُقَهَاءِ التَّابِعِيْنَ مِنْهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَاِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ وَعَطَاءُ بْنُ اَبِىْ رَبَاحٍ وَّغَيْرُهُمْ قَالُوْا حَدُّ اللُّوطِيِّ حَدُّ الزَّانِىْ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو تم قوم لوط کا سا عمل کرتے ہوئے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کروا دو۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

ہم اس حدیث کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہونے کے طور پر اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔ محمد بن اسحاق نے اس روایت کو عمرو بن ابوعمرو کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جو شخص قوم لوط کا سا عمل کرے وہ ملعون ہے۔ تاہم انہوں نے اس میں اسے قتل کرنے کا تذکرہ نہیں کیا اور انہوں نے اس میں یہ بات ذکر کی ہے: جو شخص جانور کے ساتھ بدفعلی کرے وہ ملعون ہے۔

یہی روایت عاصم بن عمر کے حوالے سے' سہیل بن ابوصالح کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: فاعل اور مفعول کو قتل کروا دو۔

اس حدیث کی سند میں بھی کچھ کلام کی گنجائش ہے۔

ہمارے علم کے مطابق کوئی شخص ایسا نہیں ہے' جس نے اسے روایت کو سہیل بن ابوصالح کے حوالے سے نقل کیا ہو صرف عاصم بن عمر عمری ہی نے نقل کیا ہے۔

یہ عاصم بن عمر علم حدیث میں اپنے حافظے کے حوالے سے ''ضعیف'' قرار دیے گئے ہیں۔

قوم لوط کا سا عمل کرنے والے شخص کی سزا کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک ایسے شخص کو سنگسار کیا جائے گا خواہ وہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

تابعین سے تعلق رکھنے والے بعض فقہا اہل علم نے جن میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ' حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات شامل ہیں انہوں نے یہ رائے دی ہے: قوم لوط کا عمل کرنے والے کی سزا زنا کرنے والے کی سزا ہو گی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

1377 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمَكِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُقَيْلٍ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِيْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُقَيْلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَنْ جَابِرٍ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ اندیشہ اس بات کا ہے: وہ قومِ لوط کا سا عمل کریں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ہم اس روایت کو اس حوالے سے عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابوطالب کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

قومِ لوط کے عمل کے مرتکب کی مذمت وسزا

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ قومِ لوط کے مرتکب شخص کو بلکہ فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کے گھاٹ اتارا جائے گا۔ یہ تب ہے جب دونوں اس فعلِ بد کے لیے رضامند ہوں۔ اگر کسی شخص نے لواطت بالجبر کی ہو تو فاعل کو سزا دی جائے گی مگر مفعول کو سزا نہیں دی جائے گی کیونکہ اس کا اس سلسلہ میں کوئی قصور نہیں ہے۔

لواطت کے ثبوت وسزا میں مذاہب آئمہ فقہ

لواطت کے ثبوت اور اس کی سزا کے بارے میں کیا قانون ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے: "لواطت" کی حیثیت زنا کی ہے۔ زنا کی طرح یہ بھی اقرار یا چار عادل مردوں کی گواہی سے ثابت ہوگی جنہوں نے اپنی آنکھوں سے فاعل اور مفعول دونوں کو ایسے دیکھا ہو جیسے سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے۔ اگر فاعل ومفعول دونوں شادی شدہ ہوں، تو انہیں سنگسار کیا جائے گا ورنہ سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ یہ سزا بطور حد ہوگی۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک "لواطت" کی حیثیت زنا کی نہیں ہے۔ تاہم فاعل اور مفعول دونوں کو بطور حد نہیں بلکہ تعزیر سزا دی جائے گی۔ وہ سزا کئی طرح کی ہوسکتی ہے: (۱) نذرِ آتش کرنا (۲) نیچے لٹا کر اوپر دیوار گرا دینا (۳) اوندھے منہ لٹا کر اوپر سے پتھروں کی بارش کرنا (۴) مکان کی چھت سے نیچے گرا دینا (۵) تلوار سے قتل کر دینا۔ اس سزا کا

1377- اخرجه ابن ماجه (856/2) كتاب الحدود، باب: من عمل عمل قوم لوط، حديث (2563) واحمد (382/3) عن القاسم بن عبد الواحد، عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن جابر به.

مقصد دوسرے لوگوں کو عبرت دلانا ہے۔ عادی مجرم نہ ہونے کی صورت میں قاضی اس سے کم سزا بھی تجویز کرسکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُرْتَدِّ

باب 24: مرتد کی سزا

1378 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ عَلِيًّا حَرَّقَ قَوْمًا ارْتَدُّوا عَنِ الْاِسْلَامِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ اَنَا لَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ وَلَمْ اَكُنْ لِاُحَرِّقَهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيًّا فَقَالَ صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْمُرْتَدِّ وَاخْتَلَفُوْا فِي الْمَرْاَةِ اِذَا ارْتَدَّتْ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ تُقْتَلُ وَهُوَ قَوْلُ الْاَوْزَاعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ تُحْبَسُ وَلَا تُقْتَلُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِهٖ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ

◆◆ عکرمہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرتد ہو جانے والے کچھ لوگوں کو جلوا دیا جب اس بات کی اطلاع حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ملی تو انہوں نے فرمایا: اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو میں ان لوگوں کو قتل کرواتا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنے دین کو تبدیل کرے اسے تم قتل کر دو، میں انہیں جلواتا نہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح کا کسی کو عذاب نہ دو۔

جب اس بات کی اطلاع حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ٹھیک کہا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح حسن" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک مرتد کے بارے میں اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

تاہم ان اہلِ علم نے مرتد ہونے والی عورت کے بارے میں اختلاف کیا ہے، جب وہ اسلام سے مرتد ہو جائے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ کے نزدیک اس کو قتل کیا جائے گا۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

ایک گروہ کے نزدیک اسے قید رکھا جائے گا قتل نہیں کیا جائیگا۔

1378– اخرجه البخاری (173/6) كتاب الجهاد والسير، باب: لا يعذب بعذب الله، حديث (3017)، (279/12) كتاب الستتابة المرتدين، باب: حكم المرتد، والمرتدة– حديث (6922) وابو داؤد (530/3) كتاب الحدود، باب: الحكم فيمن ارتد، حديث (4351) والنسائی (104/7) كتاب تحريم الدم، باب: توبة المرتد وابن ماجه (848/2) كتاب الحدود: باب المرتد عن دينه، حديث (2535) واحمد (217/1-219) والحميدی (244/1) حديث (533) عن عكرمة.

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہلِ کوفہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

شرح

مرتد کی سزا قتل

مرتد وہ شخص ہے جو اسلام کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کرے۔ جب یہ اسلامی اصولوں اور تعلیمات کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہو کر مسلمانوں کو بدظن کرنے کی کوشش کرے تو اسے علماء ربانین کی خدمت میں پیش کیا جائے تا کہ وہ اس کے شبہات دور کر دیں۔ علماء کے سمجھانے کے باوجود اگر وہ راہ راست پر نہ آئے تو اس کی کم از کم سزا قتل ہے۔ اس کے لیے یہ سزا اسلام پر مجبور کرنے کے لیے نہیں تجویز کی گئی بلکہ فتنہ کا دروازہ بند کرنے کے لیے ہے۔ اگر اسلام پر مجبور کرنے کے لیے یہ سزا ہوتی تو مرتدہ کی بھی یہی سزا ہوتی جبکہ اسے گھر میں نظر بند کرنے کا حکم اور ملاقات پر پابندی ہے۔ فتنہ تو قتل سے بھی زیادہ سخت ہے: اَلْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ

سوال: کیا مرتد کو نذر آتش کرنے کی سزا دی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اس بارے میں علماء کے دو اقوال ہیں: (۱) ناجائز ہے، کیونکہ اس سزا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع کیا ہے اور یہ سزا دینا صرف اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان ہے۔ (۲) جائز ہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث ممانعت معلوم ہونے کے باوجود مرتدین کو نذر آتش کرنے کی سزا دی تھی۔

نوٹ: جوئیں، بھڑ اور کھٹمل وغیرہ موذی جانوروں کو نذر آتش کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: مرتد کی سزا قتل کیوں تجویز کی گئی ہے، جبکہ قرآن نے صراحتاً فرمایا: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ دین میں مجبوری نہیں ہے؟

جواب: قبولِ اسلام کے بعد اسلام کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنا بہت بڑا فتنہ ہے، جس کی سرکوبی اور خاتمہ ضروری ہے۔ اس بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف الفاظ میں فرمایا: من بدل دینہ فاقتلوہ ۔ جو شخص مرتد ہو جائے تو تم اسے قتل کر دو۔

سوال: منافق تو کافر سے بھی زیادہ نقصان پہنچا سکتا ہے، تو پھر اسلام نے اس کے قتل کا حکم کیوں نہیں دیا؟

جواب: منافقت کا تعلق باطن کے ساتھ ہے باطن کے بارے میں صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں، اس لیے اس کے قتل کا حکم نہیں دیا ہے۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو من جانب اللہ منافقوں کے بارے میں علم بھی عطا کیا گیا تھا جس وجہ سے آپ نے ان کا نام لے کر انہیں مجلس سے نکال دیا تھا مگر آپ نے انہیں قتل نہیں کیا تھا؟

جواب: بیشک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کے نفاق سے آگاہ تھے لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل اس لیے نہیں کیا تھا کہ کفار کہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کراتے ہیں۔

قتل مرتد پر صحابہ کا عمل

مرتد کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عملی پیغام ان کا قتل تھا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حاکم

یمن کی حیثیت سے یمن پہنچے تو ایک شخص کو دیکھا جو رسی سے باندھا گیا تھا۔ آپ نے اس کے بارے میں وضاحت طلب کی تو عرض کیا گیا: یہ شخص مرتد ہو گیا ہے۔ آپ نے اعلان فرمایا: جب تک اس شخص کو قتل نہ کیا جائے گا میں اس وقت تک سواری سے نہیں اتروں گا۔ علاوہ ازیں زمانہ جاہلیت کے شاعر عبداللہ بن خطل کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا اور مرتد ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ شَهَرَ السِّلَاحَ

باب 25: جو شخص (مسلمانوں پر) ہتھیار اٹھائے

1379 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ اَبِیْ مُوْسٰی حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمہ بن اکوع سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوموسیٰ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

مسلمان پر ہتھیار اٹھانے کی مذمت

حدیث باب کے کئی مفاہیم بیان کیے گئے ہیں: (۱) مسلمان کیخلاف ہتھیار استعمال کرنا مسلمان کی شایان شان نہیں ہے۔ (۲) مسلمان کے خلاف ہتھیار استعمال کرنا، مسلمان کا فعل نہیں ہو سکتا۔ (۳) اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والا اس لائق نہیں ہے کہ اسے مسلمانوں میں شمار کیا جائے۔ (۴) مسلمان پر ہتھیار اٹھانے والا اس قدر قابل مذمت و قابل وعید ہے کہ وہ مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں ہو سکتا۔

1379- اخرجه البخاری (26/13) كتاب الفتن، باب: قول النبی صلی الله عليه وسلم من حمل علينا السلاح، حديث (7071) ومسلم (348/1) كتاب الايمان، باب: من حمل علينا السلاح، حديث (100/163) وابن ماجه (860/2) كتاب الحدود، باب: من شهر السلاح، حديث (577) عن ابی اسامة عن يزيد بن عبد الله بن ابی بردة عن ابی بردة عن ابی موسیٰ به.

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ حَدِّ السَّاحِرِ

باب 26: جادو کرنے والے کی سزا

1380 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ وَكِيْعٌ هُوَ ثِقَةٌ وَّيُرْوٰى عَنِ الْحَسَنِ اَيْضًا وَّالصَّحِيْحُ عَنْ جُنْدُبٍ مَوْقُوْفٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ اِنَّمَا يُقْتَلُ السَّاحِرُ اِذَا كَانَ يَعْمَلُ فِيْ سِحْرِهٖ مَا يَبْلُغُ بِهِ الْكُفْرَ فَاِذَا عَمِلَ عَمَلًا دُوْنَ الْكُفْرِ فَلَمْ نَرَ عَلَيْهِ قَتْلًا

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جادو کرنے والے کی سزا یہ ہے: اسے تلوار کے ذریعے قتل کردیا جائے۔

ہم اس حدیث کے "مرفوع" ہونے کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اسماعیل بن مسلم مکی کو علم حدیث میں ان کے حافظے کے حوالے سے "ضعیف" قرار دیا گیا ہے۔

اسماعیل بن مسلم عبدی بصری کے بارے میں وکیع نے یہ فرمایا ہے: وہ ثقہ ہیں۔ انہوں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی احادیث روایت کی ہیں۔

صحیح روایت یہ ہے: یہ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے "موقوف" روایت کے طور پر منقول ہے۔

بعض اہلِ علم' جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جادو کرنے والے شخص کو قتل کیا جائے گا جبکہ وہ اپنے جادو کے ذریعے ایسا عمل کرتا ہو جو کفر کی حد تک پہنچتا ہو لیکن جو عمل کفر کی حد تک نہیں پہنچتا تو ہمارے نزدیک ایسے شخص کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔

1380- انفرد بہ الترمذی کما فی تحفۃ الاشراف (446/2) حدیث (3269) واخرجہ الحاکم فی المستدرک (360/4) والدار قطنی (114/3) والبیہقی (136/8)

شرح

جادوگر کی سزا

حدیث باب میں جادوگر کی جو سزا تجویز کی گئی ہے وہ مرتد سے قطعاً مختلف نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسے تلوار کے ایک ہی وار سے قتل کر دیا جائے۔ جادوگر دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) وہ ہے جس کا سحر حد کفر کو پہنچ چکا ہو وہ مرتد ہے اور حدیث باب میں اس کی سزا بھی مرتد جیسی ہے یعنی قتل کی سزا بیان کی گئی ہے۔ (۲) وہ ہے جس کا سحر کفر و شرک کی حد تک نہ پہنچا ہو بلکہ وہ ناجائز و حرام ضرور ہو اس پر کوئی حد نہیں ہے۔ تاہم امیر وقت یا قاضی اسے مناسب سزا دے سکتا ہے اور وہ قتل کی سزا بھی ہو سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْغَالِّ مَا يُصْنَعُ بِهٖ

باب 27: مالِ غنیمت میں چوری کرنے والے کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

1381 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَائِدَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ وَّجَدْتُّمُوْهُ غَلَّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاحْرِقُوْا مَتَاعَهٗ

قَالَ صَالِحٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى مَسْلَمَةَ وَمَعَهٗ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَوَجَدَ رَجُلًا قَدْ غَلَّ فَحَدَّثَ سَالِمٌ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُحْرِقَ مَتَاعُهٗ فَوُجِدَ فِيْ مَتَاعِهٖ مُصْحَفٌ فَقَالَ سَالِمٌ بِعْ هٰذَا وَتَصَدَّقْ بِثَمَنِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا الْحَدِيْثُ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الْاَوْزَاعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ اِنَّمَا رَوٰى هٰذَا صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَائِدَةَ وَهُوَ اَبُوْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ وَهُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّقَدْ رُوِيَ فِيْ غَيْرِ حَدِيْثٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَالِّ فَلَمْ يَاْمُرْ فِيْهِ بِحَرْقِ مَتَاعِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو تم ایسی حالت میں پاؤ کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں چوری کی ہو تو تم اس کے سامان کو جلا دو۔

صالح بیان کرتے ہیں: میں حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے ساتھ سالم بن عبداللہ بھی موجود تھے۔ انہوں

1381- اخرجہ ابوداؤد (76/2) کتاب الجہاد، باب: فی عقوبۃ الغال، حدیث (2713) والدارمی (231/2) کتاب السیر: باب: فی عقوبۃ الغال واحمد (22/1) عن عبد العزیز بن محمد الدراوردی، قال، حدثنا صالح بن محمد عن سالم عن ابیہ عن عمر بہ۔

نے ایک شخص کو پایا جس نے مالِ غنیمت میں چوری کی تھی' تو سالم نے یہ حدیث سنائی تو ان کے حکم کے تحت اس شخص کے سامان کو جلا دیا گیا' تو اس شخص کے سامان میں قرآن مجید بھی ملا تو سالم نے کہا اس کو فروخت کر دو اور اس کی قیمت کو صدقہ کر دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے' ہم اسے صرف اس سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: اس روایت کو صالح بن محمد نے روایت کیا ہے۔

یہ صاحب ابوواقد لیثی ہیں' اور یہ منکر الحدیث ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے خیانت کرنے والے کے بارے میں دوسری حدیث بھی منقول ہے۔ اس میں آپ نے اس کے سامان کو جلانے کا حکم نہیں دیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

شرح

مالِ غنیمت چوری کرنے کی سزا اور مذمت

مالِ غنیمت سے مراد وہ سامان ہے جو میدان جنگ میں دشمن چھوڑ کر بھاگ جائے اور مجاہدین اس پر قابض ہو جائیں مثلاً ہتھیار' کھانے پینے کی اشیاء یا دوسرا مال ومتاع۔ مالِ غنیمت تقسیم سے قبل امانت ہوتا ہے نہ تو اس میں خیانت جائز ہے اور نہ چوری۔ اس سامان کا خائن اور چور دونوں مجرم ہیں۔ چوری کی سزا قطع ید نہیں ہے' کیونکہ وہ مال بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے جو قومی خزانہ ہوتا ہے' جبکہ قومی خزانہ میں اس کا بھی حصہ ہے۔ تاہم تقسیم مالِ غنیمت کے بعد چور کا حصہ نذرِ آتش کر دیا جائے گا۔ اس کے سامان کو نذرِ آتش کرنا علاج بالضد ہے۔ اس سامان میں مذہبی کتاب یا قرآن کریم ہو' تو اسے نذرِ آتش نہیں کیا جائے گا بلکہ محفوظ کر لیا جائے گا۔

تعزیر بالمال کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ

کیا تعزیر بالمال جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ تعزیر بالمال جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے' جس میں چور کا سامان نذرِ آتش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سامان میں قرآن وغیرہ ہو' تو اسے محفوظ کر لیا جائے گا۔

۲- جمہور آئمہ کے نزدیک تعزیر بالمال جائز نہیں ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے: لایحل مال امرء مسلم الا لطیب نفس منہ ۔''مسلمان کا مال اس کی خوش دلی کے بغیر حلال نہیں ہے''۔ جمہور کی اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے

کہ اس روایت میں اس مسلمان کا تذکرہ ہے، جس نے کوئی جرم نہ کیا ہو مگر جب کوئی مسلمان جرم کا مرتکب ہو تو اسے جسمانی سزا دی جا سکتی ہے تو مالی سزا تو بطریق اولیٰ دی جا سکتی ہے اس لیے کہ طیب نفس سے جان حلال نہیں ہوتی جبکہ مال حلال قرار پاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يَقُولُ لِاٰخَرَ يَا مُخَنَّثُ

باب 28: جو شخص دوسرے سے یہ کہے: اے ہیجڑے

1382 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَيْكٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ يَا يَهُوْدِيُّ فَاضْرِبُوْهُ عِشْرِيْنَ وَاِذَا قَالَ يَا مُخَنَّثُ فَاضْرِبُوْهُ عِشْرِيْنَ وَمَنْ وَّقَعَ عَلٰى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ يُضَعَّفُ فِی الْحَدِيْثِ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ رَوَاهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَّقُرَّةُ بْنُ اِيَاسٍ الْمُزَنِیُّ اَنَّ رَجُلًا تَزَوَّجَ امْرَاَةَ اَبِيْهِ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِهٖ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَصْحَابِنَا قَالُوْا مَنْ اَتٰى ذَاتَ مَحْرَمٍ وَّهُوَ يَعْلَمُ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ وَقَالَ اَحْمَدُ مَنْ تَزَوَّجَ اُمَّهٗ قُتِلَ وَقَالَ اِسْحٰقُ مَنْ وَّقَعَ عَلٰى ذَاتِ مَحْرَمٍ قُتِلَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے اے یہودی! تم اسے بیس کوڑے لگواؤ اور جب وہ یہ کہے: اے ہیجڑے! تم اسے بیس کوڑے لگواؤ اور جو شخص کسی محرم عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے تم اسے قتل کر دو۔

یہ حدیث ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں، ابراہیم بن اسماعیل نامی راوی کو علم حدیث میں "ضعیف" قرار دیا گیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے دیگر روایات بھی نقل کی گئی ہیں۔ انہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت قرہ بن ایاس مزنی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے: ایک شخص نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ شادی کر لی تو نبی اکرم ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔

ہمارے اصحاب کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص جاننے کے باوجود کسی محرم عورت کے ساتھ زنا کر لے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص اپنی ماں کے ساتھ شادی کر لے اسے قتل کر دیا جائے گا۔

1382- اخرجه ابن ماجه (857/2) كتاب الحدود، باب: حد القذف، حديث (2568) قالا، حدثنا ابن ابی فديك، عن ابراهيم بن اسماعيل بن ابی حبيبة، عن داؤد بن الحصين، عن عكرمة، فذكره.

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص کسی محرم عورت کے ساتھ زنا کرے اسے قتل کردیا جائے گا۔

شرح

برے نام سے مخاطب کرنے کی سزا

جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو برے لقب یا نام سے پکارے مثلاً یوں کہا: اے ہجڑے یا اے یہودی! تو اسے گالی دینے کی سزادی جائے گی اور وہ بیس کوڑے ہیں۔ حدیث باب میں دوسرا مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے: جب کوئی شخص محرم سے زنا کا ارتکاب کرے خواہ وہ شادی شدہ ہو یا کنوارا تو قتل کی سزادی جائے گی۔ یہ عام زانی سے بڑا مجرم ثابت ہوا کیونکہ اس نے ایک تو زنا کا ارتکاب کیا اور دوسرا محرم کے ساتھ منہ کالا کرنے کا جرم کیا۔ لہٰذا اسے کم از کم سزا قتل دی جائے گی تاکہ دوسرے لوگوں کے لیے نشانی عبرت بن جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اس روایت سے ثابت ہوا کہ کسی مسلمان بھائی کو برے القاب اور برے نام سے مخاطب کرنا گالی دینے کے مترادف جرم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے لیے گالی کی سزا یعنی بیس کوڑے تجویز کی گئی ہے۔ لہٰذا برے القاب اور برے نام سے کسی کو مخاطب کرنے سے مکمل احتراز کیا جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّعْزِيْرِ

باب 29: تعزیر (سزا) کا بیان

1383 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّا فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي التَّعْزِيْرِ وَاَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي التَّعْزِيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثُ

اختلافِ سند: قَالَ وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ بُكَيْرٍ فَاَخْطَاَ فِيْهِ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ خَطَاٌ وَّالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ اِنَّمَا

1383- اخرجه البخاری (182/12) كتاب الحدود، باب: كم التعزير والادب، حديث (6848) ومسلم (212/6، الابی) كتاب الحدود، باب: قدر اسواط التعزير، حديث (1708/40) وابو داؤد (573/2) كتاب الحدود، باب: فی التعزير، حديث (4491، 4492) وابن ماجه (867/2) كتاب الحدود، باب التعزير، حديث (2601) والدارمی (176/2) كتاب الحدود، بيا: التعزير فی الذنوب، واحمد (466/3) وعبد بن حميد (ص143) حديث (366) عن بكير بن عبد الله بن الاشج، عن سليمان بن يسار، عن عبد الرحمن بن جابر بن عبد الله عن ابی بردة به.

هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دس سے زیادہ کوڑوں کی سزا صرف کسی حد میں دی جا سکتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف بکیر بن عبداللہ کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

تعزیر کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے' تاہم تعزیر کے بارے میں روایت کی گئی سب سے بہتر روایت یہی حدیث ہے۔

ابن لہیعہ نے اس روایت کو بکیر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اور اس میں غلطی کی ہے۔

انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: عبدالرحمٰن بن جابر کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے صحیح بات یہ ہے: اسے لیث بن سعد نے روایت کیا ہے اور وہ راوی عبدالرحمٰن بن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ جنہوں نے حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسے نقل کیا ہے۔

شرح

تعزیر کی تعریف اور اس کے شرعی حکم میں مذاہب آئمہ

تعزیر وہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقرر نہ ہو۔ حاکم وقت یا قاضی اپنی صوابدید کے مطابق تجویز کر سکتا ہے۔ حدود اور تعزیرات میں نمایاں فرق ہے۔ حدود میں تبدیلی نہیں ہو سکتی جبکہ تعزیرات میں ہو سکتی ہے۔ حدود میں معافی نہیں ہو سکتی جبکہ تعزیرات میں اس کی گنجائش ہے۔ حدود اللہ تعالیٰ اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے متعین ہوتی ہیں جبکہ تعزیرات حاکم وقت یا قاضی مقرر کرتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ تعزیر کی زیادہ سے زیادہ سزا کتنی ہو سکتی ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک' حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام طحاوی رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے تعزیر کا تعین نہیں ہے۔ لہٰذا حاکم وقت یا قاضی حالات کے مطابق جتنی چاہے سزا دے سکتا ہے۔ انہوں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کی لونڈی سے اجماع کرے' تو اسے سنگسار کیا جائے گا اور اگر اس کی اجازت سے وطی کرے' تو اسے سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے اجازت کے سبب محل میں شبہ ہو گیا اور شبہ کے باعث حد ساقط ہو جاتی ہے۔ یہ سو کوڑوں کی سزا بطور تعزیر ہو گی۔

۲- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ تعزیر انتالیس (۳۹) کوڑے ہو سکتی ہے۔ آپ نے قیاسی دلیل پیش کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ غلام کے حق میں شریعت کے مطابق حد خمر چالیس کوڑے ہے اور اس سے ایک کوڑا کم کر دیا تا کہ حد اور تعزیر میں فرق ہو جائے۔ اس طرح زیادہ سے زیادہ تعزیر ۳۹ کوڑے ہوئی۔

۳-حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعزیر دس کوڑوں سے زائد ہو سکتی ہے لیکن اس کا تعین نہیں کیا گیا۔لہٰذا حاکم وقت یا قاضی جتنی چاہے سزا تجویز کر سکتا ہے۔انہوں نے تعامل صحابہ سے استدلال کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس کوڑوں کی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس (۳۰) کوڑوں کی سزا کا حکم دیا تھا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ یوں دیا جاتا ہے:

(۱) حدیث باب منسوخ ہے جس پر قرینہ تعامل صحابہ کرام ہے۔(۲) اس روایت میں اضطراب ہے جس وجہ سے قابل استدلال نہیں ہے۔

سوال: کیا بطور تعزیر کسی کو قتل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس میں فقہاء کا اختلاف ہے اور مختار قول کے مطابق تعزیراً قتل کرنا جائز ہے۔اس بارے میں وہ مشہور روایت بطور دلیل پیش کی جا سکتی ہے کہ چوتھی بار شراب نوشی کرنے والے جانور سے وطی کرنے والے اور لواطت کا ارتکاب کرنے والے کو قتل کر دو۔ان تینوں کا قتل بطور حد نہیں بلکہ بطور تعزیر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الصَّيْدِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

شکار کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ماقبل سے ربط سابقہ ابواب میں حدود و تعزیرات کی بحث تھی جن میں قتل انسان کے احکام بھی تھے۔ قتل انسان کے احکام کی بحث کے بعد اب قتل حیوانات (ذبائح) کی بحث کا آغاز ہوا چاہتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يُؤْكَلُ مِنْ صَيْدِ الْكَلْبِ وَمَا لَا يُؤْكَلُ

باب 1: کتے کے شکار میں سے کسے کھایا جا سکتا ہے اور کسے نہیں کھایا جا سکتا؟

1384 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ ح وَالْحَجَّاجُ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ اَبِیْ مَالِكٍ عَنْ عَائِذِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اَهْلُ صَيْدٍ قَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَاَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ قُلْتُ وَاِنْ قَتَلَ قَالَ وَاِنْ قَتَلَ قُلْتُ اِنَّا اَهْلُ رَمْيٍ قَالَ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ فَكُلْ قَالَ قُلْتُ اِنَّا اَهْلُ سَفَرٍ نَمُرُّ بِالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمَجُوْسِ فَلَا نَجِدُ غَيْرَ اٰنِيَتِهِمْ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَاغْسِلُوْهَا بِالْمَآءِ ثُمَّ كُلُوْا فِيْهَا وَاشْرَبُوْا

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَعَائِذُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ اَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ وَاسْمُ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ جُرْثُوْمٌ وَيُقَالُ جُرْثُمُ بْنُ نَاشِبٍ وَيُقَالُ ابْنُ قَيْسٍ

◆◆ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم شکاری لوگ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے کتے کو بھیجتے ہوئے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے لو اور وہ تمہارے لیے شکار کر لے تو تم اسے کھا لو۔ میں نے

1384- اخرجه مسلم (12/7- الابی) كتاب الصيد والذبائح وما يؤكل من الحيوان' باب: الصيد بالكلاب المعلمة' حديث (1930/11) واحمد (193/4)

عرض کی:

اگر چہ وہ اس جانور کو مار دے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر چہ وہ اسے مار دے۔ میں نے عرض کی: ہم تیرانداز لوگ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو تمہارے تیر لگنے سے مرے اسے کھالو۔ میں نے عرض کی: ہم سفر میں ہوتے ہیں۔ بعض اوقات یہودیوں، عیسائیوں یا مجوسیوں کے پاس سے گزرتے ہیں' تو وہاں ہمیں صرف انہی کے برتن ملتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ملتا تو تم اسے پانی کے ذریعے دھو کر پھر ان میں کھا بھی لو اور پی بھی لو۔

اس بارے میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

عائذ اللہ نامی راوی ابوادریس خولانی ہیں۔

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کا نام جرثوم ہے۔ اور ایک قول کے مطابق جرثم بن ناشب' ایک قول کے مطابق جرثم بن قیس ہے۔

1385 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

متنِ حدیث: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُرْسِلُ كِلَابًا لَنَا مُعَلَّمَةً قَالَ كُلْ مَا اَمْسَكْنَ عَلَيْكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَاِنْ قَتَلْنَ مَا لَمْ يَشْرَكْهَا كَلْبٌ غَيْرُهَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَرْمِيْ بِالْمِعْرَاضِ قَالَ مَا خَزَقَ فَكُلْ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَاْكُلْ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ نَحْوَهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ وَسُئِلَ عَنِ الْمِعْرَاضِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لوگ اپنے تربیت یافتہ کتے کو (شکار کے لیے) بھیجتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے وہ تمہارے لیے پکڑے تم اسے کھالو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر وہ جانور کو مار ڈالے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر چہ وہ اسے مار ڈالے۔ بشرطیکہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا کتا اس شکار میں شریک نہ ہو۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لاٹھی کے ذریعے بھی (جانور کو شکار کر لیتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اس لاٹھی کی لوہے کی نوک) جسے چیر دے اسے کھالو اور جو اس لاٹھی کے چوڑائی کی سمت میں لگنے کی وجہ سے مرے

1385- اخرجه البخاری (519/9) كتاب الذبائح والصيد' باب: ما اصاب المعراض بعرضه' حديث (5477) ومسلم (3/7- الابی) كتاب الصيد والذبائح' باب: الصيد بالكلاب المعلمة' حديث (1929/1) وابو داؤد (120/2) كتاب الصيد' باب في الصيد' حديث (2847) والنسائی (180/7) كتاب الصيد والذبائح' باب: صيد الكلب المعلم وابن ماجه (1072/2) كتاب الصيد: باب: صيد المعراض' حديث (3215) واحمد (256/4) عن منصور عن ابراهيم همام بن الحارث عن عدی بن حاتم۔

اسے نہ کھاؤ۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ سے لاٹھی کے شکار کے بارے میں دریافت کیا گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

جواز وحلت صید کی شرائط

شکار کے جواز وحلت کی چند مشہور شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) آلہ یا شکاری جانور پر تسمیہ پڑھنا (۲) شکار کا گلے سے ذبح کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کا تمام جسم محل ذبح ہے۔ (۳) شکاری جانور کو بالقصد شکار پر چھوڑا گیا ہو۔ (۴) شکاری جانور معلم ہو یعنی وہ شکار کا کوئی حصہ نہ کھائے (۵) شکار کو زخمی کرنا (۶) شکار ایسا جانور ہو جس کو ذبح کر کے کھانا جائز ہو۔

جب کسی جانور میں حلت وحرمت دونوں اسباب پائے جائیں تو حرمت کو ترجیح حاصل ہونا

حدیث باب پر غور کرنے سے یہ مسئلہ سامنے آتا ہے کہ جب کسی جانور میں ہلاکت کے دو اسباب پائے جائیں جو ایک حلت کا اور دوسرا حرمت کا تو حرمت کے سبب کو ترجیح حاصل ہوگی مثلاً کسی شکاری نے کسی پرندے کو شکار کرنے کے لیے تیر مارا تو وہ پرندہ کھڑے ہوئے پانی کے گڑھے میں جا گرا اور ہلاک ہو گیا۔ اس پرندے کی ہلاکت کے دو اسباب ہیں۔ ایک تیر جو سبب حلال ہے اور دوسرا پانی میں ڈوبنا جو سبب حرمت ہے تو اس صورت میں حرمت کی جہت کو ترجیح حاصل ہوگی۔ لہٰذا وہ پرندہ حلال نہیں بلکہ حرام ہوگا۔ اس ترجیح کی وجہ احتیاطی پہلو کو اختیار کرنا ہے جو اسلامی اصول کے قریب تر ہے۔

گولی سے شکار کیے ہوئے جانور کا شرعی حکم

جب کسی جانور کو گولی سے شکار کیا جائے تو کیا وہ حلال ہوگا یا نہیں؟ اس مسئلہ کی وضاحت فقہاء متقدمین کی کتب میں موجود نہیں ہے' کیونکہ ان کے ادوار میں بندوق وغیرہ کی گولی تصور نہیں تھا۔ تاہم علماء عصر حاضر کا اس میں اختلاف ہے۔ علماء کی ایک جماعت اسے حلال قرار دیتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب بندوق یا پستول وغیرہ کی گولی سے کسی جانور کو شکار کیا جائے تو وہ گولی تیز رفتاری سے جانور کو لگتی ہے اور آر پار ہو جاتی ہے۔ اس کے سبب جانور کے ہر حصہ سے اتنا خون بہہ جاتا ہے جتنا چھری سے ذبح کرنے میں بھی نہیں بہتا اور ذبح کا مقصد خون بہانا ہوتا ہے۔ لہٰذا جانور حلال ہونا چاہیے۔ علماء کی دوسری جماعت کا موقف ہے کہ وہ جانور حرام ہے' کیونکہ گولی تیز دھار آلہ نہیں ہوتا اور نوکدار بھی نہیں ہو بلکہ تیز رفتاری سے آ کر جانور کو لگتی ہے اور آر پار ہو جاتی اور بذات خود پھاڑنے کی صلاحیت نہیں ہوتی صرف دور سے تیز آنے کی وجہ سے آر پار ہوتی ہے' لہٰذا یہ ذبح کے حکم میں نہیں ہے اور جانور ذبح کے بغیر ہلاک ہو جائے تو وہ حرام ہوتا ہے' لہٰذا یہ حرام ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوْسِ

باب2: مجوسی کے کتے کا شکار

1386 سندِحدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ اَبِىْ بَزَّةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: نُهِيْنَا عَنْ صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوْسِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُرَخِّصُوْنَ فِيْ صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوْسِ

توضیحِ راوی: وَالْقَاسِمُ بْنُ اَبِىْ بَزَّةَ هُوَ الْقَاسِمُ بْنُ نَافِعٍ الْمَكِّىُّ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہمیں مجوسی کے کتے کے کیے ہوئے شکار (کو کھانے) سے منع کیا گیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف اس سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے مجوسی کے کتے کے شکار (کو کھانے) کی اجازت نہیں دی۔

قاسم بن ابوبزہ نامی راوی کا قاسم بن نافع مکی ہیں۔

شرح

آتش پرست کے کتے شکار کا شرعی حکم

مجوسی کے کتے کے شکار کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس بارے میں فقہاء کا اجماعی فیصلہ یہ ہے کہ جس طرح ذابح کا صاحبِ ملت (مسلمان یا اہلِ کتاب) ہونا شرط ہے اسی طرح شکاری کتے کو چھوڑنے والے کا صاحبِ ملت ہونا بھی ضروری ہے لہٰذا ہندو مجوسی اور شرک کے کتے کا شکار حرام ہے۔ حدیث باب کے مضمون سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَيْدِ الْبُزَاةِ

باب3: باز کے شکار کا حکم

1387 سندِحدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَّهَنَّادٌ وَّاَبُوْ عَمَّارٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ مُّجَالِدٍ عَنِ

1386- اخرجه ابن ماجه (1070/) كتاب الصيد، باب: صيد كلب المجوس- حديث (3209) قالا: حدثنا وكيع، قال: حدثنا شريك، عن الحجاج بن ارطاة، عن القاسم عن سلمان اليشكري عن جابر به.

1387- اخرجه ابوداؤد (121/2) كتاب الصيد: باب: في اتخاذ الكلب للصيد وغيره حديث (2851) وابن ماجه (1071/2) كتاب الصيد، باب: صيد القوس، حديث (3212) واحمد (4/257-377) والحميدي (2/406-407) حديث (914-915-916) من طريق مجالد بن سعيد عن الشعبي عن عدي بن حاتم به.

الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ

متن حدیث: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْبَازِى فَقَالَ مَا اَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِصَيْدِ الْبُزَاةِ وَالصُّقُوْرِ بَاْسًا وقَالَ مُجَاهِدٌ الْبُزَاةُ هُوَ الطَّيْرُ الَّذِىْ يُصَادُ بِهٖ مِنَ الْجَوَارِحِ الَّتِىْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ) فَسَّرَ الْكِلَابَ وَالطَّيْرَ الَّذِىْ يُصَادُ بِهٖ وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِىْ صَيْدِ الْبَازِى وَاِنْ اَكَلَ مِنْهُ وَقَالُوْا اِنَّمَا تَعْلِيْمُهُ اِجَابَتُهُ وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ وَالْفُقَهَاءُ اَكْثَرُهُمْ قَالُوْا يَاْكُلُ وَاِنْ اَكَلَ مِنْهُ

◆◆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے باز کے شکار کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: جسے وہ تمہارے لیے شکار کر لے اسے کھالو۔

ہم اس روایت کو صرف مجالد کی شعبی سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ان کے نزدیک باز اور شکرے کے شکار میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مجالد فرماتے ہیں: باز وہ پرندہ ہے' جسے شکار کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور یہ ان جوارح میں شامل ہے۔جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

''اور جن جوارح کی تم نے تربیت کی ہو''

انہوں نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے کتے اور پرندے کا تذکرہ کیا ہے' جن کے ذریعے شکار کیا جاتا ہے۔

بعض اہل علم نے باز کے اس شکار کو کھانے کی رخصت دی ہے' جسے اس باز نے خود بھی کھایا ہو۔

یہ علماء فرماتے ہیں: باز کے تربیت یافتہ ہونے کا مطلب یہ ہے: وہ حکم کی تعمیل کرے۔

بعض اہل علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے اکثر فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے: آدمی اس شکار کو کھا سکتا ہے' جس کے کچھ حصے کو باز نے کھالیا ہو۔

شرح

باز کے ذریعے شکار کیے ہوئے جانور کا شرعی حکم

لفظ ''البزاۃ'' البازی کی جمع ہے اور اردو زبان میں ''باز'' کو کہا جاتا ہے۔باز کے شکار کے حلال ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ کتے کی طرح معلم یعنی تربیت یافتہ ہو۔دونوں کی تعلیم میں فرق ہے۔کتے کی تعلیم یہ ہے کہ وہ شکار کرنے کے بعد جانور کو مکمل طور پر اپنے مالک کے لیے محفوظ رکھے اور اس کو کھائے نہ۔باز کی تعلیم یہ ہے کہ جب مالک اسے جانور کے شکار کے لیے اڑائے اور پھر اسے واپس طلب کرے' تو وہ فوراً واپس پلٹ آئے۔معلم کتے کی طرح ایسے باز کا شکار بھی حلال ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الرَّجُلِ یَرْمِی الصَّیْدَ فَیَغِیبُ عَنْهُ

باب 4: آدمی شکار کو تیر مارتا ہے اور وہ شکار غائب ہو جاتا ہے

1388 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ جُبَیْرٍ یُحَدِّثُ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْمِی الصَّیْدَ فَاَجِدُ فِیْهِ مِنَ الْغَدِ سَهْمِیْ قَالَ اِذَا عَلِمْتَ اَنَّ سَهْمَكَ قَتَلَهٗ وَلَمْ تَرَ فِیْهِ اَثَرَ سَبُعٍ فَكُلْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰی شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ وَّعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَیْسَرَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ مِثْلَهٗ وَكِلَا الْحَدِیْثَیْنِ صَحِیْحٌ

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ

◆◆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں شکار کو تیر مارتا ہوں اور پھر میں اسے اگلے دن اپنے تیر کے ہمراہ پاتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں یہ یقین ہو کہ وہ تمہارے ہی تیر کی وجہ سے ہلاک ہوا ہے اور تم اس میں کسی درندے (کے حملے) کا نشان نہ پاؤ تو تم اسے کھالو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

شعبہ نے اس حدیث کو ابوبشر کے حوالے سے عبدالملک بن میسرہ کے حوالے سے، سعید بن جبیر کے حوالے سے، حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

یہ دونوں روایات صحیح ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

تیر لگنے کے بعد شکار کے غائب ہونے کا حکم

جب کوئی شخص پرندے کو تیر کا نشانہ بنائے تو شکار غائب ہو جائے اور تلاش کے باوجود وہ دستیاب نہ ہوا ہو۔ دوسرے دن وہ

1388- اخرجه النسائي (193/7) كتاب الصيد والذبائح' باب: في الذي يرمي الصيد فيغيب عنه واحمد (377/4) عن سعيد بن جبير عن عدي بن حاتم به.

پرندہ ہلاک شدہ دستیاب ہوا اور تیر بھی اس میں پیوست ہو تو وہ جانور حلال ہے کیونکہ یقینی طور پر وہ پرندہ تیر سے ہلاک ہوا ہے لہٰذا وہ حلال ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يَّرْمِي الصَّيْدَ فَيَجِدُهُ مَيِّتًا فِي الْمَآءِ

باب 5: جو شخص شکار کو تیر مارے اور پھر اس شکار کو پانی میں مردہ پائے

1389 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنِي عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ اِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ وَّجَدْتَهُ قَدْ قُتِلَ فَكُلْ اِلَّا اَنْ تَجِدَهُ قَدْ وَقَعَ فِي مَاءٍ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِي الْمَاءُ قَتَلَهُ اَوْ سَهْمُكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے شکار کے بارے میں دریافت کیا: آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم اسے اپنا تیر مارو تو اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے لو پھر تم اسے اس حالت میں پاؤ کہ وہ مر چکا ہے تو تم اسے کھالو ماسوائے اس صورت کے کہ تم اسے پانی میں گرا ہوا پاؤ تو اسے نہ کھانا کیونکہ تم یہ نہیں جانتے کہ وہ پانی کی وجہ سے مرا ہے یا تمہارے تیر کی وجہ سے مرا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

تیر لگنے کے بعد پرندہ پانی میں مردہ پائے جانے کا حکم

شکاری کا تیر لگنے کے بعد پرندہ پانی میں جا گرے اور ہلاک ہو جائے۔ اس صورت میں شکار کی ہلاکت کے دو اسباب ہوئے۔ (۱) تیر کا نشانہ بننا (۲) پرندے کا پانی میں گرنا۔ پہلے سبب کی وجہ سے یہ حلال ہوگا اور دوسرے سبب کی وجہ سے حرام۔ جب حلت وحرمت دونوں اسباب کسی جانور میں پائے جائیں تو حرمت والے سبب کو ترجیح حاصل ہوتی ہے لہٰذا یہ پرندہ کھانا حلال نہیں بلکہ حرام ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

1389- اخرجه البخاري (525/9) كتاب الذبائح والصيد: باب: الصيد اذا غاب عنه يومين او ثلاثة' حديث (5484) ومسلم (12/7) كتاب الصيد والذبائح- باب: الصيد بالكلاب المعلمة حديث (1929/7) وابو داؤد (121/2) كتاب الصيد' باب: في الصيد' حديث (2859) والنسائي (193/192/7) كتاب الصيد والذبائح' باب: في الذي يرمي الصيد فيقع في الماء' وابن ماجه (1072/2) كتاب الصيد باب: الصيد يغيب ليلة' حديث (3213) واحمد (256/4) عن عاصم الاحوال عن الشعبي عن عدي بن حاتم به.

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْكَلْبِ يَأْكُلُ مِنَ الصَّيْدِ

باب 6: جو کتا شکار میں سے کچھ کھالے اُس کا حکم

1390 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُّجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ

متن حدیث: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ قَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مَا اَمْسَكَ عَلَيْكَ فَاِنْ اَكَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ خَالَطَتْ كِلَابَنَا كِلَابٌ اُخَرُ قَالَ اِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْ عَلٰى غَيْرِهٖ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ سُفْيَانُ اَكْرَهُ لَهٗ اَكْلَهٗ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ فِي الصَّيْدِ وَالذَّبِيْحَةِ اِذَا وَقَعَا فِي الْمَآءِ اَنْ لَّا يَاْكُلَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي الذَّبِيْحَةِ اِذَا قُطِعَ الْحُلْقُوْمُ فَوَقَعَ فِي الْمَآءِ فَمَاتَ فِيْهِ فَاِنَّهٗ يُؤْكَلُ وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْكَلْبِ اِذَا اَكَلَ مِنَ الصَّيْدِ فَقَالَ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا اَكَلَ الْكَلْبُ مِنْهُ فَلَا تَاْكُلْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَرَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ فِي الْاَكْلِ مِنْهُ وَاِنْ اَكَلَ الْكَلْبُ مِنْهُ

◆◆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے تربیت یافتہ کتے کے شکار کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے کتے کو بھیجتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام لے لو تو جو وہ تمہارے لیے شکار کرے اُسے کھالو اگر وہ خود اسے کھا چکا ہو' تو تم اسے نہ کھاؤ کیونکہ یہ شکار اس نے اپنے لیے کیا ہوگا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے' اگر ہمارے کتے کے ساتھ کچھ دوسرے کتے بھی آ کر مل جاتے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے کتے کو بھیجتے ہوئے لیا تھا دوسروں پر نہیں لیا تھا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایسے جانور کو کھانا نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے مکروہ قرار دیا تھا۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک شکار اور ذبیحہ میں اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ اگر وہ دونوں پانی میں گر جائیں تو آدمی اسے نہیں کھائے گا۔

بعض حضرات نے ذبیحہ کے بارے میں یہ حکم دیا ہے: اگر اس کا حلقوم کٹ چکا ہو' اور پھر وہ پانی میں گر جائے اور وہاں گر کر مر جائے' تو اسے کھایا جا سکتا ہے۔

عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

اہلِ علم نے کتے کے بارے میں اختلاف کیا ہے' اگر وہ شکار کو کھا لیتا ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اگر کتا شکار میں سے کھالیتا ہے تو آدمی اسے نہیں کھائے گا۔
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔
نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم نے ایسے شکار کو کھانے کی اجازت دی ہے۔
اگرچہ کتے نے اس شکار میں سے کچھ کھایا ہو۔

شرح

کتا شکار کا کچھ حصہ کھالے تو گوشت کا شرعی حکم

جب معلم کتا کو بسم اللہ پڑھ کر شکار پر چھوڑا تو اس نے شکار کو محفوظ رکھا تو وہ متفقہ طور پر حلال ہے۔ اگر کتے نے شکار کا کچھ حصہ کھالیا یا اس کتے کے ساتھ دوسرے کتے بھی شامل ہو گئے ہوں جو بسم اللہ پڑھے بغیر چھوڑے گئے ہوں، تو اس شکار کے حلال و حرام ہونے میں آئمہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ وہ شکار حلال ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا: مکل مما امسکن علیك قال ای ابو ثعلبة ذکی و غیر ذکی قال ذکی و غیر ذکی قال وان اکل منه قال وان اکل منه ۔ یعنی کتے نے خواہ شکار کا کچھ کھا بھی لیا ہو، تو وہ حلال ہے اور تم وہ کھا سکتے ہو۔

۲- جمہور آئمہ فقہ کا نقطۂ نظر ہے کہ شکاری کتا جس شکار کا کچھ حصہ کھالے تو وہ ہمارے لیے حرام ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے: فان اکل فلاتا کل یعنی اگر شکاری کتا شکار کا کچھ حصہ کھالے تو تم اسے نہ کھاؤ'' علاوہ ازیں ارشاد ربانی ہے: فکلوا مما امسکن علیکم ۔ اگر شکاری کتا تمہارے لیے شکار کو محفوظ رکھے تو تم اسے کھاؤ'' گویا اگر شکاری کتا شکار کا کچھ حصہ کھالے تو تم نہ کھاؤ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ

باب 7: لاٹھی کے ذریعے شکار کا حکم

1391 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ
متنِ حدیث: قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ مَا اَصَبْتَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ

1391- اخرجه البخاری (513/9) کتاب الذبائح والصید: باب: التسمية علی الصید- حدیث (5475) ومسلم (7/9- الابی) کتاب الصید والذبائح، باب: الصید بالکلاب المعلمة، حدیث (1929/4) والنسائی (195/7) کتاب الصید والذبائح، باب: ما اصاب بحد من صید المعراض وابن ماجه (1072/2) کتاب الصید، باب: صید المعراض، حدیث (3214) والدارمی (89/2) کتاب الصید، باب: التسمية عند ارسال الکلب وصید الکلاب، والحمیدی (406/2) حدیث (913) واحمد (256/4) عن زکریا عن الشعبی عن عدی بن حاتم به، وعند ابی داؤد (122/2) کتاب الصید، باب: فی الصید، حدیث (2854) عن عبد اللّٰه بن ابی السفر عن الشعبی عن عدی بن حاتم به۔

وَمَا اَصَبْتَ بِعَرْضِهٖ فَهُوَ وَقِيذٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے لاٹھی کے شکار کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: جو اس کی نوک لگنے کی وجہ سے مرے اس کو کھالو اور جو چوڑائی کی سمت میں لاٹھی لگنے کی وجہ سے مرے وہ مردار شمار ہوگا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند حدیث نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

شرح

معراض کے ذریعے شکار کرنے کا شرعی حکم

معراض سے مراد ایسی لاٹھی ہے' جس کی نوک پر لوہے کا تیز دھار لوہے کا پھل لگا ہوتا ہے جو اپنا دفاع کرنے' شکار کرنے اور دشمن کا مقابلہ کرنے کا قدیمی ہتھیار ہے۔ سوال یہ ہے کہ معراض کے ذریعے کیا ہوا شکار حلال ہے یا حرام؟ یہی سوال حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا تو آپ کی طرف سے یہ جواب دیا گیا تھا کہ اگر معراض کی نوک سے شکار کیا ہے' تو وہ حلال ہے اور اگر اس کے عرض یا پہلو سے شکار کیا ہو' تو وہ حرام ہے۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ کونے سے شکار کی وجہ سے شکار زخمی ہوگا اور خون بہہ جائے گا جبکہ عرض حصہ لگنے سے یہ مقصد پورا نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الذَّبِيْحَةِ بِالْمَرْوَةِ

باب 8: پتھر کے ذریعے ذبح کرنا

1392 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا مِّنْ قَوْمِهٖ صَادَ اَرْنَبًا اَوِ اثْنَيْنِ فَذَبَحَهُمَا بِمَرْوَةٍ فَعَلَّقَهُمَا حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَاَمَرَهٗ بِاَكْلِهِمَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ وَرَافِعٍ وَّعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

مذاہب فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يُّذَكِّىَ بِمَرْوَةٍ وَّلَمْ يَرَوْا بِاَكْلِ الْاَرْنَبِ بَاْسًا وَّهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ

وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُهُمْ اَكْلَ الْاَرْنَبِ

اختلاف سند: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَصْحَابُ الشَّعْبِيِّ فِىْ رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَرَوٰى دَاوُدُ بْنُ اَبِىْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ وَرَوٰى عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ اَوْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ صَفْوَانَ اَصَحُّ وَرَوٰى جَابِرٌ الْجُعْفِىُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نَحْوَ حَدِيْثِ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَيُحْتَمَلُ اَنَّ رِوَايَةَ الشَّعْبِيِّ عَنْهُمَا قَالَ مُحَمَّدٌ حَدِيْثُ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ان کی قوم سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے ایک یا شاید دو خرگوشوں کا شکار کیا اور انہیں پتھر کے ذریعے ذبح کر کے لٹکا دیا جب اس کی ملاقات نبی اکرم ﷺ سے ہوئی تو اس نے آپ سے اس بارے میں دریافت کیا: آپ نے اسے ان دونوں کو کھا لینے کی ہدایت کی۔

اس بارے میں حضرت محمد بن صفوان رضی اللہ عنہ، حضرت رافع رضی اللہ عنہ اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

بعض اہلِ علم نے اس بات کی اجازت دی ہے: پتھر کے ذریعے ذبح کیا جا سکتا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک خرگوش کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اکثر اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے خرگوش کھانے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

امام شعبی کے اصحاب نے اس روایت کو نقل کرنے میں اختلاف کیا ہے۔

داؤد بن ابو ہند نے اسے شعبی کے حوالے سے، محمد بن صفوان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

جبکہ عاصم نے اس روایت کو شعبی کے حوالے سے صفوان بن محمد یا شاید محمد بن صفوان نامی راوی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

محمد بن صفوان نام درست ہے۔

جابر جعفی نے شعبی کے حوالے سے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے اس طرح کی روایت نقل کی ہے جیسا کہ قتادہ نے شعبی سے نقل کی ہے۔

یہاں اس بات کا احتمال موجود ہے: امام شعبی نے ان دونوں حضرات سے احادیث نقل کی ہوں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری فرماتے ہیں: شعبی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے۔ وہ محفوظ نہیں ہے۔

شرح

پتھر سے جانور کو ذبح کرنے کا شرعی حکم

لفظ "مروۃ" سے مراد سفید دھاردار پتھر ہے۔ مسجد حرام سے متصل اور صفا پہاڑی کے مقابل پہاڑی کو بھی "مروہ" کہا جاتا ہے۔ دھاردار پتھر جس سے خون بہہ جائے' سے بھی جانور کو ذبح کرنا جائز ہے اور اس کا گوشت بھی حلال ہے۔ اسی طرح بانس کا

چھلکا جو تیز دھار ہو سے بھی جانور ذبح کیا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں مشہور ارشاد نبوی ہے: جو چیز خون بہا دے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ حلال ہی۔ (مشکوۃ حدیث نمبر ۴۰۷۱)

فائدہ نافعہ: تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اتفاق و اجماع ہے کہ خرگوش کا شکار کرنا اور اس کا گوشت کھانا حلال ہے۔ حدیث باب سے بھی اس کا شکار اور حلال ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں اہل تشیعہ کے علاوہ کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا' ان کے نزدیک اس کا شکار منع اور گوشت حرام ہے۔

كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

کھانے کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ اَكْلِ الْمَصْبُوْرَةِ

باب 1: جس جانور کو باندھ کر (نشانے بازی کے ذریعے مارا جائے) اسے کھانا حرام ہے

1393 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَفْرِيْقِيِّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ الْمُجَثَّمَةِ وَهِيَ الَّتِيْ تُصْبَرُ بِالنَّبْلِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَاَنَسٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِي الدَّرْدَاءِ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجثمہ کھانے سے منع کیا ہے اور یہ وہ جانور ہے، جسے باندھ کر اس پر تیراندازی کی جائے۔

اس بارے میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''غریب'' ہے۔

1394 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ وَّهْبٍ اَبِيْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ الْعِرْبَاضِ وَهُوَ ابْنُ سَارِيَةَ عَنْ اَبِيْهَا

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السَّبُعِ وَعَنْ كُلِّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَعَنِ الْمُجَثَّمَةِ وَعَنِ الْخَلِيْسَةِ وَاَنْ تُوْطَاَ الْحَبَالٰى حَتّٰى يَضَعْنَ مَا فِيْ بُطُوْنِهِنَّ

1393- اخرجه احمد (195/5)(455/6) والحميدى (194/1) حديث (397) عن سهيل بن ابى صالح عن عبد الله بن يزيد السعدى عن سعيد بن المسيب عن ابى الدرداء۔

1394- اخرجه احمد (127/4) اقل حدثنا وهب بن اخلد الحمصى قال: حدثنى ام حبيبة بنت العرباض عن العرباض بن سارية۔

مذاہب فقہاء: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ سُئِلَ أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ قَالَ أَنْ تُنْصَبَ الطَّيْرُ أَوِ الشَّيْءُ فَيُرْمَى وَسُئِلَ عَنِ الْخَلِيسَةِ فَقَالَ الذِّئْبُ أَوِ السَّبُعُ يُدْرِكُهُ الرَّجُلُ فَيَأْخُذُهُ مِنْهُ فَيَمُوتُ فِي يَدِهِ قَبْلَ أَنْ يُذَكِّيَهَا

◆ اُم حبیبہ بنت عرباض اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن نوکیلے دانتوں والے درندے اور نوکیلے پنجوں والے پرندے، پالتو گدھوں، مجثمہ اور خلیسہ کھانے سے منع کیا تھا نیز حاملہ کنیزوں کے ساتھ صحبت کرنے سے منع کیا تھا جب تک وہ بچے کو جنم نہ دیں۔

محمد بن یحییٰ کہتے ہیں ابوعاصم نامی راوی سے مجثمہ کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو انہوں نے فرمایا: پرندے کو یا کسی اور (جانور کو) باندھ کر اس پر تیراندازی کی جائے۔ (یعنی نشانے بازی کی جائے)

ان سے خلیسہ کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو انہوں نے فرمایا: جسے کوئی بھیڑیا یا درندہ پکڑے اور پھر آدمی اس سے چھین لے اور وہ آدمی کے ہاتھ میں' آدمی کے اس کے ذبح کرنے سے پہلے ہی مر جائے۔

1395 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَّخَذَ شَيْءٌ فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کسی بھی جاندار چیز کو پکڑ کر اس پر نشانے بازی کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

شرح

باندھ کر تیروں سے ہلاک کیے جانے والے جانور کے کھانے کا شرعی حکم

زمانہ جاہلیت میں جانور کو باندھ کر اسے تیروں کا نشانہ بنایا جاتا تھا اور اس کے ہلاک ہونے پر لوگ اسے بڑے ذوق سے کھاتے تھے۔ ایسے جانور کو عربی زبان میں "مصبورة" کہا جاتا ہے۔ حدیث باب میں اس رسم جاہلی سے منع کیا گیا ہے اور ایسے

1395- اخرجه مسلم (43/7) كتاب الصيد والذبائح' باب: النهي عن صبر البهائم' حديث (1957/58) والنسائي (239/7) كتاب الضحايا' باب: النهي عن المجثمة' وابن ماجه (1063/2) كتاب الذبائح' باب: النهي عن صبر البهائم وعن المثلة' حديث (3187) واحمد (216/1'274'280'285'297' 338'340'345)

جانور کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ باب کی دوسری حدیث میں کچلیوں والے درندوں اور ان پرندوں کو حرام قرار دیا گیا ہے جو اپنے پنجوں سے پکڑ کوئی چیز کھاتے ہیں مثلاً پالتو گدھا، وحشی گدھا وغیرہ۔

لفظ "خلیسہ" بروزن فعلیۃ کا لغوی معنی ہے۔ چھڑوائی ہوئی چیز جبکہ اصطلاحی معنی کے لحاظ سے وہ جانور مراد ہے جو درندے کے منہ سے چھڑایا گیا ہو اور ذبح کرنے سے قبل مر جائے۔ یہ جانور حرام ہے۔ تاہم درندے کے منہ سے زندہ چھڑا کر اسے ذبح کر لیا جائے تو وہ جانور حلال ہوگا مثلاً کتے نے مرغی پکڑ لی اور زندہ اس کے منہ سے چھڑائی گئی پھر وہ ذبح کر لی گئی تو اس صورت میں وہ حلال ہوگی۔ لفظ "مجثمہ" سے مراد وہ جانور ہے، جسے زمانہ جاہلیت میں باندھ کر تیروں کا نشانہ بنا کر ہلاک کیا جاتا تھا اور کھایا جاتا تھا۔ یاد رہے لفظ مصبورہ اور مجثمہ دونوں مترادف ہیں۔ باب کی تیسری حدیث میں جانور کو باندھ کو تیروں کا نشانہ بنانے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ اس طرح بلاوجہ جانور کو تکلیف دی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ ذَكَاةِ الْجَنِيْنِ

باب 2: جنین کو ذبح کرنا

1396 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُّجَالِدٍ ح قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ مُّجَالِدٍ عَنْ اَبِى الْوَدَّاكِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: ذَكَاةُ الْجَنِيْنِ ذَكَاةُ اُمِّهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِىْ اُمَامَةَ وَاَبِى الدَّرْدَاءِ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

توضیحِ راوی: وَاَبُو الْوَدَّاكِ اسْمُهٗ جَبْرُ بْنُ نَوْفٍ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جنین کی ماں کو ذبح کرنا، جنین کو ذبح کرنا شمار ہو گا۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1396- اخرجه ابوداؤد (113/2) كتاب الذبائح، باب: ما جاء في ذكاة الجنين، حديث (2827) وابن ماجه (1067/2) كتاب الذبائح، باب: ذكاة الجنين ذكاة امه، حديث (3199) واحمد (31/3) عن مجالد، عن ابى الوداك عن ابى سعيد الخدرى به۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

ابووداک نامی راوی کا نام جبر بن نوف ہے۔

شرح

جنین کو ذبح کرنے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ

لفظ ''جنین'' سے مراد جانور کے پیٹ کا بچہ ہے۔ اگر ذبح شدہ جانور کے پیٹ سے زندہ جنین برآمد ہوا تو اسے ذبح کیا جائے گا' اگر وہ ذبح کرنے سے قبل مرجائے یا اس حالت میں اس کے پیٹ سے برآمد ہوا ہو کہ اس کی بناوٹ مکمل نہ ہو' تو بالا جماع ایسا بچہ حرام ہے۔ اگر ماں کے پیٹ سے برآمد ہونے والے بچے کی بناوٹ مکمل ہوا اور جسم پر بال بھی موجود ہوں' تو اس کے حلال و حرام ہونے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایسا جنین حرام ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ حدیث باب کی اصل عبارت یوں تھی۔ ذکاۃ الجنین کذکاۃ امہ۔ یعنی جنین کو بھی ماں کی طرح ذبح کیا جائے گا۔ جب پیدا ہی مردہ ہوا اور ذبح کرنے کی نوبت نہ آئی تو جنین یقیناً حرام ہوگا۔ اس صورت میں زید کالاسد کی طرح ترکیب نحوی ہوگی۔

۲- حضرات آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جنین حلال ہے۔ انہوں نے حالت رفع میں حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ ذکاۃ الجنین ذکاۃ امہ۔ یعنی ماں کا ذبح ہی جنین کا ذبح ہے۔ اس صورت میں خبر مقدم اور مبتداء مؤخر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوگا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف کو ترجیح حاصل ہوگی کیونکہ ارشاد ربانی سے بھی اس کی تاکید ہوتی ہے۔ حرمت علیکم المیتۃ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَرَاهِيَةِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ وَّذِیْ مِخْلَبٍ

باب 3: ہر نوکیلے دانت والے درندے اور نوکیلے پنجوں والے پرندے (کو کھانا) حرام ہے

1397 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِیِّ عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِیُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ

الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ نَحْوَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ اسْمُهٗ عَائِذُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

◆◆ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہر نوکیلے پنجے والے درندے (کو کھانے سے) منع کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوادریس خولانی نامی راوی کا نام عائذ اللہ بن عبداللہ ہے۔

1398 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متن حدیث: حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ يَوْمَ خَيْبَرَ الْحُمُرَ الْاِنْسِيَّةَ وَلُحُوْمَ الْبِغَالِ وَكُلَّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَذِيْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ راوی کہتے ہیں یعنی غزوہ خیبر کے دن پالتو گدھوں کو، خچروں کے گوشت کو، ہر نوکیلے دانت والے درندے اور ہر نوکیلے پنجے والے پرندے کو (حرام قرار دیا ہے)

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن غریب" ہے۔

1399 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

1397– اخرجه البخاری (573/9) کتاب الذبائح والصید' باب: اکل کل ذی ناب من السباع حدیث ص(5530) ومسلم (14/7) کتاب الصید والذبائح' باب: تحریم اکل کی ذی ناب– حدیث (1932) وابوداؤد (382/2'383) کتاب الاطعمة' باب: النھی عن اکل السباع' حدیث(3802) والنسائی (200/7) کتاب الصید'والذبائح' باب: تحریم اکل السباع وابن ماجه(1077/2) کتاب الصید' باب: اکل کل ذی ناب من السباع' حدیث (3232) ومالك (496/2) کتاب الصید' باب: تحریم اکل کل ذی ناب من السباع' حدیث (13) واحمد(193/4, 194) والدارمی (84/2) کتاب الاضحی' باب: ما لا یوکل من السباع والحمیدی (286/2) حدیث (875) عن الزهری عن ابی ادریس الخولانی عن ایب ثعلبة الخشنی به.

1398– اخرجه احمد (323/3) حدثنا ابوالنضر' هاشم بن القاسم' قال' حدثنا عکرمة بن عمار' عن یحییٰ بن ابی کثیر' عن ابی سلمة بن عب دالرحمن عن جابر به.

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ كُلَّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہر نوکیلے دانتوں والے درندے (کو کھانے) کو حرام قرار دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

اکثر اہلِ علم' جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

نوکیلے دانتوں والے درندوں اور نوکیلے پنجوں والے پرندوں کا گوشت حرام ہونا

باب کی احادیث ثلاثہ کا خلاصہ یہ ہے کہ فتح خیبر کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے جانوروں کے حرام ہونے کا اعلان فرمایا۔ (۱) گھریلو گدھو (۲) خچروں کا گوشت (۳) نوکیلے دانتوں والے درندوں (۴) نوکیلے پنجوں والے پرندوں وغیرہ۔ ان روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت میں خودمختار بنایا ہے کہ آپ جس چیز کو چاہیں حلال قرار دیں اور جس چیز کو چاہیں قرار دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حلال یا حرام کردہ چیز درحقیقت اللہ تعالیٰ کی حلال یا حرام کردہ ہے' کیونکہ ارشاد ربانی ہے: من يطع الرسول فقد اطاع الله یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت' اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

بَابُ مَا قُطِعَ مِنَ الْحَيِّ فَهُوَ مَيِّتٌ

باب 4: جس زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹ لیا جائے' وہ عضو مردار شمار ہوگا

1400 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ

متن حدیث: قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَجُبُّوْنَ اَسْنِمَةَ الْاِبِلِ وَيَقْطَعُوْنَ اَلْيَاتِ

1399– اخرجه احمد (418،366/2) عن محمد بن عمرو' عن ابى سلمة عن ابى هريرة به۔

1400– اخرجه ابوداؤد (124/2) كتاب الصيد' باب: فى صيد قطع منه قطعة' حديث (2858) والدارمى (93/2) كتاب الصيد' باب: فى الصيد يبين منه العضو' واحمد (218/5) عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار' عن زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار' عن ابى واقد الليثى به۔

الْغَنَمِ فَقَالَ مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيْمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْجَوْزَجَانِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ نَحْوَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَاَبُوْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ اونٹ کی کوہان اور دنبوں کی چکی کاٹ لیا کرتے تھے (اور اسے کھایا کرتے تھے) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس زندہ جانور کا کوئی حصہ کاٹ لیا جائے وہ حصہ مردار شمار ہوگا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ہم اس روایت کو صرف زید بن اسلم سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

ابوواقد لیثی نامی راوی کا نام حارث بن عوف ہے۔

شرح

زندہ جانور کے عضو کو کاٹنے اور کٹے ہوئے عضو کا شرعی حکم

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگوں میں ایک عجیب عمل یہ دیکھا کہ وہ زندہ اونٹ کی کوہان اور دنبے کی چکی کاٹ لیتے پھر اسے پکا کر بڑے مزے سے کھاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس حرکت سے منع فرمایا اور کٹے ہوئے عضو یا حصہ کے گوشت کا کھانا بھی حرام قرار دیا کیونکہ ایسی صورت میں جانوروں کے لیے سخت تکلیف دہ مرحلہ ہوتا ہے۔ دورانِ شکار تیر لگنے سے شکار کی ٹانگ یا جسم کا کوئی حصہ الگ ہو کر گر جائے تو اس مسئلہ میں قدرے تفصیل ہے جہاں الگ شدہ عضو یا حصہ فرع اور مبان منہ جس جانور سے الگ ہوا ہو۔ اصل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو تو مبان حرام ہوگا ورنہ حلال ہوگا۔ اگر دورانِ شکار جانور درمیان سے کٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا تو دونوں حلال ہوں گے اس لیے کہ ایسی صورت میں زندہ ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔ کسی جانور کو ذبح کیا اور ٹھنڈا ہونے سے قبل اس کا کوئی عضو کاٹ کر الگ کر لیا تو وہ حلال قرار پائے گا کیونکہ وہ جانور خواہ صورتاً زندہ تھا جبکہ حکماً مذبوحہ تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الذَّكَاةِ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ

باب 5: حلق اور لبہ میں ذبح کرنا

1401 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ح وحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِى الْعُشَرَاءِ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا تَكُوْنُ الذَّكَاةُ اِلَّا فِى الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ قَالَ لَوْ طَعَنْتَ فِىْ فَخِذِهَا لَاَجْزَاَ عَنْكَ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ قَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ هٰذَا فِى الضَّرُوْرَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَلَا نَعْرِفُ لِاَبِى الْعُشَرَاءِ عَنْ اَبِيْهِ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ

توضیحِ راوی: وَاخْتَلَفُوْا فِىْ اسْمِ اَبِى الْعُشَرَاءِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اسْمُهٗ اُسَامَةُ بْنُ قِهْطِمٍ وَّيُقَالُ اسْمُهٗ يَسَارُ بْنُ بَرْزٍ وَّيُقَالُ ابْنُ بَلْزٍ وَّيُقَالُ اسْمُهٗ عُطَارِدٌ نُسِبَ اِلٰى جَدِّهٖ

◆◆ ابوالعشراء اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا شرعی طور پر ذبح کرنا صرف حلق اور لبہ میں ہوتا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم ان کی ران پر نیزہ مار دو تو تمہارے لیے یہ بھی جائز ہے۔

احمد بن منیع نامی راوی بیان کرتے ہیں: یزید بن ہارون فرماتے ہیں: یہ حکم ضرورت کے وقت ہے۔

اس بارے میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف حماد بن سلمہ سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

ہمارے علم کے مطابق ابوالعشراء نے اپنے والد کے حوالے سے اس کے علاوہ اور کوئی روایت نقل نہیں کی۔

محدثین نے ابوالعشراء کے نام کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے۔ ان کا نام اسامہ بن قہطم ہے۔

ایک قول کے مطابق یسار بن برز ہے۔ ایک قول کے مطابق ابن بلز ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام عطارد ہے۔ ان کی نسبت ان کے دادا کی طرف کی جاتی ہے۔

1401– اخرجه ابوداؤد (113/2) كتاب الذبائح' باب: ما جاء فى ذبيحة المتردية' حديث (2825) والنسائى (228/7) كتاب الضحايا' باب: ذكر المتردية فى البئر التى لايوصل الى حلقها وابن ماجه (1063/2) كتاب الذبائح' باب: ذكاة الناد من البهائم' حديث (3184) والدارمى (82/2) كتاب الاضاحى' باب: فى ذبيحة' المتردى فى البئر' واحمد (24/4) عن حماد بن سلمة' عن ابى العشراء عن ابيه به.

شرح

ذبح کی تعریف اوراقسام

جانور کی چار رگیں کاٹ دینے کا نام ذبح ہے: (۱) حلقوم: یہ سانس کے آنے جانے کی رگ ہوتی ہے (۲) مری: اس کے ذریعے اشیاء خوردنی پیٹ میں جاتی ہیں (۳'۴) ودجین: مری کے اطراف میں دو رگیں جن میں خون کی آمدروفت ہوتی ہے۔

ذبح کی دواقسام ہیں: (۱) ذبح اختیاری: ذابح کو جانور پر پورا اختیار حاصل ہو مثلاً گائے یا بکری یا دنبی یا مرغی کو قبلہ رخ لٹالیا اور بسم اللہ پڑھ کر چھری وغیرہ استعمال کی۔ اس صورت میں محل ذبح صرف حلقوم ہے۔ (۲) ذبح اضطراری: ذابح کو جانور پر پورا اختیار حاصل نہ ہو مثلاً مرغی درخت پر چڑھ گئی یا جانور دوڑ گیا یا جانور حیات وموت کی کشمکش ہو لیکن ذبح کرنے کے لیے کوئی چیز دستیاب نہ ہو۔ اسی طرح اونٹ یا گائے یا بکری دوڑ گئی۔ اس قسم کے ذبح کا حکم یہ ہے کہ جانور کا تمام جسم محل ذبح ہے۔ سائل ذبح کی قسم ثانی سے ناواقف تھا' اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں اس کی وضاحت فرمادی کہ ذبح اضطراری میں محل ذبح جانور کا پورا جسم ہوتا ہے۔

كِتَابُ الْاَحْكَامِ وَالْفَوَائِدِ

مختلف احکام اور فوائد

(کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول احادیث کا مجموعہ)

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قَتْلِ الْوَزَغِ

باب 1: چھپکلی کو مارنا

1402 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً بِالضَّرْبَةِ الْاُوْلٰى كَانَ لَهٗ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً فَاِنْ قَتَلَهَا فِی الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ كَانَ لَهٗ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً فَاِنْ قَتَلَهَا فِی الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ كَانَ لَهٗ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَعْدٍ وَّعَآئِشَةَ وَاُمِّ شَرِيْكٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص پہلی ضرب میں چھپکلی کو مار دے اسے اتنی، اتنی نیکیاں ملیں گی اور اگر دوسری ضرب میں اسے مار دے، تو اتنی، اتنی نیکیاں ملیں گی اور اگر تیسری ضرب میں اسے مار دے، تو اسے اتنی، اتنی نیکیاں ملیں گی۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ اُم شریک رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

چھپکلی کو ہلاک کرنے کا ثواب

لفظ "وزغ" اسم جنس ہے جس کا اطلاق چھپکلی اور گرگٹ دونوں پر ہوتا ہے، یہاں دونوں مراد ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ

1402- اخرجه مسلم (451/7) كتاب الاسلام، باب: استحباب قتل الوزغ، حديث (2240/147) وابو داؤد (788/2) كتاب الادب، باب: فی قتل الاوزاغ حديث (5262) وابن ماجه (1076/2) كتاب الصيد، باب: قتل الوزغ، حديث (3229) واحمد (355/2) عن سهيل بن ابی صالح عن ابيه عن ابی هريرة به.

وسلم نے ان کو ہلاک کرنے کا حکم دیا اور انہیں فاسق (شرارتی) کے نام سے یاد فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ میں پھونک مارتا تھا۔ (مشکوٰۃ، رقم الحدیث ۴۱۱۹) علاوہ ازیں نار ابراہیم علیہ السلام میں اس کے پھونک مارنے کا واقعہ بخاری و مسلم دونوں میں مذکور ہے۔

حدیث باب سے ثابت ہے کہ چھپکلی کا ہلاک کرنا باعث ثواب اور جائز ہے۔ پہلی ضرب میں مارنے کا ثواب زیادہ ہے، پھر دوسری ضرب میں ہلاک کرنے کا اور تیسری ضرب میں مارنے کا ثواب سب سے کم ہے۔ زیادہ یا کم ثواب کو ایک مثال کے ذریعے بھی سمجھایا جا سکتا ہے کہ پہلی ضرب میں مارنے سے سو نیکیوں کا ثواب، دوسری ضرب میں مارنے سے ۷۵ نیکیوں کا اجر اور تیسری ضرب میں مارنے سے ۵۰ نیکیوں کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ پہلی ضرب کا ثواب زیادہ ہونے کی دو وجوہات ہیں: (۱) پہلے نشانہ میں کامیابی جہادی عمل ہے جو مرغوب فیہ اور پسندیدہ فعل ہے۔ (۲) چھپکلی بھولا پن اور چالاک پن دونوں اوصاف کی جامع ہوتی ہے۔ لہٰذا پہلی ضرب میں ہلاک ہوگئی تو فبھا ورنہ یہ ہاتھ نہیں آتی۔

سوال: جس چھپکلی نے گستاخی کرتے ہوئے نار ابراہیم علیہ السلام میں پھونک ماری تھی تو قصور اس کا تھا اور اسے ہلاک کر دینا چاہیے تھا۔ پھر پوری نوع کو ہلاک کرنے کی سعی کرنا خلاف قانون معلوم ہوتا ہے؟

جواب: یہ بات درست ہے کہ جس چھپکلی نے نار نمرودی میں پھونک ماری تھی تو اصل قصور اس کا تھا، اس کی پوری نوع کو ہلاک کرنے کی وجہ یہ جرم نہیں ہے، بلکہ اس کی ایذا رسانی ہے اور اس جرم کو محض علامت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ چھپکلی ایک شریر جانور ہے جو اپنی حرکت سے باز نہیں آتی بلکہ انسان کو ایذا رسانی کی مسلسل کوشش کرتی رہتی ہے۔ یہ کھانے پینے کے برتنوں میں تھوکتی ہے، چھت سے چپٹ کر کھانے میں بیٹ کرتی ہے اور کوئی بس نہ چلے تو نمک میں رال ٹپکاتی ہے، جس کے استعمال سے برص کا ناسور پیدا ہو جاتا ہے، اس کی ہلاکت کا حکم اس کی شریر حرکات سے تحفظ کے لیے دیا گیا ہے۔ (الکوکب الدری حاشیہ جامع ترمذی جلد ثانی ص ۳۹۱)

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قَتْلِ الْحَیَّاتِ

باب 2: سانپ کو مارنا

1403 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اُقْتُلُوا الْحَیَّاتِ وَاقْتُلُوْا ذَا الطُّفْیَتَیْنِ وَالْاَبْتَرَ فَاِنَّهُمَا یَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَیُسْقِطَانِ الْحُبْلٰی

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعَآئِشَةَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

1403- اخرجه البخاری (399/6) کتاب بدء الخلق : باب: قول اللّٰه تعالیٰ (واذ صرفنا الیك نفراً) حدیث (3297) ومسلم (442/7) کتاب الاسلام، باب: قتل الحیات وغیرها، حدیث (2233) وابو داؤد (785/2) کتاب الاداب، باب: فی قتل الحیات، حدیث (5252) وابن ماجه (1169/2) کتاب الطب، باب: قتل ذی الطفیتین، حدیث (3535) والحمیدی (279/2) حدیث (620) واحمد (9/2, 121) عن ابن شهاب الزهری، عن سالم عن ابیه به۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُیُوْتِ وَهِیَ الْعَوَامِرُ وَیُرْوٰی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَیْدِ بْنِ الْخَطَّابِ اَیْضًا

مذاہب فقہاء: وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اِنَّمَا یُكْرَهُ مِنْ قَتْلِ الْحَیَّاتِ قَتْلُ الْحَیَّةِ الَّتِیْ تَكُوْنُ دَقِیْقَةً كَاَنَّهَا فِضَّةٌ وَّلَا تَلْتَوِیْ فِیْ مِشْیَتِهَا

◆◆ سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سانپوں کو مار دو بطور خاص دو سیاہ نقطوں والے کو ضرور مارو اور کٹی ہوئی دم والے کو (بھی مار دو!) کیونکہ یہ دونوں بینائی کو زائل کر دیتے ہیں اور حمل کو ضائع کر دیتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع کر دیا تھا یعنی جو گھریلو ہیں۔

ایک روایت کے مطابق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان سانپوں کو مارنا مکروہ ہے، جو پتلے ہوتے ہیں جن کے اندر چاندی کی طرح کی چمک ہوتی ہے اور وہ چلتے ہوئے بل نہیں کھاتے۔

1404 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ صَیْفِیٍّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِنَّ لِبُیُوْتِكُمْ عُمَّارًا فَحَرِّجُوْا عَلَیْهِنَّ ثَلَاثًا فَاِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ شَیْءٌ فَاقْتُلُوْهُنَّ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰكَذَا رَوٰی عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ صَیْفِیٍّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ وَرَوٰی مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ صَیْفِیٍّ عَنْ اَبِی السَّائِبِ مَوْلٰی هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّةٌ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَّهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِیْثِ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَرَوٰی مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ صَیْفِیٍّ نَحْوَ رِوَایَةِ مَالِكٍ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: گھروں میں بھی کچھ سانپ رہتے ہیں۔ انہیں تین مرتبہ تنبیہ کرو اس کے بعد بھی وہ نظر آجائیں تو انہیں قتل کر دو۔

1404- اخرجه ابوداؤد (366/4) کتاب الادب، باب: فی قتل الحیات حدیث (5260) من طریق ثابت البنانی عن عبد الرحمن، بن ابی لیلی، عن ابیه فذکرہ۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صیفی نامی راوی کے حوالے سے، سائب کے حوالے سے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ اس حدیث میں پورا قصہ منقول ہے۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

یہ روایت عبیداللہ بن عمرو سے منقول روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

محمد بن عجلان نے صیفی نامی راوی کے حوالے سے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

1405 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى قَالَ قَالَ اَبُوْ لَيْلٰى

متنِ حدیث: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ظَهَرَتِ الْحَيَّةُ فِى الْمَسْكَنِ فَقُوْلُوْا لَهَا اِنَّا نَسْاَلُكِ بِعَهْدِ نُوحٍ وَّبِعَهْدِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ اَنْ لَّا تُؤْذِيَنَا فَاِنْ عَادَتْ فَاقْتُلُوْهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى

◆◆ عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ بیان کرتے ہیں: حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ بات روایت کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب گھر میں کوئی سانپ نظر آ جائے، تو تم اسے کہو: ہم تم سے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے عہد کا تقاضا کرتے ہیں: تم ہمیں اذیت نہ دو، اگر وہ پھر آ جائے، تو اسے مار دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

بنانی سے منقول ہونے کے طور پر ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو ابن ابی لیلیٰ سے منقول ہے۔

شرح

سانپوں کو ہلاک کرنے کا شرعی حکم

باب کی احادیث ثلاثہ کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سانپوں کو ہلاک کرنا جائز ہے، بلکہ ان کے زہریلے ہونے اور ایذا رسانی کے سبب ہلاک کرنا واجب ہے۔ لفظ: "الطفية" سے مراد ایسا سانپ ہے، جس کی پشت پر دو لکیریں موجود ہوتی ہیں۔ الابتر: وہ سانپ ہے، جسے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی دم کٹی ہوئی ہے لیکن درحقیقت وہ دم کٹا نہیں ہوتا۔ یہ دونوں سانپ بلا کے زہریلے ہوتے ہیں اور ان کا ڈسا ہوا انسان اپنی زندگی ہار دیتا ہے۔ اگر یہ سانپ نہ بھی کاٹیں تو انسان کے لیے انتہائی ضرر رساں اور نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ یہ انسان کی آنکھوں سے اپنی آنکھیں ملاتے ہیں تو انسان کو نابینا کر دیتے ہیں اور اگر عورت حالت حمل میں ہو، تو اس کا حمل ضائع ہو جاتا ہے۔ پہلی حدیث باب میں انہیں ہلاک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ عصر حاضر میں پاک و ہند کی سرزمین میں سیاہ ناگ اور چتکبرا سانپ زیادہ خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ العوامر: لفظ عامر کی جمع ہے، جس کا معنی ہے: آباد،

کنندہ۔ یہ ایک قسم کا سانپ تھا جو مدینہ طیبہ کے گھروں میں پایا جاتا تھا لیکن اب ناپید ہے۔ یہ سانپ چاندی کی طرح سفید' باریک اور بل کھائے بغیر سیدھا چلتا ہے۔ باب کی دوسری حدیث میں اس کے ہلاک کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے منع کیا تھا کہ بعض اوقات اس کی شکل میں جنات بھی ظاہر ہوتے تھے۔

باب کی تیسری حدیث میں دو مشہور انبیاء کرام کے دو معاہدوں کا ذکر ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں طوفان سے محفوظ رہنے کے لیے کشتی تیار کی جس میں تمام جانوروں کا ایک ایک جوڑا اپنے ساتھ سوار کیا تھا اور جانوروں سے عہد لیا کہ وہ انسانوں کو ایذاء نہیں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو انسانوں' جنات اور جانوروں پر بھی حکومت عطا کی تھی۔ آپ کے دربار میں انسان' جنات اور جانور سب ایک ساتھ حاضر ہوتے تھے۔ آپ نے اپنے بھرے دربار میں جنات سے عہد لیا تھا کہ وہ انسانوں کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَتْلِ الْكِلَابِ

باب 3: کتوں کو مارنے کا حکم

1406 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ زَاذَانَ وَيُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَوْلَا اَنَّ الْكِلَابَ اُمَّةٌ مِّنَ الْاُمَمِ لَاَمَرْتُ بِقَتْلِهَا كُلِّهَا فَاقْتُلُوْا مِنْهَا كُلَّ اَسْوَدَ بَهِيْمٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَّاَبِيْ رَافِعٍ وَّاَبِيْ اَيُّوْبَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَيُرْوٰى فِيْ بَعْضِ الْحَدِيْثِ اَنَّ الْكَلْبَ الْاَسْوَدَ الْبَهِيْمَ شَيْطَانٌ وَّالْكَلْبُ الْاَسْوَدُ الْبَهِيْمُ الَّذِيْ لَا يَكُوْنُ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنَ الْبَيَاضِ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ صَيْدَ الْكَلْبِ الْاَسْوَدِ الْبَهِيْمِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر کتے مخلوق کی ایک مخصوص قسم نہ ہوتی تو میں ان سب کو مارنے کا حکم دے دیتا' تاہم ان میں سے ہر کالے کتے کو مار دیا کرو۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1406- اخرجه ابوداؤد (120/2) كتاب الصيد' باب: في اتخاذ الكلب للصيد وغيره' حديث (2845) والنسائي (185/7) كتاب الصيد والذبائح: باب: صفة الكلاب التي امر بقتلها وابن ماجه (1069/2) كتاب الصيد' باب: النهي عن اقتناء الكلب الا كلب صيد' حديث (3205) والدارمي (90/2) كتاب الصيد' باب: في قتل الكلاب' واحمد (85/4)' (84/5) وعبد بن حميد (ص 181) حديث (503) عن الحسن عن عبد الله بن مغفل به.

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بعض روایات میں یہ بات نقل کی گئی ہے: سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔

کالے سیاہ کتے سے مراد وہ کتا ہے، جس میں ذرا بھی سفیدی نہ ہو۔

بعض اہل علم نے کالے سیاہ کتے کے شکار کو مکروہ قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَنْ اَمْسَكَ كَلْبًا مَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ

باب 4: جو شخص کتا پالے اس کے اجر میں کتنی کمی ہوتی ہے؟

1407 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اَوِ اتَّخَذَ كَلْبًا لَيْسَ بِضَارٍ وَّلَا كَلْبَ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَسُفْيَانَ بْنِ اَبِىْ زُهَيْرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَوْ كَلْبَ زَرْعٍ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کتا پالے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں:) کتا رکھے جو شکار کرنے یا جانوروں کی حفاظت کے لیے نہ ہو، تو اس شخص کے عمل میں روزانہ دو قیراط کم ہوتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مغفل، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سفیان بن ابوزہیر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات بھی نقل کی گئی ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے: یا کھیت کی حفاظت کے لیے ہو۔

1408 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ قَالَ قِيْلَ لَهٗ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ اَوْ كَلْبَ زَرْعٍ فَقَالَ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ لَهٗ زَرْعٌ

1407- اخرجه البخاری (524/9) كتاب الذبائح والصيد، باب: من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد او ماشية، حديث (5482) ومسلم (453/5) كتاب المساقاة، باب: الامر بقتل الكلاب- حديث (1574/50) والنسائی (188/7) كتاب الصيد والذبائح، باب: الرخصة فی امساك الكلب للصيد ومالك (969/2) كتاب الاستئذان، باب: ما جاء فی امر الكلاب، حديث (13) واحمد (4/2، 55، 101) عن نافع ابن عمر به.

1408- اخرجه البخاری (523/9) كتاب الذبائح والصيد، باب: من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد او ماشية، حديث (5480) ومسلم (455/5) كتاب المساقاة، باب: الامر بقتل الكلاب- حديث (1574/52) والدارمی (90/2) كتاب الصيد: باب: فی اقتناء كلب الصيد او الماشية واحمد (37/2، 60) والحميدی (283/2) حديث (633) عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر به.

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا ہے' سوائے شکاری کتوں کے یا جانوروں کی حفاظت والے کتوں کے' راوی بیان کرتے ہیں: ان سے کہا گیا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تو یہ کہتے ہیں: یا کھیت کی حفاظت کرنے والے کتوں کے' تو انہوں نے فرمایا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کھیت تھے (اس لیے انہیں علم ہوگا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1409 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْ صَيْدٍ اَوْ زَرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَيُرْوٰى عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ اَنَّهٗ رَخَّصَ فِیْ اِمْسَاكِ الْكَلْبِ وَاِنْ كَانَ لِلرَّجُلِ شَاةٌ وَّاحِدَةٌ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ بِهٰذَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص جانوروں کی حفاظت والے یا کھیت کی حفاظت والے یا شکار کے کتے کے علاوہ کوئی اور کتا پالے تو اس کے اجر میں روزانہ ایک قیراط کم ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

عطاء بن ابی رباح کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: انہوں نے کتا پالنے کی اجازت دی ہے' اگرچہ آدمی کے پاس صرف ایک بکری ہو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عطاء سے منقول ہے۔

1410 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ

متنِ حدیث: قَالَ اِنِّیْ لَمِمَّنْ يَّرْفَعُ اَغْصَانَ الشَّجَرَةِ عَنْ وَّجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ لَوْلَا اَنَّ الْكِلَابَ اُمَّةٌ مِّنَ الْاُمَمِ لَاَمَرْتُ بِقَتْلِهَا فَاقْتُلُوْا مِنْهَا كُلَّ اَسْوَدَ بَهِيْمٍ وَّمَا مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ يَّرْتَبِطُوْنَ كَلْبًا اِلَّا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِمْ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ كَلْبَ حَرْثٍ اَوْ كَلْبَ غَنَمٍ

1410- اخرجه البخاري (8/5) كتاب الحرث والمزارعة' باب: اقتناء الكلب للحرث' حديث (2322) ومسلم (240/10 نووی) كتاب المساقاة' باب: الامر بقتل الكلاب- وابو داؤد (120/2) كتاب الصيد' باب: فی اتخاذ الكلب للصيد وغيره' حديث (2844) والنسائی (189/7) كتاب الصيد والذبائح' باب: الرخصة فی امساك الكلب للحرث وابن ماجه (1069/2) كتاب الصيد' باب: النهی عن اقتناء الكلب الا كلب صيد- حديث (3204) واحمد (267/2) عن ابی سلمة عن ابی هريرة به.

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ان افراد میں سے ایک ہوں جو اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے ٹہنیاں ہٹا رہے تھے جب آپ خطبہ جمعہ دے رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا: اگر کتے مخلوق کی ایک مخصوص قسم نہ ہوتے تو میں انہیں قتل کرنے کا حکم دیتا تم ان میں سے ہر کالے سیاہ کتے کو مار دو اور جس گھر کے لوگ کتا پالتے ہیں' ان کے عمل میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہوتا ہے۔ سوائے شکاری کتے کے' یا کھیت کی حفاظت والے کتے کے' یا بکریوں کی حفاظت والے کتے کے (یعنی کہ انہیں پالنے کی اجازت ہے)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حسن کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔

شرح

کتوں کو ہلاک کرنے کا شرعی حکم

زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کے ہاں کتا اتنا عزیز جانور تصور کیا جاتا تھا جتنا عصر حاضر میں اہل یورپ کے ہاں ہے۔ جب اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے غلبہ عطا فرمایا تو کتے کے حوالے سے بتدریج چند احکام جاری کیے گئے جس کی تفصیل یوں ہے:

(۱) لوگوں کو شوقیہ طور پر کتے پالنے سے منع کرتے ہوئے اعلان کیا گیا کہ جو شخص کتا پالے گا اس کے اجر و ثواب سے روزانہ ایک قیراط (درہم کا 1/6 حصہ) ختم کر دیا جائے گا اور دوسری روایت کے مطابق دو قیراط ثواب کم کیا جائے گا۔ لوگوں نے شوقیہ کتے پالنا چھوڑ دیے تھے۔

(۲) دوسرا حکم یہ نافذ کیا گیا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اسے سات بار پانی سے دھویا جائے گا جبکہ ایک بار مٹی سے صاف کیا جائے گا' تو پاک ہوگا۔ کتے عموماً گھروں میں رہتے تھے اور برتنوں میں منہ ڈالتے تھے' تو لوگ برتنوں کو دھوتے دھوتے قاصر آ چکے تھے۔ جس وجہ سے انہوں نے کتوں کو گھر میں رکھنا ترک کر دیا تھا۔

(۳) کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا گیا' جس وجہ سے لوگوں کے دلوں سے کتوں کی محبت کا خاتمہ ہو گیا۔ جب مدینہ طیبہ کے باہر سے کسی عورت کے ساتھ کتا مدینہ طیبہ میں آتا تو لوگ اسے مار دیتے یا شہر سے بھگا دیتے تھے۔

(۴) یہ حکم جاری کیا گیا کہ کالے کتوں کو مار دیا جائے۔

اس بات میں علماء کا اتفاق ہے کہ پہلا حکم باقی ہے' دوسرے حکم میں اختلاف ہے اور تیسرا حکم منسوخ ہو چکا ہے' جبکہ چوتھا حکم نافذ العمل یعنی برقرار ہے۔ شکار کی غرض سے یا مویشی' کھیت اور گھر کی حفاظت کے لیے کتا پالنا جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الذَّكَاةِ بِالْقَصَبِ وَغَيْرِهِ

باب5: بانس وغیرہ سے ذبح کرنا

1411 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ

متنِ حدیث: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَّلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْهُ مَا لَمْ يَكُنْ سِنًّا اَوْ ظُفُرًا وَسَاُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ عَبَايَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَبَايَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَهٰذَا اَصَحُّ وَعَبَايَةُ قَدْ سَمِعَ مِنْ رَافِعٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ اَنْ يُّذَكّٰى بِسِنٍّ وَّلَا بِعَظْمٍ

◆ رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کل ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو چیز خون کو بہادے اور جس جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو تو تم اسے کھالو بشرطیکہ اسے "سن" یا "ظفر" کے ذریعے ذبح نہ کیا گیا ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں السن ہڈی کو کہتے ہیں اور ناخن حبشہ کی مخصوص چھری ہے۔

عبایہ بن رفاعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی کی مانند روایت نقل کرتے ہیں۔ تاہم ان حضرات نے اس میں عبایہ کے اپنے والد کے حوالے سے نقل کرنے کا تذکرہ نہیں کیا۔

یہ روایت زیادہ مستند ہے۔ عبایہ نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے حدیث کا سماع کیا ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک سن یا عظم کے ذریعے جانور ذبح نہیں کیا جاسکتا۔

1411- اخرجه البخاری (155/5) کتاب الشرکة' باب: قسمة الغنم' حدیث (2488) ومسلم (65/7) کتاب الاضاحی' باب: جواز الذبح بکل ما انهر الدم' حدیث (1968/21) وابو داؤد (112/2) کتاب الذبائح' باب: فی الذبیحة بالمروة' حدیث (2821) والنسائی (226/7) کتاب الصید والذبائح' باب: فی الذبح بالسن' وابن ماجه (1048/2) کتاب الاضحی' باب: کم تجزی من الغنم عن البدنة حدیث (3137) والدارمی (84/2) کتاب الاضحی: باب فی البهیمة اذا ندت والحمیدی (199/1'200) حدیث (410'41) عن سعید بن مسروق عن عبایة بن رفاعة عن رافع بن خدیج به۔

شرح

بانس کے چھلکے وغیرہ سے جانور ذبح کرنے کا شرعی حکم

حدیث باب کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ تیز دھار پتھر اور بانس کے چھلکا وغیرہ چیز جو چمڑے کو کاٹ کر خون بہا سکتی ہو سے جانور ذبح کرنا جائز ہے۔جسم سے وابستہ ناخن اور دانت سے جانور کو ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔اس کے عدم جواز کی دو وجوہات ہیں: (۱) دانتوں اور ناخنوں کی دھار نہ ہونا (۲) کفار و مشرکین سے مشابہت ہونا۔

سوال: دانتوں اور ناخنوں کو جسم سے جدا کر لیا جائے اور ان کی دھار بھی تیار کر لی جائے تو ان سے جانور کا ذبح کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مطلقاً ناخنوں اور دانتوں سے جانور ذبح کرنا ناجائز نہیں ہے۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے۔آپ کے قول کے مطابق حدیث باب میں متصل دانت اور ناخن مراد ہیں۔

۳-حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ دانت سے مطلقاً ذبح جائز نہیں ہے مگر منفصل ہڈی سے جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْبَعِيرِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ اِذَا نَدَّ فَصَارَ وَحْشِيًّا يُرْمَى بِسَهْمٍ اَمْ لَا

باب 6: جب کوئی اونٹ' گائے یا بکری بھاگ جائے اور سرکش ہو جائے تو کیا اُسے تیر کے ذریعے مارا جا سکتا ہے یا نہیں؟

1412 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَنَدَّ بَعِيْرٌ مِّنْ اِبِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا فَعَلَ مِنْهَا هٰذَا فَافْعَلُوْا بِهٖ هٰكَذَا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَبَايَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَهٰذَا اَصَحُّ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهٰكَذَا رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ نَحْوَ رِوَايَةِ سُفْيَانَ

◆◆ عبایہ بن رفاعہ اپنے والد کے حوالے سے' اپنے دادا حضرت رافع رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ نبی

اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں شریک تھے لوگوں کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ سرکش ہو کر بھاگ گیا۔ لوگوں کے پاس گھوڑے نہیں تھے ایک شخص نے اسے تیر مارا تو اللہ تعالیٰ نے اس جانور کو روک دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ جانور بھی وحشی جانوروں کی طرح سرکش ہو جاتے ہیں' تو ان میں سے جو اس طرح کی حرکت کرے' تو تم اس کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرو۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

محدثین نے اس کی سند میں عبایہ کی اپنے والد سے نقل کرنے کا تذکرہ نہیں کیا اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ شعبہ نے سعید بن مسروق کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے سفیان نے اسے نقل کیا ہے۔

شرح

ذبح اضطراری کی حالت میں جانور کو تیر سے ذبح کرنا

حدیث باب کا مضمون گزشتہ صفحات میں بھی لکھا جا چکا ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ذبح کی دو اقسام ہیں: (۱) ذبح اختیاری: جب جانور ذابح کے اختیار میں ہو' تو وہ تسمیہ پڑھ کر چھری وغیرہ سے ذبح کر سکتا ہے۔ اس صورت میں محل ذبح جانور کا حلقوم ہے' وہ چار رگیں ہیں جو کاٹی جاتی ہیں۔ (۲) ذبح اضطراری: جب ذابح کو جانور پر اختیار حاصل نہ ہو' اس صورت میں جانور کا تمام جسم محل ذبح ہوتا ہے اور تیر وغیرہ سے جانور کو ذبح کیا جا سکتا ہے۔ ذبح اضطراری کی مثال جیسے وحشی جانور یا جانور کنویں یا کھائی میں گر گیا یا مرغی درخت پر چڑھ گئی یا اونٹ یا گائے وغیرہ بھاگ جائے۔ کبوتر' خرگوش اور ہرن کو پکڑ لیا جائے تو ذبح اختیاری کے حکم میں ہوں گے ورنہ ذبح اضطراری کے حکم میں متصور ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ بالصواب

کِتَابُ الْاَضَاحِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

قربانی کے بارے میں' نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الْاُضْحِيَّةِ

باب1: قربانی کرنے کی فضیلت کا بیان

1413 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو مُسْلِمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ الْحَذَّاءُ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِى الْمُثَنّٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَا عَمِلَ اٰدَمِيٌّ مِّنْ عَمَلٍ يَّوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ اِنَّهَا لَتَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَاَبُو الْمُثَنّٰى اسْمُهُ سُلَيْمَانُ بْنُ يَزِيْدَ وَرَوٰى عَنْهُ ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ

حدیثِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَيُرْوٰى عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ فِي الْاُضْحِيَّةِ لِصَاحِبِهَا بِكُلِّ شَعَرَةٍ حَسَنَةٌ وَّيُرْوٰى بِقُرُوْنِهَا

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قربانی کے دن کسی بھی آدمی کا کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ قربانی کا وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں' بالوں اور کھروں سمیت آئے گا' اور بے شک (جانور کا خون) زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں (قبولیت کے مقام) پر گرتا ہے' تو تم اس خوشخبری سے خوش ہو جاؤ۔

1413– اخرجه ابن ماجه (1045/2) كتاب الاضحى: باب: ثواب الاضحية' حديث (3126) عن عبد الله بن نافع عن ابى المثنى' عن هشام بن عروة عن عروة عن عائشة به.

اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے اور ہم اسے صرف ہشام بن عروہ سے منقول ہونے کے طور پر صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ابوالمثنیٰ نامی راوی کا نام سلیمان بن یزید ہے۔

ابن ابی فدیک نے ان کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے۔ آپ نے قربانی کے جانور کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اسے قربانی کرنے والے کو اس جانور کے ہر ایک بال کے عوض میں ایک نیکی ملتی ہے اور ایک روایت کے مطابق اس کے ہر ایک سینگ کے عوض میں (نیکی ملتی ہے)۔

فضائل قربانی

لفظ: ''قربانی'' کا اصل مادہ ''قرب'' ہے، اس سے مراد ایسا عمل ہے جو انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب اور مقبولیت کا سبب بنتا ہے۔ قربانی کا جانور محض رضائے الٰہی کے لیے خریدا جاتا ہے اور ذبح کیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مسلمان کے قرب و مقبولیت کا باعث ہوتا ہے، اسی مناسبت سے اسے ''قربانی'' کہا جاتا ہے۔ شرعی اصطلاح میں مخصوص جانور کو مخصوص ایام میں محض رضاء الٰہی کے لیے ذبح کرنے کو ''قربانی'' کہا جاتا ہے۔

قربانی کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور جانور کے ہر بال کے عوض ایک نیکی عطا کی جاتی ہے۔ حدیث باب میں قربانی کی متعدد فضیلتیں بیان کی گئی ہیں:

۱- قربانی کے دن قربانی کرنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ محبوب عمل ہے کہ اس کے مقابل کوئی اور نیکی نہیں ہو سکتی۔ یہ عمل، جان و مال صرف کرنے کا جامع ہے۔

۲- جیسا خوبصورت جانور بطور قربانی ذبح کیا جاتا ہے ویسا ہی جانور قیامت کے دن مسلمان کے پاس لایا جائے گا۔ خواہ اس کے بال، کھر اور سینگ وغیرہ پھینک دیے جاتے ہیں لیکن قیامت کے دن وہ جانور اپنے بالوں، سینگوں اور کھروں کے ساتھ پیش کیا جائے گا، جس کے اجر و ثواب سے نوازا جائے گا۔

۳- قربانی کی قبولیت یقینی ہے، اس کے خون کا پہلا قطرہ ابھی زمین پر نہیں گرتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ قبولیت کو پہنچ جاتی ہے۔ اس کا اجر و ثواب محفوظ کر لیا جاتا ہے جو قیامت کے دن قربانی کرنے والے کو عطا کیا جائے گا۔

۴- قربانی کا اصل مقصد رضائے الٰہی اور اس کی خوشنودی کا حصول ہے۔ اسی لیے درس دیا گیا ہے قربانی دل گرفتہ ہو کر نہیں بلکہ خوش دلی اور طیب خاطر ہو کر کرنی چاہیے۔

قربانی کی شرعی حیثیت کے حوالے سے مذاہب آئمہ

کیا قربانی واجب ہے یا سنت ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قربانی واجب ہے۔ان کے چند دلائل یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فصل لربك وانحر ۔پس آپ اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص طاقت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہجرت کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دس سال تک مدینہ طیبہ میں قیام پذیر رہے تو آپ مسلسل قربانی کرتے رہے۔

۲۔حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی سنت ہے۔ان کے دلائل یہ ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین امور مجھ پر فرض کیے گئے ہیں وہی امت کے لیے نفل ہیں: (i) قربانی کرنا (ii) وتر (iii) نماز عیدالاضحیٰ

(۲) حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خیال سے قربانی نہیں کرتے تھے کہ انہیں دیکھ کر لوگ اس کو واجب تصور نہ کریں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا جواب یوں ہے: (۱) یہ روایت تمام طرق کے اعتبار سے ضعیف ہے جو نص قرآنی کے مقابلے میں دلیل نہیں بن سکتی۔(۲) اس روایت کو وجوب کے قبیل پر محمول کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاُضْحِيَّةِ بِكَبْشَيْنِ

باب 2: دومینڈھوں کی قربانی کرنا

1414 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّعَآئِشَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ اَيُّوْبَ وَجَابِرٍ وَّاَبِي الدَّرْدَاءِ وَاَبِيْ رَافِعٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ بَكْرَةَ اَيْضًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

1414- اخرجه البخاری (25/10) كتاب الاضاحی' باب: التكبير عند الذبح حديث (5565) ومسلم (56/7) كتاب الاضاحی: باب: استحباب الضحية' حديث (17-1966) والنسائی (220/2) كتاب الاضحايا' باب: الكبش وابن ماجه (1043/2) كتاب الاضاحی' باب: اضاحی رسول الله صلی الله عليه وسلم' حديث (3120) والدارمی (75/2) كتاب الاضحی: باب: السنة فی الاضحية' وابن خزيمة (286/4) كتاب المناسك' باب: التسمية والتكبير عن دالذبح والنحر' حديث (2895) واحمد (272'99/3) عن قتادة عن انس به.

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سینگوں والے سیاہ وسفید رنگ کے دو مینڈھوں کی قربانی کی تھی آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک کے ذریعے انہیں ذبح کیا تھا بسم اللہ پڑھی تھی، تکبیر کہی تھی اور اپنا ایک پاؤں ان کے پہلو پر رکھا تھا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، حضرت ابورافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

قربانی کے جانوروں کے احکام

تین قسم کے جانور قربانی کیے جاسکتے ہیں:

۱-اونٹ: اس میں اونٹنی بھی شامل ہے۔ اس کی کم از کم عمر پانچ سال کی ہونی چاہیے۔ پانچ سال سے کم کی قربانی درست نہیں ہے۔

۲-گائے: اس میں بیڑھا، بھینس اور بھینسا سب شامل ہیں۔ اس کی عمر کم از کم دو سال ہونی چاہیے۔ اس سے کم عمر کی قربانی جائز نہیں ہے۔

۳-بکری: اس میں بکرا، چھتری، چھترا اور دنبی، دنبہ سب شامل ہیں۔ اس کی عمر ایک سال ہونی چاہیے۔ ایک سال سے کم جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔ تاہم ایک سال سے کم عمر کی ہو اور فربہ ہونے کی وجہ سے سال بھر کی معلوم ہوتی ہو، تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

☆ قربانی کے جانوروں کا عیوب ونقائص سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر معمولی سا نقص یا عیب ہو، تو معمولی کراہت کے ساتھ قربانی جائز ہوگی جبکہ زیادہ عیب یا نقص کے سبب قربانی جائز نہیں ہوگی۔

☆ قربانی کا جانور مر جانے کی صورت میں صاحب نصاب دوبارہ جانور خرید کر قربانی کرے گا جبکہ غریب شخص پر دوبارہ جانور خریدنا ضروری نہیں ہے۔

☆ ایک شخص ایک سے زائد قربانیاں بھی کر سکتا ہے، ایک قربانی واجب ہوگی جبکہ دوسری قربانیاں نفلی ہوں گی جو ایصال ثواب کے لیے کی جاتی ہیں۔ قربانی کا جانور موٹا تازہ اور فربہ ہونا چاہیے۔ قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا سنت ہے اور دوسرے سے بھی کروائی جا سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْاُضْحِیَّۃِ عَنِ الْمَیِّتِ

باب 3: مرحوم کی طرف سے قربانی کرنا

1415 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ الْمُحَارِبِیُّ الْکُوْفِیُّ حَدَّثَنَا شَرِیْکٌ عَنْ اَبِی الْحَسْنَاءِ عَنِ الْحَکَمِ عَنْ حَنَشٍ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّہٗ کَانَ یُضَحِّی بِکَبْشَیْنِ اَحَدُھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ عَنْ نَّفْسِہٖ فَقِیْلَ لَہٗ فَقَالَ اَمَرَنِیْ بِہٖ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَا اَدَعُہٗ اَبَدًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَّا نَعْرِفُہٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ شَرِیْکٍ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ اَنْ یُّضَحّٰی عَنِ الْمَیِّتِ وَلَمْ یَرَ بَعْضُھُمْ اَنْ یُّضَحّٰی عَنْہُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْمُبَارَکِ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ یُّتَصَدَّقَ عَنْہُ وَلَا یُضَحّٰی عَنْہُ وَاِنْ ضَحّٰی فَلَا یَاْکُلُ مِنْھَا شَیْئًا وَّیَتَصَدَّقُ بِھَا کُلِّھَا

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْمَدِیْنِیِّ وَقَدْ رَوَاہُ غَیْرُ شَرِیْکٍ قُلْتُ لَہٗ اَبُو الْحَسْنَاءِ مَا اسْمُہٗ فَلَمْ یَعْرِفْہُ قَالَ مُسْلِمٌ اسْمُہُ الْحَسَنُ

◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ ہمیشہ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے جن میں سے ایک نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ہوتا تھا اور ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہوتا تھا جب ان سے اس بارے میں دریافت کیا گیا: تو انہوں نے ارشاد فرمایا آپ نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے (راوی کہتے ہیں) یعنی نبی اکرم ﷺ نے (یہ حکم دیا ہے)' (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اس لیے میں اسے کبھی ترک نہیں کروں گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

ہم اسے صرف شریک سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

بعض اہلِ علم نے اس بات کی اجازت دی ہے: مرحوم شخص کی طرف سے قربانی کی جا سکتی ہے۔

بعض کے نزدیک مرحوم کی طرف سے قربانی نہیں کی جا سکتی۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ بات زیادہ پسندیدہ ہے: مرحوم کی طرف سے صدقہ کیا جائے اور اس کی طرف سے قربانی نہ کی جائے لیکن اگر کوئی شخص قربانی کر لیتا ہے تو وہ خود اس میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ اس پورے گوشت کو صدقہ کر دے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علی بن مدینی نے یہ بات بیان کی ہے' شریک کے علاوہ دیگر راویوں نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

میں نے ان سے ابوالحسناء کے نام کے بارے میں دریافت کیا' تو انہیں اس کا پتہ نہیں تھا۔

1415- اخرجہ ابوداؤد (103/2) باب: الاضحیۃ عن المیت' حدیث (2790) واحمد (107/1) عن شریک بن عبد اللہ' عن ابی الحسناء' عن الحکم عن حنش عن علی بہ۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اُس کا نام "حسن" ہے۔

شرح

غیر کی طرف سے ایصال ثواب کی غرض سے قربانی کرنا

جب کوئی شخص ایک سے زائد قربانیاں کرتا ہے' تو ایک سے واجب کی تکمیل ہوگی اور دوسری قربانی نفلی ہوگی' جس سے جسے چاہے ایصال ثواب کرسکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خوبصورت جانوروں کی قربانی کی' ان کے ذبح کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا کی: اے اللہ! ایک قربانی میری طرف سے قبول فرما اور دوسری قربانی میرے ان امتیوں کی طرف سے قبول کر جو قیامت تک آئیں گے اور وہ قربانی کرنے کی طاقت نہیں رکھیں گے۔

(سنن ابی داؤد' رقم الحدیث ۲۷۹۵)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال دو جانوروں کی قربانی کرتے تھے' کسی نے آپ سے دریافت کیا قربانی تو ایک واجب ہے۔ آپ دو کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ایک قربانی میں اپنی طرف سے کرتا ہوں اور دوسری حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کرتا ہوں' کیونکہ آپ نے مجھے آپ کی طرف سے قربانی کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ (جامع ترمذی' رقم الحدیث ۱۵۰۰)

ان روایات سے ثابت ہوا کہ غیر کی طرف سے ایصال ثواب کی غرض سے قربانی کرنا جائز ہے' بلکہ مستحب ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْاَضَاحِيِّ

باب 4: کون سے جانور کی قربانی مستحب ہے؟

1416 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ فَحِيْلٍ يَّاْكُلُ فِىْ سَوَادٍ وَّيَمْشِىْ فِىْ سَوَادٍ وَّيَنْظُرُ فِىْ سَوَادٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سینگ والے' نر مینڈھے کی قربانی کی تھی اس کا منہ' چاروں پاؤں اور آنکھیں سیاہ تھیں۔

1416- اخرجه ابوداؤد (104/2) كتاب الضحايا' باب: ما يستحب من الضحايا' حديث (2796) والنسائى (221'220/7) كتاب الضحايا' باب: الكبش وابن ماجه (1046/2) كتاب الاضاحى' باب: ما يستحب من الاضحى' حديث (3128) عن حفص بن غياث عن جعفر بن محمد عن ابيه عن ابى سعيد.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔
ہم اس روایت کو صرف حفص بن غیاث سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

قربانی کا مستحب جانور

اونٹ' گائے یا بکری میں سے جس جانور کی قربانی بھی مقصود ہو وہ فربہ' موٹا تازہ' خوبصورت اور عمدہ گوشت والا ہونا چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ ایسا جانور جس کا منہ' قدم اور آنکھوں کا حلقہ سیاہ ہو' کا دستیاب ہونا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسا جانور اتفاق سے دستیاب ہوا تھا تو استحباب کی بناء پر ایسے جانور کی قربانی کیسے یقینی ہو سکتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث باب کا مصداق یہ ہے کہ وہ جانور خوبصورت' موٹا تازہ اور عمدہ گوشت والا ہو' تو اس کی قربانی سے استحباب پر عمل ہو جائے گا۔

بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ الْاَضَاحِيِّ

باب 5: کون سے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے

1417 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوْزَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَفَعَهُ

متنِ حدیث: قَالَ لَا يُضَحّٰى بِالْعَرْجَاءِ بَيِّنٌ ظَلَعُهَا وَلَا بِالْعَوْرَاءِ بَيِّنٌ عَوَرُهَا وَلَا بِالْمَرِيْضَةِ بَيِّنٌ مَرَضُهَا وَلَا بِالْعَجْفَاءِ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوْزَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوْزَ عَنِ الْبَرَاءِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایسے لنگڑے جانور' جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو' ایسا کانا جانور' جس کا کانا پن ظاہر ہو' ان کی قربانی نہ کی جائے۔ اسی طرح بیمار' نہایت کمزور

1417- اخرجه ابوداؤد (106/2) كتاب الضحايا' باب: ما يكره من الضحايا: حديث (2802) والنسائي (214/7) كتاب الضحايا' باب: ما نهي عنه من الاضحي العوراء' وابن ماجه (1050/2) كتاب الاضحي: باب: ما يكره ان يضحى به' حديث (3144) ومالك (482/2) كتاب الضحايا' حديث (1) والدارمي (7776/2) كتاب الاضحي' باب: ما لا يجوز في الاضحي واحمد (301/4) عن عبيد بن فيروز عن البراء به.

جانور کی بھی قربانی نہ کی جائے' جس کی بیماری ظاہر ہو یا جس کی ہڈیوں میں گودا ہی نہ ہو (یعنی وہ اتنا زیادہ کمزور ہو)۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ہم اس روایت کو صرف عبید بن فیروز کی حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔

شرح

وہ جانور جن کی قربانی جائز نہیں

وہ جانور جن کے عیوب ونقائص عیاں ہوں' تو ان کی قربانی جائز نہیں ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆ کسی جانور کا سینگ مینگ تک ٹوٹ گیا ہو' جس جانور میں جنون اس حد تک ہو کہ وہ چارہ وغیرہ نا کھا سکتا ہو اور ایسا لاغر و کمزور جانور جس کی ہڈی میں مغز نہ رہا تو ان سب جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے۔

☆ اندھا یا کانا جانور ہو' ایسا لنگڑا ہو جو قربان گاہ میں چل کر نہ جا سکتا ہو' ایسا بیمار جس کا مرض نمایاں ہو' جس کا کان یا دم کٹی ہو' جس جانور کے پیدائشی طور پر دونوں یا ایک کان نہ ہو اور جس کی تہائی سے زیادہ نظر ختم ہوگئی ہو' کی قربانی نا جائز ہے۔

☆ وہ جانور جس کے تھن خشک ہو چکے ہوں' اس کے دانت نہ ہوں' بکری کا ایک تھن جبکہ بھینس کے دو تھن خشک ہو چکے ہوں اور خُنثٰی جانور یعنی جس میں مادہ ونر دونوں کی علامات ہوں کی قربانی نا جائز ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت جلد ثالث مکتبہ مدینہ از صفحہ ۳۴۰ تا ۳۴۱)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاَضَاحِيّ

باب 6: کون سے جانور کی قربانی مکروہ ہے؟

1418 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ شُرَيْحِ ابْنِ النُّعْمَانِ الصَّائِدِيِّ وَهُوَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَلِيّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ

متنِ حدیث: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَّا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ وَّلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ شُرَيْحٍ

1418– اخرجه ابوداؤد (107/2) كتاب الضحايا باب: ما يكره من الضحايا حديث (2804) والنسائي (216/7) كتاب الضحايا باب: المقابلة وهى ما قطع طرف اذنها وابن ماجه (1050/2) كتاب الاضاحى: باب: ما يكره ان يضحى به حديث (3142) والدارمى (77/2) كتاب الاضحى باب: ما لا يجوز فى الاضحى واحمد (80/1، 108) عن ابى اسحق عن شريح بن النعمان عن على به.

بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَزَادَ قَالَ الْمُقَابَلَةُ مَا قُطِعَ طَرَفُ اُذُنِهَا وَالْمُدَابَرَةُ مَا قُطِعَ مِنْ جَانِبِ الْاُذُنِ وَالشَّرْقَاءُ الْمَشْقُوقَةُ وَالْخَرْقَاءُ الْمَثْقُوْبَةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَشُرَيْحُ بْنُ النُّعْمَانِ الصَّائِدِيُّ هُوَ كُوْفِيٌّ مِّنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ وَّشُرَيْحُ بْنُ هَانِئٍ كُوْفِيٌّ وَّلِوَالِدِهٖ صُحْبَةٌ مِّنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ وَّشُرَيْحُ بْنُ الْحَارِثِ الْكِنْدِيُّ اَبُوْ اُمَيَّةَ الْقَاضِي قَدْ رَوٰى عَنْ عَلِيٍّ وَّكُلُّهُمْ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ فِيْ عَصْرٍ وَّاحِدٍ قَوْلُهٗ اَنْ نَّسْتَشْرِفَ اَيْ اَنْ نَّنْظُرَ صَحِيْحًا

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی: ہم (قربانی کے جانور کی) آنکھ اور کان کا اچھی طرح جائزہ لیں اور ہم کوئی ایسا جانور قربان نہ کریں جس کا کان آگے کی طرف سے یا پیچھے کی طرف سے کٹا ہوا ہو یا اس میں سوراخ موجود ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اس کی مانند روایت نقل کی ہے' تاہم اس روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: المقابلہ: اس جانور کو کہتے ہیں جس کا کان کنارے سے کٹا ہوا ہو۔

المدابرہ (اس جانور کو کہتے ہیں) جس کا کان پیچھے کی طرف سے کٹا ہوا ہو۔

الشرقاء اس جانور کو کہتے ہیں جس کا کان پھٹا ہوا ہو۔

الخرقاء اس جانور کو کہتے ہیں جس کے کان میں سوراخ موجود ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شریح بن نعمان صائدی' یہ کوفی ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

شریح بن ہانی کوفی ہیں۔ ان کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

قاضی ابوامیہ شریح بن حارث کندی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

یہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں اور ایک ہی زمانے سے تعلق رکھتے ہیں۔

روایت کے الفاظ اَنْ نَّسْتَشْرِفَ کا مطلب یہ ہے: ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ وہ صحیح ہے۔

شرح

وہ جانور جن کی قربانی مکروہ ہے

یکرہ اور لایجوز دونوں کا ایک ہی مصداق ہے' جس کی تفصیل ماقبل باب کی حدیث کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر قربانی کے جانور میں معمولی عیب یا نقص ہو' تو اس کی قربانی جائز ہے اور زیادہ ہونے کی صورت میں منع ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجَذَعِ مِنَ الضَّأْنِ فِي الْاَضَاحِيِّ

باب 7: چھ ماہ کی بھیڑ کی قربانی

1419 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ كِدَامِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي كِبَاشٍ قَالَ

متنِ حدیث: جَلَبْتُ غَنَمًا جُذْعَانًا اِلَى الْمَدِينَةِ فَكَسَدَتْ عَلَيَّ فَلَقِيتُ اَبَا هُرَيْرَةَ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: نِعْمَ اَوْ نِعْمَتِ الْاُضْحِيَّةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ قَالَ فَانْتَهَبَهُ النَّاسُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاُمِّ بِلَالٍ ابْنَةِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيهَا وَجَابِرٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّرَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: حَدِيثُ اَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَّقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا وَّعُثْمَانُ بْنُ وَاقِدٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ الْجَذَعَ مِنَ الضَّأْنِ يُجْزِئُ فِي الْاُضْحِيَّةِ

◆◆ ابوکباش بیان کرتے ہیں: میں چھ ماہ کے دنبے کو فروخت کرنے کے لیے مدینہ منورہ لے کر گیا لیکن وہ فروخت نہ ہوئے میری ملاقات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

بہترین قربانی چھ ماہ کی بھیڑ کی ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: یہ سن کر لوگوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ خرید لیا۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' سیّدہ ام بلال بنت ہلال رضی اللہ عنہا کی ان کے والد کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم ﷺ کے ایک اور صحابی سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

یہی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

عثمان بن واقد نامی راوی' عثمان بن واقد بن محمد بن زیاد بن عبداللہ بن عمر بن خطاب ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ یعنی چھ ماہ کی بھیڑ کی قربانی جائز ہے۔

1419- اخرجه احمد (444/2) قالا' حدثنا' وكيع' قال: حدثنا' عثمان بن واقد عن كدام بن عبد الرحمٰن' عن ابی كباش عن ابی هريرة به.

1420 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى اَصْحَابِهٖ ضَحَايَا فَبَقِىَ عَتُوْدٌ اَوْ جَدْىٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ اَنْتَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: قَالَ وَكِيْعٌ الْجَذَعُ مِنَ الضَّاْنِ يَكُوْنُ ابْنَ سَنَةٍ اَوْ سَبْعَةِ اَشْهُرٍ وَّقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّهٗ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَايَا فَبَقِىَ جَذَعَةٌ فَسَاَلْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهَا اَنْتَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَاَبُوْ دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِىُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ بَعْجَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ بکریاں عطا کی تا کہ ان بکریوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے درمیان قربانی کرنے کے لیے تقسیم کردیں ان میں سے ایک ''عتود'' یا ''جدی'' باقی بچ گئی (یعنی ایک سال کی بکری یا چھ ماہ کا بچہ) راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: اسے تم قربان کرلو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

وکیع نامی راوی بیان کرتے ہیں: ''الجذعہ'' بکری کے سات یا چھ ماہ کے بچے کو کہتے ہیں۔

یہی روایت دوسری سند کے ہمراہ حضرت عقبہ بن عامر کے حوالے سے منقول ہے انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور تقسیم کیے تو ایک جذعہ باقی رہ گیا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: اسے تم قربان کرلو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔

1420—اخرجه البخاری (10/2) کتاب الاضحی' باب: اضحیة النبی صلى الله عليه وسلم بكبشين' اقرنين ويذكر سمينين' حديث (5555) ومسلم (55/7 'الابی) كتاب الاضاحی' باب: سن الاضحية' حديث (1956/15) والنسائی (218/7) كتاب الضحايا' باب: المسنة والجذعة وابن ماجه (1048/2) كتاب الاضاحی' با: ما تجزى ء من الاضاحی والدارمی (78/2) كتاب الاضاحی: باب: ما يجزىء من الضحايا واحمد (149/4) عن ليث بن سعد' قال: حدثنی يزيد بن ابی حبيب' عن ابی الخير' عن عقبة بن عامر به.

شرح

چھ ماہ بھیڑ کی قربانی جائز ہونا

آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قربانی کے لیے جانور کا جوان ہونا ضروری ہے۔ جوانی کے حوالے سے جانوروں کی عمروں کا تعین کیا گیا ہے' جو اس طرح ہے: اونٹ کی عمر پانچ سال' گائے کی عمر دو سال اور بکری کی عمر ایک سال ہونا ضروری ہے۔ تاہم وہ چھ ماہ کا چھترا یا بھیڑ جس کی خوب پرورش کی گئی ہو اور وہ دیکھنے سے سال بھر کا معلوم ہوتا ہو' تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

سوال: قربانی کے لیے جانور کا جوان ہونا ضروری ہے اور بکرے کی عمر کم از کم ایک سال کی ہونی چاہیے اور سال سے کم عمر والے جانور کی قربانی جائز نہیں ہونی چاہیے جبکہ احادیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ بھیڑ چھ ماہ کی بھی ہو' تو اس کی قربانی جائز ہے؟

جواب: اس کے کئی جوابات ہیں: (۱) چھ ماہ کی بھیڑ کی قربانی کرنے کی اجازت دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے۔ (۲) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غریب و مفلس شخص تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صرف ان کے لیے جائز قرار دیا گیا نہ کہ تمام کے لیے یہ حکم ہے۔ (۳) یہ جواز و اجازت اپنے مورد میں بند ہے اور دوسروں کو اس کی اجازت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ بالصواب

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْإِشْتِرَاكِ فِي الْأُضْحِيَّةِ

باب 8: قربانی میں حصے داری کرنا

1421 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ اَحْمَرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَحَضَرَ الْاَضْحٰى فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةً وَّفِي الْبَعِيرِ عَشَرَةً

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِي الْاَسَدِ السُّلَمِيِّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ وَاَبِيْ اَيُّوْبَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْفَضْلِ بْنِ مُوْسٰى

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں شریک تھے عیدالاضحیٰ کا

1421- اخرجه النسائی (222/7) كتاب الضحايا' باب: ما تجزیء عنه المدينة فی الضحايا' وابن ماجه (1047/2) كتاب الاضاحی' باب: عن كم تجزیء البدنة' والبقرة' حديث (3131) وابن خزيمة (291/4) كتاب المناسك' باب: ذكر الدليل على ان لا حظر فی اخبار جابر نحرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم البدنة عن سبعة- حديث (2908) واحمد (275/1) عن الفضل بن موسى' عن الحسين بن واقد' عن علباء بن احمر عن عكرمة عن ابن عباس به.

موقع آ گیا' تو ہم لوگ سات آدمی ایک گائے میں اور دس آدمی ایک اونٹ میں شریک ہوئے۔

اس بارے میں ابواسد اسلمی نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت نقل کی ہے' اس کے علاوہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ہم اس روایت کو صرف فضل بن موسیٰ کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

1422 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ اِسْحٰقُ يُجْزِئُ اَيْضًا الْبَعِيْرُ عَنْ عَشَرَةٍ وَّاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ کے مقام پر سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ اور سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے قربان کیے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اونٹ کی قربانی دس آدمیوں کی طرف سے کرنا بھی جائز ہے اور انہوں نے دلیل کے طور پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث کو پیش کیا ہے۔

شرح

قربانی کے جانوروں میں شرکت کا مسئلہ

احادیث باب کی روشنی میں آئمہ فقہ کا اس بات میں اتفاق واجماع ہے کہ اونٹ اور گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ تاہم حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اونٹ میں دس آدمی شامل ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے پہلی حدیث باب

1422- اخرجه مسلم (381/4) كتاب الحج' باب: اشتراك فى الهدى- حديث (1318/350) وابو داؤد (108/2) كتاب الضحايا' باب: فى البقرة والجزور- حديث (2809) وابن ماجه (1047/2) ابن ماجه (1047/2) كتب الاضحى' باب: عن كم تجزئ ء البدنة والبقرة' حديث (3132) ومالك (486/2) كتاب الضحايا' باب: الشتركة فى الضحايا' حديث (9) وابن خزيمة (287/4) كتاب المناسك' باب: اباحة اشتراك النفر فى البدنة' حديث (2900) والدارمى (78/2) كتاب الاضحى باب: البدنة عن سبعة والبقرة' عن سبعة واحمد (293/3) عن ابى الزبير' عن جابر بن عبدالله.

سے استدلال کیا ہے۔ جمہور آئمہ کی طرف سے حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ روایت غیر صریح ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں ہے۔ اجر وثواب کے لحاظ سے اونٹ اور گائے کی تذکیر وتانیث کا حکم یکساں ہے۔ بکرا اور چھترا ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرتا ہے۔ ان کی تمام انواع واجناس اور تذکیر وتانیث کا حکم بھی یکساں ہے۔

بَابُ فِي الضَّحِيَّةِ بِعَضْبَاءِ الْقَرْنِ وَالْاُذُنِ

باب 9: جس بکری کے سینگ یا کان ٹوٹے ہوئے ہوں اس کی قربانی کرنا

1423 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ قُلْتُ فَاِنْ وَّلَدَتْ قَالَ اذْبَحْ وَلَدَهَا مَعَهَا قُلْتُ فَالْعَرْجَاءُ قَالَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَنْسِكَ قُلْتُ فَمَكْسُوْرَةُ الْقَرْنِ قَالَ لَا بَاْسَ اُمِرْنَا اَوْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَشْرِفَ الْعَيْنَيْنِ وَالْاُذُنَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ

◆◆ حجیہ بن عدی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے ارشاد فرمایا ہے: گائے کو سات آدمیوں کی طرف سے قربان کیا جائے گا۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: اگر وہ بچے کو جنم دے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس کے ساتھ اس کے بچے کو بھی ذبح کردو۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: اگر وہ لنگڑی ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ قربان گاہ تک پہنچ سکتی ہو (تو قربانی جائز ہوگی)

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: اگر اس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے: ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے: ہم دونوں آنکھوں اور دونوں کانوں کا اچھی طرح جائزہ لیں (اس میں سینگ کا حکم شامل نہیں ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

سفیان نے اس روایت کو سلمہ بن کہیل کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

1423- اخرجه النسائى (217/7) كتاب الضحايا' باب: الشرقاء وهى مشقوقة الاذن وابن ماجه (1050/2) كتاب الاضحى' باب: ما يكره ان يضحى به حديث (3143) وابن خزيمة (293/4) كتاب المناسك باب: النهى عن ذبح ذات النقص' حديث (2915) والدارمى (77/2) كتاب الاضاحى' باب: ما لا يجوز فى الاضحى واحمد (95/1'105'125) عن سلمة بن كهيل عن حجية عن على به.

1424 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جُرَيِّ بْنِ كُلَيْبٍ النَّهْدِيِّ عَنْ عَلِيٍّ

متنِ حدیث: قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّضَحّٰى بِاَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْاُذُنِ قَالَ قَتَادَةُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ الْعَضَبُ مَا بَلَغَ النِّصْفَ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے ٹوٹے ہوئے سینگ یا کٹے ہوئے کان والے جانور کو قربان کیا جائے۔

قتادہ بیان کرتے ہیں: میں نے اس روایت کا تذکرہ سعید بن مسیب سے کیا' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: لفظ عضب سے مراد یہ ہے: جس کا نصف یا اس سے زیادہ (سینگ ٹوٹا ہوا یا کان کٹا ہوا) ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سینگ اور کان کے نقص والے جانور کی قربانی

معمولی عیب یا نقص والے جانور کی قربانی جائز ہے' جبکہ زیادہ نقص یا عیب والے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔ جس جانور کے سینگ کا اوپر والا خول تمام یا کچھ ٹوٹ جائے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ خول کے اندر والا حصہ جسے گری کہا جاتا ہے۔ وہ نصف سے زائد ٹوٹ گئی ہو' تو اس کی قربانی ناجائز ہے' جبکہ نصف سے کم ٹوٹ جائے تو جائز ہے۔ اگر وہ ٹھیک نصف سے ٹوٹ جائے تو اس بارے میں آئمہ احناف کے دو قول ہیں: (۱) جائز ہے (۲) ناجائز ہے۔ جس جانور کے پیدائشی طور پر' دونوں یا ایک کان نہ ہو یا بعد میں ایسی صورت پیدا ہو گئی ہو' تو اس کی قربانی ناجائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الشَّاةَ الْوَاحِدَةَ تُجْزِى عَنْ اَهْلِ الْبَيْتِ

باب 10: ایک بکری تمام گھر والوں کی طرف سے قربان کرنا جائز ہے

1425 حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنِيْ عُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ

1424- اخرجه ابوداؤد (107/2) كتاب الضحايا' باب: ما يكره من الضحايا' حديث (2805) والنسائي (217/7) كتاب الضحايا' باب: العضباء وابن ماجه (1051/2) كتاب الاضاحي' باب: ما يكره ان يضحى به' حديث (3145) وابن خزيمة (293/2) كتاب المناسك' باب: الزجر عن ذبح العضباء- حديث (2913) واحمد (129'127'101'83/1) عن قتادة' بن جرى عن على به.

1425- اخرجه ابن ماجه (1051/2) كتاب الاضاحي' باب: من ضحي بشاة عن اهله' حديث (3147) قالا' حدثنا الضحاك بن عثمان قال' حدثني عمارة بن عبد الله بن صياد عن عطاء' عن ابى ايوب الانصارى

متن حدیث: سَأَلْتُ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيَّ كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ فَيَاْكُلُوْنَ وَيُطْعِمُوْنَ حَتّٰى تَبَاهَى النَّاسُ فَصَارَتْ كَمَا تَرٰى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَعُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ مَدَنِيٌّ وَّقَدْ رَوٰى عَنْهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَاحْتَجَّا بِحَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ضَحّٰى بِكَبْشٍ فَقَالَ هٰذَا عَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِيْ

مذاہب فقہاء: وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا تُجْزِيُ الشَّاةُ اِلَّا عَنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَغَيْرِهٖ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں قربانی کس طرح ہوا کرتی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: ایک آدمی ایک بکری کو اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربان کر لیتا تھا اور وہ لوگ اسے کھا لیتے تھے اور دوسروں کو بھی کھلایا کرتے تھے' یہاں تک کہ (بعد کے زمانے میں) لوگ ایک دوسرے کے مقابلے میں فخر کا اظہار کرنے لگے اور صورتحال وہ ہوگئی جو اب تم دیکھتے ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

عمارہ بن عبداللہ نامی راوی مدنی ہیں۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں' ان دونوں حضرات نے نبی اکرم ﷺ کی اس حیثیت کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے: آپ ﷺ نے ایک دنبے کی قربانی کی تھی اور آپ نے ارشاد فرمایا تھا: یہ میری امت کے ہر اس فرد کی طرف سے ہے' جو قربانی نہ کر سکے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک ایک بکری صرف ایک شخص کی طرف سے قربان کی جا سکتی ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں۔

شرح

ایک بکری کی قربانی تمام اہل خانہ کی طرف سے کافی ہونے میں مذاہب آئمہ

ایک بکری کی قربانی تمام افرادِ خانہ کی طرف سے کافی ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج

ذیل ہے:

۱۔حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایک بکری کی قربانی تمام اہل خانہ کی طرف سے کافی ہوگی بشرطیکہ سب لوگ ایک گھر میں رہتے ہوں اور وہ بکری صرف اسی شخص کی ملک ہو۔انہوں نے حدیث باب سے استدلال ہے جس میں صراحت ہے کہ ایک بکری پوری فیملی کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے۔

۲۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک بکری کی قربانی تمام افرادخانہ کی طرف سے جائز نہیں ہے۔ ہر صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے خواہ وہ ایک گھر میں رہتے ہوں اور رشتہ دار ہوں اس لیے کہ قربانی ایک عبادت کی حیثیت رکھتی ہے اور ایک فرد کی عبادت سب افرادخانہ کی طرف سے کافی نہیں ہوسکتی بلکہ ہر فرد پر ضروری ہوتی ہے۔

ان کی طرف سے حدیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں مسلمانوں کی مالی حالت بہتر نہیں تھی گھر کا ایک آدمی قربانی کرتا تھا۔حالت بہتر ہوگئی گھر کے اکثر افراد صاحب نصاب ہوگئے اور انہوں نے الگ الگ قربانی کرنی شروع کردی۔لہٰذا حدیث باب سے استدلال درست نہیں ہے۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مینڈھے کی قربانی کی تو اس میں اپنی امت کے ان لوگوں کو شریک کرلیا جو قربانی نہیں کرسکتے تھے اس سے ثابت ہوا کہ ایک بکرا میں متعدد افراد شریک ہوسکتے ہیں؟

جواب: یہ حدیث کا اختصار ہے اور اصل حدیث یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو مینڈھے پیش کیے گئے تھے۔آپ پر قربانی واجب تھی تو ایک جانور کی قربانی اپنی طرف سے کی۔آپ نے ایک نفلی قربانی کی جس کے ثواب میں اپنے مفلس امتیوں کو شامل کرلیا تو ایسا کرنا جائز ہے اور اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

بَاب الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ الْاُضْحِيَّةَ سُنَّةٌ

باب 11: قربانی کرنا سنت ہے

1426 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْاُضْحِيَّةِ اَوَاجِبَةٌ هِيَ فَقَالَ ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ فَاَعَادَهَا عَلَيْهِ فَقَالَ اَتَعْقِلُ ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْاُضْحِيَّةَ لَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ وَّلٰكِنَّهَا سُنَّةٌ مِّنْ سُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّعْمَلَ بِهَا وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ

◆◆ جبلہ بن سحیم بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قربانی کے بارے میں دریافت کیا: کیا یہ واجب

1426- اخرجه ابن ماجه (1044/2) كتاب الاضحى' باب: الاضاحي واجبة هي ام لا ؟' حديث (3124) عن حجاج بن ارطاة' قال' حدثنا جبلة' بن سحيم عن ابن عمر به.

ہے؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا نبی اکرم ﷺ نے قربانی کی ہے۔ مسلمانوں نے بھی کی ہے۔ راوی نے دوبارہ ان سے یہ سوال کیا' تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: کیا تمہیں سمجھ نہیں آتی نبی اکرم ﷺ نے اور مسلمانوں نے قربانی کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی قربانی کرنا واجب نہیں ہے' بلکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے اور اس پر عمل کرنا مستحب ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1427 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَّهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي زَائِدَةَ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: اَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ يُضَحِّي

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ دس برس مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے اور آپ نے (ہر سال) قربانی کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

قربانی کے واجب یا سنت ہونے میں مذاہب آئمہ

آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قربانی کرنا ضروری ہے۔ تاہم اس کے وجوب یا سنت ہونے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قربانی واجب ہے' کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر دوام ثابت ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص استطاعت وقوت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے' (سنن کبریٰ جلد ۹' ص ۲۶۰) یہ وعید وجوب قربانی پر دلالت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں ارشاد ربانی ہے: فصل لربك وانحر۔ پس آپ اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ اس آیت میں قربانی کے لیے امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو وجوب کے لیے آتا ہے۔

۲- حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی سنت ہے۔ یہ ایسی سنت ہے' جس کا ترک کرنا جائز نہیں ہے اور اس کی تائید احادیث سے ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں تعامل صحابہ سے بھی اس کی تائید ثابت ہے۔

1427- اخرجه احمد (38/2) عن يحيىٰ بن زكريا بن ابى زائدة' عن حجاج بن ارطاة' عن نافع عن ابن عمر به۔

فائدہ نافعہ: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرض اور سنت کے درمیان ایک درجہ ہے جسے "واجب" کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ اصطلاح آئمہ ثلاثہ کے نزدیک مستعمل نہیں ہے بلکہ ہر عمل یا فرض ہوگا یا سنت جبکہ ان دونوں کے مابین کوئی درجہ نہیں ہے۔ تاہم تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اجماع ہے کہ صاحب نصاب پر قربانی ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الذَّبْحِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

باب 12: نماز (عید) پڑھنے کے بعد قربانی کرنا

1428 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

متنِ حدیث: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ نَحْرٍ فَقَالَ لَا يَذْبَحَنَّ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيَ قَالَ فَقَامَ خَالِيْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا يَوْمٌ اللَّحْمُ فِيْهِ مَكْرُوْهٌ وَّاِنِّيْ عَجَّلْتُ نُسُكِيْ لِاُطْعِمَ اَهْلِيْ وَاَهْلَ دَارِيْ اَوْ جِيْرَانِيْ قَالَ فَاَعِدْ ذَبْحًا اٰخَرَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ عَنَاقُ لَبَنٍ وَّهِيَ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ اَفَاَذْبَحُهَا قَالَ نَعَمْ وَهِيَ خَيْرُ نَسِيْكَتَيْكَ وَلَا تُجْزِئُ جَذَعَةٌ بَعْدَكَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّجُنْدَبٍ وَّاَنَسٍ وَّعُوَيْمِرِ بْنِ اَشْقَرَ وَابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ زَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ لَّا يُضَحّٰى بِالْمِصْرِ حَتّٰى يُصَلِّيَ الْاِمَامُ وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ لِاَهْلِ الْقُرٰى فِي الذَّبْحِ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ اَجْمَعَ اَهْلُ الْعِلْمِ اَنْ لَّا يُجْزِئَ الْجَذَعُ مِنَ الْمَعْزِ وَقَالُوْا اِنَّمَا يُجْزِئُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّاْنِ

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عید قربان کے دن ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: کوئی بھی شخص اس وقت تک قربانی نہ کرے جب تک وہ نماز عید ادا نہ کرلے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میرے ماموں کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آج کے دن گوشت سے لوگ جلدا کتا

1428- اخرجه البخاری (546/2) كتاب العيدين' باب: كلام الامام والناس فی خطبة العيدحديث (983) ومسلم (50/7) كتاب الاضحى' باب: حديث (1960/5) وابو داؤد (105/2) كتاب الضحايا' باب: ما يجوز فی الضحايا عن السن' حديث (2800) والنسائی (222/7) كتاب الضحايا' باب: ما يجوز فی الضحايا من السن' حديث (2800) والنسائی (222/7) كتاب الضحايا' باب ذبح الاضحية قبل الامام' وابن خزيمة (341/2) كتاب جامع ابواب صلوٰة العيدين' باب: ذكر الخبر الدال علی ان ترك الاكل يوم النحر حتیٰ يذبح المرء فضيلة- حديث (1427) والدارمی (80/2) كتاب الاضاحی' باب: فی الذبح قبل الامام واحمد (281/4' 287) عن عامر الشعبی عن البراء بن عازب به.

جاتے ہیں اس لیے میں نے جلدی قربانی کر لی ہے تاکہ اپنے گھر والوں کو اپنے محلے والوں کو (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) اپنے پڑوسیوں کو (گوشت) کھلا دوں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم دوبارہ دوسری قربانی کرو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے پاس ایک دودھ دینے والی بکری ہے جو گوشت کے اعتبار سے میرے نزدیک دو بکریوں سے بہتر ہے لیکن اس کی عمر ایک سال سے کم ہے کیا میں اسے قربان کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں وہ تمہاری بہترین قربانی ہوگی۔ لیکن تمہارے بعد کسی بھی شخص کے لیے ایک سال سے کم عمر بکری کی قربانی جائز نہیں ہوگی۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت جندب رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عویمر بن اشقر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ یعنی شہر میں اس وقت تک قربانی نہیں کی جاسکتی جب تک امام نمازِ عید ادا نہ کر لے۔

اہلِ علم سے تعلق رکھنے والے ایک گروہ نے دیہات میں رہنے والے لوگوں کو صبح صادق ہو جانے کے بعد قربانی کرنے کی اجازت دی ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

اہلِ علم کا اس بات پر اتفاق ہے: ایک سال سے کم عمر بکرے کو قربان نہیں کیا جاسکتا البتہ دنبے کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ اگر چھ ماہ کا بھی ہو تو اسے قربان کیا جاسکتا ہے۔

شرح

قربانی کا وقت نمازِ عید کے بعد

جہاں نمازِ جمعہ جائز ہے وہاں نمازِ عید بھی جائز ہے اور جہاں نمازِ جمعہ جائز نہیں ہے وہاں نمازِ عید بھی جائز نہیں ہے۔ جمعہ کی شرائط میں سے ایک ''مصر'' ہونا ہے اور مصر سے مراد شہر یا قصبہ ہے جہاں بازار وغیرہ موجود ہوں وہاں سے روزمرہ زندگی کی ہر چیز دستیاب ہو۔ جمعہ کی طرح نمازِ عید کے لیے بھی ''مصر'' ہونا شرط ہے۔ لہٰذا دیہات میں جمعہ کی طرح نمازِ عید بھی جائز نہیں ہے۔ قصبہ یا شہر میں قربانی کا وقت نمازِ عید کے بعد ہے۔ ایک جگہ میں نماز پڑھی گئی ہو تو قربانی کی جاسکتی ہے خواہ قربانی کرنے والے نے نمازِ عید پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔ تاہم دیہات میں چونکہ نمازِ عید واجب نہیں ہے لہٰذا وہاں نمازِ عید سے فراغت ضروری نہیں ہے بلکہ طلوعِ آفتاب کے بعد قربانی کی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی شہری اپنا جانور جلدی بطور قربانی ذبح کرانے کی خواہش رکھتا ہو تو وہ اپنا جانور دیہات میں بھیج کر طلوعِ آفتاب کے بعد قربانی کروا سکتا ہے اور اس کا گوشت شہر میں منگوا سکتا ہے۔ شہر میں نمازِ عید سے قبل کی جانے والی قربانی، قربانی نہیں ہوگی۔ البتہ اس کا گوشت حلال ہوگا لیکن صاحبِ نصاب کو قربانی دوبارہ کرنی پڑے گی۔ چھوٹے جانور کی عمر کم از کم ایک سال ہونی چاہیے۔ تشریعی قانون ابتداء سہولت کا متقاضی ہوتا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براء بن

عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوایک سال سے کم عمر کا جانور بطور قربانی ذبح کرنے کی اجازت دی اور ساتھ ہی فرمایا: یہ اجازت ورعایت صرف تیرے لیے ہے اور دوسرے لوگوں کے لیے نہیں ہے۔ حدیث باب کے مضمون پر غور کرنے سے یہ حقیقت بھی منکشف ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت میں بااختیار بنایا گیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ اَكْلِ الْاُضْحِيَّةِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ

باب 13: تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانا مکروہ ہے

1429 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يَاْكُلْ اَحَدُكُمْ مِنْ لَحْمِ اُضْحِيَّتِهٖ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ وَاَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام ترمذی: وَاِنَّمَا كَانَ النَّهْيُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَدِّمًا ثُمَّ رَخَّصَ بَعْدَ ذٰلِكَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی بھی شخص تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ کھائے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے منقول ممانعت کا یہ حکم پہلے تھا اس کے بعد پھر آپ نے اس کی اجازت دے دی تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ اَكْلِهَا بَعْدَ ثَلَاثٍ

باب 14: تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت

1430 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ النَّبِيْلُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

1429- اخرجه مسلم (69/7) كتاب الاضحى باب: بيان ما كان من النهي عن اكل لحوم الاضاحي بعد ثلاث- حديث (1970/26) والدارمي (78/2) كتاب الاضاحي: باب: في لحوم الاضحى واحمد (36،16/2) عن نافع عن ابن عمر به.

1430- اخرجه مسلم (73/7) كتاب الاضاحي: باب: بيان ما كان من النهي عن اكل لحوم الاضاحيه حديث (1977/37) وابن ماجه (1127/7) كتاب الاشربة باب: ما رخص فيه من ذلك، حديث (3405) مختصر واحمد (359/5) عن سليمان ابن بريدة عن بريدة به.

متن حدیث: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْاَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ لِيَتَّسِعَ ذُو الطَّوْلِ عَلٰى مَنْ لَا طَوْلَ لَهُ فَكُلُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعَائِشَةَ وَنُبَيْشَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّقَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ وَاَنَسٍ وَّاُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ بُرَيْدَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

◆◆ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے تمہیں پہلے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت استعمال کرنے سے منع کیا تھا تا کہ صاحب حیثیت لوگ غریب لوگوں کو زیادہ گوشت دیں اب تم جتنا مناسب سمجھو اسے کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ اور ذخیرہ کر کے رکھو۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

1431 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ

متن حدیث: قُلْتُ لِاُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ لُحُومِ الْاَضَاحِيِّ قَالَتْ لَا وَلٰكِنْ قَلَّ مَنْ كَانَ يُضَحِّيْ مِنَ النَّاسِ فَاَحَبَّ اَنْ يُّطْعِمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ يُّضَحِّيْ وَلَقَدْ كُنَّا نَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَاْكُلُهُ بَعْدَ عَشَرَةِ اَيَّامٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَاُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ هِيَ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهَا هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

◆◆ عابس بن ربیعہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے قربانی کا گوشت استعمال کرنے سے منع کیا ہے' تو انہوں نے جواب دیا: نہیں! بلکہ ایک مرتبہ لوگوں نے کم قربانی کی تو آپ ﷺ کو یہ اچھا لگا کہ وہ لوگ (جنہوں نے قربانی کی ہے) وہ ان کو کھلائیں' جنہوں نے قربانی نہیں کی ہے۔ (ام المومنین بیان کرتی ہیں) ہم لوگ تو ایک ''پایا'' سنبھال کر رکھ لیتے تھے اور اسے دس دن گزرنے کے بعد کھایا کرتے تھے۔

1431- اخرجه البخاری (463/9) کتاب الاطعمة' باب: ما کان السلف یدخرون- حدیث (5423) ومسلم (441/9) کتاب الزهد والرقاق' باب (2) حدیث (2970/23) والنسائی (235/7) کتاب الضحایا' باب: الادخار من الاضحی وابن ماجه (1055/2) کتاب الاضاحی' باب' ادخار لحوم الاضاحی' حدیث (3159) واحمد (127'102/6) عن عابس بن ربیعة عن عائشه به۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔
(امام ترمذی بیان کرتے ہیں) یہاں ام المؤمنین سے مراد نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔
انہی کے حوالے سے یہی حدیث دوسری سند کے ہمراہ بھی نقل کی گئی ہے۔

شرح

قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے کا شرعی حکم

دو ابواب کی تین احادیث میں قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ پہلی حدیث میں بتایا گایا ہے کہ قربانی کا گوشت صرف ذوالحجہ کی دسویں، گیارھویں اور بارھویں تواریخ تک کھایا جاسکتا ہے۔ ان تین ایام کے تعین کرنے اور بعد کے لیے ذخیرہ کرنے کی ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ اس سال کثیر تعداد میں لوگ مہاجر ہو کر مدینہ طیبہ میں آئے تھے جبکہ قربانی کرنے والے لوگوں کی تعداد زیادہ نہیں تھی۔ آپ کی طرف سے یہ اعلان اس بنا پر کیا گیا تھا کہ گوشت غرباء اور مساکین تک پہنچ پائے۔ آئندہ سال بھی مسلمانوں نے اس حکم پر عمل کیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی مالی حالت قدرے بہتر ہو گئی اور قربانی کرنے والے لوگوں میں بھی کسی حد تک اضافہ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تین ایام کے بعد بھی قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے اور کھانے کی اجازت عنایت فرما دی گئی کیونکہ اب پہلے والی مصلحت کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ باب ثانی کی دونوں احادیث میں اس مضمون کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْفَرَعِ وَالْعَتِيرَةِ

باب 15: فرع اور عتیرہ کا بیان

1432 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ وَالْفَرَعُ اَوَّلُ النِّتَاجِ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ فَيَذْبَحُوْنَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ نُبَيْشَةَ وَمِخْنَفِ بْنِ سُلَيْمٍ وَّاَبِي الْعُشَرَاءِ عَنْ اَبِيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام ترمذی: وَالْعَتِيرَةُ ذَبِيحَةٌ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهَا فِي رَجَبٍ يُعَظِّمُوْنَ شَهْرَ رَجَبٍ لِاَنَّهُ اَوَّلُ شَهْرٍ مِّنْ اَشْهُرِ الْحُرُمِ وَاَشْهُرِ الْحُرُمِ رَجَبٌ وَّذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَاَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَّالٌ وَّذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِّنْ ذِي الْحِجَّةِ كَذٰلِكَ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ فِي اَشْهُرِ الْحَجِّ

1432- اخرجه البخاري (510/9) كتاب العقيقة، باب: الفرع، حديث (5473) ومسلم (76/7) كتاب الاضاحي باب: الفرع والعتيرة، حديث (1976/38) وابو داؤد (115/2) كتاب الذبائح، باب: في العتيرة، حديث (2831)

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: فرع اور عتیرہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔
راوی بیان کرتے ہیں: فرع جانور کے پیدا ہونے والے پہلے بچے کو کہتے ہیں جسے کافر اپنے بتوں کے لیے ذبح کیا کرتے تھے۔
اس بارے میں حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ اور ابوعشراء کی ان کے والد کے حوالے سے روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

عتیرہ اس ذبیحے کو کہتے ہیں جسے مشرکین رجب کے مہینے میں ذبح کیا کرتے تھے وہ مشرکین رجب کے مہینے کی تعظیم کیا کرتے تھے' کیونکہ یہ حرمت والے مہینوں میں سب سے پہلا مہینہ ہے' جبکہ حرمت والے مہینے یہ ہیں' رجب' ذیقعدہ' ذی الحج اور محرم' حج کے مہینے یہ ہیں شوال' ذیقعدہ اور ذوالحجہ کے پہلے دس دن۔

نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب اور دیگر اہلِ علم سے حج کے مہینوں کے بارے میں اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

شرح

فرع اور عتیرہ قربانیوں کا خاتمہ

حدیث باب میں زمانہ جاہلیت کی دو قربانیوں کے خاتمہ کا اعلان کیا گیا ہے: (۱) فرع قربانی: زمانہ جاہلیت میں کفار اپنے جانور کے پہلے بچے کی بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے جسے ''فرع'' کا نام دیتے تھے۔ اسلام کے آنے پر مسلمانوں نے اس جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنا شروع کر دیا اور فرع قربانی کا خاتمہ کر دیا۔ (۲) عتیرہ قربانی: زمانہ جاہلیت میں رجب کا مہینہ آنے پر اس کے احترام میں کفار ایک جانور بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے جسے ''رجبیۃ'' کے نام سے پکارتے تھے۔ جب اسلام کو غلبہ حاصل ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کے مطابق اس رسم کا خاتمہ ہو گیا اور مسلمانوں نے ''رجبیہ'' جانور اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنا شروع کر دیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعَقِيْقَةِ

باب 16: عقیقہ کا بیان

1433 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ

متنِ حدیث: اَنَّهُمْ دَخَلُوْا عَلٰى حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَسَاَلُوْهَا عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَاَخْبَرَتْهُمْ اَنَّ عَآئِشَةَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُمْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ

1433- اخرجه ابوداؤد (115/2) كتاب الذبائح' باب: في العتيرة' حديث (2833) وابن ماجه (1056/2) كتاب الذبائح' باب: العقيقة' حديث (3163) واحمد (158'82'31/6) عن حفصة بنت عبد الرحمن عن عائشة به.

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاُمِّ كُرْزٍ وَّبُرَيْدَةَ وَسَمُرَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَنَسٍ وَّسَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَائِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَحَفْصَةُ هِيَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ

◄► یوسف بن ماہک بیان کرتے ہیں: وہ لوگ سیّدہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا' تو سیّدہ حفصہ نے انہیں بتایا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی تھی کہ نبی اکرم ﷺ نے لڑکے کے بارے میں لوگوں کو (عقیقے کے موقع پر) دو بکریاں ذبح کرنے اور لڑکی کے عقیقے پر ایک بکری ذبح کرنے کی ہدایت کی تھی۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' سیّدہ ام کرز رضی اللہ عنہا' حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ' حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حفصہ بنت عبدالرحمٰن نامی خاتون' حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی ہیں۔

1434 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَّاَمِيْطُوا عَنْهُ الْاَذٰى حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت سلمان بن عامر بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بچے کا عقیقہ ہوتا ہے' تو اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے گندگی کو دور کردو (یعنی بال صاف کردو)

حضرت سلمان بن عامر نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اس کی مانند نقل کیا ہے

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1435 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ يَزِيْدَ عَنْ سِبَاعِ ابْنِ ثَابِتٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ ثَابِتِ بْنِ سِبَاعٍ اَخْبَرَهُ

1434- اخرجه ابوداؤد (116/2) كتاب العقيقة: باب-' حديث (2835) والنسائی (165/7) كتاب العقيقة' باب: كم يعق عن الجارية وابن ماجه (1056/2) كتاب الذبائح' باب: العقيقة' حديث (3162) والدارمی (81/2) كتاب الاضاحی' باب: السنة فی العقيقة' والحميدی (166/1) حديث (345) واحمد (422/6) عن سفيان بن عيينة' عن عبد الله بن ابی يزيد' عن ابيه' عن سباع بن ثابت عن ام كرز به.

متن حدیث: اَنَّ اُمَّ كُرْزٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْاُنْثٰى وَاحِدَةٌ وَّلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ اَمْ اِنَاثًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► سیدہ اُمّ کرز رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے: میں نے نبی اکرم ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے فرمایا: لڑکے کے عقیقے میں دو بکریاں اور لڑکی کے عقیقے میں ایک بکری ذبح کی جائے گی اور وہ بکرا ہو یا بکری' اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے

شرح

عقیقہ کے احکام

لغوی اعتبار سے لفظ: ''عقیقہ'' سے مراد وہ بال ہیں جو نومولود کے سر پر موجود ہوتے ہیں۔ اصطلاح شرع میں عقیقہ سے مراد وہ جانور ہے جو بچے کی پیدائش کی خوشی اور شکریہ میں ذبح کیا جاتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے ساتویں روز سر کے بال منڈوانا' بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنا' نام تجویز کرنا اور عقیقہ کرنا مسنون ہے۔ والدین جس بچے کا عقیقہ نہ کریں تو زندگی بھر اس کا وقت ہے' بڑا ہو کر خود بھی اپنا عقیقہ کر سکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کی پیدائش کے ساتویں روز کیا تھا اور لوگوں کی دعوت بھی کی تھی۔

سوال یہ ہے کہ عقیقہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ اور فقہاء کے مختلف اقوال ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عقیقہ ایسی سنت ہے جو صاحب طاقت کو کبھی ترک نہیں کرنی چاہیے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے عقیقہ سنت مؤکدہ نہیں بلکہ مباح و مستحب ہے۔ عقیقہ کے مسنون ہونے کے انکار کا قول آپ کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے' کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اس کا مسنون ہونا ثابت ہے۔

۳- حضرت امام حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ عقیقہ کرنا واجب ہے۔

1435- اخرجه ابوداؤد (118/2) كتاب الاضاحي' باب: في العقيقة' حديث (2839) وابن ماجه (1056/2) كتاب الذبائح' باب: العقيقة' حديث (3164) وابن خزيمة (278/3) حديث (2067) والدارمي (81/2) كتاب الاضاحي' باب: السنة في العقيقة' والحميدي (362/2) حديث(823) من طريق حفصة بنت سيرين' عن الرباب' عن سلمان بن عامر الضبي به.

۴-علامہ ابن حزم نے کہا کہ صاحب حیثیت کے لیے عقیقہ کرنا فرض ہے۔

عقیقہ میں جانوروں کی تعداد کے حوالے سے مذاہب آئمہ

بچی یا بچے کی پیدائش پر ایک جانور ذبح کیا جائے گا یا دو؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱-حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نومولود خواہ بچی ہو یا بچہ ایک بکری ذبح کرنا کافی ہوگا۔انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مرفوع روایت سے استدلال کیا ہے: **عق الحسن والحسين رضي الله تعالىٰ عنهما كبشا كبشا** (سنن ابی داؤد) حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیقہ ایک ایک مینڈھا سے کیا گیا تھا۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بچی کے عقیقہ کے لیے ایک بکری ہے جبکہ بچے کے عقیقہ کے لیے دو بکریاں ہیں۔انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے جس میں صراحت ہے کہ بچے کی طرف سے بطور عقیقہ دو مینڈھے ذبح کیا جائیں گے۔

آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) ہماری دلیل قولی ہے جبکہ آپ کی فعلی ہے اور دونوں میں سے قولی کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔(۲) ترجیح مثبت زیادت کو حاصل ہے۔(۳) ایک جانور کا ذبح کرنا بیان جواز کے لیے جبکہ اصل سنت ہماری دلیل میں ہے۔

سوال: بچی کے عقیقہ کے لیے ایک جانور اور بچے کے عقیقہ کے لیے دو جانوروں کا ذبح کرنا کیوں متعین کیا گیا ہے؟

جواب: اس کی کئی وجوہات ہیں: (۱) لڑکی بنسبت لڑکے کی خوشی دوچند ہوتی ہے۔(۲) بچے کے عقیقہ کا مطالبہ کرنے والے اور شمولیت کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں (۳) خواہ فضیلت بچی کی زیادہ ہے لیکن گھر میں حق زیادہ بچے کا ہوتا ہے کیونکہ اسے وراثت کا حصہ دوگنا ملتا ہے (۴) بچی پر نسبتاً بلائیں کم آتی ہیں لہٰذا اس کے عقیقہ میں ایک جانور ذبح کرنے کا حکم ہے۔

فائدہ نافعہ: قربانی یا عقیقہ کے مواقع پر جو جانور ذبح کیے جاتے ہیں وہ تذکیروتانیث اور اجروثواب کے لحاظ سے سب مساوی ہیں۔جو شخص بچے کے عقیقہ پر دو جانور ذبح کرنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ ایک جانور سے بھی عقیقہ کرسکتا ہے۔قربانی کے بڑے جانور میں حصہ ڈال کر عقیقہ کرنا یا متعدد بچوں کے عقیقہ کی غرض سے بڑا جانور ذبح کرنا بھی جائز ہے۔

بَاب الْاَذَانِ فِيْ اُذُنِ الْمَوْلُوْدِ

باب 17: نومولود کے کان میں اذان دینا

1436 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ

1436- اخرجه ابوداؤد (749/2) كتاب الادب باب: في الصبي يولد فيؤذن في اذنيه حديث (5105) واحمد (392،391/9/6) من طريق سفيان عن عاصم بن عبد الله عن عبيد الله بن ابي رافع عن ابيه به.

متن حدیث: قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِيْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلٰوةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ فِی الْعَقِيْقَةِ عَلٰى مَا رُوِیَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَّرُوِیَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْضًا اَنَّهُ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بِشَاةٍ وَّقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ

◆◆ عبیداللہ بن ابورافع اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے کان میں اذان دی جب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں جنم دیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے' جو نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے عقیقہ کے بارے میں دیگر اسناد کے ہمراہ یہ بات روایت کی گئی ہے: لڑکے کے عقیقے میں دو بکریاں ہوں گی اور لڑکی کے عقیقے میں ایک بکری ہو گی۔

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات بھی روایت کی گئی ہے: آپ نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی تھی۔

بعض اہلِ علم نے اس روایت کو اختیار کیا ہے۔

1437 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُغِيْرَةِ عَنْ عُفَيْرِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: خَيْرُ الْاُضْحِيَّةِ الْكَبْشُ وَخَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَعُفَيْرُ ابْنُ مَعْدَانَ يُضَعَّفُ فِی الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے بہترین قربانی مینڈھے کی ہے اور سب سے بہترین کفن حلّہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

عفیر بن معدان نامی راوی کو علم حدیث میں "ضعیف" قرار دیا گیا ہے۔

1438 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَمْلَةَ عَنْ مِخْنَفِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ

1437- اخرجه ابن ماجه (1046/2) كتاب الاضاحی: باب: ما يستحب عن الاضاحی' حديث (3130) عن ابی عائذ' عن سعدان' عن سلمه بن عامر' عن ابی امامة به.

متن حدیث: كُنَّا وُقُوفًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَّةٌ وَعَتِيرَةٌ هَلْ تَدْرُونَ مَا الْعَتِيرَةُ هِيَ الَّتِي تُسَمُّونَهَا الرَّجَبِيَّةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَوْنٍ

◄► حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ عرفات میں وقوف کیا ہوا تھا میں نے آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔

اے لوگو! ہر گھر میں ہر سال ایک قربانی اور عتیرہ لازم ہے' کیا تم لوگ جانتے ہو عتیرہ سے مراد کیا ہے؟ یہ وہ چیز ہے' جسے تم ''رجبیہ'' کا نام دیتے ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ہم اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے یعنی صرف ابن عون سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

نومولود کے کان میں اذان پڑھنا

جب اللہ تعالیٰ کسی کو بچی یا بچہ عطا فرمائے تو بلا تاخیر اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھی جائے۔ اگر اذان پڑھنے کے لیے مرد موجود نہ ہو' تو عورت بھی اذان پڑھ سکتی ہے حتیٰ کہ ماں بھی اپنے بیٹے کے کان میں اذان پڑھ سکتی ہے۔ اذان پڑھنے والے کے لیے طہارت ضروری نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ کسی نیک شخصیت یا عالم دین سے اذان پڑھائی جائے تا کہ زیادہ باعث برکت ہو۔ نومولود کے کان میں اذان پڑھنے کی کئی وجوہات ہیں: (۱) اذان پڑھنے سے نومولود سے شیطان دور بھاگ جاتا ہے ورنہ اسے تنگ کرتا ہے' جس وجہ سے بچہ روتا یا چلاتا ہے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۴۳)

(۲) اذان و اقامت کے سبب نومولود کے دل و دماغ میں نماز کی اہمیت راسخ ہو جاتی ہے۔

(۳) نومولود کے کان میں جو پہلی آواز داخل ہو وہ اسم الٰہی کی ہو۔ (۴) نومولود کے کان میں اذان پڑھنا سنت ہے' کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کان میں خود اذان پڑھی تھی۔

دوسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیقہ ایک بکری سے کیا تھا۔ یہی روایت حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے کہ نومولود خواہ بچی ہو یا بچہ ہو' کا ایک بکری سے عقیقہ کرنا مسنون ہے۔ جمہور کی طرف سے اس روایت کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

1438- اخرجه ابوداؤد (102/2) كتاب الضحايا' باب: ما جاء في ايجاب الاضاحي' حديث (2788) والنسائي (168/7) كتاب الفرع والعتيرة وابن ماجه (1045/2) كتاب الاضاحي' باب: الاضاحي واجبة هي ام لا؟ حديث (3125) واحمد (215/4)(76/5) عن عبد الله بن عون' عن عامر ابي رملة عن مخنف بن سليم الغامدي.

(۱) یہ روایت منقطع ہے' جبکہ اس کے مقابلے میں صحیح حدیث یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیقہ دو دو مینڈھوں سے کیا تھا۔ (مشکوٰۃ' رقم الحدیث ۴۱۵۵)

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ بکری نومولود کی عمومی خوشی کے طور پر ذبح کی گئی تھی جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیدائش کے ساتویں روز خود دو مینڈھوں سے عقیقہ کیا تھا۔

بَاب الْعَقِيْقَةِ بِشَاةٍ

باب 18: عقیقہ میں ایک بکری (کی قربانی)

1439 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ قَالَ

متنِ حدیث: عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَّقَالَ يَا فَاطِمَةُ احْلِقِىْ رَاْسَهُ وَتَصَدَّقِىْ بِزِنَةِ شَعْرِهٖ فِضَّةً قَالَ فَوَزَنَتْهُ فَكَانَ وَزْنُهٗ دِرْهَمًا اَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّاِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ

توضیح راوی: وَاَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ

◆ امام محمد بن علی بن حسین (امام محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ) حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "حسن" کے عقیقہ پر ایک بکری ذبح کی تھی اور ارشاد فرمایا تھا: اے فاطمہ! اس کے سر کے بال منڈوا دو اور ان بالوں کے وزن جتنی چاندی صدقہ کر دو جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کا وزن کیا' تو اس کا وزن ایک درہم یا ایک درہم کے کچھ حصے جتنا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ اس کی سند متصل نہیں ہے۔

کیونکہ امام ابوجعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا ہے۔

1440 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِكَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا

1440–اخرجہ البخاری (190/1) کتاب العلم باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم رب مبلغ اوعی من سامع' حدیث (67) ومسلم (126/6'124' الابی) کتاب القسامۃ والمحاربین' باب تغلیظ تحریم الدماء والاعراض والاموال' حدیث (1679/30) والنسائی (220/7) کتاب الضحایا' باب: الکبش والدارمی (67/2) کتاب الاضاحی' باب: فی الخطبۃ یوم النحر' واحمد فی مسندہ (45'37/5) من طریق عبد اللہ بن عون عن محمد بن سیرین' عن عبدالرحمن بن ابی بکرۃ عن ابیہ' فذکرہ۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیا پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے آپ نے دو مینڈھے منگوائے اور انہیں ذبح کر دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1441 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِىْ عَمْرٍو عَنِ الْمُطَّلِبِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَضْحٰى بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا قَضٰى خُطْبَتَهٗ نَزَلَ عَنْ مِنْبَرِهٖ فَاُتِىَ بِكَبْشٍ فَذَبَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ هٰذَا عَنِّىْ وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِىْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنْ يَّقُوْلَ الرَّجُلُ اِذَا ذَبَحَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ

توضیح راوی: وَالْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ يُقَالُ اِنَّهٗ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ جَابِرٍ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر عیدگاہ میں موجود تھا جب آپ نے اپنا خطبہ ختم کیا' تو آپ منبر سے نیچے تشریف لائے آپ کے پاس ایک دنبہ لایا گیا نبی اکرم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک کے ذریعے اسے ذبح کیا اور یہ پڑھا۔

''اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے یہ میری طرف سے ہے اور میری امت کے ہر اس شخص کی طرف سے ہے: جو شخص قربانی نہ کر سکے''۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی آدمی ذبح کرنے پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

مطلب بن عبداللہ نامی راوی مطلب بن عبداللہ بن حطب ہیں۔ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کسی حدیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

1442 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ

1441- اخرجه ابوداؤد (108/2) كتاب الضحايا' باب: في الشاة يضحى بها عن جماعة' حديث (2810) واحمد (362'356/3) عن عمرو بن ابى عمرو عن المطلب عن جابر به۔

سَمُرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَلْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمّٰى وَيُحْلَقُ رَاْسُهٗ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ يُّذْبَحَ عَنِ الْغُلَامِ الْعَقِيْقَةُ يَوْمَ السَّابِعِ فَاِنْ لَّمْ يَتَهَيَّاْ يَوْمَ السَّابِعِ فَيَوْمَ الرَّابِعَ عَشَرَ فَاِنْ لَّمْ يَتَهَيَّاْ عُقَّ عَنْهُ يَوْمَ حَادٍ وَّعِشْرِيْنَ وَقَالُوْا لَا يُجْزِئُ فِي الْعَقِيْقَةِ مِنَ الشَّاةِ اِلَّا مَا يُجْزِئُ فِي الْاُضْحِيَّةِ

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' بچہ اپنے عقیقے کے عوض میں رہن ہوتا ہے (اس کی پیدائش) کے ساتویں دن اُس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے گا' اس کا نام رکھا جائے گا اور اس کا سر مونڈھ دیا جائے گا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے: ساتویں دن یا چودھویں دن عقیقے میں بچے کی طرف سے قربانی کی جائے گی اور اگر یہ نہ ہو سکے' تو اکیسویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے گا۔

علماء یہ فرماتے ہیں: عقیقے میں اسی بکری کو ذبح کرنا جائز ہے' جس کی قربانی کرنا جائز ہو۔

شرح

احادیث باب کے مسائل

احادیث باب میں متعدد مسائل بیان کیے گئے ہیں جن کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

۱- قربان کی شرعی حیثیت' حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قربانی سنت ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قربانی سنت واجبہ ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) قربانی واجب ہے (۲) قربانی سنت ہے۔

1442- انفرد به الترمذی به انظر تحفة الاشراف (62/4) حدیث (4574) منطریق اساعیل بن مسلم المکی عن الحسن عن سمرة' واخرجه البخاری (504/9) کتاب العقیقة' باب: اماطة الاذی عن الصبی فی العقیقة حدیث (5472) والنسائی (166/7) کتاب العقیقة' باب: متی یعق' عن حبیب بن الشهید البصری' عن الحسن عن سمرة' اخرجه بو داؤد (117/2) کتاب العقیقة' باب-' حدیث (3837) والنسائی (166/7) کتاب العقیقة' باب: متی یعق وابن ماجه (1056/2' 1057) کتاب الذبائح' باب: العقیقة' حدیث (3165) والدارمی (81/2) کتاب الاضحی' باب السنة فی العقیقة واحمد (7/5' 12' 17' 22) من طریق قتادة عن الحسن عن سمرة به.

۲-ایک بکری سے عقیقہ: نومولود ایک بچی ہو تو ایک بکری سے اور بچہ ہو تو دو بکریوں سے عقیقہ کرنا سنت ہے۔نومولود بچہ ہو تو ایک بکری سے عقیقہ کرنا بیان جواز کے لیے ہے ورنہ مسنون دو بکریوں سے عقیقہ کرنا ہے۔

۳-قربانی کا جانور عیدگاہ یا قربان گاہ یا گھر میں جہاں چاہیں ذبح کر سکتے ہیں۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدگاہ میں قربانی کی تھی جس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد تھا کثیر لوگوں کی موجودگی میں قربانی کی جائے تا کہ انہیں ذبح کے احکام و مسائل معلوم ہو جائیں (۲) ترغیب دینا مقصود تھا کہ زیادہ لوگ قربانی کریں۔

۴-مسنون طریقہ یہ ہے نومولود کا ساتویں دن عقیقہ کیا جائے' اس کے بال تراش کر چاندی سے وزن کر کے چاندی صدقہ کی جائے اور خوبصورت نام تجویز کیا جائے۔

۵-والدین جس نومولود کا عقیقہ کریں گے' وہ قیامت کے دن ان کی اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کرے گا ورنہ نہیں۔عقیقہ بھی ایک طرح کا صدقہ ہے' جس وجہ سے نومولود آفات سے محفوظ یا دور ہو جاتا ہے' کیونکہ مشہور روایت کے الفاظ ہیں: الصدقة ترد البلا یعنی صدقہ مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔

۶-عقیقہ کے لیے ساتویں روز کے متعین کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) عقیقہ اور ولادت کے درمیان قدرے فصل ہونا ضروری ہے' تا کہ زچہ بچہ کی طبیعت سنبھل جائے اور اہل خانہ بھی انہیں سنبھالنے سے فراغت حاصل کر لیں ورنہ اہل خانہ کی پریشانی اور مشغولیت دو چند ہو جائے گی۔ (۲) بعض اوقات جلدی سے جانور دستیاب نہیں ہوتا تو پہلے دن عقیقہ کرنے میں دشواری پیش آئے گی۔ (۳) ساتویں روز حکم میں میانہ روی ہے اور میانہ روی اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے۔

۷-عقیقہ کے موقع پر جانور ذبح کرنے کے بعد نومولود کا سر منڈوانے سے حجاج کرام کے ساتھ مشابہت ہو جاتی ہے۔ساتویں روز نام تجویز کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے قبل نام کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ (۸) ساتویں کی دو اقسام ہو سکتی ہیں: (۱) حقیقی ساتواں مثلاً کوئی بچہ منگل کے روز پیدا ہوا تو آئندہ پیر حقیقی ساتواں ہوگا جبکہ اس کے بعد زندگی میں جتنے بھی پیر آئیں گے وہ حکمی ساتواں کہلائیں گے۔عقیقہ کے لیے حقیقی ساتویں دن کا اعتبار کرنا مستحب ہے' واجب نہیں ہے۔کوئی شخص زندگی بھر میں جب بھی چاہے عقیقہ کر سکتا ہے۔

ایصال ثواب کی صورت میں مرحومین کو ثواب ملنے کی کیفیت

کسی بھی عبادت کا مرحومین کو ایصال ثواب کرنا جائز ہے' جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان امتیوں کی طرف سے ایک مینڈھا ذبح کیا تھا جو قربانی کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔سوال یہ ہے کہ مرحومین کو ثواب پورا پورا ملتا ہے یا تقسیم ہو کر مثلاً کوئی شخص اپنے والدین کی طرف سے قرآن خوانی کرانے کا اہتمام کرتا ہے' تو وہ اپنے والدین کے ساتھ دیگر اپنے اعزاء و اقارب' دوست واحباب بلکہ جمیع المؤمنین والمومنات کو شامل کر لیتا ہے' تو سب کو یکساں ثواب عطا ہوگا یا تقسیم ہو کر؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔بعض فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ مرحومین کو ثواب تقسیم ہو کر ملے گا' کیونکہ عبادت ایک ہے' جبکہ مستحقین کثیر ہیں۔جمہور فقہاء فرماتے ہیں کہ تمام مرحومین کو تقسیم کے بغیر پورا پورا ثواب ملے گا۔انہوں نے قربانی والی روایت سے استدلال کیا

ہے کہ اگر تقسیم ہو کر ثواب ملے تو امت کے مرحومین کو قربانی کا ایک ایک بال میسر نہیں آئے گا اور امتیوں کی طرف سے دنبہ ذبح کرنے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ومہربانی سے بعید ہے کہ وہ مرحومین کو تقسیم کر کے ثواب عطاء فرمائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور رحمت ومہربانی کے شایان شان یہی ہے کہ سب کو تقسیم کے بغیر اور پورا پورا ثواب عطا فرمائے۔

(الدر المختار ج ۲ ص ۵۹۵ الفتاوی الہندیہ ج ۱ ص ۳۵۷)

بَاب تَرْكِ اَخْذِ الشَّعْرِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ

باب 19: جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ بال نہ کٹوائے

1443 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَكَمِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عَمْرٍو اَوْ عُمَرَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ رَاَى هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَاْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَالصَّحِيْحُ هُوَ عَمْرُو بْنُ مُسْلِمٍ قَدْ رَوٰى عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَّقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ نَحْوَ هٰذَا

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ كَانَ يَقُوْلُ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ ذَهَبَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَرَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا لَا بَاْسَ اَنْ يَّاْخُذَ مِنْ شَعَرِهٖ وَاَظْفَارِهٖ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ عَآئِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَلَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِّمَّا يَجْتَنِبُ مِنْهُ الْمُحْرِمُ

◄► سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: جو شخص ذوالحجہ کا چاند دیکھ لے اور اس کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بال یا ناخن نہ کٹوائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

صحیح یہ ہے: راوی کا نام عمرو بن مسلم ہے۔

محمد بن عمرو نے اور دیگر راویوں نے ان کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سعید بن مسیب کے حوالے سے' سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی

1443- اخرجه مسلم (77/7) كتاب الاضاحي' باب: نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة- حديث (39-1977) وابو داؤد (103/2) كتاب الضحايا: باب الرجل يأخذ من شعره في العشر -' حديث (2791) والنسائي (211/7) كتاب الضحايا: باب- وابن ماجه (1052/2) كتاب الاضاحي' باب: من اراد ان يضحي فلا يأخذ في العشر' حديث (3150) والدارمي (76/2) كتاب الاضاحي' باب: السنة في الاضحية والحميدي (140/1) حديث (293) واحمد (289/6) عن سعيد بن المسيب' عن ام سلمة به.

طرح نقل کی گئی ہے۔

بعض اہلِ علم بھی اس بات کے قائل ہیں۔

سعید بن مسیب نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو اختیار کیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس بارے میں رخصت دی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: (اس دوران) بال یا ناخن کٹوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

انہوں نے دلیل کے طور پر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث کو پیش کیا ہے: نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے قربانی کا جانور روانہ کر دیتے تھے اور آپ ایسی کسی چیز سے اجتناب نہیں کرتے تھے جس سے حالت احرام والا شخص اجتناب کرتا ہے۔

شرح

ذوالحجہ کا چاند نظر آنے پر ناخن اور بال کٹوانے میں مذاہب آئمہ

جب ذوالحجہ کا چاند نظر آ جائے تو قربانی کرنے والا شخص اپنے ناخن اور بال کٹوا سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو جونہی ذوالحجہ کا چاند نظر آئے وہ ناخن اور بال نہیں کٹوا سکتا تاکہ اس کی حجاج کرام کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے، کیونکہ ایام میں حجاج کرام بھی نہ ناخن کٹوا سکتے ہیں اور نہ بال ترشوا سکتے ہیں۔ یہ حکم مستحب ہے، تاہم جب کسی شخص کے زیر ناف، بغل اور ناخن کٹوائے چالیس دن گزر چکے ہوں، تو ان کا کٹوانا واجب ہے اور انہیں اپنی حالت میں چھوڑنا مکروہ تحریمی ہے۔ کسی استحباب کے لیے مکروہ تحریمی کا ارتکاب کرنا منع ہے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذوالحجہ کا چاند نظر آنے پر قربانی کرنے والا اپنے ناخن اور بال کٹوا سکتا ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ھ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک سو بکریاں قربانی کی غرض سے مکہ مکرمہ بھیجی تھیں۔ محرم جن امور کو ترک کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ترک نہیں کیا تھا مثلاً سلے ہوئے کپڑے اور خوشبو وغیرہ۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض قربانی کا ارادہ کرنے سے کوئی شخص محرم نہیں بن سکتا۔ لہٰذا وہ ناخن اور بال کٹوا سکتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ محض قربانی کا قصد کرنے سے انسان محرم بن سکتا ہے، بلکہ اس میں حجاج کرام سے مشابہت ہے۔ ممکن ہے، جب اللہ تعالیٰ حجاج کرام کو اپنے فیوض و برکات سے نوازے تو وہی عنایات اور بخششوں کی بارش ان پر بھی ہو جائے۔ از شاہان چہ عجب گر نوازند گدارا۔ لہٰذا ذوالحجہ کا چاند نظر آنے پر قربانی کرنے والوں کو اپنے ناخن اور بال نہ کٹوانا مستحب ہے۔

كِتَابُ النُّذُوْرِ وَالْأَيْمَانِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

نذر اور قسم کے بارے میں' نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ

باب 1: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان "گناہ (سے متعلق کام) کی نذر کی کوئی حیثیت نہیں ہے"

1444 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهٗ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَّعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا يَصِحُّ لِاَنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ اَبِيْ سَلَمَةَ

قولِ امام بخاری: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَّقُوْلُ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ اَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ اَرْقَمَ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّالْحَدِيْثُ هُوَ هٰذَا

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: گناہ کے کام سے متعلق نذر کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اس کا کفارہ وہی ہے' جو قسم کا کفارہ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ روایت مستند نہیں ہے' کیونکہ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ابوسلمہ سے نہیں سنا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے یہ روایت کئی حضرات سے منقول ہے' جن میں موسیٰ بن عقبہ اور ابن ابی عتیق شامل ہیں۔ انہوں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے' سلیمان ارقم کے حوالے سے' یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے' ابوسلمہ کے حوالے سے' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے حدیث نقل کی

1444– اخرجه ابوداؤد (2/251'252) كتاب الايمان والنذور' حديث (3290) والنسائي (7/26-27) كتاب الايمان والنذور: باب: كفارة النذر وابن ماجه (1/686) كتاب الكفارات' باب: النذر في المعصية' حديث (125 واحمد (6/247) عن يونس بن يزيد' عن ابن شهاب' عن ابي سلمة عن عائشة به.

ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (درست سند کے ہمراہ) حدیث یہی ہے۔

1445 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمٰعِيلَ التِّرْمِذِيُّ وَاسْمُهٗ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ بْنِ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ عَتِيقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ اَرْقَمَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَكَفَّارَتُهٗ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّهُوَ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ صَفْوَانَ هُوَ مَكِّيٌّ وَّاسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ الْحُمَيْدِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ جُلَّةِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَقَالَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَكَفَّارَتُهٗ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ وَّهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَاحْتَجَّا بِحَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّلَا كَفَّارَةَ فِيْ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے متعلق نذر کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

یہ اس روایت سے زیادہ مستند ہے، جو ابوصفوان نے یونس کے حوالے سے نقل کی ہے۔

ابوصفوان نامی راوی مکی ہیں' ان کا نام عبداللہ بن سعید بن عبدالملک بن مروان ہے۔

حمیدی اور دیگر جلیل القدر محدثین نے ان کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے ایک گروہ نے یہ بات بیان کی ہے: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے متعلق نذر کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے، جو قسم کا کفارہ ہوتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

ان دونوں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کی ابوسلمہ کے حوالے سے، سیدہ عائشہ سے نقل کردہ روایت کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: معصیت کے بارے میں مانی گئی نذر کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور اس بارے میں کفارہ بھی لازم نہیں ہوتا۔

امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی بات کے قائل ہیں۔

بَاب مَنْ نَّذَرَ اَنْ يُّطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ

باب 2: جو شخص اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری (کے کام) سے متعلق نذر مانے وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے

1446 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْاَيْلِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ نَّذَرَ اَنْ يُّطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَّذَرَ اَنْ يَّعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْاَيْلِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَبِهِ يَقُوْلُ مَالِكٌ وَّالشَّافِعِيُّ قَالُوْا لَا يَعْصِي اللّٰهَ وَلَيْسَ فِيْهِ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ اِذَا كَانَ النَّذْرُ فِيْ مَعْصِيَةٍ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری (کے کام) کی نذر مانے تو وہ اس کی فرمانبرداری کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (کے کام) کی نذر مانے وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یحییٰ بن ابوکثیر نے اسے قاسم بن محمد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں۔

1446-اخرجہ البخاری (594/11) کتاب الایمان والنذور باب: النذر فیما لا یملک وفی معصیۃ' حدیث (6700) وابو داؤد (251/2) کتاب الایمان والنذور' باب: ما جاء فی النذر فی المعصیۃ حدیث (3289) والنسائی (17/7) کتاب الایمان' والنذور' باب: النذر فی المعصیۃ وابن ماجہ (687/1) کتاب الکفارات' باب: النذر فی المعصیۃ' حدیث (2126) ومالک (476/2) کتاب النذور والایمان: باب ما لا یجوز من النذور من معصیۃ' حدیث (8) وابن خزیمۃ (352/3) کتاب الصیام باب: ذکر المعتکف ینذر فی اعتکافہ ما لیس لہ فیہ- حدیث (2241) والدارمی (184/2) کتاب النذور والایمان' باب: لا نذر فی معصیۃ اللّٰہ' واحمد (224'41'36/6) عن القاسم بن محمد عن عائشۃ بہ.

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے اور اس میں قسم کا کفارہ دینا لازم نہیں ہوگا۔ اگر اس نے نافرمانی سے متعلق نذر مانی ہو۔

شرح

نذر کی تعریف، اقسام اور حکم

لفظ: ''نذور'' نذر کی جمع ہے، جس کا معنی ہے: منت۔ نذر کی دو اقسام ہیں: (۱) نذر واجب: اس کی تعریف بایں الفاظ کی جاتی ہے: **ایجاب الانسان علی نفسه و التزامه من طاعة یکون الواجب من جنسها** یعنی انسان کا اپنی ذات پر ایسی عبادت کو لازم کر لینا جو واجبات سے متعلق ہو مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ۔ اس کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے، مثلاً کوئی شخص نذر مانتا ہے کہ اس کا فلاں کام ہو گیا تو وہ بیس دنوں کے روزے رکھے گا، کام ہو جانے کی صورت میں اس پر بیس دنوں کے روزے رکھنا ضروری ہو جائیں گے۔ تعریف میں لفظ: ''طاعۃ'' کی قید سے غیر واجب اشیاء خارج ہو گئیں مثلاً کسی شخص نے نذر مانی کہ اگر اس کا کام ہو گیا تو وہ چار کلو چاول کھائے گا۔ چاول کھانا مباح ہے لیکن اس کا تعلق عبادات واجبہ سے نہیں ہے، لہٰذا اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔ (۲) نذر غیر واجب: وہ ایسی نذر ہے، جس کا پورا کرنا جائز نہیں ہوتا مثلاً کسی شخص نے نذر مانی کہ اس کا فلاں کام ہو گیا تو وہ اپنے لڑکے کی قربانی کرے گا یا شراب نوشی کرے گا، تو کام ہو جانے کی صورت میں اس نذر کا پورا کرنا جائز نہیں ہے۔

یمین کی تعریف، اقسام اور حکم

لفظ: ''ایمان'' یمین کی جمع ہے، جس کا لغوی معنی ہے: قسم۔ یمین کی تعریف یوں کی گئی ہے: **عقد قوی به عزم الحالف علی الفعل او الترك** ۔ یعنی ایسا عہد جس کے سبب قسم کھانے والے کا کوئی کام کرنے یا نہ کرنے کا ارادہ پکا ہو جائے۔ یمین کی چار اقسام ہیں: ۱۔ یمین منعقدہ: مستقبل میں کسی ممکن کام کرنے کا پختہ ارادہ کرنا مثلاً کوئی شخص پختہ ارادہ کرے کہ وہ کل روزہ رکھے گا یا وہ روزہ نہیں رکھے گا۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: مگر اللہ تعالیٰ قسم پکڑتا ہے، جس کو تم نے پختہ کیا ہے (المائدہ: ۸۹) مطلب یہ ہے کہ اس قسم کو پورا نہ کرنے کی صورت میں کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔

۲۔ یمین لغو: اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) دوران گفتگو کسی قسم کے ارادہ کے بغیر یوں کہنا: بخدا! ہاں اور بخدا نہیں۔ اسے یمین لغو کہا جاتا ہے۔ (۲) ماضی کی کسی بات پر اپنی دانست کے مطابق قسم کھانا حالانکہ واقع میں ایسا نہ ہو مثلاً کسی طرح زید کی آمد کی اطلاع ملی اور اس پر اعتماد کرتے ہوئے قسم کھا کر اس کے آنے کے بارے میں کہنا پھر معلوم ہوا کہ حقیقت میں وہ نہیں آیا تھا، یہ یمین لغو ہے۔ اس کا نہ گناہ ہے نہ کفارہ ہے۔ اس سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے: اللہ تعالیٰ بیہودہ قسموں کے سبب تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا (المائدہ: ۸۹) یعنی اس کا کفارہ واجب نہیں ہے۔

۳۔ یمین غموس: قاضی کی موجودگی میں جھوٹی قسم کھا کر اپنے حق میں فیصلہ کروا لینا اور دوسرے کا مال ہتھیا لینا۔ یہ کبیرہ گناہ ہے (مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۰) ماضی کے کسی واقعہ پر عمداً جھوٹی قسم کھانا بھی گناہ کبیرہ اور یمین غموس ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ

تعالیٰ کے نزدیک اس احتراز تو ضروری ہے اور سخت گناہ ہے لیکن اس سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

۴۔ یمین محال: کسی محال عقلی کی قسم کھانا مثلاً شب وروز کو یکجا کرنے کی قسم کھانا یا محال عادی کی قسم کھانا مثلاً آسمان پر چڑھنے کی قسم کھانا۔

مؤخر الذکر دونوں اقسام کے لیے قرآن وحدیث میں کوئی نص موجود نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آئمہ فقہ کے درمیان ان میں کفارہ کے واجب ہونے یا واجب نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ یمین غموس میں کفارہ واجب ہے، جبکہ آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفارہ واجب نہیں ہے۔ تاہم یہ قسم اتنا شدید گناہ ہے جو کفارہ سے نہیں دھل سکتا بلکہ توبہ سے معاف ہوسکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: **لاتواخذ کم اللہ باللغوفی ایمانکم ولکن یواخذ کم بما کسبت قلوبکم واللہ عفور رحیم** (البقرہ:۲۲۵) اللہ تعالیٰ آخرت میں جھوٹی قسموں میں تمہارا مؤاخذہ نہیں کرے گا، البتہ جو کچھ تم نے ارادہ کیا وہ اس کا مؤاخذہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

نذر اور ایمان کے مابین علاقہ:

طلاق کی طرح شریعت میں نذر اور ایمان (قسم) دونوں ناپسندیدہ ہیں، کیونکہ اگر یہ پسندیدہ ہوتیں تو عنداللہ اس کی کثرت مطلوب ہوتی جس طرح نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ ہیں۔ چونکہ گفتگو، قول وقرار اور معاملات میں عموماً لوگ قسمیں کھاتے ہیں اس وجہ سے اسے مشروع قرار دیا گیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس نذر معلق بھی ناپسندیدہ عمل ہے۔ شریعت میں منت ماننے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: تم منت نہ مانا کرو کیونکہ اس سے تقدیر میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ نذر اور قسم دونوں کے درمیان چولی دامن کا علاقہ ہے۔

نذر معصیت کے جواز وعدم جواز میں مذاہب آئمہ

کیا نذر معصیت منعقد ہوتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک نذر معصیت منعقد نہیں ہوتی۔ یہ نذر فضول و بے کار ہے، لہٰذا اس کا کفارہ بھی واجب نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نذر معصیت منعقد ہو جاتی ہے، جبکہ اس کا وفا جائز نہیں ہے۔ تاہم اس کے انعقاد کے باعث کفارہ واجب ہوگا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا نَذْرَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ اٰدَمَ

باب 3: آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس سے متعلق نذر کی کوئی حیثیت نہیں ہے

1447 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَيْسَ عَلَى الْعَبْدِ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس (کے بارے میں) نذر بندے پر لازم نہیں ہوتی۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

غیر مملوک چیز کی نذر کی حیثیت

غیر مملوک چیز کے بارے میں نذر ماننا فضول اور کالعدم ہے مثلاً کوئی شخص یہ نذر مانتا ہے کہ اگر اس کا فلاں کام ہو جائے تو وہ اپنی رہائش کا مکان کسی دار العلوم کے لیے وقف کر دے گا حالانکہ وہ کرائے کے مکان میں مقیم ہے جو غیر کی ملکیت میں ہے' لہٰذا یہ نذر کالعدم ہے جو منعقد نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَفَّارَةِ النَّذْرِ اِذَا لَمْ يُسَمَّ

باب 4: غیر متعین نذر کا کفارہ

1448 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ حَدَّثَنِيْ كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: كَفَّارَةُ النَّذْرِ اِذَا لَمْ يُسَمَّ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب آدمی نے نذر متعین نہ کی ہو' تو

1447- اخرجه البخاري (479/10) كتاب الآداب' باب: ما ينهى من السباب واللعن' حديث (6047) ومسلم (363,362/1) كتاب الايمان باب: غلظ التحريم قتل الانسان نفسه- حديث (110/176) وابو داؤد (244/2) كتاب الايمان والنذور' باب: ما جاء في الحلف بالبراءة وملة غير الاسلام' حديث (3257) والنسائي (6/7) كتاب الايمان والنذور' باب: الحلف بملة سوى الاسلام وابن ماجه (678/1) كتاب الكفارات' باب: من حلف بملة غير ملة الاسلام' حديث (2098) واحمد (34-33/4) والحميدي (375/2) حديث (850) مختصراً عن ابي قلابة عن ثابت بن الضحاك به.

1448- اخرجه مسلم (26/6) كتاب النذر' باب: في كفارة النذر حديث (1645/13) وابو داؤد (261/2) كتاب الايمان والنذور' باب: من نذر نذر لم يسم حديث (3324) والنسائي (26/7) كتاب الايمان والنذور' باب: كفارة النذر واحمد (144/4) عن كعب بن علقمة عن عبد الرحمن بن شماسة عن ابي الخير مرثد بن عبد الله بن عقبة بن عامر به.

اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

شرح

مبہم نذر کا کفارہ

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص مبہم نذر مانتا ہے یعنی اس کی مکمل وضاحت نہیں کرتا مثلاً کوئی شخص کہتا ہے کہ اگر اس کا بیٹا حافظ قرآن یا عالم دین بن جاتا ہے تو...... یعنی نذر کو واضح نہیں کرتا تو لڑکا حافظ قرآن یا عالم دین بن جانے کی صورت میں اس کا کفارہ، کفارہ یمین ہے۔ وہ یہ ہے: دس غریبوں کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا، جب ان میں سے کسی ایک کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے مسلسل رکھنا ہے۔ (المائدہ:۸۹)

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا

باب 5: جو شخص (کسی کام کو کرنے کی) قسم اٹھائے اور پھر اس کے برعکس کام کو بہتر سمجھے (اسے کیا کرنا چاہیے؟)

1449 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ يُّوْنُسَ هُوَ ابْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَا تَسْاَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اَتَتْكَ عَنْ مَسْاَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِنْ اَتَتْكَ عَنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَاْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ وَّلْتُكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ

فی الباب: وَفِى الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّجَابِرٍ وَّعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَّاَبِى الدَّرْدَاءِ وَاَنَسٍ وَّعَآئِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَاَبِىْ مُوْسٰى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عبدالرحمٰن! تم حکومت نہ مانگنا کیوں اگر یہ مانگے بغیر تمہیں مل گئی تو اس کے بارے میں تمہاری مدد کی جائے گی اور جب تم کوئی قسم اٹھاؤ اور پھر اس کے برعکس کام کو،

1449- اخرجه البخاری (525/11) کتاب الایمان والنذور، باب: قول الله تعالیٰ (لا يؤاخذكم الله باللغو فی ایمانكم- البقرة 225) حدیث (6622) اطرافه (7147،7146،6722) ومسلم (35/6) کتاب الایمان، باب: ندب من حلف یمینا فرأی- حدیث (1652/19) وابو داؤد (145/3) کتاب الخراج والامارة والفیء: باب: ما جاء فی طلب الامارة، حدیث (2929) والنسائی (10/7) کتاب النذور والایمان، باب: الكفارة قبل الحنث والدارمی (186/2) کتاب النذور والایمان، باب: من حلف علی یمین فرأی غیرها خیرا منها، عن الحسن، عن عبد الرحمن بن سمرة به.

اس سے زیادہ بہتر سمجھو تو وہ کام کرو جو زیادہ بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْكَفَّارَةِ قَبْلَ الْحِنْثِ

باب 6: قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینا

1450 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِهِ وَلْيَفْعَلْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ اَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ الْكَفَّارَةَ قَبْلَ الْحِنْثِ تُجْزِئُ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُكَفِّرُ اِلَّا بَعْدَ الْحِنْثِ قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ اِنْ كَفَّرَ بَعْدَ الْحِنْثِ اَحَبُّ اِلَيَّ وَاِنْ كَفَّرَ قَبْلَ الْحِنْثِ اَجْزَاَهُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کوئی قسم اٹھائے اور اس کے برعکس کام کو اس سے زیادہ بہتر سمجھے تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ کام کرے (جو زیادہ بہتر ہو)

اس بارے میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اکثر اہلِ علم، جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا یعنی کفارہ قسم توڑنے سے پہلے ادا کرنا جائز ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: آدمی کفارہ قسم توڑنے کے بعد ادا کرے گا۔

1450- اخرجه مسلم (33/6) كتاب الايمان، باب: ندب من حلف يمينا حديث (1650/12) ومالك (478/2) كتاب النذور والايمان، باب: ما تجب فيه الكفارة من الايمان حديث (11) واحمد (361/2) عن سهيل بن ابى صالح عن ابى صالح عن ابى هريرة به۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قسم توڑنے کے بعد کفارہ ادا کرنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے لیکن اگر کوئی شخص قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کر دیتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔

شرح

قسم کے برعکس بھلائی دیکھے تو

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی معاملہ میں قسم کھالیتا ہے پھر اس کے برعکس بہتری دیکھے تو اسے توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرے گا مثلاً کوئی شخص غصہ کی حالت میں قسم کھالیتا ہے کہ وہ اپنے والدین اور بہن بھائیوں سے گفتگو نہیں کرے گا بعد میں غصہ ٹھنڈا ہونے پر اسے پریشانی لاحق ہوئی کہ اس نے قسم کھا کر اچھا کام نہیں کیا تو وہ اپنی قسم توڑ ڈالے اپنے والدین اور بہن بھائیوں سے گفتگو کرے اور قسم توڑنے کا کفارہ ادا کرے۔

کفارہ یمین کے محل میں مذاہب آئمہ

اس بات میں آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ قسم توڑ کر کفارہ ادا کرنا جائز ہے۔ کفارہ دے کر قسم توڑنے کے جواز یا عدم جواز میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ یہ جائز ہے (حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ روزوں کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں، کیونکہ ان کی تقدیم درست نہیں ہے) انہوں نے یمین کو علت قرار دیا ہے۔ جس طرح صدقۃ الفطر کی علت افطار اور صلوٰۃ الظہر کی علت ظہر (دوپہر) ہے۔ علاوہ ازیں مشہور محاورہ "کفارۃ الیمین" ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قسم توڑنے سے قبل کفارہ ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ آپ نے یوں استدلال کیا ہے کہ حنث علت ہے، کفارۃ الیمین کے محاورہ میں مضاف محذوف ہے اور اصل عبارت یوں ہے: کفارۃ نقض الیمین یعنی قسم توڑنے کا کفارہ۔ لفظ کفارہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ کوئی غیر مناسب فعل سرزد ہوا ہے، جس کی سزا یہ دی جارہی ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ فی نفسہ قسم بری چیز نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے جابجا قسمیں کھائی ہیں۔ تاہم ناپسندیدہ اور قابل گرفت بات اس کا توڑنا ہے، کیونکہ قسم کھانے والے نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عہد کیا تھا اور اسے توڑنا اسم گرامی کی توہین کرنے کے مترادف ہے، جس کی سزا کفارہ ہے، جو "کفارۃ الیمین" کہلاتا ہے اور اس کی اصل عبارت یوں ہے: کفارۃ نقض الیمین ہے۔ اگر قسم توڑنے سے قبل کفارہ ادا کیا جائے تو وہ غیر معتبر ہوگا، کیونکہ جب سبب نہیں پایا گیا تو مسبب کیسے مستحق ہوگا؟ علاوہ ازیں حدیث باب میں قسم توڑنے کا ذکر پہلے اور کفارہ کا بعد میں ہے، جن پر عمل میں بھی ترتیب پیش نظر رکھی جائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِيْنِ

باب 7: قسم میں استثنیٰ کرنا

1451 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَقَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَا حِنْثَ عَلَيْهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رَوَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوْفًا وَّهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَوْقُوْفًا وَّلَا نَعْلَمُ اَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَكَانَ اَيُّوْبُ اَحْيَانًا يَّرْفَعُهُ وَاَحْيَانًا لَّا يَرْفَعُهُ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ الْاِسْتِثْنَاءَ اِذَا كَانَ مَوْصُوْلًا بِالْيَمِيْنِ فَلَا حِنْثَ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالْاَوْزَاعِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کوئی قسم اٹھائے اور پھر ”ان شاء اللہ“ کہہ دے تو وہ قسم توڑنے والا شمار نہ ہوگا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

عبید اللہ بن عمر اور دیگر راویوں نے اسے نافع کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

سالم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اسے ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

ایوب سختیانی کے علاوہ ہمارے علم میں اور کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس نے اسے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہو۔

اسماعیل بن ابراہیم فرماتے ہیں: ایوب نامی راوی نے بعض اوقات اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور کبھی ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

1451- اخرجه ابوداؤد (245/2) كتاب الايمان والنذور' باب: الاستثناء في اليمين حديث (3261) والنسائي (12/7) كتاب الايمان والنذور: باب: من حلف فاستثنى وابن ماجه (680/1) كتاب الكفارات' باب: الاستثناء في اليمين' حديث (2105) والدارمي (185/2) كتاب النذور والايمان' باب: في الاستثناء في اليمين والحميدي (303/2) حديث (690) وعبد بن حميد ص (249) حديث (279) واحمد (6/2'48) عن نافع عن ابن عمر به.

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی جب قسم کے الفاظ کے ہمراہ استثنٰی کرلیا جائے تو ایسا شخص قسم توڑنے والا شمار نہیں ہوگا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' امام اوزاعی' امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ' امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1452 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ حَلَفَ فَقَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: سَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ خَطَاٌ اَخْطَاَ فِيْهِ عَبْدُ الرَّزَّاقِ اخْتَصَرَهُ مِنْ حَدِيْثِ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ قَالَ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَبْعِيْنَ امْرَاَةً تَلِدُ كُلُّ امْرَاَةٍ غُلَامًا فَطَافَ عَلَيْهِنَّ فَلَمْ تَلِدِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ نِصْفَ غُلَامٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَكَانَ كَمَا قَالَ

اختلافِ روایت: هٰكَذَا رُوِیَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِطُوْلِهٖ وَقَالَ سَبْعِيْنَ امْرَاَةً

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى مِائَةِ امْرَاَةٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص قسم اٹھائے اور پھر انشاء اللہ کہہ دے' تو وہ قسم توڑنے والا نہیں ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: یہ حدیث خطاء پر مشتمل ہے۔

عبدالرزاق نامی راوی نے اس روایت کو نقل کرنے میں خطاء کی ہے انہوں نے معمر کی ابن طاؤس کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول روایت کو مختصر طور پر نقل کردیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے یہ بات کہی کہ آج رات میں اپنی ستر بیویوں کے

1452- اخرجه النسائی (30/7) كتاب الايمان والنذور' باب: الاستثناء' وابن ماجه (680/1) كتاب الكفارات باب: الاستثناء فی اليمين' حديث (2104) واحمد (309/2) من طريق عبد الرزاق قال' حدثنا معمر' عن ابی طاؤس عن ابيه عن ابی هريرة به.

ساتھ صحبت کروں گا ان میں سے ہر ایک بچے کو جنم دے گی' تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان تمام ازواج کے ساتھ صحبت کی لیکن ان میں سے صرف ایک خاتون نے نامکمل بچے کو جنم دیا' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی: اگر وہ انشاء اللہ کہہ دیتے تو اسی طرح ہوتا جیسے انہوں نے کہا تھا۔

اس روایت کو عبدالرزاق نے معمر کے حوالے سے' ابن طاؤس کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' طویل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔ اس میں ان کے یہ الفاظ ہیں: ستر بیویاں تھیں۔ یہی روایت دیگر سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے یہ کہا: آج رات میں اپنی سو بیویوں کے ساتھ صحبت کروں گا۔

شرح: قسم میں انشاء اللہ کہنے کا شرعی حکم

حدیث باب میں قسم کھانے میں استثنیٰ کا یہ مطلب ہے کہ کسی معاملہ میں قسم کھائی تو متصل انشاء اللہ تعالیٰ کہہ دیا تو قسم منعقد نہیں ہوگی۔ یہی عتاق' طلاق' نکاح اور رجعت کا حکم ہے مثلاً کوئی شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے: **امنت طالق ان شاء اللہ** تو اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ ہمیں علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے یا نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث باب میں ایک طویل واقعہ کا اختصار بیان کیا گیا ہے' جس میں اصل مضمون تبدیل ہو کر غیر واضح اور مبہم مفہوم کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ اس واقعہ جو معتبر کتب میں مذکورہ ہے وہ اس طرح ہے کہ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں کو جہاد کی تلقین کی کہ دشمن برسر پیکار ہے لیکن درباریوں کے کان میں جوں تک نہ رینگی' جس کے نتیجہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے حالت غصہ میں اعلان فرمایا: تم لوگ اپنے گھروں میں خواتین کی طرح بیٹھے رہو' آج شب میں اپنی تمام ازواج سے جماع کروں گا' اللہ تعالیٰ ہر بیوی کے بطن سے فرزند عطا کرے گا اور میں اپنے فرزندوں کو ساتھ لے کر جہاد کروں گا۔ ایک وزیر یا تدبیر نے عرض کیا: آپ انشاء اللہ فرمائیں لیکن آپ نے دانستہ طور پر ''انشاء اللہ تعالیٰ'' کے الفاظ آپ کی ایک سو یا ستر ازواج مطہرات تھیں اور سب سے ایک رات میں جماع کیا (یہ آپ کا معجزہ تھا) آپ کی ایک بیوی کو بھی حمل قرار نہ پایا مگر ایک حاملہ ہوئی تو وقت سے قبل اس کا حمل ضائع ہو گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا: اگر حضرت سلیمان علیہ السلام وزیر کے کہنے پر ''انشاء اللہ تعالیٰ'' کہہ دیتے تو آپ کی ہر بیوی حاملہ ہو جاتی' وہ فرزند پیدا کرتی اور آپ اپنے فرزندوں کے ساتھ مل کر دشمن کا مقابلہ کرتے تو فائز المرام ہوتے لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے ''انشاء اللہ تعالیٰ'' کے الفاظ نہ کہے' جس کے نتیجہ میں مقصد شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ اس واقعہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کوئی قسم نہیں کھائی بلکہ اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ اگر قسم کھانے کی بات تسلیم کر لی جائے تو آپ نے ایک رات میں اپنی جملہ ازواج مطہرات سے جماع کر کے پوری کر لی تھی۔ حمل قرار پانا یا نہ پانا اور فرزند عطا کرنا یا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر منحصر تھا جس کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ تاہم حدیث کے اختصار کے نتیجہ میں مضمون تبدیلی ہو کر ایک نئی شکل اختیار کر گیا۔

حدیث باب پر مودودی صاحب کا اعتراض

مودودی صاحب تفہیم القرآن میں حدیث باب کا انکار کرتے ہوئے اور اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس حدیث کے تمام رجال ثقہ ہیں اور اس کی سند بڑی مضبوط ہے لیکن اس کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث اس طرح ارشاد نہیں فرمائی کیونکہ جو واقعہ اس حدیث میں آیا ہے اس کا اس طرح پیش آنا ممکن ہی نہیں ہے۔ اس لیے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ میں آج رات اپنی تمام بیویوں کے پاس جاؤں گا اور بیویوں کی تعداد مختلف روایات میں مختلف آئی ہے۔ بعض روایات میں سو بعض میں نوے بعض میں ستر اور بعض میں ساٹھ بیان کی گئی ہے۔ اگر اقل عدد یعنی ساٹھ بیویوں کی تعداد مان لی جائے تب بھی لمبی ترین رات میں بھی ساٹھ عورتوں کے پاس جانا عقلاً ممکن نہیں۔ چونکہ ممکن نہیں ہے اس لیے اس حدیث کے الفاظ پکار پکار کر یہ کہہ رہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد نہیں فرمائی۔"

جواب: اولاً مودودی صاحب کے اس اعتراض کا جواب ہماری مذکورہ بالا تقریر کے ضمن میں آچکا ہے کہ جس میں تمام واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ ثانیاً گزارش یہ ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم اور جامع ترمذی وغیرہ کتب میں چودہ سو سال سے منقول ہوتی آرہی ہے اس طویل عرصہ میں کسی محدث فقیہ یا طالب حدیث نے اس روایت پر اعتراض کیا نہ انکار کیا اور نہ کسی کو اس کے الفاظ سے اس کے منکر یا موضوع ہونے کی صدا سنائی دی ہے۔ ثالثاً اس روایت کے مضمون کا تعلق معجزات سے ہے۔ کاش مودودی صاحب معجزہ کی تعریف پر غور کر لیتے تو صحیح حدیث کے انکار سے محفوظ رہتے۔ دراصل معجزہ کہتے ہی اسے ہیں جو عقل و دانش کے ترازوں سے بلند و بالا ہو ورنہ مودودی صاحب کی طرح ہر انسان بلند جگہ پر کھڑا ہو کر یہ اعلان کرنا شروع کر دے گا کہ یہ حدیث ہماری عقل میں نہیں آتی لہٰذا اس معجزہ کی روایت کا ایک ایک لفظ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ معجزہ حق نہیں ہے کیونکہ یہ عقل کے خلاف ہے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْحَلِفِ بِغَيْرِ اللّٰهِ

باب 8: اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی اور کے نام کی قسم اٹھانا مکروہ ہے

1453 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاَبِيْ وَاَبِيْ فَقَالَ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ فَقَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ ذَاكِرًا وَّلَا اٰثِرًا

فِي الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقُتَيْلَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ

1453- اخرجه البخاري (539/11) كتاب الايمان والنذور' باب: لا تحلفوا بآبائكم' حديث (6647) ومسلم (21/6) كتاب الايمان' باب: النهي عن الحلف بغير الله تعالى' حديث (646/2) والنسائي (4/7) كتاب الايمان والنذور' باب: الحلف بالآباء' والحميدي (280/2) حديث (624) واحمد (48،8،7/2) من طريق الزهري عن سالم عن ابن عمر به۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: قَالَ اَبُوْ عُبَیْدٍ مَعْنٰی قَوْلِهٖ وَلَا اٰثِرًا اَیْ لَمْ اٰثُرْهُ عَنْ غَیْرِیْ یَقُوْلُ لَمْ اَذْکُرْهُ عَنْ غَیْرِیْ

◆◆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا' میرے باپ کی قسم! میرے باپ کی قسم! تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات سے منع کر دیا ہے کہ تم لوگ اپنے باپ دادا کی قسم اٹھاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے جان بوجھ کر یا بھول کر کبھی بھی (باپ دادا کی) قسم نہیں اٹھائی۔

اس بارے میں حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت قتیلہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابو عبید یہ کہتے ہیں (اس روایت میں استعمال ہونے والے لفظ) ''ولا اثرا'' کا مطلب یہ ہے: میں نے اسے اپنے علاوہ کسی اور کے حوالے سے بھی نقل نہیں کیا۔

1454 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدْرَكَ عُمَرَ وَهُوَ فِيْ رَكْبٍ وَّهُوَ يَحْلِفُ بِاَبِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ لِيَحْلِفْ حَالِفٌ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَسْكُتْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پایا وہ اس وقت چند سواروں کے درمیان تھے اور اپنے والد کے نام کی قسم اٹھا رہے تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو اس بات سے منع کر دیا ہے کہ تم اپنے باپ دادا کی قسم اٹھاؤ' قسم اٹھانے والے شخص کو اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھانی چاہیے یا پھر خاموش رہنا چاہیے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1455 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ

1454– اخرجه البخاری (538/11) كتاب الايمان والنذور' باب: لا تحلفوا بآبائكم حديث (6646) ومسلم (21/6) كتاب الايمان' باب: النهی عن الحلف بغير الله تعالىٰ' حديث (1-1646) وابو داؤد (242/2) كتاب الايمان والنذور: باب فی كراهية الحلف بالآباء' حديث (3249) ومالك (480/2) كتاب النذور والايمان: باب: جامع الايمان حديث (14) والدارمی (185/2) كتاب النذور والايمان' باب: حديث النهی عن ان يحلف بغير الله والحميدی (301/2) حديث (686) واحمد (42'17'11/2) عن نافع عبد الله بن عمر به۔

متن حدیث: اَنَّ ابْنَ عُمَرَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ لَا وَالْكَعْبَةِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُحْلَفُ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَفُسِّرَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ قَوْلَهٗ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ عَلَى التَّغْلِيْظِ

حدیث دیگر: وَالْحُجَّةُ فِيْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ عُمَرَ يَقُوْلُ وَاَبِيْ وَاَبِيْ فَقَالَ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ وَحَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ قَالَ فِيْ حَلِفِهٖ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

حدیث دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا مِثْلُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ الرِّيَاءَ شِرْكٌ وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا) الْاٰيَةَ قَالَ لَا يُرَائِيْ

◆◆ سعد بن عبیدہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو خانہ کعبہ کی قسم اٹھاتے ہوئے سنا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس شخص نے غیراللہ کی قسم اٹھائی ہے میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص غیراللہ کی قسم اٹھائے اس نے کفر کیا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) اس نے شرک کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک حدیث کے ان الفاظ "اس نے کفر کیا اور شرک کیا" کا مفہوم شدت سے منع کرنے کے لیے ہے۔

اس بارے میں دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول یہ روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: میرے باپ کی قسم! میرے باپ کی قسم! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات سے منع کیا ہے کہ تم اپنے باپ دادا کی قسم اٹھاؤ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے: آپ رضی اللہ عنہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص قسم اٹھاتے ہوئے لات اور عزیٰ کی قسم اٹھائے تو وہ "لا الٰہ الا اللہ" پڑھ لے۔

تو یہ روایت اس کی مانند ہوگی جو نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ریا کاری شرک ہے۔

بعض اہل علم نے اس آیت کی یہ تفسیر بیان کی ہے۔

"جو شخص اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری کا یقین رکھتا ہو وہ نیک عمل کرے"۔

اس کا مطلب یہ ہے: وہ ریا کاری نہ کرے۔

1455- اخرجه ابوداؤد (242/2) كتاب الايمان والنذور باب: في كراهية الحلف بالاباء' حديث (3251) واحمد (125'86'69'60'58'34/2) عن سعد بن عبيدة عن عبد الله بن عمر به.

شرح: غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت

معاملات میں جائز قسم کھانے سے بھی احتراز کرنا چاہیے تاکہ انسان قسم کھانے کا عادی نہ بن جائے' کیونکہ عادی ہونے کی صورت میں جائز اور ناجائز قسمیں کھانے سے گناہ گار ہوگا۔ اگر کسی ضرورت کے تحت قسم کھانے کی نوبت آ جائے تو محض اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی جائے۔ اللہ کے ذاتی اور صفاتی ناموں سے قسم کھائی جا سکتی ہے۔ غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے اور اس سے انسان سخت گناہگار ہوتا ہے مثلاً انبیاء' صحابہ' اولیاء' علماء' شہداء' والدین' کعبہ' اولاد اور اساتذہ کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔

غیر اللہ کی قسم کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) حقیقتاً غیر اللہ کی قسم کھانا: حقیقتاً غیر اللہ کی قسم کھانے سے مراد یہ ہے کہ دو امور کا اعتقاد رکھتے ہوئے قسم کھائی جائے۔ (الف) جس کی قسم کھائی جائے' اس کی عظمت و شان اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان کی مثل کا اعتقاد رکھے۔ (ب) اللہ تعالیٰ کے نام کی بے حرمتی کی مثل اس کے نام کی بے حرمتی کا اعتقاد رکھے۔ مثلاً ان دو امور کا اعتقاد رکھتا ہوا کوئی شخص کسی نبی یا ولی کی قسم کھائے۔ ایسی قسم کھانا گناہ کبیرہ اور شرک ہے جو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔ کوئی صحیح العقیدہ اور باشعور مسلمان ایسی قسم کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ (۲) تکیہ کلام کے طور پر قسم کھانا: کوئی شخص بات بات میں تکیہ کلام کے طور پر قسم کھانے کا عادی ہو۔ اس سے احتراز کرنا چاہیے اور اس کی حیثیت یمین غموس یا یمین لغو کی ہے۔ (۳) دلیل بصورت قسم: اس سے مراد یہ ہے کہ قسم کی شکل میں اپنے مدعیٰ پر دلیل پیش کرنا مقصود ہو' قرآن کریم نے میں اسی طرح کی متعدد قسمیں مذکور ہیں جو در حقیقت قسمیں نہیں بلکہ دلیلیں ہیں۔ مثلاً چار بار اللہ تعالیٰ نے قسم کھانے کے بعد فرمایا: لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ چاروں اقسام مقسم بہ کے لیے بطور دلیل ہیں۔ ایسی قسم کھانا جائز ہے۔ بطور تکیہ اور بطور دلیل قسموں کی حیثیت یمین لغو کی ہے۔ اہل عرب محاورے کے طور پر بھی ایسی قسم کھاتے ہیں مثلاً لعمرک (تیری عمر کی قسم) لعمری (میری عمر کی قسم) ای واللہ (ہاں' اللہ کی قسم) اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر یوں قسم کھائی تھی: وقرۃ عینی (میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم)۔ یہ سب قسمیں یمین لغو کے قائمقام ہیں' ان کا مواخذہ ہے اور نہ کفارہ۔

غیر اللہ کی قسم کھانے کی وعید و مذمت

حدیث باب میں غیر اللہ کی قسم کھانے کو کفر یا شرک قرار دیا گیا ہے' جس کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ غیر اللہ کی قسم کھانے سے انسان کافر یا مشرک نہیں ہوتا بلکہ سخت گناہگار ہوتا ہے۔ اس قسم کو کفر و یا شرک تغلیظاً قرار دیا گیا ہے۔ یعنی ناقص کو کامل کی شکل میں فرض کر کے پیش کیا گیا ہے۔ اس پر حدیث باب دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ کی بارہا قسم کھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آئندہ قسم نہ کھانے کی ہدایت فرمائی تھی لیکن تجدید ایمان کا حکم نہیں دیا تھا۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد گرامی ہے: جو شخص لات و منات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو وہ یوں کہے: لا الہ الا اللہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی قسم کھانا کفر ہے اور اس کے لیے تجدید ایمان ضروری ہے؟

جواب: (۱) اس حدیث میں حقیقت میں کفر کا ذکر ہے اور نہ تجدید ایمان کا بلکہ ''البریاء شرك'' کے قبیل سے ہے۔ ارشاد

ربانی ہے: ولایشرک بعبادة ربه احدا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الریاء شرک یعنی عبادت میں ریاکاری شرک ہے"۔ اس سے مراد حقیقی شرک نہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہے اور تغلیظاً اسے شرک قرار دیا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح اس روایت میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص لات و منات اور عزیٰ کی قسم کھائے وہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھے (۲) یہ حدیث علاج بالضد کے قبیل سے متعلق ہے یعنی زمانہ جاہلیت میں لوگ لات و منات اور عزیٰ (بتوں) کی قسم کھانے کے عادی تھے اور پختہ عادت یکدم نہیں چھوٹتی بلکہ رفتہ رفتہ ختم ہوتی ہے۔ بتایا یہ جا رہا ہے کہ اگر کوئی شخص سابقہ عادت کی بنا پر لات و منات اور عزیٰ کی قسم کھا لے تو اس غلطی کا تدارک یوں ہو سکتا ہے کہ وہ یہ کلمہ پڑھ لے: لا الہ الا اللہ گویا اس سے سرزد ہونے والی غلطی کا کفارہ ہو جائے اور قدیمی غلطی بھی چھوٹ جائے گی۔ اس سے تجدید ایمان ثابت نہیں ہوتا۔

فائدہ نافعہ: جب کوئی شخص نبی، کعبۃ، والدین اور اولاد کی قسم کھائے تو گنہگار ضرور ہوگا اور اس کے خلاف کرنے کی وجہ سے کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ قرآن کلام الہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، تو اس کی قسم کھانا جائز ہے لیکن قرآن اٹھا کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کہی لیکن قسم نہ کھائی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يَّحْلِفُ بِالْمَشْيِ وَلَا يَسْتَطِيعُ

باب 9: جو شخص پیدل چلنے کی قسم اٹھائے حالانکہ وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو

1456 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: نَذَرَتِ امْرَاَةٌ اَنْ تَمْشِيَ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ فَسُئِلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ مَشْيِهَا مُرُوْهَا فَلْتَرْكَبْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالُوْا اِذَا نَذَرَتِ امْرَاَةٌ اَنْ تَمْشِيَ فَلْتَرْكَبْ وَلْتُهْدِ شَاةً

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک عورت نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی، نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے پیدل چلنے سے بے نیاز ہے تم اس سے کہو کہ وہ سوار ہو جائے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اگر عورت پیدل چلنے کی نذر مان لے تو اسے چاہیے: وہ

سوار ہو جائے اور ایک بکری قربان کر دے۔

1457 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْخٍ كَبِيْرٍ يَّتَهَادٰى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ مَا بَالُ هٰذَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَذَرَ اَنْ يَّمْشِيَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهُ قَالَ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّرْكَبَ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا فَذَكَرَ نَحْوَهُ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ایک بڑی عمر کے صاحب کے پاس سے گزرے جو اپنے دو بیٹوں کے سہارے چل رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان کا کیا معاملہ ہے لوگوں نے بتایا: رسول اللہ! انہوں نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ان صاحب کے اپنی ذات کو تکلیف دینے سے بے نیاز ہے' راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان صاحب کو ہدایت کی کہ وہ سوار ہو جائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

شرح

پیدل حج کرنے کی قسم کھانا یا منت ماننے کا مسئلہ

جو شخص پیدل حج کرنے کی قسم کھائے یا نذر مانے اور وہ پیدل حج کرنے کی طاقت رکھتا ہو' تو اس پر پیدل حج کرنا واجب ہے۔ مثلاً وہ طاقتور ہے یا جزیرۃ العرب کا باشندہ ہو۔ اگر اس میں پیدل حج کرنے کی قوت نہ ہو مثلاً ضعیف ہو یا دور دراز علاقہ کا باسی ہو اور پیدل کعبہ تک پہنچنا دشوار ہو' تو وہ سواری پر سفر حج کر سکتا ہے۔ تاہم وہ اس صورت میں ایک ہدی (جانور) ذبح کرے اور اس کی استطاعت نہ ہونے پر تین دن کے روزے رکھ سکتا ہے۔

1457- اخرجه البخاری (93/4) کتاب جزاء الصید' باب: من نذر المشی الی الکعبة حدیث (1865) ومسلم (13/6) کتاب النذر' باب: من نذر ان یمشی الی الکعبة' حدیث (1642/9) وابو داؤد (254/2) کتاب الایمان والنذور' باب: من رای علیه کفارة اذا کان فی معصیة حدیث (30/1) والنسائی (30/7) کتاب الایمان والنذور' باب: ما الواجب علی من او جب علی نفسه نذرا فعجز عنه وابن خزیمة (347/4) کتاب المناسك باب: النذر بالحج ما شاء - حدیث (3044) وعبد بن حمید ص (361) حدیث (1201)

سفر حج کے دوران سوار ہونے کے کفارہ میں مذاہب فقہاء

جب کوئی شخص پیدل حج کرنے کی نذر مانے پھر پیدل سوج کرنے سے عاجز آ جائے تو سوار ہو کر حج کرے' کیا اس پر کفارہ واجب ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ وہ ایک بکری کا دم دے گا۔ آپ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مروها فلتركب ولتهد هديا ۔ تم اس عورت کو سوار ہونے کا کہو اور وہ (اس سوار ہونے) کے عوض ایک بکری کا دم دے ڈالے۔ یہ خاتون حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ تھیں۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ اس دفعہ وہ سواری کی حالت میں حج یا عمرہ کرنے کا مجاز ہوگا۔ تاہم آئندہ سال حج یا عمرہ کا اعادہ کرنا واجب ہوگا۔ اس سال جتنا سفر پیدل طے کیا تھا تو آئندہ سال اتنا سفر سواری پر طے کرے گا اور جتنا سفر پہلی بار سواری پر طے کیا تھا تو اتنا آئندہ سال پیدل طے کرے گا۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر سے استدلال کیا ہے' جس میں اس بات کی تصریح ہے کہ اس نے جتنا سفر پیدل طے کیا تھا اب اتنا سواری پر اور جتنا سواری پر طے کیا تھا اتنا پیدل طے کرے گا۔

۳- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص پر دم واجب نہیں ہے' بلکہ کفارہ یمین واجب ہے۔ آپ نے اس روایت سے استدلال کیا ہے' جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولتصم ثلاثة ايام یعنی عورت تین دن کے روزے رکھے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام احمد اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے دلائل کا بالترتیب یوں جواب دیا جاتا ہے: اس عورت نے دو باتوں کی نذر مانی تھی: (۱) وہ دوپٹہ نہیں اوڑھے گی جو خاتون کے لیے ناجائز ہے (۲) وہ کعبہ کا پیدل سفر کرے گی۔ عورت کو اوڑھنی استعمال کرنے کا حکم دیا گیا جس سے وہ حالت ہو جائے گی تو اس پر کفارہ یمین واجب ہوگا۔ وہ حکم یوں دیا: ولتصم ثلاثة ايام' وہ تین دنوں کے روزے رکھے جبکہ نذر کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا: ولتهد هديا' وہ ایک جانور کی قربانی کرے''۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر سے دلیل اخذ کرنے کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے' جبکہ احادیث باب احادیث مرفوعہ اور احادیث مرفوعہ کو فوقیت اور ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

(البحر الرائق' ج ۴' ص ۳۵۶)

بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ النَّذْرِ

باب 10: نذر ماننے کا مکروہ ہونا

1458 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تَنْذِرُوْا فَاِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا وَّاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيلِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ كَرِهُوا النَّذْرَ وقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ مَعْنَى الْكَرَاهِيَةِ فِي النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ وَالْمَعْصِيَةِ وَاِنْ نَّذَرَ الرَّجُلُ بِالطَّاعَةِ فَوَفّٰى بِهٖ فَلَهٗ فِيْهِ اَجْرٌ وَّيُكْرَهُ لَهُ النَّذْرُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم لوگ نذر نہ مانا کرو کیونکہ نذر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی اس کے ذریعے کنجوس آدمی کا مال نکلوایا جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے انہوں نے نذر ماننے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نیکی اور گناہ دونوں طرح کی نذر مکروہ ہے' اگر کوئی شخص نیکی کی نذر مانے تو اسے پورا کرنا چاہیے۔ اسے اس کا اجر ملے گا۔ البتہ یہ نذر ماننا اس کے لیے مکروہ ہے۔

شرح

نذر کی اقسام اور ان کا حکم

نذر کی دو اقسام ہیں: (۱) نذر مطلق: کوئی شخص کسی چیز پر معلق و مشروط کیے بغیر کسی عبادت کو اپنی ذات پر لازم کرے مثلاً: للّٰہ علی ان احج مجھ پر ضروری ہے کہ میں حج کروں۔ یہ نذر و بلا کراہت جائز ہے اور اس کا اجر و ثواب بھی ملے گا' کیونکہ ناذر نے

1458- اخرجه مسلم (8/6) كتاب النذر' باب النهي عن النذر وانه لا يرد شيئا' حديث (1640/5) والنسائي (16/7) كتاب الايمان والنذور' باب: النذر يستخرج به من البخيل واحمد (2/235-412) عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابيه عن ابي هريرة۔

ایک عبادت کا قصد کیا ہے۔ انما الاعمال بالنیات کے مطابق اس کا ثواب ملنا چاہیے۔ (۲) نذر معلق: یہ وہ نذر ہے کہ انسان کسی عبادت کو اپنی کسی خواہش پر معلق کر دیتا ہے مثلاً کوئی آدمی یوں کہے کہ اگر میرا بیٹا حافظ قرآن بن گیا تو میں کعبہ کا حج کروں گا۔ حدیث باب میں دوسری قسم کی نذر کے بارے میں: لاتنذروا (تم نذر نہ مانوں) فرمایا گیا ہے۔ ساتھ ہی اس کے نہ ماننے کی وجہ بھی بیان کر دی گئی ہے کہ یہ نذر تقدیر کو تبدیل نہیں کر سکتی لیکن بخیل کی جیب سے رقم نکال سکتی ہے۔ مثلاً ایک شخص بخیل ہے اور وہ نذر مانتا ہے کہ اگر فلاں کام ہو جائے وہ اتنی دولت صدقہ کرے گا۔ کام ہو جانے کی صورت میں نذر کو پورا کرنے سے اس کی جیب سے رقم نکل گئی۔ اس نذر کے عدم جواز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کو لالچ دینے کا پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا' تو میں حج کروں گا اور یہ اللہ تعالیٰ کی شایان شان نہیں ہے۔ یہ طمع و لالچ عیب ہے' جس سے اللہ تعالیٰ بے نیاز اور پاک ہے یعنی انسان حج کرے یا نہ کرے اس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی میں کمی یا بیشی نہیں ہو سکتی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ وَفَاءِ النَّذْرِ

باب 11: نذر کو پورا کرنا

1459 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ نَذَرْتُ اَنْ اَعْتَکِفَ لَیْلَةً فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فِی الْجَاهِلِیَّةِ قَالَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ عُمَرَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰی هٰذَا الْحَدِیْثِ قَالُوْا اِذَا اَسْلَمَ الرَّجُلُ وَعَلَیْهِ نَذْرُ طَاعَةٍ فَلْیَفِ بِهٖ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمْ لَا اعْتِکَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ لَیْسَ عَلَی الْمُعْتَکِفِ صَوْمٌ اِلَّا اَنْ یُّوْجِبَ عَلٰی نَفْسِهٖ صَوْمًا وَّاحْتَجُّوْا بِحَدِیْثِ عُمَرَ اَنَّهٗ نَذَرَ اَنْ یَّعْتَکِفَ لَیْلَةً فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْوَفَاءِ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ!

1459- اخرجه البخاری (333/4) کتاب الاعتکاف' باب: من لم یر علیه اذا اعتکف صوماً حدیث (2042) ومسلم (49/6) کتاب الایمان' باب: نذر الکافر' - حدیث (27-1656) وابو داؤد (261/2) کتاب الایمان' والنذور: باب: من نذر فی الجاهلیة' حدیث (3325) والنسائی (21/7) کتاب الایمان والنذور' باب: اذا نذر ثم اسلم' قبل ان یفی' وابن ماجه (563/1) کتاب الصیام: باب: فی اعتکاف یوم او لیلة' حدیث (1772) والدارمی (183/2) کتاب النذور والایمان' باب: الوفاء بالنذر' حدیث (338) وعبدبن حمید ص (44) حدیث (40) واحمد (37/1'20/2) عن نافع عن ابن عمر به۔

میں نے یہ نذر مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا (میں نے یہ نذر) زمانہ جاہلیت میں مانی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی نذر کو پورا کرو۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب آدمی اسلام قبول کر لے' اور اس نے نیکی سے متعلق کوئی نذر مانی ہوئی ہو' تو وہ اسے پورا کرے۔

بعض اہلِ علم' جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اعتکاف اسی وقت ہوگا' جب روزہ رکھا ہوا ہو' ماسوائے اس صورت کے کہ جب آدمی اپنے اوپر روزہ بھی واجب کرے۔

ان حضرات نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے: انہوں نے زمانہ جاہلیت میں رات کے وقت اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں' اس نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا تھا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

زمانہ جاہلیت کی مانی ہوئی نذر میں مذاہب آئمہ

کیا زمانہ جاہلیت میں مانی گئی نذر قبول اسلام کے بعد پوری کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایسی نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی تو قبول اسلام کے بعد انہوں نے اس بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے اس نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا تھا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت کی نذر کو قبول اسلام کے بعد پورا کرنا واجب ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی نذر کا پورا کرنا واجب نہیں ہے۔ آپ نے اس مشہور حدیث سے استدلال کیا ہے: **الاسلام ماکان یجب ما کان قبلہ** 'یعنی اسلام زمانہ کفر والے الزامات کو ختم کر دیتا ہے۔ قبول اسلام سے قبل نذر ماننے والے کا عقیدہ درست نہیں ہوتا اور اس کی مانی ہوئی نذر بھی درست نہ ہوگی کیونکہ وہ مکمل طور پر توحید کا قائل نہیں ہوتا بلکہ اس نے بتوں کی رضا کے لیے نذر مانی جو حقیقت میں نذر نہیں ہو سکتی لہٰذا وہ نذر بھی منعقد نہیں ہو سکتی۔ جب نذر منعقد نہ ہوئی تو اس کا پورا کرنا کیسے واجب ہو سکتا ہے؟ اگر بالفرض نذر کو درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس مشہور روایت سے اس کی تکمیل واجب نہیں ہوتی: **الاسلام ما کان یجب ما کان قبلہ**' لہٰذا ایسی نذر کا پورا کرنا واجب نہیں ہے۔ تاہم حدیث باب استحباب پر محمول کی جائے گی (المبسوط للسرخسی' ج۸' ص۱۴۶)

اعتکاف میں روزہ شرط ہونے میں مذاہب آئمہ

کیا اعتکاف میں روزہ رکھنا شرط ہے یا نہیں' اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے رات کے وقت اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی چونکہ رات کو روزہ نہیں رکھا جاتا' لہٰذا رات کے وقت کیا جانے والا اعتکاف روزہ کے بغیر ہوگا' جس سے ثابت ہوا کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے اور شرط کے بغیر مشروط کالعدم ہوتا ہے۔ حدیث باب میں اعتکاف کرنے کا وقت رات ہے' جبکہ رات کو روزہ نہیں رکھا جاتا بلکہ دن میں رکھا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں "لیلۃ" سے "نھار" کے مقابلہ میں "لیل" مراد ہرگز نہیں ہے۔ تاہم اس سے مراد "یوم" ہے' جس میں شب و روز دونوں شامل ہوتے ہیں۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو بخاری و مسلم میں آئی ہے اور اس میں: "یوماً" کا لفظ موجود ہے' جس میں دن اور رات دونوں داخل ہوتے ہیں۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۱۴۴) لہٰذا حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔ بعض متاخرین احناف کے نزدیک نفلی اعتکاف روزہ کے بغیر بھی درست ہے۔ (المغنی لابن قدامہ' ج ۳' ص ۱۸۵)

بَابُ مَا جَآءَ کَیْفَ کَانَ یَمِیْنُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

باب 12: نبی اکرم ﷺ (کن الفاظ میں) قسم اٹھاتے تھے

1460 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُوْسٰی بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ

متنِ حدیث: كَثِیْرًا مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْلِفُ بِھٰذِہِ الْیَمِیْنِ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ اکثر اوقات ان الفاظ میں قسم اٹھایا کرتے تھے۔

"دلوں کو پھیرنے والی ذات کی قسم"

1460- اخرجه البخاری (531/11) كتاب الايمان والنذور: باب: كيف كان يمين النبی صلی اللّٰه عليه وسلم - حديث (6628) والنسائی (2/7) كتاب الايمان والنذور' باب: حديث (3770) وابن ماجه (676/1) كتاب الكفارات' باب: يمين رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم - حديث (2092) والدارمی (187/2) كتاب النذور والايمان' باب: بای اسماء اللّٰه حلفت لزمك وعبد بن حميد ص (241) حديث (741) واحمد (67'25/2) عن سالم بن عبد اللّٰه عن عبد اللّٰه بن عمر به' واخرجه ابوداؤد (245/2) كتاب الايمان والنذور' باب: ما جاء فی يمين النبی صلی اللّٰه عليه وسلم ما كانت' حديث (3263) لم تذكره هذا الطريق تحفة الاشراف۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کے الفاظ

ذات باری تعالیٰ کی اس کے ذاتی اور صفاتی اسماء گرامی سے قسم کھائی جا سکتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کی ذاتی اور صفاتی ناموں سے قسم کھایا کرتے تھے۔ حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بایں الفاظ قسم کھاتے تھے: ومقلب القلوب، دلوں کو پھیرنے والے کی قسم!

بَابُ مَا جَآءَ فِی ثَوَابِ مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً

باب 13: جو شخص غلام آزاد کرے اس کا ثواب

1461 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُّؤْمِنَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ مِنْهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنَ النَّارِ حَتّٰى يَعْتِقَ فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّوَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ وَاَبِیْ اُمَامَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَابْنُ الْهَادِ اسْمُهُ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ وَهُوَ مَدَنِیٌّ ثِقَةٌ قَدْ رَوٰى عَنْهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص مؤمن غلام کو آزاد کرے اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر ایک عضو کے عوض میں اس آزاد کرنے والے کے ایک عضو کو جہنم سے آزاد کر دے گا، یہاں تک کہ اس غلام کی شرمگاہ کے عوض اس شخص کی شرمگاہ کو بھی آزاد کر دے گا۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ، حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

1461- اخرجه البخاري (607/11) كتاب الكفارات الايمان، باب: قول الله تعالىٰ: (او تحرير رقبه)- حديث (67/5) ومسلم (308/5- الابی) كتاب العتق، باب: فضل العتق، حديث (1509/23) واحمد (430،422،420/2) عن سعيد بن مرجانة عن ابی هريرة به.

ابن ہادنامی راوی کا نام یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن ہاد ہے یہ مدنی ہیں اور ثقہ ہیں۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہلِ علم نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

غلام آزاد کرنے کی فضیلت

حدیث باب میں مسلمان غلام آزاد کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ غلام کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے اعضاء کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے حتیٰ کہ اس کی شرمگاہ کے عوض شرمگاہ کو بھی دوزخ سے آزادی کر دیتا ہے۔ اس روایت میں مسلمان غلام کی قید احترازی ہے یعنی یہ فضیلت مسلمان غلام آزاد کرنے کی ہے اور غیر مسلم غلام آزاد کرنے کی نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ: مرد کے لیے بہتر ہے کہ وہ غلام آزاد کرے اور عورت کے لیے بہتر ہے کہ وہ کنیز آزاد کرے تاکہ بردہ اور آزاد کنندہ کے باہم اعضاء مقابل ہو جائیں، جن کو جہنم سے آزادی حاصل ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: اس مقام پر مسلمان غلام کی آزادی کی فضیلت کا مسئلہ بیان کرنے سے خروج عن الموضوع کی خرابی لازم آ رہی ہے، کیونکہ اصل بحث تو نذر وایمان کی چل رہی تھی؟

جواب: شرعی کفارہ یمین یہ بیان کیا گیا ہے: دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر ان میں سے کسی کی طاقت نہ رکھتا ہو، تو تین دنوں کے مسلسل روزے رکھے۔ یمین کے کفارہ میں غلام آزاد کرنا بھی شامل ہے، تو اس کی آزادی کی فضیلت بیان کرنے سے خروج عن الموضوع کی خرابی لازم نہیں آتی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَلْطِمُ خَادِمَهُ

باب 14: جو شخص اپنے خادم کو تھپڑ رسید کرے

1462 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنِ الْمُزَنِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: لَقَدْ رَاَيْتُنَا سَبْعَةَ اِخْوَةٍ مَا لَنَا خَادِمٌ اِلَّا وَاحِدَةٌ فَلَطَمَهَا اَحَدُنَا فَاَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُعْتِقَهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَذَكَرَ بَعْضُهُمْ فِي

1462- اخرجه مسلم (54/6، الابی) كتاب الايمان، باب: صحبة المماليك، وكفارة من لطم عبده، حديث (1658/32) كتاب الاداب، باب: فی حق المملوك حديث (5166) واحمد (444/5) عن حصين، قال، سمعت هلال بن يساف عن سويد به.

الْحَدِيْثِ قَالَ لَطَمَهَا عَلٰى وَجْهِهَا

حضرت سوید بن مقرن مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے اپنے بارے میں یہ بات یاد ہے ہم سات بھائی تھے اور ہمارے پاس صرف ایک خادم تھا ہم میں سے ایک بھائی نے اسے طمانچہ رسید کر دیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ ہدایت کی کہ ہم اس (غلام) کو آزاد کر دیں۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

کئی محدثین نے اس روایت کو حصین بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

بعض راویوں نے اس روایت میں یہ بات نقل کی ہے: اس شخص نے اس خادم کے چہرے پر طمانچہ مارا تھا۔

شرح

غلام کو ایذاءرسانی کا کفارہ آزادی دینا

اسلام نے جہاں آزاد لوگوں کے حقوق بیان کیے وہاں غلاموں کے حقوق کا بھی تعین کیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں انہیں وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور انہیں وہی پہناؤ جیسا کپڑا تم خود پہنتے ہو۔

حدیث باب میں بھی غلام کے حقوق کو اجاگر کیا گیا ہے کہ اگر آقا اپنے غلام کو ایذاءرسانی کرتا ہے اور اسے طمانچہ رسید کرتا ہے' تو اس کا کم از کم کفارہ یہ ہے کہ آزاد کر دیا جائے۔ یہ آزاد کرنا بالاتفاق مستحب ہے' واجب نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْحَلِفِ بِغَيْرِ مِلَّةِ الْاِسْلَامِ

باب 15: کسی دوسرے مذہب کی قسم اٹھانا حرام ہے

1463 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ هٰذَا اِذَا حَلَفَ الرَّجُلُ بِمِلَّةٍ سِوَى الْاِسْلَامِ فَقَالَ هُوَ يَهُوْدِيٌّ اَوْ نَصْرَانِيٌّ اِنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ الشَّيْءَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ اَتٰى عَظِيْمًا وَّلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَبِهٖ يَقُوْلُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّاِلٰى هٰذَا الْقَوْلِ ذَهَبَ اَبُوْ عُبَيْدٍ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَغَيْرِهِمْ عَلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ الْكَفَّارَةُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور

مذہب کی جھوٹی قسم اٹھائے تو وہ اسی طرح ہو جائے گا جیسے اس نے کہا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے: جب کوئی شخص اسلام کی بجائے کسی اور مذہب کی قسم اٹھالے وہ یہ کہے: وہ یہودی یا عیسائی ہو اگر اس نے ایسا ایسا کیا اور پھر وہ شخص وہ کام بھی کر لے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اس نے ایک بڑا گناہ کیا ہے' تاہم اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

اہلِ مدینہ اسی بات کے قائل ہیں: امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے اور ابوعبید نے بھی اس قول کو اختیار کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب' تابعین اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک ایسی صورتحال میں اس شخص پر کفارہ دینا لازم ہوگا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1464 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الرُّعَيْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ الْيَحْصُبِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

متنِ حدیث: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُخْتِىْ نَذَرَتْ اَنْ تَمْشِىَ اِلَى الْبَيْتِ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَصْنَعُ بِشَقَاءِ اُخْتِكَ شَيْئًا فَلْتَرْكَبْ وَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بہن نے یہ نذر مانی ہے: وہ بیت اللہ پیدل جائے گی' چادر اوڑھے بغیر' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تمہاری بہن کے اس سختی کو جھیلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس عورت کو چاہیے کہ وہ سوار ہو جائے اور چادر بھی اوڑھ لے اور (قسم کے کفارے کے طور پر) تین دن روزے رکھے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

1464- اخرجه ابوداؤد (253/2) كتاب الايمان والنذور' باب: من راى عليه كفارة اذا كان فى معصية' حديث (2393) والنسائى (20/7) كتاب الايمان والنذور' باب: اذا حلفت المرأة لتمشى' حافية غير مختمرة وابن ماجه (689/1) كتاب الكفارات' باب: من نذر ان يحج ماشيا' حديث (2134) والدارمى (183/2) كتاب النذور والايمان' باب: كفارة النذر واحمد (143/3'145'149) عن ابى سعيد الرعينى جعثل القتبانى' عن عبد الله بن مالك عن عقبة بن عامر به.

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1465 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهٖ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُو الْمُغِيْرَةِ هُوَ الْخَوْلَانِيُّ الْحِمْصِيُّ وَاسْمُهٗ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ الْحَجَّاجِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے جو شخص قسم اٹھاتے ہوئے ''لات'' اور ''عزیٰ'' کی قسم اٹھائے تو اسے کلمہ پڑھنا چاہیے اور جو شخص یہ کہے: آؤ میں تمہارے ساتھ جوا کھیلتا ہوں اسے صدقہ کرنا چاہیے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوالمغیرہ نامی راوی خولانی حمصی ہیں' ان کا نام عبدالقدوس بن حجاج ہے۔

غیر مذہب کی قسم کھانے کی ممانعت

پہلی حدیث باب کے چار مفاہیم بیان کیے جاسکتے ہیں: (۱) جب کوئی شخص یوں کہے: ان فعلت كذا فانا يهودى وان فعلت كذا فانا نصرانى۔ اگر میں اس طرح کروں تو میں یہودی' اگر اس طرح میں نے کیا تو میں نصرانی۔ پھر وہ اسی کام کا ارتکاب کرلے تو وہ واقعتاً یہودی یا نصرانی ہوجائے گا۔

(۲) جب کوئی شخص غیر شرعی قسم کھائے پھر وہ اس کی تکمیل نہ کرسکے تو یہودی یا نصرانی ہوگا۔

۳- جمہور فقہاء نے کہا ہے کہ اگر وہ کام کرتے وقت اس آدمی کی نیت یہودی یا نصرانی بننے کی ہوگی تو وہ یہودی یا نصرانی بنے گا ورنہ نہیں مثلاً کوئی شخص قسم کھاتا ہے: ان دخلت دار فلان فانا نصرانى پھر وہ دخول دار کے وقت اس کی نیت بھی نصرانی بننے کی ہو' تو وہ نصرانی بن جائے گا ورنہ نہیں۔

۴- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ گزشتہ مثال میں دخول دار کے وقت اس شخص نے نصرانی ہونے کی نیت نہ کی تب بھی قسم منعقد ہوجائے گی اور اس کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔

1465- اخرجه البخارى (545/11) كتاب الايمان' باب: لا يحلف باللات والعزى' ولا بالطواغيت' حديث (6650) ومسلم (25/6- الابى) كتاب الايمان' باب: من حلف باللات والعزى'- حديث (1647/5) وابو داؤد (241/2) كتاب الايمان والنذور- باب: الحلف بالانداد' حديث (3247) والنسائى (7/7) كتاب الايمان والنذور' باب: الحلف باللات وابن ماجه (678/2) كتاب الكفارات: باب: النهى ان يحلف بغير الله' حديث (2096) وابن خزيمة (28/1) كتاب الوضوء باب: ذكر الدليل على ان الكلام السيء- حديث (45) واحمد (309/2) عن الزهرى عن حميد بن عبد الرحمن عن ابى هريرة۔

دوسری حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص ننگے پاؤں حج کے لیے بیت اللہ تک جانے کی نذر مانے تو اس کی نذر منعقد نہیں ہوگی اور نہ کفارہ واجب ہوگا' کیونکہ ننگے پاؤں سفر کرنا کوئی عبادت نہیں ہے اور جب عبادت نہیں ہے' تو اس کی نذر بھی درست نہیں ہے۔ تاہم بیت اللہ تک حج کی نیت سے پیدل سفر کرنے کی نذر ماننا جائز ہے' کیونکہ صفاء اور مروہ کے مابین سعی یعنی پیدل چلنا عبادت ہے۔

نوٹ: تیسری حدیث باب کی تشریح گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَضَاءِ النَّذْرِ عَنِ الْمَيِّتِ

باب 16: میت کی طرف سے نذر کو پورا کرنا

1466 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْضِ عَنْهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے نذر کا مسئلہ دریافت کیا: جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور ان کی والدہ کا اسے پورا کرنے سے پہلے انتقال ہو گیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس خاتون کی طرف سے اسے پورا کر دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

میت کی طرف سے نذر ماننے کا مسئلہ

جب کوئی آدمی مالی عبادت کی نذر مانے اور پورا کرنے سے قبل فوت ہو جائے جبکہ اس نے اس کے ادا کرنے کی ورثاء کو وصیت کی ہو تو تہائی وراثت سے وصیت پوری ہو سکتی ہو' اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اگر اس نے وصیت نہ کی ہو یا تہائی وراثت سے

1466- اخرجه البخاری (592/11) كتاب الايمان والنذور' باب: من مات وعليه نذر' حديث (6698) ومسلم (5/6- الابی) كتاب النذر' باب: الامر بقضاء النذر حديث (1638/1) وابو داؤد (256/2) كتاب الايمان' والنذور' باب: فی فضل الصدقة على الميت' و (20/7) كتاب الايمان والنذور' باب: من مات وعليه نذر وابن ماجه (688/1) كتاب الكفارات' باب: من مات وعليه نذر' حديث (2132) ومالك (472/2) كتاب النذور والايمان' باب: ما يجب من النذور فی المشی حديث (1) والحميدی (241/1) حديث (522) واحمد (329'291/1)عن ابن شهاب الزهری' عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود' عن ابن عباس به.

پوری نہ ہوسکتی ہو تو اس کو پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔ تاہم اگر ورثاء و عاقل بالغ ہوں اور اپنی مرضی سے وصیت پورا کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ بدنی عبادت میں نیابت جائز نہیں ہے۔ اگر میت نے روزوں یا نماز کی نذر مانی ہو تو اس کی طرف سے ورثاء روزے نہیں رکھ سکتے اور نماز نہیں پڑھ سکتے لیکن وہ فدیہ ادا کر سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ مَنْ اَعْتَقَ

باب 17: غلام آزاد کرنے کی فضیلت

1487 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ هُوَ اَخُوْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ وَغَيْرِهٖ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَيُّمَا امْرِئٍ مُّسْلِمٍ اَعْتَقَ امْرَاً مُّسْلِمًا كَانَ فَكَاكَهٗ مِنَ النَّارِ يُجْزِى كُلُّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ وَاَيُّمَا امْرِئٍ مُّسْلِمٍ اَعْتَقَ امْرَاَتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ كَانَتَا فَكَاكَهٗ مِنَ النَّارِ يُجْزِى كُلُّ عُضْوٍ مِّنْهُمَا عُضْوًا مِّنْهُ وَاَيُّمَا امْرَاَةٍ مُّسْلِمَةٍ اَعْتَقَتِ امْرَاَةً مُّسْلِمَةً كَانَتْ فَكَاكَهَا مِنَ النَّارِ يُجْزِى كُلُّ عُضْوٍ مِّنْهَا عُضْوًا مِّنْهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْحَدِيْثِ مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ عِتْقَ الذُّكُوْرِ لِلرِّجَالِ اَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الْاِنَاثِ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ امْرَاً مُّسْلِمًا كَانَ فَكَاكَهٗ مِنَ النَّارِ يُجْزِىْ كُلُّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے: جو مسلمان کسی مسلمان غلام کو آزاد کردے تو وہ غلام اس کے لیے جہنم (سے بچاؤ کے لیے) فدیہ ہو جائے گا اس غلام کا ہر ایک عضو (آزاد کرنے والے) کے عضو کا بدلہ ہوگا اور جو مسلمان دو مسلمان کنیزوں کو آزاد کردے تو وہ دونوں کنیزیں اس شخص کے لیے جہنم سے بچاؤ کا فدیہ ہو جائیں گی ان دونوں کنیزوں کا ہر ایک عضو اس آزاد کرنے والے کے عضو کا بدلہ ہوگا اور جو مسلمان عورت کسی مسلمان کنیز کو آزاد کردے تو وہ کنیز اس عورت کے لیے جہنم سے بچاؤ کا فدیہ ہوگی اس کنیز کا ہر ایک عضو آزاد کرنے والی کی ہر ایک عضو کا بدلہ ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کنیز کو آزاد کرنے کے مقابلے میں غلام کو آزاد کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص کسی مسلمان غلام کو آزاد کردے گا تو یہ عمل اُس شخص کے جہنم سے بچاؤ کا باعث بنے گا۔ اس (آزاد کرنے والے شخص) کا ہر عضو اُس (غلام) کے ہر عضو (کے بدلے میں جہنم سے محفوظ ہو جائے گا)۔

شرح

غلام آزاد کرنے کی فضیلت

یہ مضمون ماقبل ابواب کے ضمن میں آچکا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے، تو وہ غلام آزاد کرنے والے کے لیے جہنم سے آزادی کا سبب بن جائے گا جو عورت کسی مسلمان لونڈی کو آزاد کرے، تو وہ لونڈی آزاد کرنے والی کے لیے دوزخ سے آزادی کا سبب بن جائے گی۔

كِتَابُ السِّيَرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

سِیَر کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ فِي الدَّعْوَةِ قَبْلَ الْقِتَالِ

باب 1: جنگ سے پہلے دعوت دینا

1468 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّ جَيْشًا مِّنْ جُيُوْشِ الْمُسْلِمِيْنَ كَانَ اَمِيْرَهُمْ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ حَاصَرُوْا قَصْرًا مِّنْ قُصُوْرِ فَارِسَ فَقَالُوْا يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَلَا نَنْهَدُ اِلَيْهِمْ قَالَ دَعُوْنِيْ اَدْعُهُمْ كَمَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْهُمْ فَاَتَاهُمْ سَلْمَانُ فَقَالَ لَهُمْ اِنَّمَا اَنَا رَجُلٌ مِّنْكُمْ فَارِسِيٌّ تَرَوْنَ الْعَرَبَ يُطِيْعُوْنَنِيْ فَاِنْ اَسْلَمْتُمْ فَلَكُمْ مِثْلُ الَّذِيْ لَنَا وَعَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْنَا وَاِنْ اَبَيْتُمْ اِلَّا دِيْنَكُمْ تَرَكْنَاكُمْ عَلَيْهِ وَاَعْطُوْنَا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَّاَنْتُمْ صَاغِرُوْنَ قَالَ وَرَطَنَ اِلَيْهِمْ بِالْفَارِسِيَّةِ وَاَنْتُمْ غَيْرُ مَحْمُوْدِيْنَ وَاِنْ اَبَيْتُمْ نَابَذْنَاكُمْ عَلٰى سَوَاءٍ قَالُوْا مَا نَحْنُ بِالَّذِيْ نُعْطِي الْجِزْيَةَ وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُكُمْ فَقَالُوْا يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَلَا نَنْهَدُ اِلَيْهِمْ قَالَ لَا فَدَعَاهُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اِلٰى مِثْلِ هٰذَا ثُمَّ قَالَ انْهَدُوْا اِلَيْهِمْ قَالَ فَنَهَدْنَا اِلَيْهِمْ فَفَتَحْنَا ذٰلِكَ الْقَصْرَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ بُرَيْدَةَ وَالنُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: وَّحَدِيْثُ سَلْمَانَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ

قولِ امام بخاری: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ اَبُو الْبَخْتَرِيِّ لَمْ يُدْرِكْ سَلْمَانَ لِاَنَّهُ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيًّا وَّسَلْمَانُ مَاتَ قَبْلَ عَلِيٍّ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِلٰى هٰذَا وَرَاَوْا اَنْ يُّدْعَوْا قَبْلَ الْقِتَالِ وَهُوَ قَوْلُ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِنْ تُقُدِّمَ اِلَيْهِمْ فِي الدَّعْوَةِ فَحَسَنٌ يَّكُوْنُ ذٰلِكَ اَهْيَبَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا دَعْوَةَ الْيَوْمَ وَقَالَ اَحْمَدُ لَا اَعْرِفُ الْيَوْمَ اَحَدًا يُّدْعٰى وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا يُقَاتَلُ الْعَدُوُّ حَتّٰى يُدْعَوْا اِلَّا اَنْ يَّعْجَلُوْا عَنْ ذٰلِكَ فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَقَدْ بَلَغَتْهُمُ الدَّعْوَةُ

1468- اخرجه احمد (5/440،441،444) عن عطاء بن السائب عن ابی البختری عن سلمان به.

◆◆ ابوبختری بیان کرتے ہیں: مسلمانوں کے ایک لشکر کے امیر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے ایران کے ایک قلعے کا محاصرہ کرلیا لوگوں نے کہا اے ابوعبداللہ! کیا ہم ان پر حملہ نہ کردیں تو انہوں نے فرمایا: مجھے موقع دو کہ میں ان لوگوں کو اسی طرح دعوت دوں جیسے میں نے نبی اکرم ﷺ کو کفار کو دعوت دیتے ہوئے سنا ہے۔ پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان سے فرمایا: میں بھی تمہاری طرح ایرانی ہوں اور تم نے عربوں کو دیکھا ہے: وہ میری اطاعت کرتے ہیں اگر تم لوگ اسلام قبول کرلیتے ہو تو تمہیں وہ تمام سہولیات حاصل ہوں گی جو ہمیں حاصل ہیں اور تم پر وہ تمام ادائیگیاں لازم ہوں گی جو ہم پر لازم ہیں اور اگر تم اپنے دین پر قائم رہنا چاہتے ہو تو ہم تمہیں اس پر قائم رہنے دیتے ہیں تم لوگ ہمیں جزیہ دو جبکہ تم ذلت کی حالت میں ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے فارسی زبان میں یہ تقریر کی تھی (اور انہوں نے یہ بھی فرمایا) کہ تم لوگوں کی تعریف نہیں کی گئی ہوگی۔ اگر تم اس کا بھی انکار کردیتے ہو تو یہ تمہارے لیے بہتر نہیں ہوگا۔ ہم تمہیں آگاہ کرنے کے بعد جنگ کریں گے انہوں نے کہا ہم جزیہ نہیں دیں گے ہم آپ کے ساتھ جنگ کریں گے مسلمانوں نے کہا: اے ابوعبداللہ! کیا ہم ان پر حملہ نہ کردیں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں! حضرت سلمان رضی اللہ عنہ تین دن تک انہیں اس طرح کی دعوت دیتے رہے پھر انہوں نے حکم دیا ان پر حملہ کردو! راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے ان پر حملہ کیا اور اس قلعے کو فتح کرلیا۔

اس بارے میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے ہم اسے صرف عطاء بن سائب کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

ابوبختری نامی راوی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا کیونکہ انہوں نے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی نہیں پایا اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا انتقال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے ہوا تھا۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم نے اس کو اختیار کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جنگ سے پہلے دعوت دی جائے گی۔

اسحاق بن ابراہیم بھی اسی بات کے قائل ہیں وہ یہ فرماتے ہیں: پہلے انہیں دعوت دی جائے یہ زیادہ بہتر ہے اور انہیں زیادہ ہیبت زدہ کردے گی۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اب دعوت دینے کی گنجائش نہیں ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق اب دعوت دینے کی گنجائش نہیں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دشمن کے ساتھ اس وقت تک جنگ نہ کی جائے جب تک اسے دعوت نہ دی جائے۔ البتہ اگر وہ جلد بازی کا مظاہرہ کریں تو (حکم مختلف ہو گا) لیکن اگر مسلمان ایسا نہیں کرتے تو دعوت اسلام ان تک پہلے ہی پہنچ چکی ہوگی۔

1469 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْعَدَنِيُّ الْمَكِّيُّ وَيُكْنَى بِاَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ هُوَ ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ مُسَاحِقٍ عَنِ ابْنِ عِصَامٍ الْمُزَنِيِّ عَنْ اَبِيهِ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَعَثَ جَيْشًا اَوْ سَرِيَّةً يَقُولُ لَهُمْ اِذَا رَاَيْتُمْ مَسْجِدًا اَوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُوا اَحَدًا

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ

◆◆ ابن عصام مزنی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جنہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے: نبی اکرم ﷺ جب کسی لشکر یا مہم کو روانہ کرتے تھے تو آپ ان سے یہ فرمایا کرتے تھے: جب تم کسی مسجد کو دیکھو یا کہیں اذان کی آواز سنو تو وہاں کسی کے ساتھ جنگ نہ کرنا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے اور یہ روایت ابن عیینہ سے منقول ہے۔

شرح

مضامین حدیث

لفظ: ''سیر'' سیرت کی جمع ہے اس کا معنی ہے: حالات زندگی سوانح۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی اسلام کا حربی نظام۔ پہلی حدیث باب کے چند ایک مضامین درج ذیل ہیں:

۱- جب دشمن سے جنگ کرنے کی نوبت پیش آ جائے تو اس بات کو پیش نظر رکھا جائے گا کہ وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات اور نظریات سے ناواقف ہو تو آغاز جنگ سے قبل انہیں دعوت اسلام دینا فرض ہے۔ اگر وہ اسلام کے بارے میں خوب جانتا ہو تو جنگ سے قبل دعوت اسلام دینا مستحب ہے۔

۲- کلمہ طیبہ اور اسلام کے رشتہ کی وجہ سے سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: انما المومنون اخوۃ۔ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔'' اسلام کی نظر میں سب کا مقام یکساں ہے۔ تاہم تقویٰ اور علم کی بنا پر ایک مسلمان کو دوسروں پر فوقیت حاصل ہو سکتی ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارس (ایران) سے آئے تو امیر لشکر بن گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشہ سے حاضر ہوئے تو مؤذن رسول بن گئے اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روم سے آئے تو اسلام کے ممتاز جان نثار بن گئے۔

۳- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر لشکر کی حیثیت سے فارس میں پہنچے فوج کی طرف سے حملہ آور ہونے کی

1469- اخرجه ابوداؤد (43/3) كتاب الجهاد، باب: في دعاء المشركين حديث (2635) والحميدي (359/2) حديث (820) واحمد (448/3) عن سفيان بن عيينة، قال، حدثنا عبد الملك بن نوفل بن مساحق انه سمع رجلا من مزينة يقال له ابن عصام المزني عن ابيه به۔

اجازت طلب کرنے پر آپ فارس کے قلعہ کا محاصرہ کر کے دشمن کو تین ایام تک اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ اسلامی بھائی بننے کا پیغام دیتے رہے اور اسلامی پیغام کے فوائد کا درس دیتے رہے۔ جب حجت تام ہوگئی اور ان میں تبدیلی کی سوچ باقی نہ رہی تو آپ نے اسلامی مجاہدین کو فارس کے قلعہ پر حملہ آور ہونے کی اجازت عنایت فرمادی۔ اسلامی فوج کے پہلے حملہ میں قلعہ فارس فتح ہوگیا اور دشمن شکست وریخت کا شکار ہوگیا۔

۴- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمن سے مخاطب ہو کر فرمایا: میں بھی تمہاری طرح فارسی النسل اور فارس کا باشندہ ہوں' اسلام کی برکت سے دوری ختم ہوگئی تو میں اسلامی لشکر کا امیر ہوں' اگر تم بھی اسلام قبول کر لو گے تو تمہیں بھی ہم جیسا مقام حاصل ہو جائے گا اور ہم جیسی ذمہ داریاں تم پر عائد ہو جائیں گی۔ اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو تم شکست کھانے کے بعد اقلیت کی حیثیت سے زندگی گزاروں گے اور تم سے جزیہ وصول کیا جائے گا جو تمہارے لیے ذلت کا باعث ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے اسلام کے پیغام کو تسلیم کرنے سے صاف الفاظ میں انکار کر دیا' تو امیر لشکر کی اجازت سے مجاہدین نے یکبارگی کامیاب حملہ کر دیا۔

۵- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارسی الاصل' فارسی النسل اور فارسی اللسان ہونے کے باوجود ایک ترجمان کے ذریعے محض عربی زبان میں دشمن کو تین دن تک دعوت اسلام دیتے رہے۔ جب جزیہ کا ذکر کیا تو آپ نے خود فارسی زبان میں بیان کیا تاکہ دشمن کے اذہان وقلوب میں انقلاب کی صورت پیدا ہو جائے۔

۶- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو جنون کی حد تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت ومحبت دل میں جاگزیں ہوگئی جس کے نتیجہ میں عربی زبان کو اصل اور ام الالسنہ تصور کرتے ہوئے زندگی بھر اپنائے رکھا۔ روئے زمین میں سب سے قبل بولی جانے والی زبان عربی ہے۔ وہ اس طرح کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے مجسمہ میں روح پھونکی گئی تو آپ کو چھینک آئی جس پر آپ نے ''الحمد للہ'' کے الفاظ ادا کیے تو فرشتوں نے جواب میں کہا: یرحمک اللہ'' یہ عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ آسمانی کتب کی جامع کتاب ''قرآن کریم'' عربی زبان میں ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان عربی تھی۔ اہل جنت کی زبان عربی ہوگی۔ قبر میں سوال وجواب کا سلسلہ عربی زبان میں ہوگا اور اہل محشر کی زبان عربی ہوگی۔ عربی زبان مسلمانوں کی مادری زبان ہے' کیونکہ امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی زبان عربی تھی۔ الغرض عربی زبان اصل' فضیلت والی اور بابرکت زبان ہے۔

جہاد کی تعریف اور اس کی اقسام

لفظ: ''جہاد'' جہد سے بنا ہے' جس کا لغوی معنی ہے کوشش کرنا جبکہ اس کا اصطلاحی معنی ہے اعلاء کلمۃ الحق اور اسلام کی سربلندی کی کوشش کرنا۔ جہاد اور جنگ میں فرق: جنگ کا مقصد علاقہ فتح کرنا' لوگوں کو غلام بنانا اور مقامی لوگوں کا معاشی استحصال کرنا' تاکہ وہ مقابلے میں آنے کی طاقت نہ رکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ کے کوئی اصول وضوابط نہیں ہیں۔ جہاد کا مقصد ہے اسلام کی سربلندی کی کوشش کرنا اور لوگوں سے مظالم کو دور رکھنا۔ جہاد کے قواعد وضوابط موجود ہیں۔

جہاد کی مشہور پانچ اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- جہاد بالمال: اسلام کی سربلندی اور دفاع کے لیے اپنا مال خرچ کرنا "جہاد بالمال" کہلاتا ہے، جس کا اجر عظیم اور انعام رکھا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصدقون (الحجرات:۵) اور جن لوگوں نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، وہی لوگ سچے ہیں۔

۲- جہاد باللسان: اس کا مطلب یہ ہے کہ پند و نصائح، وعظ و تقریر اور خطبات و تبلیغ وغیرہ کے ذریعے لوگوں کی اصلاح کرنا ہے۔ کفار کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر کیے گئے اعتراضات کا جواب دینا، جہاد باللسان کہلاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: "سب سے افضل جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے۔"

۳- جہاد بالسیف: جب دشمن کسی اسلامی سلطنت پر حملہ آور ہو اور اسلام کی سلامتی خطرے میں ڈال دے، تو ایسی جارحیت کا دفاع کرنا "جہاد بالسیف" کہلاتا ہے۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا (الحج:۲۲) ان لوگوں کو جہاد کیا جازت دی گئی ہے، جن پر ظلم کیا گیا ہے۔

۴- جہاد بالقلم: کفار و مشرکین کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر بے بنیاد کیے گئے اعتراضات کے تحریری جواب دینا، اسلامی تعلیمات و نظریات پر مبنی کتب تصنیف کرنا اور علمی و ادبی اور اصلاحی رسائل مرتب کر کے شائع کرانا، جہاد بالقلم کہلاتا ہے۔

۵- جہاد بالنفس: اپنی، اپنے اہل خانہ، احباء و اقارب اور عوام کی اصلاحی کاوش کو جہاد بالنفس کہا جاتا ہے۔ اس کو جہاد اکبر بھی کہا جاسکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ سے واپس تشریف لاتے ہوئے فرمایا: رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر (او کما قال علیہ السلام) ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف واپس آئے ہیں۔" یعنی اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا، جہاد اکبر ہے۔

مقاصد و شرائط جہاد

چند مشہور مقاصد و شرائط جہاد درج ذیل ہیں:

۱- دشمن کا دفاع: جہاد کا بنیادی مقصد دفاع اسلام ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا (البقرہ:۱۹۰) اور تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور تم حد سے نہ بڑھو۔

۲- مسلمانوں کا تحفظ: جب دنیا کے کسی بھی حصہ میں دشمن مسلمانوں پر مظالم ڈھانے کی کوشش کرے، تو مظلوم مسلمانوں کے تحفظ و دفاع کے لیے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: ومالکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ (النساء:۷۵) اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے؟

۳- جب دشمن فتنہ انگیزی کا پختہ ارادہ کرے، تو اس کے تدارک اور اس کے مقاصد کو خاک میں ملانے کے لیے جہاد ضروری ہو جاتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے: وقاتلوھم حتی لاتکون فتنة ویکون الدین للہ (البقرہ:۱۹۳) اور تم دشمنوں سے جہاد کرو حتیٰ کہ فتنہ کا خاتمہ ہو جائے اور دین پورے کا پورا اللہ تعالیٰ کا ہو جائے۔

۴- غیر مسلموں کی عہد شکنی: جب دشمن مسلمانوں سے کسی کیے ہوئے معاہدہ کو توڑ کر لاقانونیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسلام

اور مسلمانوں کیخلاف سازشوں کا جال بچھا کر عرصہ حیات تنگ کر دے تو مسلمانوں پر جہاد واجب ہو جاتا ہے کہ متوقع جانی و مالی نقصان کے تحفظ کی کوشش کریں اور جہاد کریں۔

۵- مظلوم مسلمانوں کو گھروں سے باہر نکالنا: جب دشمن، مسلمانوں پر اس حد تک دشمنی کا مظاہرہ کرے کہ انہیں اپنے گھروں سے باہر نکال دے، تو مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے، تاکہ وہ اپنی جانی و مالی نقصان کا تحفظ کر سکیں۔ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: واخرجوھم من حیث اخرجوکم (البقرہ:۱۹۱) اور تم بھی انہیں (دشمن کو) اس طرح (گھروں) سے نکالو جس طرح انہوں نے تمہیں (مسلمانوں کو) نکالا ہے۔

۶- جب دشمن مسلمانوں پر مذہبی پابندیاں عائد کرے یا شعائر اسلام کو ختم کرنے کی کوشش کرے، تو مذہبی شعائر کے تحفظ و دفاع کے لیے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد خداوندی ہے: لاا کراہ فی الدین (البقرہ:۲۵۶) دین میں جبر نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ: سوال پیدا ہوتا ہے کہ جہاد اور قتال میں کیا فرق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جہاد اسلام کی ترقی و سربلندی کی کوشش کا نام ہے، جبکہ مسلح جنگ جو دشمن کے ساتھ لڑی جاتی ہے، کو قتال فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے۔ قتال کی ضرورت کبھی پیش آتی ہے، جبکہ جہاد ہمہ وقت جاری رہتا ہے۔ یاد رہے: ''قتال'' جہاد کی افضل قسم ہے۔

جہاد کے سنہری اصول

جنگ کا مقصد لوگوں کا معاشی استحصال اور انہیں غلام بنانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے قوانین اور ضوابط موجود نہیں ہیں۔ اس کے برعکس جہاد کا مقصد اسلامی شعائر، لوگوں کی عزت و ناموس اور جان و مال کا تحفظ و دفاع ہے۔ اس لیے اس کے قواعد و ضوابط موجود ہیں۔ جہاد کے چند سنہری اصول درج ذیل ہیں:

(۱) اپنے گھروں میں بند لوگوں کو قتل نہ کرنا (۲) عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا (۳) عبادت گاہوں کو نقصان نہ پہنچانا (۴) جنگی قیدیوں سے حسن سلوک کرنا اور انہیں قتل نہ کرنا (۵) مقتولوں کی لاشوں کو مثلہ کرنے اور ان کی بے حرمتی کرنے سے احتراز کرنا (۶) دشمن کے مال و متاع، فصلوں، باغات، درختوں اور گھروں کو نذر آتش نہ کرنا (۷) زخمیوں، بیماروں اور مذہبی رہنماؤں کو قتل نہ کرنا (۸) مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا (۹) جو دشمن کلمہ پڑھ لے تو اسے قتل نہ کرنا (۱۰) قتال سے قبل دشمن کو خوب دعوت اسلام دینا (۱۱) لوٹ مار نہ کرنا اور خواتین کی عصمت دری نہ کرنا وغیرہ۔

آداب جہاد

مجاہدین کا وہ لشکر جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہوں، تو اسے غزوہ کہا جاتا ہے اور اس کی جمع غزوات آتی ہے۔
مجاہدین کا وہ لشکر جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہ ہوں، اسے ''سریہ'' کہا جاتا ہے، جس کی جمع ''سرایا'' آتی ہے۔
مجاہدین کے ہر لشکر کو روانہ کرنے سے قبل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چند ہدایات سے نوازتے تھے۔ دوسری حدیث باب

میں بھی آپ نے دو ہدایات اور پیغامات دیتے ہوئے فرمایا: (۱) جب تم لوگوں میں اسلام کی کوئی فعلی علامت دیکھو مثلاً مسجد وغیرہ موجود ہو تو ان پر حملہ آور مت ہونا (۲) جب تم لوگوں میں اسلام کی قولی علامت دیکھو مثلاً اذان کی آواز سنائی دے تو ان سے جنگ نہ کرنا۔ یہ دونوں علامات ترجمانی کرتی ہیں کہ یہاں کے باشندے مسلمان ہیں اور مسلمانوں سے قتال حرام ہے۔ تاہم مسلمانوں کو تحفظ دے کر الگ کرلیا جائے پھر علاقہ کے دشمنوں سے قتال کیا جائے تو یہ جائز ہے۔

فائدہ نافعہ: زمانہ قدیم میں تو ایسا کرنا ممکن تھا اور اس حدیث پر عمل کرنا بھی آسان تھا' کیونکہ زمینی جنگ ہوتی تھی جس میں تلواروں کا استعمال ہوتا تھا۔ عصر حاضر میں اس حدیث پر عمل کرنا ممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے' کیونکہ بری' فضائی اور بحری جنگ ہوتی ہے' جس میں بموں اور راکٹوں کا بے تحاشا استعمال ہوتا ہے اور ایسی صورت میں کفار سے مسلمانوں کو الگ کرنا دشوار ہے۔ تاہم ایک فقہی قانون کے پیش نظر اس حدیث پر عمل کرنا ممکن ہوسکتا ہے۔ وہ قانون یہ ہے کہ جب دشمن پہلی صف میں مسلمان قیدیوں کو حصار بناتے ہوئے کھڑا کریں تو دشمن کی نیت سے گولی وغیرہ کا استعمال جائز ہے' خواہ کسی مسلمان کو نشانہ لگ جائے۔

بَابُ فِي الْبَيَاتِ وَالْغَارَاتِ

باب 2: شب خون مارنا اور حملہ کرنا

1470 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجَ اِلٰى خَيْبَرَ اَتَاهَا لَيْلًا وَّكَانَ اِذَا جَآءَ قَوْمًا بِلَيْلٍ لَّمْ يُغِرْ عَلَيْهِمْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَلَمَّا اَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُوْدُ بِمَسَاحِيْهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّافَقَ وَاللّٰهِ مُحَمَّدٌ الْخَمِيسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ (فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ)

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب خیبر کے لیے تشریف لے گئے' تو آپ رات کے وقت وہاں پہنچے آپ جب بھی کسی قوم کے علاقے میں رات کے وقت پہنچتے تھے' تو صبح سے پہلے ان پر حملہ نہیں کرتے تھے جب صبح ہوئی اور یہودی اپنی کدالیں اور پھاوڑے لے کر باہر نکلے اور انہوں نے آپ کو دیکھا اور بولے محمد ﷺ آگئے ہیں اللہ کی قسم! حضرت محمد لشکر سمیت آئے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ اکبر! خیبر برباد ہوگیا جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں' تو وہ ان لوگوں کی بہت بری صبح ہوتی ہے' جنہیں ڈرایا گیا ہو۔

1471 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِي طَلْحَةَ

1470- اخرجه البخاري (130/6) كتاب الجهاد والسير' باب: دعاء النبي صلى الله عليه وسلم الناس الى الاسلام والنبوة- حديث (2943) ومالك (468/2) كتاب الجهاد: باب: ما جاء في الخليل والسابقة بينهما- حديث (48) واحمد (237'236'206'159/3) عن حميد الطويل' عن انس به.

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا ظَھَرَ عَلٰی قَوْمٍ اَقَامَ بِعَرْصَتِھِمْ ثَلَاثًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَّحَدِیْثُ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ فِی الْغَارَۃِ بِاللَّیْلِ وَاَنْ یُّبَیِّتُوْا وَکَرِھَہٗ بَعْضُھُمْ وقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ لَا بَاْسَ اَنْ یُّبَیَّتَ الْعَدُوُّ لَیْلًا وَّمَعْنٰی قَوْلِہٖ وَّافَقَ مُحَمَّدٌ الْخَمِیْسَ یَعْنِیْ بِہِ الْجَیْشَ

◆◆ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب کسی قوم پر غلبہ پا لیتے تھے' تو آپ ان کے علاقے میں تین دن قیام کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے رات کے وقت حملہ کرنے کی اجازت دی ہے' جبکہ بعض اہلِ علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: رات کے وقت دشمن پر شب خون مارنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث کے الفاظ ''وَّافَقَ مُحَمَّدٌ الْخَمِیْسَ'' کا مطلب یہ ہے: حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ان کا لشکر بھی ہے۔

شرح

شب خون مارنے اور دشمن کو دھوکہ دے کر حملہ آور ہونے کی ممانعت

لفظ: ''البیات'' البیۃ کی جمع مونث سالم ہے' جس کا معنی ہے: رات کے وقت اچانک حملہ آور ہونا' شب خون مارنا' لفظ: ''الغارات'' الغارۃ کی جمع مونث سالم ہے' جس کا معنی ہے: دشمن کو دھوکہ میں رکھ کر حملہ آور ہونا۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ دشمن کو دھوکہ میں رکھ کر حملہ آور ہوتے اور شب خون مارتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شب خون مارنے اور دشمن کو دھوکہ میں رکھ کر حملہ آور ہونے سے منع فرمایا ہے' کیونکہ ایسی صورت میں بچے' بوڑھے اور خواتین سب جنگ کی لپیٹ میں آ سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی اقدامات میں بھی یہ بات نہیں ملتی۔ تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم احتیاطی تدابیر اور حربی حکمت عملی ضرور اختیار فرماتے تھے۔ آپ اسلامی لشکر پر چوکیدار اور شعار کا تعین کرتے تا کہ دشمن کے اچانک حملہ آور ہونے کی صورت میں اسلامی فوجی باہم ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔ ہر غزوہ کے موقع پر نیا شعار (شناختی علامت) کا تعین فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکمت عملی اور احتیاطی تدابیر کی بنا پر دشمن کو غافل رکھ کر سر پر پہنچ جاتے پھر اچانک حملہ آور ہو جاتے تھے۔

1471- اخرجہ البخاری (209/6) کتاب الجہاد والسیر' باب: من غلب العدو- حدیث (3065) ومسلم (323/9- الابی) کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واھلہا: باب: عرض مقعد المیت من الجنۃ او النار علیہ- حدیث (2875/78) وابو داؤد (70/2) کتاب الجہاد: باب: فی الامام یقیم عند الظہور علی العدو بعرصتہم' حدیث (2695) والدارمی (222/2) کتاب السیر: باب: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اظہر علی قوم اقام بالعرصۃ واحمد (29/4) عن سعید بن ابی عروبۃ' عن قتادۃ عن انس عن ابی طلحۃ بہ۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ دس ہزار مجاہدین کا لشکر جرار لے کر مکہ مکرمہ کے عین وسط میں پہنچے تو دشمن کو آپ کے لشکر کی خبر ہوئی جبکہ اتنے بڑے لشکر کی نقل وحرکت ہرگز صیغہ راز میں نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح فتح خیبر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ سو مجاہدین کو ساتھ لے کر رات کے وقت خیبر میں پہنچ گئے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد آپ اور مجاہدین گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگی مشقوں میں مصروف تھے کہ یہودی بیدار ہوئے' اپنے پھاؤڑے اور کدال وغیرہ لے کر قلعہ سے نکلے تو انہیں اچانک معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کے ساتھ موجود ہیں۔ آپ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور فرمایا: خیبر تباہ ہو گیا! جس سے یہودیوں پر رعب ودبدبہ چھا گیا۔ پندرہ سو کا لشکر شان وشوکت اور وقار کے ساتھ رات کی تاریکی میں خیبر پہنچ گیا لیکن دشمن کو خبر تک نہ ہوئی بلکہ دشمن غفلت کی نیند سویا رہا۔ حربی حکمت عملی کی بناء پر دشمن پر رات کے وقت حملہ کیا جائے یا دن کے وقت بہر صورت جائز ہے۔ جہاد کا بنیادی مقصد اعلاء کلمۃ الحق ہے' جس کے نتیجہ میں نصرت الٰہی اسلامی فوج کے شامل حال ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ غزوہ میں کامیابی کے بعد تین دن تک وہاں قیام کرتے تاکہ زخمیوں کی مرہم پٹی کی جائے' دشمن کی لاشوں کو ٹھکانے لگایا جائے اور شہداء کی تدفین عمل میں لائی جائے۔ علاوہ ازیں اگر دشمن انتقامی جذبات رکھتا ہو' تو اسے موقع دیا جائے اور اسی میدان میں اس کا مقابلہ کیا جائے۔ تین ایام تک میدان میں قیام کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ دشمن پیچھے سے حملہ آور ہو کر مجاہدین کی فتح کو شکست میں تبدیل نہ کر دے یا دشمن یہ افواہ نہ پھیلا دے کہ اسلامی لشکر میدان چھوڑ کر فرار ہو گیا ہے۔

بَابُ فِي التَّحْرِيقِ وَالتَّخْرِيبِ

باب 3: (دشمن کے گھروں یا باغات) کو آگ لگانا اور برباد کرنا

1472 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ)

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا وَلَمْ يَرَوْا بَاْسًا بِقَطْعِ الْاَشْجَارِ وَتَخْرِيْبِ الْحُصُوْنِ وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ الْاَوْزَاعِيُّ وَنَهٰى اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ اَنْ يَّقْطَعَ شَجَرًا مُثْمِرًا اَوْ

1472- اخرجه البخاری: كتاب المغازی' باب: حديث بنی النضير' حديث (4031) ومسلم (6/308- الابی) كتاب الجهاد والسير' باب: جواز قطع اشجار الكفار وتحريقها' حديث (29-1746) وابو داؤد (2/44) كتاب الجهاد' باب: في الحرق في بلاد العدو' حديث (2615) وابن ماجه (2/938) كتاب الجهاد: باب: التحريق بارض العدو' حديث (2844) والدارمی (2/222) كتاب الجهاد' باب: في تحريق النبی صلی الله عليه وسلم نخل بنی النضير والحميدی (2/301) حديث (685) واحمد (2/7'52'80'86) عن نافع ابن عمر به.

يُخَرِّبَ عَامِرًا وَّعَمِلَ بِذٰلِكَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَهُ وقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا بَأْسَ بِالتَّحْرِيْقِ فِي اَرْضِ الْعَدُوِّ وَقَطْعِ الْاَشْجَارِ وَالثِّمَارِ وقَالَ اَحْمَدُ وَقَدْ تَكُوْنُ فِيْ مَوَاضِعَ لَا يَجِدُوْنَ مِنْهُ بُدًّا فَاَمَّا بِالْعَبَثِ فَلَا تُحَرَّقْ وقَالَ اِسْحٰقُ التَّحْرِيْقُ سُنَّةٌ اِذَا كَانَ اَنْكٰى فِيْهِمْ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے باغات جلوا دیے تھے اور انہیں کٹوا دیا تھا جو ''بویرہ'' کے مقام پر تھے' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

''تم نے جو بھی کھجور کے درخت کاٹے ہیں یا جن کی جڑوں پر انہیں چھوڑ دیا ہے' تو یہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے تحت ہے' تاکہ وہ گناہگاروں کو وہ رسوا کردے''۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہل علم سے تعلق رکھنے والے ایک گروہ نے اسے اختیار کیا ہے ان کے نزدیک درختوں کو کاٹنے اور قلعوں کو برباد کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

بعض اہل علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے' امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بات سے منع کیا ہے: پھل دار درخت کو کاٹا جائے یا آباد جگہ کو برباد کردیا جائے اور مسلمانوں نے اس کے بعد اسی حکم پر عمل کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دشمن کی سرزمین میں آگ لگانے یا درختوں کو کاٹنے اور پھلوں کو کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر ضروری ہو' تو ایسا کیا جائے ورنہ غیر ضروری طور پر آگ نہ لگائی جائے۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آگ لگانا سنت ہے' تاکہ اس سے وہ رسوا ہوں۔

شرح

دشمن کے باغات وغیرہ کو نذر آتش کرنے کی ممانعت

کسی حربی حکمت عملی اور احتیاطی تدبیر کی بنیاد پر دشمن کے باغات' مکانات' کھیتیوں' درختوں اور اجناس وغیرہ کو نذر آتش کرنا جائز ہے۔ البتہ خوش دلی اور تماشہ کے طور پر ان کو نذر آتش کرنا منع ہے۔ اس لیے یہ تمام اشیاء مستقبل میں مسلمانوں کی ہوں گی اور اپنی چیزوں کو نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔

دشمن کے املاک کو نذر آتش کرنے میں مذاہب آئمہ

کیا دشمن کے املاک کو نذر آتش کرنا جائز ہے یا منع ہے؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے: (۱) بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے' انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے' جس میں صراحت ہے کہ مقام ''بویرہ'' کے درخت جو بنو نضیر کی ملک تھے' آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے نذرِ آتش کروائے تھے۔(۲) حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دشمن کے درختوں کو نذرِ آتش کرنا مکروہ ہے۔انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے اپنے دورِ خلافت میں ایک اسلامی لشکر روانہ کیا اور یزید نامی شخص کو امیر تعینات کیا اور انہیں خصوصی ہدایات جاری کرتے ہوئے فرمایا: دشمن کے پھل آور درخت نہ کاٹنا اور ان کی بستیوں کو تباہ نہ کرنا۔ آپ کے اس حکم پر مسلمانوں نے عمل کیا۔(۳) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دشمن کے درختوں کو نذرِ آتش کرنے اور املاک کو نقصان پہنچانے میں کوئی حرج نہیں۔(۴) حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ضرورت کے تحت دشمن کے بعض درختوں کو نذرِ آتش کرنا ضروری ہے لیکن خوشدلی اور تماشا کے طور پر جائز نہیں ہے(۵) حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ دشمن کے درختوں کو نذرِ آتش کرنا اور املاک کو نقصان پہنچانا سنت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْغَنِيْمَةِ

باب 4: غنیمت کا بیان

1473 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا اَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ فَضَّلَنِيْ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ اَوْ قَالَ اُمَّتِيْ عَلَى الْاُمَمِ وَاَحَلَّ لِيَ الْغَنَائِمَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِيْ ذَرٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِيْ مُوْسٰى وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ اُمَامَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَسَيَّارٌ هٰذَا يُقَالُ لَهُ سَيَّارٌ مَوْلٰى بَنِيْ مُعَاوِيَةَ وَرَوٰى عَنْهُ سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَحِيْرٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے اور ہمارے لیے مالِ غنیمت کو حلال قرار دیا ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سیار نامی راوی بنو معاویہ کے غلام ہیں۔

سلیمان تیمی' عبداللہ بن بحیر اور دیگر حضرات نے ان سے احادیث نقل کی ہیں۔

1473- اخرجه احمد (248/5) ولم يخرجه من الستة الا الترمذي انظر تحفة الاشراف (168/4) حديث (4877)

1474 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَّاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ كَافَّةً وَّخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے چھ حوالوں سے دیگر انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں' رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے' میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال قرار دیا گیا ہے' میرے لیے زمین کو جائے نماز اور طہارت کے حصول کا ذریعہ بنایا گیا ہے' مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور میرے ذریعے انبیاء کے سلسلے کو ختم کر دیا گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح: امت محمدی کے لیے مالِ غنیمت حلال ہونا

امت محمدی کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے مالِ غنیمت حلال قرار دیا گیا ہے' جبکہ پہلی امتوں کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا۔ اس حلت کی وجہ یہ ہے کہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت ایک خاص علاقہ اور مخصوص قوم کے لیے تھی اور ان کا جہاد بھی وقتی یا جزوی طور پر تھا' جس وجہ سے انہیں کمائی کرنے کے مواقع میسر آ جاتے تھے۔ لیکن سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پوری کائنات اور قیامت تک آنے والے سب لوگوں کے لیے ہیں اور اسی طرح ان کا جہاد بھی تا قیامت جاری رہے گا۔ جہاد میں شمولیت کی وجہ سے انہیں کمائی کرنے کا زیادہ موقع میسر نہیں آتا' جس وجہ سے اس کے لیے مالِ غنیمت حلال قرار دیا گیا ہے' تاکہ اس سے مجاہدین کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

حدیث باب میں چھ خصوصیات محمدی بیان کی گئی ہیں: (۱) آپ کو جوامع الکلم عطاء کیے گئے (وہ گفتگو جس کے کلمات مختصر اور معانی و مفاہیم کثیر ہوں) (۲) رعب کے ذریعے آپ کی مدد کی گئی (باطل لوگ آپ اور آپ کے غلاموں کے نام سے بھی کانپتے ہیں) (۳) آپ کے لیے مالِ غنیمت حلال قرار دیا گیا ہے (۴) آپ کے لیے پوری زمین جائے نماز اور پاک بنائی گئی ہے (۵) آپ تمام مخلوق کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں (۶) آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ سَهْمِ الْخَیْلِ

باب 5: گھوڑے کا حصہ

1475 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّیُّ وَحُمَیْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا سُلَیْمُ بْنُ اَخْضَرَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ فِي النَّفَلِ لِلْفَرَسِ بِسَهْمَيْنِ وَلِلرَّجُلِ بِسَهْمٍ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ اَخْضَرَ نَحْوَهُ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ اَبِي عَمْرَةَ عَنْ اَبِيهِ وَهٰذَا حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالْاَوْزَاعِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالُوْا لِلْفَارِسِ ثَلَاثَةُ اَسْهُمٍ سَهْمٌ لَهُ وَسَهْمَانِ لِفَرَسِهِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مالِ غنیمت تقسیم کرتے ہوئے سوار کو دو حصے دیے تھے اور پیدل شخص کو ایک حصہ دیا تھا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت مجمع بن جاریہ‘ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما‘ حضرت ابن ابی عمرہ کی ان کے والد کے حوالے سے روایات منقول ہیں۔

یہ روایت جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: ”حسن صحیح“ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ‘ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ‘ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ‘ امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ‘ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ‘ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔ وہ یہ فرماتے ہیں: گھڑ سوار کو تین حصے ملیں گے ایک حصہ اس کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے جبکہ پیدل چلنے والے کو ایک حصہ ملے گا۔

شرح: مالِ غنیمت کی تقسیم کاری میں مذاہب آئمہ

مجاہدین میں کچھ لوگ پیدل ہوں اور کچھ سوار تو ان میں مالِ غنیمت تقسیم کرنے کی نوعیت کیا ہوگی؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے‘ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ پیدل شریک کو ایک حصہ اور سوار کو مالِ غنیمت کے دو حصے دیے جائیں گے۔ ایک مجاہد کا اور ایک گھوڑے گا۔ آپ نے اس واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ غزوہ خیبر میں صرف وہ صحابہ شامل ہوئے تھے جو صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے اور ان کی تعداد پندرہ سو تھی جن میں سے صرف تین سو صحابہ کرام گھوڑ سوار تھے۔ فتح خیبر کے

1475- اخرجه البخاری (79/6) کتاب الجهاد والسیر‘ باب: سهام الفرس حدیث (2863) ومسلم (351/6- الابی) کتاب الجهاد والسیر‘ باب: کیفیة قسمة الغنیمة بین الحاضرین‘ حدیث (1862/57) وابو داؤد (83/2) کتاب الجهاد باب: فی سهمان الخیل‘ حدیث (2733) وابن ماجه (952/2) کتاب الجهاد‘ باب قسمة الغنائم‘ حدیث (2854) والدارمی (225/2) کتاب السیر‘ باب: فی سهمان الخیل واحمد (2/2‘41‘62‘72) عن عبید الله بن عمر‘ عن نافع‘ عن ابن عمر به۔

بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت اس طرح تقسیم فرمایا کہ پہلے کل مالِ غنیمت کو اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا' پھر ہر حصہ کو سو حصوں میں تقسیم فرمایا تو یہ کل اٹھارہ سو حصص بن گئے۔ پھر آپ نے پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو دو حصے عنایت فرمائے۔ (سنن ابی داؤد)

۲- آئمہ ثلاثہ مع صاحبین کے نزدیک پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو تین حصے دیے جائیں گے۔ ایک حصہ مجاہد کا اور دو حصے سواری کے' کیونکہ انسان کی بنسبت گھوڑے کی خوراک زیادہ ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے' جس میں پیدل کے لیے ایک حصہ اور سوار کے لیے تین حصوں کی صراحت ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جمہور کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کو جو تین حصے عنایت فرمائے' اصل میں دو حصے ہیں: ایک مجاہد کا اور ایک سواری کا جبکہ تیسرا حصہ بطور انعام عنایت فرمایا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّرَايَا

باب 6: جنگی مہمات کا بیان

1476 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْاَزْدِيُّ الْبَصْرِيُّ وَاَبُوْ عَمَّارٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: خَيْرُ الصَّحَابَةِ اَرْبَعَةٌ وَّخَيْرُ السَّرَايَا اَرْبَعُ مِائَةٍ وَّخَيْرُ الْجُيُوْشِ اَرْبَعَةُ اٰلَافٍ وَّلَا يُغْلَبُ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا مِنْ قِلَّةٍ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: لَا يُسْنِدُهُ كَبِيْرُ اَحَدٍ غَيْرُ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ وَّاِنَّمَا رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّقَدْ رَوَاهُ حِبَّانُ بْنُ عَلِيٍّ الْعَنَزِيُّ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: چار آدمی بہترین ساتھی ہوتے ہیں چار سو آدمیوں کی جنگی مہم سب سے بہتر ہوتی ہے چار ہزار لوگوں کا لشکر سب سے بہتر ہوتا ہے اور بارہ ہزار لوگ کم ہونے کی وجہ سے

1476- اخرجه ابوداؤد (42/2) كتاب الجهاد' باب: فيما يستحب من الجيوش- حديث (2611 وابن خزيمة (140/4) كتاب المناسك' باب: استحباب مصحابة الاربعة في السفر' حديث (2538) والدارمي (215/2) كتاب السير: باب في خير الاصحاب والسرايا والجيوش' وعبد بن حميد ص (218) حديث (652) واحمد (294/1) من طريق الزهري' عن عبيد الله بن عبد الله عن ابن عباس به۔

مغلوب نہیں ہوسکتے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

جریر بن حازم کے علاوہ اور کسی نے اس کی سند بیان نہیں کی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" حدیث کے طور پر منقول ہے۔

اس روایت کو حبان بن علی نے عقیل کے حوالے سے، زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، عبیداللہ کے حوالے سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

لیث بن سعد نے اسے عقیل کے حوالے سے، زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

اسلامی لشکروں کا مسئلہ

لفظ: "سرایا" سریۃ کی جمع ہے، جس کا معنی ہے چھوٹا لشکر۔ بڑے لشکر کو جیش کہا جاتا ہے، جس کی جمع جیوش آتی ہے۔ اہل سیر کی اصلاح میں جس جہاد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود شرکت فرمائی ہو، اسے غزوہ کہا جاتا ہے، جس کی جمع غزوات ہے۔ جس جہاد میں آپ نے شرکت نہ فرمائی ہو، اسے سریہ کہا جاتا ہے، جس کی جمع "سرایا" ہے۔

حدیث باب میں چار آدمیوں کو بہترین دوست، چار سو افراد کو بہترین اور چار ہزار افراد کو بہترین لشکر قرار دیا جبکہ بارہ ہزار افراد پر مشتمل لشکر کو مغلوب نہ ہونے والا قرار دیا۔ یاد رہے آپ نے یہ تمام امور اپنے حالات و ماحول کے لحاظ سے بیان فرمائے۔ عصر حاضر میں ان کی تعداد میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

بَاب مَنْ يُّعْطَى الْفَيْءَ

باب 7: مالِ غنیمت کس کو دیا جائے؟

1477 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ

متنِ حدیث: أَنَّ نَجْدَةَ الْحَرُورِيَّ كَتَبَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو بِالنِّسَاءِ وَهَلْ كَانَ يَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ فَكَتَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبْتَ إِلَيَّ تَسْأَلُنِي هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ

1477- اخرجه مسلم (478/6) كتاب الجهاد والسير، باب: النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم- حديث (1812/137) وابو داؤد (82/2) كتاب الجهاد: باب: في المرأة والعبد يحذيان من الغنيمة، حديث (2728) والنسائي (128/7) كتاب قسمة الفئ: باب- والدارمي (225/2) كتاب السير، باب: سهم ذي القربي، والحميدي (244/1) حديث (532) واحمد (248/1، 349) عن يزيد بن هرمز عن ابن عباس به۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو بِالنِّسَآءِ وَكَانَ يَغْزُو بِهِنَّ فَيُدَاوِينَ الْمَرْضٰى وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيْمَةِ وَاَمَّا بِسَهْمٍ فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ بِسَهْمٍ

وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّاُمِّ عَطِيَّةَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُسْهَمُ لِلْمَرْاَةِ وَالصَّبِيِّ وَهُوَ قَوْلُ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ الْاَوْزَاعِيُّ وَاَسْهَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصِّبْيَانِ بِخَيْبَرَ وَاَسْهَمَتْ اَئِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ لِكُلِّ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِيْ اَرْضِ الْحَرْبِ

حدیثِ دیگر: قَالَ الْاَوْزَاعِيُّ وَاَسْهَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَآءِ بِخَيْبَرَ وَاَخَذَ بِذٰلِكَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَهُ

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ بِهٰذَا وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيْمَةِ يَقُوْلُ يُرْضَخُ لَهُنَّ بِشَيْءٍ مِّنَ الْغَنِيْمَةِ يُعْطَيْنَ شَيْئًا

◆◆ یزید بن ہرمز بیان کرتے ہیں: نجدہ حروری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھا جس میں ان سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ جنگ میں خواتین کو شامل رکھتے تھے اور کیا آپ انہیں کوئی طے شدہ حصہ بھی دیتے تھے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے جواب میں لکھا: تم نے مجھے خط لکھا جس میں مجھ سے سوال کیا کہ نبی اکرم ﷺ خواتین کو جنگ میں شامل رکھتے تھے' تو آپ ﷺ خواتین کو جنگ میں لے جایا کرتے تھے وہ بیماریوں (یعنی زخمیوں) کی تیمارداری کرتی تھیں اور انہیں مالِ غنیمت سے کچھ دے دیا جاتا تھا' تاہم نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے کوئی باقاعدہ حصہ مقرر نہیں کیا۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ' سیّدہ اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: خاتون اور بچے کو بھی طے شدہ حصہ دیا جائے گا۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں' امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خیبر میں بچوں کو حصہ دیا تھا اور مسلمان حکمرانوں نے بھی ہر پیدا ہونے والے بچے کو حصہ دیا ہے' جو دشمن کی سرزمین پر پیدا ہوا ہو۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خیبر میں خواتین کو بھی حصہ دیا تھا اور مسلمانوں نے اس کے بعد اس عمل کو اختیار کیا ہے۔

اس حدیث میں استعمال ہونے والے الفاظ ''يُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيْمَةِ'' کا مطلب یہ ہے: انہیں مالِ غنیمت میں سے بطور انعام کچھ دیا جائے گا۔

شرح

مالِ غنیمت کے حقدار لوگ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ کیا غزوات میں شامل خواتین کو بھی مالِ غنیمت سے حصہ دیا جاتا تھا یا نہیں؟ آپ نے جواب میں لکھا کہ خواتین کو باقاعدہ حصہ نہیں دیا جاتا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جتنا پسند فرماتے انہیں نواز دیتے تھے۔ یاد رہے کہ مالِ غنیمت کے اصل مستحق وہ لوگ ہیں جو غزوہ میں شامل ہوئے ہوں۔ اس کی تقسیم کاری کی نوعیت یوں ہوتی ہے کہ پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو دو حصے دیے جائیں گے۔

فائدہ نافعہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں پیش کیے گئے سوال اور آپ کی طرف سے لکھے گئے جواب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہترین اسلوب یہ ہے کہ سوال والے کاغذ پر جواب تحریر کیا جائے۔ اگر جواب دوسرے کاغذ پر تحریر کیا جائے تو اس پر سوالیہ عبارت بھی تحریر کی جائے ورنہ سائل تو جواب سے مستفیض ہوسکتا ہے مگر دوسرے لوگ محروم رہیں گے۔

بَاب هَلْ يُسْهَمُ لِلْعَبْدِ

باب 8: کیا غلام کو حصہ دیا جائے گا؟

1478 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى اٰبِى اللَّحْمِ

متنِ حدیث: قَالَ شَهِدْتُ خَيْبَرَ مَعَ سَادَتِى فَكَلَّمُوا فِىَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمُوْهُ اَنِّى مَمْلُوكٌ قَالَ فَاَمَرَ بِى فَقُلِّدْتُ السَّيْفَ فَاِذَا اَنَا اَجُرُّهُ فَاَمَرَ لِى بِشَىْءٍ مِّنْ خُرْثِىِّ الْمَتَاعِ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِ رُقْيَةً كُنْتُ اَرْقِى بِهَا الْمَجَانِيْنَ فَاَمَرَنِى بِطَرْحِ بَعْضِهَا وَحَبْسِ بَعْضِهَا

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُسْهَمُ لِلْمَمْلُوكِ وَلٰكِنْ يُرْضَخُ لَهٗ بِشَىْءٍ وَّهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِىِّ وَالشَّافِعِىِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ عمیر جو ابولحم کے آزاد کردہ غلام ہیں وہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے آقا کے ہمراہ غزوہ خیبر میں شریک ہوا لوگوں نے میرے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے بات کی لوگوں نے اس بارے میں آپ کو بتایا کہ میں غلام ہوں' راوی بیان کرتے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے سامان میں سے کوئی چیز مجھے عطا کرنے کی ہدایت کی پھر میں نے آپ کو ایک دم پڑھ کے سنایا جس کے ذریعے میں پاگلوں کا دم کیا کرتا تھا تو آپ نے اس کا کچھ حصہ مجھے استعمال کرنے کی ہدایت کی اور کچھ کو ترک کرنے کی ہدایت کی۔

1478- اخرجہ ابوداؤد (82/2) کتاب الجہاد' باب: فی المرأة والعبد یحذیان من الغنیمة' حدیث (2730) وابن ماجہ (952/2) کتاب الجہاد' باب: العبید والنساء یشہدون مع المسلمین' حدیث (2855) والدارمی (226/2) کتاب السیر' باب: فی سہام العبید والصبیان' واحمد (223/5) عن محمد بن زید بن المہاجر عن عمیر مولی ابی اللحم۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث منقول ہے۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔
اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی غلام کو حصہ دیا جائے گا تاہم اسے انعام کے طور پر کچھ دیا جائے گا۔
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

مالِ غنیمت سے غلام کو حصہ دینے کا مسئلہ

جب کوئی غلام جہاد میں شامل ہو تو کیا اسے بھی مالِ غنیمت سے حصہ ملے گا یا محروم رہے گا؟ اس بارے میں تمام آئمہ فقہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جہاد میں شامل ہونے والا غلام محروم رہے گا' کیونکہ اس کا ذاتی مال نہیں ہوتا' اگر بالفرض اسے حصہ دیا جائے تو وہ اس کے پاس نہیں رہے گا بلکہ آقا کے پاس چلا جائے گا۔ آقا اگر جہاد میں شریک ہوگا' تو اسے حصہ ملے گا ورنہ نہیں۔ تاہم امام وقت اپنی صوابدید کے مطابق کوئی چیز بطور انعام دینے کا مجاز ہوگا۔

فائدہ: عورتوں اور غلاموں کی طرح چھوٹے بچوں کو بھی مالِ غنیمت سے باقاعدہ حصہ نہیں ملے گا۔ تاہم امام وقت مالِ غنیمت سے بطور انعام انہیں کوئی چیز دے سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي اَهْلِ الذِّمَّةِ يَغْزُونَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ هَلْ يُسْهَمُ لَهُمْ

باب 9: اہلِ ذمہ اگر مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شرکت کرتے ہیں تو کیا انہیں کوئی حصہ دیا جائے گا؟

1479 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نِيَارٍ الْاَسْلَمِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰى بَدْرٍ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبَرَةِ لَحِقَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَذْكُرُ مِنْهُ جُرْاَةً وَّنَجْدَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَسْتَ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ لَا قَالَ ارْجِعْ فَلَنْ اَسْتَعِيْنَ بِمُشْرِكٍ

حکمِ حدیث: وَفِي الْحَدِيْثِ كَلَامٌ اَكْثَرُ مِنْ هٰذَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا لَا يُسْهَمُ لِاَهْلِ الذِّمَّةِ وَاِنْ قَاتَلُوْا مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ الْعَدُوَّ

1479- اخرجه مسلم (488/6) كتاب الجهاد، باب: كراهة الاستعانة في الغزو بكافر، حديث (1817/50) وابو داؤد (83/2) كتاب الجهاد، باب: في المشرك يسهم له؟ حديث (2732) وابن ماجه (945/2) كتاب الجهاد، باب: الاستعانة بالمشرك، حديث (2832) والدارمي (233/2) كتاب السير، باب: انا لا نستعين بالمشرك، واحمد (67/6) من طريق عروة بن الزبير، عن عائشة به.

مذاہب فقہاء: وَرَاَى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يُّسْهَمَ لَهُمْ اِذَا شَهِدُوْا الْقِتَالَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ بدر تشریف لے گئے جب آپ حرۃ الوبر کے مقام پر پہنچے تو ایک مشرک آپ سے ملا اس کی جرأت اور بہادری کا تذکرہ کیا گیا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا: تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو اس نے جواب دیا: نہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم واپس چلے جاؤ کیونکہ ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیں گے۔

اس حدیث کے بارے میں اس سے زیادہ کلام کیا جا سکتا ہے۔ ویسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اہلِ ذمہ کو کوئی حصہ نہیں دیا جائے گا جبکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوں۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک ان لوگوں کو حصہ دیا جائے گا۔ اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتے ہیں۔

1480 متن حدیث: وَيُرْوٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْهَمَ لِقَوْمٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ قَاتَلُوْا مَعَهٗ

سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَزْرَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا

زہری سے یہ روایت نقل کی گئی ہے: نبی اکرم ﷺ نے یہود سے تعلق رکھنے والے ایک گروہ کو حصہ دیا تھا جنہوں نے آپ کے ساتھ جنگ میں شرکت کی تھی۔

1481 سند حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ

متن حدیث: قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ خَيْبَرَ فَاَسْهَمَ لَنَا مَعَ الَّذِيْنَ افْتَتَحُوْهَا

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ الْاَوْزَاعِيُّ مَنْ لَّحِقَ بِالْمُسْلِمِيْنَ قَبْلَ اَنْ يُّسْهَمَ لِلْخَيْلِ اُسْهِمَ لَهٗ

توضیح راوی: وَبُرَيْدٌ يُّكْنٰى اَبَا بُرَيْدَةَ وَهُوَ ثِقَةٌ وَّرَوٰى عَنْهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُمَا

◆◆ حضرت ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں: میں اشعر قبیلے کے کچھ افراد کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں خیبر میں حاضر ہوا تو آپ نے ہمیں بھی ان لوگوں کے ساتھ حصہ دیا جو خیبر کی فتح میں شریک تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

1481- اخرجه البخاري (557/7) كتاب المغازي' باب: غزوة خيبر' حديث (4233) وابو داؤد (81/2) كتاب الجهاد' باب: فيمن جاء بعد الغنيمة لا سهم له حديث (2725)

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے مسلمانوں کے ساتھ جو شخص آ کر مل جاتا ہے اسے بھی حصہ دیا جائیگا۔

شرح

اہلِ ذمہ کو جہاد میں شامل کرنے اور مالِ غنیمت سے حصہ دینے میں مذاہب آئمہ

اہلِ ذمہ سے مراد وہ غیر مسلم لوگ ہیں جنہیں اسلامی حکومت نے اپنی سلطنت شہریت دی ہو۔ جان و مال اور ناموس کا تحفظ دے کر ان پر جزیہ نافذ کر دیا ہو۔ سوال یہ ہے کہ ذمی لوگوں کو جہاد میں شامل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بر تقدیر اول انہیں مالِ غنیمت سے حصہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- بعض فقہاء کا مؤقف ہے کہ اہلِ ذمہ کو جہاد میں شریک کرنا جائز ہے اور انہیں مالِ غنیمت سے حصہ دینا بھی جائز ہے۔ انہوں نے حضرت امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مرسل روایت سے استدلال کیا ہے، جس میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ میں ایک یہودی کو شامل کیا اور اسے مالِ غنیمت سے حصہ بھی عنایت فرمایا تھا۔ (مراسیل ابی داؤد)

۲- جمہور فقہاء کے نزدیک اہلِ ذمہ کو نہ جہاد میں شامل کر سکتے ہیں اور نہ انہیں مالِ غنیمت سے حصہ دے سکتے ہیں۔ انہوں نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے جو تفصیلی روایت یوں بیان کی گئی ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب اسلامی لشکر مدینہ منورہ سے نکل کر مقام حرۃ الوبرہ پر پہنچا تو ایک کافر جس کی شجاعت و بہادری مشہور تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور جہاد میں شامل ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا، جس پر آپ نے اس کی شمولیت سے انکار کر دیا۔ وہی شخص دوبارہ مقام "شجرہ" پر ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شریک ہونے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے دریافت فرمایا: کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا تو جہاد میں شریک نہیں ہو سکتا۔ تیسری بار اس نے مقام "بیداء" پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور جہاد میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ نے پہلے سوال کا اعادہ کیا تو اس نے بھی پہلے والا جواب دیا تو آپ نے اسے تیسری بار بھی جہاد میں شامل کرنے سے انکار کر دیا۔ (الصحیح للمسلم حدیث نمبر ۱۸۱۷) حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت کا اختصار نقل کیا ہے۔ بہر حال اس روایت میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کو جہاد میں شامل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال درست نہیں ہے، جس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کو جہاد میں اس لیے شامل نہ کیا کہ اس کے ایمان کی قوی امید تھی جس طرح کہ ایک کافر سردار نے آپ کی خدمت میں اپنی اونٹنی بطور ہدیہ پیش کی تو آپ نے قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: مجھے مشرکوں کے مکھن سے منع کیا گیا ہے۔" آپ کا یہ جواب سن کر وہ مسلمان ہو گیا تھا (۲) غزوہ بدر کفر و اسلام کا پہلا معرکہ تھا جس میں کسی کافر کو شامل کرنا آپ نے مناسب نہ سمجھا تا کہ وہ آئندہ کسی وقت احسان نہ جتا سکے۔

جنگ کے اختتام پر آنے والے فوجیوں کو مالِ غنیمت سے حصہ ملنے میں مذاہب آئمہ

جہاد کے اختتام پر اور مالِ غنیمت کی تقسیم سے قبل آنے والے فوجیوں کو مالِ غنیمت سے حصہ ملے گا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ انہیں بھی دوسرے مجاہدین کی طرح پورا حصہ ملے گا۔ انہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نفرمن الاشعر بین خیبر فاسھم لنا مع الذین افتتحوھا۔ انہوں نے کہا میں اشعری قبیلہ کے چند لوگوں کے ساتھ مل کر خیبر میں (اختتام جنگ پر) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مالِ غنیمت سے مجاہدین کے برابر حصہ عنایت فرمایا تھا۔

۲- جمہور فقہاء کے نزدیک مالِ غنیمت سے انہیں حصہ نہیں ملے گا۔ (۱) انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوفاً روایت سے استدلال کیا ہے: الغنیمۃ لمن شھدالوقعۃ ۔ مالِ غنیمت اس شخص کے لیے ہے جو جہاد میں عملی طور پر شامل ہوا ہو۔ (مصنف عبدالرزاق) (۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوعاً روایت ہے: الغنیمۃ لمن شھدالوقعۃ (الطبرانی) یعنی مالِ غنیمت اس کے لیے ہے جو جہاد میں عملی طور پر شامل ہوا ہو۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ مجاہدین کی اجازت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور انعام نوازا تھا نہ کہ بطور حصہ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِنْتِفَاعِ بِآنِيَةِ الْمُشْرِكِيْنَ

باب 10: مشرکین کے برتن استعمال کرنا

1482 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ الطَّائِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قُدُوْرِ الْمَجُوْسِ فَقَالَ اَنْقُوْهَا غَسْلًا وَّاطْبُخُوْا فِيْهَا وَنَهٰى عَنْ كُلِّ سَبُعٍ وَّذِيْ نَابٍ

اسانیدِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ وَرَوَاهُ اَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ

1482- اخرجه بهذا اللفظ الترمذي كما في تحفة الاشراف (136/9) حديث (11880) واخرجه البخاري (537/9) كتاب الذبائح والصيد باب: انية المجوس والميتة حديث (5496) ومسلم (12/7) كتاب الصيد باب: الصيد بالكلاب المعلمة حديث (1930/18) وابو داؤد (122/2) كتاب الصيد: باب: في الصيد حديث (2855) وابن ماجه (1069/2) كتاب الصيد باب: صيد الكلب حديث (3207) والدارمي (232/2) كتاب السير باب: في الشرب في انية المشركين واحمد (195/4) من طريق ابي ادريس الخولاني عن ابي موسى الاشعري به.

اَبِیْ ثَعْلَبَةَ وَاَبُوْ قِلَابَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ اِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ

◆◆ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے مجوسیوں کی ہانڈیوں کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے ارشاد فرمایا: انہیں دھو کر اچھی طرح صاف کر لو اور پھر ان میں پکا لو! ویسے نبی اکرم ﷺ نے ہر نو کیلے دانتوں والے درندے (کا گوشت کھانے) سے منع کیا ہے۔

یہی روایت دیگر سند کے ہمراہ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

ابوادریس خولانی نے اسے حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ابوقلابہ نے حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے کسی حدیث کا سماع نہیں کیا انہوں نے اس روایت کو ابواسماء کے حوالے سے' حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

1483 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ رَبِيْعَةَ بْنَ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيَّ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ عَائِذُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمٍ اَهْلِ كِتَابٍ نَاْكُلُ فِیْ اٰنِيَتِهِمْ قَالَ اِنْ وَّجَدْتُّمْ غَيْرَ اٰنِيَتِهِمْ فَلَا تَاْكُلُوْا فِيْهَا فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم اہلِ کتاب کے علاقے میں رہتے ہیں اور ان کے برتنوں میں کھا لیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں اس کے علاوہ اگر برتن مل جائیں تو تم ان میں نہ کھاؤ لیکن اگر نہیں ملتے تو تم ان برتنوں کو دھو کر ان میں کھا لو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1484 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيْسَى الْبَغْدَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ وَقَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ اَهْلِ كِتَابٍ فَنَطْبُخُ فِیْ قُدُوْرِهِمْ وَنَشْرَبُ فِیْ اٰنِيَتِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ لَّمْ تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَارْحَضُوْهَا بِالْمَآءِ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ صَيْدٍ فَكَيْفَ نَصْنَعُ قَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُكَلَّبَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَقَتَلَ فَكُلْ وَاِنْ كَانَ غَيْرَ مُكَلَّبٍ فَذَكِّ وَكُلْ وَاِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَقَتَلَ فَكُلْ

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لوگ اہلِ کتاب کے علاقے میں رہتے ہیں' ان کی ہنڈیا میں پکا لیتے ہیں' ان کے برتنوں میں پی لیتے ہیں (اس کا حکم کیا ہے؟) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں ان کے علاوہ برتن نہیں ملتے تو تم ان (کے برتنوں) کو پانی کے ذریعے دھو کر (استعمال کر لو)۔ پھر حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول

اللہ! ہم ایسے علاقے میں رہتے ہیں جہاں شکار کر کے جانور حاصل کیا جاتا ہے' تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے تربیت یافتہ کتے کو بھیجتے ہوئے بسم اللہ پڑھ لو اور پھر وہ کتا اُس شکار کو مار دے' تو تم اُسے کھالو' لیکن اگر تمہارا بھیجا ہوا کتا تربیت یافتہ نہ ہو' تو تم شکار کو پہلے ذبح کرو' پھر اُسے کھانا اور جب تم اپنا تیر پھینکتے ہوئے اُس پر اللہ کا نام لے لو اور اُس تیر کی وجہ سے شکار مر جائے تو تم اُسے کھالو۔

شرح

مشرکوں کے برتنوں کو استعمال کرنے کا مسئلہ

جب مسلمانوں کے پاس متبادل برتن موجود نہ ہوں' تو مشرکین کے برتن پانی وغیرہ سے صاف کر کے استعمال میں لائے جا سکتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار کے برتنوں کا حکم یکساں ہے۔ یاد رہے عصر حاضر کے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) بھی کفار کے زمرے میں آتے ہیں' کیونکہ مشرکین کی طرح یہ بھی تین خداؤں کے قائل ہیں۔ نوکیلے دانتوں والے درندوں کے گوشت کی حرمت کے حوالے سے تفصیل ''ابواب الصید'' کے ضمن میں گزر چکی ہے' لہٰذا وہاں سے مطالعہ کیا جائے۔

بَابُ فِي النَّفَلِ

باب 11: نفل کا بیان

1485 حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ مُوسٰى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ اَبِي سَلَّامٍ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنَفِّلُ فِي الْبَدْاَةِ الرُّبُعَ وَفِي الْقُفُولِ الثُّلُثَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّحَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَمَعْنِ بْنِ يَزِيْدَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: وَحَدِيْثُ عُبَادَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَبِي سَلَّامٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ابتدا میں چوتھائی مال غنیمت تقسیم کر دیتے تھے اور واپسی پر باقی تین حصے تقسیم کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ' حضرت معن بن یزید رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1485- اخرجه ابن ماجه (951/2) كتاب الجهاد' باب: النفل' حديث (2852) واحمد (319/5'322) والدارمي (228/2) كتاب السير' باب: في ان ينفل في البداة الربع وفع الرجعة' عن ابي سلام' عن ابي امامة عن عبادة بن الصامت.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن" ہے۔
یہی حدیث ابوسلام نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے ایک فرد کے حوالے سے بھی نقل کی ہے۔

1486 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِى الزِّنَادِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَفَّلَ سَيْفَهُ ذَا الْفَقَارِ يَوْمَ بَدْرٍ وَّهُوَ الَّذِىْ رَاَى فِيهِ الرُّؤْيَا يَوْمَ اُحُدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِى الزِّنَادِ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِى النَّفَلِ مِنَ الْخُمُسِ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ لَّمْ يَبْلُغْنِىْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَّلَ فِىْ مَغَازِيهِ كُلِّهَا وَقَدْ بَلَغَنِىْ اَنَّهُ نَفَّلَ فِىْ بَعْضِهَا وَاِنَّمَا ذٰلِكَ عَلٰى وَجْهِ الْاِجْتِهَادِ مِنَ الْاِمَامِ فِىْ اَوَّلِ الْمَغْنَمِ وَاٰخِرِهٖ قَالَ اِسْحَاقُ ابْنُ مَنْصُوْرٍ قُلْتُ لِاَحْمَدَ اِنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَّلَ اِذَا فَصَلَ بِالرُّبُعِ بَعْدَ الْخُمُسِ وَاِذَا قَفَلَ بِالثُّلُثِ بَعْدَ الْخُمُسِ فَقَالَ يُخْرِجُ الْخُمُسَ ثُمَّ يُنَفِّلُ مِمَّا بَقِىَ وَلَا يُجَاوِزُ هٰذَا

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا الْحَدِيْثُ عَلٰى مَا قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ النَّفَلُ مِنَ الْخُمُسِ قَالَ اِسْحٰقُ هُوَ كَمَا قَالَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی تلوار ذوالفقار غزوہ بدر کے دن مالِ غنیمت سے لی تھی اور یہ وہی تلوار ہے جسے آپ نے غزوہ احد کے دن خواب میں دیکھا تھا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔
ہم اس روایت کو صرف ابن ابی زناد سے نقل ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔
مالِ غنیمت میں سے نفل ادائیگی کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔
امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے ایسی کوئی روایت نہیں ملی جس میں یہ ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے تمام غزوات میں نفل کے طور پر کچھ عطا کیا ہو تاہم مجھے یہ روایت پتہ چلی ہے: نبی اکرم ﷺ نے بعض غزوات میں نفل کے طور پر ادائیگی کی تھی۔
یہ صورت حال حاکم وقت کے اجتہاد پر محمول ہوگی خواہ یہ مالِ غنیمت کی تقسیم کے آغاز میں ہو یا اس کے آخر میں ہو۔
ابن منصور بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے نفلی طور پر کوئی ادائیگی کی تھی جب آپ نے خمس کے بعد چوتھے حصے کو تقسیم کیا تھا یا جب آپ نے واپس تشریف لانے کے بعد خمس کے بعد تین حصوں کو تقسیم کیا تھا تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے خمس کو باہر نکال دیا تھا پھر جو باقی بچ گیا تھا اس میں سے نفلی طور پر ادائیگی کی تھی۔ آپ نے اس

سے زیادہ کچھ نہیں کیا۔

یہ حدیث اس کے مطابق ہے' جو ابن مسیب نے بیان کیا ہے: نفل خمس میں سے ادا کیا جائے گا۔

امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی بات بیان کی ہے۔

شرح

مالِ غنیمت سے انعام دینے کا مسئلہ

لفظ: "نفل" مفرد ہے اور اس کی جمع انفال ہے۔ نفلی نماز پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے' کیونکہ یہ بھی فرائض سے زائد نماز ہوتی ہے۔ یہاں نفل سے مراد "مالِ غنیمت" ہے جو پہلی امتوں پر حرام اور امت محمدی پر بطور عطیہ حلال ہے۔ مالِ غنیمت کی تقسیم سے قبل جو چیز کسی فوجی وغیرہ کو اہم کردار یا کارنامہ انجام دینے پر بطور انعام دی جائے' اسے بھی نفل کہا جاتا ہے۔ یہاں یہی معنی مراد ہے۔

بعض اوقات امیرِ وقت پر مالِ غنیمت سے انعام دینا ضروری ہو جاتا ہے مثلاً کوئی غلام جہاد میں فوجیوں کی معاونت کرتا رہا ہو' جہاد میں شامل ہونے والی خواتین جو زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی رہی ہوں یا وہ غیر مسلم لوگ جو اسلامی لشکر کے لیے راستہ کی رہنمائی کرتے رہے ہوں یا دشمن کی مخبری کا کردار ادا کرتے رہے ہوں اور یا اسلامی لشکر میں سے کسی فوجی نے شجاعت و بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے اہم کارنامہ انجام دیا ہو' کو انعام وعطیہ سے نوازنا۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں شامل ہوتے تو مالِ غنیمت سے دو حصے وصول فرماتے تھے۔ ایک حصہ رسول خدا ہونے کی حیثیت سے جو آپ کی خصوصیت تھی اور دوسرا حصہ فوجی ہونے کے طور پر۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق کوئی سربراہ مملکت یا امیر عصر جہاد میں شامل ہوگا' تو وہ مالِ غنیمت سے دو حصے نہیں بلکہ ایک حصہ لے گا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ہے وہ دو حصے لے گا اور انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر کے موقع پر مشہور کافر منبہ بن الحجاج کو قتل کیا تھا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلوار ذوالفقار مالِ غنیمت سے بطور مجاہد نہیں بلکہ رسول خدا ہونے کی حیثیت سے لی تھی۔ (فتاویٰ شامی جلد ۳ ص ۲۶۰) اسی طرح آپ نے غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بطور رسول خدا لی تھی۔ لفظ: "ذوالفقار" فقرہ کی جمع ہے' جس کا معنی ہے۔ پشت کے مہرے۔ چونکہ اس تلوار کی پشت پر لکیریں تھیں جس کے سبب اسے "ذوالفقار" کہا جاتا تھا۔ تاحیات یہ تلوار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہی۔ آپ کے وصال کے بعد یہ تلوار آپ کے تبرکات میں شامل کی گئی۔ خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات تقسیم فرمائے تو "ذوالفقار" تلوار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمائی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ مَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ

باب 12: جو شخص کسی مقتول کو قتل کرے اس کا سامان اس شخص کو ملے

1487 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِیْرِ بْنِ اَفْلَحَ عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰی اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا لَهٗ عَلَیْهِ بَیِّنَةٌ فَلَهٗ سَلَبُهٗ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّةٌ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ وَّخَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ وَاَنَسٍ وَّسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ

حکمِ حدیث: وَّهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ مُحَمَّدٍ هُوَ نَافِعٌ مَوْلٰی اَبِیْ قَتَادَةَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ الْاَوْزَاعِیِّ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لِلْاِمَامِ اَنْ یُّخْرِجَ مِنَ السَّلَبِ الْخُمُسَ وقَالَ الثَّوْرِیُّ النَّفَلُ اَنْ یَّقُوْلَ الْاِمَامُ مَنْ اَصَابَ شَیْئًا فَهُوَ لَهٗ وَمَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ فَهُوَ جَائِزٌ وَّلَیْسَ فِیْهِ الْخُمُسُ وقَالَ اِسْحٰقُ السَّلَبُ لِلْقَاتِلِ اِلَّا اَنْ یَّكُوْنَ شَیْئًا كَثِیْرًا فَرَاَی الْاِمَامُ اَنْ یُّخْرِجَ مِنْهُ الْخُمُسَ

آثارِ صحابہ: كَمَا فَعَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

◆◆ حضرت ابوقتادہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی مقتول کو قتل کر دے اور اس پر ثبوت پیش کر دے تو اس مقتول کا سامان اسے ملے گا۔

اس حدیث میں پورا واقعہ منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1487- اخرجہ البخاری (284/6) کتاب فرض الخمس، باب: من لم یخمس الاسلاب، حدیث (3142) ومسلم (317/6، الابی) کتاب الجهاد والسیر، باب: استحقاق القاتل سلب القتیل، حدیث (1751/41) وابو داؤد (77/2، 78) کتاب الجهاد، باب: فی السلب یعطی القاتل، حدیث (1717) وابن ماجه (946/2) کتاب الجهاد، باب: المبارزة والسلب، حدیث (2837) ومالك (454/2) کتاب الجهاد، باب: ما جاء فی السلب فی النفل، والحمیدی (204/1) حدیث (243) واحمد (295/5، 296، 306) عن ابی محمد مولی ابی قتادة عن ابی قتادة۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
ابومحمد نامی راوی نافع ہیں جو ابوقتادہ کے آزاد کردہ غلام ہیں' نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔
امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔
بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: امام کو یہ حق حاصل ہے: اس چھینے ہوئے مال میں سے خمس نکالے۔
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نفل یہ ہے: امام یہ کہے: جس شخص کو جو چیز ملے گی وہ اس کی ہوگی اور جو شخص کسی کو قتل کردے گا' تو اس مقتول کا سامان اسے ملے گا ایسا کرنا جائز ہے اس میں خمس نہیں ہوگا۔
امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ ساز و سامان قتل کرنے والے کو ملے گا۔ البتہ اگر وہ چیز زیادہ ہو' اور امام یہ سمجھے تو اس میں سے پانچواں حصہ نکال سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا تھا۔

شرح

مقتول کے سلب کے حوالے سے مذاہب

کیا حدیث باب میں تشریعی حکم بیان کیا گیا ہے یا وقتی اصول و اعلان ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ حدیث باب میں ہمیشہ کے لیے یہ تشریعی حکم بیان کیا گیا ہے جو کسی کو قتل کرے گا' تو مقتول کا ساز و سامان یعنی کپڑے' ہتھیار اور زرہ وغیرہ سب کچھ قاتل کو ملے گا۔ مقتول کا ساز و سامان مالِ غنیمت میں شامل کر کے فوجیوں میں تقسیم کرنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے' جس میں صراحت ہے کہ مقتول کے ساز و سامان کا حقدار قاتل ہوگا۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ' حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حدیث باب میں کوئی مستقل تشریعی حکم بیان نہیں کیا گیا بلکہ امام کی جانب سے ایک وقتی اعلان ہے۔ اس لیے واجب نہیں ہے کہ ہمیشہ مقتول کا سلب قاتل کو دیا جائے۔ اس بارے میں مستقل قانون تو یہ ہے کہ مقتول کے سلب کو بھی مالِ غنیمت میں شامل کر کے تمام مالِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم کیا جائے گا۔ ہاں وقتی طور پر امام وقت کسی مقتول کا سلب اس کے قاتل کو دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: واعلموا انما غنمتم من شی فان للہ خمسہ ۔ اس آیت میں لفظ: ''ما'' کلمہ عام ہے' اس لیے سلب بھی اس میں شامل ہے۔ خبر واحد سے کتاب اللہ کے عام کو خاص یا مقید نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح دونوں امور اپنے اپنے محل میں رہیں گے اور ان پر عمل کیا جائے گا۔ دوسری دلیل یہ تاریخی حقیقت ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر مقتول کا سلب قاتل کو نہیں دیا گیا تھا۔ مثلاً حضرت معاذ اور معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں بھائیوں نے مشہور دشمن اسلام ابوجہل کو واصل جہنم کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے اس کا سلب قاتلوں کو نہیں دیا تھا بلکہ کپڑے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیے اور تلوار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کی جبکہ حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی چیز نہیں دی۔

سلب مقتول کے وقت اعلان میں مذاہب آئمہ

امام سلب مقتول کا اعلان کب کرے گا؟ آغاز جہاد کے وقت یا اختتام جہاد کے وقت یا مالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ امام سلب مقتول کا اعلان جب چاہے کرسکتا ہے' خواہ آغاز جہاد کے وقت یا وسط جہاد یا اختتام جہاد یا مالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت۔

۲۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام سلب مقتول کا اعلان اختتام جہاد کے وقت یا مالِ غنیمت تقسیم کرتے وقت کرسکتا ہے لیکن آغاز جہاد کے وقت نہیں کرسکتا۔ آغاز جہاد کے وقت اعلان کرنے کی صورت میں مجاہدین لالچ میں آ کر جہاد میں شامل ہوں جبکہ اس کا اصل اور کلیدی مقصد اعلاء کلمۃ الحق ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی عقلی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ مجاہدین لالچ میں آ کر جہاد میں شامل نہیں ہوسکتے' کیونکہ کوئی باشعور یا صاحب عقل محض دنیوی مال کے لالچ کی بناء پر اپنی جان خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔

ایک اہم مسئلہ: مقتول کے سلب سے خمس لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام اسحاق رحمہما اللہ کا مؤقف ہے کہ اگر سلب مال کثیر کی حیثیت رکھتا ہو' تو امام اس سے اپنی صوابدید کے مطابق خمس لے سکتا ہے ورنہ سلب سے خمس لینا درست نہیں ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک سلب سے بہرصورت خمس لیا جائے گا۔ انہوں نے حضرت عوف اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سلب سے خمس وصول نہیں کیا تھا۔

بَابُ فِیْ كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الْمَغَانِمِ حَتّٰى تُقْسَمَ

باب 13: مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اسے فروخت کرنا مکروہ ہے

1488 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ جَهْضَمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتّٰى تُقْسَمَ

1488- اخرجه ابن ماجه (740/2) كتاب التجارات' باب: النهى عن شراء ما فى بطون الانعام وضروعها وضربة الغائص' حديث (2196) واحمد (42/3) قالا' حدثنا جهضم بن عبد الله اليمانى' عن محمد بن ابراهيم الباهلى' عن محمد بن زيد العبدى' عن شهر بن حوشب عن ابى سعيد الخدرى به.

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَهٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

شرح

تقسیم سے قبل مالِ غنیمت فروخت کرنے کی ممانعت

اختتام جہاد پر مالِ غنیمت تقسیم ہو جانے پر فوجی جس طرح چاہے اپنے حصہ میں تصرف کر سکتا ہے لیکن تقسیم سے قبل اپنے حصہ کو فروخت نہیں کر سکتا کیونکہ واضح نہیں ہے کہ تقسیم کے وقت اسے کیا چیز ملے گی۔ فروخت کی صورت میں مجہول چیز کی بیع ہوگی جبکہ مجہول چیز کی بیع منع ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ وَطْءِ الْحَبَالٰی مِنَ السَّبَایَا

باب 14: حاملہ قیدی عورتوں کے ساتھ صحبت کرنا حرام ہے

1489 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَی النَّیْسَابُوْرِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ النَّبِیْلُ عَنْ وَهْبِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ اُمُّ حَبِیْبَةَ بِنْتُ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ اَنَّ اَبَاهَا اَخْبَرَهَا

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ تُوطَاَ السَّبَایَا حَتّٰی یَضَعْنَ مَا فِیْ بُطُوْنِهِنَّ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَفِی الْبَاب عَنْ رُوَیْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ

حکم حدیث: وَحَدِیْثُ عِرْبَاضٍ حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وقَالَ الْاَوْزَاعِیُّ اِذَا اشْتَرَی الرَّجُلُ الْجَارِیَةَ مِنَ السَّبْیِ وَهِیَ حَامِلٌ

آثارِ صحابہ: فَقَدْ رُوِیَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَالَ لَا تُوطَاُ حَامِلٌ حَتّٰی تَضَعَ قَالَ الْاَوْزَاعِیُّ وَاَمَّا الْحَرَائِرُ فَقَدْ مَضَتِ السُّنَّةُ فِیْهِنَّ بِاَنْ اُمِرْنَ بِالْعِدَّةِ حَدَّثَنِیْ بِذٰلِكَ عَلِیُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ

اُمِّ حبیبہ بنت عرباض بن ساریہ بیان کرتی ہیں: ان کے والد نے انہیں یہ بات بتائی ہے نبی اکرم ﷺ نے اس

1489- اخرجه احمد (167/4) ولم يروه غير الترمذي من الستة كما في تحفة الاشراف (290/7) حديث (9893) من طريق ام حبيبة بنت العرباض بن سارية عن العرباض بن سارية به.

بات سے منع کیا ہے: قیدی عورتوں کے ساتھ صحبت کی جائے جب تک وہ اپنے پیٹ میں موجود بچوں کو جنم نہیں دیتی۔

اس بارے میں حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت عرباض رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''غریب'' ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص قیدیوں میں سے کسی کنیز کو خرید لے اور وہ حاملہ ہو' تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ بات نقل کی گئی ہے انہوں نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: حاملہ عورت کے ساتھ اس وقت تک صحبت نہیں کی جا سکتی جب تک وہ بچے کو جنم نہ دے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جہاں تک آزاد عورتوں کا تعلق ہے' تو ان کے بارے میں سنت کا حکم آ چکا ہے: انہیں عدت بسر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

یہ تمام باتیں علی بن خشرم نے بیان کی ہیں وہ یہ بات بیان کرتے ہیں: عیسیٰ بن یونس نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بات بیان کی ہے۔

شرح

حاملہ قیدی لونڈیوں سے جماع کی ممانعت

جہاد میں کامیابی کے بعد دشمن کی وہ عورتیں جو قیدی بنائی گئی ہوں پھر وہ کنیزیں بنا کر فوجیوں میں تقسیم کر دی جائیں۔ فوجی اپنی کنیز سے نکاح کے بغیر جماع کر سکتا ہے لیکن استبراء رحم ضروری ہے یعنی لونڈی حاملہ ہو' تو وضع حمل کے بعد خون نفاس آ کر ختم ہو جائے اور غیر حاملہ ہونے کی صورت میں کم از کم ایک حیض آنا ضروری ہے۔ یہی حکم اس کنیز کا ہے' جس کی ملک تبدیل ہو جائے یعنی ایک شخص اپنی لونڈی دوسرے شخص کو فروخت کر دیتا ہے یا بطور عطیہ پیش کر دیتا ہے' تو اس سے جماع کے لیے بھی استبراء ضروری ہے۔ کنیز سے جماع کرنے کے لیے استبراء رحم کی شرط اس لیے قائم کی گئی ہے کہ نسبوں میں اختلاط کی صورت پیدا نہ ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ طَعَامِ الْمُشْرِکِیْنَ

باب 15: مشرکین کے کھانے کا حکم

1490 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّیَالِسِیُّ عَنْ شُعْبَةَ اَخْبَرَنِیْ سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ قَبِیْصَةَ بْنَ هُلْبٍ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ

1490- اخرجه ابوداؤد (378/2) كتاب الاطعمة' باب: فی كراهية التقذر للطعام' حديث (3784) وابن ماجه (944/2) كتاب الجهاد' باب: الاكل فی قدور المشركين' حديث (2830) واحمد (226/5, 226) عن سماك بن حرب' عن قبيصة بن هلب عن هلب به.

متن حدیث: سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ طَعَامِ النَّصَارٰی فَقَالَ لَا یَتَخَلَّجَنَّ فِیْ صَدْرِکَ طَعَامٌ ضَارَعْتَ فِیْہِ النَّصْرَانِیَّۃَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: سَمِعْتُ مَحْمُوْدًا وَّقَالَ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ اِسْرَآئِیْلَ عَنْ سِمَاکٍ عَنْ قَبِیْصَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَہٗ قَالَ مَحْمُوْدٌ وَّقَالَ وَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ سِمَاکٍ عَنْ مُرَیِّ بْنِ قَطَرِیٍّ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَہٗ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی ھٰذَا عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنَ الرُّخْصَۃِ فِیْ طَعَامِ اَھْلِ الْکِتَابِ

◄► قبیصہ بن ہلب اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے عیسائیوں کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ایسا کھانا جس میں عیسائیت کی مشابہت ہو' وہ تمہارے ذہن میں کوئی شک پیدا نہ کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

محمود بیان کرتے ہیں: اس روایت کو عبید اللہ نے اسرائیل کے حوالے سے' سماک کے حوالے سے قبیصہ کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

محمود بیان کرتے ہیں: وہب بن جریر نے شعبہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی اہلِ کتاب کے کھانے کی انہوں نے اجازت دی ہے۔

شرح

اہل کتاب کے ذبیحہ کا حکم

حدیث باب اور عنوان کے درمیان مطابقت نہیں ہے' کیونکہ عنوان سے مشرکین کے کھانے (طعام) کا حکم معلوم ہوتا ہے' جبکہ حدیث میں اہل کتاب کے ذبیحہ کی حلت کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ اگر مشرکین سے مراد اہل کتاب اور طعام سے ذبیحہ مراد لیا جائے تو عنوان اور حدیث باب کے مابین مطابقت کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ یہاں یہی مفہوم مراد ہے' کیونکہ سورہ مائدہ کی آیت ۵ میں لفظ طعام "ذبیحہ" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

مشرکین کا ذبیحہ اور شکار حرام ہیں خواہ انہوں نے بسم اللہ پڑھی یا نہ پڑھی ہو۔ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اگر بسم اللہ پڑھ کر جانور ذبح کریں تو حلال ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: الیوم احل لکم الطیبات و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم (المائدہ:۵) "آج کے دن سے تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دی جاتی ہیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے"۔ اگر اہل کتاب بسم اللہ پڑھے بغیر جانور ذبح کریں تو وہ حرام ہے'

جس طرح مسلمان عمداً تسمیہ چھوڑ کر جانور ذبح کرے تو وہ حرام ہے۔ فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے: ان المسلم والکتابی فی ترك التسمية سواء (ہدایہ ج ۲ ص ۴۴۷) بیشک مسلمان اور کتابی دونوں کا ترک تسمیہ کا حکم برابر ہے۔

فائدہ نافعہ: اہل کتاب بسم اللہ پڑھ کر اور اسلامی طریقہ کے مطابق جانور ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ حلال ہوگا۔ اگر یہود ونصاریٰ مردم شماری کے مطابق اپنے آپ کو اہل کتاب ظاہر کریں جبکہ ان کا اس مذہب پر یقین نہ ہو تو ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا اور اسی طرح وہ حلقوم کی چار رگوں میں سے تین رگیں نہ کاٹیں تو وہ ذبیحہ بھی حلال نہیں ہوگا۔ عصر حاضر کے اکثر اہل کتاب تین (اللہ، حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ) خداؤں کے قائل ہیں جو شرک ہے اور مشرک کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ہے۔ لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ ان کا ذبیحہ حرام تصور کیا جائے اور مسلمان اسے ہرگز نہ کھائیں۔

سوال: مدینہ طیبہ کے قرب وجوار کے اہل کتاب جانور ذبح کر کے ان کا گوشت مدینہ منورہ میں لاتے تھے۔ اس گوشت کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو آپ نے بسم اللہ پڑھ کر گوشت کھانے کی اجازت دی۔ (سنن ابی داؤد جلد ثانی ص ۳۹۱) اس سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کا ذبح مشکوک نہیں ہے، بلکہ حلال ہے اور حلال چیز کا کھانا جائز ہے؟

جواب: مدینہ منورہ کے قرب وجوار کے باشندے جو گوشت لاتے تھے وہ اہل کتاب نہیں تھے بلکہ مسلمان تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لیے دریافت کیا تھا کہ دیہاتی لوگ عموماً جاہل اور غیر تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ جانور ذبح کرتے وقت وہ بسم اللہ پڑھتے ہیں یا نہیں پڑھتے تو ہمارے لیے ان کا گوشت کھانے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے بسم اللہ پڑھ کر گوشت کھانے کی اجازت دے دی کیونکہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں اگر مسلمان ذبح کے وقت تسمیہ پڑھنا بھول جائے تب بھی ذبیح حلال ہوگا۔

غیر مسلموں کے تیار کردہ کھانوں کا مسئلہ

حدیث باب کو اگر کھانے پر محمول کیا جائے تو مسئلہ کی صورت یہ ہوگی کہ گوشت کے علاوہ غیر مسلموں کا تیار کردہ کھانا مثلاً روٹی کے ساتھ سبزی، دال اور چنے وغیرہ ہوں، تو یہ سب غیر مسلموں کو شامل ہوگا خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا غیر اہل کتاب یعنی سیدوؤں، مجوسیوں اور سکھوں وغیرہ نے کوئی کھانا تیار کیا ہو تو اس کا کھانا جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ کوئی حرمت کی وجہ موجود نہ ہو۔ اگر کھانے میں گوشت شامل ہو تو صرف اہل کتاب کا تیار کردہ کھانا جائز ہوگا، کیونکہ قرآن کریم نے ان کے ذبیحہ کو حلال قرار دیا ہے اور اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے ذبیحہ کو حلال فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں دور رسالت میں ان کا ذبح شرعی طریقہ کے مطابق تھا۔ وہ اللہ کے نام پر ذبح کرتے اور حلقوم کی چار یا تین رگیں کاٹتے تھے۔ جہاں تک دوسرے کفار کے گوشت کا تعلق ہے وہ حرام ہے، خواہ وہ ہندو ہوں یا مجوسی یا کوئی اور غیر مسلم۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں اور حلقوم کی تمام رگیں نہیں کاٹتے۔

سوال: تمام کافر لوگ کفر کے سبب یکساں ہیں خواہ ہندو ہوں یا نصرانی یا یہودی یا مجوسی وغیرہ کیونکہ قاعدہ یہ ہے: الکفر ملة واحدة یعنی سب کافر ایک ملت کی حیثیت رکھتے ہیں تو پھر اہل کتاب کا ذبیحہ حلال اور دوسرے کفار کا ذبیحہ حرام کیوں ہے؟

جواب: اہل کتاب کا طریقہ ذبح شرعی طریقے کے مطابق ہے یعنی دور رسالت میں اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اور حلقوم کی چار یا تین

رگیں کاٹ کر ذبح کرتے تھے لیکن دیگر کفار کا طریقہ ذبح اسلامی طریقہ کے خلاف تھا جو جانور ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیتے اور حلقوم کی چار رگیں بھی نہیں کاٹتے تھے۔ اس بنا پر اہل کتاب اور دوسرے کفار کے ذبیحہ کا حکم مختلف ہے۔

بَابُ فِیْ كَرَاهِيَةِ التَّفْرِيْقِ بَيْنَ السَّبْيِ

باب 16: قیدیوں کے درمیان تفریق کرنا حرام ہے

1491 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ الشَّيْبَانِيُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ حُيَيٌّ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَّوَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَحِبَّتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ كَرِهُوا التَّفْرِيْقَ بَيْنَ السَّبْيِ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا وَبَيْنَ الْوَلَدِ وَالْوَالِدِ وَبَيْنَ الْاِخْوَةِ

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: قَدْ سَمِعْتُ الْبُخَارِيَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ

◆◆ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص والدہ اور اس کے بچے کے درمیان علیحدگی کروا دے اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے محبوب لوگوں کے درمیان قیامت کے دن علیحدگی کروا دے گا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

اہلِ علم' جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے قیدیوں میں سے والدہ اور اس کے بچوں کے درمیان علیحدگی کو حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح والد اور اس کے بچوں کے درمیان اور بھائیوں کے درمیان علیحدگی کو بھی (حرام قرار دیا ہے)۔

شرح

والدین اور اولاد کے درمیان جدائی کرنے کی ممانعت

یہ مسئلہ کتاب البیوع میں بھی بیان ہو چکا ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے جہاد کے نتیجہ میں والدین اور اولاد قیدی بنا لیے جائیں تو ا۔

کے درمیان جدائی اور تفریق پیدا کرنا منع ہے۔ حدیث باب میں اس کی مذمت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی حرکت کرنے والے اور اس کے دوستوں کے مابین قیامت کے دن تفریق کروا دے گا۔ والدین اور اولاد میں تفریق کروانا حقوق العباد میں مداخلت ہے جسے اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرتا جب تک مظلوم خود معاف نہ کرے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قَتْلِ الْاُسَارٰی وَالْفِدَاءِ

باب 17: قیدیوں کو قتل کرنا اور فدیہ لینا

1492 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ اَبِي السَّفَرِ وَاسْمُهٗ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوْفِيُّ وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الْحَفَرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ جِبْرَائِيْلَ هَبَطَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ خَيِّرْهُمْ يَعْنِيْ اَصْحَابَكَ فِيْ اُسَارٰى بَدْرٍ الْقَتْلَ اَوِ الْفِدَاءَ عَلٰى اَنْ يُّقْتَلَ مِنْهُمْ قَابِلًا مِثْلُهُمْ قَالُوا الْفِدَاءَ وَيُقْتَلُ مِنَّا

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِيْ بَرْزَةَ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ الثَّوْرِيِّ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ

اختلافِ روایت: وَرَوٰى اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَرَوٰى ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

توضیح راوی: وَاَبُوْ دَاوٗدَ الْحَفَرِيُّ اسْمُهٗ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبریل ان کے پاس آئے اور ان سے کہا: آپ انہیں اختیار دیجئے! یعنی اس بارے میں اختیار دیجئے کہ وہ غزوۂ بدر میں قیدی ہونے والے مشرکین کو قتل کر دیں یا پھر اُن سے فدیہ لیں، لیکن اگر فدیہ لیا، تو پھر اُن (مسلمانوں) میں سے بھی اُتنے ہی افراد اگلے سال (جنگ میں) مارے جائیں گے۔ تو اصحاب نے اس بات کو اختیار کیا کہ ہم اب فدیہ لے لیتے ہیں، اگرچہ (اگلے برس) ہمارے افراد قتل کر دیے جائیں۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے، جو ثوری سے منقول ہے اور ہم اسے صرف ابو زائدہ کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

ابو اسامہ نے اس روایت کو ہشام کے حوالے سے، ابن سیرین کے حوالے سے، عبیدہ کے حوالے سے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

ابن عون نے اسے ابن سیرین کے حوالے سے عبیدہ کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

ابوداؤد حفری نامی راوی نام عمر بن سعد ہے۔

1493 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ عَمِّهٖ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدٰى رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِرَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَعَمُّ اَبِیْ قِلَابَةَ هُوَ اَبُو الْمُهَلَّبِ وَاسْمُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو وَاَبُوْ قِلَابَةَ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ الْجَرْمِیُّ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ لِلْاِمَامِ اَنْ يَّمُنَّ عَلٰى مَنْ شَاءَ مِنَ الْاُسَارٰى وَيَقْتُلَ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ وَيَفْدِیْ مَنْ شَاءَ وَاخْتَارَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْقَتْلَ عَلَى الْفِدَاءِ وقَالَ الْاَوْزَاعِیُّ بَلَغَنِیْ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ مَنْسُوْخَةٌ قَوْلُهٗ تَعَالٰى (فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً) نَسَخَتْهَا (وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ) حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قُلْتُ لِاَحْمَدَ اِذَا اُسِرَ الْاَسِيْرُ يُقْتَلُ اَوْ يُفَادٰى اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ اِنْ قَدَرُوْا اَنْ يُّفَادُوْا فَلَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ وَّاِنْ قُتِلَ فَمَا اَعْلَمُ بِهٖ بَاْسًا قَالَ اِسْحٰقُ الْاِثْخَانُ اَحَبُّ اِلَیَّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مَعْرُوْفًا فَاَطْمَعُ بِهِ الْكَثِيْرَ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک مشرک کے عوض میں دو مسلمانوں کو قید سے آزاد کروایا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوقلابہ کا چچا ابوالمہلّب ہے اور ان کا نام عبدالرحمٰن بن عمرو ہے ایک قول کے مطابق معاویہ بن عمرو ہے۔

ابوقلابہ کا نام عبداللہ بن زید جرمی ہے۔

اکثر اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی امام کو

1493- اخرجه مسلم (9/6) كتاب النذر' باب: لا وفاء لنذر فى معصية الله' حديث (1641/8) وابو داؤد (258/2) كتاب الايمان والنذور' باب: فى النذر فيما لا يملك' حديث (3316) وابن ماجه (686/1) كتاب الكفارات' باب: النذر فى المعصية' حديث (2124) مختصراً والنسائى (19/7) كتاب الايمان والنذور' باب: النذر فيما لا يملك' والدارمى (223/2) كتاب السير' باب: فى فداء الاسارى' (236/2) كتاب السير : باب اذا احرز من اموال المسلمين' والحميدى (365/2) حديث (829) واحمد (433'432'430'426/4) عن ايوب' عن ابى قلابة' عن عمه ابى المهلب' عن عمران بن حصين به۔

یہ اختیار حاصل ہے: وہ قیدیوں میں سے جس پر چاہے احسان کرے اور جس کو چاہے اس کو قتل کروا دے اور جس کا چاہے فدیہ وصول کر لے۔

بعض اہلِ علم نے فدیہ کے مقابلے میں قتل کو اختیار کیا ہے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پتہ چلی ہے: یہ آیت منسوخ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اس کے بعد تم احسان کرو یا فدیہ لو''۔

اس آیت کو اس آیت نے منسوخ کر دیا۔

''تم انہیں قتل کرو جہاں بھی تم انہیں پاؤ''۔

یہ بات ھناد نے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

اسحاق بن منصور کہتے ہیں میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا: جب کسی شخص کو قید کر لیا جائے تو کیا اسے قتل کیا جانا آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے یا اس کو فدیے کے طور پر آزاد کر دینا پسندیدہ ہے تو انہوں نے فرمایا: اگر وہ فدیہ ادا کر سکتے ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس شخص کو قتل کر دیا جائے تو میرے علم کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خون بہانا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ بشرطیکہ وہ عام دستور کے مخالف نہ ہو۔

مجھے اس کے بارے میں زیادہ اجر و ثواب کی امید ہے۔

شرح

قیدیوں کو قتل کرنا اور ان سے فدیہ لے کر رہا کرنا

جہاد کے نتیجہ میں دشمن کے سپاہیوں کو قیدی بنا لیا جائے تو ان سیاسی قیدیوں کے مسئلہ کا حل چار طریقوں سے ممکن ہو سکتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- اگر کسی سیاسی مصلحت اور حکمت عملی کے سبب کسی قیدی کو قتل کرنا مناسب ہو تو اسے قتل کیا جا سکتا ہے۔ دنیا نے اس قانون کو تسلیم کیا ہے۔

۲- اگر کسی حکمت عملی یا مصلحت کے باعث قیدی کو رہا کرنا مناسب ہو تو اسے رہا کیا جا سکتا ہے۔

۳- جنگی قیدیوں کا باہم تبادلہ کر لیا جائے یا حربی اخراجات وصول کر کے انہیں رہا کر دیا جائے۔

نوٹ: ان دونوں امور کا سورۃ محمد کی آیت ۵ میں تذکرہ موجود ہے۔ نمبر ۲ مومن اور ۳ کو فداء کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ۴- قیدیوں کو غلام اور لونڈیاں بنا کر فوجیوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

قیدیوں کا یہ حل صرف اسلام نے پیش نہیں کیا بلکہ زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے جسے اسلام نے باقی رکھا ہے۔ اس طریقہ سے قیدیوں کا مسئلہ حل کرنے میں کئی مصلحتیں ہو سکتی ہیں: (۱) قید خانہ میں رکھنے کے سبب ان کے کھانے پینے کے اخراجات ملک پر بوجھ

ثابت ہوں گے (۲) انہیں بالکل فدیہ وغیرہ کے بغیر رہا کر دینے سے ان کے حوصلے بلند ہوں اے جس سے وہ وبال جان بھی بن سکتے ہیں (۳) بلاوجہ انہیں قتل کے گھاٹ اتارنا انسانی حقوق میں واضح دخل اندازی ہے۔

قیدیوں کو قتل کرنے کے حوالے سے مذاہب آئمہ

جہاد کے نتیجہ میں دشمن کے وہ فوجی جو قیدی بنا لیے گئے ہوں کیا انہیں قتل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

۱- حضرت امام ضحاک، حضرت عطاء اور حضرت امام حسن بصری رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قیدیوں کو قتل کرنا جائز نہیں۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: فاما منا بعدو اما فداء۔ ان کے نزدیک یہ ارشاد اس کلام الٰہی کا ناسخ ہے: فاقتلوا المشرکین حیث وجد تمرہ ۔ لہٰذا ثابت ہوا قیدیوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ ۲- جمہور آئمہ کے نزدیک امام کو چار اختیارات حاصل ہوتے ہیں: (۱) فدیہ لے کر چھوڑ دے (۲) بغیر فدیہ کے رہا کر دے (۳) قیدیوں کو غلام بنا کر مجاہدین میں تقسیم کر دے۔ (۴) قید میں رکھے۔ انہوں نے بھی مذکورہ آیات سے استدلال کیا ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) آپ جمہور کے ساتھ ہیں (۲) امام کے چاروں اختیارات میں سے تیسرا اور چوتھا باقی ہیں دوسرے دو کالعدم ہیں۔ آپ کی دلیل یہ ہے کہ سورہ محمد کا نزول پہلے ہوا ہے، جبکہ سورہ براءت کا نزول بعد میں ہوا ہے، لہٰذا فدیہ لے کر رہا کرنا اور مفت رہا کرنا دونوں اختیار منسوخ ہیں۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام ضحاک، حضرت عطاء اور حضرت امام حسن بصری رحمہم اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: فاقتلوا المشرکین الخ والی آیت سورہ محمد والی آیت کے لیے ناسخ ہے۔ جمہور کے مؤقف کو ترجیح حاصل ہے، کیونکہ اقوال نسخ باہم متعارض ہیں جو: اذا تعارضا تساقطا کے ضابطہ میں داخل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ

باب 18: خواتین اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت

1494 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهُ

متنِ حدیث: اَنَّ امْرَاَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُوْلَةً فَاَنْكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ وَنَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ

1494- اخرجه البخاري (172/6) كتاب الجهاد والسير، باب: قتل الصبيان في الحرب حديث (3014) ومسلم (305/6) كتاب الجهاد والسير: باب: تحريم قتل النساء والصبيان في الحرب، حديث (1744/24) وابو داؤد (60/2) كتاب الجهاد: باب: في قتل النساء، حديث (2668) وابن ماجه (947/2) كتاب الجهاد، باب: الغارة والبيات وقتل النساء والصبيان حديث (2841) ومالك (447/2) كتاب الجهاد: باب: النهي عن قتل النساء والولدان في الغزو، حديث (9) والدارمي، كتاب السير: باب: النهي عن قتل النساء والصبيان واحمد (23،22/2) عن نافع ابن عمر به۔

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ بُرَیْدَةَ وَرَبَاحٍ وَّیُقَالُ رِیَاحُ بْنُ الرَّبِیْعِ وَالْاَسْوَدِ بْنِ سَرِیعٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّالصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمْ کَرِهُوا قَتْلَ النِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَالشَّافِعِیِّ وَرَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِی الْبَیَاتِ وَقَتْلِ النِّسَآءِ فِیْهِمْ وَالْوِلْدَانِ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَرَخَّصَا فِی الْبَیَاتِ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی ایک جنگ میں ایک خاتون مقتول پائی گئی تو نبی اکرم ﷺ نے اس بات پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور آپ نے خواتین اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا۔

اس بارے میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت رباح سے احادیث منقول ہیں ایک قول کے مطابق ان کا نام ریاح بن ربیع ہے' ان کے علاوہ اسود بن سریع' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت صعب بن جثامہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم' جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' انہوں نے خواتین اور بچوں کو قتل کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے شب خون مارنے اور اس دوران بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں' ان دونوں حضرات نے شب خون میں انہیں مارنے کی اجازت دی ہے۔

1495 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَنِی الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ

متنِ حدیث: قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ خَیْلَنَا اُوطِئَتْ مِنْ نِسَاءِ الْمُشْرِکِیْنَ وَاَوْلَادِهِمْ قَالَ هُمْ مِنْ اٰبَائِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◄► حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے گھوڑوں نے کفار کی عورتوں اور ان کے بچوں کو روند ڈالا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ اپنے باپ دادا کے ساتھ ہیں۔

1495- اخرجه البخاری (170/6) کتاب الجهاد والسیر' باب: اهل الدار یبیتون' حدیث (3012) ومسلم (37/6) کتاب الجهاد والسیر' باب: جواز قتل النساء والصبیان- حدیث (26-28/1745) وابو داؤد (61/3) کتاب الجهاد' باب: فی قتل النساء' حدیث (2672) وابن ماجه (947/2) کتاب الجهاد: باب: الغارة واحمد (37/4'38) عن الزهری' عن عبید الله' عن ابن عباس' عن الصعب بن جثامة به.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1496 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَعْثٍ فَقَالَ اِنْ وَّجَدْتُّمْ فُلَانًا وَّفُلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ فَاَحْرِقُوْهُمَا بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَرَدْنَا الْخُرُوْجَ اِنِّىْ كُنْتُ اَمَرْتُكُمْ اَنْ تُحْرِقُوْا فُلَانًا وَّفُلَانًا بِالنَّارِ وَاِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا اِلَّا اللّٰهُ فَاِنْ وَّجَدْتُّمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّحَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِىِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

اختلاف سند: وَقَدْ ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ بَيْنَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَّبَيْنَ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَجُلًا فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِّثْلَ رِوَايَةِ اللَّيْثِ وَحَدِيْثُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ اَشْبَهُ وَاَصَحُّ

قولِ امام بخاری: قَالَ الْبُخَارِىُّ وَسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ قَدْ سَمِعَ مِنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّحَدِيْثُ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِىِّ فِىْ هٰذَا الْبَابِ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم فلاں اور فلاں شخص کو پاؤ آپ ﷺ نے قریش سے تعلق رکھنے والے دو آدمیوں کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی' تو ان دونوں کو آگ سے جلا دینا پھر نبی اکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ ہم روانہ ہونے لگے ہیں' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں یہ ہدایت کی تھی کہ تم فلاں اور فلاں کو آگ کے ذریعے جلا دینا' آگ کے ذریعے عذاب صرف اللہ تعالیٰ دے سکتا ہے' اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو انہیں قتل کر دینا۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

محمد بن اسحاق نامی راوی نے سلیمان بن یسار اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک اور راوی کا بھی ذکر کیا ہے۔

کئی راویوں نے اسے لیث کی نقل کردہ روایت کی مانند نقل کیا ہے۔

لیث بن سعد کی نقل کردہ روایت زیادہ مستند اور مناسب ہے۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سلیمان بن یسار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

1496- اخرجه البخاری (173/6) كتاب الجهاد والسير' باب: لا يعذب بعذاب الله' حديث (3016) وابو داؤد (61/2) كتاب الجهاد' باب: فی كراهية حرق العدو بالنار' حديث (2674) واحمد (453'338'307/2) وعن بكير بن عبد الله بن الاشج' عن سليمان بن يسار' عن ابی هريرة.

امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "صحیح" ہے۔

شرح

دوران جنگ عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے اور انہیں نذر آتش کرنے کی ممانعت

میدان جہاد میں جب دشمن سے مقابلہ شروع ہو جائے تو صرف فوجیوں کو قتل کرنے کی اجازت ہے۔ ان کے علاوہ عورتوں، بچوں، غلاموں اور نوکروں کو قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اسی طرح کسی کو بھی نذر آتش کرنا، مقتول کو مثلہ کرنا یا کسی نعش کی بے حرمتی کرنا بھی حرام ہے۔ اس بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے حربی نظام میں دشمن کے حقوق کا بھی تعین کیا گیا ہے اور کسی انسان کو شتر بے مہار کا مظاہرہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافعہ: یہ زمانہ قدیم کے حوالے سے اسلام کے حربی نظام کے سنہری اصول ہیں۔ البتہ عصر حاضر کا حربی نظام نہایت خطرناک ہے، جس میں خواتین، بچوں، غلاموں اور مقتولوں کے حقوق کو پیش نظر رکھنا ناممکن ہو گیا ہے۔ جب توپ یا ہوائی جہاز کے ذریعے بم یا میزائل داغے جاتے ہیں تو ایسی صورت میں ہزاروں بے گناہ لوگ لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْغُلُوْلِ

باب 19: مالِ غنیمت میں خیانت کرنا

1497 حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِّنْ ثَلَاثٍ الْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ

◆◆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اس حالت میں مرے کہ وہ تکبر اور مالِ غنیمت میں خیانت اور قرض سے بری الذمہ ہو، تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1498 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ فَارَقَ الرُّوحُ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِّنْ ثَلَاثٍ الْكَنْزِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

اختلافِ روایت: هٰكَذَا قَالَ سَعِيْدٌ الْكَنْزُ وَقَالَ اَبُوْ عَوَانَةَ فِي حَدِيْثِهِ الْكِبْرُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ مَعْدَانَ

1498- اخرجه ابن ماجه (806/2) كتاب الصدقات، باب: التشديد في الدين، حديث (2412) واحمد (282،281،277،276/5) من طريق قتادة عن سالم، عن معدان بن ابي طلحة، عن ثوبان به.

وَرِوَايَةُ سَعِيْدٍ اَصَحُّ

◆◆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کی روح جسم سے اس عالم میں جدا ہو کہ وہ تین چیزوں سے بری الذمہ ہو خزانہ اکٹھا کرنے مال غنیمت میں خیانت کرنے اور قرض سے تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔

سعید نے یہاں پر لفظ: "الکنز" نقل کیا ہے۔

ابوعوانہ نے اپنی روایت میں لفظ: "الکبر" نقل کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند میں معدان سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا تاہم سعید کی نقل کردہ روایت زیادہ مستند ہے۔

1499 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سِمَاكٌ اَبُوْ زُمَيْلٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

متنِ حدیث: قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانًا قَدِ اسْتُشْهِدَ قَالَ كَلَّا قَدْ رَاَيْتُهُ فِي النَّارِ بِعَبَائَةٍ قَدْ غَلَّهَا قَالَ قُمْ يَا عُمَرُ فَنَادِ اِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ ثَلَاثًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں یہ بات عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! فلاں شخص شہید ہوگیا ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں میں نے اسے جہنم میں اس چادر کے ہمراہ دیکھا ہے جسے اس نے مال غنیمت میں سے خیانت کے طور پر لیا تھا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر! تم اٹھو اور یہ اعلان کرو کہ جنت میں صرف اہل ایمان داخل ہوں گے اور یہ تین مرتبہ اعلان کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

مالِ غنیمت میں خیانت کرنے کی مذمت

پہلی اور دوسری احادیث باب کے مفہوم مخالف اور تیسری حدیث باب میں صراحت ہے کہ مال غنیمت میں خیانت کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ مال غنیمت میں خیانت کرنا گناہ کبیرہ ہے اور قومی جرم ہے جو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا۔ غزوہ خیبر کے موقع پر "کرکرہ" نامی شخص دشمن کے ہاتھوں ہلاک ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خوشی سے اس کی شہادت کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور اس کے جنت میں داخل ہونے کے بارے میں بھی عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جنت میں ہرگز نہیں جا سکتا کیونکہ میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے اس لیے کہ اس نے مال غنیمت میں خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔

1499- اخرجه مسلم (371/1- الابی) كتاب الايمان' باب: غلظ تحريم الغلول وانه لا يدخل الجنة الا المؤمنون' حديث (114/182) والدارمی (230/2) كتاب السير' باب: ما جاء فی الغلول من الشدة' واحمد (30/1'47)عن عكرمة بن عمار' قال: حدثنا ابوزميل سماك الحنفی' عن ابن عباس عمر به.

فائدہ نافعہ: (۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علمی مقام عطا کیا گیا ہے کہ آپ اہل جنت اور اہل نار کے ناموں سے واقف ہیں۔ جب صحابہ نے "کرکرہ" کی شہادت اور دخول جنت کے بارے میں آپ کی خدمت میں تذکرہ کیا تو آپ نے نہ صرف اس کی خفیہ خیانت کو بیان کیا بلکہ اس کے جہنم میں داخل ہونے کا ذکر بھی فرمادیا۔

فائدہ نافعہ (۲): تیسری حدیث باب میں مومن سے مراد مومن کامل ہے۔ مومن کامل وہ ہوتا ہے، جس کے نامہ اعمال میں گناہ کبیرہ نہ ہو اور نجات کامل کیلیے ایمان کامل ہونا شرط ہے۔ مال غنیمت میں خیانت کرنے والا جب گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا تو خواہ بظاہر وہ شہید ہوا تھا لیکن کمال ایمان کی دولت سے محروم ہوگیا، جس وجہ سے جنت میں جانے کی بجائے عذاب نار کا مستحق قرار پایا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي خُرُوجِ النِّسَآءِ فِي الْحَرْبِ

باب 20: جنگ کے دوران خواتین کا جانا

1500 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ

متنِ حدیث: قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو بِأُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مَعَهَا مِنَ الْأَنْصَارِ يَسْقِينَ الْمَاءَ وَيُدَاوِينَ الْجَرْحَى

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے ہمراہ چند دیگر انصاری خواتین کو جنگ میں ساتھ لے کر گئے تھے جو پانی پلایا کرتی تھیں، بیماروں (یعنی زخمیوں) کو دوا دیا کرتی تھیں۔

اس بارے میں سیّدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

جہاد میں عورتوں کا شریک ہونا

فوجیوں کی طرح خواتین کو جہاد میں شریک کرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں شامل نہیں تھا مگر بعض عورتوں کو کبھی ساتھ لے جاتے جو زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور انہیں پانی پلانے وغیرہ کی خدمات انجام دیتیں۔ حدیث باب سے بھی اس حقیقت کا ثبوت ملتا ہے۔ حشرج کی دادی صاحبہ روایت کرتی ہیں کہ ہم چھ خواتین غزوہ خیبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ جب آپ کو ہمارے بارے میں خبر ملی تو آپ نے ہمیں طلب کیا، جب ہم حاضر خدمت ہوئیں تو آپ حالت غصہ میں

1500- اخرجه مسلم (478/6- الابی) كتاب الجهاد والسير، باب: غزوة النساء مع الرجال، حديث (1810/135) وابو داؤد (22/2) كتاب الجهاد، باب: في النساء يغزون، حديث (2531) عن جعفر بن سليمان، عن ثابت، عن انس به.

تھے۔ دریافت فرمایا: تم کس کے ساتھ روانہ ہوئی ہو اور کس کی اجازت سے نکلی ہو؟ ہم نے جواب میں عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اس لیے نکلی ہیں کہ بال کاتیں گی' اس سے فی سبیل اللہ معاونت کریں گی' زخمیوں کو پانی پلائیں گی' زخمیوں کو دوائی مہیا کریں گی اور ستو پلائیں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم رک جاؤ' جب غزوہ خیبر میں فتح حاصل ہوئی تو مردوں کی طرح ہمیں بھی مال غنیمت سے حصہ عنایت فرمایا۔ جناب حشرج نے دریافت کیا: دادی اماں! آپ کو کیا چیز ملی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: کھجوریں۔

(سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۲۷۲۹)

بَابُ مَا جَآءَ فِي قَبُوْلِ هَدَايَا الْمُشْرِكِيْنَ

باب 21: مشرکین کے تحائف قبول کرنا

1501 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّ كِسْرٰى اَهْدٰى لَهٗ فَقَبِلَ وَاَنَّ الْمُلُوْكَ اَهْدَوْا اِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُمْ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَثُوَيْرُ بْنُ اَبِيْ فَاخِتَةَ اسْمُهٗ سَعِيْدُ بْنُ عِلَاقَةَ وَثُوَيْرٌ يُكْنٰى اَبَا جَهْمٍ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: کسریٰ نے آپ کی خدمت میں تحفہ بھجوایا تو آپ نے اسے قبول کرلیا۔ اسی طرح بادشاہوں نے آپ کی خدمت میں تحائف بھجوائے تو آپ نے انہیں قبول کرلیا۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ثویر ابن ابی فاختہ کا نام سعید بن علاقہ ہے۔

ثویر نامی راوی کی کنیت ابوجہم ہے۔

شرح

مشرکین کے تحائف قبول کرنے کا جواز

مشرکین اور کفار کے ہدایا اور تحائف قبول کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان کے سبب کفار کی دل میں محبت پیدا نہ ہو۔ حدیث باب سے عیاں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ ایران کسریٰ اور دیگر سلاطین کے تحائف قبول فرمائے تھے۔ علاوہ ازیں آپ مسلم و

1501- انفرد به الترمذی دون اصحاب الكتب الستة ينظر تحفة الاشراف (378/7) حديث (10109) واخرجه احمد (145'96/1) من طريق اسرائيل' عن ثوير بن ابی فاختة' عن ابی فاختة' عن علی به.

غیر مسلم آزاد و غلام امیر و غریب اور مرد و زن سب کے تحائف قبول فرماتے۔ آپ بھی لوگوں کو ہدایا اور تحائف سے نوازتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو خصوصیت سے باہم ہدایا اور تحائف پیش کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ آپ نے اس سلسلے میں فرمایا تھا: تھادوا تحابوا (اوکما قال علیہ السلام) تم آپس میں تحائف دو اس سے باہم محبت بڑھے گی"۔ سلاطین اور سربراہان ممالک کے باہم ہدایا و تحائف رسمی اور سیاسی مصلحت کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ غیر مسلموں کے ایسے تحائف وصول کرنے یا انہیں تحائف پیش کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ هَدَايَا الْمُشْرِكِيْنَ

باب 22: مشرکین کے تحائف قبول کرنا مکروہ ہے

1502 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ الشِّخِّيْرِ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ

متنِ حدیث: اَنَّهُ اَهْدٰى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً لَهُ اَوْ نَاقَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ قَالَ لَا قَالَ فَاِنِّيْ نُهِيتُ عَنْ زَبْدِ الْمُشْرِكِيْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ اِنِّيْ نُهِيتُ عَنْ زَبْدِ الْمُشْرِكِيْنَ يَعْنِيْ هَدَايَاهُمْ

آثارِ صحابہ: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقْبَلُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ هَدَايَاهُمْ وَذُكِرَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْكَرَاهِيَةُ وَاحْتَمَلَ اَنْ يَّكُوْنَ هٰذَا بَعْدَ مَا كَانَ يَقْبَلُ مِنْهُمْ ثُمَّ نَهٰى عَنْ هَدَايَاهُمْ

◆◆ حضرت عیاض بن حمار بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اپنی طرف سے ایک تحفہ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) ایک اونٹنی پیش کی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسلام قبول کرلیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے مشرکین کے تحائف قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ مجھے مشرکین کے "زبد" قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے مراد ان کے تحائف قبول کرنا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات بھی منقول ہے کہ آپ مشرکین کے بھیجے ہوئے تحائف قبول کرلیا کرتے تھے۔

جبکہ اس حدیث میں اس کے مکروہ ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اس بات کا بھی احتمال موجود ہے پہلے نبی اکرم ﷺ مشرکین کے تحائف قبول کرلیا کرتے تھے پھر اُس کے بعد آپ کو ان کے تحائف قبول کرنے سے منع کر دیا گیا۔

1502- اخرجه ابوداؤد (189/2) كتاب الخراج والفيء والامارة' باب: في الامام يقبل هدايا المشركين' حديث (3057) قالا: حدثنا ابوداؤد: عن عمران القطان' عن قتادة' عن يزيد بن عبد الله بن الشخير عن عياض بن حمار به.

شرح

مصلحت کے تحت مشرکین کے تحائف قبول کرنے کی ممانعت

ماقبل کی حدیث باب میں یہ مضمون ابھی بیان ہوا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلموں اور مشرکوں کے ہدایا اور تحائف قبول فرما لیتے تھے۔ زیر بحث حدیث باب میں ہے کہ حضرت عیاض بن حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول اسلام سے قبل ایک اونٹنی بطور ہدیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے قبول کرنے سے انکار فرما دیا تھا۔ دراصل آپ نے بطور مصلحت اور ترغیب دین کی غرض سے ہدیہ قبول نہیں فرمایا تھا جس کے نتیجہ میں حضرت عیاض بن حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ ماقبل حدیث باب اور زیر بحث حدیث باب میں تعارض نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ سَجْدَةِ الشُّکْرِ

باب 23: سجدہ شکر کا بیان

1503 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا بَکَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ اَمْرٌ فَسُرَّ بِهٖ فَخَرَّ لِلّٰهِ سَاجِدًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِیْثِ بَکَّارِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَکْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ رَاَوْا سَجْدَةَ الشُّکْرِ

توضیحِ راوی: وَبَکَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَةَ مُقَارِبُ الْحَدِیْثِ

◄► حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک اطلاع آئی جس سے آپ بہت خوش ہوئے تو آپ سجدہ میں چلے گئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جسے بکار بن عبدالعزیز نے نقل کیا ہے۔

اہلِ علم کی اکثریت کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک سجدہ شکر کرنا درست ہے۔

بکار بن عبدالعزیز بن ابوبکرہ ''مقارب الحدیث'' ہے۔

1503- اخرجه ابوداؤد (98/2) كتاب الجهاد: باب: في سجود الشكر' حديث (2774) وابن ماجه (446/1) كتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها' باب: ما جاء في الصلوٰة والسجدة عند الشكر' قالوا' حدثنا ابوعاصم' قال: حدثنا بكار بن عبد العزيز بن ابي بكرة' عن ابيه به.

شرح

سجدہ شکر بجالانے کی حکمت اور طریقہ

انسان بعض اوقات نعمتوں کے باعث اتنا مسرور ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو اعلیٰ اور دوسروں کو معمولی خیال کرتا ہے اور تکبر وغرور کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ حالت اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں ہے۔ ایسی حالت کے علاج، تدارک اور اصلاح کی ضرورت ہے۔

جب کسی شخص کو خوش کن یا کسی مصیبت کے ٹل جانے کی خبر موصول ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا ضروری ہو جاتا ہے۔ شکر بجالانے کے مشہور دو طریقے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ شکر کامل: اللہ تعالیٰ کا شکر کامل بجالانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لیے کثرت سے نوافل ادا کیے جائیں یا کم از کم دو نوافل ادا کیے جائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر بطور شکر آٹھ نوافل ادا کیے تھے۔

۲۔ شکر ناقص: شکر ناقص یہ ہے کہ سجدہ تلاوت کی مثل سجدہ بجالایا جائے۔

سجدہ شکر بجالانے میں مذاہب آئمہ

کیا کسی خوش کن یا مشکل کے ٹل جانے کی خبر سن کر سجدہ شکر بجالانا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سجدہ شکر مکروہ ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ سجدہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہے۔

۲۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سجدہ شکر بجالانا مستحب ہے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ امر فسر بہ فخر ساجدا۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرحت افزاء خبر موصول ہوئی تو آپ سجدہ شکر بجالائے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت میں بکار بن عبدالعزیز نامی راوی ضعیف ہے، جس وجہ سے یہ روایت قابل احتجاج نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَمَانِ الْعَبْدِ وَالْمَرْاَۃِ

باب 24: عورت اور غلام کا امان دینا

1504 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَکْثَمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ کَثِیْرِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ الْمَرْاَۃَ لَتَاْخُذُ لِلْقَوْمِ یَعْنِیْ تُجِیْرُ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ

1504- اخرجہ احمد (365/2) وانفرد بہ الترمذی عن اسعۃ انظر تحفۃ الاشراف (415/10) حدیث (14809)

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اُمِّ هَانِیٍ وَّهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

قولِ امام بخاری: وَّسَاَلْتُ مُحَمَّدًا فَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ وَّكَثِیْرُ بْنُ زَیْدٍ قَدْ سَمِعَ مِنَ الْوَلِیْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَّالْوَلِیْدُ بْنُ رَبَاحٍ سَمِعَ مِنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَهُوَ مُقَارِبُ الْحَدِیْثِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت لوگوں کی طرف سے پناہ دے سکتی ہے۔ یعنی مسلمانوں کی طرف سے پناہ دے سکتی ہے۔

اس بارے میں سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

میں نے امام بخاری رضی اللہ عنہ سے (اس حدیث کے بارے میں) دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

کثیر بن زید نامی راوی نے ولید بن رباح سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

ولید بن رباح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے' تاہم یہ شخص ''مقارب الحدیث'' ہے۔

1505 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ الدِّمَشْقِیُّ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ مُرَّةَ مَوْلٰی عَقِیْلِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَنْ اُمِّ هَانِیٍ

متنِ حدیث: اَنَّهَا قَالَتْ اَجَرْتُ رَجُلَیْنِ مِنْ اَحْمَائِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَّنَّا مَنْ اَمَّنْتِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَجَازُوا اَمَانَ الْمَرْاَةِ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ اَجَازَ اَمَانَ الْمَرْاَةِ وَالْعَبْدِ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ

توضیحِ راوی: وَّاَبُوْ مُرَّةَ مَوْلٰی عَقِیْلِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَّیُقَالُ لَهٗ اَیْضًا مَوْلٰی اُمِّ هَانِیٍ اَیْضًا وَّاسْمُهٗ یَزِیْدُ وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ اَجَازَ اَمَانَ الْعَبْدِ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: ذِمَّةُ الْمُسْلِمِیْنَ وَاحِدَةٌ یَّسْعٰی بِهَا اَدْنَاهُمْ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَمَعْنٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ مَنْ اَعْطَی الْاَمَانَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَهُوَ جَائِزٌ عَلٰی كُلِّهِمْ

◆◆ سیّدہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے اپنے سسرالی عزیزوں میں سے دو آدمیوں کو پناہ دی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے تم نے پناہ دی ہے ہم بھی اسے پناہ دیتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے عورت کی دی ہوئی امان کو درست قرار دیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں' ان دونوں نے عورت اور غلام کی دی ہوئی پناہ کو درست قرار دیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے: انہوں نے غلام کی دی ہوئی امان کو درست قرار دیا ہے۔

ابومرہ جو عقیل بن ابوطالب کے غلام ہیں' ایک قول کے مطابق انہیں سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کا غلام بتایا گیا ہے۔

ان کا نام یزید ہے

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مسلمانوں کی دی ہوئی پناہ ایک جیسی حیثیت رکھتی ہے اور ان کا عام فرد بھی اسے پوری کرنے کی کوشش کرے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اہلِ علم کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے: مسلمانوں میں سے جو شخص بھی امان دیدے' تو دیگر تمام لوگوں کی طرف سے یہ جائز ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْغَدْرِ

باب 25: عہد شکنی کا بیان

1506 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الْفَيْضِ قَال سَمِعْتُ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ يَّقُوْلُ

متنِ حدیث: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ اَهْلِ الرُّوْمِ عَهْدٌ وَّكَانَ يَسِيْرُ فِيْ بِلَادِهِمْ حَتّٰى اِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ اَغَارَ عَلَيْهِمْ فَاِذَا رَجُلٌ عَلٰى دَابَّةٍ اَوْ عَلٰى فَرَسٍ وَّهُوَ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَفَاءٌ لَّا غَدْرٌ وَّاِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ فَسَاَلَهُ مُعَاوِيَةُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ عَهْدًا وَّلَا يَشُدَّنَّهُ حَتّٰى يَمْضِيَ اَمَدُهُ اَوْ يَنْبِذَ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ قَالَ فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سلیم بن عامر بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان امن معاہدہ چل رہا تھا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف پیش قدمی شروع کی جیسے ہی معاہدے کا وقت ختم ہوا تو ان پر حملہ کر دیا۔ اسی دوران ایک شخص اپنے جانور پر یا شاید اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا اللہ اکبر وعدہ پورا ہوا ہے کوئی عہد شکنی نہیں ہوئی۔ وہ حضرت عمرو بن عبسہ تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جس شخص کا کسی قوم کے ساتھ امن معاہدہ چل رہا ہو' تو جب تک اس کی طے شدہ مدت پوری نہیں ہو جاتی یا وہ دشمن کو آگاہ نہیں کر دیتا اس کی خلاف ورزی نہ کرے' اور اسے توڑے نہیں۔

1506- اخرجه ابوداؤد (92/2) كتاب الجهاد' باب: فی الامام يكون بينه وبين العدو عهد' حديث (2759) واحمد (111/4'113'385) عن شعبة قال اخبرنی ابوالفيض' قال: سمعت سليم بن عامر عن عمرو بن عبسة۔

راوی بیان کرتے ہیں: تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو لے کر واپس چلے گئے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ

باب 26: قیامت کے دن ہر عہد شکن کے لیے مخصوص جھنڈا ہوگا

1507 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: اِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهٗ لِوَاءٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَاَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ حَدِيْثِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ فَقَالَ لَا اَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مَرْفُوْعًا ۔

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: قیامت کے دن ہر عہد شکن کے لیے جھنڈا گاڑھا جائے گا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سوید، ابواسحاق، عمارہ بن عمیر، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا: "ہر عہد شکن کے لیے جھنڈا ہوگا"۔

تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اس روایت کے "مرفوع" ہونے سے واقف نہیں ہوں۔

شرح

معاہدہ کی خلاف ورزی کی مذمت

جب کسی بھی معاملے میں کسی سے معاہدہ ہو تو اس کی پاسداری عظمت کی علامت ہے، جبکہ خلاف ورزی ذلت وخواری کی نشانی ہے۔ عہد شکنی کرنے والا شخص نہ صرف دنیا میں ذلیل وخوار ہوتا ہے، بلکہ قیامت کے دن بھی سب لوگوں کے سامنے ذلت کی

1507- اخرجه البخاری (578/10) کتاب الادب، باب: ما یدعی الناس باآبائھم حدیث (6178) ومسلم (297/6- الابی) کتاب الجھاد والسیر، باب: تحریم الغدر، حدیث (1735/9) وابو داؤد (91/2) کتاب الجھاد، باب: فی الوفاء بالعھد، حدیث (2756) واحمد (56/2، 103، 116) عن نافع عن ابن عمر به۔

حالت میں پیش کیا جائے گا۔ اس کی سرین کے گوشت میں قیامت کے دن رسوائی کا جھنڈا گاڑا جائے گا' وہ جہاں بھی جائے گا اس کے پیچھے لہراتا جائے گا اور لوگ اسے دیکھ کر اس کی ذات و رسوائی کو سمجھ جائیں گے۔ عہد شکنی خواہ ملکی سطح پر ہو یا معاشرتی وقومی اعتبار سے ہو یا افرادی سطح کی ہو' ہر حال قابلِ مؤاخذہ اور باعث ذلت ہوتی ہے۔ ایک روایت میں منافق کی تین علامات بیان کی گئی ہیں جن میں سے ایک عہد شکنی بھی ہے۔ اگر کسی ملک سے عدم جنگ کا معاہدہ ہو' تو اس کی خلاف ورزی بھی قابل مؤاخذہ جرم اور آخرت میں رسوائی کا سبب ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النُّزُوْلِ عَلَى الْحُكْمِ

باب 27: کسی کو ثالث تسلیم کرنا

1508 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ قَالَ

متنِ حدیث: رُمِيَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَطَعُوْا اَكْحَلَهُ اَوْ اَبْجَلَهُ فَحَسَمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّارِ فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَتَرَكَهُ فَنَزَفَهُ الدَّمُ فَحَسَمَهُ اُخْرٰى فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَا تُخْرِجْ نَفْسِيْ حَتّٰى تُقِرَّ عَيْنِيْ مِنْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَاسْتَمْسَكَ عِرْقُهُ فَمَا قَطَرَ قَطْرَةً حَتّٰى نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَحَكَمَ اَنْ يُّقْتَلَ رِجَالُهُمْ وَيُسْتَحْيَا نِسَاؤُهُمْ يَسْتَعِيْنُ بِهِنَّ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْتَ حُكْمَ اللّٰهِ فِيْهِمْ وَكَانُوْا اَرْبَعَ مِائَةٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِهِمُ انْفَتَقَ عِرْقُهُ فَمَاتَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّعَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ احزاب کے موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو تیر لگ گیا جس نے ان کی ایک رگ کاٹ دی' نبی اکرم ﷺ نے انہیں آگ کے ذریعے داغ لگوایا تو ان کا ہاتھ سوج گیا جب انہوں نے یہ دیکھا تو یہ دعا کی اے اللہ! میری جان کو اس وقت تک نہ نکالنا جب تک بنو قریظہ کے حوالے سے میری آنکھوں کو ٹھنڈا نہ کر دے' تو ان کی رگ سے خون نکلنا بند ہو گیا اس کے بعد ایک قطرہ بھی نہیں گرا یہاں تک کہ جب ان لوگوں نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث تسلیم کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں بلوایا اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی خواتین کو زندہ رکھا جائے اور مسلمان ان سے کام لیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔ وہ لوگ چار سو افراد تھے جب مسلمان ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی رگ میں سے خون بہنا شروع ہو گیا اور ان کا

1508- اخرجه مسلم (7/391- الابي) كتاب السلام باب' لكل داء دواء واستحباب التداوي' حديث (2208/75) وابو داؤد (2/398) كتاب الطب' باب: في الكي' حديث (3866) وابن ماجه (2/1156) كتاب الطب' باب: من اكتوى' حديث (3494) والدارمي (2/238) كتاب السير' باب: نزول اهل قريظة على حكم سعد بن معاذ' واحمد (3/312'350'363'386) من طريق ابي الزبير عن جابر به.

انتقال ہو گیا۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1509 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُو الْوَلِيْدِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اقْتُلُوْا شُيُوْخَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاسْتَحْيُوا شَرْخَهُمْ وَالشَّرْخُ الْغِلْمَانُ الَّذِيْنَ لَمْ يُنْبِتُوْا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوَاهُ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ عَنْ قَتَادَةَ نَحْوَهٗ

حضرت سمرہ بن جندب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ارشاد فرمایا ہے: مشرکین کے عمر رسیدہ لوگوں کو قتل کر دو البتہ ان کے بچوں کو زندہ رہنے دو۔

لفظ شرخ کا مطلب وہ بچے ہیں جن کے زیر ناف بال نہ اگے ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

حجاج بن ارطاۃ نے اسے قتادہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

1510 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ

متنِ حدیث: قَالَ عُرِضْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَكَانَ مَنْ اَنْبَتَ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ خُلِّيَ سَبِيْلُهٗ فَكُنْتُ مِمَّنْ لَمْ يُنْبِتْ فَخُلِّيَ سَبِيْلِيْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهُمْ يَرَوْنَ الْاِنْبَاتَ بُلُوْغًا اِنْ لَمْ يُعْرَفِ احْتِلَامُهٗ وَلَا سِنُّهٗ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں جنگ قریظہ کے دن نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا' تو جس لڑکے کے زیر ناف بال اگ چکے تھے اسے قتل کر دیا گیا اور جس کے نہیں اُگے تھے اسے چھوڑ دیا گیا میں ان لوگوں میں سے تھا جس کے بال نہیں اُگے تھے' تو مجھے چھوڑ دیا گیا۔

1509- اخرجه ابوداؤد (60/2) كتاب الجهاد' باب: في قتل النساء' حديث (2670) واحمد (12/5 ,20) عن قتادة عن الحسن عن سمرة بن جندب به.

1510- اخرجه ابوداؤد (546/2) كتاب الحدود' باب: في الغلام يصيب الحد' حديث (4404) والنسائي (155/6) كتاب الطلاق' باب: متى يقطع طلاق الصبي وابن ماجه(839/2) كتاب الحدود' باب: من لا يجب عليه الحد' والدارمي (223/2) كتاب السير' باب: حد الصبي متى يقتل' والحميدي (394/2) حديث (888) واحمد (310/4'384)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے'ان کے نزدیک بالوں کا اگ جانا بلوغت کی علامت ہے'اگر چہ اس کے احتلام کا نہ پتہ چلا ہو یا اس کی عمر کا پتہ نہ ہو۔
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

نزاعی معاملہ میں پنچایت قائم کرنے کا جواز

جب کسی معاملہ میں فریقین میں نزاع کی صورت پیدا ہو جائے تو اس کے لیے پنچایت قائم کرنا جائز ہے جو فریقین میں قرآن وسنت کی روشنی میں فیصلہ کر دے۔ جنگ صفین کے موقع پر حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان مصالحت کرانے اور نزاع ختم کرانے کے لیے دو افراد پر مشتمل پنچایت قائم ہوئی جس کی خوارج نے مخالفت کی تھی۔ ان کا مؤقف یہ تھا کہ فیصلہ کرنے کا کسی بندے کو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو حق حاصل ہے: ان الحکم الا للہ ۔ لہٰذا نزاعی مسائل میں پنچایت بٹھانے کی گنجائش نہیں ہے۔ وہ فریقین سے الگ ہو کر ''حرورا'' نامی بستی میں منتقل ہو گئے اور اس بستی کو اپنا مرکز ومحور بنانے کی وجہ سے ''حروری'' بھی کہلاتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوارج سے جنگ کی جس میں وہ شکست سے دوچار ہوئے' جس کے نتیجہ میں وہ قتل ہوئے اور کچھ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ خوارج کا وجود آج تک موجود ہے اور یمن میں ان کی مستقل حکومت بھی قائم ہے۔
خوارج کا یہ مؤقف تھا کہ فریقین کی رضامندی سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بنوقریظہ کا فیصلہ کیا ہے اس ارشادِ ربانی کے منافی ہے: ان الحکم الا للہ۔ انہوں نے اس آیت کا مفہوم ومطلب غلط سمجھا تھا۔ اس عبارت کا صحیح مطلب تو یہ ہے کہ احکام نازل کرنے اور انہیں نافذ کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے' نزاعی معاملات میں پنچایت کا اہتمام کرنا تاکہ قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کر دے' اس ارشادِ ربانی سے متصادم نہیں ہے۔
فائدہ نافعہ: (۱) غزوہ بنوقریظہ کے موقع پر خواتین اور نابالغ بچوں کو چھوڑ کر صرف بالغ لوگوں کو قتل کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ ان سے نقصان کا اندیشہ تھا جبکہ عورتوں اور نابالغ بچوں سے نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا۔
(۲) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کیمپ کے پاس پہنچے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قبیلے کے لوگوں سے یوں مخاطب ہوئے: ''قوموا الی سیدکم'' تم اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ''۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم دین' صاحب تقویٰ' عابد وزاہد اور کسی بھی معزز شخصیت کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے۔ معتبر روایات اور مستند کتب سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپ کی تعظیم کے لیے کھڑی ہو جاتیں اور جب وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے۔

سوال: بلوغ کی متعدد علامات ہیں مثلاً عمر اور احتلام' اس موقع پر صرف زیر ناف بالوں کو بطور علامت مخصوص کیوں کیا گیا تھا؟

جواب: بلاشبہ بلوغ کی مشہور علامات یہ ہیں: (۱) عمر بارہ سال ہونا (۲) احتلام ہونا (۳) زیر ناف بال آ جانا۔ اس موقع پر بلوغ کے لیے زیر ناف بالوں کا ہونا بطور علامت مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی عمر کا تعین کرنا مشکل تھا اور احتلام کی علامت کو معلوم کرنے کا طریقہ بھی نہیں تھا تو ظاہری علامت بلوغ زیر ناف بالوں کا ہونا از خود متعین و مخصوص ہو گیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحِلْفِ

باب 28: حلف اٹھانا

1511 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: فِیْ خُطْبَتِهٖ اَوْفُوْا بِحِلْفِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاِنَّهٗ لَا يَزِيْدُهٗ يَعْنِى الْاِسْلَامَ اِلَّا شِدَّةً وَّلَا تُحْدِثُوْا حِلْفًا فِى الْاِسْلَامِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّاُمِّ سَلَمَةَ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّقَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنے خطبے میں یہ بات ارشاد فرمائی: زمانہ جاہلیت کے حلف کو پورا کرو کیونکہ اسلام اس کی شدت میں اضافہ ہی کرتا ہے اور اسلام (قبول کر لینے کے بعد کسی کافر قبیلے کے ساتھ) تم کوئی معاہدہ نہ کرو۔ (یعنی اس بات کا معاہدہ کہ کسی جنگ کی صورت میں تم اُن کا ساتھ دو گے)۔

اس بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ' سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا' حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

باہمی تعاون کے معاہدہ کی بجا آوری

زمانہ جاہلیت میں لوگ باہم قسمیں کھا کر اس بات پر معاہدہ کرتے تھے کہ ہم متحد رہیں اور غریب لوگوں کی معاونت کریں گے۔ جب اسلام کو غلبہ حاصل ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ماضی میں کیے ہوئے معاہدوں کے حوالے سے فرمایا: تم لوگ

1511- اخرجه احمد (2/180'205'207'212'213'215) وانفرد به الترمذی عن الستة' انظر تحفة الاشراف (6/310) حدیث (8690)

ان معاہدوں کو پورا کرو کیونکہ اسلام انہیں نہ کالعدم قرار دیتا ہے اور نہ ان میں اضافہ کرتا ہے' بلکہ ان کو پورا کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ تاہم مزید جدید معاہدوں کی ضرورت نہیں ہے' کیونکہ اسلام باہمی تعاون کا رشتہ خود قائم کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان

تم نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ تم گناہ اور زیادتی کے امور میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

کسی بھی معاہدہ کی خلاف ورزی منافقت ہے جو باعث نفرت اور گناہ ہونے کی وجہ سے قابل احتراز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَخْذِ الْجِزْيَةِ مِنَ الْمَجُوْسِ

باب 29: مجوسیوں سے جزیہ لینا

1512 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ بَجَالَةَ بْنِ عَبْدَةَ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَلٰى مَنَاذِرَ فَجَآئَنَا كِتَابُ عُمَرَ انْظُرْ مَجُوْسَ مَنْ قِبَلَكَ فَخُذْ مِنْهُمُ الْجِزْيَةَ فَاِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ اَخْبَرَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوْسِ هَجَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت بجالہ بن عبدہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت جزء بن معاویہ کا ''مناذر'' کے مقام پر سیکرٹری تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط ہمارے پاس آیا انہوں نے فرمایا: اپنے علاقے کے مجوسیوں سے جزیہ وصول کرو کیونکہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے مجھے یہ بات بتائی ہے: نبی اکرم ﷺ نے ''ہجر'' کے رہنے والے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

1513 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ بَجَالَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ عُمَرَ كَانَ لَا يَاْخُذُ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتّٰى اَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوْسِ هَجَرَ وَفِی الْحَدِيْثِ كَلَامٌ اَكْثَرُ مِنْ هٰذَا وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت بجالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیتے تھے' یہاں تک کہ حضرت

1512- اخرجه البخاری (297/6) كتاب الجزية والموادعة باب: الجزية والموادعة' مع اهل الذمة والحرب (3156) وابو داؤد (184/2) كتاب الخراج والفیء والامارة' باب: فی اخذ الجزية من المجوس' حديث (3043) والدارمی (234/2) كتاب السير: باب: فی اخذ الجزية من المجوس والحميدی (35/1) حديث (64) واحمد (190/1' 191) عن عمرو بن دينار عن بجالة.

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ''ہجر'' کے رہنے والے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا تھا۔

اس حدیث کے بارے میں اس سے زیادہ کلام کیا جاسکتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1514 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ اَبِي كَبْشَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ

متنِ حدیث: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوْسِ الْبَحْرَيْنِ

آثارِ صحابہ: وَاَخَذَهَا عُمَرُ مِنْ فَارِسَ وَاَخَذَهَا عُثْمَانُ مِنَ الْفُرْسِ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا فَقَالَ هُوَ مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بحرین کے رہنے والے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایرانیوں سے جزیہ وصول کیا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ''فرس'' سے جزیہ وصول کیا تھا۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: یہ روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے زہری کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی ہے۔

شرح

مجوسیوں سے جزیہ وصول کرنے کا جواز

اہل کتاب کو ان کے مذہب پر برقرار رکھتے ہوئے اسلامی سلطنت کی شہریت دینا اوران سے جزیہ وصول کرنا جائز ہے۔اس لیے کہ ان کے اکثر اعمال وافکار اسلام کے قریب تر ہیں' کیونکہ یہود ونصاریٰ انبیاءؑ' آسمانی کتب' فرشتوں اور جنت وجہنم پر یقین رکھتے ہیں۔سوال یہ ہے کہ کیا مجوسیوں کو ان کے مذہب پر قائم رکھتے ہوئے انہیں اسلامی سلطنت کی شہریت فراہم کرنا اوران پر جزیہ نافذ کرنا جائز ہے یانہیں؟ کیوں کہ ان کے عقائد واعمال مکمل طور پر اسلام سے متصادم ہیں؟ اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض علماء اسے ناجائز قرار دیتے ہیں' جمہور کے نزدیک جائز ہے۔انہوں نے تعامل صحابہ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تعلیم سے استدلال کیا ہے۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ابتدائی دور میں مجوسیوں سے جزیہ وصول نہیں فرماتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے گزارش کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ''ہجر'' کے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا تھا۔اس پر آپ نے اپنے تمام گورنروں کے نام یہ فرمان جاری کردیا کہ مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا جائے۔معلوم ہوا کہ مجوسیوں کو اسلامی سلطنت کی شہرت دی جاسکتی ہے اوران سے جزیہ بھی وصول کیا جاسکتا ہے۔

جزیہ کی مقدار میں مذاہب

غیر مسلموں کو اسلامی سلطنت میں شہریت دینے اور ان کی جان و مال کے تحفظ کے حوالے سے حکومت کی طرف سے وصول کیے جانے والے جزیہ کی مقدار کتنی ہونی چاہیے؟ اس بارے میں ائمہ فقہ کا اختلاف ہے‘ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

مجوسیوں سے جزیہ وصول کرنے میں مذاہب آئمہ

کیا مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا جائے گا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے‘ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مشرکین عرب کے علاوہ تمام کفار سے جزیہ وصول کرنا جائز ہے‘ خواہ وہ ہندو ہوں یا جین مذہب یا سکھ ہوں یا بدھ ذہب یا دہریہ ہوں۔ تاہم مشرکین عرب ان سے مستثنیٰ ہیں کہ حقانیت اسلام ان پر ظاہر و باہر ہو چکی ہے۔ لہٰذا ان کے لیے قتال ہے یا اسلام ہے۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الاخر ولا يحرمون ماحرم الله ورسوله ولا يدينون دين الحق من الذين اوتوا الكتاب حتى يعطوا الجزية عن يدوهم صاغرون۔ اس آیت کا حکم عام ہے جو تمام کفار کو شامل ہے۔ اہل کتاب کے تذکرہ سے ان کی مذمت و وعید مقصود ہے‘ جنہیں حق معلوم ہونے کے باوجود انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: يحرفونه كما يعرفون ربناء هم ۔ البتہ مشرکین عرب اس حکم میں شامل نہیں ہے۔ ارشاد خداوندی: ستدعون الى قوم اولى باس شديد تقاتلو لهم اويسلمون کا مصداق مشرکین عرب ہیں۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اور مجوسیوں سے جزیہ وصول کرنا جائز ہے‘ جبکہ باقی کفار سے خواہ وہ ہندو ہوں یا سکھ یا دہریہ یا جین وغیرہ سے جزیہ وصول نہیں کیا جائے گا۔ ان کے نزدیک مجوسیوں کا حکم بھی اہل کتاب والا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے مذکورہ بالا آیت سے استدلال کیا ہے۔ اس آیت میں اہل کتاب کی قید احترازی ہے‘ جس کا مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب کے علاوہ کسی کافر سے جزیہ وصول نہیں کیا جائے گا جبکہ مجوسی‘ اہل کتاب میں شامل ہیں اور ان سب کا حکم یکساں ہے۔ باقی تمام کفار کا حکم یکساں ہے یعنی ان سے جزیہ وصول نہیں کیا جائے گا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے مؤقف کو ترجیح حاصل ہے‘ کیونکہ اس کی تائید حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے ہوتی ہے کہ آپ ابتداء مجوسیوں سے جزیہ وصول نہیں کرتے تھے لیکن جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے گزارش کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ”ہجر“ کے مجوسیوں سے جزیہ وصال کیا تھا تو آپ نے بھی ان سے جزیہ وصول کرنا شروع کر دیا تھا۔

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنْ اَمْوَالِ اَهْلِ الذِّمَّةِ

باب 30: ذمیوں کے مال میں سے کون سی چیز حلال ہے؟

1515 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيبٍ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

متنِ حدیث: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَمُرُّ بِقَوْمٍ فَلَا هُمْ يُضَيِّفُوْنَا وَلَا هُمْ يُؤَدُّونَ مَا لَنَا عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَقِّ وَلَا نَحْنُ نَاْخُذُ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اَبَوْا اِلَّا اَنْ تَاْخُذُوا كَرْهًا فَخُذُوْا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

آثارِ صحابہ: وَقَدْ رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيبٍ اَيْضًا

قولِ امام ترمذی: وَاِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَخْرُجُونَ فِى الْغَزْوِ فَيَمُرُّوْنَ بِقَوْمٍ وَّلَا يَجِدُوْنَ مِنَ الطَّعَامِ مَا يَشْتَرُوْنَ بِالثَّمَنِ وَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اَبَوْا اَنْ يَّبِيْعُوْا اِلَّا اَنْ تَاْخُذُوا كَرْهًا فَخُذُوْا هٰكَذَا رُوِىَ فِىْ بَعْضِ الْحَدِيْثِ مُفَسَّرًا

آثارِ صحابہ: وَقَدْ رُوِىَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَاْمُرُ بِنَحْوِ هٰذَا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! جب ہم کسی قوم کے پاس سے گزرتے ہیں اور وہ ہماری مہمان نوازی نہیں کرتے اور ہمارا ان پر جو حق ہے۔ وہ اسے ادا نہیں کرتے۔ نہ ہی ہم (معاوضہ دے کر) ان سے کوئی چیز حاصل کر سکتے ہیں۔ (ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ لوگ انکار کرتے ہیں تو تم ان سے زبردستی وصول کرلو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

لیث بن سعد نے اسے یزید بن ابوحبیب کے حوالے سے بھی نقل کیا ہے۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے: جب مسلمان جنگ کے لیے نکلیں اور کسی ایسی قوم کے پاس سے گزریں اور انہیں صرف وہی اناج ملے جسے وہ قیمت کے ذریعے خرید سکتے ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ فروخت کرنے سے انکار کردیں تو تم ان سے زبردستی وصول کرلو۔

بعض روایات میں اس کی یہی وضاحت بیان کی گئی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: انہوں نے اس کی مانند حکم دیا تھا۔

1515- اخرجه البخاری (129/5) كتاب المظالم' باب: قصاص المظلوم اذا وجد مال ظالمه' حديث (2461) ومسلم (281/6) كتاب اللقطة' باب: الضيافة ونحوها' حديث (1727/17) وابو داؤد (370/2) كتاب الاطعمة' باب: ما جاء فی الضيافة' (3752) وابن ماجه (1212/2) كتاب الادب' باب حق الضيف' حديث (3676) واحمد (149/4) عن يزيد بن ابی حبيب' عن ابی الخير عن عقبة بن عامر به.

شرح

ذمیوں سے لیے جانے والے مال کی نوعیت

دورِ رسالت میں کسی مہم پر روانہ ہونے والا بڑا لشکر اپنا رسد ساتھ لے جاتا تھا جبکہ چھوٹا لشکر رسد ساتھ لے کر روانہ نہیں ہوتا تھا' بلکہ قاعدہ یہ تھا کہ جو گاؤں راستہ میں آتا اس کے باشندے ان کی دعوت کرتے یا انہیں ضروریات کی اشیاء فروخت کرتے تھے۔ جب آفتابِ اسلام طلوع ہوا تو کفار نے عداوت کی آڑ میں مسلمانوں کے لشکر صغیر کی دعوت کرنا بھی چھوڑ دی اور انہیں ضرورت کی اشیاء قیمتاً فراہم کرنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ اس سلسلے میں اسلامی فوجیوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ لہٰذا اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا: تم ان سے ضرورت کی اشیاء مناسب قیمت پر زور سے بھی لے سکتے ہو۔ یاد رہے یہ اجازت جبر و ظلم پر مبنی نہیں بلکہ مصلحت و حکمت کی بنا پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

جزیہ کی مقدار میں مذاہب آئمہ:

غیر مسلموں کو اسلامی سلطنت میں شہریت دینے اور ان کی جان و مال کے تحفظ کے حوالے سے حکومت کی طرف سے وصول کیے جانے والے جزیہ کی مقدار کیا ہونی چاہیے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ امیر آدمی سے سالانہ چار دینار' متوسط دولت والے سے دو دینار اور غریب سے ایک دینار بطور جزیہ وصول کیا جائے گا جبکہ ایک دینار ساڑھے چار ماشہ سونا کا ہے۔ انہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف روایات سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر ایک سے سالانہ ایک دینار وصول کیا جائے گا۔ انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت سے استدلال کیا ہے: امرہ ان یاخذ من کل حالم یعنی محتلما دینارا (سنن ابی داؤد) یعنی ہر بالغ سے سالانہ جزیہ ایک دینار وصول کیا جائے گا۔

۳- دوسری روایت کے مطابق حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے چار اقوال ہیں: (۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق (۲) سلطان عصر کی رائے کے مطابق (۳) غریب سے سالانہ ایک دینار اور باقی لوگوں سے سلطان وقت کی رائے کے مطابق (۴) یمن کے باشندوں سے سالانہ ایک دینار جبکہ باقی لوگوں سے سلطان وقت کی رائے کے مطابق۔ انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: امرہ ان یاخذ من کل حالم یعنی محتلما دینارا (سنن ابی داؤد) یعنی ہر بالغ سے سالانہ ایک دینار جزیہ وصول کیا جائے گا۔

۴- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر انسان سے سالانہ چار دینار بطور جزیہ وصول کیے جائیں گے۔ انہوں نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کی مقطوع روایت سے استدلال کیا ہے کہ اہل شام پر چار دینار مقرر کیے گئے تھے۔ (صحیح بخاری)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: یہ حکم

عام نہیں ہے' بلکہ ان کے ساتھ طے ہی ایسے ہوا تھا۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل میں دونوں احتمال یکساں درجہ کے ہیں: نبی ہونے یا بادشاہ ہونے کے سبب۔ تاہم نبی کی حیثیت کو فوقیت حاصل ہوگی کیونکہ یہ اصل ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ اسی روایت میں تصریح ہے کہ وہ لوگ دولتمند تھے۔ لہٰذا یہ ہمارے مؤقف کے منافی نہیں ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل جو سنن ابی داؤد کے حوالے سے ہے' کا جواب یہ ہے کہ ایک دینار مصالحت کی بنا پر تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْهِجْرَةِ

باب 31: ہجرت کا بیان

1516 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُبْشِيٍّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ نَحْوَ هٰذَا

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یہ بات ارشاد فرمائی: مکہ فتح ہونے کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی البتہ جہاد اور نیت باقی ہیں جب تم سے جنگ میں نکلنے کے لیے کہا جائے' تو تم روانہ ہو جاؤ۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منصور بن معتمر کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

شرح

ہجرت کرنے کا مسئلہ

لفظ: ''ہجرۃ'' کا لغوی معنی ہے: ترک وطن' ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانا۔ اس کا اصطلاحی معنی ہے دارالکفر کو ترک کر کے دارالاسلام میں پہنچ جانا۔ جب دارالکفر میں دین پر عمل کرنا مشکل ہو جائے تو وہاں سے ہجرت کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ سوال یہ

1516- اخرجه البخاری (219/6) كتاب الجهاد' والسير: باب: لا هجرة بعد الفتح' حديث (3077) ومسلم (580/6) كتاب الامارة' باب: المبايعة بعد فتح مكة على الاسلام والجهاد والخير- حديث (1353/85) وابو داؤد (6/2) كتاب الجهاد' باب: في الهجرة' هل انقطعت' حديث (2480) والدارمي (239/2) كتاب السير: باب: لا هجرة بعد الفتح واحمد (355'31'5'259'226/1) عن منصور بن المعتمر' عن مجاهد عن طاؤس عن ابن عباس به.

ہے کہ کس مقام کی طرف ہجرت کی جائے؟ تو اس کی بہترین صورت اللہ تعالیٰ خود پیدا فرما دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: ومن یھاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ (النساء:۱۰۰) جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنا وطن ترک کر دیتا ہے تو وہ زمین میں بہت سی جگہ پائے گا۔ اگر دارالکفر میں دین اسلام پر عمل کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو تو وہاں سے ہجرت کرنا واجب نہیں ہے مثلاً ہندوستان کہ وہاں سے ہجرت واجب نہیں ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اعلان نبوت فرمایا تو لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور بتوں کی عبادت چھوڑنے کا پیغام دیا تو لوگ آپ کی مخالفت پر اتر آئے۔ کچھ لوگ مسلمان بھی ہوئے۔ کفار مکہ نے آپ پر اور مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ گرانے شروع کر دیے۔ یہ مخالفت کا سلسلہ شدت اختیار کرتا گیا حتیٰ کہ مسلمانوں کا دین پر عمل کرنا ناممکن ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ہجرت کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ چنانچہ آپ اور صحابہ کرام نے دارالکفر (مکہ مکرمہ) سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ پھر جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو یہ مقدس شہر دارالکفر نہ رہا بلکہ دارالاسلام بن گیا۔ بعد ازاں تا حال اس مرکز اسلام سے ہجرت کرنا جائز نہیں ہے۔ تاہم جہاد یا حصول علم یا تبلیغ دین کے لیے وہاں سے سفر کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ بَیْعَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

باب 32: نبی اکرم ﷺ کی بیعت کا بیان

1517 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدِ الْاُمَوِیُّ حَدَّثَنَا عِیْسٰی بْنُ یُوْنُسَ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ

متنِ حدیث: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی (لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ) قَالَ جَابِرٌ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَنْ لَّا نَفِرَّ وَلَمْ نُبَایِعْهُ عَلَی الْمَوْتِ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ وَابْنِ عُمَرَ وَعُبَادَةَ وَجَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ عَنْ عِیْسٰی بْنِ یُوْنُسَ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ كَثِیْرٍ قَالَ قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ یُذْكَرْ فِیْهِ اَبُوْ سَلَمَةَ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ ان اہلِ ایمان سے راضی ہو گیا جنہوں نے درخت کے نیچے تم سے بیعت کی''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے دستِ اقدس پر اس بات کی بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے ہم نے آپ کے دستِ اقدس پر مر جانے کی بیعت نہیں کی تھی۔

اس بارے میں میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے

احادیث منقول ہیں۔

یہی روایت عیسیٰ بن یونس کے حوالے سے اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے نقل کی گئی ہے: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے۔ راوی نے اس کی سند میں ابوسلمہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

1518 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ

متنِ حدیث: قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◄► ابوعبید بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: آپ لوگوں نے کس بات پر نبی اکرم ﷺ کے دستِ اقدس پر حدیبیہ کے موقع پر بیعت کی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: موت پر۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1519 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: قَالَ كُنَّا نُبَايِعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَيَقُولُ لَنَا فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قولِ امام ترمذی: كِلَاهُمَا وَمَعْنٰى كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ قَدْ بَايَعَهُ قَوْمٌ مِنْ أَصْحَابِهِ عَلَى الْمَوْتِ وَإِنَّمَا قَالُوا لَا نَزَالُ بَيْنَ يَدَيْكَ حَتّٰى نُقْتَلَ وَبَايَعَهُ آخَرُونَ فَقَالُوا لَا نَفِرُّ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے دستِ اقدس پر اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کی تو آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: اس حد تک جس کی تم میں استطاعت ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

دونوں روایات کا مفہوم درست ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے موت کی بیعت کی تھی اور انہوں نے یہ کہا تھا: مرتے دم تک آپ کے ساتھ رہیں گے' جبکہ کچھ دوسرے لوگوں نے یہ کہا تھا: ہم فرار نہیں ہوں گے۔

1518- اخرجه البخاری (205/13) كتاب الاحكام' باب: كيف يبايع الامام' حديث (7206) ومسلم (577/6) كتاب الامارة' باب: استحباب مبايعة الامام الجيش عند ارادة القتال' حديث (1860/80) والنسائی (141/7) كتاب البيعة' باب البيعة على الموت واحمد (47/4'51'54) عن يزيد بن ابی عبيد عن سلمة بن الاكوع.

1519- اخرجه مالك فی الموطا (981/2) كتاب البيعة' باب: ما جاء فی البيعة' حديث (1) والبخاری (205/13) كتاب الاحكام' باب: كيف يبايع الناس الامام' حديث (7202) ومسلم (587/6 الابی) كتاب الامارة' باب: البيعة على السمع والطاعة فيما استطاع' حديث (1867/90) وابو داؤد (133/3) كتاب الخراج والامارة والفیء' باب: ما جاء فی البيعة حديث (2940) والنسائی (152/7) كتاب البيعة' باب: البيعة فيما يستطيع الانسان' واحمد (9/2'62'81'101'139) والحميدی (285/2) حديث (640) من طريق عبد الله بن دينار عن ابن عمر فذكره.

1520 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیعٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
متنِ حدیث: قَالَ لَمْ نُبَایِعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمَوْتِ اِنَّمَا بَایَعْنَاهُ عَلٰی اَنْ لَّا نَفِرَّ
حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◄► حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے دستِ اقدس پر موت کی بیعت نہیں کی تھی ہم نے اس بات کی بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دستِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابہ کرام کی بیعت

لفظ: ''بیعت'' بیع سے بنا ہے، جس کا لغوی معنی کسی چیز کو فروخت کرنا ہے جبکہ اصطلاحی معنی ہے کسی معاملہ میں پختہ عہد و پیمان کرنا۔ مختلف مواقع پر مختلف مقاصد کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی ان میں سے ایک بیعت ''جہاد'' ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نمائندہ اور سفیر بنا کر مکہ مکرمہ روانہ کیا تو ان کی واپسی میں قدرے تاخیر ہوگئی۔ اس موقع پر یہ خبر عام ہو گئی کہ کفار نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کیکر کے درخت کے نیچے بیعت لی کہ آخری دم تک کوئی مسلمان میدان جہاد چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ اس بیعت کا تذکرہ سورۃ الفتح کی آیت ۱۸ میں موجود ہے۔ سوال یہ ہے کہ صحابہ کرام نے یہ بیعت کس مقصد کے لیے کی تھی؟ اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ بیعت اس بات پر کی تھی کہ میدان جہاد نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے موت پر بیعت کی تھی۔ دونوں مقاصد میں سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد زیادہ راجح ہے کیونکہ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے جبکہ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر نمایاں اعتراض ہے کہ جب بیعت موت پر کی تھی تو پھر موت کیوں واقع نہ ہوئی؟ اور بقید حیات رہ کر اس کی خلاف ورزی کیوں کی ہے؟

اقسام

بیعت کی مشہور چار اقسام ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- بیعت اسلام: وہ یہ ہے کہ کسی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر بیعت اسلام کی تھی۔ (۲) بیعت خلافت: دورِ رسالت میں بیعت اسلام بیعت خلافت بھی کہلاتی تھی

1520- اخرجه مسلم (574/6) كتاب الامارة' باب: استحباب مبايعة الامام الجيش عند ارادة القتال' حديث (1856-68) والنسائي (140/7) كتاب البيعة' باب: البيعة على ان لا نفرد والدارمي (220/2) كتاب السير' باب: في بيعة ان لا يفروا' والحميدي (536/2) حديث (1275'1277) واحمد (381/3'396) عن ابي الزبير عن جابر به.

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا ہونے کے ساتھ ساتھ خلیفہ وقت بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے متفقہ طور پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست اقدس پر بیعت خلافت کی تھی۔ مسلمانوں کا خلیفہ تاحیات ہوتا ہے اور پانچ سال کے بعد اس کو تبدیل کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں تھی۔ (۳) بیعت جہاد: جب دشمن کا خطرہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر کیکر کے درخت کے نیچے پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیعت جہاد لی جسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ بیعت جہاد کا مطلب یہ ہے کہ وہ دشمن کا مقابلہ میدان جہاد میں کریں گے اور میدان چھوڑ کر بھاگیں گے نہیں۔ قرآن کریم میں اس بیعت کا تذکرہ بایں الفاظ کیا گیا ہے: لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبا یعونك تحت الشجرۃ۔ بیشک اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہوا جب وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے"۔ (۴) بیعت طریقت: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی عالم ربانی اور ولی کامل سے دین وروحانیت کی ترقی اور اپنی اصلاح کا پختہ عہد و پیمان کرنا، جن سے یہ معاہدہ کیا جائے اسے شیخ یا مرشد یا پیشوا کہا جاتا ہے اور جو کرتا ہے اسے مرید یا خادم کہا جاتا ہے۔ اس بیعت کا تذکرہ قرآن کریم میں بایں الفاظ میں کیا گیا ہے: یایھا النبی اذا جائك المومنات یبایعنك علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولایزنین۔ (اے نبی محترم! جب خواتین آپ کی خدمت میں اس بات پر بیعت ہونے کے لیے حاضر ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی، وہ چوری نہیں کریں گی اور وہ زنا کا ارتکاب نہیں کریں گی۔ اس آیت کے مضمون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیعت اسلام نہیں، کیونکہ عورتیں پہلے سے مسلمان تھیں۔ بیعت خلافت بھی نہیں ہے، کیونکہ دور رسالت میں بیعت اسلام کے ساتھ ہی بیعت خلافت بھی ہو جاتی تھی۔ بیعت جہاد بھی نہیں ہے، کیونکہ خواتین کا جہاد میں شامل ہونا منع ہے، تو پھر بیعت طریقت ہونا از خود متعین ہو گیا۔ یاد رہے خواتین کو پردہ میں رکھتے ہوئے ان سے بیعت لی جائے گی کیونکہ مرشد، ارادتمند خواتین کے لیے غیر محرم ہے اور ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ نَکْثِ الْبَیْعَةِ

باب 33: بیعت کو توڑ دینا

1521 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: ثَلَاثَةٌ لَّا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَکِّیهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ رَجُلٌ بَایَعَ اِمَامًا فَاِنْ اَعْطَاهُ وَفٰی لَهٗ وَاِنْ لَّمْ یُعْطِهٖ لَمْ یَفِ لَهٗ

1521- اخرجه البخاری (214/13) کتاب الاحکام، باب: من بایع رجلا لا یبایعه الا للدنیا حدیث (7212) ومسلم (358/1) کتاب الایمان، باب: بیان غلظ تحریم اسباب الا زار والمن بالعطیة، حدیث (108/173) وابو داؤد (299/2) کتاب البیوع، باب: فی منع الماء، حدیث (3475) وابن ماجه (744/2) کتاب التجارات، باب: ما جاء فی کراهیة الایمان فی الشراء والبیع، حدیث (2207) واحمد (480،253/2) عن ابی صالح السمان عن ابی هریرة به۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ
وَعَلٰی ذٰلِکَ الْاَمْرُ بِلَا اخْتِلَافٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن تین طرح کے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرے گا ان کا تزکیہ نہیں کرے گا' اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا' ایک وہ شخص جو کسی امام کی بیعت کرے' اور اگر امام اسے کچھ دے' تو وہ اس بیعت کو پورا کرے' اور اگر کچھ نہ دے' تو اس کو پورا نہ کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

کسی اختلاف کے بغیر یہی حکم ہے۔

شرح

بیعت توڑنے کی وعید و مذمت

امیر کی اطاعت واجب ہے' کیونکہ اس کی اطاعت رسول خدا کی اطاعت ہے اور رسول اللہ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: جس شخص نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ جو آدمی امیر کی اطاعت کرتا ہے اس نے یقیناً میری اطاعت کی اور جو میری نافرمانی کرتا ہے اس نے یقیناً اللہ کی نافرمانی کی۔ (مشکوۃ' رقم الحدیث ۳۶۶۱) ثابت ہوا امیر کی اطاعت' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے اور امیر کی نافرمانی درحقیقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے اور آپ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ امیر کی اطاعت اس لیے بھی واجب ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کی تنظیم کا فریضہ انجام دیتا ہے اور اس کی وجہ سے ملت کی عظمت اور شان و شوکت کا اظہار ہوتا ہے' جبکہ یہ دونوں امور بعثت نبوی کے مقاصد سے متعلق ہیں۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی حرام ہے' اسی طرح امیر وقت کی نافرمانی اور اس کے خلاف بغاوت کرنا بھی حرام ہے۔ اگر امیر بالفرض اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا حکم دے' تو اس کی اطاعت واجب نہیں ہے' کیونکہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں رہی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ بَیْعَةِ الْعَبْدِ

باب 34: غلام کی بیعت کا بیان

1522 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ قَالَ

1522– اخرجه مسلم (523/5) كتاب الامساقاة' باب: جواز بيع الحيوان بالحيوان– حديث (1602/123) وابو داؤد (270/2) كتاب البيوع' باب: في ذلك اذا كان يدا بيد' حديث (3358) وابن ماجه (958/2) كتاب الجهاد' باب: البيعة' حديث (2869) والنسائي (150/7) كتاب البيعة' باب: بيعة المماليك' (292/7) كتاب البيوع' باب: بيع الحيوان بالحيوان يدا بيدا' واحمد (372'349/3) عن الليث' عن ابي الزبير' به.

متن حدیث: جَآءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَا يَشْعُرُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ عَبْدٌ فَجَآءَ سَيِّدُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيْهِ فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ اَسْوَدَيْنِ وَلَمْ يُبَايِعْ اَحَدًا بَعْدُ حَتّٰى يَسْاَلَهُ اَعَبْدٌ هُوَ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِى الزُّبَيْرِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک غلام آیا اس نے نبی اکرم ﷺ کے دستِ اقدس پر ہجرت کی بیعت کی نبی اکرم ﷺ کو یہ پتہ نہیں تھا: وہ غلام ہے' پھر اس کا آقا آیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسے مجھے فروخت کردو' پھر آپ نے اسے دو سیاہ فام غلاموں کے عوض میں خرید لیا اس کے بعد نبی اکرم ﷺ جب بھی کسی سے بیعت لیتے تھے' تو اس سے دریافت کر لیتے تھے کہ کیا وہ غلام تو نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔
ہم اسے صرف ابوزبیر کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

غلام کی بیعت کا مسئلہ

عدمِ توجہ یا اتفاق کی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام سے بیعت ہجرت کی۔ غلام غالباً مکہ کا باشندہ تھا اور وہ مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ یہ سعادت بیعت حاصل کرنے والا غلام مسلمان تھا۔ اس لیے اس کے عوض آپ نے دو غلام دے کر اس کے آقا سے خرید لیا۔ اس واقعہ کے بعد جب تک غلام یا عدم غلام کی صورتحال واضح نہ ہو جاتی'' آپ بیعت نہیں کرتے تھے۔ جو غلام آپ نے خریدا وہ خوبصورت اور مسلمان تھا جبکہ اس کے عوض جو دو غلام اس کے آقا کو فراہم کیے تھے وہ سیاہ فام اور غیر مسلم تھے۔ ایک غلام کے عوض دو غلام فراہم کرنے یقین دہانی کی تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ بَيْعَةِ النِّسَآءِ

باب 35: خواتین سے بیعت لینا

1523 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ اُمَيْمَةَ بِنْتَ رُقَيْقَةَ تَقُوْلُ

1523- اخرجه النسائی (149/7) کتاب البیعة' باب: بیعة النساء وابن ماجه (959/2) کتاب الجهاد' باب: بیعة النساء حدیث (2874) ومالك (982/2) کتاب البیعة' باب: ما جاء فی البیعة' حدیث (2) والحمیدی (163/1) حدیث (241) واحمد (357/6) عن محمد بن المنکدر عن امیمة بنت رقیقة به.

متن حدیث: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ فَقَالَ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنَّا بِاَنْفُسِنَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْنَا قَالَ سُفْيَانُ تَعْنِيْ صَافِحْنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا قَوْلِيْ لِمِائَةِ امْرَاَةٍ كَقَوْلِيْ لِامْرَاَةٍ وَّاحِدَةٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَرَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ نَحْوَهٗ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ لَا اَعْرِفُ لِاُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَاُمَيْمَةُ امْرَاَةٌ اُخْرٰى لَهَا حَدِيْثٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ سیّدہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم خواتین نے نبی اکرم ﷺ کی بیعت کی تھی' آپ ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا: یہ بیعت اس حد تک ہوگی' جس کی تم میں استطاعت ہو' جس کی تم طاقت رکھتی ہو' تو میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہمارے بارے میں ہم سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ہم سے بیعت لیں۔

سفیان نامی راوی بیان کرتے ہیں: اس خاتون کی مراد یہ تھی کہ آپ اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں دیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: 100 عورتوں سے میرا کلام بھی ایک عورت کے ساتھ بات کرنے کی مانند ہے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' سیّدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ہم اس روایت کو صرف محمد بن منکدر سے منقول ہونے کے حوالے سے جانتے ہیں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر راویوں نے اسے محمد بن منکدر کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: میرے علم کے مطابق سیّدہ اُمیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے صرف یہی روایت منقول ہے۔

اُمیمہ نامی ایک اور خاتون بھی ہیں جن کے حوالے سے ایک حدیث منقول ہے۔

شرح

خواتین سے بیعت لینے کا مسئلہ

بیعت کا مفہوم یہ ہے کہ کسی عمل کے بارے میں پختہ معاہدہ کرنا تاکہ وہ عمل باقاعدگی اور تسلسل سے انجام پاتا رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت خواتین و حضرات سب سے لی جبکہ بیعت مختلف مواقع پر مختلف مقاصد کے لیے لی تھی۔ خواتین

سے بیعت اسلام اور اعمال صالحہ پر لی تھی۔ مردوں کی طرح اپنے ہاتھ میں ان کا ہاتھ لے کر نہیں کی بلکہ پردہ کی آڑ میں زبانی بیعت لی تھی۔ علاوہ ازیں ان سے انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی طور پر بیعت لی اور اعمال صالحہ کے حوالے سے ان کی استطاعت وقوت کے مطابق بیعت لی تھی۔ خواتین سے اعمال صالحہ پر بیعت کا مقصد انہیں عبادت وریاضت کا خوگر اور تا قیامت آنے والی خواتین کے لیے نمونہ عمل بنانا تھا۔

فائدہ نافعہ: خواتین کی طرف سے اصرار کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت سے احتراز واجتناب فرمایا حالانکہ خواتین آپ کی روحانی بیٹیاں ہیں' پھر بھی احتیاط کے پہلو کو ترک نہیں کیا۔ دور حاضر کے مشائخ اور سجادہ نشین حضرات کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی پیغام ہے کہ خواتین سے بغیر پردہ کے ملاقات نہ کی جائے اور ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت لینا حرام ہے۔ مرشد عام لوگوں کی طرح غیر محرم ہوتا ہے' لہٰذا اس سے پردہ بھی فرض ہے۔ مشائخ طریقت کا یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ خواتین سے بیعت لیتے وقت انہیں پردے کی آڑ میں عمامہ یا چادر یا رومال وغیرہ تھما کر بیعت لیتے ہیں۔ اگر زبانی کلامی بھی انہیں سلسلہ میں داخل کیا جائے اور ان سے بیعت لی جائے تب بھی جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ عِدَّةِ اَصْحَابِ بَدْرٍ

باب 36: اصحابِ بدر کی تعداد

1524 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی الْكُوْفِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ

متنِ حدیث: قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَصْحَابَ بَدْرٍ یَوْمَ بَدْرٍ كَعِدَّةِ اَصْحَابِ طَالُوْتَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ الثَّوْرِیُّ وَغَیْرُهٗ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ

◆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ یہ گفتگو کیا کرتے تھے' غزوہ بدر کے دن' اصحاب بدر کی تعداد' حضرت طالوت کے ساتھیوں جتنی تھی۔ یعنی وہ تین سو تیرہ افراد تھے۔

اِس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1524- اخرجه البخاری (339/7) كتاب المغازی' باب: عدة اصحاب بدر' حدیث (3957' 3959) وابن ماجه (944/2) كتاب الجهاد' باب: السرایا' حدیث (2828) واحمد (290/4) عن سفیان و اسرائیل وزهیر عن ابی اسحق السبیعی عن البراء به۔

سفیان ثوری اور دیگر راویوں نے اسے ابواسحاق سے روایت کیا ہے۔

شرح

شرکاء بدر کی تعداد کا مسئلہ

غزوہ بدر اسلام و کفر کا پہلا معرکہ تھا جس میں کفار کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی جبکہ ان کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ غزوہ بدر میں شامل ہونے والے مجاہدین کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم غزوہ بدر کے لیے روانہ ہوئے تو کچھ سفر طے کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کی تعداد معلوم کرنے کے لیے شمار کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ شمار کیے گئے تو تین سو تیرہ تھے۔ آپ نے دوبارہ شمار کرنے کا حکم دیا تو شمار کرنے کے دوران دور سے ایک شتر سوار نظر آیا جسے شمار کر کے تعداد تین سو پندرہ ہوگئی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ شرکاء بدر کی تعداد تین سو انیس تھی۔ ان روایات کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اگر شتر سوار اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شمار کر لیا جائے تو تعداد تین سو پندرہ تھی۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور شتر سوار کو شمار نہ کیا جائے تو شرکاء بدر کی تعداد تین سو تیرہ ہوگی۔ شرکاء میں چار کم سن لڑکے تھے: (۱) حضرت براء (۲) حضرت عبداللہ بن عمر (۳) حضرت جابر بن عبداللہ (۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اگر ان کو بھی شمار کر لیا جائے تو کل شرکاء کی تعداد تین سو انیس ہو جائے گی۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۷، ص ۲۲۶) مشہور روایت کے مطابق شرکاء بدر کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخُمُسِ

باب 37: خمس کا بیان!

1525 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ اٰمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ

قَالَ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عبدالقیس قبیلے کے وفد سے یہ فرمایا تھا: میں تم لوگوں کو

1525- اخرجه البخاری (157/1) كتاب الايمان' باب: اذا الخمس من الايمان' حديث (53) واطرافه (87'523'1398' 3095' 3510' 4368' 4269' 6176'7266'7556) ومسلم (146/1) كتاب الايمان' باب: الامر بالايمان بالله تعالیٰ ورسوله صلى الله عليه وسلم وشرائع الدين' حديث (17/23) وابو داؤد (355/2) كتاب الاشربة' باب: في الاوعية' حديث (3692) والنسائی (323/8) كتاب الاشربة' باب: الاخبار التی بها من اباح شراب السكر وابن خزيمة (6/4) كتاب الزكوٰة' باب: البيان ان ايتاء الزكوٰة من الايمان حديث (2245) احمد (23/3) عن ابی جمرة عن ابن عباس به.

یہ ہدایت کرتا ہوں، تمہیں جو مالِ غنیمت حاصل ہو اس کے پانچویں حصے کو ادا کرو۔

اس حدیث میں پورا واقعہ منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

شرح

مالِ غنیمت سے خمس وصول کرنے کا مسئلہ

قبیلہ ربیعہ سے متعلق وفد عبدالقیس کی قبیلہ مضر کے کفار سے جنگ کا سلسلہ جاری تھا۔ جب وفد قیس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو آپ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار امور سے منع کیا۔ جن امور کو بجالانے کا حکم دیا تھا ان میں سے ایک مالِ غنیمت سے خمس ادا کرنا تھا۔

جو اموال کفار سے وصول کیے جاسکتے ہیں ان کی دو اقسام ہو سکتی ہیں:

۱- مالِ غنیمت: یہ وہ مال ہے جو دشمن سے جنگ کے بعد مسلمانوں کے قبضہ میں آتا ہے۔

۲- مالِ فئی: یہ وہ مال ہے جو کفار سے جنگ کے بغیر ان سے وصول کیا جاتا ہے مثلاً جزیہ، خراج، جو مال کفار سے مصالحت کے عوض حاصل ہو اور وہ مال جو کفار چھوڑ کر فرار ہو گئے ہوں۔

کفار کا وہ مال جو بطور مالِ غنیمت مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اس کی تقسیم کاری سے قبل خمس (پانچواں حصہ) نکالا جائے گا جو بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے۔ اس کے پانچ مصارف ہیں۔ اس سلسلے میں ارشادِ ربانی ہے: اور یہ بات معلوم کرلو کہ جو چیز کفار سے بطور غنیمت تم کو ملے اس کا حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا پانچواں حصہ اور اس کے رسول کے لیے، رسول کے رشتہ داروں کے لیے، یتیموں کے لیے، غریبوں کے لیے اور مسافروں کے لیے"۔ (الانفال: ۴۱) اس ارشاد خداوندی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بطور تمہید ہے جبکہ اس کے پانچ مصارف یہ بیان کیے گئے ہیں:

۱- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حصہ کو اپنی ضروریات کے لیے استعمال کرتے تھے اور آپ کے وصال مبارک کے بعد یہ حصہ مصالح مسلمین کے لیے خرچ کیا جاتا تھا۔

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاء و اقارب: خمس کا دوسرا مصرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزا و اقارب لوگ ہیں۔ وہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے لوگ ہیں خواہ وہ امیر ہوں یا غریب، مرد ہوں یا خواتین اور ان میں سے جو مقروض ہو اس سے قرضہ بھی ادا کیا جاسکتا ہے یا کسی کی شادی پر بھی خرچ کیا جاسکتا ہے۔

۳- یتیم لوگ: وہ بچے جن کا باپ فوت ہو چکا ہو اور وہ غریب ہوں تو ان پر خرچ کیا جائے گا۔

۴- غرباء: وہ لوگ جو صاحب ثروت نہ ہوں اور ان کے پاس دولت بالکل نہ ہو۔

۵- مسافر لوگ: وہ لوگ جو حالت سفر میں ہوں اور اپنے وطن سے دور ہوں ان پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔

فائدہ نافعہ: (۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کا مصرف (حصہ) باقی نہیں رہا اور آپ کے اعزاء واقارب کا حصہ نصرت قدیم کی بنا پر جو تھا وہ بھی باقی نہیں ہے۔ تاہم اب خمس کے تین مصارف باقی ہیں:

(۱) یتامیٰ (۲) غرباء (۳) مسافروں

فائدہ نافعہ: (۲) امام وقت اپنی صوابدید کے مطابق خمس تمام مصارف یا بعض یا ایک پر صرف کر سکتا ہے جس طرح زکوٰۃ تمام مصارف زکوٰۃ پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے بعض کو بھی دی جا سکتی ہے اور ایک کو بھی دی جا سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ النُّهْبَةِ

باب 38: "نہبہ" حرام ہے

1526 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَتَقَدَّمَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَتَعَجَّلُوْا مِنَ الْغَنَائِمِ فَاطَّبَخُوا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُخْرَى النَّاسِ فَمَرَّ بِالْقُدُوْرِ فَاَمَرَ بِهَا فَاُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ بَيْنَهُمْ فَعَدَلَ بَعِيْرًا بِعَشْرِ شِيَاهٍ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبَايَةَ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَبِيْهِ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ وَهٰذَا اَصَحُّ

توضیح راوی: وَعَبَايَةُ بْنُ رِفَاعَةَ سَمِعَ مِنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ الْحَكَمِ وَاَنَسٍ وَّاَبِيْ رَيْحَانَةَ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَّجَابِرٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ اَيُّوْبَ

◆◆ عبایہ بن رفاعہ اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: کچھ جلد باز لوگوں نے جلدی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مالِ غنیمت میں (ملنے والے جانوروں کو) پکانا شروع کر دیا' نبی اکرم ﷺ پیچھے والے لوگوں کے ساتھ آ رہے تھے جب آپ ﷺ ہنڈیوں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ کے حکم کے تحت انہیں الٹا دیا گیا' پھر نبی اکرم ﷺ نے ان کے درمیان مالِ غنیمت کو تقسیم کیا' آپ نے ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دیا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اپنی سند کے حوالے سے' حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے' تاہم انہوں نے اس کی سند میں عبایہ کے والد کا ذکر نہیں کیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

عبایہ بن رفاعہ نامی راوی نے اپنے دادا حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ثعلبہ بن حکم رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1527 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنِ انْتَهَبَ فَلَيْسَ مِنَّا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس میں سے کچھ لے، اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے "غریب" ہے۔

شرح

تقسیم سے قبل مالِ غنیمت سے انتفاع کی ممانعت

مالِ غنیمت میں تمام شرکاء جہاد کا حق ہوتا ہے۔ اس کی تقسیم سے قبل اس سے انتفاع خیانت کے زمرے میں آتا ہے جو ناجائز اور حقوق تلفی ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ اصولوں کی پابندی اور حقوق العباد کے تحفظ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنڈیاں الٹا دینے کا حکم جاری کر دیا تھا۔ دوسری حدیث باب میں ایسی حرکت کرنیوالے شخص کی وعید و مذمت صراحت سے بیان کی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والے اور لوٹ مار کرنے والے کے بارے میں فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں ہے، گویا آپ نے ایسے شخص سے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور عدم تعلق کا اعلان کر کے اس کی مذمت بھی بیان فرمائی۔

سوال: قربانی کے جانوروں میں شمولیت یا عدم شمولیت کے حوالے سے مسئلہ یہ ہے کہ بکرا ایک شخص کی طرف سے بطور قربانی ذبح کیا جائے گا جبکہ گائے اور اونٹ میں سات آدمی شامل ہو سکتے ہیں۔ پہلی حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک اونٹ کی قربانی میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں، تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب: گائے کی طرح اونٹ میں بھی بطور قربانی سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور اس سے زائد نہیں۔ اونٹ کی قربانی دس آدمیوں کی طرف سے کرنے سے مراد نفلی قربانی ہے، واجب نہیں ہے۔ نفلی قربانی میں دس کجا دس ہزار بلکہ دس لاکھ افراد کو شامل کیا جا

1527- اخرجه احمد (140/3, 197) وانفرد الترمذی عن السته به' انظر تحفة الاشراف (152/1) حديث (479) عن معمر عن ثابت عن انس به۔

سکتا ہے۔ مثلاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے موقع پر دو بکرے ذبح فرمائے۔ ان میں سے ایک اپنی طرف سے جو بطور قربانی واجب تھا جبکہ دوسرا اپنے ان امتیوں کی طرف سے جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس مسئلہ کی مزید تائید دیگر روایات سے بھی ہوتی ہے جو معتبر کتب حدیث کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں قربانی مراد نہیں ہے' بلکہ مالِ غنیمت مراد ہے یعنی مالِ غنیمت میں آنے والا اونٹ دس آدمیوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّسْلِيْمِ عَلٰى اَهْلِ الْكِتَابِ

باب 39: اہلِ کتاب کو سلام کرنا

1528 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا تَبْدَئُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى بِالسَّلَامِ وَاِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِي الطَّرِيْقِ فَاضْطَرُّوْهُمْ اِلٰى اَضْيَقِهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ وَّاَبِيْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ لَا تَبْدَئُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّمَا مَعْنَى الْكَرَاهِيَةِ لِاَنَّهٗ يَكُوْنُ تَعْظِيْمًا لَهُمْ وَاِنَّمَا اُمِرَ الْمُسْلِمُوْنَ بِتَذْلِيْلِهِمْ وَكَذٰلِكَ اِذَا لَقِيَ اَحَدَهُمْ فِي الطَّرِيْقِ فَلَا يَتْرُكِ الطَّرِيْقَ عَلَيْهِ لِاَنَّ فِيْهِ تَعْظِيْمًا لَهُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور جب تمہارا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ راستے میں سامنا ہو' تو اسے تنگ راستے کی طرف جانے پر مجبور کرو۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں' ان سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حدیث کے الفاظ کہ یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام میں پہل نہ کرو بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: یہ کراہیت کا مفہوم رکھتے ہیں' کیونکہ اس صورت میں ان کی تعظیم ظاہر ہوتی ہے اور مسلمانوں کو ان کی تذلیل کا حکم دیا گیا ہے۔

1528- اخرجه مسلم (7/332- الابی) کتاب الاسلام' باب: النهی عن ابتداء اهل الکتاب بالسلام' حديث (2167/14-13) وابو داؤد (2/773) کتاب الادب باب فی السلام علی اهل الذمة حديث (5205) واحمد (2/263'266' 346'444) عن سهيل بن ابی صالح عن ابی صالح عن ابی هريرة به.

اسی طرح جب کوئی مسلمان کسی یہودی یا عیسائی سے راستے میں ملے تو اس کے لیے راستہ نہ چھوڑے کیونکہ اس میں بھی ان کی تعظیم ہوگی۔

1529 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ الْيَهُوْدَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَحَدُهُمْ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ عَلَيْكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی یہودی تمہیں سلام کرے اور السام علیکم (تمہیں موت آئے) کہے تو علیک (یعنی تم کو بھی) کہہ دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اہل کتاب کو سلام کہنے اور جواب دینے کا طریقہ

مدینہ طیبہ کے اطراف میں کثیر تعداد میں یہودی لوگ آباد تھے۔ جب وہ مسلمانوں سے ملتے تو انہیں السلام علیکم کے بجائے السام علیکم (تمہیں موت آئے) کہہ کر آگے بڑھ جاتے۔ اس بارے میں بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس حرکت کے بارے میں فرمایا: تم لوگ ان کے جواب میں صرف وعلیکم کہہ دیا کرو۔ علاوہ ازیں آپ نے فرمایا: تم پیشگی انہیں ''السلام علیکم'' نہ کہو بلکہ جونہی انہیں آتے ہوئے دیکھو تو انہیں دائیں بائیں مڑنے پر مجبور کر دو۔

فائدہ نافعہ: نصاریٰ، کفار، مشرکین، ہندوؤں، سکھوں اور دیگر کفار کو سلام کہنے اور جواب دینے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْمُقَامِ بَيْنَ اَظْهُرِ الْمُشْرِكِيْنَ

باب 40: مشرکین کے درمیان رہنا مکروہ ہے

1530 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ

1529- اخرجه البخاری (293/12) كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، حديث (6928) ومسلم (328/7 الابی) كتاب السلام، باب: النهی عن ابتداء اهل الكتاب بالاسلام، حديث (2164/8) وابو داؤد (774/2) كتاب الادب: باب فی الاسلام علی اهل الذمة، حديث (5206) ومالك (920/6) كتاب الاسلام، باب: ما جاء فی الاسلام علی اليهودی والنصرانی حديث (3) والدارمی (276/2) كتاب الاستئذان: باب: فی رد السلام علی اهل الكتاب، والحميدی (290/2) حديث (656) واحمد (58،19،9/2) عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر به.

1530- اخرجه ابوداؤد (52/2) كتاب الجهاد، باب: النهی عن قتل من اعتصم بالسجود حديث 2645) والنسائی (36/8) كتاب القسامة، باب: القود بغير حديدة من طريق قيس بن ابی حازم عن جرير بن عبد الله به.

جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً اِلٰى خَثْعَمٍ فَاعْتَصَمَ نَاسٌ بِالسُّجُوْدِ فَاَسْرَعَ فِيْهِمُ الْقَتْلَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ لَهُمْ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ اَنَا بَرِيْءٌ مِّنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيْمُ بَيْنَ اَظْهُرِ الْمُشْرِكِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلِمَ قَالَ لَا تَرَايَا نَارَاهُمَا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ جَرِيْرٍ وَّهٰذَا اَصَحُّ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَمُرَةَ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَكْثَرُ اَصْحَابِ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً وَّلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ جَرِيْرٍ وَّرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ

قولِ امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ الصَّحِيْحُ حَدِيْثُ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ

حدیثِ دیگر: وَرَوٰى سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَاكِنُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَلَا تُجَامِعُوْهُمْ فَمَنْ سَاكَنَهُمْ اَوْ جَامَعَهُمْ فَهُوَ مِثْلُهُمْ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خثعم قبیلے کی طرف ایک جنگی مہم روانہ کی کچھ لوگوں نے سجدے کے ذریعے بچنے کی کوشش کی لیکن مسلمانوں نے انہیں تیزی سے قتل کر دیا اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کی نصف دیت ادا کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: میں ایسے ہر مسلمان سے بری الذمہ ہوں جو مشرکین کے درمیان رہتا ہو لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کس وجہ سے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: (انہیں ایک دوسرے سے اتنا دور رہنا چاہیے) کہ ایک کی آگ دوسرے کو نظر نہ آئے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس کی سند میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں ہے اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

اس بارے میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

اسماعیل نامی راوی کے اکثر شاگردوں نے اسے اسماعیل کے حوالے سے قیس بن ابوحازم کے حوالے سے نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے ایک مہم روانہ کی انہوں نے اس کی سند میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

حماد بن سلمہ نامی راوی نے حجاج بن ارطاۃ کے حوالے سے اسمٰعیل بن ابوخالد کے حوالے سے' قیس کے حوالے سے' حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسی طرح روایت نقل کی ہے جیسے ابومعاویہ نے نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: مستند روایت وہ ہے' جسے قیس نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے "مرسل" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے' مشرکین کے ساتھ رہائش اختیار نہ کرو ان کے ساتھ میل جول نہ رکھو جو شخص ان کے ساتھ رہائش اختیار کرے' اور ان کے ساتھ میل جول رکھے وہ بھی ان کی مانند ہوگا۔

شرح

مشرکین کے درمیان رہائش اختیار کرنے کی ممانعت

جب مسلمانوں اور کافروں کے درمیان مخالفت کا سلسلہ شدت اختیار کر جائے یا جنگ جاری ہو' تو مخلوط آبادی نہیں ہونی چاہیے تاکہ فسادات کی صورت میں صورتحال پر قابو پایا جاسکے اور نقصان سے بچا جاسکے۔ مثلاً غیر مسلموں کے محلّہ میں چند مسلمان رہائش پذیر ہوں' تو فساد کی صورت میں کفار بڑی آسانی سے ان کا جانی و مالی نقصان کر سکتے ہیں اور صورتحال پر قابو پانے کے لیے پولیس کو بھی دشواری پیش آئے گی۔ اسی طرح مسلمانوں کے محلّہ میں چند غیر مسلم آباد ہوں' تو فساد کی صورت میں مسلمان بھی ان کا جانی و مالی نقصان کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔ اس لیے امتیاز پیدا کرنے اور نقصان سے بچنے کے لیے ہدایت کی گئی ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کی رہائشگاہیں مخلوط نہ ہوں بلکہ فاصلے پر ہونی چاہئیں۔

قبیلہ خثعم کے ساتھ جنگ کے دوران کچھ لوگوں نے سجدہ کر کے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کی جسے مقابل کے مسلمان نہ سمجھ سکے اور انہیں قتل کر دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورتحال کا علم ہوا تو اظہار افسوس کیا اور نصف دیت دینے کا اعلان کیا اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا کہ جو مسلمان' کفار کے درمیان رہتے ہیں وہ ان سے الگ ہو جائیں ورنہ آئندہ ایسا واقعہ پیش آنے پر دیت ہرگز ادا نہیں کی جائے گی بلکہ مسلمان اپنے قتل کا خود ذمہ دار ہوگا۔ مسلمانوں اور غیر مسلموں کی آبادی اتنے فاصلے پر ہونی چاہیے کہ رات کے وقت بھی دونوں میں امتیاز ہو سکے۔

دوسری حدیث باب میں ان مسلمانوں سے اظہار ناراضگی کرنے کے ساتھ زبان نبوت سے ان کی مذمت بھی بیان کی گئی ہے جو غیر مسلموں کے ساتھ مل کر رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: من جامع المشرك وسكن معه فانه مثله (سنن ابی داؤد' رقم الحدیث ۲۷۸۸) جس شخص نے مشرک کے ساتھ رہائش اختیار کرنا پسند کیا تو وہ اس کی مثل ہے"۔ علاوہ ازیں مخلوط آبادی کی وجہ سے مسلمانوں کے بچوں' نوجوانوں اور اسلامی ماحول پر غیر مسلموں کا معاشرتی اثر پڑے گا جو مسلمانوں کی شایان شان نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِخْرَاجِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ

باب 41: یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینا

1531 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ

عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَئِنْ عِشْتُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ لَاُخْرِجَنَّ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اگر میں زندہ رہا اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دوں گا۔

1532 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ وَّعَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَیْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ اَخْبَرَنِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

متن حدیث: لَاُخْرِجَنَّ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ فَلَا اَتْرُكُ فِیْهَا اِلَّا مُسْلِمًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بتایا: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: عنقریب یہودیوں' عیسائیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دوں گا' اور یہاں صرف مسلمانوں کو رہنے دوں گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

یہود ونصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کا مسئلہ

زبان نبوت سے یہ اعلان کیا گیا کہ یہود ونصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دیا جائے گا۔ دوسری حدیث باب میں صراحت ہے کہ آئندہ ان لوگوں کو جزیرۃ العرب سے نکال باہر کیا جائے گا۔ اس اعلان کے وقت اسلامی حکومت کا دائرہ صرف جزیرۃ العرب تک محدود تھا۔ اہل کتاب باقاعدہ شہری تھے اور شہریوں کو سلطنت سے باہر نکالنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں تیز رفتاری سے فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا جس کے نتیجہ میں اسلامی حکومت کا دائرہ جزیرۃ العرب کے باہر تک پھیل گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کے مطابق یہود ونصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے باہر نکال دیا گیا لیکن وہ پھر بھی اسلامی حکومت کے باقاعدہ شہری رہے۔ اس طرح انہیں مقام ''ذرعات'' پر آباد کیا گیا لیکن اسلامی حکومت سے باہر نہیں نکالا گیا تھا۔

1531- اخرجہ مسلم (366/6) کتاب الجہاد والسیر' باب: اخراج الیہود والنصاری من جزیرۃ العرب' حدیث (1767/63) وابو داؤد (180/2) کتاب الخراج والفیء والامارۃ' باب: فی اخراج الیہود من جزیرۃ العرب' حدیث (3030) واحمد (32،29/1) (345/3) عن ابی الزبیر عن جابر عن عمر بن الخطاب بہ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي تَرِكَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 42: نبی اکرم ﷺ کے ترکہ کا بیان

1533 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: جَاءَتْ فَاطِمَةُ اِلٰى اَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ مَنْ يَرِثُكَ قَالَ اَهْلِي وَوَلَدِي قَالَتْ فَمَا لِي لَا اَرِثُ اَبِي فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا نُورَثُ وَلٰكِنِّي اَعُولُ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُولُهُ وَاُنْفِقُ عَلٰى مَنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ

فی الباب: قَالَ اَبُو عِيسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّسَعْدٍ وَّعَائِشَةَ

حکمِ حدیث: وَحَدِيثُ اَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اختلافِ سند: اِنَّمَا اَسْنَدَهُ حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا رَوَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اِلَّا حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ وَرَوٰى عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَ رِوَايَةِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور دریافت کیا: آپ کا وارث کون ہوگا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میری بیوی اور میرے بچے' سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں: پھر کیا وجہ ہے؟ میں اپنے والد کی وارث نہیں بن رہی' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا (پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا) لیکن میں ان تمام لوگوں کی کفالت کرتا رہوں گا' جن کی نبی اکرم ﷺ کفالت کیا کرتے تھے اور میں ان تمام لوگوں کا خرچ فراہم کروں گا جن کا نبی اکرم ﷺ خرچ فراہم کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ' حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

حماد بن سلمہ اور عبدالوہاب بن عطاء نے اسے محمد بن عمرو کے حوالے سے' ابوسلمہ کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

1533- اخرجه المصنف فی کتابه الشمائل المحمدیه (ص 56) حدیث (401) واحمد (1/10-13)' و (2/353) والبیهقی فی سنة (6/302) من طریق حماد بن سلمة عن محمد بن عمرو عن ابی هریرة به.

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: میرے علم کے مطابق' صرف حماد بن سلمہ نے اسے محمد بن عمرو' ابوسلمہ کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

عبدالوہاب بن عطاء نے محمد بن عمرو' ابوسلمہ کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے' حماد بن سلمہ کی نقل کردہ روایت کی مانند روایت نقل کی ہے۔

1534 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ فَاطِمَةَ جَائَتْ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَسْاَلُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنِّيْ لَا اُوْرَثُ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَا اُكَلِّمُكُمَا اَبَدًا فَمَاتَتْ وَلَا تُكَلِّمُهُمَا

مذاہبِ فقہاء: قَالَ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى مَعْنَى لَا اُكَلِّمُكُمَا تَعْنِيْ فِيْ هٰذَا الْمِيْرَاثِ اَبَدًا اَنْتُمَا صَادِقَانِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئیں' تاکہ نبی اکرم ﷺ سے اپنی وراثت' طلب کریں۔ ان دونوں حضرات نے یہ بات بیان کی۔ ہم نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میرا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ دونوں حضرات کے ساتھ کبھی کلام نہیں کروں گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اُس کے بعد مرتے دم تک سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان دونوں حضرات کے ساتھ کبھی کلام نہیں کیا۔

شیخ علی بن عیسیٰ فرماتے ہیں: روایت کے الفاظ کا مطلب یہ ہے: میں وراثت کے اس مسئلے میں آئندہ کبھی آپ سے بات نہیں کروں گی' کیونکہ آپ دونوں حضرات سچے ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

1535 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ

1534- اخرجه احمد (10/1) انظر السابق عن ابي سلمة ان فطامة قالت لابي بكر به.

1535- اخرجه البخاري (227/6) كتاب فرض الخمس: باب: فرض الخمس' حديث (3094) ومسلم (336/6' الابي) كتاب الجهاد والسير' باب: حكم الفيء (1757/49) وابو داؤد (153/2) كتاب الخراج والفيء' باب: في صفايا رسول الله صلى الله عليه وسلم من الاموال' حديث (2963) والنسائي (135/7' 137) كتاب قسم الفيء واحمد (25/1' 48' 164' 179' 191) عن الزهري' عن مالك بن اوس بن الحدثان عن عمر به.

متن حدیث: قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَدَخَلَ عَلَيْهِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ ثُمَّ جَآءَ عَلِیٌّ وَّالْعَبَّاسُ يَخْتَصِمَانِ فَقَالَ عُمَرُ لَهُمْ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِیْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا وَلِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتَ اَنْتَ وَهٰذَا اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ تَطْلُبُ اَنْتَ مِيْرَاثَكَ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ وَيَطْلُبُ هٰذَا مِيْرَاثَ امْرَاَتِهٖ مِنْ اَبِيْهَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهٗ صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِّلْحَقِّ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ

◆◆ مالک بن اوس بن حدثان بیان کرتے ہیں: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی وہاں آ گئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی وہاں آئے وہ دونوں کسی بات پر تکرار کر رہے تھے حضرت رضی اللہ عنہ عمر نے ان سے کہا میں آپ لوگوں کو اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس کے حکم کے تحت آسمان اور زمین قائم ہیں کیا آپ حضرات یہ بات جانتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ کر جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے' انہوں نے جواب دیا: جی ہاں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا: میں اللہ تعالیٰ کے رسول کا نائب ہوں اس وقت آپ اور یہ صاحب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ نے اپنے بھتیجے کی وراثت کے بارے میں سوال کیا اور ان صاحب نے اپنی اہلیہ کی ان کے والد سے ملنے والی وراثت کا مطالبہ کیا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ کر جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے: وہ (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) سچے تھے' نیک تھے' ہدایت یافتہ تھے' حق کے پیروکار تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں طویل قصہ منقول ہے۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کا مسئلہ

جب کوئی نبی وصال فرماتا ہے' تو وہ عام لوگوں کی طرح ورثاء کے لیے درہم و دینار چھوڑ کر نہیں جاتا بلکہ ان کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ کے ترکہ کا کوئی وارث نہ ہوا۔ تاہم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان کیا: جن لوگوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفالت فرماتے تھے میں ان کی کفالت کروں گا اور جن لوگوں کے اخراجات آپ

برداشت فرماتے تھے میں ان کے اخراجات برداشت کروں گا۔ اس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ازواج النبی آل اطہار اور اعزاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل کفالت فرماتے رہے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے اخراجات برداشت کرتے رہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اِنَّ هٰذِهٖ لَا تُغْزَى بَعْدَ الْيَوْمِ

باب 43: نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا تھا آج کے دن کے بعد اس (شہر مکہ میں) جنگ نہیں کی جائے گی

1536 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ الْبَرْصَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: لَا تُغْزَى هٰذِهٖ بَعْدَ الْيَوْمِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّسُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ وَّمُطِيْعٍ

وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَهُوَ حَدِيْثُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ فَلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِهٖ

◆◆ حضرت حارث بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو فتح مکہ کے دن یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: آج کے دن کے بعد قیامت تک اس پر حملہ نہیں کیا جائیگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ اور حضرت مطیع رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

زکریا بن ابوزائدہ نے شعبی کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے یہ صرف انہی کے حوالے سے منقول ہے۔

شرح

مکہ مکرمہ امن وآشتی کا گہوارہ

فتح سے قبل مکہ مکرمہ پر کفار و مشرکین کا تسلط تھا لیکن فتح مکہ کے بعد ان کا تسلط ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ قرآن کریم نے اسے امن وآشتی کا گہوارہ قرار دیتے ہوئے فرمایا: من دخلہ کان آمنا یعنی جو شخص بھی مکہ میں داخل ہوگا وہ امن والا ہو جائیگا۔ حضور

1536- اخرجه الحميدي حديث (572) واحمد (412/3)' (343/4) قال يزيد: اخبرنا' وقال الاخرون' حدثنا زكريا' بن ابي زائدة' عن الشعبي عن الحارث بن مالك بن البرصاء به.

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اعلان فرمایا مکہ مکرمہ تا قیامت مسلمانوں کے قبضہ میں رہے گا اور اس پر کافروں کا کبھی تسلط نہیں ہوگا۔

کعبہ اور بیت المقدس دونوں محترم اور اللہ تعالیٰ کے معزز گھر ہیں۔ دونوں کو قبلہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور ان کی تعمیر میں انبیاء کرام علیہم السلام نے باقاعدہ حصہ لیا ہے۔ کعبہ پر کبھی کفار کا ایسا تسلط نہیں ہوگا' جسے فتح کرنے یا آزاد کرانے کے لیے جنگ کرنا پڑے۔ کعبہ ہمیشہ امن وامان کا محور رہا ہے اور رہے گا جبکہ بیت المقدس ہمیشہ کشت وخون کا منظر پیش کرتا رہا اور رہ رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ کعبہ کو تو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فتح کیا تھا جبکہ بیت المقدس کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فتح کیا تھا۔ جس طرح معلم اور تلامذہ کی خدمات اور کارناموں میں فرق ہوتا ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کے کارناموں اور خدمات میں امتیاز ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِيْ يُسْتَحَبُّ فِيهَا الْقِتَالُ

باب 44: وہ گھڑی جس میں قتال کرنا مستحب ہے

1537 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ

متنِ حدیث: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ اَمْسَكَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتْ قَاتَلَ فَاِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ اَمْسَكَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ قَاتَلَ حَتَّى الْعَصْرِ ثُمَّ اَمْسَكَ حَتّٰى يُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ يُقَاتِلُ قَالَ وَكَانَ يُقَالُ عِنْدَ ذٰلِكَ تَهِيجُ رِيَاحُ النَّصْرِ وَيَدْعُو الْمُؤْمِنُوْنَ لِجُيُوْشِهِمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ بِاِسْنَادٍ اَوْصَلَ مِنْ هٰذَا

توضیح راوی: وَقَتَادَةُ لَمْ يُدْرِكِ النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ وَّمَاتَ النُّعْمَانُ بْنُ مُقَرِّنٍ فِيْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

◆◆ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوہ میں شرکت کی ہے' جب صبح صادق ہو جاتی تو سورج نکلنے تک نبی اکرم ﷺ جنگ شروع نہیں کرتے تھے جب وہ نکل آتا تھا تو جنگ شروع کر دیتے تھے اور جب دوپہر کا وقت ہو جاتا تو آپ جنگ سے رک جاتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تو پھر آپ جنگ شروع کر دیتے تھے' یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو جاتا تو آپ پھر رک جاتے تھے۔ پھر آپ عصر کی نماز ادا کرتے تھے پھر جنگ شروع کر دیتے تھے اور اس وقت کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا: اس وقت مدد کی ہوا چلتی ہے اور اس دوران اہلِ ایمان اپنی نمازوں میں اپنے لشکروں کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔

یہی روایت حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دیگر سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' جو اس کے مقابلے میں زیادہ موصول ہے۔

قتادہ نامی راوی نے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا کیونکہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کا انتقال حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران ہوگیا تھا۔

1538 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ وَّالْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ

متنِ حدیث: اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَ النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ اِلَى الْهُرْمُزَانِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ فَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ مُقَرِّنٍ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اِذَا لَمْ يُقَاتِلْ اَوَّلَ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ وَيَنْزِلَ النَّصْرُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَعَلْقَمَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ اَخُوْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ

◆◆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے: انہوں نے نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو ہرمزان کی طرف بھیجا۔

اس کے بعد انہوں نے طویل حدیث نقل کی ہے۔

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ (جنگوں میں) شریک ہوا ہوں آپ دن کے ابتدائی حصے میں جنگ نہیں کرتے تھے اور انتظار کرتے رہتے تھے' یہاں تک کہ جب سورج ڈھل جاتا اور ہوائیں چلنے لگتیں اور مدد نازل ہوتی (اس وقت جنگ شروع کرتے تھے)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

علقمہ بن عبداللہ نامی راوی بکر بن عبداللہ مزنی کے بھائی ہیں۔

شرح

جہاد کرنے کے اوقات مستحبہ

جب دشمن اسلامی سلطنت پر حملہ آور ہو جائے تو کسی وقت کا انتظار کیے بغیر اس کا دفاع کیا جا سکتا ہے' تاکہ وہ مسلمانوں کا جانی و مالی نقصان کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ تاہم جب دشمن سے جہاد کرنا اختیار میں ہو' تو اوقات مستحبہ میں دشمن سے جہاد کیا جائے گا۔ جہاد کے اوقات مستحبہ احادیث باب میں بیان کیے گئے ہیں: (۱) جب آفتاب طلوع ہو جائے اور زمین خوب روشن ہو جائے تا وقتِ زوال (۲) زوال کا وقت ختم ہونے پر دوپہر کا کھانا کھانے اور نماز ظہر کے بعد تا نماز عصر (۳) نماز عصر ادا کرنے کے بعد تا نماز مغرب۔ جہاد کے لیے ان اوقات کے انتخاب میں حکمت یہ ہے کہ موسم خوشگوار ہوتا ہے۔ مجاہدین جہاد کے ساتھ حقوق اللہ کی بجا

1538- اخرجه ابوداؤد (49/3) كتاب الجهاد' باب: في اي وقت يستحب اللقاء' حديث (2655) واحمد (444/5) من طريق حماد بن سلمة' عن ابي عمران الجوني' عن علقمة بن عبد الله المزني' عن معقل بن يسار عن النعمان بن مقرن' فذكره۔

آوری کا فریضہ بھی انجام دے سکتے ہیں اور کامیابی کے لیے دعائیں بھی کرسکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الطِّيَرَةِ

باب 45: طیرہ کا بیان

1539 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عِيْسٰى بْنِ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَلطِّيَرَةُ مِنَ الشِّرْكِ وَمَا مِنَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَحَابِسٍ التَّمِيْمِيِّ وَعَآئِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَعْدٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَّرَوٰى شُعْبَةُ اَيْضًا عَنْ سَلَمَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ

قولِ امام بخاری: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ كَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ يَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَمَا مِنَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ قَالَ سُلَيْمَانُ هٰذَا عِنْدِيْ قَوْلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّمَا مِنَّا

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: طیرہ شرک ہے ہم میں سے ہر شخص کو اس کا خیال آتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے توکل کو ختم کر دیتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت حابس تمیمی رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ہم اس روایت کو صرف سلمہ بن کہیل کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شعبہ نے بھی اس روایت کو سلمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے سلیمان بن حرب نے یہ بات بیان کی ہے۔ روایت کے یہ الفاظ: ''ہم میں سے ہر شخص''۔ سلیمان کہتے ہیں: میرا یہ خیال ہے یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

1540 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَاُحِبُّ الْفَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْفَالُ قَالَ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ

1539- اخرجه ابوداؤد (409/2) كتاب الطب، باب: في الطيرة، حديث (3910) وابن ماجه (1170/2) كتاب الطب، باب: من كان يعجبه الفال ويكره الطيرة، حديث (3538) واحمد (389/1-438-440) عن سلمة بن كهيل، عن عيسىٰ بن عاصم، عن زر بن حبيش، عن عبد الله بن مسعود به.

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بیماری کے متعدی ہونے اور بدفالی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ البتہ میں فال کو پسند کرتا ہوں' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! فال سے مراد کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھی بات۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1541 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهُ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَةٍ اَنْ يَّسْمَعَ يَا رَاشِدُ يَا نَجِيْحُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ جب آپ کسی کام کے لیے نکلیں تو آپ یہ الفاظ سنیں۔

''اے ٹھیک راستہ پانے والے! اے کامیاب شخص!''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔

شرح

بدشگونی اور بدفالی لینے کی مذمت

لفظ: ''طیرۃ'' کا اطلاق ''شگون'' پر ہوتا ہے' خواہ وہ اچھا ہو یا برا۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کو 'بدشگونی'' کے ساتھ مخصوص کر دیا جبکہ اچھے شگون کے لیے لفظ: ''فال'' استعمال فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ''فال'' کے مفہوم کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے: اچھی بات۔

اسلام نے بدشگونی اور بدفالی لینے سے منع کیا ہے' تاہم نیک فالی کی اجازت دی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بدشگونی اور بدفالی کے سبب انسان وساوس کا شکار ہو جاتا ہے اور بعض اوقات وساوس مرض کی شکل بھی اختیار کر جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے باعث انسان اللہ تعالیٰ سے بدظن ہو کر اس کا منکر بھی بن سکتا ہے' لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے' تاکہ ایمان جیسی دولت محفوظ رہ سکے۔ اس کے برعکس نیک فالی میں یہ خرابیاں ہرگز نہیں ہیں' لہٰذا یہ جائز ہے۔

1540- اخرجه البخاري (254/10) كتاب الطب' باب: لا عدوى' حديث (5776) ومسلم (4207/7) كتاب السلام' باب: الطيرة والفال' وما يكون فيه من الشوم' حديث (2224/112) وابو داؤد (411/2) كتاب الطب' باب في الطيرة' حديث (3916) وابن ماجه (1170/2) كتاب الطب' باب: من كان يعجبه الفال ويكره الطيرة' حديث (3537) واحمد (130/3'173'251'275) عن قتادة' عن انس به۔

لفظ: "عدوی" کا معنی ہے: چھوت چھات ایک مریض سے دوسرے کو مرض لگنا اور مرض کا تعدیہ ہونا' اسلام اسے تسلیم نہیں کرتا یعنی اس کی ذاتی تاثیر کو نہیں مانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں اعلان رمایا: متعدی بیماری اور بدفالی کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے' البتہ میں فال کو پسند کرتا ہوں۔"

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لیے روانہ ہوتے تو یہ الفاظ سننا پسند فرماتے تھے: یَارَاشِدُ یَا نَجِیْحُ ۔اے اچھا راستہ پانے والے! اے کامیاب شخص!

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ وَصِیَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْقِتَالِ

باب 46: جنگ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی تلقین

1542 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَعَثَ اَمِيْرًا عَلٰى جَيْشٍ اَوْصَاهُ فِیْ خَاصَّةِ نَفْسِهٖ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا وَّقَالَ اغْزُوا بِسْمِ اللّٰهِ وَفِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ وَلَا تَغُلُّوا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا فَاِذَا لَقِيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ اِلٰى اِحْدٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ اَوْ خِلَالٍ اَيَّتُهَا اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ وَادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَالتَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ اِلٰى دَارِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ اِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَاِنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ وَاِنْ اَبَوْا اَنْ يَّتَحَوَّلُوْا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ يَكُوْنُوْا كَاَعْرَابِ الْمُسْلِمِيْنَ يَجْرِیْ عَلَيْهِمْ مَا يَجْرِیْ عَلَى الْاَعْرَابِ لَيْسَ لَهُمْ فِی الْغَنِيْمَةِ وَالْفَیْءِ شَیْءٌ اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدُوْا فَاِنْ اَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَقَاتِلْهُمْ وَاِذَا حَاصَرْتَ حِصْنًا فَاَرَادُوْكَ اَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهٖ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهٖ وَاجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَمَ اَصْحَابِكَ لِاَنَّكُمْ اِنْ تُخْفِرُوْا ذِمَّتَكُمْ وَذِمَمَ اَصْحَابِكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهٖ وَاِذَا حَاصَرْتَ اَهْلَ حِصْنٍ فَاَرَادُوْكَ اَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ فَلَا تُنْزِلُوْهُمْ وَلٰكِنْ اَنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِیْ اَتُصِيْبُ حُكْمَ اللّٰهِ فِيْهِمْ اَمْ لَا اَوْ نَحْوَ هٰذَا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْبَابِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ

حکم حدیث: وَحَدِيْثُ بُرَيْدَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ وَزَادَ فِيْهِ فَاِنْ اَبَوْا فَخُذْ مِنْهُمُ الْجِزْيَةَ فَاِنْ اَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ عَلَيْهِمْ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا رَوَاهُ وَكِيْعٌ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَرَوٰى غَيْرُ مُحَمَّدِ بْنِ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

بْنِ مَهْدِيٍّ وَذَكَرَ فِيهِ أَمْرَ الْجِزْيَةِ

سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کسی شخص کو کسی لشکر کا امیر بنا کر روانہ کرتے تو اس شخص کو اس کی اپنی ذات کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور دیگر مسلمانوں کے بارے میں بھلائی کی تلقین کرتے آپ ﷺ یہ ارشاد فرماتے:

"اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کا آغاز کرو اور ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا ہے۔ اور مالِ غنیمت میں چوری نہ کرو' عہد شکنی نہ کرو' مثلہ نہ کرو' بچوں کو قتل نہ کرو' جب تمہارا اپنے مشرک دشمن سے سامنا ہو' تو اسے تین میں سے کسی ایک کو قبول کرنے کی دعوت دو وہ ان میں سے جس بات کو مان جائیں تم ان کی طرف سے اسے قبول کرو اور ان کے ساتھ جنگ کرنے سے رک جاؤ تم انہیں' اسلام کی دعوت دو اور اس بات کی کہ وہ اپنے علاقے کو چھوڑ کر مہاجرین کے علاقے میں آ جائیں اور انہیں یہ بتاؤ کہ اگر انہوں نے ایسا کر لیا تو انہیں وہ سب کچھ ملے گا' جو مہاجرین کو حاصل ہے اور ان پر وہ تمام ادائیگیاں لازم ہوں گی جو مہاجرین پر لازم ہیں تاہم اگر وہ وہاں جانے سے انکار کر دیں تو تم انہیں یہ بتا دینا کہ تم لوگ دیہاتی مسلمانوں کی طرح رہ سکتے ہو تم پر بھی وہ حکم جاری ہوگا' جو دیگر دیہاتی مسلمانوں پر جاری ہوتا ہے لیکن انہیں جہاد میں شریک ہونا پڑے گا۔ اگر وہ لوگ اس سے بھی انکار کر دیں تو تم اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے ان کے ساتھ جنگ شروع کرو' پھر تم اگر کسی قلعے کا محاصرہ کرو اور قلعہ والے تم سے اللہ' اور اس کے رسول ﷺ کی پناہ مانگیں تو تم انہیں اللہ' اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر پناہ نہ دینا بلکہ تم اپنی طرف سے اور اپنے لشکر کی طرف سے پناہ دینا کیونکہ اگر تم عہد شکنی کرتے ہو' تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر دیے گئے پیمان کو توڑنے کے مقابلے میں تمہارا اپنے پیمان کو توڑنا بہتر ہے اسی طرح اگر وہ لوگ یہ کہیں: تم ان کے بارے میں اللہ' اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرو تو تم ایسا نہ کرنا بلکہ اپنے ذاتی فیصلے کے مطابق فیصلہ کرنا کیونکہ تم یہ بات نہیں جانتے کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے؟ اور کیا تم اس کے مطابق فیصلہ کر رہے ہو یا نہیں؟ (راوی کو شک ہے یا شاید اسی کی مانند کچھ منقول ہے)۔

اس بارے میں حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے' حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

وہ اس بات کا انکار کریں تو تم ان سے جزیہ وصول کرنا اگر وہ اس کا بھی انکار کریں تو تم ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا۔

وکیع اور دیگر راویوں نے سفیان کے حوالے سے اس طرح نقل کیا ہے۔

محمد بن بشار کے علاوہ دیگر راویوں نے اسے عبدالرحمٰن بن مہدی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس میں جزیہ کا تذکرہ کیا ہے۔

1543 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ

1543- اخرجه مسلم (240/2' 241' الابی) کتاب الصلوة' باب: الامساك عن الاغارة على قوم فى دار الكفر' حديث (382/9) وابو داؤد (49/2) کتاب الجهاد: باب: فى دعاء المشركين' حديث (2634) من طريق حماد بن سلمة عن ثابت عن انس به۔

اَنَسٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُغِيْرُ اِلَّا عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ وَاِلَّا اَغَارَ فَاسْتَمَعَ ذَاتَ يَوْمٍ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ عَلَى الْفِطْرَةِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ

اسنادِ دیگر: قَالَ الْحَسَنُ وَحَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز کے وقت حملہ کیا کرتے تھے اگر آپ کو وہاں سے اذان کی آواز آجاتی تھی تو آپ حملے سے رک جاتے تھے ورنہ حملہ کر دیتے تھے۔ ایک دن آپ نے غور سے سننے کی کوشش کی تو آپ کو ایک شخص کی آواز سنائی دی جو اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہا تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ فطرت پر ہے۔ اس شخص نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جہنم سے نکل گئے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

مجاہدین کے لیے خصوصی ہدایات

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مجاہدین کو جہاد کے لیے روانہ کرتے تو ہدایات سے نوازتے تھے جن کی تفصیل احادیث باب میں موجود ہے، تاہم ان میں سے چند خصوصی ہدایات بالترتیب درج ذیل ہیں:

۱- دعوت اسلام دینا: کفار سے جہاد کا آغاز کرنے سے قبل انہیں دعوت اسلام دی جائے تا کہ وہ دارالاسلام میں شامل ہو جائیں اور مجاہدین کے ساتھ مل کر دشمن سے جہاد کریں۔ اس بات کو تسلیم کرنے پر انہیں مال فئی اور مال غنیمت سے مجاہدین کی طرح حصہ دیا جائے گا۔ اگر وہ ہجرت کر کے دارالاسلام میں آنا پسند نہ کریں بلکہ اپنے وطن میں رہنا چاہیں تو ان پر اسلامی عبادات فوراً نافذ ہو جائیں گی یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔ اگر وہ جہاد میں شامل ہوں گے تو انہیں مال فئی اور مال غنیمت سے حصہ ملے گا ورنہ نہیں۔

۲- اسلامی حکومت کی ماتحتی قبول کرنا: اگر دشمن اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے، تو اسے اسلامی حکومت کی ماتحتی قبول کرنے کی دعوت دی جائے گی۔ اگر وہ ماتحتی قبول کر لیں تو ان پر جزیہ نافذ کیا جائے گا۔ انہیں آگاہ کیا جائے کہ جزیہ کی ادائیگی ان کے لیے بہتر نہیں ہوگی۔ اس طرح ممکن ہے کہ وہ پہلی بات پر آجائیں اور اسلام قبول کر لیں۔

۳- اگر دشمن دعوت اسلام اور اسلامی حکومت کی ماتحتی دونوں کو قبول کرنے سے انکار کر دے، تو ان سے جہاد کیا جائے گا۔

كِتَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

فضائلِ جہاد کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ فِي فَضْلِ الْجِهَادِ

باب 1: جہاد کی فضیلت

1544 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ اِنَّكُمْ لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهُ فَرَدُّوْا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَثَلُ الْقَائِمِ الصَّائِمِ الَّذِيْ لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلَاةٍ وَّلَا صِيَامٍ حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنِ الشِّفَاءِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُبْشِيٍّ وَّاَبِيْ مُوْسٰى وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ وَاَنَسٍ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرض کی گئی: یارسول اللہ! کون سی چیز جہاد کے برابر ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس کی استطاعت نہیں رکھو گے لوگوں نے دو تین مرتبہ اس سوال کو دہرایا، نبی اکرم ﷺ نے ہر مرتبہ یہی ارشاد فرمایا: تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے، پھر آپ نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مثال اس روزہ دار اور نفل پڑھنے والے کی طرح ہے، جو اپنی نماز میں کوئی وقفہ نہیں کرتا اور روزے میں کوئی وقفہ نہیں کرتا اس وقت تک جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا واپس نہ آ جائے۔

اس بارے میں حضرت شفاء رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، سیدہ اُم

1544- اخرجه البخاری (6/6) كتاب الجهاد والسير، باب: فضل الجهاد، حديث (2785)، (8/6) كتاب الجهاد والسير، باب: افضل الناس مومن مجاهد بنفسه وماله فی سبيل الله- حديث (2786) ومسلم (603/6) كتاب الامارة: باب: فضل الشهادة فی سبيل الله تعالی، حديث (1878/110) والنسائی (19/6) كتاب الجهاد باب: مثل المجاهد فی سبيل الله واحمد(324/2، 344، 359) من طريق ذكوان ابو صالح ابی هريرة به.

مالک بہزیہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت دیگر حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

1545 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي مَرْزُوْقٌ اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يَعْنِي يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ هُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ اِنْ قَبَضْتُهُ اَوْرَثْتُهُ الْجَنَّةَ وَاِنْ رَجَعْتُهُ رَجَعْتُهُ بِاَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ

قَالَ هُوَ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی ذمہ داری مجھ پر ہے اگر میں نے اس کی روح کو قبض کرلیا تو میں اسے جنت کا وارث کروں گا اور اگر میں نے اسے (اس کے گھر) واپس بھیجا تو اسے اجر (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) غنیمت کے ہمراہ بھیجوں گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "صحیح غریب" ہے۔

شرح

جہاد کی فضیلت واہمیت

لفظ: "جہاد" جہد سے بنا ہے جس کا شرعی اور اصطلاحی معنی ہے: اعلاء کلمۃ الحق اور اسلام کی سربلندی کے لیے دشمن سے لڑنا۔ جہاد کی اقسام اور فرضیت کی شرائط وغیرہ کی تفصیلی بحث "کتاب السیر" کے آغاز میں گزر چکی ہے۔ لہٰذا وہاں بار دیگر مطالعہ فرمائیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ کے برابر بھی کوئی عمل ہے؟ آپ کی طرف سے جواب دیا گیا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ جب سائل نے اصرار کی حد تک سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ایسا صائم جو روزہ میں سستی نہ کرے اور قائم جو نماز کی ادائیگی میں سستی نہ کرے مجاہد فی سبیل اللہ کی مثل ہے۔

سوال: پہلی حدیث باب میں تشبیہ مقلوبی بیان کی گئی ہے یعنی سائل نے ایسے عمل کے بارے میں دریافت کیا تھا جو جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو جواب میں عمل کو مشبہ جبکہ جہاد کو مشبہ بہ بنانا چاہیے تھا لیکن حدیث میں مجاہد کو مشبہ اور صائم وقائم کو مشبہ بہ بنایا گیا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: (۱) مشبہ بہ کا مشبہ سے زیادہ واضح ہونا ضروری ہے۔ مجاہد کا حال عندالناس زیادہ واضح نہیں تھا خواہ لوگ اس کی فضیلت وبرتری کو جانتے ہیں مگر اجمالی طور پر نہ کہ تفصیلاً جبکہ اس کے مقابل صائم اور قائم کی برتری لوگ خوب جانتے ہیں اور تسلیم

بھی کرتے ہیں (۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہد کو صائم اور قائم کے ساتھ اس لیے تشبیہ دی تا کہ سائل کا جواب بھی ہو جائے اور مجاہد کا حال بھی عیاں ہو جائے۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ ج۵ ص۳۸۴)

احادیث باب میں فضیلت جہاد بیان کی گئی ہے۔ دوسری حدیث باب دراصل حدیث قدسی ہے، جس میں مجاہد اور شہید دونوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میری راہ میں جہاد کرتا ہے میں اسے دو انعامات میں سے ایک کے ساتھ ضرور نوازتا ہوں: (۱) اگر وہ جام شہادت نوش کرتا ہے، تو اسے جنت سے سرفراز کر دیتا ہوں (۲) اگر وہ جہاد کے بعد اپنے گھر واپس لوٹ آتا ہے، تو اسے اجر وثواب یا مال غنیمت سے نوازتا ہوں۔ گویا مانعۃ الخلو کی طرح مجاہد کے لیے ثواب و مال غنیمت دونوں جمع بھی ہو سکتے ہیں یا انفرادی طور پر بھی عطاء کیے جا سکتے ہیں۔ کثیر روایات سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار اللہ تعالیٰ سے جام شہادت نوش کرنے کی دعا فرمائی تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا

باب 2: جو شخص پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو جائے اس کی فضیلت

1546 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِیُّ اَنَّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِیَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ

متنِ حدیث: كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهٖ اِلَّا الَّذِیْ مَاتَ مُرَابِطًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يُنْمٰى لَهٗ عَمَلُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَاْمَنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّجَابِرٍ

حکم حدیث: وَحَدِيْثُ فَضَالَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

ابو ہانی خولانی یہ بات بیان کرتے ہیں: عمرو بن مالک جنبی نے انہیں یہ بتایا ہے: انہوں نے حضرت فضالہ بن عبید کو نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ہر مرنے والے شخص کا عمل ختم ہو جاتا ہے ماسوائے اس شخص کے، جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو اس شخص کا عمل قیامت تک چلتا رہتا ہے اور وہ شخص قبر کی آزمائش سے محفوظ رہتا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: مجاہد وہ شخص ہے، جو اپنی جان کے ساتھ جہاد کرے

اس بارے میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے منقول روایت ''حسن صحیح'' ہے۔

1546- اخرجه ابوداؤد (12/2) كتاب الجهاد، باب: فی فضل الرباط حديث (2500) واحمد (22،20/6) من طريق ابی هانیء، عن عمرو بن مالك الجنبی عن فضالة به۔

شرح

سرحد کا پہرہ دینے والے کی فضیلت

لفظ: ''مرابطہ اور رباط'' دونوں مترادف ہیں' ان کا معنی ہے: پہرہ دینا' سرحد پر رہائش پذیر ہونا۔ زمانہ قدیم میں سرحد پر پہرہ دینے والے فوجی وظیفہ خوار نہیں تھے بلکہ محض رضاء الٰہی کے لیے اپنی خدمات پیش کرتے تھے۔ سرحد کا پہرہ دینے والے کی دو حالتیں ہوسکتی ہیں: (۱) وطن عزیز کی سرحد کا پہرہ دینا آسان و سہل ہے' کیونکہ وہاں کچھ کرنا نہیں پڑتا' صرف پڑا رہنا ہے اور اگر دشمن حملہ آور ہوتا ہے' تو اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ (۲) ایک اعتبار سے سرحد کا پہرہ دینا دشوار سا کام بھی ہے' کیونکہ ایک طویل عرصہ تک اہل خانہ سے دور رہنا پڑتا ہے' کاروبار ٹھپ ہو جاتا ہے اور کوئی وظیفہ وغیرہ نہیں ملتا۔ تاہم پہرہ داری کے مقابل جہاد آسان ترین عمل ہے' کیونکہ یہ طویل عرصہ پر مشتمل عمل نہیں ہوتا' بلکہ چند ایام کا عمل ہوتا ہے اور مال غنیمت کی شکل میں اس سے مالی منفعت بھی حاصل ہوسکتی ہے۔ ایک اعتبار سے جہاد مشکل ترین عمل ہے' کیونکہ مجاہد جان ہاتھ میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسلام کی سربلندی کے لیے نکلتا ہے۔ یہی وجہ ہے جہاد کے فضائل قرآن وسنت میں تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

حدیث باب میں سرحد کا پہرہ دینے والے کی دو طرح سے فضیلت بیان کی گئی ہے: (۱) پہرہ دار کی وفات کے بعد تا قیامت اس کے عمل کا اجر وثواب جاری رہتا ہے۔ (۲) اسے قبر کی آزمائش اور پریشانی سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

سوال: ایک حدیث میں یوں بیان ہوا کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے' تو اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین اعمال کا ثواب پھر بھی جاری رہتا ہے: (۱) صدقہ جاریہ (۲) علم مفید (۳) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ حدیث باب میں ایک عمل کا ذکر ہے یعنی پہرہ دینے کا ثواب تا قیامت جاری رہتا ہے' تو اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: حدیث باب سے مراد ہے کہ سرحد پر پہرہ دینے والے کا عمل وفات کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تینوں اعمال جاری نہیں رہتے مگر ان کا ثواب جاری رہتا ہے۔ عمل کے جاری رہنے اور ثواب کے جاری رہنے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

فائدہ نافعہ: اپنے نفس سے جہاد کرنے والے کو بھی مجاہد کہا جاتا ہے اور اس کا جہاد' جہاد اکبر کہلاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک جہاد سے فراغت پر لوٹے تو جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو فرمایا: **رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر**۔ ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے ہیں۔ یعنی اپنی نفس سے جہاد' جہاد اکبر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الصَّوْمِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

باب 3: اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کے دوران) روزہ رکھنے کی فضیلت

1547 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ اَبِى الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ

اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ صَامَ يَوْمًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زَحْزَحَهُ اللّٰهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيفًا اَحَدُهُمَا يَقُوْلُ سَبْعِيْنَ وَالْاٰخَرُ يَقُوْلُ اَرْبَعِيْنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَاَبُو الْاَسْوَدِ اسْمُهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْاَسَدِیُّ الْمَدَنِیُّ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَّاَنَسٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّاَبِیْ اُمَامَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) ایک دن روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر برس کی مسافت تک دور کردے گا۔

ایک روایت میں ستر کا لفظ ہے اور دوسری روایت میں چالیس کا لفظ ہے۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

ابواسود نامی راوی کا نام محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل اسدی مدنی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1548 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ الْعَدَنِیُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ قَالَ وحَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِیْ عَيَّاشٍ الزُّرَقِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا يَصُوْمُ عَبْدٌ يَوْمًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ النَّارَ عَنْ وَّجْهِهٖ سَبْعِيْنَ خَرِيفًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) ایک دن روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس ایک دن کی وجہ سے اسے جہنم سے ستر برس کے فاصلے پر دور کردے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1548- اخرجه البخاری (56/6) کتاب الجهاد والسیر' باب: فضل الصوم فی سبیل الله حدیث (2840) ومسلم (102'101/4) کتاب الصیام' باب: فضل الصیام فی سبیل الله لمن یطیقه بلا ضرر ولا تفویت حق' حدیث (1153/168'167) والنسائی (173/4) کتاب الصیام' باب: ثواب من صام فی سبیل الله عزوجل وذکر الاختلاف والدارمی (202/2) کتاب الجهاد' باب: من صام یوما فی سبیل الله عزوجل وابن خزیمة (297/3) کتاب الصیام' باب: ذکر الخبر المفسر للفظة المجملة التی ذکرتها- حدیث (2113) وعبد بن حمید ص (301) حدیث (977) واحمد (83/3) وابن ماجه (547/1) کتاب الصیام: باب: صیام یوم فی سبیل الله' حدیث (1717) عن النعمان بن ابی عیاش الزرقی' عن ابی سعید الخدری به.

1549 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ جَمِيْلٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ أَبِي أُمَامَةَ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) ایک دن روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان اتنی بڑی خندق بنا دے گا جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

یہ حدیث حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے "غریب" ہے۔

شرح

مجاہد فی سبیل اللہ کے روزہ کی فضیلت

حیاتِ انسانی جہد مسلسل سے عبارت ہے اور وہ بلا انقطاع امور کو انجام دینے کا عادی ہے۔ یہ بات اس مشہور حدیث سے بھی عیاں ہے: الحال المرتحل یعنی انسان ایک ایسا مسافر ہے جو کسی منزل پر اترتے ہی دوسرے سفر کا اغاز کر دیتا ہے۔ حیات مسلم مجموعۂ اعمال کا نام ہے۔ وہ بیک وقت متعدد اعمال انجام دے سکتا ہے مثلاً تاجر اپنے جوارح کے ساتھ تجارت کے ساتھ زبان سے ذکر الٰہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں مشہور ارشاد ربانی ہے: رجال لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله ۔ ایسے لوگ ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت کرنا ذکر الٰہی سے غافل نہیں کر سکتا۔

جہاد ایک عظیم عمل عبادت ہے لیکن مجاہد اس کے ساتھ متعدد عبادات کو جمع کر سکتا ہے مثلاً روزہ اور ذکر الٰہی۔ روایات سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بلندی پر چڑھتے یا اترتے تو ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپ کی پیروی میں ایسا کیا کرتے تھے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب لشکر جمدان پہاڑ سے گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمدان (پہاڑ) آ گیا جبکہ مفردین آگے نکل چکے ہیں۔ صحابہ نے دریافت کیا مفردین کون لوگ ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: وہ مرد و زن ہیں جو سفر جہاد کے دوران ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول ہونے کے باعث دوسروں سے آگے نکل جاتے ہیں۔ عمل جہاد کے ساتھ جو دوسری عبادت جمع ہو سکتی ہے وہ روزہ ہے۔ سفر جہاد کے دوران روزہ رکھنے کی فضیلت کے حوالے سے تین احادیث باب نقل کی گئی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ مجاہد جو سفر جہاد کے دوران روزہ رکھتا ہے اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دیا جاتا ہے یا زمین و آسمان کے درمیان جتنا فاصلہ ہے اتنا دور کیا جاتا ہے۔ تاہم اگر سفر جہاد کے دوران روزہ رکھنے سے کمزوری و ضعف لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو مجاہد روزہ سے اجتناب کرے تاکہ میدان جہاد میں جوہر دکھانے میں کمی محسوس نہ کرے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

باب 4: اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

1550 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمِيْلَةَ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَتْ لَهٗ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيْعِ

◆◆ حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی ایک چیز خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اسے سات سو گنا ثواب عطا کرتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

ہم اس روایت کو صرف رکین بن ربیع سے منقول ہونے کے حوالے سے جانتے ہیں۔

1551 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ خِدْمَةُ عَبْدٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ ظِلُّ فُسْطَاطٍ اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ هٰذَا الْحَدِيْثُ مُرْسَلًا وَّخُوْلِفَ زَيْدٌ فِيْ بَعْضِ اِسْنَادِهٖ

◆◆ حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندے کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خدمت کرنا (یعنی اپنے ساتھیوں کی کام کاج میں مدد کرنا' یہاں یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے: اللہ کی راہ میں اپنے غلام کی خدمات دینا) یا سائے کے لیے خیمہ لگا دینا' یا جوان اونٹنی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا۔

معاویہ بن صالح کے حوالے سے اس روایت کو "مرسل" حدیث کے طور پر نقل کیا گیا ہے۔

اس کی سند میں زید نامی راوی سے اختلاف کیا گیا ہے۔

1550- اخرجه النسائي (49/6) كتاب الجهاد' باب: فضل النفقة في سبيل الله تعالىٰ واحمد (345/4) عن الركين' بن الربيع عن عميلة الفزاري' عن ابيه عن يسير بن عميلة عن خريم بن فاتك به۔

1552 قَالَ وَرَوَى الْوَلِيْدُ بْنُ جَمِيْلٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْقَاسِمِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ جَمِيْلٍ عَنِ الْقَاسِمِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنِيْحَةُ خَادِمٍ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَّهُوَ اَصَحُّ عِنْدِىْ مِنْ حَدِيْثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ

ولید بن جمیل نے اس روایت کو قاسم ابوعبدالرحمٰن کے حوالے سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے زیادہ فضیلت رکھنے والا صدقہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیمے کا سایہ فراہم کرنا ہے اور کسی خادم کو معاوضے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا ہے یا کسی اونٹنی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

میرے نزدیک یہ روایت معاویہ بن صالح سے منقول روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دولت خرچ کرنے کی فضیلت

قرآن وحدیث میں جابجا اللہ تعالیٰ کی راہ میں دولت خرچ کرنے کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے اور مواقع کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس کا اجر وثواب بھی مختلف بیان کیا گیا ہے۔ فتح مکہ سے قبل مجاہدین اور مسلمانوں کو اموال کی شدید ضرورت تھی بنسبت فتح مکہ کے بعد کے اس لیے اس کا اجر وثواب بھی زیادہ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: جو لوگ فتح مکہ سے پہلے (اللہ کی راہ میں) خرچ کر چکے اور لڑ چکے وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور لڑے۔ (الحدید: ۱۰)

اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لیے عمل خیر کا اجر وثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بیان کیا گیا لیکن دو اعمال کا اجر وثواب اس ضابطہ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے:

۱- روزہ: یہ وہ عظیم ریاضت ہے جس کا اجر وثواب دس گنا سے شروع ہو جاتا ہے لیکن زیادہ کی کوئی انتہا وحد نہیں ہے۔ حدیث قدسی میں یوں بھی فرمایا گیا: الصوم لی وانا اجزی بہ۔ یعنی روزہ میرے لیے ہے اور اس کا اجر وثواب میں خود ہوں۔

۲- انفاق فی سبیل اللہ: انفاق فی سبیل اللہ کا اجر وثواب سات سو سے شروع ہوتا ہے۔ (البقرۃ: ۲۶۱) جبکہ زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا

باب 5: جو شخص کسی غازی کو سامان فراہم کرے

1553 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی غازی کو سامان فراہم کرے، تو اس شخص نے بھی گویا جنگ میں حصہ لیا اور جو شخص غازی کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں کا خیال رکھے اس نے بھی جنگ میں حصہ لیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت دوسرے حوالے سے منقول ہے۔

1554 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ خَلَفَهُ فِيْ اَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِیْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

◄► حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنے والوں کو سامان فراہم کرے، تو اس نے بھی جنگ میں شرکت کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

1553- اخرجه البخاری (58/6-59) كتاب الجهاد والسير: باب: من فضل من جهز غازيا او خلفه بخير، حديث (2843) ومسلم (629/6) كتاب الامارة، باب: فضل اعانة الغازى فى سبيل الله بمركوب وغيره- حديث (1895/136) وابو داؤد (15/2) كتاب الجهاد، باب: ما يجزى من الغزو حديث (2509) والنسائى (46/6) كتاب الجهاد، باب: فضل من جهز غازيا، وعبد بن حميد (117) حديث (277) واحمد (116/4-117) عن بسر بن سعيد عن زيد بن خالد الجهنى به.

1555 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ فَقَدْ غَزَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی غازی کو سامان فراہم کرے اس نے ہی جنگ میں شرکت کی یا اس کے گھر والوں کا (اس کی غیر موجودگی میں) خیال رکھے اس نے بھی جنگ میں شرکت کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

غازی کو سامان فراہم کرنے کی فضیلت

ثواب کی دو اقسام ہیں: (۱) اصلی خواب (۲) فضلی ثواب۔ وہ تمام روایات جو اجر و ثواب پر مشتمل ہیں ان میں یہی دو ثواب بیان ہوئے ہیں۔ اصلی ثواب کا اصلی ثواب سے اور فضلی ثواب کا فضلی ثواب سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً سورہ اخلاص کی تلاوت کا تہائی قرآن کے برابر ثواب، یہ فضلی ثواب ہے، جبکہ با قاعدہ تہائی قرآن کی تلاوت کا اصلی ثواب اور فضلی ثواب کا حساب لگانا مشکل ہے۔ علیٰ ہذا القیاس یہاں مجاہد کو ساز و سامان فراہم کرنے اور اس کے اہل خانہ کی خبر گیری کرنے کا فضلی ثواب جہاد فی سبیل اللہ کے اجر و ثواب کے برابر ہے لیکن مجاہد کا اصلی ثواب اور فضلی ثواب بہت زیادہ ہے، جس کا حساب لگانا مشکل ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

باب 6: جس شخص کے دونوں پاؤں اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہوں، اس کی فضیلت

1556 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ

متنِ حدیث: قَالَ لَحِقَنِيْ عَبَايَةُ بْنُ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَّاَنَا مَاشٍ اِلَى الْجُمُعَةِ فَقَالَ اَبْشِرْ فَاِنَّ خُطَاكَ هٰذِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سَمِعْتُ اَبَا عَبْسٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُمَا حَرَامٌ عَلَى النَّارِ

1556- اخرجه البخاری (35/6) كتاب الجهاد والسير باب: من اغبرت قدماء فی سبیل الله- حدیث (2811) والنسائی (14/6) كتاب الجهاد، باب: ثواب من اغبرت قدماه فی سبيل الله، واحمد (479/3) عن يزيد بن ابی مريم، قال: حدثنا عباية بن رفاعة عن ابی عباس عبد الرحمن به۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ عَبْسٍ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَبْرٍ وَّفِي الْبَاب عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ وَّرَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَيَزِيْدُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ رَجُلٌ شَامِيٌّ رَوٰى عَنْهُ الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَّيَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الشَّامِ وَبُرَيْدُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ كُوْفِيٌّ اَبُوْهُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْمُهُ مَالِكُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَبُرَيْدُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ سَمِعَ مِنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّرَوٰى عَنْ يَّزِيْدِ بْنِ اَبِىْ مَرْيَمَ اَبُوْ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ وَيُوْنُسُ بْنُ اَبِىْ اِسْحٰقَ وَشُعْبَةُ اَحَادِيْثَ

حضرت برید بن ابومریم بیان کرتے ہیں: حضرت عبایہ بن رفاعہ رضی اللہ عنہ کی میرے ساتھ ملاقات ہوئی میں اس وقت جمعہ کے لیے جا رہا تھا انہوں نے فرمایا: تمہیں خوشخبری ہو کیونکہ تمہارے قدم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہیں۔ میں نے حضرت ابوعبس کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کے دونوں پاؤں اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہوں' تو یہ دونوں پاؤں جہنم پر حرام ہوں گے۔

یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

ابوعبس نامی راوی کا نام عبدالرحمٰن بن جبر ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے احادیث منقول ہیں۔

یزید بن ابومریم یہ شام کے رہنے والے ہیں۔

ولید بن مسلم' یحییٰ بن حمزہ اور دیگر شام کے رہنے والے حضرات نے ان کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

برید بن ابومریم کوفہ کے رہنے والے ہیں' ان کے والد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور ان کا نام مالک بن ربیعہ ہے۔

برید بن ابومریم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

ابواسحاق ہمدانی' عطاء بن سائب' یونس بن ابواسحاق اور شعبہ نے یزید بن ابومریم کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

جہاد میں گردآلود ہونے والے قدموں کی فضیلت

اگر حدیث باب کو عام رکھیں تو اس کا مصداق یہ لوگ بھی ہو سکتے ہیں: (۱) وہ متعلم جو رضا الٰہی کے لیے علم دین حاصل کرے (۲) وہ معلم جو وظیفہ وخدمت سے بالاتر ہو کر محض خوشنودی باری تعالیٰ کے لیے تدریسی خدمات انجام دے (۳) وہ مبلغ جو اصلاح امت کے جذبہ سے سرشار ہو کر تبلیغ کرے (۴) وہ مصنف جو عوض ومعاوضہ سے آزاد ہو کر اپنا قلم حرکت میں لائے۔ (۵) وہ مرشد کامل جو اصلاح نفس اور دارین کی فلاح کے لیے روحانیت کا درس دے (۶) وہ ناشر جو دنیوی مفادات سے برتر ہو کر قرآن' تفاسیر' احادیث' فقہیات' سیر' سوانح اولیاء اور دیگر علوم وفنون پر مشتمل کتب کی اشاعت وطباعت کرے۔ اگر اس روایت کو خاص کر دیا جائے

تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ جس مجاہد کے قدم جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اٹھے تو اس کی مغفرت کی جاتی ہے اور اس پر جہنم کی آگ حرام کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الْغُبَارِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

باب 7: اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار کی فضیلت

1557 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَسْعُوْدِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عِيْسٰى ابْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ مَوْلٰى اَبِيْ طَلْحَةَ مَدَنِيٌّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے روئے وہ اس وقت تک جہنم میں داخل نہیں ہوگا جب تک دودھ واپس تھن میں نہ چلا جائے۔ (یعنی یہ ناممکن ہے) اور اللہ تعالیٰ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن نامی راوی ابوطلحہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔

شرح

اللہ کی راہ میں غبار آلود ہونے کی فضیلت

مجاہد کو میدان جہاد میں اور دورانِ سفر گرد و غبار سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس میں بھی اس کے لیے اجر و ثواب رکھا ہے۔ اس کا اجر یہ ہے کہ ایسا شخص کبھی جہنم میں نہیں جاسکتا۔ اس کا جہنم میں داخل ہونا اسی طرح مشکل ہے، جس طرح جانور کا دوھیا ہوا دودھ واپس پستانوں میں جانا مشکل ہے۔ بالفاظ دیگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ غبار آلود شخص کا جسم اور آتش جہنم دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔ (جامع ترمذی جلد ثانی، ص ۵۵)

1557– اخرجه النسائی (12/6) کتاب الجهاد، باب: فضل من عمل فی سبیل الله علی قدمه وابن ماجه (927/2) کتاب الجهاد، باب: الخروج فی النفیر، حدیث (2774) والحمیدی (466/2) حدیث (1091) واحمد (505/2) عن محمد بن عبد الرحمن مولیٰ آل طلحة، عن عیسیٰ بن طلحة عن ابی هریرة به.

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ مَنْ شَابَ شَیْبَةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

باب 8: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں بوڑھا ہو جائے

1558 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ اَنَّ شُرَحْبِيْلَ بْنَ السِّمْطِ قَالَ يَا كَعْبُ بْنَ مُرَّةَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْذَرْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: وَحَدِيْثُ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اختلافِ سند: هٰكَذَا رَوَاهُ الْاَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ وَاَدْخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ فِي الْاِسْنَادِ رَجُلًا

وَيُقَالُ كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ وَيُقَالُ مُرَّةُ بْنُ كَعْبِ الْبَهْزِيُّ وَالْمَعْرُوْفُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّةُ بْنُ كَعْبِ الْبَهْزِيُّ وَقَدْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيْثَ

سالم بن ابوالجعد بیان کرتے ہیں: شرحبیل بن سمط نے کہا: اے کعب بن مرہ! ہمیں نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے کوئی حدیث سنائیے اور احتیاط سے تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص مسلمان ہونے کی حالت میں بوڑھا ہو جائے تو یہ بڑھاپا اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔

اس بارے میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت حسن ہے۔

اعمش نے اسے عمرو بن مرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت منصور کے حوالے سے سالم بن ابوالجعد کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔ تاہم اس کی سند میں ان کے اور حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک صاحب کا تذکرہ ہے۔

ایک روایت کے مطابق راوی کا نام کعب بن مرہ ہے اور ایک روایت کے مطابق ان کا نام مرہ بن کعب بہزی ہے اور یہ نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہونے کے حوالے سے معروف ہیں۔

مرہ بن کعب بہزی نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

1559 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْمَرْوَزِيُّ اَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ عَنْ بَقِيَّةَ عَنْ

1558– اخرجه النسائي (27/6) كتاب الجهاد، باب: ثواب من رمى بسهم في سبيل الله عزوجل، واحمد (235/4) قالوا: حدثنا ابو معاوية، قال حدثنا الاعمش، عن عمرو بن مرة، عن سالم بن ابي الجعد، من شرحبيل بن السمط عن كعب بن مرة به.

بَحِيْرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ ابْنُ يَزِيْدَ الْحِمْصِىُّ

◆◆ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں بوڑھا ہو جائے' تو یہ بڑھاپا قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

حیوۃ بن شریح نامی راوی حیوۃ بن شریح ابن یزید حمصی ہیں۔

شرح

اللہ کی راہ میں بوڑھا ہونے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کی رضاء وخوشنودی کے لیے کوئی بھی شخص مذہبی ودینی خدمات انجام دیتا ہوا بوڑھا ہو جائے یعنی سر کے بال سفید ہو جائیں تو قیامت کے دن اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور عطا کیا جائی گا جو دوسرے لوگوں میں اس کے لیے امتیازی اعزاز ہوگا۔ اسی طرح جس شخص نے نماز جوانی سے لے کر بڑھاپے تک ایک طویل عرصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے گزار دیا تو قیامت کے دن اسے بھی نور عطا کیا جائے گا۔ من جانب اللہ نور عطا کیا جانا اس کی جوانی اللہ تعالیٰ کی راہ میں یا کسی دینی خدمت انجام دیتے ہوئے گزارنے کے سبب ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ فَضْلِ مَنِ ارْتَبَطَ فَرَسًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

باب 9: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک گھوڑا دے

1560 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِىْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ هِىَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَّهِىَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّهِىَ عَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِىْ لَهُ اَجْرٌ فَالَّذِىْ يَتَّخِذُهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُعِدُّهَا لَهُ هِىَ لَهُ اَجْرٌ لَّا يَغِيْبُ فِىْ

1559- اخرجه النسائى (31/2) كتاب المساجد' باب: الفضل فى بناء المساجد مختصر' واحمد (386/4) قالا' حدثنا بقية عن بحير بن سعد' عن خالد بن معدان' عن كثير بن مرة عن عمرو بن عبسة به.

1560- اخرجه النسائى (215/6) كتاب الخيل: باب- وابن ماجه (932/2) كتاب الجهاد' باب: ارتباط الخيل فى سبيل الله' حديث (2788) واحمد (383/2) عن سهيل بن ابى صالح عن ابى صالح عن ابى هريرة به.

بُطُوْنِهَا شَیْءٌ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَجْرًا وَّفِی الْحَدِیْثِ قِصَّةٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰی مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت کے دن تک کے لیے بھلائی لکھ دی گئی ہے۔ گھوڑے تین طرح کے ہوتے ہیں ایک شخص کے لیے اجر کی حیثیت رکھتے ہیں ایک شخص کے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہوتے ہیں اور ایک شخص کے لیے گناہ ہوتے ہیں۔ جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے' جس کے لیے یہ اجر ہوتا ہے' تو یہ وہ شخص ہے' جو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں حاصل کرتا ہے اور اسی کے لیے اسے تیار کرتا ہے' تو یہ گھوڑا اس کے لیے اجر ہوگا اس کے پیٹ میں جو بھی چیز جائے گی اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس شخص کے حق میں اجر لکھے گا۔ (اس حدیث میں قصہ منقول ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے زید بن اسلم کے حوالے سے' ابو صالح کے حوالے سے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

شرح

اللہ کی راہ میں استعمال کے لیے گھوڑا تیار کرنے کی فضیلت

دوسرے جانوروں کے مقابلے میں گھوڑے کی عظمت وفضیلت زیادہ ہے' کیونکہ یہ جہاد کے لیے استعمال ہوتا ہے اور تا قیامت اسے یہ اعزاز دیا گیا ہے کہ اس کی پیشانی پر بھلائی تحریر کردی گئی ہے۔ گھوڑے تین قسم کے ہو سکتے ہیں: (۱) اجر وثواب کے لیے: یہ وہ گھوڑا ہے جسے مالک نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں استعمال کے لیے حاصل کیا ہو اس کی پرورش کی ہو اور اسے خوب دانا پانی دیا ہو۔ یہ وہ گھوڑا ہے جو اپنے مالک کے لیے باعث اجر ثابت ہوگا۔ (۲) جہنم سے بچاؤ کے لیے پردہ: یہ وہ گھوڑے جو مالک نے معیشت کی غرض سے پالا ہو جبکہ اس کی زکوٰۃ وغیرہ بھی ادا کی ہو۔ یہ گھوڑا مالک اور جہنم کے درمیان پردہ ثابت ہوگا۔ (۳) مالک کے لیے باعث گناہ: کسی شخص نے کوئی گھوڑا حاصل کیا ہو' تو اس کا مقصد فخر وریاکاری ہو اور اہل اسلام کی مخالفت کے لیے اس کی پرورش کی ہو' تو وہ مالک کے لیے باعث ندامت اور سبب معصیت ہوگا۔ ثابت ہوا پہلی اور دوسری قسم کا گھوڑا مالک کے لیے نافع ومفید جبکہ تیسری قسم کا گھوڑا مالک کے لیے باعث ذلت وخواری ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الرَّمْیِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

باب 10: اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر اندازی کی فضیلت

1561 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ حُسَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِنَّ اللّٰهَ لَيُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةً الْجَنَّةَ صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِیْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِیَ بِهٖ وَالْمُمِدَّ بِهٖ وَقَالَ ارْمُوْا وَارْكَبُوْا وَلَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا كُلُّ مَا يَلْهُوْ بِهِ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ اِلَّا رَمْيَهُ بِقَوْسِهٖ وَتَاْدِيْبَهُ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتَهُ اَهْلَهُ فَاِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِیُّ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَّامٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَزْرَقِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْبَاب عَنْ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

فی الباب: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا اسے بنانے والا جس نے ثواب کی امید میں اسے بنایا ہو اس تیر کو چلانے والا اور اس تیر کو اٹھا کر پکڑانے والا۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تیر اندازی سیکھو اور گھڑ سواری سیکھو تمہارا تیر اندازی سیکھنا میرے نزدیک گھڑ سواری سیکھنے سے زیادہ محبوب ہے اور آدمی جو کھیل کھیلتا ہے۔ وہ سب باطل ہیں سوائے تیر اندازی کے اور گھوڑے کو سدھانے کے اور اپنی بیوی کے ساتھ خوش مزاجی کرنے کے کیونکہ یہ حق ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1562 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِیْ نَجِيْحٍ السُّلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهٗ عَدْلُ مُحَرَّرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ نَجِيْحٍ هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ السُّلَمِیُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَزْرَقِ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ

◆◆ حضرت ابونجیح سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اللہ

1562- اخرجه ابوداؤد (414/2) كتاب العتق' باب: اى الرقاب افضل' حديث (3965) والنسائى (26/6) كتاب الجهاد' باب: ثواب من رمى بسهم فى سبيل الله عزوجل واحمد (113/4) عن قتادة' عن سالم بن ابى الجعد' عن معدان بن ابى طلحة عن ابى نجيح عمرو بن عبسة۔

تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر پھینکتا ہے تو یہ اس کے لیے غلام آزاد کرنے کے برابر ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

ابونجیح نامی راوی عمرو بن عبسہ سلمی ہیں۔

عبداللہ بن ازرق نامی راوی عبداللہ بن زید ہیں۔

شرح

اللہ کی راہ میں تیراندازی کی فضیلت

تیر کے استعمال کا مقصد دشمن کو مرعوب و معقوب کرنا ہے، جس سے کفر اور ظلم کا خاتمہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اس سے رضاءِ الٰہی کا حصول بھی ممکن ہے۔ اس سے تیر اور تیراندازی کی فضیلت بڑھ جاتی ہے۔ زبان نبوت سے اعلان ہوا کہ ایک تیر کے سبب تین آدمی جنت میں داخل ہوں گے (۱) تیر بنانے والا (۲) تیراندازی کرنے والا (۳) تیر پکڑانے والا۔ علاوہ ازیں دوسری حدیث باب سے بھی تیراندازی کی فضیلت عیاں ہوتی ہے کہ تیراندازی کرنیوالے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الْحَرَسِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

باب 11: اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت

1563 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ رُزَيْقٍ اَبُوْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْبَاب عَنْ عُثْمَانَ وَاَبِیْ رَيْحَانَةَ

حکم حدیث: وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ شُعَيْبِ بْنِ رُزَيْقٍ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: دو طرح کی آنکھوں کو جہنم نہیں چھو سکے گی ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رو پڑے اور ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزار دے۔

اس بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن غریب" ہے ہم اسے صرف شعیب بن رزیق نامی راوی کی روایت کے طور

پر جانتے ہیں۔

شرح

اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت

اسلامی سلطنت کی سرحد کا پہرہ دینے کو عربی زبان میں مرابطہ یا رباط کہا جاتا ہے جبکہ لشکر کے ساز و سامان کی نگرانی کرنے کو ''حرس'' کہا جاتا ہے۔ حدیث باب میں دو آنکھوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ انہیں دوزخ کی آگ نہیں جلا سکے گی۔ (۱) وہ آنکھ جو خوف خدا کی وجہ سے آنسو بہاتی ہے۔ (۲) وہ آنکھ جو اسلامی سلطنت کی سرحد کا پہرہ دیتے ہوئے بیدار رہتی ہے۔ دراصل دو آنکھوں کے ذکر سے مراد دو آدمی ہیں' کیونکہ آنکھ آدمی سے جدا نہیں ہوتی بلکہ اس کا حصہ ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ دو شخصوں کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جنت میں داخل کر دیے جاتے ہیں جبکہ جہنم کی آگ ان پر حرام کر دی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ ثَوَابِ الشُّهَدَاءِ

باب 12: شہید کے ثواب کا بیان

1564 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ طَلْحَةَ الْيَرْبُوعِيُّ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ خَطِيْئَةٍ فَقَالَ جِبْرِيْلُ اِلَّا الدَّيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الدَّيْنَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَجَابِرٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ قَتَادَةَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرٍ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ هٰذَا الشَّيْخِ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وقَالَ اَرٰى اَنَّهُ اَرَادَ حَدِيْثَ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَسُرُّهُ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا اِلَّا الشَّهِيْدُ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جانا ہر گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے' جبریل نے یہ بات بتائی: صرف قرض معاف نہیں ہوتا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد نے فرمایا: صرف قرض معاف نہیں ہوتا۔

اس بارے میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف ابوبکر نامی راوی سے منقول ہونے کے طور پر اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہیں' اس کا پتہ نہیں تھا انہوں نے کہا میرا یہ خیال ہے: ان کی مراد حمید نامی راوی کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کردہ روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اہلِ جنت میں سے کسی بھی شخص کو یہ آرزو نہیں ہوگی کہ وہ واپس دنیا میں جائے صرف شہید ہی یہ آرزو کرے گا۔

1565 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ اَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِيْ طَيْرٍ خُضْرٍ تَعْلُقُ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ اَوْ شَجَرِ الْجَنَّةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت کعب بن مالک کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے اندر ہوتی ہیں اور وہ جنت کے پھلوں (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جنت کے درختوں سے کھاتی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1566 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عَامِرٍ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: عُرِضَ عَلَيَّ اَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ شَهِيْدٌ وَّعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ وَّعَبْدٌ اَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَنَصَحَ لِمَوَالِيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں داخل ہونے والے پہلے تین (قسم کے) افراد کو میرے سامنے پیش کیا گیا' (ایک) شہید (دوسرا) وہ پاکدامن شخص جو حرام کے ارتکاب سے بچتا ہو اور (تیسرا) وہ غلام ہوگا' جو بہتر طریقے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہو' اور اپنے آقا کے حقوق کا خیال رکھتا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

1567 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1565- اخرجه النسائي (108/4) كتاب الجنائز' باب: ارواح المؤمنين وابن ماجه (1428/2) كتاب الزهد' باب: ذكر القبر والبلى' حديث (4271) ومالك (240/1) كتاب الجنائز' باب: جامع الجنائز' حديث (49) الحميدي (385/2) حديث (873) وعبد بن حميد (147) حديث (147) حديث (376) واحمد (386/6) عن الزهري عن عبد الرحمن بن كعب عن كعب بن مالك به.

1567- اخرجه البخاري (18/6) كتاب الجهاد' باب: الحور العين وصفتهن' حديث (2795) وطرفه في (2817) من طريق حميد عن انس به.

متن حدیث: اَنَّہٗ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ یَّمُوْتُ لَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ یُّحِبُّ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا وَاَنَّ لَہُ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا اِلَّا الشَّھِیْدُ لِمَا یَرٰی مِنْ فَضْلِ الشَّھَادَۃِ فَاِنَّہٗ یُحِبُّ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلَ مَرَّۃً اُخْرٰی

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

توضیح راوی: قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ قَالَ سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ کَانَ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ اَسَنَّ مِنَ الزُّھْرِیِّ

◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو بھی بندہ فوت ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے تو وہ یہ پسند نہیں کرے گا کہ دوبارہ دنیا میں جائے اگر چہ اسے دنیا اور اس میں موجود ہر چیز مل جائے۔ صرف شہید ایسا شخص ہے (جو یہ آرزو کرے گا) کیونکہ وہ شہادت کی فضیلت کو دیکھے گا' تو وہ یہ آرزو کرے گا: وہ دوبارہ دنیا میں جائے اور اسے دوبارہ شہید کر دیا جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: عمرو بن دینار' عمر میں زہری سے بڑے ہیں۔

شرح

شہداء کا اجر و ثواب

شہید اللہ تعالیٰ کی رضا' اعلاء کلمۃ الحق اور اسلام کے تحفظ کے لیے اپنی جان کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کر دیتا ہے' جس کے نتیجہ میں اسے عظیم اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے۔ احادیث باب میں شہید کا اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے' جس کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

- ☆ قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔
- ☆ شہید کی روح فوراً جنت میں داخل ہو جاتی ہے اور جنت کے پھلوں سے لطف اندوز ہوتی ہے۔
- ☆ شہید بعد از شہادت دوبارہ زندہ ہونے اور جام شہادت نوش کرنے کی خواہش ظاہر کرتا ہے۔
- ☆ جام شہادت نوش کرتے ہی شہید کو دیدار الٰہی کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔
- ☆ شہید کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی کیونکہ وہ زندہ ہوتا ہے اور باقاعدہ اللہ تعالیٰ کا رزق کھاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الشُّھَدَاءِ عِنْدَ اللّٰہِ

باب 13: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شہداء کی فضیلت

1568 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَھِیْعَۃَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْ یَزِیْدَ الْخَوْلَانِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ

1568– اخرجه احمد (22/1) وعبد بن حميد ص (39) حديث (27) عن عبد الله بن لهيعة بن عتبة الحضرمي' عن عطاء بن دينار' عن ابي يزيد الخولاني قال: سمعت فضالة بن عبيد' عن عمر بن الخطاب به.

فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

متن حدیث: الشُّهَدَاءُ اَرْبَعَةٌ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الْاِيْمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ اَعْيُنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰكَذَا وَرَفَعَ رَاْسَهُ حَتّٰى وَقَعَتْ قَلَنْسُوَتُهُ قَالَ فَمَا اَدْرِىْ اَقَلَنْسُوَةَ عُمَرَ اَرَادَ اَمْ قَلَنْسُوَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الْاِيْمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَكَاَنَّمَا ضُرِبَ جِلْدُهُ بِشَوْكِ طَلْحٍ مِّنَ الْجُبْنِ اَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ فَهُوَ فِى الدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ فِى الدَّرَجَةِ الثَّالِثَةِ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ اَسْرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ فِى الدَّرَجَةِ الرَّابِعَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَطَاءِ بْنِ دِيْنَارٍ

قولِ امام بخاری: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ قَدْ رَوٰى سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ اَيُّوْبَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ دِيْنَارٍ وَّقَالَ عَنْ اَشْيَاخٍ مِّنْ خَوْلَانَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَبِىْ يَزِيْدَ وَقَالَ عَطَاءُ بْنُ دِيْنَارٍ لَّيْسَ بِهٖ بَاْسٌ

◆◆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: شہید چار طرح کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ مؤمن جس کا ایمان مضبوط ہو اور وہ دشمن سے مقابلہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے کو سچ ثابت کرے اور شہید ہو جائے یہ وہ شخص ہے: قیامت کے دن لوگ نگاہیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھیں گے نبی اکرم ﷺ نے (عملی طور پر کر کے دکھایا) اس طرح اور پھر آپ کی ٹوپی گر گئی۔

راوی بیان کرتے ہیں: مجھے یہ علم نہیں ہے: ٹوپی گرنے والے الفاظ کا تعلق نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔

دوسرا وہ مؤمن شخص جس کا ایمان مضبوط ہو اور دشمن کے مقابلے میں خوف کی وجہ سے اس کی یہ کیفیت ہو کہ گویا اس کی جلد کو کانٹوں سے چھلنی کر دیا گیا ہے پھر ایک تیر اسے آ کر لگے اور وہ شہید ہو جائے۔

تیسرا وہ مؤمن شخص جس کے نیک اور برے اعمال خلط ملط ہو چکے ہوں اور جب وہ دشمن کے سامنے آئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے شہید ہو جائے یہ تیسرا درجہ ہے۔

چوتھا وہ مؤمن شخص ہے جو گنہگار ہو لیکن اس کے باوجود دشمن کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے شہید کر دیا جائے یہ چوتھے درجے میں ہوگا۔

یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ہم اس روایت کو صرف عطاء بن دینار سے منقول ہونے کے حوالے سے جانتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: سعید بن ابوایوب نے اس روایت کو عطاء بن دینار کے حوالے سے خولان سے تعلق رکھنے والے کچھ بزرگوں سے نقل کیا ہے تاہم انہوں نے اس کی سند میں ابویزید سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے: عطاء بن دینار سے روایت نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہداء کے مراتب:

شہداء بلکہ عام مسلمانوں میں بھی ایمان کے لحاظ سے تفاوت نہیں ہے' کیونکہ ایمان تصدیق قلب کا نام ہے جو سب میں یکساں ہوتا ہے۔ البتہ مسلمانوں کے ایمان میں تفاوت اعمال صالحہ کے سبب ہوسکتا ہے۔ اعمال صالحہ میں بھی دو چیزیں ہوتی ہے: (۱) اوامر کو بجالانا، (۲) نواہی سے مکمل اجتناب کرنا۔ ان میں غفلت کی صورت بھی پیش آسکتی ہے۔ شہداء میں تقویٰ اور شجاعت و بہادری کے اوصاف بھی ہوتے ہیں۔ حدیث باب میں شہداء کے چار درجات بیان کیے گئے ہیں:

۱- وہ جید ایمان والا شہید ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جم کر لڑتا ہے اور جام شہادت نوش کر جاتا ہے، اسے قیامت کے دن ایسا امتیازی مقام عطا کیا جائے گا کہ لوگ اس کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے۔

۲- وہ مضبوط ایمان والا شہید ہے کہ دشمن سے مقابلہ کے دوران اس کا جسم تیروں سے چھلنی ہو جائے پھر اچانک ایک تیر ایسا لگے جس سے وہ جام شہادت نوش کر جائے۔

۳- وہ شہید ہے' جس سے کوئی معصیت ہوگئی ہو، پھر اس نے توبہ کر لی ہو اور دشمن سے لڑتا ہوا جام شہادت نوش کر جائے۔

۴- وہ شہید ہے' جس سے مسلسل معصیات کا صدور ہوا ہو پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید لگا کر اس کی راہ میں دشمن سے لڑتا ہوا شہید ہو جائے۔

فائدہ نافعہ:

قَلَنْسُوَتَهُ کی ضمیر کے مرجع میں دو احتمال ہیں: (۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید کا بلند و بالا مقام بیان کرتے ہوئے اپنا چہرہ اوپر اٹھایا تو آپ کے سر سے ٹوپی گرگئی۔ (۲) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان کرتے ہوئے چہرہ اوپر اٹھایا تو ان کے سر سے ٹوپی الگ ہوکر گرگئی۔ دونوں صورتوں میں ٹوپی کے استعمال کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ فقط ٹوپی کا استعمال یا صرف عمامہ کا استعمال یا دونوں کو جمع کرنا سنت ہے۔ غیر مقلدین کو اس سلسلے میں غور کرنا چاہیے جو ننگے سر نماز پڑھنا پسند کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی فرمایا گیا ہے: تم اپنی نماز کو مزین کرو (الاعراف:۳۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ننگے سر نماز ادا کرنا کسی روایت سے ثابت نہیں ہے۔ تاہم کسی شرعی عذر یا نوافل یا انکساری کی صورت میں (جو خاص لوگوں کو یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے) ننگے سر نماز ادا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ غَزْوِ الْبَحْرِ

باب 14: سمندری جنگ کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1569 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ

متن حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهٗ وَكَانَتْ اُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ وَجَلَسَتْ تَفْلِيْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكٌ عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نَحْوَ مَا قَالَ فِي الْاَوَّلِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ قَالَ فَرَكِبَتْ اُمُّ حَرَامٍ الْبَحْرَ فِيْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ هِيَ اُخْتُ اُمِّ سُلَيْمٍ وَّهِيَ خَالَةُ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سیّدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے وہ آپ کو کھانا کھلایا کرتی تھیں' سیّدہ ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں' ایک دن نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے انہوں نے آپ کو کھانا پیش کیا اور آپ کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں اس دوران نبی اکرم ﷺ سو گئے جب آپ بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے' سیّدہ ام حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے میری امت کے کچھ افراد پیش کئے گئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنے کے لئے اس سمندر پر یوں سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جس طرح بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں (سیّدہ ام حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کرلے' نبی اکرم ﷺ نے ان کے حق میں دعائے خیر کردی پھر آپ سر رکھ کر سو گئے پھر جب آپ بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے سیّدہ ام حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی: آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں' یارسول اللہ ﷺ! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کر رہے ہوں گے اس کے بعد آپ نے اسی طرح کی بات ارشاد فرمائی جو آپ نے پہلے لوگوں کے بارے میں بیان کی تھی۔

1569- اخرجه البخاری (13/6) كتاب الجهاد والسير' باب: الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنسائی -(2789'2788) ومسلم (667'664/6) كتاب الامارة' باب: (1912/160) وابو داؤد (9/2) كتاب الجهاد: باب: فضل الغزو فی البحر' حديث (2491) والنسائی (40/4) كتاب الجهاد' باب فضل الجهاد فی البحر والدارمی (210/2) كتاب الجهاد' باب: فی فضل غزاة البحر احمد (423'361/6) عن يحيیٰ بن سعيد' عن محمد بن يحيیٰ بن حبان' عن انس بن مالك عن ام حرام بنت ملحان به.

سیّدہ ام حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کرے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم پہلے والوں میں شامل ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: سیّدہ ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی عہد حکومت میں سمندری جنگ میں شریک ہوئی تھیں اور اسی دوران ان کا انتقال ہوگیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سیّدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا' سیّدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں۔

شرح

بحری جہاد کی فضیلت

جہاد کی تین اقسام ہوسکتی ہیں:

(۱)۔ برّی جہاد: اس جہاد کا سلسلہ دورِ رسالت میں شروع ہوا اور تاحال جاری ہے۔ کثیر روایات میں اس جہاد کی عظمت وفضیلت اور اجر وثواب بیان کیا گیا ہے۔

(۲)۔ بحری جہاد: دورِ رسالت میں اس جہاد کا آغاز نہیں ہوا تھا' کیونکہ بحری سفر نہایت خطرناک تھا۔ تاہم جزوی طور پر کشتیوں کے ذریعے بحری سفر کا آغاز ہوچکا تھا، وہ کشتیاں دوسرے کنارے پر پہنچ جاتی تھیں اور کبھی سمندر کی نذر ہوجاتی تھیں۔ حدیث باب میں بحری جہاد کا نقشہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا۔ باقاعدہ بحری جہاد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کیا گیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے آخری دور میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس زمانہ میں شام کے گورنر تھے۔ انہوں نے آپ سے بحری جہاد کی اجازت طلب کی، تو انہیں اجازت دینے میں تامل ہوا حتیٰ کہ وہ شہید کردیے گئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بھی بحری جہاد کی اجازت طلب کی تو انہوں نے چند شرائط کے ساتھ اجازت دے دی۔ چنانچہ اس طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک وخواہش کے مطابق سب سے پہلا بحری حملہ ۲۸ھ قبرص کو فتح کرنے کے لیے کیا گیا۔ اس جہاد میں حضرت شداد ابن اوس، حضرت ابوذر غفاری، حضرت ابودرداء اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے۔ ۴۵ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں دوسرا بحری جہاد کیا گیا تھا جو قسطنطنیہ فتح کرنے کے لیے تھا۔ اس میں یزید، حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱۱ ص ۷۵) برّی جہاد کے مقابلہ میں بحری جہاد زیادہ دشوار اور خطرناک ہے' جس وجہ سے اس کی فضیلت بھی زیادہ بیان کی گئی ہے۔

(۳)۔ فضائی جہاد: یہ جہاد ہوائی جہاد کے ذریعے دشمن پر بمباری کرکے یا میزائل داغ کر کیا جاتا ہے۔ یہ جہاد ہاتھ پر جان

رکھ کر کیا جاتا ہے جو بحری جہاد سے بھی زیادہ خطرناک اور مشکل ہے۔ اس کی فضیلت واہمیت پہلی دونوں اقسام سے زیادہ ہونی چاہیے۔

سوال: خواتین پر جہاد فرض ہے اور نہ ہی حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا جہاد کی غرض سے روانہ ہوئی تھیں، تو پھر انہیں مجاہدین میں شامل کر کے ان جیسی فضیلت کیوں دی گئی ہے؟

جواب: بیشک خواتین پر جہاد فرض نہیں ہے اور نہ ہی حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس غرض سے روان ہوئی تھیں لیکن ان کی خواہش پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی جس کے نتیجہ میں انہیں مجاہدین میں شامل ہونے کا درجہ اور فضیلت حاصل ہوگئی، مجاہدین ایسی جماعت ہے، جس کی رفاقت اختیار کرنے والا محروم نہیں رہتا۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ہے: هم قوم لایشقی جلیسهم ۔ یہ ایسے لوگ ہیں، جن کی رفاقت اختیار کرنے والا بدبخت نہیں ہوسکتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يُّقَاتِلُ رِيَاءً وَّلِلدُّنْيَا

باب 15: جو شخص دکھاوے کے لئے یا دنیا کے لئے جنگ میں حصہ لے

1570 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَّيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَّيُقَاتِلُ رِيَاءً فَاَىُّ ذٰلِكَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا: جو بہادری ظاہر کرنے کے لئے یا ریاکاری کی وجہ سے یا دکھاوے کے لئے جنگ میں حصہ لیتا ہے: ان میں سے کون اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس لئے جنگ میں حصہ لے کہ اللہ تعالیٰ کا دین سربلند ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شمار ہوگا۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1571 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِىُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهُ

1570- اخرجه البخاری (33/6) کتاب الجهاد والسیر، باب: من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیاء، حدیث (2810) مسلم (645/6) کتاب الامارة، باب: من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا فهو فی سبیل الله (904/150) (18/2) کتاب الجهاد: باب من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا، حدیث (2517) والنسائی (23/6) کتاب الجهاد، باب: من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیاء، وابن ماجه (931/2) کتاب الجهاد، باب: النیة فی القتال، حدیث (2783) وعبد بن حمید ص (195) حدیث (553) واحمد (392/4، 417) عن شقیق بن سلمة ابی وائل عن ابی موسیٰ الاشعری۔ وابو داؤد

اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِدیگر: وَقَدْ رُوِىَ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ هٰذَا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَّلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ يَّنْبَغِى اَنْ نَّضَعَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِىْ كُلِّ بَابٍ

◄► حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا ہے: اعمال کی جزاء کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے۔ آدمی کو وہی ثواب ملتا ہے' جو اس نے نیت کی ہو جس شخص کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف شمار ہوگی اور جو شخص دنیا کے لئے ہجرت کرے تا کہ اسے حاصل کرلے یا کسی عورت کی وجہ سے ہجرت کرے تا کہ اس کے ساتھ شادی کرلے تو اس کی ہجرت اسی طرف شمار ہوگی' جس کی طرف اس نے (نیت کر کے ہجرت) کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر آئمہ نے اس روایت کو یحییٰ بن سعید کے حوالے سے نقل کیا ہے ہم اس روایت کو صرف یحییٰ بن سعید سے منقول ہونے کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شیخ عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں: ہمیں چاہیے کہ ہم اس حدیث کو ہر باب کے آغاز میں نقل کریں۔

شرح

ریاکاری کی غرض سے جہاد میں شامل ہونے والے کی حیثیت

اعمال ڈھانچہ کی مثل ہوتے ہیں اور حسن نیت ان کی روح ہے جبکہ روح کے بغیر ڈھانچہ کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ اس لیے جو شخص ریاکاری یا بہادری کے جوہر دکھانے کے لیے یا عصبیت کے سبب جہاد میں شامل ہو، ان تینوں کی حیثیت مردہ لاش کی ہے۔ اصل مجاہد وہ شخص ہے جو اعلاء کلمۃ الحق اور اسلام کی سربلندی کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ اس لیے ایسے شخص کا عمل حسن نیت کی وجہ سے اس قدر قیمتی بن جاتا ہے کہ اگر وہ جام شہادت نوش کرلے تو اسے دائمی زندگی مل جاتی ہے۔ جام شہادت نوش کرتے ہی اسے دیدار خداوندی کی دولت حاصل ہوجاتی ہے۔

1571– اخرجه البخاری (15/1) کتاب بدء الوحی' باب: کیف کان بدء الوحی' حدیث (1) ومسلم (657/6' الابی) کتاب الامارة' باب: قوله صلی الله علیه وسلم انما الاعمال بالنیات– حدیث (1907/155) وابو داؤد (670/1) کتاب الطلاق' باب: فیما عنی به الطلاق والنیات' حدیث (2201) والنسائی (58/1) کتاب الطهارة' باب: النیة فی الوضوء' وابن ماجه (1413/2) کتاب الزهد' باب: النیة حدیث (4227) وابن خزیمة (73/1) کتاب الوضوء' باب: ایجاب احداث النیة للوضوء' والغسل' حدیث (142) والحمیدی (16/1) حدیث (28) واحمد (25/1' 43) عن یحییٰ بن سعید' قال: اخبرنی محمد بن ابراهیم بن الحارث التیمی' انه سمع علقمة بن وقاص اللیثی عن عمر بن الخطاب به۔

فائدہ نافعہ:

(۱) اعمال کے ثواب وعدم ثواب اور مقبول ومردود ہونے کا معیار نیت ہے۔ نیت کا مطلب ''عزم مضبوط'' ہے۔ دوسری حدیث باب ایک معرکۃ الآراء روایت ہے کہ جس کی تفصیلی ابحاث کی گئی ہیں، جس کے سبب اصل مضمون بھی ذہن میں محفوظ نہیں رہ سکتا اور طلباء الجھ کر رہ جاتے ہیں۔ تمام ابحاث کا خلاصہ یہ ہے: انما الاعمال بالنیات، میں ''بالنیات'' کے جار مجرور کا متعلق عام طور پر کائن نکالا جاتا ہے' جس کا مفہوم بنتا ہے کہ اعمال نیتوں کے سبب وجود میں آتے ہیں حالانکہ اعمال نیتوں کے بغیر بھی وجود میں آسکتے ہیں۔ یہاں مناسب تر اور صحیح ترین یہ ہے کہ ''بالنیات'' کے جار مجرور کا متعلق لفظ: ''معتبر'' (موازنہ کیا ہوا) نکالا جائے۔ یعنی اعمال کا نیتوں کے ساتھ موازنہ کیا ہوا ہے۔ حدیث کا دوسرا فقرہ ہے: وانما لکل امرء ما نوی (ہر آدمی کو وہی دیا جاتا ہے' جس کی اس نے نیت کی ہو)۔ یہ جملہ ماقبل جملے کی تفصیل ہے، جب پہلے فقرہ کا مفہوم متعین ہو گیا کہ اس کا تعلق وجود وعدم وجود سے نہیں بلکہ ثواب وعدم ثواب سے ہے۔ پھر تمثیل کے ذریعے اس کی وضاحت کی گئی۔ اس دور میں ''ہجرت'' ایک کٹھن مرحلہ تھا، کیونکہ اس کی وجہ سے وطن، والدین، بہن بھائی، اعزاء واقارب، دوست واحباب اور مال ودولت سب کچھ چھوڑنا پڑتا ہے۔ ہجرت کی تین صورتیں ہیں:

(۱) دین کی نصرت وتحفظ کے لیے،

(۲) مدینہ منورہ میں کاروباری نقطہ نظر کے لیے،

(۳) کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے۔

پہلی ہجرت قابل اجر وثواب ہے، کیونکہ اس کا تعلق دین کے ساتھ ہے جبکہ دوسری دونوں ہجرتوں کا تعلق دنیا کے ساتھ ہے۔ لہٰذا ان کا کوئی اجر وثواب نہیں ہے۔ اس لیے کہ اعمال کے ثواب وعدم ثواب کا نیتوں کے ساتھ موازنہ کیا ہوا ہے۔ حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرنا چاہیے اور کوئی عمل اس کی خوشنودی اور نیت کے بغیر نہیں کرنا چاہیے۔

فائدہ نافعہ:

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مکہ مکرمہ کے ایک آدمی نے ''اُم قیس'' نامی عورت کو مدینہ طیبہ سے پیغام نکاح بھیجا، اس نے پیغام کو قبول کرتے ہوئے نکاح کے لیے شرط عائد کر دی کہ وہ مکہ سے ہجرت کرے مدینہ میں مستقل طور پر آجائے۔ وہ مکہ سے عازم ہجرت ہو کر مدینہ طیبہ میں آگیا اور ام قیس سے نکاح کر لیا اور مہاجر ام قلیس کے نام سے مشہور ہو گیا چونکہ اس کی ہجرت دین اور رضائے الٰہی کے لیے نہیں تھی، اس لیے وہ ہجرت کے اجر وثواب کا حقدار نہ ہوا۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ترجمہ نمبر ۱۴۵۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْغُدُوِّ وَالرَّوَاحِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

باب 16: اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح شام جانے کی فضیلت

1572 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْعَطَّافُ بْنُ خَالِدٍ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَمَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّأَبِي أَيُّوبَ وَأَنَسٍ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح کے وقت جانا دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے اور جنت میں ایک کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1573 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَجَّاجُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیحِ راوی: وَأَبُو حَازِمٍ الَّذِي رَوَى عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ هُوَ أَبُو حَازِمٍ الزَّاهِدُ وَهُوَ مَدَنِيٌّ وَّاسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ

1572- اخرجه البخاري (7/6) كتاب الجهاد والسير' باب: الغدوة والروحة في سبيل الله- حديث (2792) ومسلم (608/6) كتاب الامارة' باب: فضل الغدوة والروحة في سبيل الله' حديث (113-1881/114) والنسائي (15/6) كتاب الجهاد' باب: فضل غدوة في سبيل الله عزوجل وابن ماجه (921/2) كتاب الجهاد' باب: فضل الغدوة والروحة في سبيل الله عزوجل' حديث (2756) وعبد بن حميد ص (168) حديث (456) والحميدي (415/2) حديث (930) واحمد (433/3)'(335/5) عن ابي حازم عن سهل بن سعد الساعدي.

1573- اخرجه ابن ماجه (921/2) كتاب الجهاد' باب: فضل الغدوة والروحة في سبيل الله عزوجل' حديث (2755) قالا: حدثنا ابوخالد الاحمر' عن ابن عجلان' عن ابي حازم عن ابي هريرة به.

دِيْنَارٍ وَّاَبُوْ حَازِمٍ الَّذِىْ رَوٰى عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ هُوَ اَبُوْ حَازِمٍ الْاَشْجَعِىُّ الْكُوْفِىُّ وَاسْمُهٗ سَلْمَانُ وَهُوَ مَوْلٰى عَزَّةَ الْاَشْجَعِيَّةِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح کے وقت جانا یا شام کے وقت جانا دنیا میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے۔

یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

وہ ابوحازم جنہوں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں' وہ ابوحازم زاہد ہیں جو مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ ان کا نام سلمہ بن دینار ہے۔

ابوحازم نامی راوی جنہوں نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے یہ کوفہ کے رہنے والے ہیں' ان کا نام سلمان ہے اور یہ عزہ اشجعیہ کے غلام ہیں۔

1574 سندِحدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِىُّ الْكُوْفِىُّ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ هِلَالٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذُبَابٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: مَرَّ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِعْبٍ فِيْهِ عُيَيْنَةٌ مِّنْ مَاءٍ عَذْبَةٌ فَاَعْجَبَتْهُ لِطِيْبِهَا فَقَالَ لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِىْ هٰذَا الشِّعْبِ وَلَنْ اَفْعَلَ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ مُقَامَ اَحَدِكُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهٖ فِىْ بَيْتِهٖ سَبْعِيْنَ عَامًا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ اغْزُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ قَاتَلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَّجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صاحب ایک گھاٹی کے پاس سے گزرے جہاں میٹھے پانی کا ایک چھوٹا سا چشمہ تھا انہیں یہ جگہ بہت پسند آئی انہوں نے آرزو کی کاش وہ لوگوں سے الگ ہو کر اس گھاٹی میں رہیں لیکن پھر انہوں نے یہ سوچا کہ میں نبی اکرم ﷺ سے اجازت لئے بغیر ایسا نہیں کروں گا۔ جب وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس بات کا تذکرہ کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ایسا نہ کرنا کیونکہ کسی شخص کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں کھڑے ہونا اس کے اپنے گھر میں ستر برس تک نفل نمازیں ادا کرنے سے بہتر ہے کیا تم لوگ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کردے اور تمہیں جنت میں داخل کرے تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ میں حصہ لو جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک اونٹنی کا دودھ دوہنے جتنے عرصے کے لئے جنگ میں حصہ لیتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

1574- اخرجه احمد (2/446'524) عن هشام بن سعد، عن سعيد بن ابى هلال، عن ابن ابى ذباب، عن ابى هريرة به.

1575 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ اَوْ مَوْضِعُ يَدِهٖ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ نِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا وَّلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَاْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح کے وقت جانا یا شام کے وقت جانا دنیا اور اس میں موجود ہر چیز کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے اور جنت کی اتنی جگہ جو کسی شخص کی کمان جتنی ہو یا ہاتھ رکھنے جتنی ہو یہ دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے اور اگر جنت کی خواتین میں سے کوئی ایک عورت دنیا کی طرف جھانک لے تو آسمان وزمین کے درمیان موجود ہر چیز کو روشن کر دے اور اس پوری جگہ کو خوشبو سے بھر دے اور اس کے سر کی اوڑھنی دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

شرح

صبح وشام جہاد کرنے کی فضیلت:

جب جہاد فرض ہو جاتا ہے تو مجاہدین اپنی جان ہاتھ پر رکھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کی راہ میں جہاد کے لیے نکل پڑتے ہیں۔ مجاہدین کی ایک جماعت مسلسل دشمن سے نہیں لڑسکتی بلکہ ایک جماعت آرام کرتی ہے اور دوسری دشمن کا مقابلہ کرتی ہے۔ جو گروپ دن کے پہلے حصہ میں دشمن کا مقابلہ کرتا ہے وہ دن کے آخری حصہ میں آرام کرتا ہے اور جو پچھلے وقت میں لڑتا ہے وہ دن کے پہلے حصہ میں آرام کرتا ہے۔ احادیث باب میں ان مجاہدین کی عظمت وفضیلت بیان کی گئی ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

☆ مجاہدین کا جہاد کے لیے صبح کے وقت روانہ ہونا ایسا عمل ہے جو دنیا و مافیہا سے افضل واعلیٰ ہے۔

☆ جہاد کے لیے شام کے وقت روانہ ہونا دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے افضل ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلنا ستر سال تک گھر میں خفیہ طور پر نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے۔

☆ جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے نکلنے کے سبب اللہ تعالیٰ مجاہد کی بخشش کر دیتا ہے۔

☆ چند لمحات میدان جہاد میں شرکت کرنے سے اللہ تعالیٰ جنت واجب کر دیتا ہے۔

☆ جنت میں کمان رکھنے یا کوڑا رکھنے کی جگہ پوری کائنات اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَىُّ النَّاسِ خَيْرٌ

باب 17: کون سے لوگ زیادہ بہتر ہیں؟

1576 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِالَّذِىْ يَتْلُوْهُ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِىْ غُنَيْمَةٍ لَّهٗ يُؤَدِّىْ حَقَّ اللّٰهِ فِيْهَا اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ رَجُلٌ يُسْاَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِىْ بِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَيُرْوٰى هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کیا تمہیں سب سے بہتر لوگوں کے بارے میں بتاؤں؟ ایک وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ لیتا ہے (اور نکل کھڑا ہوتا ہے) کیا میں تمہیں بتاؤں جو شخص اس کے بعد ہوگا؟ یہ وہ شخص ہے' جو اپنی بکریاں لے کر لوگوں سے الگ ہو جاتا ہے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کرتا ہے کیا میں تمہیں سب سے بدترین شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ شخص ہے' جس سے اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگا جائے اور وہ نہ دے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

شرح

سب سے بہتر اور سب سے بدتر شخص

دنیا میں بے شمار اعمال صالحہ ہیں لیکن جہاد فی سبیل اللہ سب سے بہتر عمل ہے اور یہ خدمت انجام دینے والا سب سے بہتر انسان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجاہد کا عمل متعدی ہے جو دنیا بھر کی بہتری اور سنوارنے کے لیے ہوتا ہے جبکہ اس کے علاوہ ہر عمل ذاتی حیثیت کا حامل ہوتا ہے' جس کا درجہ اس سے بہت کم ہیں۔

1575- اخرجه البخاری (17/6) كتاب الجهاد والسير: باب: الغدوة والروحة فى سبيل الله- حديث (2792) وابن ماجه (921/2) كتاب الجهاد: باب: فضل الغدوة والروحة فى سبيل الله عزوجل' حديث (2757) واحمد (141/3'263) عن حميد عن انس به.

1576- اخرجه النسائى (83/5) كتاب الزكوٰة: باب: من يسال بالله ولا يعطى به والدارمى (201/2) كتاب الجهاد' باب: افضل الناس رجل ممسك براس فرسه فى سبيل الله' وعبد بن حميد ص (223) حديث (668) واحمد (237/1'319) عن عطاء بن يسار' عن ابن عباس به.

تمام انسانوں سے بدتر شخص وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سائل کوئی چیز طلب کرے لیکن وہ دینے سے انکار کردے کیونکہ اسم باری تعالیٰ کا تقاضا ہے کہ جو چیز اس کے نام پر طلب کی جائے وہ دے دی جائے۔ تاہم پیشہ ور سائل اس مسئلہ سے مستثنیٰ قرار پاتا ہے کیونکہ مانگنا اور سوال کرنا اس کی عادات میں شامل ہے۔ جس طرح سلام کا جواب دینا واجب ہے لیکن پیشہ ور سائل کے سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ سَاَلَ الشَّهَادَةَ

باب 18: جو شخص شہادت کی دعا مانگے

1577 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ كَثِيرٍ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ اَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ اَبِىْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ مِنْ قَلْبِهٖ صَادِقًا بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شُرَيْحٍ وَّقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شُرَيْحٍ

توضیحِ راوی: وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ يُكْنٰى اَبَا شُرَيْحٍ وَّهُوَ اِسْكَنْدَرَانِيٌّ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

حضرت سہل بن حنیف نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا مانگے اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے مرتبے پر فائز کرے گا۔ اگرچہ وہ شخص اپنے بستر پر فوت ہوا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت سہل بن حنیف سے منقول ہونے کے حوالے سے "حسن غریب" ہے ہم اسے صرف عبدالرحمٰن بن شریح کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

عبداللہ بن صالح نے اس روایت کو عبدالرحمٰن بن شریح کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

عبدالرحمٰن شریح کی کنیت ابوشریح ہے اور یہ اسکندرانی ہیں۔

اس بارے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

1577- اخرجه مسلم (662/6) كتاب الامارة، باب: استحباب طلب الشهادة فى سبيل الله تعالٰى، حديث (1909/157) والنسائى (36/6) كتاب الجهاد، باب: مسالة الشهادة، وابن ماجه (935/2) كتاب الجهاد، باب: القتال فى سبيل الله سبحانه تعالٰى، حديث (2797) والدارمى (205/2) كتاب الجهاد: باب: فيمن سال الله الشهادة قالا، حدثنا عبد الرحمن بن شريح، ان سهل بن ابى امامة بن سهل بن حنيف حدثه عن ابيه عن سهل بن حنيف به، واخرجه ابوداؤد (476/1) كتاب الصلوٰة باب: فى الاستغفار، حديث (1520) عن ابى امامة بن سهل بن حنيف عن ابيه به.

1578 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى عَنْ مَالِكِ بْنِ يُخَامِرَ السَّكْسَكِيِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الْقَتْلَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَادِقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اَجْرَ الشَّهِيْدِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا سا اجر عطا کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

شہادت کی دعا مانگنے کی فضیلت

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور شہادت کی دعا کرتا تو اسے شہادت کا اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے' خواہ وہ میدان جہاد میں شامل نہ ہوا ہو اور بستر پر اسے موت آ جائے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تا حیات جہاد فی سبیل اللہ میں شامل ہو کر شجاعت و بہادری کے جوہر دکھاتے رہے۔ آخری وقت بستر علالت پر تھے اور آنسو بہاتے ہوئے شہادت کی تمنا سے یہ دعا کرنے لگے کہ میرے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جو دشمن کے تیروں سے زخمی نہ ہوا ہو اور میری زندگی بھر یہی تمنا رہی کہ جام شہادت نوش کروں پھر بھی میں چار پائی پر وفات پا رہا ہوں۔ ایسی دعا یقیناً اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب عطا کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُجَاهِدِ وَالنَّاكِحِ وَالْمُكَاتَبِ وَعَوْنِ اللّٰهِ اِيَّاهُمْ

باب 19: مجاہد' نکاح کرنیوالے اور مکاتب کا بیان اور ان لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد

1579 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمُ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُكَاتَبُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْاَدَاءَ وَالنَّاكِحُ

1578- اخرجه النسائي (25/6) كتاب الجهاد' باب: ثواب من قاتل في سبيل الله فواق ناقة' وابن ماجه (933/2) كتاب الجهاد' باب: القتال في سبيل الله سبحانه' حديث (2792) والدارمي (201/2) كتاب الجهاد' باب: من قاتل في سبيل الله فواق ناقة' واحمد (243'235'230/5) عن مالك بن يخامر عن معاذ بن جبل به.

1579- اخرجه النسائي (15/6) كتاب الجهاد' باب: فضل الروحة في سبيل الله عزوجل وابن ماجه (841/2) كتاب العتق' باب: المكاتب' حديث (2518) واحمد (437'251/2) عن محمد بن عجلان' عن سعيد بن ابي سعيد المقبري عن ابي هريرة به.

الَّذِیْ یُرِیْدُ الْعَفَافَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگوں کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا شخص، دوسرا وہ مکاتب شخص جو ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ نکاح کرنے والا شخص جو پاکدامن رہنا چاہتا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

شرح

تین آدمیوں کی خصوصی نصرت ومدد کا اعلان

اللہ تعالیٰ کی نصرت ومدد کے بغیر کوئی شخص بھی دنیا یا آخرت میں کامیابی حاصل نہیں کرسکتا کیونکہ حقیقی کامیابی اس کی معاونت و نصرت پر منحصر ہے۔ تاہم تین شخصوں کی خصوصی طور پر نصرت فرماتا ہے: (۱) اللہ تعالیٰ کی راہ میں فریضہ جہاد انجام دینے والا ہو۔ (۲) وہ مکاتب جو اپنے آقا کو حق کتابت ادا کرنے کا پختہ عزم رکھتا ہو۔ (۳) وہ شخص جو اپنی پاک دامنی کے تحفظ کے قصد سے نکاح کرنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت ومدد تینوں شخصوں تک محدود نہیں ہے، بلکہ بہت سے لوگ اس زمرے میں آتے ہیں مثلاً مذہبی کتب کی اشاعت کے ارادہ سے قرض لینے والا اور فرض حج کی ادائیگی کے لیے قرض لینے والا وغیرہ۔ حدیث باب میں تین شخصوں کا تذکرہ حسب وعدہ ہے نہ کہ حصر کی بناء پر۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیمَنْ یُّکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

باب 20: جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی کردیا جائے

1580 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا یُکْلَمُ اَحَدٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُّکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِهٖ اِلَّا جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّیْحُ رِیْحُ الْمِسْكِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

1580- اخرجه ابن ماجه (934/2) كتاب الجهاد' باب: القتل في سبيل الله سبحانه وتعالىٰ رقم (3759) واحمد (391/2، 398، 399، 400، 512، 502، 531، 537) والدارمي (205/2) كتاب الجهاد: باب: فضل من جرح في سبيل الله.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی کر دیا جائے اور اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے: کسے اس کی راہ میں زخمی کیا گیا ہے جب وہ شخص قیامت کے دن آئے گا' تو اس زخم کا رنگ خون جیسا ہوگا' لیکن اس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

1581 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى عَنْ مَالِكِ بْنِ يُخَامِرَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَرِيحُهَا كَالْمِسْكِ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اونٹنی کا دودھ دوہنے جتنے عرصے کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی زخم آ جائے یا کوئی چوٹ لگ جائے' تو وہ شخص قیامت کے دن اس سے زیادہ بڑے زخم کو ساتھ لے کر آئے گا' جس کا رنگ زعفران جیسا ہوگا' اور اس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

شرح

اللہ کی راہ میں زخمی کی فضیلت

وہ شخص جو رضاءِ الٰہی اور اسلام کی سربلندی کے لیے جام شہادت نوش کر جائے یا زخمی ہو کر غازی بن جائے وہ قیامت کے دن تازہ زخموں کے ساتھ پروردگارِ عالم کی عدالت میں حاضر ہوگا اور زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا جبکہ اس کی خوشبو مشک سے بھی زیادہ تیز ہوگی۔ اس کیفیت میں حاضر ہونے میں حکمت یہ ہے کہ اس کی مظلومیت لوگوں کے سامنے ظاہر ہو کہ جس آدمی نے دنیا کی اصلاح یا سنوارنے کا بیڑا اٹھایا تھا اس پر اس قدر مظالم ڈھائے گئے تھے۔ اس طرح لوگوں کو ندامت و پریشانی ہوگی کہ انہوں نے اپنے مخدوم ومحسن کے ساتھ ایسا کیوں کیا تھا۔ جس زخم کے ساتھ وہ آئے گا وہ دنیا کے زخم سے بڑا ہوگا، خون کا رنگ زعفران جیسا اور خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ

باب 21: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟

1582 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ اَوْ اَیُّ الْاَعْمَالِ خَيْرٌ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِيْلَ ثُمَّ اَیُّ شَیْءٍ قَالَ الْجِهَادُ سَنَامُ الْعَمَلِ قِيْلَ ثُمَّ اَیُّ شَیْءٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: قَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے (یا شاید یہ الفاظ ہیں) کون سا عمل زیادہ بہتر ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا' عرض کی گئی: پھر کون سا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاد عمل کی کوہان ہے۔ (یعنی سب سے بلند ترین عمل ہے) عرض کی گئی: پھر کون سا ہے؟ یارسول اللہ ﷺ! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر مقبول حج ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

شرح

سب سے افضل عمل:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل علم کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پھر عرض کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے جواب دیا: جہاد اعمال اسلامی کی کوہان ہے۔ یعنی جس طرح اونٹ کی کوہان بلند ہوتی ہے۔ اسی طرح جہاد میں حصہ لینے کا عمل تمام اعمال سے افضل واعلیٰ ہے۔ پھر سوال کیا گیا کہ اس کے بعد کونسل عمل افضل ہے؟ فرمایا: مقبول حج، کیونکہ حج مبرور کا صلہ جنت ہے اور اس سے حاجی کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں بلکہ جس کے حق میں وہ دعا کرتا ہے، اس کے گناہ بھی معاف کر دیے جاتے ہیں۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال تو بہترین عمل کے بارے میں کیا گیا تھا تو آپ نے جواب میں فرمایا: بہترین عقیدہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا ہے، اس طرح سوال اور جواب میں مطابقت نہیں ہے؟

جواب: ایمان کی دو صورتیں ہیں، (۱) وہ امر باطنی ہے جو تصدیق قلبی اور عقیدہ کا نام ایمان ہے۔ (۲) وہ امر ظاہر بھی ہے گویا اعمال صالحہ، کمال ایمان پر متفرع ہوتے ہیں، اس طرح اعمال کا بھی ایمان سے تعلق ہے۔ اسی وجہ سے ایمان پر اسلام کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ نصوص میں اسلام اور ایمان دونوں کو مترادف بھی استعمال کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ اَنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ

باب 22: جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں

1583 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ اَبِىْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ رَثُّ الْهَيْئَةِ ءَ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُهُ قَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَقْرَاُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ وَكَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهٖ فَضَرَبَ بِهٖ حَتّٰى قُتِلَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيِّ

توضیح راوی: وَاَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ اسْمُهٗ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيْبٍ وَّاَبُوْ بَكْرِ ابْنُ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هُوَ اسْمُهٗ

ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو دشمن کا سامنا ہونے کے وقت یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں' حاضرین میں سے ایک صاحب جو بظاہر مفلوک الحال لگ رہے تھے انہوں نے دریافت کیا: آپ نے خود نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے' تو حضرت ابوموسیٰ نے یہ جواب دیا: جی ہاں۔

راوی بیان کرتے ہیں: وہ صاحب اپنے ساتھیوں کے پاس گئے اور بولے میں تم لوگوں کو سلام کرتا ہوں' پھر انہوں نے اپنی تلوار کی میان کو توڑا اور دشمن کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔

یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف جعفر بن سلیمان کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

ابوعمران جونی نامی راوی کا نام عبدالملک بن حبیب ہے۔ ابوبکر بن ابوموسیٰ نامی راوی کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: ان کا نام یہی (یعنی ابوبکر) ہے۔

1583- اخرجه مسلم (1511/3) كتاب الامارة: باب: ثبوت الجنة للشهيد' حديث (1902/146) واحمد (410/396)

شرح

جنت تلواروں کے سائے تلے:

زمانہ قدیم میں دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے مجاہدین صف بہ صف کھڑے ہو جاتے تھے۔ ان کے جذبات کو برانگیختہ کرنے کے لیے علماء کرام خطاب کرتے اور شعراء موقع کی مناسبت سے اپنا کلام پیش کرتے تھے جس کے نتیجہ میں مجاہدین میدان میں اترنے اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے بے تاب ہو جاتے تھے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی شاید ایسے ہی کسی موقع پر یہ روایت بیان کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے''۔ یعنی جہاد میں حصہ لینا دخول جنت کا سبب ہے۔ جس طرح ماں کے پاؤں تلے جنت ہونے کا مفہوم ہے کہ والدہ کی خدمت کرنا دخول جنت کا باعث ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ

باب 23: کون سا شخص زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟

1584 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَزِیْدَ اللَّیْثِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ قَالَ رَجُلٌ یُّجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِیْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ یَتَّقِیْ رَبَّهٗ وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا شخص زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے لوگوں نے دریافت کیا: پھر کون سا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: پھر وہ مؤمن ہے جو کسی گھاٹی میں رہے اور اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1584- اخرجه البخاری (8/6) کتاب الجهاد والسير، باب: افضل الناس مؤمن مجاهد بنفسه- الخ، حديث (2786) طرفه فی حديث (6494) ومسلم (1503/3) کتاب الامارة، باب: فضل الجهاد والرباط حديث (1888/122) وابو داؤد (5/3) کتاب الجهاد: باب: فی ثواب الجهاد، حديث (2485) والنسائی (11/6) کتاب الجهاد: باب: فضل من يجاهد فی سبيل الله بنفسه وماله، حديث (3105) وابن ماجه (1316/2) کتاب الفتن، باب: العزلة، حديث (3978) واحمد (16/3، 37، 56، 88) وعبد بن حميد ص (301) حديث (975)

شرح

سب سے افضل شخص:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ فضیلت والے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ کی طرف سے دو آدمیوں کو علی الترتیب افضل قرار دیا گیا: (۱) وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ (۲) وہ شخص ہے جو لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر کسی غار میں مقیم ہو جائے تا کہ وہ خدا سے ڈرتا رہے اور لوگ اس کے ضرر سے محفوظ رہیں۔

اسلام کا رہبانیت کو پسند نہ کرنا:

لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر کسی غار یا جنگل میں اقامت اختیار کر لینا، رہبانیت کی صورت ہے، جس کی اسلام میں گنجائش نہیں ہے اور نہ اسلام اسے پسند کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے باہم حقوق ہیں، جن کی بجا آوری فرض ہے اور اس صورت میں وہ پورے نہیں ہو سکیں گے۔ انسان میں خوبیاں اور خامیاں ملی جلی ہوتی ہیں، علیحدگی اختیار کرنے کی صورت میں لوگ اس کی خوبیوں سے استفادہ نہیں کر سکیں گے، اور یہ اپنی خامیوں کی اصلاح کرنے سے محروم رہے گا۔ علاوہ ازیں والدین، اولاد، اعزاء و اقارب، دوست واحباب اور دوسرے لوگوں کے حقوق ہیں، جن کا جنگل یا غار میں مقیم ہو کر پورا کرنا ممکن نہیں۔ ان وجوہات کی بنا پر اسلام رہبانیت کی اجازت نہیں دیتا۔

بَابُ فِيْ ثَوَابِ الشَّهِيْدِ

باب 24: شہید کا ثواب

1585 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَسُرُّهُ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا غَيْرُ الشَّهِيْدِ فَاِنَّهُ يُحِبُّ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا يَقُوْلُ حَتّٰى اُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِمَّا يَرٰى مِمَّا اَعْطَاهُ مِنَ الْكَرَامَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

1585- اخرجه البخاری (39/6) كتاب الجهاد والسير، باب: تمنى المجاهد ان يرجع الى الدنيا، حديث (2817) ومسلم (1398/3) كتاب الامارة، باب: فضل الشهادة فى سبيل الله، حديث (1877/109) والدارمى (206/2) كتاب الجهاد: باب: ما يتمنى الشهيد من الرجعة، واحمد (103/3، 251، 173، 276، 289) وعبد الله بن احمد فى الزوائد (278/3) وعبد بن حميد ص (353) حديث (1167)

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنت کے رہنے والے کسی بھی شخص کی یہ آرزو نہیں ہوگی کہ وہ دنیا میں واپس جائے صرف شہید ہی یہ آرزو کرے گا' کیونکہ وہ اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ دوبارہ دنیا میں جائے وہ یہ کہے گا کہ مجھے دس مرتبہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیا جائے ایسا اس وجہ سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جو بزرگی عطا کی ہوگی جب وہ اس کو دیکھے گا' تو پھر یہ آرزو کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1586 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ بَحِيْرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِىْ كَرِبَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ يُغْفَرُ لَهُ فِىْ اَوَّلِ دَفْعَةٍ وَّيَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَاْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ وَيُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِّنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَيُشَفَّعُ فِىْ سَبْعِيْنَ مِنْ اَقَارِبِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: شہید کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چھ خصوصیات حاصل ہوتی ہیں۔ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ وہ جنت میں اپنے مخصوص ٹھکانے کو دیکھ لیتا ہے۔ وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا' وہ قیامت کے دن کی بھیانک وحشت سے محفوظ رہے گا' اس کے سر پر یاقوت سے جڑا ہوا وقار کا تاج رکھا جائے گا' جو دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے اور اسے بڑی آنکھوں والی بہتر (72) حوریں نکاح میں دی جائیں گی اور اس شخص کے ستر رشتے داروں کے بارے میں اس کی شفاعت کو قبول کیا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

شرح

شہید کا اجر وثواب

احادیث باب میں شہید کے اجر وثواب کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے' جس کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆ شہید کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

1586- اخرجه ابن ماجه (2/935-936) كتاب الجهاد' باب: فضل الشهادة فى سبيل الله' حديث (2799) واحمد (131/4)

☆ شہید کو عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے اور قیامت کے دن وحشت سے بھی مامون رکھا جائے گا۔
☆ شہید کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔
☆ شہید کو بوقت شہادت چٹکی بھرنے کے برابر تکلیف ہوتی ہے۔
☆ شہید اپنے ستر قریبی اعزاء واقارب کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کرے گا۔
☆ شہید کا موٹی آنکھوں والی ۷۲ حوروں سے نکاح کر دیا جاتا ہے۔
☆ شہید کے سر پر قیامت کے دن ایک خوبصورت تاج سجایا جائے گا' جس میں یاقوت وغیرہ موتی مرصع ہوں گے۔
☆ شہید کی یہ آرزو ہوگی کہ اسے دس بار زندہ کیا جائے اور وہ دس بار جام شہادت نوش کرے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الْمُرَابِطِ

باب 25: پہریدار کی فضیلت

1587 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِی النَّضْرِ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ الْبَغْدَادِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: رِبَاطُ يَوْمٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ فِی الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَرَوْحَةٌ يَّرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ لَغَدْوَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کے لئے پہرہ دینا' دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے' ایک دن صبح کے وقت یا شام کے وقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں چلنا' دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے اور جنت میں کوڑا رکھنے کی جگہ' دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1588 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ

متنِ حدیث: قَالَ مَرَّ سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ بِشُرَحْبِيْلَ بْنِ السِّمْطِ وَهُوَ فِیْ مُرَابَطٍ لَّهُ وَقَدْ شَقَّ عَلَيْهِ وَعَلٰی اَصْحَابِهٖ قَالَ اَلَا اُحَدِّثُكَ يَا ابْنَ السِّمْطِ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

1588- تفرد به الترمذی' من طريق ابن ابی عمر' قال: حدثنا سفيان بن عيينة' قال: حدثنا محمد بن المنكدر' قال: مر سلمان الفارسی بشر حبيل بن السمط-' فذكره- ينظر تحفة الاشراف (34/4) حديث (4510) واخرجه مسلم (669/6'670- الابی) كتاب الامارة' باب: فضل الرباط فی سبيل الله عزوجل حديث (1913/163) كتاب الجهاد' باب: فضل الرباط' واحمد (441/5) من طريق شرحبيل بن السمط' عن سلمان قال' سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول- فذكره.

رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ وَرُبَّمَا قَالَ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَّقِيَامِهٖ وَمَنْ مَاتَ فِيْهِ وُقِيَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَنُمِّيَ لَهٗ عَمَلُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

محمد بن منکدر بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ شرحبیل بن سمط کے پاس سے گزرے جو اپنے مورچے میں پہرہ دے رہے تھے۔ یہ کام ان کے اور ان کے ساتھیوں کے لیے بہت دشوار تھا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے سمط کے بیٹے! کیا میں تمہیں وہ حدیث سناؤں جو میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہے' تو شرحبیل نے جواب دیا: جی ہاں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن پہرہ دینا' ایک ماہ کے روزوں اور (رات بھر نوافل میں) قیام سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:) بہتر ہے۔ جو شخص اس دوران میں فوت ہو جائے وہ قبر کی آزمائش سے محفوظ ہو جائے گا اور قیامت تک اُس کا عمل پھلتا پھولتا رہے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

1589 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ لَّقِيَ اللّٰهَ بِغَيْرِ اَثَرٍ مِّنْ جِهَادٍ لَّقِيَ اللّٰهَ وَفِيْهِ ثُلْمَةٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ الْوَلِيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ رَافِعٍ وَّاِسْمٰعِيْلُ بْنُ رَافِعٍ قَدْ ضَعَّفَهٗ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

قولِ امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَّقُوْلُ هُوَ ثِقَةٌ مُّقَارِبُ الْحَدِيْثِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيْثُ سَلْمَانَ اِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ مُّحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ لَمْ يُدْرِكْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ السِّمْطِ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی جہاد کا نشان لئے بغیر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا' تو گویا وہ اپنے دین میں کمی کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔

ولید بن مسلم نامی راوی کی نقل کردہ یہ روایت جو اسمٰعیل بن رافع سے منقول ہے۔ یہ "غریب" ہے۔ اسمٰعیل بن رافع کو بعض محدثین نے "ضعیف" قرار دیا ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: یہ صاحب ثقہ ہیں البتہ مقارب الحدیث ہیں۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

1589- اخرجه ابن ماجه (923/2) كتاب الجهاد: باب: التغليظ من ترك الجهاد' حديث (2763)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایت کی سند متصل نہیں ہے۔

کیونکہ محمد بن منکدر نامی راوی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا ہے۔

یہی روایت ایوب بن موسیٰ کے حوالے سے مکحول' شرحبیل بن سمط' حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

1590 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ

متنِ حدیث: سَمِعْتُ عُثْمَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ إِنِّي كَتَمْتُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَاهِيَةَ تَفَرُّقِكُمْ عَنِّي ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُحَدِّثَكُمُوْهُ لِيَخْتَارَ امْرُؤٌ لِنَفْسِهِ مَا بَدَا لَهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

قولِ امام بخاری: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ أَبُوْ صَالِحٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ اسْمُهُ تُرْكَانُ

◆◆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابوصالح بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ بیان کرتے ہوئے سنا' انہوں نے فرمایا: میں نے تم لوگوں سے ایک حدیث چھپا کر رکھی ہوئی تھی جو میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی تھی' اس اندیشے کے تحت کہ تم لوگ مجھ سے الگ ہو جاؤ گے پھر مجھے یہ مناسب لگا کہ میں وہ حدیث تمہیں سنا دوں تا کہ ہر شخص اپنی ذات کے بارے میں فیصلہ کر لے جو اسے مناسب لگے' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن (سرحد پر) پہرہ دینا دیگر جگہوں پر ایک ہزار دن گزارنے سے بہتر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابوصالح نامی راوی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں' ان کا نام ترکان ہے۔

1591 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّأَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ النَّيْسَابُوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا يَجِدُ الشَّهِيْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

1590- اخرجه النسائی (39/6) کتاب الجهاد' باب: فضل الرباط' حديث (3167'3169) والدارمی (211/2) کتاب الجهاد' با: فضل من ربط' واحمد (62/1'65'75) وعبد الله بن احمد فی الزوائد (66/1)

1591- اخرجه النسائی (36/6) کتاب الجهاد: ما يجد الشهيد من الالم' حديث (3161) وابن ماجه (937/2) واحمد (297/2) والدارمی (205/2) کتاب الجهاد' باب: فضل الشهيد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: شہید کو قتل ہوتے وقت اتنی ہی تکلیف محسوس ہوتی ہے جتنی کسی شخص کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

1592 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ جَمِيْلٍ الْفِلَسْطِيْنِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَيْسَ شَىْءٌ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَاَثَرَيْنِ قَطْرَةٌ مِّنْ دُمُوْعٍ فِىْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهَرَاقُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْاَثَرَانِ فَاَثَرٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَثَرٌ فِىْ فَرِيْضَةٍ مِّنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی بھی چیز دو قطروں سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کے خوف سے نکلنے والے آنسو کا قطرہ اور ایک خون کا وہ قطرہ جسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہایا گیا ہو جہاں تک دو نشانات کا تعلق ہے۔ (جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں) تو ایک نشان وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (زخم کی شکل میں) آئے اور ایک نشان وہ جو اللہ تعالیٰ کے فرض کی وجہ سے (ماتھے پر سجدے کے نشان کی صورت میں) ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت:

احادیث باب میں بہت سے مسائل بیان کیے گئے ہیں، جن میں سے اہم مسئلہ پہرہ دینے والا کی عظمت وفضیلت ہے۔ اس حوالے سے احادیث کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

☆ ایک دن کا پہرہ دینا دنیا اور اس کی تمام اشیاء سے افضل ہے۔

☆ ایک دن کا پہرہ دینا ایک مہینے کے روزوں اور ایک ماہ قیام (نوافل ادا) کرنے سے افضل ہے۔

☆ جو شخص پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو جائے اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے اور قیامت تک اس عمل کے جاری رہنے کا اسے اجر وثواب عطا کیا جائے گا۔

☆ اللہ کی راہ میں ایک دن کا پہرہ دینا، دوسری جگہوں پر ہزار دینے گزارنے سے افضل ہیں۔

☆ دو نشان اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہیں: (۱) وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخم آنے کی شکل میں ہو۔ (۲) وہ جو فرائض نماز وغیرہ کی ادائیگی کی وجہ سے ماتھے پر پڑ جائے۔

كِتَابُ الْجِهَادِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

جہاد کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ لِاَهْلِ الْعُذْرِ فِي الْقُعُوْدِ

باب 1: معذور لوگوں کا جہاد میں شریک نہ ہونا

1593 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: ائْتُوْنِيْ بِالْكَتِفِ اَوِ اللَّوْحِ فَكَتَبَ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ) وَعَمْرُو ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَقَالَ هَلْ لِيْ مِنْ رُخْصَةٍ فَنَزَلَتْ (غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ)

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرٍ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّهُوَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ هٰذَا الْحَدِيْثَ

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس (کسی جانور کے) شانے کی ہڈی یا کوئی تختی لاؤ (راوی بیان کرتے ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ نے (یہ آیت) تحریر کروائی۔

"اہلِ ایمان میں سے بیٹھے رہنے والے لوگ برابر نہیں ہیں"

(راوی بیان کرتے ہیں) حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کی پشت کے پیچھے موجود تھے انہوں نے عرض کی: کیا میرے لئے کوئی رخصت ہے تو یہ آیت نازل ہوئی:

"وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر نہ ہو"۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1593- اخرجه البخاری (53/6) كتاب الجهاد، والسير: باب: قول الله تعالٰى (لا يستوى القاعدون من المؤمنين غير اولى الضرر-) حديث (2831) واطرافه فى (4593-4594-4990) والنسائى (10/6) كتاب الجهاد، باب: فضل المجاهدين على القاعدين، حديث (3101) واحمد (282/4، 284، 290، 299) والدارمى (209/2) كتاب الجهاد، باب: العذر فى التخلف عن الجهاد، من طريق ابى اسحق، فذكره.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ اور سلیمان تیمی کی ابواسحاق سے روایت کرنے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔
شعبہ اور ثوری نے اسے ابواسحاق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

معذور لوگوں پر جہاد فرض نہ ہونا

جب یہ ارشاد ربانی نازل ہوا: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (النساء:٩٥) ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور اپنے گھروں میں بیٹھنے والے برابر نہیں ہو سکتے“۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ کوئی تختی وغیرہ پیش کی جائے۔ جب تختی پیش کردی گئی تو آپ نے یہ آیت اس پر لکھوادی۔ آپ کے پیچھے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے جو نابینا صحابی تھے۔ وہ جھٹ بول اٹھے: یارسول اللہ! میرے لیے کیا حکم ہے؟ تو اسی وقت آیت کا یہ ٹکڑا بھی نازل ہوگیا: غیر اولی الضرر یعنی جو لوگ عذر والے نہیں ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس آیت کا مضمون اور حکم سمجھ گئے۔

معذور لوگوں پر جہاد فرض نہیں ہے، وہ یہ لوگ ہو سکتے ہیں: (۱) نابینا، (۲) لولا یا لنگڑا (۳) بوڑھا (۴) عورت (۵) نابالغ بچہ (٦) غلام (۷) نحیف وکمزور (۸) مریض جس میں قوت وطاقت نہ ہو۔ تاہم یہ لوگ مجاہدین کے معاون بن سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ خَرَجَ فِي الْغَزْوِ وَتَرَكَ اَبَوَيْهِ

باب 2: جو شخص اپنے والدین کو چھوڑ کر جنگ میں چلا جائے

1594 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ

متنِ حدیث: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاْذِنُهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ اَلَكَ وَالِدَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُو الْعَبَّاسِ هُوَ الشَّاعِرُ الْاَعْمَى الْمَكِّيُّ وَاسْمُهُ السَّائِبُ بْنُ فَرُّوْخَ

◄► حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جہاد کی اجازت لینے کے

1594- اخرجه البخاری (162/6) کتاب الجهاد والسير، باب: اذا حمل علی فرس فرآها تباع، حديث (3004) وطرفه فی (5972) ومسلم (1975/4) کتاب البر والصلة والاداب، باب: والوالدين، وانهما احق به، حديث (2549/5) والنسائی (10/6) کتاب الجهاد، باب: لرخصة فی التخلف لمن له والدان، حديث (3103) واحمد (165/2، 193) والحميدی (268/2) حديث (585) من طريق حبيب بن ابی ثابت به.

لئے حاضر ہوا' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے ماں باپ ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان دونوں کی خدمت کا جہاد کرو۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوعباس نامی راوی نابینا مکی شاعر ہیں اوران کا نام سائب بن فروخ ہے۔

شرح

والدین کی خدمت بھی جہاد

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا افضل نیکی ہے اور والدین کی خدمت کرنا بھی اس سے کم نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے جواب دیا: یارسول اللہ! ہاں۔ آپ نے حکم دیا کہ تم جاؤ ان کی خدمت بجالاؤ، یہی تمہارے لیے جہاد ہے۔

سوال: جب والدین خدمت کے محتاج ہوں تو کیا جہاد میں شرکت کی جائے یا والدین کی خدمت کی جائے؟

جواب: اگر جہاد فرض عین ہو چکا ہو تو جہاد کو مقدم کیا جائے گا، جہاد اس وقت فرض عین ہوتا ہے جب دشمن اسلامی سلطنت پر حملہ آور ہو اور امیر وقت کی طرف سے جہاد کا اعلان عام کر دیا جائے۔ جہاد فرض ہونے کی صورت میں والدین کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے جہاد میں شرکت کرنا ضروری ہے۔ اگر جہاد فرض عین نہ ہو بلکہ فرض کفایہ ہو یعنی چند افراد دشمن کا دفاع یا مقابلہ کر سکتے ہوں، تو والدین کی خدمت کو مقدم رکھا جائے گا، جہاد میں شامل ہونے کی بجائے والدین کی خدمت کی جائے۔ اس مسئلہ کی بنیاد یہ حدیث نبوی ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا اور یوں عرض گزار ہوا۔ یارسول اللہ! میں جہاد میں شامل ہونے کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور والدین کو روتا ہوا چھوڑ کر آیا ہوں، آپ نے فرمایا: تم جلدی جاؤ جس طرح تم نے انہیں رلایا ہے اسی طرح انہیں ہنساؤ۔ (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۳۴۲) اس روایت کا تعلق اس زمانہ سے ہے جب جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يُبْعَثُ وَحْدَهُ سَرِيَّةً

باب 3: جس شخص کو تنہا کسی مہم پر روانہ کیا جائے

1595 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُوْرِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ

متنِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ فِي قَوْلِهِ (اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ) قَالَ عَبْدُ

1595- اخرجه البخاری (8/101، 102) كتاب التفسير، باب: اطيعوا الله، واطيعوا الرسول واولى الامر منكم، رقم (4584) ومسلم (3/1465) كتاب الامارة، باب: وجوب طاعة الامراء فى غير معصية- رقم (1834/31) وابو داؤد (3/40) كتاب الجهاد، باب: فى الطاعة رقم (2624)

اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيِّ السَّهْمِيُّ بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سَرِيَّةٍ اَخْبَرَنِيْهِ يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ

◆◆ ابن جریج اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

"تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اولی الامر کی اطاعت کرو"

تو حضرت عبداللہ بن حذافہ نے یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایک مہم پر روانہ کیا تھا۔

یہ بات یعلیٰ بن مسلم نے سعید بن جبیر کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

ہم اس روایت کو صرف ابن جریج سے منقول ہونے کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ اَنْ يُّسَافِرَ الرَّجُلُ وَحْدَهٗ

باب 4: آدمی کا تنہا سفر کرنا مکروہ ہے

1596 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَوْ اَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا سَرٰى رَاكِبٌ بِلَيْلٍ يَّعْنِيْ وَحْدَهٗ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تنہا (سفر کرنے) کے بارے میں مجھے جو علم ہے اگر لوگوں کو پتہ چل جائے تو کبھی بھی کوئی شخص رات کے وقت سفر نہ کرے۔ (یعنی تنہا سفر نہ کرے)

1597 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَّالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ عَاصِمٍ

1596- اخرجه البخاری (160/6) كتاب الجهاد والسير' باب: السير وحده' حديث (2998) وابن ماجه (1239/2) كتاب الادب' باب: كراهية الوحدة' حديث (3768) واحمد (120'112'111'86'60'24'23/2) وابن خزيمة (151/4) حديث (2569) والحميدى (292/2) حديث (661) عن طرق عن عاصم به.

1597- اخرجه مالك فى الموطا (978/2) كتاب' الاستئذان باب: ما جاء فى الواحدة فى السفر للرجال والنساء' حديث (35) وابو داؤد (36/4) كتاب الجهاد' باب: فى الرجل يسافر وحده' حديث (2607) واحمد (214'186/2) من طريق عمرو بن شعيب' عن ابيه' عن جده "مرفوعاً".

توضیح راوی: وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ هُوَ ثِقَةٌ صَدُوْقٌ وَّعَاصِمُ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ ضَعِيْفٌ فِي الْحَدِيْثِ لَا أَرْوِىْ عَنْهُ شَيْئًا وَّحَدِيْثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک سوار شیطان ہوتا ہے دو سوار دو شیطان ہوتے ہیں اور تین سوار حقیقتاً سوار ہوتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ہم اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو عاصم نامی راوی کے حوالے سے منقول ہے۔

عاصم نامی راوی عاصم بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمرو ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

شرح

جنگی حالات میں اکیلے سفر کرنے کی ممانعت

دشمن کے حملہ کا خطرہ ہو اور حالات خطرناک ہوں تو اکیلا سفر کرنے سے احتراز کیا جائے گا' بالخصوص رات کے وقت میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں فرمایا: تنہا سفر کرنے کی قباحت جو میں جانتا ہوں، اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے تو کوئی شخص تنہا سفر نہ کرتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "ایک سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں جبکہ تین سوار قافلہ کی حیثیت رکھتے ہیں"۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ سفر میں کم از کم تین افراد ہونے چاہییں۔ پرامن زمانہ میں تنہا اور ایک دو ساتھیوں کی رفاقت میں بھی سفر کیا جا سکتا ہے۔

یک نفری سریہ روانہ کرنا:

لفظ سریہ کا اطلاق ایسے فوجی دستہ پر ہوتا ہے' جس کی تعداد پانچ سے لے کر پانچ سو تک ہو۔ سوال یہ ہے کہ یک نفری سریہ روانہ کیا جا سکتا ہے یا کہ نہیں؟ یک نفری سریہ روانہ کرنا جائز ہے۔ جس طرح یک نفری پنچایت یا کمیشن بٹھانا جائز ہے۔ حدیث باب مختصر ہے جبکہ اصل اور تفصیلی واقعہ یوں ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہم کے لیے سریہ روانہ کرنا چاہتے تھے لیکن امیر بنانے کے لیے کوئی مناسب نام نہیں مل رہا تھا۔ چنانچہ منتخب افراد پر مشتمل سریہ مخصوص راستہ پر روانہ کر دیا اور انہیں ہدایت کر دی کہ تمہارے لیے امیر روانہ کیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر تعینات فرما کر انہیں تحریر لکھوا دی کہ "عبداللہ بن حذافہ تمہارے امیر ہیں"۔ لہٰذا ان کا حکم مانو: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تحریر لے کر تعمیل حکم کرتے ہوئے روانہ ہو گئے اور قافلہ سے جا ملے۔ افراد سریہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تحریر دیکھ کر انہیں اپنا امیر تسلیم کر لیا۔ کسی معاملہ میں ارکان سریہ اور امیر کے درمیان اختلاف کی صورت پیدا ہوگئی، امیر ناراض ہو گئے اور انہوں نے آگ جلا کر سریہ کے ارکان کو اس میں گھس جانے کا حکم دیا۔ افراد سریہ نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا اور باہم یہ گفتگو کرنے لگے: آگ سے بچنے کے لیے تو ہم

مسلمان ہوئے ہیں، پھر اگر ہم نے نذر آتش ہونا ہے تو مسلمان ہونے کا ہمیں کیا فائدہ ہوا؟ معاملہ طویل ہو گیا، آگ بجھ گئی اور امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ جب یہ سریہ مدینہ طیبہ واپس آیا تو اس واقعہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم امیر کی اطاعت کرتے ہوئے آگ میں داخل ہو جاتے تو ہمیشہ آگ میں رہتے۔ معصیت کے کاموں میں امیر کی اطاعت نہیں ہے، بلکہ امور خیر میں اس کی اطاعت لازم ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۷۱۴۵)

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت سے یک نفری سریہ روانہ کرنے کے جواز پر استدلال کیا ہے، حالانکہ یہ سریہ نہیں تھا بلکہ سریہ تو وہ تھا وہ جو پہلے روانہ ہو چکا تھا۔

ارشاد ربانی: اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُم (النساء:۵۹) (تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور اپنے امراء کی اطاعت کرو)۔ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر سریہ بنا کر روانہ فرمایا تھا۔ اہل سریہ کے لیے ضروری نہیں ہے کہ امیر کی ہر بات کی اطاعت کریں، کیونکہ اس کی اطاعت امور خیر میں واجب ہے اور امور معصیت میں واجب نہیں ہے۔ اس سلسلے میں مشہور حدیث نبوی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: "لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق" یعنی خالق کائنات کی نافرمانی کے لیے مخلوق (امیر) کی اطاعت ضروری نہیں ہے"۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْكَذِبِ وَالْخَدِيعَةِ فِي الْحَرْبِ

باب 5: جنگ کے دوران جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے کی اجازت

1598 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَّنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خُدْعَةٌ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِي هُرَيْرَةَ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَّاَنَسٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنگ دھوکہ دہی کا نام ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت

1598- اخرجه البخاری (183/6) كتاب الجهاد والسير، باب: الحرب خدعة، حديث (3030) ومسلم (1361/3) كتاب الجهاد والسير، باب: جواز الخداع في الحرب، حديث (1739/17) وابو داؤد (43/3) كتاب الجهاد، باب: المكر في الحرب، حديث (2636) والحميدي (519/2) حديث (1237) من طريق سفيان بن عيينة، قال: حدثنا عمرو بن دينار، فذكره.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا' حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دوران جنگ دشمن سے چال چلنا:

لفظ: ''کذب'' کا معنی ہے خلاف واقع بات لیکن یہاں لفظ: ''خدیعۃ'' کا مترادف ہے جبکہ لفظ: ''خدیعۃ'' کا معنی ہے: دوران جنگ دشمن سے چال چلنا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنگ چال کا نام ہے۔ اس ارشاد عالیہ کا مفہوم یہ ہے کہ جنگ میں کامیابی کا راز صلاحیت وقوت میں اتنا نہیں ہے جتنا چال چلنے میں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس میدان مناظرہ میں بھی کامیابی کا زیادہ تر مدار حکمت عملی اور چال چلنے میں ہے۔ دوران جنگ دشمن سے جو چال چلی جاتی ہے وہ بظاہر ''کذب'' کے مشابہہ ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عنوان میں لفظ: ''کذب'' کا اضافہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر دشمن سے یوں کہا جائے کہ تم پیچھے دیکھو، جونہی وہ اپنی توجہ پیچھے کرتا ہے' تو اس پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ غَزَوَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَمْ غَزَا

باب 6: نبی اکرم ﷺ کے غزوات کا بیان آپ نے کتنے غزوات میں شرکت کی؟

1599 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ وَّاَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ اِلٰى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ فَقِيْلَ لَهٗ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ فَقُلْتُ كَمْ غَزَوْتَ اَنْتَ مَعَهٗ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ اَيَّتُهُنَّ كَانَ اَوَّلَ قَالَ ذَاتُ الْعُشَيْرِ اَوِ الْعُشَيْرَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

ابواسحاق بیان کرتے ہیں: میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پہلو میں موجود تھا' ان سے دریافت کیا گیا: نبی اکرم ﷺ نے کتنے غزوات میں شرکت کی ہے' تو انہوں نے جواب دیا: انیس غزوات میں' راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: کتنے غزوات میں آپ نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ شرکت کی ہے' تو انہوں نے جواب دیا: سترہ غزوات میں' میں نے دریافت کیا: ان میں سب سے پہلا کون سا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''ذات العشیر'' (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) ''ذات العشیرۃ''۔

1599- اخرجه البخاري (326/7) كتاب المغازي' باب: غزوة العشيرة' او العسيرة' حديث (3949) وطرفاه في (4404'4471) ومسلم (1447/3) كتاب الجهاد والسير' باب: عدد غزوات النبي صلى الله عليه وسلم' حديث (143)(143'144/1254) واحمد (4/368'370'374) من طريق ميمون ابي عبد الله' قال: سمعت زيد بن ارقم يقول- فذكره.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد:

حدیث باب میں تین اہم امور بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) لفظ: ''العشیر اء'' کو دو طریقے سے پڑھا جاتا ہے: (۱) العشیر اء (المجمة بالشین) (۲) العسیر اء (المهملة بالسین)۔ صحیح بخاری میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں نقل کیا ہے: العشیر اءأو العسیر اء۔ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں ضبط کیا ہے: عشیرۃ۔ جمہور اہل سیر کے نزدیک بھی یہی درست ہے۔

(۲) پہلے غزوہ میں اختلاف:

پیش آنے والا پہلا غزوہ کون سا ہے؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں: محمد بن اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ پہلا غزوہ ''ابواء'' ہے، اس کے بعد غزوہ بواط اور پھر غزوہ عشیرہ پیش آیا۔ حضرت امام بخاری اور حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسے اختیار کیا ہے۔ تاہم بعض علماء سیر کے نزدیک پہلا غزوہ ''عشیرہ'' ہے۔ یاد رہے ''عشیرہ'' ایک مقام (جگہ) کا نام ہے۔

(۳) تعداد غزوات میں اختلاف:

غزوات کی تعداد میں مختلف اقوال ہیں: (۱) حضرت موسیٰ بن عقبہ اور حضرت محمد بن اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ غزوات کی کل تعداد ۲۷ ہے۔ (۲) حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے غزوات ۲۴ ہیں۔ (۳) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تعداد غزوات ۲۱ ہے۔ (۴) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے: تعداد غزوات ۱۹ ہے۔ حدیث باب سے بھی اسی نظریہ کی تائید ہوئی ہے۔ مختلف اقوال میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ بعض غزوات کو ایک سفر میں یا متصل ہونے کی وجہ سے ایک شمار کیا جاتا ہے، لہٰذا ان کے نزدیک غزوات کی تعداد قلیل ہے یا بعض کو کچھ غزوات کا علم نہ ہو سکا ہو تو انہوں نے تعداد قلیل بتا دی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّفِّ وَالتَّعْبِئَةِ عِنْدَ الْقِتَالِ

باب 7: جنگ کے وقت صفیں قائم کرنا اور ترتیب دینا

1600 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ

متنِ حدیث: عَبَّانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَدْرٍ لَيْلًا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا

الْوَجْهِ

قولِ امام بخاری: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ سَمِعَ مِنْ عِكْرِمَةَ وَحِيْنَ رَاَيْتُهٗ كَانَ حَسَنَ الرَّاْيِ فِيْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمَيْدٍ الرَّازِيِّ ثُمَّ ضَعَّفَهٗ بَعْدُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: غزوہ بدر سے پہلے والی رات نبی اکرم ﷺ نے ہمیں مناسب مقامات پر کھڑا کر دیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

یہ حدیث ''غریب'' ہے۔ ہم اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں' میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہیں' اس کا علم نہیں تھا۔

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں: انہوں نے عکرمہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے انہیں (یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو) دیکھا ہے: محمد بن حمید رازی نامی راوی کے بارے میں پہلے ان کی رائے اچھی تھی' لیکن بعد میں انہوں نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

شرح

جہاد کے وقت لشکر کی صف بندی کرنا:

عَبَّا يُعَبِّاُ تَعْبِيَتًا، باب تفعیل سے ہے' جس کا مفہوم ہے: جنگ کی غرض سے لشکر ترتیب دینا۔ دشمن سے جنگ کی کامیابی کا راز اس بات میں ہے کہ کمانڈر ہر فوجی کو اس کی صلاحیت کے مطابق تعینات کرے' لشکر کی صف بندی کرے اور انہیں اپنی صلاحیت کے عملی جوہر دکھانے کی ہدایات جاری کرے۔ اس صورت میں نصرت وظفر مندی لشکر کے قدم چومتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنگی معاملات کی تمام خوبیاں اور کمالات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع فرمادیے تھے۔ غزوہ بدر اسلام وکفر اور حق و باطل کا پہلا معرکہ تھا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مجاہدین کے مقامات کا تعین رات کے وقت ہی کر دیا تھا۔ دنیا نے دیکھا کہ قلیل تعداد ہونے کے باوجود مسلمانوں کو نصرت وکامیابی حاصل ہوئی اور مجاہدین نے شجاعت وبہادری کے جوہر دکھا کرنئی تاریخ رقم کی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْقِتَالِ

باب 8: جنگ کے وقت دعا کرنا

1601 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ

متنِ حدیث: سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو عَلَى الْاَحْزَابِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو یعنی نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: آپ ﷺ نے (دشمن کے) لشکروں کے لئے دعائے ضرر کی اور یہ دعا کی۔

''اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے! جلدی حساب لینے والے تو (دشمن کے) لشکروں کو پسپا کر دے اور انہیں (یعنی ان کے قدم) اکھاڑ دے''۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دوران جنگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا

دعا عبادت کا مغز ہے۔ ارشاد ربانی ہے: تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ دعا کرنے کے کچھ مقامات ایسے ہیں، جن میں یقینی طور پر دعا قبول کی جاتی ہے۔ ان مقامات میں سے ایک دشمن سے مقابلہ کے دوران اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوران جنگ دعا کیا کرتے تھے۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ غزوہ احزاب کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی: **اللهم منزل الكتاب، سريع الحساب، اهزم الاحزاب وزلزلهم**۔ اے اللہ! اے قرآن نازل کرنے والے، اے حساب لینے میں جلدی کرنے والے! تو جتھوں کو شکست وریخت سے دوچار کر دے اور ان کے قدم متزلزل کر دے۔"

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَلْوِيَةِ

باب 9: چھوٹے جھنڈوں کا بیان

1602 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيْدِ الْكِنْدِيُّ الْكُوْفِيُّ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ

1601- اخرجه البخاری (124/6) كتاب الجهاد والسير، باب: الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة، حديث (2933) واطرافه فی (2965، 3025، 4115، 6392، 7479) ومسلم (1363/3) كتاب الجهاد والسير، باب: استحباب الدعاء بالنصر عند لقاء العدو، حديث (21، 1742/22) وابن ماجه (935/2) كتاب الجهاد: باب: القتال فی سبيل الله، حديث (2796) واحمد (353/4، 355، 381) والحميدى (314/2) حديث (719) وابن خزيمة (238/4) حديث (2775) وعبد بن حميد (186) حديث (523) من طريق اسماعيل بن ابی خالد، فذكره۔

1602- اخرجه ابوداؤد (32/3) كتاب الجهاد، باب: فی الرايات والالوية، حديث (2592) والنسائی (200/5) كتاب مناسك الحج، باب: دخول مكة باللواء، حديث (2866) وابن ماجه (941/2) كتاب الجهاد، باب: لرايات والالوية، حديث (2817) من طريق يحيیٰ بن آدم، قال: حدثنا شريك، عن عمار الدهنی، عن ابی الزبير، فذكره۔

قَالُوْا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ عَمَّارٍ يَعْنِي الدُّهْنِيَّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَلِوَاؤُهُ اَبْيَضُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ اٰدَمَ عَنْ شَرِيْكٍ قَالَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ اٰدَمَ عَنْ شَرِيْكٍ وقَالَ حَدَّثَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ عَمَّارٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

حدیث دیگر: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّالْحَدِيْثُ هُوَ هٰذَا

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَالدُّهْنُ بَطْنٌ مِّنْ بَجِيلَةَ وَعَمَّارٌ الدُّهْنِيُّ هُوَ عَمَّارُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الدُّهْنِيُّ وَيُكْنٰى اَبَا مُعَاوِيَةَ وَهُوَ كُوْفِيٌّ وَّهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کا مخصوص جھنڈا سفید تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف یحییٰ بن آدم کی شریک نامی راوی سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہیں یحییٰ بن آدم سے منقول ہونے کے حوالے سے اس حدیث کا علم تھا۔

دیگر راویوں نے اسے شریک کے حوالے سے' عمار کے حوالے سے' ابوزبیر کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اصل میں حدیث یہی ہے۔

"دھن" بجیلہ قبیلے کا ایک خاندان ہے۔

عمار دہنی نامی راوی عمار بن معاویہ دہنی ہیں' ان کی کنیت ابومعاویہ ہے یہ کوفہ کے رہنے والے ہیں اور محدثین کے نزدیک ثقہ سمجھے جاتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّايَاتِ

باب 10: بڑے جھنڈوں کا بیان

1603 سند حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ يَعْقُوْبَ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلٰى مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ

1603- اخرجه ابوداؤد (32/3) كتاب الجهاد: باب: في الرايات والالوية' حديث (2591) واحمد (297/4)

متن حدیث: بَعَثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ اِلَی الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَسْاَلُهُ عَنْ رَايَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرَبَّعَةً مِّنْ نَمِرَةٍ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّالْحَارِثِ بْنِ حَسَّانَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِى زَائِدَةَ

توضیح راوی: وَاَبُوْ يَعْقُوْبَ الثَّقَفِيُّ اسْمُهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَرَوٰى عَنْهُ اَيْضًا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى

◆◆ یونس بن عبید بیان کرتے ہیں: محمد بن قاسم نے مجھے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ میں ان سے نبی اکرم ﷺ کے جھنڈے کے بارے میں دریافت کروں تو انہوں نے بتایا: وہ سیاہ رنگ کا تھا اور چوکور تھا اور اس پر لکیریں بنی ہوئی تھیں۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت حارث بن حسان' رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے' ہم اسے صرف ابن ابی زائدہ کی نقل کے طور پر جانتے ہیں۔

ابویعقوب ثقفی نامی راوی کا نام اسحٰق بن ابراہیم ہے۔

ان کے حوالے سے عبیدہ اللہ بن موسیٰ نے بھی احادیث روایت کی ہیں۔

1604 **سند حدیث:** حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اِسْحٰقَ وَهُوَ السَّالِحَانِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ لَّاحِقَ بْنَ حُمَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَتْ رَايَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَاءَ وَلِوَاؤُهُ اَبْيَضَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ

◆◆ ابومجلز' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا بڑا جھنڈا سیاہ رنگ کا تھا اور چھوٹے جھنڈے سفید تھے۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''حسن غریب'' ہے' جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

شرح

جھنڈے اور جھنڈیوں کا استعمال کرنا

لفظ: ''اَلْوِيَةٌ'' لِوَاءٌ کی جمع ہے' جس کا معنی ہے: چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں۔ لفظ: الرّایات، رایۃٌ کی جمع ہے' جس کا معنی ہے: بڑے بڑے جھنڈے۔ غزوہ بدر کے موقع پر اسلامی لشکر مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور ہر حصہ کے پاس سفید جھنڈی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جس گروپ میں شامل تھے اس کی جھنڈی بھی سفید رنگ کی تھی۔ جب مجاہدین مختلف حصوں میں تقسیم نہ ہوتے

1604- اخرجه ابن ماجه (941/2) كتاب الجهاد' باب: الرايات والالوية' حديث(2818) من طريق ابى مجلز لاحق بن حميد يحدث' فذكره

بلکہ لشکر واحد کی حیثیت سے دشمن کا مقابلہ کرتے تو سب ایک بڑے جھنڈے کے سائے میں لڑتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا رنگ سیاہ تھا۔ آپ کے جھنڈے کے رنگ کی تصدیق حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ہوئی تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الشِّعَارِ

باب 11: شعار (کوڈورڈ) کا بیان

1605 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ اَبِیْ صُفْرَةَ عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

متنِ حدیث: اِنْ بَيَّتَكُمُ الْعَدُوُّ فَقُوْلُوْا حم لَا يُنْصَرُوْنَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْبَاب عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ

اسنادِ دیگر: وَهٰكَذَا رَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ مِثْلَ رِوَايَةِ الثَّوْرِيِّ وَرُوِیَ عَنْهُ عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ اَبِیْ صُفْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

◆◆ مہلب بن ابوصفرہ ان صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اگر دشمن رات کے وقت تم پر حملہ کردے' تو تم لوگ (نشانی کے طور پر) یہ کہنا ''حم لَا يُنْصَرُوْنَ''۔

اس بارے میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث منقول ہے۔

بعض راویوں نے ابواسحٰق کے حوالے سے اسی طرح روایت نقل کی ہے جیسا کہ ثوری نے نقل کی ہے۔

مہلب بن ابوصفرہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' حدیث کے طور پر بھی اسے نقل کیا گیا ہے۔

شرح

لشکر کو خصوصی نشان فراہم کرنا

شب خون مارنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور معمولات میں شامل نہیں تھا۔ دشمن اور کفار زمانہ قدیم سے شب خون مارنے کے عادی تھے۔ جب دشمن کے شب خون مارنے کا اندیشہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے لیے خصوصی نشان استعمال میں لاتے اور ہر جنگ کے لیے نیا شعار (خصوصی نشان یا کوڈورڈ) ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اسلامی لشکر کو ہدایت کی گئی تھی کہ اگر دشمن شب خون مارے گا تو ہمارا شعار: ''حم لا ینصرون'' ہوگا۔

1605- اخرجه ابوداؤد (33/3) كتاب الجهاد' باب: في الرجل ينادي بالشعار' حديث (2597) واحمد (65/4)' (377/5) من طريق ابي اسحق' عن المهلب بن ابي صفرة' فذكره۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي صِفَةِ سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 12: نبی اکرم ﷺ کی تلوار کا بیان

1606 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ

متنِ حدیث: قَالَ صَنَعْتُ سَيْفِيْ عَلٰى سَيْفِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَّزَعَمَ سَمُرَةُ اَنَّهٗ صَنَعَ سَيْفَهٗ عَلٰى سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ حَنَفِيًّا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ فِيْ عُثْمَانَ ابْنِ سَعْدٍ الْكَاتِبِ وَضَعَّفَهٗ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

◄► ابن سیرین بیان کرتے ہیں: میں نے اپنی تلوار حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی تلوار کی مانند بنوائی تھی اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی تھی کہ انہوں نے اپنی تلوار نبی اکرم ﷺ کی تلوار کی طرح بنوائی ہے' جو بنو حنیف کی مخصوص تلواروں کی مانند تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

یحییٰ بن سعید قطان نے عثمان بن سعد کاتب کے بارے میں کچھ کلام کیا ہے ان کے حافظے کے حوالے سے انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار

حضرت امام ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار جیسی تلوار تیار کروائی تھی، حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے مشابہ تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار حنفی تھی۔ (یعنی بنو حنیفہ قبیلہ کی طرف نسبت ہے، یہ عرب کا مشہور قبیلہ تھا جو تلوار تیار کرنے میں معروف تھا۔ مسیلمہ کذاب علیہ اللعنت اسی قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا)۔

فائدہ نافعہ:

جیسے لفظ: "مدینہ" میں یاء کو حذف کر کے آخر میں یاءِ نسبت لگانے سے "مدنی" اور یاء کے حذف کے بغیر آخر میں یاء لانے سے مدینی کہا جاتا ہے، اسی طرح ملت حنیفی میں یاء کو برقرار رکھتے ہوئے ملت حنیفیہ اور قبیلہ بنو حنیفیہ جبکہ یاء کو حذف کرنے پر حنفی کہا جاتا ہے۔

1606- اخرجه احمد (20/5) من طريق ابن سيرين' فذكره.

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْفِطْرِ عِنْدَ الْقِتَالِ

باب 13: جنگ کے وقت روزہ توڑ دینا

1607 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰى اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَنْبَاَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا بَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مَرَّ الظَّهْرَانِ فَاٰذَنَنَا بِلِقَاءِ الْعَدُوِّ فَاَمَرَنَا بِالْفِطْرِ فَاَفْطَرْنَا اَجْمَعُوْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے سال جب نبی اکرم ﷺ "مرالظہران" کے مقام پر پہنچے تو آپ نے ہمیں دشمن کا سامنا ہونے کی اطلاع دی اور ہمیں ہدایت کی کہ ہم روزہ توڑ دیں تو ہم سب لوگوں نے روزہ توڑ دیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

دشمن سے معرکہ آراء ہوتے وقت روزہ توڑنا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے ارادہ سے اپنے صحابہ کرام کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ سے دس رمضان المبارک کو روانہ ہوئے، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سمیت حالت روزہ میں تھے۔ جبکہ مکہ مکرمہ نزدیک آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو روزہ توڑنے کا حکم دیا تاکہ کچھ کھانے پینے سے ان میں طاقت وقوت آجائے اور کفار مکہ کا مقابلہ بطریقہ احسن کیا جاسکے۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل ارشاد کیا۔ یہی مسئلہ حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ فتح مکہ کے سال جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مقام "مرالظہران" میں پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ دشمن سے مقابلہ ہونے والا ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو روزہ توڑنے کا حکم دیا تو تعمیل حکم کرتے ہوئے انہوں نے روزہ توڑ دیا۔

روزہ توڑنے کی وجوہات:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روزہ توڑ دیا تھا۔ روزہ توڑنے کے جواز کی متعدد وجوہات ہیں' جن میں سے چندایک درج ذیل ہیں:

1607- اخرجه احمد (3/29'87) وابن خزيمة (3/264) حديث (2038) من طريق سعيد بن عبد العزيز' عن عطية بن قيس' عن قزعة' فذكره.

۱- یہ روزہ نفلی تھا جو بوقت ضرورت توڑا جا سکتا ہے کیونکہ حالت سفر میں روزہ فرض نہیں ہے۔
۲- دشمن سے جہاد اور مقابلہ کرنے کے لیے روزہ توڑا گیا تھا، جس کی اسلام میں گنجائش ہے۔
۳- فتح مکہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم امیر لشکر تھے اور امیر لشکر کی اطاعت ضروری ہے۔
۴- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہو کہ آپ جب چاہیں روزہ توڑنے کا حکم صادر فرما سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخُرُوْجِ عِنْدَ الْفَزَعِ

باب 14: خطرہ کے وقت باہر نکلنا

1608 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: رَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِيْ طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ مَنْدُوْبٌ فَقَالَ مَا كَانَ مِنْ فَزَعٍ وَّاِنْ وَّجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے جس کا نام مندوب تھا (واپس آ کر آپ نے ارشاد فرمایا) کوئی خطرے کی بات نہیں ہے ہم نے اس (گھوڑے کو) سمندر (کی طرح تیز رفتار) پایا ہے۔

اس بارے میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1609 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَّابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ وَّاَبُوْ دَاوُدَ قَالُوْا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ

كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهُ مَنْدُوْبٌ فَقَالَ مَا رَاَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَّاِنْ وَّجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

1608- اخرجه البخاري (285/5) كتاب الهبة' باب: من استعار من الناس الفرس' حديث (2627) واطرافه في (2820'2857'2862'2866'2867' 2908'2968'2969'3040'6033'6212) ومسلم (1802/4'1803) كتاب الفضائل' باب: في شجاعة النبي عليه السلام' وتقدمة للحرب' حديث (2307/49) وابو داؤد (297/4) كتاب الادب باب: ما روي في الترخيص في ذلك' حديث (4988) واحمد(170/3'274'180'291) والبخاري في الادب المفرد (887) من طريق شعبة' عن قتادة' فذكره.

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مدینہ منورہ میں خطرے کا اندیشہ ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے ہمارا ایک گھوڑا عارضی طور پر لیا جس کا نام مندوب تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم نے تو خطرے کی کوئی بات نہیں دیکھی اور ہم نے اس (گھوڑے کو) سمندر کی طرح پایا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1610 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ وَاَجْوَدِ النَّاسِ وَاَشْجَعِ النَّاسِ قَالَ وَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلَةً سَمِعُوْا صَوْتًا قَالَ فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ وَّهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهُ فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدْتُّهُ بَحْرًا يَّعْنِي الْفَرَسَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت تھے سب سے زیادہ سخی تھے سب سے زیادہ بہادر تھے ایک مرتبہ رات کے وقت اہلِ مدینہ نے ایک آواز سنی اور اس کی وجہ سے گھبراہٹ کا شکار ہو گئے' تو نبی اکرم ﷺ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر اس طرف گئے۔ اس گھوڑے کی پشت پر کچھ نہیں تھا (یعنی گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار ہو کر گئے) نبی اکرم ﷺ نے اپنی تلوار لٹکائی ہوئی تھی (واپس آ کر آپ ﷺ نے) ارشاد فرمایا: تم لوگ گھبراؤ نہیں' تم لوگ گھبراؤ نہیں! پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اسے سمندر پایا ہے۔ (یعنی گھوڑے کو)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

شرح

اچانک پریشان کن صورت حال پیش آنے پر گھر سے باہر نکل کھڑے ہونا

اچانک رات کے وقت پریشان کن صورت حال پیش آنے پر گھر میں چھپ کر نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ جلدی سے باہر نکل آنا چاہیے۔ ایک دفعہ رات کے وقت مدینہ طیبہ میں اچانک شور برپا ہوا تو لوگ اپنے گھروں سے باہر نکل آئے' جس طرف سے شور سنائی دیا اس طرف چل پڑے اور لوگوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے واپس تشریف لا رہے۔ اس طرح آپ سب لوگوں سے پہلے گھر سے نکلے اور حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحن میں "مندوب" نامی گھوڑا باندھا ہوا تھا، اس پر پالان وغیرہ رکھے بغیر سوار ہو کر شہر سے دور نکل گئے اور پھر واپس آ کر لوگوں کو صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا: میں نے دور تک جائزہ

1610- اخرجه البخاري (189/6) كتاب الجهاد والسير' باب: اذا فزعوا بالليل' حديث (470/10'3040) كتاب الآداب' باب: حسن الخلق والسخاء وما يكره من البخل' حديث (6033) والبخاري في الادب المفرد (300) ومسلم (1802/4) كتاب الفضائل: باب في شجاعة صلى الله عليه وسلم' وتقدمه للحرب' حديث (2037/48) وابن ماجه (926/2) كتاب الجهاد' باب: الخروج في النفير' حديث (2772) واحمد (271'185'147/3) وعبد بن حميد (398) حديث (1341) من طريق ثابت' فذكره.

لے لیا ہے کہ خطرہ کی کوئی بات نہیں ہے۔
لفظ: ''مندوب''، فعل ثلاثی مجرد صحیح ندب سے اسم مفعول واحد مذکر کا صیغہ ہے جس کا لغوی معنی ہے: میت پر رونا یا کسی کو بلانا۔ اس گھوڑے کا نام ''مندوب'' اس لیے رکھا گیا تھا کہ وہ سست رفتار ہونے کی وجہ سے سوار اس پر روتا تھا۔ تاہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہونے کی برکت سے وہ چالاک، طاقتور اور سمندر کی طرح تیز رفتار ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس میں طاقت آنے پر وہ شہرت یافتہ ہو گیا تھا اور لوگوں کو دعوت سواری دیتا تھا۔

فائدہ نافعہ:

حدیث باب سے اس بات کا بھی اشارہ ملتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ''مندوب'' نامی گھوڑا عاریتاً نہیں لیا تھا بلکہ اجازت کے بغیر ہی سواری کے لیے استعمال کیا تھا۔ اس کی تین وجوہات ہو سکتی ہے: (۱) جہاں بے تکلفی ہو وہاں مالک کی اجازت کے بغیر بھی چیز استعمال کی جا سکتی ہے۔ (۲) اچانک شور و غل سنائی دیا جس کا جائزہ لینے کے لیے ہنگامی طور پر آپ نے اہل مدینہ کے وسیع تر مفاد کے لیے گھوڑا سواری کے لیے استعمال کیا۔ (۳) اچانک پریشان کن صورتحال پیش آنے پر لوگ گھروں سے باہر نکل آئے اور ہجوم عام ہو گیا جس وجہ سے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں سے تلاش کر کے اجازت حاصل کرنا دشوار تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الثَّبَاتِ عِنْدَ الْقِتَالِ

باب 15: جنگ کے وقت ثابت قدمی اختیار کرنا

1611 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بِنِ عَازِبٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ لَنَا رَجُلٌ اَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا عُمَارَةَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ وَلّٰى سَرَعَانُ النَّاسِ تَلَقَّتْهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اٰخِذٌ بِلِجَامِهَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

﴿﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے ایک شخص نے ان سے دریافت کیا: اے ابوعمارہ! کیا آپ لوگ نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے' تو انہوں نے جواب دیا: نہیں' اللہ کی قسم! نبی اکرم ﷺ نے پیٹھ نہیں پھیری تھی بلکہ کچھ جلد باز لوگوں نے پیٹھ پھیر لی تھی جب ہوازن نے ان پر تیراندازی کی تھی' نبی اکرم ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے

ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے اس کی لگام تھامی ہوئی تھی اور نبی اکرم ﷺ یہ کہہ رہے تھے۔

"میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں"۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1812 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: لَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ حُنَيْنٍ وَّإِنَّ الْفِئَتَيْنِ لَمُوَلِّيَتَانِ وَمَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةُ رَجُلٍ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے غزوہ حنین کے بارے میں اچھی طرح یاد ہے اس وقت دو گروہ تھے جو پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے تھے اور اس وقت نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صرف 100 افراد رہ گئے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث عبیداللہ نامی راوی سے منقول ہونے کے حوالے سے "حسن غریب" ہے۔

ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

دورانِ جنگ ثابت قدم رہنا

جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو بھاگنا حرام ہے بلکہ ڈٹ کر مقابلہ ضروری ہو جاتا ہے، اسلام کی سربلندی اور ترقی اسی میں ہے کہ ثابت قدمی اور جوان مردی سے لڑا جائے۔ جب مسلمان کی یہ عادت ہو جائے کہ خطرہ محسوس کرتے ہی بھاگ جائیں تو جہاد کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اور اس سے نامردی اور بداخلاقی کا اظہار رہتا ہے جس کا نتیجہ شکست کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔

غزوہ حنین کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بارہ ہزار جان نثاروں کو لے کر حنین میں پہنچے اور دشمن کے سامنے صف آراء ہوئے اور مقابلہ ہوا۔ اسلامی فوج کے دو بازو میمنہ اور میسرہ اصل فوجی ترتیب سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ کمین میں چھپے ہوئے ثقیف اور ہوازن کے نوجوانوں نے ان پر تیروں کی بارش کر دی اور دونوں بازو میمنہ و میسرہ پیچھے بھاگے جس کے نتیجہ میں دوسرے مجاہدین بھی بھاگ اٹھے جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے۔

اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر یوں فرمایا: انا النبی لا کذب، انا ابن عبدالمطلب ۔ "اس بات میں کوئی جھوٹ نہیں ہے کہ میں نبی برحق ہوں اور میں ہی عبدالمطلب کا بیٹا ہوں"۔ عرب میں یہ بات عام گردش کر رہی تھی کہ عبدالمطلب کی اولاد

سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عظیم شان وشوکت، ناموری اور شہرت کا مالک ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ عبدالمطلب کا وہ بیٹا میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کرتے تھے اور میدان چھوڑ کر بھاگتے نہیں تھے، کیونکہ آپ کے مشہور القاب میں اشجع الناس یعنی سب لوگوں سے زیادہ بہادر اور اجرا الناس یعنی سب لوگوں سے زیادہ دلیر تھے۔ علاوہ ازیں آپ کی نبوت ورسالت کی عظمت وشان اور حق گوئی کی صفات آسمان سے بھی بلند تھیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی السُّیُوْفِ وَحِلْیَتِهَا

باب 16: تلواروں کا بیان اور ان کی آرائش وزیبائش

1613 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صُدْرَانَ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا طَالِبُ بْنُ حُجَیْرٍ عَنْ هُوْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ جَدِّهٖ مَزِیْدَةَ قَالَ

متن حدیث: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلٰى سَيْفِهٖ ذَهَبٌ وَّفِضَّةٌ قَالَ طَالِبٌ فَسَاَلْتُهٗ عَنِ الْفِضَّةِ فَقَالَ كَانَتْ قَبِيْعَةُ السَّيْفِ فِضَّةً

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّجَدُّ هُوْدٍ اسْمُهٗ مَزِيْدَةُ الْعَصَرِيُّ

◆◆ حضرت مزیدہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے سال جب (مکہ میں) داخل ہوئے تو آپ ﷺ کی تلوار پر سونا اور چاندی لگا ہوا تھا۔

طالب نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے استاد سے چاندی کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: اس تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ھود نامی راوی کے دادا کا نام مزیدہ عصری ہے۔

1614 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ

متن حدیث: قَالَ كَانَتْ قَبِيْعَةُ سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ وَّقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي الْحَسَنِ قَالَ كَانَتْ قَبِيْعَةُ سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی تلوار مبارک کا قبضہ چاندی سے بنا ہوا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔
یہ روایت اسی طرح ھمام کے حوالے سے' قتادہ کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔
بعض راویوں نے اسے قتادہ کے حوالے سے' سعید بن ابوالحسن کے حوالے سے روایت کیا ہے: انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ کی تلوار مبارک کا قبضہ چاندی سے بنا ہوا تھا۔

شرح

تلوار کو سونا اور چاندی سے مرصع کرنا

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر وہ تلوار جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں تھی، وہ سونا اور چاندی سے مرصع تھی۔ تلوار کے قبضہ پر چاندی لگی ہوئی تھی اور سونا کہاں استعمال کیا گیا تھا؟ اس کی وضاحت نہیں ہے۔

سوال: سونا کا استعمال مرد کے لیے حرام ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا سے مرصع تلوار اپنے پاس کیوں رکھی تھی؟
جواب: اس سوال کے متعدد جوابات ہیں: (۱) سونا کا استعمال بطور برتن، زیور اور انگوٹھی مرد کے لیے حرام ہے جبکہ تلوار میں لگا سونا اس زمرے میں نہیں آتا۔ (۲) یہ واقعہ حرمت سونا سے قبل کا ہو۔ (۳) سونا کے استعمال کا جواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے متعلق ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الدِّرْعِ

باب 17: زرہ کا بیان

1615 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ
متنِ حدیث: كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَانِ يَوْمَ اُحُدٍ فَنَهَضَ اِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَاَقْعَدَ طَلْحَةَ تَحْتَهٗ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ حَتّٰى اسْتَوٰى عَلَى الصَّخْرَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَوْجَبَ طَلْحَةُ
فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ وَالسَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ
حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ
◆◆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما' حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے دو زرہیں پہنی

1615- اخرجه احمد (165/1) عن محمد بن اسحق عن يحيى بن عباد بن عبد الله بن الزبير' عن ابيه' عن جده عبد الله بن الزبير عن الزبير بن العوام به.

ہوئی تھیں یہ غزوہ احد کے دن کی بات ہے آپ ایک چٹان پر چڑھنے لگے لیکن آپ چڑھ نہیں سکے تو آپ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو نیچے بٹھایا پھر نبی اکرم ﷺ اس پر چڑھ گئے جب آپ چٹان پر پہنچ گئے تو راوی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: طلحہ نے (اپنے لئے جنت) واجب کرلی ہے۔

اس بارے میں حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف محمد بن اسحق نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل:

حدیث باب کا عمیق نظر یا گہرائی میں اتر کر مطالعہ کرنے سے متعدد مسائل ثابت ہوتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆ اسلام کی سربلندی اور ترقی کے لیے دشمن (کفار) کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔

☆ اپنے تحفظ کے لیے اسباب کا استعمال کرنا توکل کے منافی نہیں ہے۔

☆ غزوہ احد زیادہ خطرناک تھا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زرہیں زیب تن فرمائی تھیں۔

☆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معمولی خدمت بھی مغفرت اور دخول جنت کا سبب بن سکتی ہے۔

☆ امیر قوم کا لشکر کے ساتھ مل کر جہاد میں عملی طور پر حصہ لینا ضروری ہے۔

☆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتی کے عمل اور اس کے نتیجہ سے آگاہ ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمِغْفَرِ

باب 18: خود کا بیان

1616 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ فَقِيْلَ لَهُ ابْنُ خَطَلٍ مُّتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ

1616- اخرجه مالك (423/1) كتاب الحج، باب: جامع الحج، حديث (247) والبخاری (70/4) كتاب جزاء الصيد، باب: دخول الحرم ومكة بغير احرام (1846) والحديث اطرافه فی (5808،4286،3044) ومسلم (989/2) كتاب الحج، باب: جواز دخول مكة بغير احرام، حديث (1307/450) وابو داؤد (59/3) كتاب الجهاد، باب: قتل الاسير ولا يعرض عليه السلام، حديث (2685) والنسائی (200/5) كتاب مناسك الحج، باب: دخول مكة بغير احرام، حديث (2867-2878) وابن ماجه (938/2) كتاب الجهاد، باب: السلاح، حديث (2805) والدارمی (221/2) كتاب السير، باب: كيف دخل النبی صلی الله عليه وسلم مكة، واحمد (109/3، 185، 164، 180، 324، 231، 232، 240) والحميدی (509/2) حديث (1212) وابن خزيمة (355/4) حديث (3063) عن ابن شهاب عن انس به.

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُ كَبِيْرَ اَحَدٍ رَوَاهُ غَيْرَ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

◄◄ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے سال جب نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سر مبارک پر خود پہنا ہوا تھا آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: ابن خطل خانہ کعبہ کے پردوں کے پیچھے چھپا ہوا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے قتل کردو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

صرف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اس کے علاوہ کسی بڑے محدث نے اسے روایت نہیں کیا۔

شرح

خود استعمال کرنا:

لفظ: "مغفر" غفر یغفر ثلاثی مجرد صحیح سے اسم آلہ واحد کا صیغہ ہے، جس سے مراد لوہے کی ٹوپی ہے اور اُردو میں اسے "خود" کہا جاتا ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پہن رکھا تھا۔ آپ نے اس موقع پر تمام اہل مکہ کو امان دے دیا تھا سوائے بارہ آدمیوں کے، ان میں ابن خطل بھی شامل تھا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: یارسول اللہ! ابن خطل کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے؟ فرمایا: اسے وہیں قتل کردو۔

سوال: مکہ مکرمہ تو امن کا گہوارہ ہے، جس میں قتل حرام ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر کیوں لڑائی کی، بارہ آدمیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور ابن خطل کو کعبہ کے پردوں میں بھی قتل کردینے کی اجازت دی تھی؟

جواب: بلاشبہ مکہ مکرمہ دارالامان اور محور امان ہے لیکن اس مقدس شہر کو بتوں کی پوجا پاٹ اور کفر وشرک سے پاک کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند گھڑیوں تک جنگ کی اجازت دی گئی تھی جبکہ اس کے بعد پھر حرمت حرب کا قانون بحال ہوگیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الْخَيْلِ

باب 19: گھوڑوں کی فضیلت کا بیان

1617 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْخَيْرُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِي الْخَيْلِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّجَرِيْرٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ

وَالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَعُرْوَةُ هُوَ ابْنُ اَبِى الْجَعْدِ الْبَارِقِىُّ وَيُقَالُ هُوَ عُرْوَةُ بْنُ الْجَعْدِ

مذاہب فقہاء: قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَّفِقْهُ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ الْجِهَادَ مَعَ كُلِّ اِمَامٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

◆◆ حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت تک کے لئے گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی رکھ دی گئی ہے اجر اور غنیمت (کی شکل میں)۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت جریر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

عروہ نامی راوی عروہ بن ابوالجعد بارقی ہیں۔

ایک قول کے مطابق عروہ بن جعد ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ حکم بھی ثابت ہوتا ہے: جہاد قیامت تک برقرار رہے گا خواہ حکمران کوئی بھی ہو۔

شرح

گھوڑوں کی فضیلت:

جہاد ایک وقتی عمل نہیں تھا بلکہ تاقیامت جاری وساری رہے گا اور اس کا اجر وثواب بھی تاقیامت جاری رہے گا۔ جہاد کی شرائط میں سے ایک شرط امام کا ہونا ہے، اب صحابہ جیسا امام ہونا ناممکن ہے لیکن اپنے امام خواہ وہ جیسا بھی ہو' کی رفاقت اور تابعداری میں جہاد کرنا ضروری ہے۔ حدیث باب میں گھوڑوں کی عظمت وفضیلت بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تاقیامت گھوڑوں کی پیشانی میں خیر یعنی اجر وثواب رکھا گیا ہے۔

فائدہ نافعہ:

جہاد کے لیے امام ہونا شرط ہے' جس کی امامت پر مسلمانوں کا اتفاق ہو اور وہ اس کے اعلان پر لبیک کہتے ہوئے جہاد کریں۔ بم دھماکہ کرنا جس کے نتیجہ میں معصوم بچے، عورتیں اور شہری ہزاروں کی تعداد میں لقمہ اجل بن جائیں، کوئی جہاد نہیں ہے۔ یہ نظریہ

1617- اخرجه البخاری (64/6) کتاب الجهاد والسیر' باب: الخلیل معقود فی نواصیها الخیر الی یوم القیامة' حدیث (2850) والحدیث اطرافی فی (2852'3119'3343) ومسلم (1493/3) کتاب الامارة' باب: الخلیل فی نواصیها الخیر الی یوم القیامة' حدیث (1872/97) والنسائی (222/6) کتاب التجارات' باب: اتخاذ الماشیة' حدیث (2305) والدارمی (211/2'212) کتاب الجهاد' باب: فضل الخلیل فی سبیل- واخرجه احمد (375/4'376) والحمیدی (373/2) حدیث (842) عن عامر الشعبی' عن عروة بن ابی الجعد به.

جہلاء اسلام دشمن اور انسان دشمن قوتوں کا ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْخَيْلِ

باب 20: کون سا گھوڑا پسندیدہ ہے؟

1618 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا شَيْبَانُ يَعْنِيْ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا عِيْسٰى بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يُمْنُ الْخَيْلِ فِي الشُّقْرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ شَيْبَانَ

◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سرخ رنگ کے گھوڑوں میں برکت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو شیبان نامی راوی نے نقل کی ہے۔

1619 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: خَيْرُ الْخَيْلِ الْاَدْهَمُ الْاَقْرَحُ الْاَرْثَمُ ثُمَّ الْاَقْرَحُ الْمُحَجَّلُ طَلْقُ الْيَمِيْنِ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ اَدْهَمَ فَكُمَيْتٌ عَلٰى هٰذِهِ الشِّيَةِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَيُّوْبَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

◆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سب سے بہترین گھوڑے وہ ہیں جو سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں اور ان کی پیشانی اور ناک کے قریب تھوڑی سی سفیدی ہوتی ہے اس کے بعد وہ گھوڑے ہیں جن کے دونوں ہاتھ دونوں

1618- اخرجہ ابوداؤد (22/3) کتاب الجہاد، باب: فی ما یستحب فی الوان الخیل، حدیث (3545) واخرجہ احمد (272/1) عن شیبان، عن عیسیٰ بن علی بن عبد اللہ بن عباس عن ابیہ عن ابن عباس بہ۔

1619- اخرجہ ابن ماجہ (933/2) کتاب الجہاد، باب: ارتباط الخیل فی سبیل اللہ، حدیث (2789) والدارمی (212/2) کتاب الجہاد: باب: ما یستحب من الخیل وما یکرہ، واحمد (300/5) عن یزید بن ابی حبیب عن علی بن ابی رباح عن ابی قتادۃ بہ۔

پاؤں اور پیشانی سفید ہوتے ہیں' صرف دایاں ہاتھ سفید نہیں ہوتا اور اگر کالے رنگ والا گھوڑا نہ ہو' تو اپنی صفات کا حامل سیاہی مائل سرخ گھوڑا (بہتر ہوتا ہے)۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

شرح

بہترین گھوڑا:

لفظ: "شقر" اشقر کی جمع ہے۔ اس کی مؤنث شقراء جبکہ جمع شقر ہے' جس طرح لفظ احمر کی مونث حمراء اور جمع حمرواء استعمال ہوتی ہے۔ ادھم سے مراد سیاہ رنگ کا گھوڑا ہے جبکہ "کمیت" سے مراد سرخ سیاہی مائل (براؤن رنگ کا) گھوڑا۔ ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں اور کل تعداد چار ہے: (۱) وہ سیاہ گھوڑا ہے' جس کے ہونٹ اور پیشانی سفید ہو۔ (۲) وہ سیاہ گھوڑا ہے' جس کے تین پاؤں اور پیشانی سفید ہو۔ (۳) وہ گھوڑا ہے' جس کا رنگ سرخ سیاہی مائل ہو جبکہ اس کی پیشانی اور ہونٹ سفید ہوں۔ (۴) وہ براؤن گھوڑا ہے' جس کی پیشانی اور تین پاؤں سفید ہوں لیکن اگلا دایاں پاؤں سفید نہ ہو۔ یہ چاروں گھوڑے پسندیدہ قرار دیے گئے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخَيْلِ

باب 21: ناپسندیدہ گھوڑے

1620 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي سَلْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّخَعِيُّ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهُ كَرِهَ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَثْعَمِيِّ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَاَبُوْ زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ اسْمُهُ هَرِمٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ قَالَ قَالَ لِيْ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ اِذَا حَدَّثْتَنِيْ فَحَدِّثْنِيْ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ فَاِنَّهُ حَدَّثَنِيْ مَرَّةً

1620- اخرجه مسلم (1494/3) كتاب الامارة' باب: ما يكره من صفات الخيل' حديث (1875/101) وابو داؤد (22/3) كتاب الجهاد' باب: ما يكره من الخيل' حديث (2547) والنسائي (219/6) كتاب الخيل' باب: الشكال في الخيل' حديث (3566-3567) وابن ماجه (933/2) كتاب الجهاد: باب: ارتباط الخيل في سبيل الله' حديث (2790) واخرجه احمد (250/2'436'476'457'460)

بِحَدِيْثٍ ثُمَّ سَاَلْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِسِنِيْنَ فَمَا اَخْرَمَ مِنْهُ حَرْفًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ اس گھوڑے کو پسند نہیں کرتے تھے جس کے دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں پر سفید نشان ہو یا دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ پر نشان ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شعبہ نے اسے عبداللہ یزید کے حوالے سے ابوزرعہ کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

ابوزرعہ بن عمرو بن جریر کا نام ہرم ہے۔

محمد بن حمید رازی نے اس روایت کو جریر کے حوالے سے عمارہ بن قعقاع کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: ابراہیم نخعی نے مجھ سے یہ فرمایا تھا: جب تم نے مجھے کوئی حدیث سنانی ہو تو ابوزرعہ کے حوالے سے سنایا کرو کیونکہ انہوں نے ایک مرتبہ مجھے ایک حدیث سنائی بعد میں میں نے دو سال بعد ان سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ایک حرف کی بھی غلطی نہیں کی۔

شرح

ناپسند گھوڑے:

لفظ: ''شکال'' کا لغوی معنی ہے: وہ رسی جس سے گھوڑے کا ایک اگلا اور ایک پچھلا پاؤں باندھا جاتا ہے جب اسے گھاس وغیرہ چرنے کے لیے چھوڑا جاتا ہے۔ تاہم یہاں حدیث میں اس کے دو مطالب ہو سکتے ہیں: (۱) ایسا گھوڑا مراد ہے جس کے پچھلے دونوں پاؤں جبکہ اگلا بایاں پاؤں سفید ہو۔ (۲) ایسا گھوڑا مراد ہے جس کا اگلا دایاں پاؤں اور پچھلا بایاں پاؤں سفید ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرِّهَانِ وَالسَّبَقِ

باب 22: گھڑ دوڑ کا بیان

1621 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيْرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْرَى الْمُضَمَّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفْيَاءِ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَبَيْنَهُمَا سِتَّةُ اَمْيَالٍ وَّمَا لَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الْخَيْلِ مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ اِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ وَّبَيْنَهُمَا مِيْلٌ وَّكُنْتُ

1621- اخرجه مالك فى الموطا (467/2) كتاب الجهاد' باب: ما جاء فى الخليل والمسابقة بينها' والنفقة فى الغزو' حديث (45) والبخارى (614/1) كتاب الصلوة' باب: هل يقال مسجد بنى فلان' حديث (420) والحديث اطرافه فى (2868' 2869' 2870' 7336) ومسلم (1491/3) كتاب الامارة' باب: المسابقة بين الخليل وتضميرها' حديث (95/1870) وابو داؤد (29/3) كتاب الجهاد' باب: فى السبق' حديث (2575) والنسائى (226/6) كتاب الخليل' باب: اضمار الخليل للسبق' حديث (3584) وابن ماجه (2/5'11'55) والحميدى (301/2) حديث (684) عن نافع عن عمر به.

لِمَنْ اَجْرٰی فَوَثَبَ بِیْ فَرَسِیْ جِدَارًا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَّعَآئِشَةَ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: وَّهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ الثَّوْرِيِّ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے تربیت یافتہ گھوڑوں کی دوڑ کا مقابلہ کروایا تھا۔ جو حفیاء سے لے کر ثنیۃ الوداع تک تھا ان دونوں کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے اور غیر تربیت یافتہ گھوڑوں کا مقابلہ ثنیۃ الوداع سے لے کر مسجد بنی زریق تک کروایا تھا اور ان دونوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہے میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے اس میں حصہ لیا تھا اور میرا گھوڑا مجھے لے کر ایک دیوار پھلانگ گیا تھا۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح حسن غریب'' ہے۔

1622 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ نَّافِعِ بْنِ اَبِیْ نَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا سَبَقَ اِلَّا فِیْ نَصْلٍ اَوْ خُفٍّ اَوْ حَافِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مقابلہ صرف تیر اندازی میں' اونٹوں کی دوڑ میں اور گھوڑوں کی دوڑ میں ہو سکتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

شرح

گھڑ دوڑ کا مسابقہ کرانا

لفظ ''رِھَان'' سے مراد ہے گھڑ دوڑ کا مقابلہ کرنا، اس مسابقہ میں جیتنے والے کو جس انعام سے نوازا جاتا ہے اسے ''سبق'' کہا جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی گھڑ دوڑ کا مقابلہ کرایا کرتے تھے اور اس میں جیتنے والے کو انعام سے بھی نوازتے تھے۔ تاہم اس موقع پر شرط لگانا منع ہے' کیونکہ یہ قمار کی صورت بن جاتی ہے جو حرام ہے۔

لفظ: ''تضمیر'' سے مراد ہے گھوڑے کو دبلا پتلا مگر طاقتور بنانا۔ زیادہ کھلانے پلانے کے سبب جب گھوڑا موٹا تازہ ہو جاتا ہے' تو اسے دبلا پتلا اور چھریرا بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی خوراک کم کر کے اسے گرم اور اندھیرے کمرے میں بند کر دیا جائے پھر کچھ دنوں بعد اس کی خوراک معمول پر لائی جائے۔ اس طرح وہ گھوڑا طاقتور اور تیز رفتار بھی ہو جاتا ہے۔

1622- اخرجه ابوداؤد (29/3) کتاب الجهاد' باب: فی السبق : حديث (2574) والنسائی (227/6) کتاب الخيل' باب: السبق' حديث (3589) واخرجه احمد (385'256/2)

لغت: "نصل" برچھی یا بھالے کی انی، "خف" کا معنی ہے موزہ اور حافر سے مراد ہے ننگے پاؤں چلنے والا آدمی یا گھوڑا ہے۔
دوسری حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ مقابلہ یا مسابقہ صرف تین امور میں کرایا جاسکتا ہے: (۱) گھڑ دوڑ میں۔ (۲) اونٹوں کے دوڑانے میں۔ (۳) تیر اندازی میں۔ (سنن کبریٰ ج ۱۰ص ۱۶)۔ ان چیزوں میں مقابلہ کرانے سے جہاد کی تیاری مقصود ہوتی ہے جبکہ جہاد ایک ریاضت سے کم نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ:

عصر حاضر میں ٹینک چلانے، بندوق استعمال کرنے، راکٹ گرانے، میزائل داغنے اور جنگی جہاز کو اڑانے میں مقابلہ کرنا بھی مندرجہ بالا امور ثلاثہ کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ اَنْ تُنْزَى الْحُمُرُ عَلَى الْخَيْلِ

باب 23: گدھے کے ذریعے گھوڑی کی جفتی کروانا مکروہ ہے

1623 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَهْضَمٍ مُّوْسٰى بْنُ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا مَاْمُوْرًا مَا اخْتَصَّنَا دُوْنَ النَّاسِ بِشَيْءٍ اِلَّا بِثَلَاثٍ اَمَرَنَا اَنْ نُّسْبِغَ الْوُضُوْءَ وَاَنْ لَّا نَاْكُلَ الصَّدَقَةَ وَاَنْ لَّا نُنْزِيَ حِمَارًا عَلٰى فَرَسٍ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ هٰذَا عَنْ اَبِيْ جَهْضَمٍ فَقَالَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

قولِ امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ حَدِيْثُ الثَّوْرِيِّ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّوَهِمَ فِيْهِ الثَّوْرِيُّ وَالصَّحِيْحُ مَا رَوٰى اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ وَعَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ جَهْضَمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ (اللہ تعالیٰ کے) احکامات کے پابند تھے آپ نے ہم لوگوں کو بطور خاص خصوصیت کے ساتھ صرف تین چیزیں بتائیں آپ نے ہمیں ہدایت کی کہ ہم اچھی طرح وضو کریں، اور ہم صدقے

1622- اخرجه ابوداؤد (29/3) كتاب الجهاد، باب: في السبق: حديث (2574) والنسائي (227/6) كتاب الخيل، باب: السبق، حديث (3589) واخرجه احمد (256/2، 385)

1623- اخرجه ابوداؤد (214/1) كتاب الصلوٰة، باب: قدر القراءة في صلوٰة الظهر والعصر، حديث (808) والنسائي (89/1) كتاب الطهارة، باب: الامر باسباغ الوضوء، حديث (141) وابن ماجه (147/1) كتاب الطهارة، باب: ما جاء في اسباغ الوضوء، حديث (426) واحمد (225/1، 232، 234، 249) وابن خزيمة (89/1) حديث (175)

میں سے کچھ نہ کھائیں اور ہم گدھے کے ذریعے گھوڑی کی جفتی نہ کروائیں۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ابوجہضم کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: یہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عباس کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے ثوری سے منقول روایت محفوظ نہیں ہے اس میں ثوری کو وہم ہوا ہے۔

صحیح روایت وہ ہے جسے اسمٰعیل بن علیہ اور عبدالوارث بن سعید نے ابوجہضم کے حوالے سے عبداللہ بن عبیداللہ کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

شرح

گدھے سے گھوڑی کو جفتی کرانے کی ممانعت

جب کسی کے پاس گھوڑی ہو، تو اس سے گھوڑا پیدا کرنا چاہیے خچر نہیں پیدا کرنا چاہیے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑی سے خچر وہ لوگ پیدا کرتے ہیں جنہیں اس کے نفع ونقصان کا علم نہیں۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۲۵۶۵)۔ یاد رہے کہ جب گھوڑی سے گھوڑا پیدا کرنا مقصد ہو تو گھوڑے سے گھوڑی کو جفتی کرائی جاتی ہے اور اگر خچر پیدا کرنا مقصود ہو تو گدھے سے گھوڑی کو جفتی کروائی جاتی ہے۔ یہ جہالت اور بے وقوفی ہے کہ اعلیٰ چیز کو چھوڑ کر ادنیٰ چیز حاصل کی جائے۔ تاہم اگر گھوڑے سے گدھی کو جفتی کرانے سے خچر پیدا ہو تو ایسا کیا جا سکتا تھا لیکن ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو ایک مثال سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر کسی کے پاس مشین ہو جو اعلیٰ وعمدہ مال تیار کرتی ہو، تو پھر اس سے اس عمدہ مال کے بجائے ناقص مال تیار کرنا کوئی عقل مندی کی علامت ہرگز نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِسْتِفْتَاحِ بِصَعَالِيكِ الْمُسْلِمِيْنَ

باب 24: غریب مسلمانوں سے دعائے خیر کروانا (یا ان کے وسیلے سے فتوحات طلب کرنا)

1624 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَرْطَاةَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

1624– اخرجه ابوداؤد (32/3) كتاب الجهاد' باب: فى الانتصار' برذل الخليل والضعفة' حديث (2594) والنسائى (45/6) كتاب الجهاد' باب: الاستنصار' بالضعيف' حديث (3179) واحمد (198/5)

متن حدیث: ابْغُونِیْ ضُعَفَائَکُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: مجھے اپنے ظاہری طور پر کمتر حیثیت کے لوگوں کے درمیان تلاش کرو کیونکہ کمزوروں کی وجہ سے ہی تم لوگوں کو رزق اور مدد ملتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

غریبوں سے فتح کی دعا کرانا

لفظ ''الاستفتاح'' ثلاثی مزید فیہ از باب استفعال کا مصدر ہے' جس کا معنیٰ ہے: فتح حاصل کرنا، کامیابی حاصل کرنا۔ لفظ صعالیك ، صعلوك کی جمع ہے' جس کا معنی ہے: غریب، نادار۔ لفظ: بصعالیك، کی باء حارہ میں دو احتمال ہے ہو سکتے ہیں: (۱) برائے توسل ہو۔ (۲) برائے استعانت ہو۔ حدیث باب کا پہلا فقرہ ہے: ابغونی ضعفائکم ۔ میں ہمزہ وصل ہے یا ہمزہ قطعی ہے؟ اس میں دونوں احتمال ہو سکتے ہیں: (۱) بغی الشیء بغیة ، طلب کرنا، چاہنا۔ (۲) ابغاہ الشیء ، طلب کرنے میں مدد دینا، تلاش کرانا۔ یہ حدیث چھ مشہور کتابوں میں موجود ہے لیکن سب میں پہلے فقرہ کے الفاظ مختلف ہیں۔ اس کی تفصیل یوں ہے: (۱) ابغونی الضعفاء (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۲۵۹۴) مجھے کمزور لوگ تلاش کراؤ۔ (۲) ابغونی الضعیف (سنن نسائی، رقم الحدیث ۳۱۷۹) کمزور لوگ تلاش کرنے میں میری معاونت کرو۔ (۳) ابغونی ضعفائکم ۔ (مسند امام احمد بن حنبل، جلد ۵ ص ۱۹۸) اپنے غریب لوگ میرے لیے تلاش کرو۔ (۴) ابغونی الضعفاء (سنن بیہقی جلد ۳ ص ۳۴۵) (۵) ابغونی فی الضعفاء (مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۱۰۶) (۶) ابغونی فی ضعفائکم ۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۱۶۲۴) تم مجھے کمزور لوگوں میں تلاش کر، کیونکہ تمہیں کمزوروں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ حدیث باب کے شان ورود کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔ تاہم اسے ایک فرضی مثال کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے مثلاً ایک شخص باہر سے مدینہ طیبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اور زیارت کے لیے حاضر ہوتا ہے جبکہ آپ گھر میں موجود نہیں تھے۔ مختلف باصلاحیت لوگوں کے گھروں سے دریافت کرتا رہا اور اس نے ہر جگہ آپ کو تلاش کیا لیکن ناکام ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ جب تشریف لائے تو وہ شخص اپنی بے بسی کی کہانی آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے ہیں کہ تو نے مجھے صحیح جگہ میں تلاش نہیں کیا ورنہ میں تجھے ضرور مل جاتا۔ اگر تو مجھے غریب لوگوں میں تلاش کرتا تو میں تجھے مل سکتا تھا، کیونکہ جو تمہیں رزق فراہم کیا جاتا ہے اور جہاد میں کامیابی دی جاتی ہے ان لوگوں کی وجہ سے عنایت کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ الْاَجْرَاسِ عَلَی الْخَیْلِ

باب 25: گھوڑوں کے گلے میں گھنٹیاں لٹکانا

1625 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا تَصْحَبُ الْمَلَآئِکَةُ رُفْقَةً فِیْهَا کَلْبٌ وَّلَا جَرَسٌ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَفِی الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَعَآئِشَةَ وَاُمِّ حَبِیْبَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: فرشتے ان سواروں کے ساتھ نہیں چلتے جن کے ساتھ کتا ہو یا گھنٹی موجود ہو۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

گھوڑوں کے گلے میں گھنٹی لٹکانے کی ممانعت

حدیث باب کا حکم عام نہیں ہے، بلکہ لشکر جہاد کے ساتھ خاص ہے یعنی لشکر جہاد کے ساتھ نہ کتا ہونا چاہیے اور نہ گھوڑوں کے گلے میں گھنٹیاں ہونی چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کتے کے بھونکنے اور گھنٹی کے بجنے سے لشکر کی نقل وحرکت دشمن سے پوشیدہ نہیں رہے گی حالانکہ اس موقع پر دشمن کے خلاف چال چلنے، حکمت عملی اور احتیاطی تدبیر اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ بعض علماء اس حدیث کے حکم کو عام خیال کرتے ہیں تو ان کے نزدیک گائے، اونٹ، بکری اور گدھے کے گلے میں گھنٹی لٹکانے کے علاوہ دینی مدارس، تعلیمی اداروں اور دوسرے عام اداروں کے ملازموں کے لیے استعمال کی جانے والی گھنٹیاں بھی ممنوع قرار پائیں گی۔ جس سے اداروں کا نظام چلانے میں انتظامیہ کو دقت پیش آئے گی۔ اسلام خیر خواہی، سلامتی اور آسانی کی فضاء قائم کرتا ہے۔ لہٰذا حدیث باب کا حکم عام نہیں ہے، بلکہ لشکر جہاد کے ساتھ خاص ہے۔

1625- اخرجه مسلم (1672/3) كتاب اللباس والزينة' باب: كراهة الكلب والجرس فی السفر' حديث (2113/103) وابو داؤد (25/3) كتاب الجهاد: باب: فی تعليق الاجراس' حديث (2555) والدارمی (288/2) كتاب الاستئذان' باب: النهی عن الجرس واخرجه احمد (262/2، 311، 327، 343، 392، 444، 476) وابن خزيمة (146/4) حديث (2553) عن سهيل بن ابی صالح عن ابی هريرة به.

بَابُ مَا جَآءَ مَنْ يُّسْتَعْمَلُ عَلَى الْحَرْبِ

باب 26: جنگ کا امیر کسے بنایا جائے؟

1826 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْاَحْوَصُ بْنُ الْجَوَّابِ اَبُو الْجَوَّابِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشَيْنِ وَاَمَّرَ عَلٰى اَحَدِهِمَا عَلِيَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَّعَلَى الْاٰخَرِ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ فَقَالَ اِذَا كَانَ الْقِتَالُ فَعَلِيٌّ قَالَ فَافْتَتَحَ عَلِيٌّ حِصْنًا فَاَخَذَ مِنْهُ جَارِيَةً فَكَتَبَ مَعِیْ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشِیْ بِهٖ فَقَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَ الْكِتَابَ فَتَغَيَّرَ لَوْنُهٗ ثُمَّ قَالَ مَا تَرٰى فِیْ رَجُلٍ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ قُلْتُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ وَاِنَّمَا اَنَا رَسُوْلٌ فَسَكَتَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْاَحْوَصِ بْنِ جَوَّابٍ

قولِ امام ترمذی: قَوْلُهٗ يَشِیْ بِهٖ يَعْنِی النَّمِيْمَةَ

◆◆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دو لشکر روانہ کئے ان میں سے ایک کا امیر حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور دوسرے کا امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور ارشاد فرمایا: جب جنگ شروع ہو تو علی (دونوں لشکروں کے مشترکہ) امیر ہوں گے۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک قلعے کو فتح کیا انہوں نے وہاں سے ایک کنیز کو لیا اور (اس کے ساتھ صحبت کر لی) تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ نبی اکرم ﷺ کو خط بھیجا جس میں اس بات کا تذکرہ تھا میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے اس خط کو پڑھا تو آپ کا رنگ تبدیل ہو گیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسے شخص کے بارے میں تم لوگ کیا سمجھتے ہو؟ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں' تو میں نے عرض کی: میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں میں صرف ایک قاصد ہوں' تو نبی اکرم ﷺ خاموش ہو گئے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف احوص بن جواب کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

حدیث کے الفاظ'' یشیء بہ '' کا مطلب چغلی کرنا ہے۔

شرح

امیر لشکر کی خصوصیات:

عام حالات میں انتظامی امور کی سہولت کے پیش نظر لشکر کو مختلف حصوں میں تقسیم کرنا اور ہر حصے کا ایک امیر مقرر کرنا جائز ہے۔ تاہم عین جہاد کے وقت لشکر کے تمام حصوں کو جمع کر کے ان کا باصلاحیت ایک امیر مقرر کیا جائے گا۔ لشکر کا امیر شجاعت و بہادری، علم وفضل، زہد وتقویٰ اور حلال وحرام کے اصولوں کا جامع ہونا چاہیے۔ حدیث باب میں عین جہاد کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنانے کا حکم ان خصوصیات کے باعث دیا گیا تھا۔

فائدہ نافعہ:

مال غنیمت کا شرعی حکم یہ ہے کہ اس سے خمس نکال کر بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے اور باقی چار خمس جہاد میں حصہ لینے والے لشکر میں تقسیم کر دیے جاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے کنیز حاصل کی تھی جبکہ اپنی کنیز سے جماع کرنے کی اسلام نے اجازت دی ہے۔ تاہم اس صورتحال کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم نہیں تھا جس وجہ سے انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کر دی تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْإِمَامِ

باب 27: امام کا بیان

1627 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَالْاَمِيْرُ الَّذِىْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَّمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ بَعْلِهَا وَهِىَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ وَّاَبِىْ مُوْسٰى

حکم حدیث: وَحَدِيْثُ اَبِىْ مُوْسٰى غَيْرُ مَحْفُوْظٍ

وَحَدِيْثُ اَنَسٍ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّحَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ قَالَ حَكَاهُ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ بَشَّارٍ الرَّمَادِىُّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

1627- اخرجه البخاری (441/2) کتاب الجمعة' باب: الجمعة فی القری والمدن' حدیث (893) اطرافه فی (2409'2554'2558'2751'5188 '5200 '7138) وفی الادب المفرد (208) ومسلم (1459/3) کتاب الامارة باب: فضيلة الامام العادل' وعقوبة الجائر' والحث علی الرفق بالرعية' حدیث (1829/20) واحمد (54,5/2) وعبد بن حميد (242) حدیث (745) عن نافع' فذکره.

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَنِیْ بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ بَشَّارٍ قَالَ وَرَوٰی غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّهٰذَا اَصَحُّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّرَوٰی اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیثِ دیگر: اِنَّ اللّٰهَ سَائِلٌ كُلَّ رَاعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاهُ

قولِ امام بخاری: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ هٰذَا غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّاِنَّمَا الصَّحِيْحُ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: خبردار! تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر شخص سے اس کی نگرانی کے بارے میں حساب لیا جائے گا۔ امیر لوگوں کا نگران ہے اور اس سے ان کے بارے میں حساب لیا جائے گا' عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس حوالے سے حساب لیا جائے گا' غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس حوالے سے حساب لیا جائے گا خبردار! تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی نگرانی کے بارے میں حساب لیا جائیگا۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ سے منقول حدیث محفوظ نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث بھی محفوظ نہیں ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابراہیم بن بشار رمادی نے اسے سفیان بن عیینہ کے حوالے سے' برید بن عبداللہ کے حوالے سے' ابوبردہ کے حوالے سے' حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

محمد بن ابراہیم بن بشار نے اس روایت کو مجھے سنایا ہے۔

کئی راویوں نے اسے سفیان کے حوالے سے' برید کے حوالے سے' ابوبردہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

اسحٰق بن ابراہیم نے معاذ بن ہشام کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' قتادہ کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے' یہ بات نقل کی ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ ہر نگران شخص سے حساب لے گا اس چیز کے بارے میں جس کا اس نے اسے نگران مقرر کیا تھا۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: روایت بھی محفوظ نہیں ہے۔

صحیح روایت وہ ہے' جو معاذ بن ہشام کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' قتادہ کے حوالے سے' حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' حدیث کے طور پر منقول ہے۔

شرح

امیر وقت کے فرائض اور عوام کے حقوق

کامیابی اور اطمینان قلب کے ساتھ حکمرانی کی خدمات انجام دینے کے لیے ضروری ہے کہ امیر وقت اپنے فرائض کو ہمہ وقت پیش نظر رکھے اور یہی حقوق عوام بھی ہیں۔ حدیث باب میں چند فرائض امیر اور حقوقِ عوام بیان کیے گئے ہیں' جن کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆ ہر انسان کو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے باخبر ہونا چاہیے تا کہ ان کی انجام دہی میں کوتاہی کا امکان نہ ہو' کیونکہ کوتاہی یا غفلت کی صورت میں وہ مجرم قرار پائے گا۔

☆ امیر وقت کو اپنے فرائض سے آگاہ ہونا اور ان کو انجام دینے میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ازبس ضروری ہے۔ ورنہ وہ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے مجرم کی حیثیت سے پیش کیا جائے گا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حساب دینا پڑے گا۔

☆ بیوی اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے، لہٰذا اشیاء خانہ کو شوہر کی اجازت سے تصرف میں لاسکتی ہے ورنہ اس کا فعل جرم کے زمرے میں آئے گا۔ علاوہ ازیں اپنی عصمت وعفت کی بھی حفاظت کرے کہ غیر محرم کو گھر میں داخل ہونے کی ہرگز اجازت نہ دے۔

☆ غلام (نوکر) اپنے آقا کا نگران ہے اور آقا کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ آقا کی اجازت کے بغیر اس کے اموال میں تصرف کرنا جرم ہے' جس کے بارے میں جواب دہ ہونا پڑے گا۔

امیر وقت کے مشہور فرائض یہ ہیں: (۱) عوام کو عدل وانصاف فراہم کرنا، (۲) عوام کے لیے دینی تعلیم کا مفت اہتمام کرنا، (۳) جان ومال اور عزت وناموس کا تحفظ کرنا، (۴) لوگوں کو مظالم وزیادتیوں سے نجات دلانا، (۵) ضروریات زندگی کی اشیاء سستے داموں فراہم کرنا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ طَاعَةِ الْإِمَامِ

باب 28: حاکم وقت کی پیروی کرنا

1628 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُوْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اُمِّ الْحُصَيْنِ الْاَحْمَسِيَّةِ

متنِ حدیث: قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ قَدِ

1628- اخرجه احمد (6/402'403) والحميدي (1/174) حديث (359) من طريق يونس بن ابي اسحق' عن العيزار بن حريث' فذكره.

الْتَفَعَ بِهِ مِنْ تَحْتِ اِبْطِهِ قَالَتْ فَاَنَا اَنْظُرُ اِلٰى عَضَلَةِ عَضُدِهٖ تَرْتَجُّ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاِنْ اُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مُجَدَّعٌ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا مَا اَقَامَ لَكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اُمِّ حُصَيْنٍ

◆◆ سیّدہ ام حصین احمسیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجۃ الوداع کے دوران خطبہ دیتے ہوئے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اس وقت آپ نے چادر اوڑھی ہوئی تھی اور آپ نے اس کو اپنی بغل کے نیچے سے لپیٹا ہوا تھا وہ خاتون بیان کرتی ہیں: (میں آپ سے اتنے فاصلے پر تھی) کہ آپ کے بازو کے پٹھوں کی حرکت کو دیکھ سکتی تھی میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اگرچہ تم پر کسی حبشی شخص کو حاکم بنایا جائے جس کا کان کٹا ہوا ہو' تو تم اس کی بھی اطاعت و فرمانبرداری کرو جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تمہارے لئے قائم رکھے"۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے سیّدہ ام حصین رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

شرح

امیر کی اطاعت واجب ہونا:

امیر (حاکم) وقت کی اطاعت عوام پر ضروری ہے، اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: تم اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولوالامر کی اطاعت کرو'۔ اگر حاکم وقت کی اطاعت نہ کی جائے تو وہ حکمرانی کی خدمات انجام نہیں دے سکے گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی حکومت میں نمایاں فرق کیوں ہے، یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت مضبوط تھی جبکہ آپ کی حکومت انتشار کا شکار ہے؟ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رعیت ہم تھے اور میری رعیت تم ہو یعنی ہم لوگ اطاعت گزار تھے تو حضرت عمر کی حکومت بھی مضبوط تھی جبکہ تم نافرمان ہو اس لیے ہماری حکومت کمزور ہے۔ حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حکمران خواہ کیسا ہو، اس کی اطاعت واجب ہے۔ تاہم اگر وہ شریعت کے خلاف کسی معاملہ میں حکم دے' تو اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

باب 29: خالق کی نافرمانی کے حوالے سے مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی

1629 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِنْ اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ عَلَيْهِ وَلَا طَاعَةَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّالْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بندہ مسلمان کو کوئی بات پسند ہو یا ناپسند ہو اطاعت وفرمانبرداری اس پر لازم ہے' جب تک اسے (اللہ تعالیٰ کی) کسی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے' کیونکہ اس صورت میں اطاعت وفرمانبرداری اس پر لازم نہیں ہوگی۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ' حضرت حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1630 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ قُطْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ يَحْيٰى عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کی لڑائی کروانے سے منع کیا ہے۔

1631 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ يَحْيٰى عَنْ مُّجَاهِدٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّيُقَالُ هٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ قُطْبَةَ

1629– اخرجه البخاری (135/6) کتاب الجهاد والسير' باب: السمع والطاعة للامام' حديث (2955) وطرفه فی (7144) ومسلم (1469/3) کتاب الامارة' باب: وجوب طاعة الامراء فی غير معصية' وتحريمها فی المعصية' حديث (1839/38) وابو داؤد (41/3) کتاب الجهاد' باب: فی الطاعة' حديث (2626) وابن ماجه (956/2) کتاب الجهاد' باب: لا طاعة فی معصية الله' حديث (2864) والنسائی (160/7) کتاب البيعة' باب: جزاء من امر بمعصية فاطاع' حديث (4606) من طريق نافع' فذكره۔

1630– اخرجه ابوداؤد (26/3) کتاب الجهاد' باب: فی التحريش بين البهائم' حديث (2562) عن مجاهد به۔

اختلاف سند: وَرَوٰى شَرِيْكٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَبِيْ يَحْيٰى حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَبُوْ كُرَيْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اٰدَمَ عَنْ شَرِيْكٍ وَرَوٰى اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

توضیح راوی: وَاَبُوْ يَحْيٰى هُوَ الْقَتَّاتُ الْكُوْفِيُّ وَيُقَالُ اسْمُهٗ زَاذَانُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ طَلْحَةَ وَجَابِرٍ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَعِكْرَاشِ بْنِ ذُؤَيْبٍ

مجاہد بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کی لڑائی کروانے سے منع کیا ہے۔

انہوں نے اس کی سند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

ایک قول کے مطابق یہ روایت قطبہ نامی راوی کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

شریک نامی راوی نے اسے اعمش کے حوالے سے' مجاہد کے حوالے سے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

انہوں نے اس کی سند میں ابویحییٰ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

ابومعاویہ نامی راوی نے اسے اعمش کے حوالے سے' مجاہد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

ابویحییٰ قتات کوفی ہیں۔ ایک قوت کے مطابق ان کا نام ''زاذان'' ہے۔

اس بارے میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت عکراش بن ذویب سے احادیث منقول ہیں۔

1632 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ وَالضَّرْبِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے چہرے پر داغ لگانے اور ضرب لگانے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

خلاف شرع امور میں حاکم کی اطاعت واجب نہ ہونا:

جائز اور مباح امور میں حاکم وقت کی اطاعت فرض ہے لیکن معصیت، خلاف شرع اور احکام الٰہی کے خلاف امور میں اطاعت لازم نہیں ہے۔ مثلاً جانوروں کی لڑائی کرانے، چہرے کو لوہے سے داغنے اور چہرے پر طمانچہ وغیرہ رسید کرنے سے منع

1632- اخرجه مسلم (1673/3) كتاب اللباس والزينة' باب: النهي عن ضرب الحيوان في وجهه' ووسمه فيه' حديث (2116/106) واحمد (378'318/3) عن طريق ابن جريج' عن ابي الزبير' فذكره۔

کیا گیا ہے۔ اگر حاکم وقت ان امور یا دوسرے ممنوعہ امور میں سے کسی کا حکم دے تو اس سلسلے میں اس کی اطاعت و پیروی نہیں کی جائے گی۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ مختلف جانوروں کی لڑائی کراتے، مینڈھے لڑاتے اور مرغ لڑاتے جس کے نتیجہ میں جانوروں کو ایذاء پہنچتی اور وہ زخمی ہو کر لہولہان ہو جاتے تھے۔ اس کا مقصد صرف سامان تفریح تھا، اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس عمل سے کوئی دینی فائدہ بھی نہیں ہے۔ زمانہ جاہلیت کی طرح لوگ لوہا وغیرہ گرم کر کے اس سے جانوروں کے چہرہ وغیرہ کو داغتے ہیں، اس سے بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے جانوروں ک اذیت پہنچتی ہے اور جانوروں کو بے تحاشا بالخصوص چہرے پر مارنا بھی منع ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حَدِّ بُلُوْغِ الرَّجُلِ وَمَتَى يُفْرَضُ لَهٗ

باب 30: آدمی کی بلوغت کی حد جب مالِ غنیمت میں اس کا حصہ مقرر ہوگا

1633 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيْرِ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: عُرِضْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَيْشٍ وَّاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ فَلَمْ يَقْبَلْنِيْ ثُمَّ عُرِضْتُ عَلَيْهِ مِنْ قَابِلٍ فِيْ جَيْشٍ وَّاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَقَبِلَنِيْ قَالَ نَافِعٌ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَقَالَ هٰذَا حَدُّ مَا بَيْنَ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ ثُمَّ كَتَبَ اَنْ يُّفْرَضَ لِمَنْ بَلَغَ الْخَمْسَ عَشْرَةَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ هٰذَا حَدُّ مَا بَيْنَ الذُّرِّيَّةِ وَالْمُقَاتِلَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ اَنَّهٗ كَتَبَ اَنْ يُّفْرَضَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اِسْحٰقَ بْنِ يُوْسُفَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے ایک لشکر میں شرکت کے لئے نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت میری عمر چودہ سال تھی آپ نے مجھے قبول نہیں کیا اس سے اگلے سال ایک لشکر میں شرکت کے لئے مجھے پیش کیا گیا میں اس وقت پندرہ سال کا تھا تو آپ نے مجھے قبول کرلیا۔

1633- اخرجه البخاری (453/7) کتاب المغازی، باب: غزوة الخندق وهی الاحزاب، حدیث (4097) ومسلم (1490/3) کتاب الامارة، باب: بیان سن البلوغ، حدیث (1868/91) وابو داؤد (137/3) کتاب الخراج والامارة والفیء، باب: متی یفرض للرجل فی المقاتلة، حدیث (2957)، (113/4) کتاب الملاحم باب: فی ذکر البصرة، حدیث (4307،430/6) وابن ماجه (850/2) کتاب الحدود، باب: من لایجب علیه الحد، حدیث (2543) والنسائی (155/6) کتاب الطلاق، باب: متی یقع طلاق الصبی، حدیث (3431) واحمد (17/2) من طریق عبید الله بن عمر، قال: اخبرنی نافع، فذکره.

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو یہ حدیث سنائی تو انہوں نے فرمایا: چھوٹے اور بڑے کے درمیان یہ حد ہے' پھر انہوں نے یہ تحریر کروایا کہ جو شخص پندرہ سال کا ہو جائے اسے مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا جائے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بچوں اور جنگجوؤں کے درمیان حد باطل یہی ہے۔

اس میں یہ بات مذکورہ ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمان بھجوایا تھا: اتنی عمر کے شخص کو مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا جائے۔

اسحٰق بن یوسف سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

1634 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ قَامَ فِيْهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ اَنَّ الْجِهَادَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْاِيْمَانَ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ عَنِّیْ خَطَايَایَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَيُكَفِّرُ عَنِّیْ خَطَايَایَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ اِلَّا الدَّيْنَ فَاِنَّ جِبْرِيْلَ قَالَ لِیْ ذٰلِكَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا وَرَوٰى يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

◄► عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث سنائی ہے: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ہم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے تھے آپ نے لوگوں کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا تمام اعمال میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے ایک شخص کھڑا

1634- اخرجه مسلم (1501/3) كتاب الامارة' باب: من قتل فى سبيل الله كفرت خطاياه' الا الدين' حديث (117-1885) والنسائى (34/6) كتاب الجهاد' باب: من قاتل فى سبيل الله عزوجل وعليه دين' حديث (3157) والدارمى (207/2) كتاب الجهاد' باب: فيمن قاتل فى سبيل الله' واخرجه مالك فى الموطا (461/2) كتاب الجهاد' باب: الشهداء فى سبيل الله' حديث (31) واحمد (297/5' 308) وعبد بن حميد ص (96) حديث (192) من طريق سعيد بن ابى سعيد المقبرى' عن عبد الله بن ابى قتادة الانصارى عن ابيه ابى قتادة فذكره۔

ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کا کیا خیال ہے اگر مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کردیا جائے' تو کیا میرے تمام گناہ معاف ہوجائیں گے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کردیا جائے' تم صبر کرنے والے ہو' اور ثواب کی امید رکھنے والے ہو' آگے بڑھنے والے ہو' پیٹھ پھیرنے والے نہ ہو۔ (تو تمہیں یہ اجر ملے گا) پھر نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے اگر مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کردیا جائے' تو کیا میرے تمام گناہوں کو معاف کردیا جائے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر تم صبر کرنے والے ہو' ثواب کی امید رکھنے والے ہو' آگے بڑھنے والے ہو' پیٹھ پھیرنے والے نہ ہو (تو تمہیں یہ اجر ملے گا) البتہ قرضہ معاف نہیں ہوگا' کیونکہ جبریل نے مجھے یہ بات بتائی ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت محمد بن جحش رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض راویوں نے اسے سعید مقبری کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

یحییٰ بن سعید انصاری اور دیگر راویوں نے اسے اسی طرح سعید مقبری کے حوالے سے' عبداللہ بن ابوقتادہ کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

سعید مقبری کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کے مقابلے میں یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

نابالغ لڑکے کو بطور مجاہد بھرتی کرنا

جہاد میں شامل ہونے کے لیے بلوغت شرط ہے، نابالغ بچہ باقاعدہ بطور مجاہد جہاد میں شامل نہیں ہوسکتا اور اگر وہ جہاد میں بطور معاون شامل ہوا تو اسے مال غنیمت سے حصہ نہیں ملے گا۔ لڑکے کے بالغ ہونے کی مشہور علامات تین ہیں:

(۱) احتلام ہونا، (۲) زیرناف بال آنا (۳) ۱۵ سال عمر ہونا۔

دوسری حدیث باب میں جام شہادت نوش کرنے کی فضلیت وعظمت بیان کی گئی ہے۔، جب کوئی شخص میدان جہاد میں صبر و استقامت کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اجر وثواب کی امید رکھتا ہو اور وہ شہید ہوجائے تو اس کے تمام گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ تاہم اگر اس پر کسی کا قرض ہو تو وہ معاف نہیں کیا جاتا۔ گویا شہادت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ شہید کو اپنے حقوق تو فرما دیتا ہے لیکن حقوق العباد معاف نہیں فرماتا۔ قرض کا تعلق بھی حقوق العباد سے ہے، جب تک بندہ خود قرض معاف نہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی دَفْنِ الشُّهَدَاءِ

باب 31: شہداء کو دفن کرنا

1635 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِی الدَّهْمَاءِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: شُكِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْجِرَاحَاتُ یَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ احْفِرُوْا وَاَوْسِعُوْا وَاَحْسِنُوْا وَادْفِنُوا الْاِثْنَیْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ وَّقَدِّمُوْا اَكْثَرَهُمْ قُرْاٰنًا فَمَاتَ اَبِیْ فَقُدِّمَ بَیْنَ یَدَیْ رَجُلَیْنِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَفِی الْبَاب عَنْ خَبَّابٍ وَّجَابِرٍ وَّاَنَسٍ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰی سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَغَیْرُهٗ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ

توضیح راوی: وَاَبُو الدَّهْمَاءِ اسْمُهٗ قِرْفَةُ بْنُ بُهَیْسٍ اَوْ بَیْهَسٍ

◆◆ حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوہ احد کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کو شہداء کے بارے میں بتایا گیا آپ نے (کہ شہید ہونے والوں کے بارے میں) یہ ہدایت کی ان کی قبر کھودو' اس کو کشادہ رکھو اور اسے اچھی طرح صاف رکھو اور دو یا تین آدمیوں کو ایک قبر میں رکھو اور ان میں آگے اسے رکھو جو سب سے زیادہ قرآن پاک کا عالم ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: میرے والد کا انتقال ہو گیا' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں' ان کے باقی دو ساتھیوں سے آگے رکھوایا تھا۔

اس بارے میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سفیان اور دیگر راویوں نے اسے ایوب کے حوالے سے حمید بن ہلال کے حوالے سے' ہشام بن عامر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ابو دہماء نامی راوی کا نام قرفہ بن بہیس یا بیہس ہے۔

شرح

شہداء کو دفن کرنا

فقہی مسئلہ تو یہ ہے کہ ایک قبر میں ایک سے زائد میتوں کی تدفین منع ہے، تاہم کسی مجبوری کے سبب ایک قبر میں متعدد میتوں کو

1635- اخرجه احمد (4/19، 20) ابو داؤد (3/214) كتاب الجنائز' باب: فی تعمیق القبر' حدیث (3215) والنسائی (4/80، 81) كتاب الجنائز' باب: ما یستحب من اعماق القبر' حدیث (2010) وابن ماجه (1/497) كتاب الجنائز' باب: ما جاء فی حفر القبر' حدیث (1560) من طریق حمید بن هلال عن ابی الدهماء عن هشام بن عامر فذكره.

بھی دفن کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً کثیر تعداد میں شہداء ہوں یا سماوی آفت کے باعث مسلسل اموات واقع ہو رہی ہوں تو زیادہ قبور تیار کرنے میں دقت پیش آتی ہو تو ایک قبر میں متعدد میتوں کو دفن کرنا جائز ہے۔ غزوہ احد کے موقع پر مسلمانوں کا بہت جانی نقصان ہوا۔ ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہوئے اور جو زندہ تھے وہ شدید زخمی ہوئے تھے۔ جب شہداء کی تدفین کا مرحلہ آیا تو اتنی تعداد میں قبور کا تیار کرنا دشوار تھا، کیونکہ حجاز مقدس کی زمین پتھریلی ہے اور قبور تیار کرنے والے زخمی بھی تھے۔ اس صورت حال کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے حکم دیا کہ تم کشادہ قبور کھودو اور ایک قبر میں دو یا تین شہداء کو دفن کرو۔ سب سے آگے یعنی قبلہ رخ اس شہید کو رکھو جو قرآن کا زیادہ علم رکھتا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس غزوہ میں میرے والد گرامی نے بھی جام شہادت نوش کیا تھا تو انہیں قبر میں دوسرے شہداء کے آگے رکھا گیا تھا کیونکہ وہ قرآن کریم کے زیادہ عالم تھے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن کا علم رکھنے والے شہداء کی فضیلت دوسرے شہداء سے زیادہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَشُوْرَةِ

باب 32: مشورے کا بیان

1636 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَّجِيْءَ بِالْاُسَارٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِىْ هٰٓؤُلَآءِ الْاُسَارٰى فَذَكَرَ قِصَّةً فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ طَوِيْلَةً

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَاَبِىْ اَيُّوْبَ وَاَنَسٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّاَبُوْ عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ وَيُرْوٰى عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

حدیثِ دیگر: قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَكْثَرَ مَشُوْرَةً لِّاَصْحَابِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوہ بدر کے موقع پر جب قیدیوں کو لایا گیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ان قیدیوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو راوی بیان کرتے ہیں: اس کے بعد انہوں نے طویل قصہ کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر' حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

ابوعبیدہ نامی راوی نے اپنے والد سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اپنے ساتھیوں

1636- اخرجه احمد (3831'384) من طريق الاعمش عن عمرو بن مرة عن ابى عبيدة عن عبد الله بن مسعود فذكره.

سے مشورہ کرنے والا اور کوئی شخص نہیں دیکھا۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ سے مشاورت کرنا

جو کام مشاورت سے کیا جائے وہ بابرکت ہوتا ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو امام الانبیاء اور محبوب رب العلمین ہیں۔آپ کو مشورے کی قطعاً ضرورت نہیں تھی۔اس کے باوجود آپ اپنی امت کو تعلیم وترغیب دینے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشاورت فرماتے تھے۔ارشاد باری ہے: **وشاورهم فی الامر**۔

اے محبوب! آپ ان (صحابہ) سے مشاورت فرمایا کریں''۔حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

غزوہ بدر کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حسب وعدہ فتح ونصرت سے سرفراز فرمایا اور دشمن کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ ستر کافر ہلاک ہوئے اور ستر قیدی بنائے گئے تھے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے بارے میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشاورت فرمائی۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان قیدیوں کے بارے میں میری رائے تو یہ ہے کہ قیدی جس جس مسلمان کا رشتہ دار ہے، وہ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کرے تاکہ آئندہ کفار کو ہمارے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہو۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں مالی مشکلات کا سامنا ہے اور ہمیں ہتھیاروں کی بھی اشد ضرورت ہے، لہٰذا قیدیوں سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے کے مطابق قرآن کی آیت بھی نازل ہو چکی تھی۔چنانچہ آپ کے مشورہ کے مطابق قیدیوں کے ساتھ معاملہ کیا گیا۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا تُفَادٰی جِیفَةُ الْاَسِیْرِ

باب 33: قیدی کی لاش کا فدیہ نہ لیا جائے

1637 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْحَکَمِ عَنْ مِّقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ الْمُشْرِکِیْنَ اَرَادُوْا اَنْ یَّشْتَرُوْا جَسَدَ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَاَبَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّبِیْعَهُمْ اِیَّاهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ الْحَکَمِ وَرَوَاهُ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ اَیْضًا عَنِ الْحَکَمِ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی لَا یُحْتَجُّ بِحَدِیْثِهٖ

قولِ امام بخاری: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی صَدُوْقٌ وَّلٰکِنْ لَّا نَعْرِفُ صَحِیْحَ حَدِیْثِهٖ مِنْ

1637- اخرجه احمد (326،256/1) من طریق ابی لیلی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس فذکره۔

سَقِيْمِهٖ وَلَا اَرْوِيْ عَنْهُ شَيْئًا وَّابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى صَدُوْقٌ فَقِيْهٌ وَّرُبَّمَا يَهِمُ فِي الْاِسْنَادِ

توضیح راوی: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ فُقَهَاؤُنَا ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شُبْرُمَةَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مشرکین نے یہ ارادہ کیا کہ وہ مشرکین سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کی میت کو خرید لیں تو نبی اکرم ﷺ نے اسے فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف حکم نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

حجاج بن ارطاۃ نے اسے حکم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ کی نقل کردہ روایت کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ فقیہہ ہیں لیکن ہمیں ان کی نقل کردہ روایات میں سے صحیح اور سقیم کی معرفت حاصل نہیں ہو سکی اور میں ان کے حوالے سے کوئی روایت نقل نہیں کرتا ویسے ابن ابی لیلیٰ صدوق (سچے) اور فقیہہ ہیں' لیکن بعض اوقات سند میں انہیں وہم ہو جاتا ہے۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ اور عبداللہ بن شبرمہ ہمارے فقہاء ہیں۔

شرح

قیدی کی لاش پر سیاست نہ کرنا

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک غزوہ کے موقع پر دشمن نے مسلمانوں سے اپنے ایک مقتول کی لاش خریدنے کی خواہش ظاہر کی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لاش فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں:

(۱) مردہ' مسلمان کے حق میں مال نہیں ہے، لہٰذا اس کی بیع بھی حرام ہے۔

(۲) دشمن تا قیامت یہ شور مچاتے رہیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاش پر بھی سیاست کی ہے اور فائدہ اٹھایا ہے۔ آپ نے کفار کا منہ بند کرنے کے لیے نہ لاش فروخت کی اور نہ اس کی بے حرمتی کرنے کی اجازت دی۔

فائدہ نافعہ:

فوج کا کمانڈر اپنی مرضی یا صوابدید کے مطابق دشمن کو لاش فراہم کر سکتا ہے لیکن اس کا معاوضہ وصول نہیں کر سکتا۔ تاہم کفار کی طرف سے بطور نذرانہ کوئی چیز لینے کی گنجائش ہے' جس طرح کسی مذکر جانور سے مادہ جانور کو جفتی کرانے کا معاوضہ لینا دینا منع ہے لیکن مادہ جانور کا مالک مذکر جانور کے چارہ دانہ کے لیے بطور نذرانہ رقم وغیرہ مہیا کرے تو اس کے وصول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْفِرَارِ مِنَ الزَّحْفِ

باب 34: جہاد سے فرار اختیار کرنا

1638 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِیْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَرِيَّةٍ فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاخْتَبَيْنَا بِهَا وَقُلْنَا هَلَكْنَا ثُمَّ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ الْفَرَّارُوْنَ قَالَ بَلْ اَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ وَاَنَا فِئَتُكُمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ زِيَادٍ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً يَعْنِیْ اَنَّهُمْ فَرُّوْا مِنَ الْقِتَالِ وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ بَلْ اَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ وَالْعَكَّارُ الَّذِیْ يَفِرُّ اِلٰى اِمَامِهٖ لِيَنْصُرَهٗ لَيْسَ يُرِيْدُ الْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ایک مہم پر بھیجا لیکن لوگ وہاں سے بھاگ گئے جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو ہم شرم سے چھپتے پھر رہے تھے اور ہم یہ سوچ رہے تھے کہ ہم ہلاکت کا شکار ہو گئے جب ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم فرار ہو کر آئے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ تم دوبارہ پلٹ کر حملہ کرنے والے لوگ ہو اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے ہم اسے صرف یزید بن ابوزیاد کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

روایت کے یہ الفاظ "فحاص الناس حیصۃ" کا مطلب یہ ہے: وہ لوگ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ "بل انتم العکارون" عکار اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے امام کی طرف بھاگ کر جائے تا کہ اس سے مدد حاصل کرے اس سے مراد جنگ سے بھاگنا نہیں ہے۔

شرح

میدان جہاد سے فرار ہونا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک سریہ میں روانہ کیا، جب دشمن سے مقابلہ ہوا تو ہم ثابت قدمی سے مقابلہ نہ کر سکے، میدان سے فرار ہو کر مدینہ طیبہ میں پہنچ گئے۔ ہمیں اپنی اس حرکت پر شرمندگی

1638- اخرجه البخاری فی الادب المفرد' ص (287) حدیث (981) وابو داؤد (46/3) کتاب الجهاد' باب: فی التولی یوم الزحف' حدیث (2647) وابن ماجه (1221/2) کتاب الاداب' باب: الرجل یقبل ید الرجل' حدیث (3704) مختصراً' واخرجه احمد (23/2'58'70'99) والحمیدی (302/2) حدیث (687) من طریق یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ عن ابن عمر فذکره۔

بھی ہو رہی تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کے نتیجہ کی اطلاع موصول ہو چکی ہوگی، ہم آپ کو اور اپنے اہل خانہ کیا منہ دکھائیں گے۔ ہم نے اس پریشان کن صورت حال کے بارے میں باہم مشاورت کی تو دو باتیں سامنے آئیں: (۱) ہم یہاں سے دوبارہ میدان جہاد میں جا کر دشمن کا مقابلہ کریں، (۲) چونکہ ہم مدینہ طیبہ کے قریب آچکے ہیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے بغیر واپس میدان جنگ میں نہیں جانا چاہیے۔ رات کے وقت ہم چھپ کر مسجد نبوی میں لیٹے رہے۔ فجر کی نماز کے بعد دو قطاروں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دریافت فرمایا: تم کون لوگ ہو؟ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم بھگوڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم بھگوڑے نہیں ہو بلکہ پلٹ کر حملہ آور ہونے والے ہو اور میں تمہارا مرکز ہوں''۔ آپ کا اشارہ اس ارشاد ربانی کی طرف تھا: ''اے ایمان والو! جب تمہارا کفار سے مقابلہ ہو جائے تو ان سے پشت نہ پھیرو، جو شخص اس حالت میں پشت پھیرے گا، تاہم لڑائی کے لیے پینترا بدلے گا یا اپنی جماعت کی طرف لوٹے گا اس کا حکم اس سے الگ ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں آئے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو بہت بری جگہ ہے''۔ (انفال:۱۶،۱۵) ان آیات مبارکہ میں میدان چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے، تاہم دو صورتوں کا استثنیٰ کیا گیا ہے: (۱) لڑائی کو مؤثر بنانے کی نیت سے پینترا بدلنے کے لیے پیچھے ہٹنا، (۲) اپنے مرکز کی طرف واپس آنا تا کہ تازہ دم کمک لے کر دشمن پر حملہ کیا جائے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ شفقت فرمایا: تم میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے والے نہیں ہو بلکہ مرکز کی طرف لوٹنے والے ہو، تم کمک کے ساتھ دوبارہ حملہ آور ہونے والے ہو اور میں تمہارے ساتھ ہوں''۔ آپ کے اس ارشاد سے مجاہدین بہت خوش ہوئے اور ان کے حوصلے بلند ہو گئے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ دَفْنِ الْقَتِيْلِ فِيْ مَقْتَلِهٖ

باب 35: شہید کو مقتل میں دفن کرنا

1639 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ نُبَيْحًا الْعَنَزِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ جَاءَتْ عَمَّتِيْ بِاَبِيْ لِتَدْفِنَهٗ فِيْ مَقَابِرِنَا فَنَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوا الْقَتْلٰى اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّنُبَيْحٌ ثِقَةٌ

1639- اخرجه احمد (3/297'308'397) وابو داؤد (3/202) كتاب الجنائز: باب: في الميت يحمل من ارض الى ارض وكراهة ذلك' حديث (3165) والنسائي (4/79) كتاب الجنائز: باب: اين يدفن الشهيد' حديث (2004) وابن ماجه (1/486) كتاب الجنائز' باب: ما جاء في الصلوٰة على الشهداء ودفنهم' حديث (1516) والدارمي (1/22) المقدمة' باب: ما اكرم النبي صلى الله عليه وسلم بحنين المنبر' والنسائي (2/544) حديث (1298) من طريق الاسود بن قيس عن نبيح العنزي عن جابر بن عبد الله فذكره.

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: غزوہ احد کے موقع پر میری پھوپھی میرے والد کی میت کے پاس آئیں تا کہ انہیں ہمارے خاندانی قبرستان میں دفن کریں تو نبی اکرم ﷺ کے اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کیا کہ مقتولین کو ان کی مخصوص جگہ پر واپس کر دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبیح نامی راوی ''ثقہ'' ہیں۔

شرح

مقتل میں شہداء کی تدفین کرنا:

عام اموات کی تدفین کے حوالے سے فقہی مسئلہ یہی ہے کہ انہیں مقامی قبرستان میں دفن کیا جائے کسی دوسرے علاقے میں منتقل نہ کیا جائے۔ یہی حکم شہداء کا ہے کہ انہیں دوسرے مقامات پر منتقل کرنے کی بجائے شہادت گاہ میں دفن کیا جائے۔ غزوہ احد کے موقع پر شہداء کو ان کے ورثاء مدینہ طیبہ میں لے گئے تا کہ انہیں اپنے اپنے آبائی قبرستان میں دفن کریں۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ شہداء احد میں ان کے والد گرامی بھی شامل تھے، ان کی پھوپھی صاحبہ ان کے والد گرامی کی لاش کے پاس آئیں تا کہ اپنے بھائی کو مدینہ طیبہ لے جا کر اپنے آبائی قبرستان میں دفن کر سکیں۔ اس بارے میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے یہ اعلان کروا دیا شہداء کے اجساد ان کی شہادتگاہ میں واپس لائے جائیں۔ چنانچہ شہداء کو واپس لایا گیا اور احد پہاڑ کے دامن میں ان کی تدفین کی گئی۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی الشہداء)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَلَقِّي الْغَائِبِ اِذَا قَدِمَ

باب 36: جب کوئی شخص باہر سے واپس آئے تو اس کا استقبال کرنا

1640 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيْدَ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوْكَ خَرَجَ النَّاسُ يَتَلَقَّوْنَهُ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ السَّائِبُ فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ وَاَنَا غُلَامٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو لوگ

1640- اخرجه احمد (449/3) والبخاري (733/7) كتاب المغازي' باب: كتاب النبي صلى الله عليه وسلم الى كسرى وقيصر' حديث (4426) وابو داؤد (90/3) كتاب الجهاد' باب: في التلقي' حديث (2779) من طريق سفيان بن عيينة عن الزهري عن السائب بن يزيد فذكره.

آپ کا استقبال کرنے کے لئے ثنیۃ الوداع تک آئے حضرت سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں بھی لوگوں کے ساتھ نکلا میں اس وقت کمسن بچہ تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

مہمان کا استقبال:

علاقہ غیر سے آنے والے مہمان کا استقبال کرنے کے لیے شہر سے باہر جانا بھی جائز ہے لیکن واجب نہیں ہے۔ اسی طرح مسافر کو رخصت کرتے وقت شہر کے باہر جانا مسنون ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض مہمانوں اور مسافروں کو رخصت کرنے کے لیے مقام "ثنیۃ الوداع" پر تشریف لے جاتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے فراغت پر مدینہ طیبہ کے پاس پہنچے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے استقبال کے لیے مقام "ثنیۃ الوداع" تک گئے تھے۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو صحابہ کرام "ثنیۃ الوداع" تک آپ کے استقبال کے لیے گئے اور میں بھی ان میں شامل تھا، تاہم میں اس زمانہ میں بالکل بچہ تھا۔

فائدہ نافعہ:

حدیث باب سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حجاج کرام اور عازمین عمرہ کو چند افراد رخصت کرنے کے لیے جائیں یا ان کی واپسی پر استقبال کے لیے جائیں تو جائز ہے لیکن جم غفیر نہیں ہونا چاہیے' کیونکہ اس صورت میں ریا کاری ہوگی جو جائز نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اس موقع پر تصاویر لی جاتی ہیں یا دشادی اور دوسری تقریبات کے مواقع پر تصاویر اتارنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ اسی طرح حجاج کرام کا حرمین شریفین میں جا کر مقامات مقدسہ میں جانداروں کی تصاویر لینا، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس و تقریبات کی تصاویر لینا اور محافل و مجالس کے دوران تصاویر لینا بھی حرام ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اعراس اولیاء کرام، نعت خوانی کی محافل اور دوسری تقریبات کے حوالے سے قد آور کے برابر شائع ہونے والے اشتہارات اور فلیکسز پر علماء، قراء، مشائخ اور نعت خوان حضرات کی تصاویر چھپوانا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ اس سلسلے میں علماء ربانیین اور مشائخ کرام کو اپنا مثبت و اصلاحی کردار ادا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور کرم فرمائے۔ آمین

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْفَيْءِ

باب 37: مالِ فئی کا بیان

1641 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ

متن حدیث: كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِصًا وَّكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْزِلُ نَفَقَةَ اَهْلِهِ سَنَةً ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ عُدَّةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

◄► حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' بنونضیر کے اموال وہ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مال فے کے طور پر عطا کیے تھے یہ وہ چیزیں ہیں جن کے لئے مسلمانوں نے جنگ نہیں کی تھی' اپنے جانور نہیں دوڑائے تھے یہ صرف اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھے اس میں سے آپ اپنے گھر والوں کا سال بھر کا خرچ لیا کرتے تھے اور باقی مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی تیاری کے لئے گھوڑوں اور ہتھیاروں وغیرہ پر خرچ کر دیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سفیان نے اسے معمر کے حوالے سے ابن شہاب سے روایت کیا ہے۔

شرح

مالِ فئی کی تعریف اور اس کا مصرف:

کفار سے جو مال حاصل کیا جاتا ہے اس کی دو اقسام ہیں: (۱) مالِ غنیمت: یہ وہ مال ہے جو دشمن سے لڑنے اور اسے شکست کے بعد مجاہدین کے قبضہ میں آتا ہے۔ اس سے خمس نکالا جائے گا اور چار خمس مجاہدین میں تقسیم کیے جائیں گے۔ (۲) مالِ فئی: یہ وہ مال ہے جو دشمن سے لڑے بغیر اور مصالحت کے نتیجہ میں مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ اس میں مجاہدین کا حصہ نہیں ہوتا۔

قبیلہ بنونضیر کے حاصل ہونے والے اموال فئی تھے جو ان سے لڑائی کے بغیر محض مصالحت کی بناء پر مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے۔ انصار کی مشاورت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اموالِ فئی مہاجرین میں تقسیم کر دیے، ان کے پاس موجود انصار کی زمینیں مالکان کو واپس کرا دیں اور ان کا کچھ حصہ محفوظ کر لیا جو ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے اخراجات کے لیے صرف ہوتا تھا۔ تاہم جو بچ جاتا اس سے مجاہدین کے لیے گھوڑے اور اسلحہ وغیرہ خریدا جاتا تھا۔

فائدہ نافعہ:

مالِ فئی کے مصارف کثیر ہیں جو قرآن کریم میں بایں الفاظ بیان کیے گئے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جو مال اپنے رسول کو فئی کے طور پر

1641- اخرجه البخاری (498/8) كتاب التفسير' باب: قوله' (ما افاء الله على رسوله) حديث (4885) ومسلم (1376/3) كتاب الجهاد والسير' باب: حكم الفيء' حديث (1757-48) وابو داؤد (141/3) كتاب الخراج والامارة والفيء' حديث (2965) والنسائي (132/7) كتاب قسم الفيء' حديث (4140) واخرجه احمد (48'25/1) والحميدي (13/1) حديث (22) من طريق مالك بن اوس بن الحدثان عن عمر بن الخطاب فذكره.

عطا کیا بستیوں کے لوگوں سے تو وہ اللہ تعالیٰ اور رسول کے لیے، رسول کے رشتہ داروں کے لیے، یتیموں کے لیے، مسکینوں کے لیے اور مسافروں کے لیے ہے۔ ان ضرورت مند مہاجرین کے لیے جو اپنے گھروں اور اموال سے محروم کر دیے گئے۔ ان انصار کے لیے جو مہاجرین کی آمد سے قبل دارالاسلام اور ایمان میں مقیم تھے۔ ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو ان کے بعد آئیں گے اور پروردگار سے دعا کرتے ہوں گے الخ (الحشر: ۷تا۱۰) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب آخری آیت کا مطالعہ کیا تو فرمایا: یہ آیت تمام مسلمانوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۰۶۱) مطلب یہ ہے کہ مال فئی میں تمام مسلمانوں کا حق ہے۔ اموال فئی سب سے اہم امور میں صرف ہوں گے، بعد ازاں دوسرے درجہ کے کاموں میں اور اس کے بعد اس سے نیچے درجہ کے مقاصد کے لیے صرف کیے جائیں گے۔

کِتَابُ اللِّبَاسِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

لباس کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

لباس کا معنی ومفہوم اور مقاصد:

ماقبل ابواب میں جہاد کے احکام ومسائل کی ابحاث تھیں اور اب لباس کے احکام ومسائل کی ابحاث کا آغاز ہو رہا ہے۔ جہاد کی ضرورت واہمیت بنسبت لباس زیادہ ہے، اس لیے اس کی بحث کو مقدم اور لباس کی بحث کو مؤخر رکھا گیا ہے۔

لباس سے مراد صرف شلوار قمیض یا تہبند کرتا نہیں ہے، بلکہ یہاں لباس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو انسان کے جسم سے متعلق ہے مثلاً تہبند یا شلوار، کرتا، عمامہ، ٹوپی، انگوٹھی اور جوتا۔ شریعت نے لباس میں آسانی رکھی ہے کہ ہر انسان اپنی طاقت اور اہمیت کے مطابق لباس زیب تن کر سکتا ہے۔ لباس کے بنیادی تین مقاصد ہیں جو اس ارشاد ربانی میں بیان کیے گئے ہیں:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ (الاعراف:۲۶) "اے اولاد آدم! ہم نے تمہیں ایسا لباس فراہم کیا ہے جو تمہاری پردہ گاہ کو چھپاتا ہے، زینت ہے اور پرہیزگاری کا لباس ہے۔ یہ بہت بہتر ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے، تا کہ لوگ نصیحت حاصل کریں"۔

اس آیت میں لباس کے تین مقاصد بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- لباس سے انسان کا جسم چھپایا جاتا ہے بالخصوص عورت (پردہ) کے حصہ کو۔

۲- لباس انسان کے لیے زینت کا سبب ہے، جس طرح پروں سے پرندوں کی زینت ہے۔

۳- لباس میں تقویٰ و پرہیزگاری کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

کسی نے ایسا لباس زیب تن کیا جو ساتر اعضاء نہ ہو بالخصوص خواتین کے لیے، تو یہ حرام ہے اور اس سے نماز بھی جائز نہیں ہوگی۔ ایسا لباس زیب تن کرنے والی خواتین کی مذمت و وعید، حدیث مبارک میں بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسی عورتیں ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی لیکن ننگی ہوں گی، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گی۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث ۲۱۲۸)

مرد کی عورت (جسم کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے) کے حوالے سے فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف سبیلین عورت ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے۔

۳۔حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گھٹنوں کے نیچے سے لے کر کندھوں تک جسم عورت ہے۔
خواتین کے دونوں پاؤں، دونوں ہاتھوں اور چہرے کے علاوہ تمام جسم عورت ہے۔
شریعت نے لباس کے اصول بیان کیے ہیں جن کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔وہ درج ذیل ہیں:
☆مرد کا لباس ریشم کا نہ ہو۔
☆لباس ساتر ہو یعنی جسم کا جتنا حصہ چھپانا ضروری ہے،اسے خوب چھپائے۔
☆مرد کا لباس عورت کے مشابہ اور عورت کا لباس مرد کے مشابہ نہ ہو۔
☆لباس کے زیب تن کرنے کا مقصد تکبر وغرور نہ ہو اور اس میں اسراف نہ ہو۔
☆شلوار کے زیب تن کرنے کا مقصد تکبر وغرور نہ ہو اور اس میں اسراف نہ ہو۔
☆شلوار یا تہبند ٹخنوں کے نیچے نہ ہو۔
☆لباس سے تشبیہ با کفار نہ ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ

باب1:مردوں کے ریشمی کپڑے یا سونا پہننے کا حکم

1642 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ وَاُحِلَّ لِاِنَاثِهِمْ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَّعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّاَنَسٍ وَّحُذَيْفَةَ وَاُمِّ هَانِئٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَجَابِرٍ وَّاَبِيْ رَيْحَانَ وَابْنِ عُمَرَ وَالْبَرَاءِ وَوَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ریشمی کپڑے کو پہننا اور سونے کو پہننا میری امت کے مردوں کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے۔البتہ خواتین کے لئے اسے حلال قرار دیا گیا ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر' حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت عقبہ بن عامر' سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت حذیفہ' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوریحان اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت براء رضی اللہ عنہ اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1642- اخرجه احمد (394/4) والنسائی (161/8) كتاب الزينة' باب: تحريم الذهب على الرجال' حديث (5148) واخرجه عبد بن حميد ص (193) حديث (546) من طريق نافع عن سعيد بن ابی هند عن ابی موسیٰ الاشعری فذكره.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1643 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَرِيْرِ اِلَّا مَوْضِعَ اُصْبُعَيْنِ اَوْ ثَلَاثٍ اَوْ اَرْبَعٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پر خطبہ دیتے ہوئے یہ بات بیان کی: نبی اکرم ﷺ نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے البتہ دو انگلی یا تین انگلی یا چار انگلی کے برابر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي لُبْسِ الْحَرِيْرِ فِي الْحَرْبِ

باب 2: جنگ کے دوران ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت

1644 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَّالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ شَكَيَا الْقَمْلَ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاةٍ لَّهُمَا فَرَخَّصَ لَهُمَا فِیْ قُمُصِ الْحَرِيْرِ قَالَ وَرَاَيْتُهٗ عَلَيْهِمَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک جنگ کے دوران جوئیں پڑ جانے کی شکایت کی تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں حضرات کو ریشمی قمیصیں پہننے کی اجازت دی۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ان دونوں حضرات کو وہ قمیصیں پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1643- اخرجه احمد (51/1) ومسلم (1643/3، 1644) كتاب اللباس والزينة، باب: تحريم خاتم الذهب والحرير على الرجل، حديث (15، 2069) والنسائي (202/8) كتاب الزينة، باب: الرخصة في لبس الحرير، حديث (5313) من طريق قتادة عن الشعبي عن سويد بن غفلة عن عمر بن الخطاب فذكره.

1644- اخرجه البخاري (118/6) كتاب الجهاد والسير، باب: الحرير في الحرب، حديث (2919) ومسلم (1647/3) كتاب اللباس والزينة، باب: اباحة لبس الحرير، اذا كان به حكة او نحوها، حديث (26-2076) واخرجه احمد (252-192-122/3) (504) من طريق همام بن يحيى عن قتادة عن انس بن مالك فذكره.

1645 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا وَاقِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ

متن حدیث: قَدِمَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَاَتَيْتُهُ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ فَقُلْتُ اَنَا وَاقِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ فَبَكٰى وَقَالَ اِنَّكَ لَشَبِيْهٌ بِسَعْدٍ وَّاِنَّ سَعْدًا كَانَ مِنْ اَعْظَمِ النَّاسِ وَاَطْوَلِهِمْ وَاِنَّهُ بُعِثَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةٌ مِّنْ دِيبَاجٍ مَنْسُوجٌ فِيْهَا الذَّهَبُ فَلَبِسَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَامَ اَوْ قَعَدَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَلْمِسُوْنَهَا فَقَالُوْا مَا رَاَيْنَا كَالْيَوْمِ ثَوْبًا قَطُّ فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا تَرَوْنَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

واقد بن عمرو بیان کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تشریف لائے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا: میں واقد بن عمرو ہوں راوی بیان کرتے ہیں' تو حضرت انس رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: تم حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مشابہت رکھتے ہو' حضرت سعد رضی اللہ عنہ سب سے عظیم اور بلند مرتبہ شخصیت تھے ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ریشمی جبہ لایا گیا جس پر سونے کا کام ہوا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے زیب تن کیا جب آپ منبر پر تشریف لائے تو لوگ اسے چھو کر دیکھنے لگے اور بولے: ہم نے آج تک ایسا کپڑا نہیں دیکھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگوں کو یہ پسند آیا ہے' سعد کے جنت میں رومال اس سے زیادہ اچھے ہیں جسے تم دیکھ رہے ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیّدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

مردوں کے لیے سونا اور ریشم حرام ہونے کی وجوہات

مرد کے لیے سونا اور ریشم کا استعمال حرام اور عورت کے لیے جائز ہونے کی تین وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- ان دونوں کے استعمال سے انسان کے مزاج میں زنانہ پن کا تصور ابھرتا ہے جبکہ مرد سے مردانگی مطلوب ہے۔ اس لیے سونا اور ریشم دونوں مرد کے لیے حرام قرار دیے گئے ہیں چونکہ عورت سے زنانہ پن مطلوب ہے' لہٰذا اس کے لیے ان کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ اس ارشاد ربانی میں بھی یہی حقیقت بیان کرنا مقصود ہے۔ "گہنوں میں پرورش خواتین کی شان ہے"۔ (الزخرف:۱۸) یہ دونوں چیزیں آخرت میں مردوں کے لیے حلال ہوں گی، اس سے ریشم نمونہ کے طور پر عرض میں دو انگشت، تین انگشت اور چار انگشت جبکہ طوالت میں حسب ضرورت جائز ہے۔ اس کے استعمال کی ضرورت عموماً نہیں بلکہ کبھی پیش آتی ہے۔ مثلاً شیروانی اور انگر

1645- اخرجہ احمد (121/2) والنسائی (199/8) کتاب الزینۃ' باب: لبس الدیباج المنسوج بالذھب' حدیث (5302) من طریق محمد بن عمرو عن واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ عن انس فذکرہ۔

کھائیں گوٹ لگانے کے لیے۔ اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ انسان جنت کے لباس کا نمونہ دیکھ کر اعمال صالحہ کرنے میں مزید دلچسپی لے۔ سونا اور چاندی دونوں ثمن ہونے کے اعتبار سے ایک جنس ہیں، سونا مطلق حرام ہے جبکہ ایک مثقال سے کم چاندی کی انگوٹھی مرد کے لیے جائز ہے۔۔ چاندی کی انگوٹھی کے جواز کی وجہ بھی جنتی زیور کے نمونہ کے طور پر ہے' تا کہ اسے دیکھ کر انسان میں اعمال صالحہ کرنے کا ذوق پیدا ہو۔

۲- جو اشیاء عیش وعشرت اور دنیا طلبی کے لیے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے استعمال سے منع فرمایا۔ سونا اور ریشم کا بنیادی مقصد عیش وعشرت ہے یہی وجہ ہے کہ انسان ان کے حصول کے لیے شب و روز کوشاں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حرام قرار دیا تا کہ انسان ہمہ وقت دنیا طلبی میں مصروف نہ رہے' بلکہ دین اور آخرت طلبی کا خوگر بن جائے۔ چونکہ عورت زیب وزینت اور آرائش کی محتاج ہے' لہٰذا اس کے لیے ان دونوں چیزوں کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے وہ سونا کے زیورات اور ریشمی لباس استعمال میں لاسکتی ہے۔

عورت سونا اور چاندی کو صرف چھوٹے زیورات کی شکل میں استعمال کر سکتی ہے مگر ان کے علاوہ حرام ہیں مثلاً برتن، کنگھی، سرمہ دانی اور آئینہ وغیرہ کی شکل میں حرام ہیں۔ چھوٹے زیورات کے علاوہ سونا چاندی کا استعمال عورت کے لیے بھی حرام ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عورتو! کیا تمہارے لیے چاندی میں وہ چیز نہیں ہے' جس کے سبب سنگھار کر سکو؟ خبردار! تم میں سے جو عورت بھی سونا پہن کر ظاہر کرے گی' اسے اس وجہ سے سزا دی جائے گی۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۴۰۳)

۳- جمال وزیبائش کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان اللہ جمیل یحب الجمال**، بیشک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے''۔ جب یہ خوبصورتی حد اعتدال سے بڑھ کر ہو تو پسندیدہ نہیں رہے گی بلکہ قبح کی شکل اختیار کرلے گی۔ اس سلسلے میں مشہور روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الکبر بطر الحق وغمط الناس**۔ حق کے سامنے اپنے آپ کو بڑا خیال کرنا اور لوگوں کو حقیر تصور کرنا، تکبر ہے''۔ اس روایت سے بھی ثابت ہوا کہ سونا جب ٹھاٹھ باٹھ سے استعمال کیا جائے تو یہ تکبر کی علامت ہے اور تکبر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ لہٰذا جس چیز سے تکبر پیدا ہوتا ہے، وہ انسان کے لیے حرام قرار دی گئی ہے اور وہ ہے سونا چاندی کا بے پناہ استعمال میں لانا۔ چونکہ عورت سے زیب وزینت مطلوب ہے، اس لیے سونا اور چاندی کا استعمال اس کے لیے حلال قرار دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں سونا چاندی اور ریشم کے استعمال کے باعث عورت آخرت فراموشی اور دنیا کوشی کا شکار بھی نہیں ہوتی' کیونکہ یہ اشیاء ان کی اپنی کاوش وکسب سے حاصل نہیں ہوتیں بلکہ مرد حضرات انہیں فراہم کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ریشم کے استعمال میں مذاہب آئمہ:

ریشم کا استعمال مرد کے لیے جائز ہے یا حرام؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ بیماری یا خارش یا جوؤں کی وجہ سے ریشم کا استعمال جائز ہے۔ علاوہ ازیں جنگ کے دوران بھی ریشم کا استعمال جائز ہے' کیونکہ جب دشمن تلوار سے حملہ کرے گا تو ریشم پر تلوار اچٹ جائے گی اور مجاہد زخمی

ہونے سے محفوظ رہے گا۔ گویا ان دونوں صورتوں میں ریشم کا استعمال مطلقاً جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں بھی خالص ریشم کا استعمال حرام ہے، تاہم مخلوط حریر کا استعمال جائز ہے۔ مخلوط سے مراد یہ ہے کہ اگر بانا حریر ہو تو تانا غیر حریر ہو، ایسے کپڑے کا استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر تانا حریر ہو اور بانا غیر حریر ہو تو عام حالات میں بھی ایسا کپڑا استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ ایسا مخلوط کپڑا حالت مرض و حرب میں بھی جائز ہے، جس کا بانا حریر جبکہ تانا غیر حریر ہو۔ حدیث باب اور وہ روایات جن میں حریر کے پہننے سے منع کیا گیا ہے، ایسی صورت پر محمول ہیں جس کا بانا حریر ہو جبکہ تانا غیر حریر ہو۔ اس کے امتیاز کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ کپڑے میں اصل بانا ہوتا ہے، بانا ہی نمایاں ہوتا ہے جبکہ تانا اندر پوشیدہ رہتا ہے۔ اگر تانا حریر ہو جبکہ بانا غیر حریر ہو تو ایسے کپڑے پر حریر کی صفات نمایاں نہیں ہوں گی۔ اس لیے کہ اس حالت میں حریر مخفی رہے گا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے کپڑے کو عام حالات میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جب کپڑے کا بانا حریر ہو اور تانا غیر حریر ہو تو ایسی شکل میں حریر نمایاں ہوگا۔ جسے عام حالات میں استعمال کرنا ممنوع ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ ج۵ ص۳۳۱)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الثَّوْبِ الْاَحْمَرِ لِلرِّجَالِ

باب 3: مردوں کے لئے سرخ کپڑا پہننے کی اجازت

1646 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ

متنِ حدیث: قَالَ مَا رَاَيْتُ مِنْ ذِیْ لِمَّةٍ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيْدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَمْ يَكُنْ بِالْقَصِيْرِ وَلَا بِالطَّوِيْلِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْبَاب عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَاَبِیْ رِمْثَةَ وَاَبِیْ جُحَيْفَةَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سرخ کپڑوں میں لمبے بالوں والے کسی بھی شخص کو نبی اکرم ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا آپ کے بال شانوں تک آتے تھے آپ کا سینہ چوڑا تھا آپ نہ چھوٹے قد کے مالک تھے نہ انتہائی طویل قد کے مالک تھے۔

اس بارے میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1646- اخرجه البخاری (368/10) كتاب اللباس' الجعد' حديث (5901) ومسلم (1818/4) كتاب الفضائل' باب: فی صفة النبی صلى الله عليه وسلم وانه كان احسن الناس وجها' حديث (2337-92) وابو داؤد (81/4) كتاب الترجحل' باب: ما جاء فی الشعر' حديث (4183) والنسائی (183/8) كتاب الزينة' باب: اتخاذ الجمعة حديث (5233) وابن ماجه (1190/2) كتاب اللباس' باب: لبس الاحمر

یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1647 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

متنِ حدیث: نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

وَحَدِيْثُ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے (مردوں کو) ریشمی کپڑے اور کسم سے رنگے ہوئے کپڑے کو پہننے سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

گہرا سرخ کپڑا زیب تن کرنے کی ممانعت

گہرا سرخ کپڑا چونکہ شوخ ہوتا ہے، لہٰذا اسے استعمال میں لانا منع ہے لیکن براؤن رنگ کا کپڑا استعمال کرنا جائز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سرخ کپڑا زیب تن کیا تھا یمن کا تیار شدہ "حبرہ" تھا جو اصل میں سفید تھا جبکہ اس پر سرخ پھول بنائے گئے تھے۔ سرخ کپڑے زیب تن کیے ہوئے جس شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب نہیں دیا تھا وہ احمر قانی (زیادہ شوخ سرخ) کپڑا تھا جو ناپسندیدہ اور منع ہے۔ زیادہ گہرا سرخ کپڑا زیب تن کرنے کی ممانعت کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) زیادہ شوخ ہونے کی وجہ سے مست کن اور پرکشش ہوتا ہے جو مرد حضرات کی شایانِ شان نہیں ہوتا۔ (۲) یہ رنگ عورتوں کی زینت کا باعث ہے جبکہ مردوں کی زینت سفید یا غیر سرخ کپڑے میں ہے۔

گہرا سرخ کپڑا استعمال کرنے میں مذاہبِ آئمہ:

گہرا سرخ کپڑا استعمال کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مردوں کے لیے گہرا سرخ لباس استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

آپ کے دلائل یہ ہے:

(ا) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا جس نے دو سرخ کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔

(سنن ابی داؤد)

1647- اخرجه ابن ماجه (1117/2) كتاب الاطعمة، باب: اكل الجبين والسمن، حديث (3367)

(۲) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: تم سرخ لباس سے بچو، کیونکہ یہ رنگ شیطان کو زیادہ پسند ہے۔(الطبرانی)

۲۔ جمہور فقہاء کے نزدیک سرخ لباس بلا کراہت جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے، جس میں اس کے جواز کی صراحت موجود ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

(۱) ہماری دلیل محرم ہے جبکہ جمہور کی دلیل مبیح ہے اور مقابلہ کے وقت دلیل محرم کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

(۲) سنن ابی داؤد کی روایت میں صراحت ہے کہ یہ لباس خالص سرخ نہیں تھا بلکہ سرخ لکیروں والا تھا۔ لہٰذا استدلال درست نہیں۔

(۳) ہماری دلیل قولی حدیث ہے جبکہ جمہور کی فعلی ہے اور عندالتعارض قولی حدیث کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گہرا سرخ لباس جس کا شوخہ پن نمایاں ہو، کو زیب تن کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ تاہم گہرا سرخ نہ ہو بلکہ براؤن ہو تو اس کا زیب تن کرنا جائز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ دھاری دار لباس زیب تن فرمایا تھا۔(المغنی لابن قدامہ، ج۱ص۵۸۶)

سوال: جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کوٹ زیب تن فرمایا ہے، جس پر سونا اور حریر کا کام ہوا تھا، تو پھر ان دونوں کے استعمال کی ممانعت نہیں ہونی چاہیے؟

جواب: بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کوٹ استعمال فرمایا تھا جس پر سونا اور حریر لگا ہوا تھا لیکن ہمارے نزدیک وہ سونا حرام ہے جو حقیقی اور اصلی ہو۔ اگر کسی چیز پر سونا کا پانی استعمال کیا گیا ہو، تو اس کا حکم خالص سونا کا نہیں ہے، بلکہ اس کے جواز کی صورت ہو سکتی ہے۔ کوٹ کو لگا ہوا سونا حقیقی نہ ہو یا وہ ایسی جگہ پر لگا ہو جہاں ہاتھ مس نہ کرتا ہو، تو اس حالت میں جواز کی گنجائش ہے۔ اسی طرح حریر وہ حرام ہے جو حقیقی اور خالص ہو، ممکن ہے یہ دیباج مخلوط حریر کا ہو اور خالص نہ ہو تو اس کے جواز کی گنجائش ہے۔

سرخ کپڑے سے نفرت اور ممانعت کی مشہور روایت یوں ہے: سرخ کپڑوں میں ملبوس ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو اس نے آپ کو سلام عرض کیا، آپ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔(مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۳۵۳)

فائدہ نافعہ:

حدیث باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں کی کیفیت بھی بیان کی گئی ہے۔ کندھے تک لٹکی زلفوں کو "جمہ" کانوں کے نیچے تک لٹکی ہوئی زلفوں کو "لمہ" اور کانوں تک لٹکی ہوئی زلفوں کو "وفرہ" کہا جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب بال مبارک کٹوا کر زلفیں بنواتے جو کانوں تک ہوتیں، تو یہ وفرہ ہیں، جب بال مبارک بڑھ کر نصف گردن تک آجاتے تو یہ "لمہ" اور جب بال مبارک مزید طویل ہو کر کندھوں تک آجاتے تو یہ "جمہ" ہیں۔

سوال: سر پر بال رکھنا سنت ہے یا منڈوانا سنت ہے؟

جواب: سر پر بال رکھنا سنت ہے' کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زلفیں پسند فرمائیں اور رکھی بھی تھیں۔ سر کے بال منڈوانا بھی سنت ہے، کیونکہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کے بال منڈوا دیے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہمیشہ اپنے سر کے بال منڈواتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے سر پر سنن ھدی کی بناء پر نہیں بلکہ سنن عادیہ کی بناء پر بال رکھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو سر منڈوانے کو ناپسند فرمایا ہے اور نہ اس عمل کی ترغیب دی ہے۔

فائدہ نافعہ:

مرد کے لیے سر پر بال رکھنا سنت ہے اور بالوں کو منڈوانا بھی سنت ہے۔ سر پر بال رکھنے کی سنت کے ساتھ ساتھ سر پر عمامہ رکھنا یا ٹوپی رکھنا یا دونوں کا بیک وقت استعمال بھی مسنون ہے۔ ہمارے دینی مدارس کے اکثر طلباء کی عادت مستمرہ ہے کہ وہ اپنے سر پر بال رکھنے کی سنت پر تو عمل کرتے ہیں لیکن عمامہ نہ دارند، عموماً سر پر ماڈرن ٹوپی استعمال کرتے ہیں لیکن مدرسہ کے ماحول سے غائب ہوتے ہی اپنے سر سے ٹوپی اتار کر ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں یا جیب کی نذر کر دیتے ہیں۔ سر پر بالوں کی کٹنگ بھی ماڈرن یا انگریزی طرز کی ہوتی ہے' جس وجہ سے دینی ادارہ کے متعلم اور انگلش میڈیم سکول کے سٹوڈنٹ کے درمیان نمایاں فرق نہیں ہوتا۔ بعض طلباء کی نماز کا حال بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔ لہٰذا مہتمم حضرات طلباء کی عملی تربیت کی طرف توجہ فرمائیں اور اس حوالے سے مستقل قواعد وضوابط بھی وضع فرمائیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي لُبْسِ الْفِرَاءِ

باب 4: پوستین پہننا

1648 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسَى الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ هَارُوْنَ الْبُرْجُمِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّمْنِ وَالْجُبْنِ وَالْفِرَاءِ فَقَالَ الْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنِ الْمُغِيْرَةِ وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اختلافِ سند: وَرَوٰى سُفْيَانُ وَغَيْرُهٗ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَوْلَهٗ وَكَاَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ الْمَوْقُوْفَ اَصَحُّ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ الْبُخَارِيَّ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ مَا اُرَاهُ مَحْفُوْظًا رَوٰى سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ مَوْقُوْفًا قَالَ الْبُخَارِيُّ وَسَيْفُ بْنُ هَارُوْنَ مُقَارِبُ الْحَدِيْثِ وَسَيْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَاصِمٍ ذَاهِبُ الْحَدِيْثِ

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے گھی، پنیر اور پوستین کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے ارشاد فرمایا: وہ چیز حلال ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے اور وہ حرام ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا ہے اور جس چیز کا حکم اللہ تعالیٰ نے بیان نہیں کیا یہ ان چیزوں سے تعلق رکھتی ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے درگزر کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے ''مرفوع'' ہونے کے طور پر صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

سفیان اور دیگر راویوں نے اسے سلیمان تیمی کے حوالے سے، ابوعثمان کے حوالے سے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے، ان کے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔

گویا اس روایت کا ''موقوف'' ہونا زیادہ مستند ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا: انہوں نے فرمایا: میں اسے محفوظ شمار نہیں کرتا۔

سفیان نے سلیمان تیمی، ابوعثمان کے حوالے سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ تک ''موقوف'' روایت کے طور پر اسے نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیف بن ہارون مقارب الحدیث ہے جبکہ سیف بن محمد عاصم کے حوالے سے نقل کرنے میں ذاہب الحدیث ہے۔

شرح

پوستین کے استعمال کی اجازت ہونا

لفظ: "الفرّاء" الفرو کی جمع ہے، جس سے مراد ہے لومڑی یا ریچھ کی ایسی کھال جسے دباغت دے کر یعنی خشک کر کے کپڑے کی شکل دے دی گئی ہو، اسے چمڑے کا کوٹ بھی کہا جا سکتا ہے اور اس کے بیچ یا اوپر والے حصہ پر بال موجود ہوتے ہیں۔ درندوں کی کھالیں دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہیں جبکہ ان بالوں میں حیات نہ ہونے کی وجہ سے پہلے سے ہی پاک ہوتے ہیں۔ اس لیے پوستین کا استعمال میں لانا حلال ہے۔

ضابطہ: حدیث باب کی روشنی میں فقہاء کرام نے یہ ضابطہ مرتب کیا ہے کہ قرآن واحادیث کی نصوص سے کچھ اشیاء کی حلت نمایاں ہے جو حلال ہیں اور کچھ اشیاء کی حرمت واضح ہے جو حرام ہیں لیکن کچھ اشیاء ایسی بھی ہیں، جن کی حلت یا حرمت واضح نہیں ہے، وہ نہ حلال اور نہ حرام اشیاء کے زمرے میں آتی ہیں بلکہ وہ مباح ہیں کیونکہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ جُلُوْدِ الْمَیْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ

باب 5: مردار کی کھال جبکہ اس کی دباغت کر دی جائے

1649 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ

متنِ حدیث: مَاتَتْ شَاةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِهَا اَلَا نَزَعْتُمْ جِلْدَهَا ثُمَّ دَبَغْتُمُوْهُ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک بکری مرگئی نبی اکرم ﷺ نے اس کے مالک سے فرمایا: تم نے اس کی کھال اتار کر اسے دباغت کر کے اسے استعمال کیوں نہیں کیا۔

1650 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ وَعَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَیُّمَا اِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا فِیْ جُلُوْدِ الْمَیْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ فَقَدْ طَهُرَتْ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: قَالَ الشَّافِعِیُّ اَیُّمَا اِهَابِ مَیْتَةٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ اِلَّا الْكَلْبَ وَالْخِنْزِیْرَ وَاحْتَجَّ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمْ اِنَّهُمْ كَرِهُوْا جُلُوْدَ السِّبَاعِ وَاِنْ دُبِغَ وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَشَدَّدُوْا فِیْ لُبْسِهَا وَالصَّلٰوةِ فِیْهَا قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّمَا مَعْنٰی قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا اِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ جِلْدُ مَا یُؤْكَلُ لَحْمُهٗ هٰكَذَا فَسَّرَهُ النَّضْرُ بْنُ شُمَیْلٍ وَقَالَ اِسْحٰقُ قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَیْلٍ اِنَّمَا یُقَالُ الْاِهَابُ لِجِلْدِ مَا یُؤْكَلُ لَحْمُهٗ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَفِی الْبَابِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ وَمَیْمُوْنَةَ وَعَآئِشَةَ وَحَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

1649- اخرجه مسلم (209/2' الابی) كتاب الحیض' باب: طهارة جلود المیتة بالدباغ' حدیث (365/104, 364/103) والنسائی (172/7) كتاب الفرع والعتیرة' باب: جلود المیتة' حدیث (4238'4237) واحمد (227/1' 366' 372' 277) والحمیدی (229/1) حدیث (491)

1650- اخرجه مالك فی الموطا (498/2) كتاب الصید' باب: ما جاء فی جلود المیتة' حدیث (17) ومسلم (210/2' الابی) كتاب الحیض' باب: طهارة جلود المیتة بالدباغ' حدیث (366/105) وابو داؤد (66/4) كتاب اللباس' باب من اهب المیتة' حدیث (4123) والنسائی (173/7) كتاب الفرع والعتیرة' باب: جلود المیتة' حدیث (4241) وابن ماجه (1193/2) كتاب اللباس' باب: لبس جلود المیتة اذا دبغت' حدیث (3609) والدارمی (85/2) كتاب الاضحی' باب: الاستمتاع' بجلود المیتة' واحمد (219'217'279'280'343)

وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُوِیَ عَنْهُ عَنْ سَوْدَةَ

وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يُصَحِّحُ حَدِيْثَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيْثَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ وَقَالَ احْتَمَلَ اَنْ يَكُوْنَ رَوٰى ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ مَيْمُوْنَةَ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس چمڑے کی دباغت کردی جائے وہ پاک ہوجاتا ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' مردار کی کھال کے بارے میں وہ یہ فرماتے ہیں: جب اس کی دباغت کردی جائے' تو وہ پاک ہوجاتی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کتے اور خنزیر کے علاوہ جس بھی کھال کی دباغت کردی جائے وہ پاک ہوجاتی ہے۔ انہوں نے اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم نے درندوں کی کھال استعمال کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ خواہ اس کی دباغت کر بھی دی جائے۔

عبداللہ بن مبارک' امام احمد اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے بارے میں سخت رائے پیش کی ہے انہوں نے اسے پہننے یا اس پر نماز ادا کرنے کے بارے میں سختی کی ہے۔

اسحاق بن ابراہیم فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ جس بھی کھال کی دباغت کی جائے وہ پاک ہوجاتی ہے۔ اس سے مراد اس جانور کی کھال ہے' جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

نضر بن شمیل نے بھی اس کی اسی طرح وضاحت کی ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: ''اھاب'' اس جانور کی کھال کو کہا جاتا ہے' جس کا گوشت کھایا جاتا ہو۔

اس بارے میں حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ' سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔

ایک روایت کے مطابق یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول ہے۔

ایک روایت کے مطابق یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سنا ہے: انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نبی اکرم ﷺ سے نقل کردہ روایت کو مستند قرار دیا ہے اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کردہ روایت کو مستند قرار دیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اس بات کا احتمال موجود ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے روایت کرتے ہوئے اس کی سند میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کا تذکرہ نہ کیا ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1651 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ وَالشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ

متنِ حدیث: اَتَانَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّيُرْوٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ عَنْ اَشْيَاخٍ لَّهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثُ

مذاہبِ فقہاء: وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ اَنَّهُ قَالَ اَتَانَا كِتَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِشَهْرَيْنِ

قَالَ: وَسَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُوْلُ كَانَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ يَّذْهَبُ اِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ لِمَا ذُكِرَ فِيْهِ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِشَهْرَيْنِ وَكَانَ يَقُوْلُ كَانَ هٰذَا اٰخِرَ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ لَمَّا اضْطَرَبُوْا فِىْ اِسْنَادِهٖ حَيْثُ رَوٰى بَعْضُهُمْ فَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ عَنْ اَشْيَاخٍ لَّهُمْ مِنْ جُهَيْنَةَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمارے پاس نبی اکرم ﷺ کی تحریر آئی کہ تم لوگ مردار کی کھال یا اس کے پٹھوں میں سے کسی چیز کو استعمال نہ کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

یہ روایت عبداللہ بن عکیم کے حوالے سے ان کے کئی مشائخ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔

لیکن اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔

حضرت عبداللہ بن عکیم کے حوالے سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے وہ یہ فرماتے ہیں: ہمارے پاس نبی اکرم ﷺ کی تحریر

1651- اخرجه ابوداؤد (67/4) كتاب اللباس، باب: من روى ان لا ينتفع باهاب الميتة، حديث (4127، 4128) والنسائي (175/7) كتاب الفرع والعتيرة، باب: ما يدبغ به جلود الميتة، حديث (4249، 4250) وابن ماجه (1194/2) كتاب اللباس: باب: من قال لا ينتفع من الميتة باهاب ولا عصب، حديث (3613) واحمد (310/4) وعبد بن حميد ص (177) حديث (488)

آپ ﷺ کی وفات سے دو ماہ پہلے آئی تھی۔
میں نے امام احمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے' کیونکہ اس میں یہ بات مذکور ہے: یہ نبی اکرم ﷺ کی وفات سے دو ماہ پہلے کا واقعہ ہے۔
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا آخری حکم یہی ہے۔
اس کے بعد امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ترک کر دیا کیونکہ اس کی سند میں اضطراب پایا جاتا ہے' کیونکہ بعض راویوں نے اسے حضرت عبداللہ بن عکیم کے حوالے سے' ان کے جہینہ قبیلے کے بعض مشائخ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

مردار کی کھال کو استعمال میں لانا

کیا ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم مردار جانوروں کی کھالیں دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان اور خنزیر کے علاوہ تمام جانوروں کی کھالیں دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا ان کا استعمال کرنا اور ان پر نماز ادا کرنا جائز ہے۔ تاہم درندوں کی کھالیں خواہ دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہیں لیکن ان کا اوڑھنا یا استعمال کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے' کیونکہ ان کے استعمال سے انسانی مزاج میں درندگی کی صفات پیدا ہونے کا امکان ہے۔ البتہ خارجی مقاصد کے لیے ان کا استعمال میں لانا جائز ہے مثلاً شجاعت و بہادری اور زینت کا مظاہرہ کرنے کے لیے دیوار پر لٹکانا۔
انسان کی کھال خواہ دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہے لیکن اس کے استثنیٰ کی وجہ اس کا استعمال ہے' کیونکہ اس کا استعمال کرنا عظمت و احترام انسان کے خلاف ہے۔ خنزیر کی کھال کے استثنیٰ کی وجہ اس کا نجس العین ہونا ہے یعنی خنزیر کی کھال دباغت سے بھی پاک نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں فقہ حنفی میں سانپ اور مچھلی کی کھالوں کا بھی استثنیٰ کیا گیا ہے، کیوں ان کی کھالیں دباغت کے اثر کو قبول نہیں کرتیں جس وجہ سے وہ پاک بھی نہیں ہوتیں۔ تاہم عصر حاضر مشینری دور ہے' جس وجہ سے یہ کمی باقی نہیں رہتی۔
حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ انسان اور خنزیر کے ساتھ کتے کا بھی استثنیٰ کرتے ہیں، کیوں کہ ان کے نزدیک کتا بھی نجس العین ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ دو وجوہات کی بناء پر اس مسئلہ میں شک و شبہ کا شکار ہیں: (۱) اھاب کی تعریف، حضرت امام نضر بن شمیل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ماکول اللحم جانور کی کھال کو اھاب کہا جاتا ہے جبکہ غیر ماکول اللحم کی کھال کو اھاب نہیں کہہ سکتے۔ (۲) دو روایات میں تعارض: ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک مردار بکری کے پاس سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالک سے فرمایا: تم اس بکری کی کھال اتار کر اور اسے رنگ کر فائدہ اٹھاؤ۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ماکول اللحم مردہ جانور کی کھال رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ یہ قولی حدیث

ہے۔ دوسری روایت یوں ہے: حضرت عبداللہ بن عکیم رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے دو مہینے قبل آپ کی طرف سے ہمیں یہ خط موصول ہوا جس میں یہ مسئلہ موجود تھا: تم کچی کھال اور پٹھے سے فائدہ حاصل نہ کرو۔ یہ آخری روایت ہے جو پہلی روایت کی ناسخ ہے۔ ان دونوں روایات میں تعارض ہے۔ حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے کی حقیقت تو معلوم نہیں ہو سکی تاہم حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رائے تبدیلی کر کے جمہور کے مطابق مؤقف اختیار کر لیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافعہ:

(۱) آخری حدیث باب سے استدلال کرتے ہوئے اسے ناسخ اور پہلی روایات کو منسوخ قرار دینا درست نہیں ہے، کیونکہ راوی حضرت عبداللہ بن عکیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے خط کی تحریر خود ملاحظہ نہیں کی تھی بلکہ قبیلہ کے کچھ لوگوں کے حوالے سے اسے بیان کر دیا جبکہ وہ لوگ مجہول ہیں۔

(۲) جب کسی غیر ماکول اللحم جانور کو تسمیہ پڑھ کر شرعی طریقہ کے مطابق ذبح کیا جائے تو اس کی کھال اور گوشت دونوں پاک ہوں گے لیکن اس گوشت کا کھانا حرام ہے۔ تاہم اگر وہ گوشت کسی صاف پانی میں گر جائے تو وہ نجس نہیں ہوگا بلکہ اس پانی سے وضو کر کے نماز ادا کرنا جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِيَةِ جَرِّ الْإِزَارِ

باب 6: ٹخنوں سے نیچے تہبند رکھنا حرام ہے

1652 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ وَّزَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ كُلُّهُمْ يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَسَمُرَةَ وَاَبِىْ ذَرٍّ وَّعَآئِشَةَ وَهُبَيْبِ بْنِ مُغَفَّلٍ

حکمِ حدیث: وَّحَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کی طرف قیامت

1652- اخرجه مالك (914/2) كتاب اللباس' باب: ما جاء فى اسبال الرجل ثوبه' حديث (11) والبخارى (264/10) كتاب اللباس' باب- حديث (5783) ومسلم (1651) كتاب اللباس والزينة' باب: تحريم جر الثوب خيلاء' وبيان حد ما يجوز ارخاؤه اليه' وما يستحب' حديث (2085/42) والنسائى (206/8) كتاب الزينة' باب: التغليظ من جر الازار' حديث (5327) وابن ماجه (1181/2) كتاب اللباس' باب: من جر ثوبه من الخيلاء' حديث (3569) واحمد (5/2'55'56'101'9'33)' والحميدى (284/2) حديث (636)

کے دن نظرِ رحمت نہیں کرے گا۔ جو تکبر کے طور پر اپنے کپڑے کو لٹکائے گا۔

اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت وہب بن مغفل رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکانے کی مذمت

لفظ: ''ازار'' کا لغوی معنی تہبند ہے لیکن یہاں عام کپڑا امراد ہے وہ تہبند، پاجامہ اور شلوار کوئی بھی ہوسکتا ہے۔ لفظ: ''الخیلاء'' کا معنی ہے: بڑائی، خود پسندی اور تکبر و غرور۔ دونوں الفاظ کے معانی و مفاہیم کو ملانے سے یہ مضمون بنتا ہے کہ وہ کپڑا جو تکبر و غرور کا سبب بن سکتا ہو، اس کی وعید و مذمت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ وہ کپڑا نصف پنڈی سے نیچے لٹکنے والی قمیض یا کرتا، حد سے زیادہ طویل و عریض عمامہ، حد سے زیادہ طویل ٹوپی، زمین کے بوسے لینے والا کوٹ اور یا اپنی طاقت و ہمت سے زیادہ قیمتی لباس بھی ہوسکتا ہے۔ اس لیے کہ حدیث مبارکہ میں لفظ: ''ثوب'' استعمال ہوا ہے، جس کا اطلاق سب پر ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو بھی کپڑا تکبر و غرور کی غرض سے زیب تن کیا جائے یا زمین پر لٹکایا جائے، یہ تکبر خواہ کپڑے کو استعمال کے وقت یا رفتہ رفتہ بعد میں پیدا ہو، اس کی وعید و مذمت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا یعنی وہ شخص رحمت باری تعالیٰ سے محروم رہے گا۔ ابن بطوطہ اپنا ذاتی مشاہدہ بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک امام صاحب کو دیکھا کہ جب وہ نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں تشریف لائے اور محراب میں کھڑے ہوئے تو پورا محراب ان کے کپڑوں سے بھر گیا۔ ایسا لباس یا ایسے کپڑے یقیناً انسان میں تکبر و غرور پیدا کر سکتے ہیں اور آدمی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی کا سبب بن سکتے ہیں۔

سوال: حدیث باب میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کو تکبر کی علامت قرار دیا گیا ہے، جس کی وعید میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ نماز میں اور غیر نماز میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا مکروہ تحریمی ہے۔ سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ٹخنے ڈھانپ کر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اسے دوبارہ نماز ادا کرنے اور وضو کا اعادہ کرنے کا حکم دیا۔ شاید مکروہ تحریمی کا ارتکاب کرنے کے سبب اس کی نماز قبول نہ ہوئی ہوتو دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا لیکن وضو دوبارہ کرنے کا آپ نے حکم کیوں دیا تھا؟

جواب: اس کے کئی جوابات ہیں: (۱) وضو کے دوران اسے نماز کے اعادہ کی غلطی پر غور و فکر کرنے کا موقعہ میسر آئے گا۔ (۲) یہ بتانا مقصود ہو کہ دوران نماز ٹخنوں کو چھپانا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے نماز نہیں ہوتی اور اس کا اثر متعدی ہو کر اس کے مقدمہ یعنی وضو تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ (۳) وضو کرنے سے ظاہری اور باطنی صفائی حاصل ہوگی، جس کے نتیجہ میں گناہ کو گناہ سمجھے گا، اس سے بچے گا اور نیکی کا شعور پیدا ہوگا۔

فائدہ نافعہ:

حدیث باب میں ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکانے کی جو وعید بیان کی گئی ہے اس کے کئی معانی و مفاہیم ہو سکتے ہیں۔:(۱) ایسا شخص دوران نماز ٹخنوں کو کپڑے سے ڈھانکنے کی وجہ سے فعل حرام کا مرتکب ہوتا ہے لیکن کافر نہیں ہوتا بلکہ اس کا فعل کافروں جیسا ہوتا ہے۔(۲) ایسے شخص کے گزشتہ گناہ معاف نہیں ہوں گے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ نہیں رہے گا۔(۳) ایسے شخص کے لیے جنت حلال نہیں ہوگی اور دوزخ حرام نہیں ہوگی، جس کے نتیجہ میں اسے عرصہ دراز تک جہنم میں رہنا پڑے گا۔ العیاذ باللہ(۴) ایسا شخص فعل حلال میں شاغل نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو کر اس کی بارگاہ کا احترام نہیں کرتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ جَرِّ ذُیُوْلِ النِّسَآءِ

باب 7: خواتین کے دامن لٹکانے کا حکم

1653 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ فَكَیْفَ یَصْنَعْنَ النِّسَآءُ بِذُیُوْلِهِنَّ قَالَ یُرْخِیْنَ شِبْرًا فَقَالَتْ اِذًا تَنْكَشِفُ اَقْدَامُهُنَّ قَالَ فَیُرْخِیْنَهٗ ذِرَاعًا لَّا یَزِدْنَ عَلَیْهِ قَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص تکبر کے طور پر اپنے کپڑے کو لٹکائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرے گا' تو سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! پھر خواتین اپنے دامن کے بارے میں کیا کریں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ایک بالشت لٹکا کر رکھیں تو سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: پھر تو ان کے پاؤں ظاہر ہو جائیں گے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ایک ہاتھ تک لٹکا سکتی ہیں' اس سے زیادہ نہ کریں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1654 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدٍ عَنْ اُمِّ الْحَسَنِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُمْ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَبَّرَ لِفَاطِمَةَ شِبْرًا مِّنْ نِطَاقِهَا

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَرَوٰی بَعْضُهُمْ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ

قولِ امام ترمذی: وَفِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ رُخْصَةٌ لِّلنِّسَآءِ فِیْ جَرِّ الْاِزَارِ لِاَنَّهٗ یَكُوْنُ اَسْتَرَ لَهُنَّ

1653- اخرجه احمد (299/6)

◆◆ سیّدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تہبند ایک بالشت سے زیادہ (ٹخنوں سے نیچے) رکھنے کی اجازت دی تھی۔

بعض راویوں نے اسے حماد بن سلمہ کے حوالے سے' علی بن زید' حسن بصری' ان کی والدہ کے حوالے سے' سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں خواتین کے لئے ٹخنوں سے نیچے کپڑا رکھنے کی اجازت ہے' کیونکہ یہ ان کے لئے پردے کے زیادہ مطابق ہے۔

شرح

عورتوں کے دامن لٹکانے کا مسئلہ:

عورت کے کرتا کا دامن کتنا طویل ہونا چاہیے؟ اس کی تصریح حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ عورت، مرد کے کرتا کے دامن سے اپنے کرتے کا دامن ایک ہاتھ طویل رکھ سکتی ہے' کیوں کہ اس طرح پردہ کا مقصد حاصل ہو جائے گا اور دامن زمین سے نہیں چھوئے گا اور گندہ بھی نہیں ہوگا۔ دامن ایک ہاتھ سے زیادہ طویل ہونے کی صورت میں زمین کو چھونے کی وجہ سے گندہ ہوگا اور اسراف کے زمرہ میں بھی آئے گا' جس کی ممانعت عیاں ہے۔

سوال: حدیث باب میں عورت کو اپنے کرتا کا دامن مرد کے مقابلے میں ایک بالشت یا ایک ہاتھ زیادہ طویل رکھنے کی اجازت دی گئی ہے، گویا دو حدوں کا ذکر ہے: (۱) ایک بالشت، (۲) ایک ہاتھ، تو یہ تعارض ہے؟

جواب: حدیث باب میں تعارض ہرگز نہیں ہے، ممکن ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے زمین سے دور رکھنے کی احتیاط پر ایک بالشت دامن طویل رکھنے کی اجازت دی ہو، پھر پردہ میں احتیاط کے پیش نظر ایک ہاتھ کی طوالت کی اجازت عنایت فرمادی ہو۔

فائدہ نافعہ:

(۱) حدیث باب میں خواہ خواتین کے لیے کرتا کا دمن ایک ہاتھ طویل رکھنے کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے، تاہم اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خواتین اپنے تہبند یا پاجامہ یا شلوار کا دامن بھی مردوں کے مقابلہ میں طویل رکھ سکتی ہیں، کیونکہ اس طرح پردہ میں احتیاط ہوگی لیکن وہ اتنا طویل بھی نہ ہو کہ زمین کو چھونے کی وجہ سے گندہ ہو اور یا اسراف کے زمرے میں آئے۔

(۲) حدیث باب کے مطالعہ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ دور رسالت میں مردوں کے کرتوں کا دامن زمین سے ایک ہاتھ بلند ہوتا تھا اور اس سے طویل کرتا مردوں کی شایانِ شان نہیں نہیں ہوسکتا۔ عصر حاضر میں اہل عرب جو جبہ نما کرتا استعمال کرتے ہیں' اسے خواتین کا کرتا تو کہا جاسکتا ہے لیکن مردوں کا کرتا کہنا مشکل ہے۔

دوسری حدیث باب کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پٹی باندھنے کی

جگہ سے بالشت بھری اور حکم دیا کہ اتنی چھوٹی پٹی کا کوئی فائدہ نہیں ہے' بلکہ اس سے ایک بالشت طویل ہونی چاہیے تا کہ وہ گھٹنوں تک آجائے۔ جس طرح کرتے کے دامن کو ایک بالشت یا ایک ہاتھ طویل کرنے کی اجازت دی تا کہ پردہ کا مقصد کمال طریقہ سے حاصل ہو جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ لُبْسِ الصُّوفِ

باب 8: اونی لباس پہننا

1655 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیلُ بْنُ اِبْرَاهِیمَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ

متنِ حدیث: اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَآئِشَةُ کِسَاءً مُّلَبَّدًا وَّاِزَارًا غَلِیْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَیْنِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِیٍّ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّحَدِیْثُ عَآئِشَةَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

ابو بردہ بیان کرتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے صوف (اون) کی موٹی چادر نکالی اور ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا اور بتایا کہ نبی اکرم ﷺ کا وصال ان دو کپڑوں میں ہوا تھا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1656 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِیفَةَ عَنْ حُمَیْدِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: کَانَ عَلٰی مُوْسٰی یَوْمَ کَلَّمَهُ رَبُّهُ کِسَاءُ صُوْفٍ وَّجُبَّةُ صُوْفٍ وَّکُمَّةُ صُوْفٍ وَّسَرَاوِیْلُ صُوْفٍ وَّکَانَتْ نَعْلَاهُ مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مَیِّتٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ حُمَیْدِ الْاَعْرَجِ

توضیحِ راوی: وَحُمَیْدٌ هُوَ ابْنُ عَلِیٍّ الْکُوْفِیُّ

قولِ امام بخاری: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَقُوْلُ حُمَیْدُ بْنُ عَلِیٍّ الْاَعْرَجُ مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ وَحُمَیْدُ بْنُ قَیْسٍ الْاَعْرَجُ الْمَکِّیُّ صَاحِبُ مُجَاهِدٍ ثِقَةٌ

1655- اخرجه البخاری (289/10) کتاب اللباس' باب: الاکسیة والخمائر' حدیث (5818) ومسلم (1649/3) کتاب اللباس والزینة' باب: التواضع فی اللباس' والاقتصار علی الغلیظ منه والیسیر' فی اللباس والفراش وغیرهما وجواز لبس الثوب الشعر' وما فیه' حدیث (2080/34)' (2080/35) وابو داؤد (45/4) کتاب اللباس' باب: لباس الغلیظ' حدیث (4036) وابنماجه (1176/2) کتاب اللباس' باب: لباس رسول الله صلی الله علیه وسلم' حدیث (3551) واحمد (32/6)' (1376)

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَالْكُمَّةُ الْقَلَنْسُوَةُ الصَّغِيْرَةُ

◆◆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے پروردگار سے کلام کرنے کے لئے گئے اس وقت انہوں نے اون کا لباس پہنا ہوا تھا اون کا جبہ تھا اون کی ٹوپی تھی اور اونی شلوار پہنی ہوئی تھی اور ان کے پاؤں میں جو جوتے تھے وہ مردہ گدھے کی کھال کے بنے ہوئے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف حمید اعرج کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ یہ حمید بن علی کوفی اور منکر الحدیث ہیں۔

حمید بن قیس اعرج مکی جو مجاہد کے شاگرد ہیں، وہ ثقہ ہیں۔

لفظ: "الکمہ" کا مطلب چھوٹی ٹوپی ہے۔

شرح

اونی لباس زیب تن کرنا

لفظ: "کساء" سے مراد وہ چادر ہے جو اوڑھی جاتی ہے اور "ازار" سے مراد وہ چادر ہے جو بطور تہبند استعمال کی جاتی ہے۔ زمانہ قدیم میں لوگ بلا سلے کپڑے استعمال میں لاتے تھے، رفتہ رفتہ ترقی کا زمانہ آیا تو کپڑوں کی سلائی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور عصر حاضر میں موزوں سے لے کر سر کی ٹوپی تک کی سلائی کی جاتی ہے۔ انسان کے زیب تن کیے جانے والے کپڑے بھی قدیم زمانہ میں اون اور چمڑے کے ہوتے تھے۔ عصر حاضر (ترقی پذیر ہونے کے باوجود) میں اون اور چمڑا بطور لباس استعمال کیا جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اونی اور چمڑے کا لباس استعمال فرماتے تھے۔ پھر اولیاء اور صوفیاء نے بطور علامت بھی اونی لباس کو اختیار کیا اور تا عصر حاضر اسے اختیار کیے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس لباس میں وصال فرمایا، وہ بھی اون کا تھا۔ وہ لباس تبرکات نبوی میں شامل ہوا۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبرکات نبوی تقسیم کیے تو یہ مقدس لباس بطور تبرک ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عنایت فرمایا۔ عرصہ دراز تک یہ لباس بطور تبرک آپ کے پاس محفوظ رہا اور آپ اپنے تلامذہ کو اس لباس نبوی کی زیارت کروایا کرتی تھیں۔

دوسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کیا تو اس وقت آپ کا زیب تن کیا ہوا لباس چادر، جبہ، پاجامہ اور ٹوپی وغیرہ اون کا تھا۔ تاہم جوتے گدھے کی کھال کے تھے۔ (کھال دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہے اور اس کا استعمال جائز ہو جاتا ہے۔) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اون اور چمڑے کا استعمال بطور لباس زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعِمَامَةِ السَّوْدَاءِ

باب 9: سیاہ عمامے کا حکم

1657 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّعُمَرَ وَابْنِ حُرَيْثٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّرُكَانَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سیاہ عمامہ استعمال کرنا

اہل عرب کے ہاں عمامہ باندھنے کا عام رواج تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ استعمال کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپ کی پیروی میں دستار استعمال میں لاتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان فرق کرنے والی چیز عمامہ ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہے: اعتمـوا تزدادو احلما ۔ تم عمامہ استعمال کرو تمہارے وقار میں اضافہ ہوگا۔ عمامہ کسی بھی رنگ کا استعمال کیا جاسکتا ہے خواہ سفید ہو، سیاہ ہو یا سبز ہو۔ تاہم سرخ عمامہ سے احتراز کرنا بہتر ہے۔ فتح مکہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔ سفید لباس اور سفید عمامہ مرد کے وقار کی علامت ہے۔ سبز عمامہ بھی استعمال میں لانا جائز ہے' کیونکہ اہل جنت کا لباس سبز ہوگا اور علماء کرام زیادہ تر اسی رنگ کو پسند کرتے ہیں۔

بَابُ فِي سَدْلِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ

باب 10: عمامے کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکانا

1658 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ

بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْدِلُ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَرَأَيْتُ الْقَاسِمَ وَسَالِمًا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَلَا يَصِحُّ حَدِيثُ عَلِيٍّ فِي هٰذَا مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب عمامہ باندھتے تھے تو شملے کو دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا کرتے تھے۔

نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اپنے عمامے کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان رکھتے ہیں۔

عبیداللہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے قاسم اور سالم کو بھی ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول روایت سند کے اعتبار سے مستند نہیں ہے۔

شرح

دوشانوں کے درمیان شملہ لٹکانا:

عمامہ شملہ کے ساتھ بھی جائز ہے اور شملہ کے بغیر بھی درست ہے۔ عمامہ میں ایک شملہ رکھنا جائز ہے اور دو بھی درست ہیں۔ شملہ کم از کم ایک بالشت کا جبکہ زیادہ سے زیادہ کمر تک رکھا جائے۔ تاہم اس سے طویل شملہ سے احتراز کیا جائے۔ شملہ دوشانوں کے درمیان لٹکانا یا دائیں طرف لٹکانا' یا بائیں طرف لٹکانا بھی جائز ہے۔ حدیث باب میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ استعمال کرتے تو اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ خَاتَمِ الذَّهَبِ

باب 11: سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے

1659 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ

متن حدیث: نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ وَعَنْ لِبَاسِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُوْدِ وَعَنْ لِبَاسِ الْمُعَصْفَرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے' ریشمی لباس پہننے' رکوع اور سجدے میں قرأت کرنے اور کسم سے رنگے ہوئے کپڑے کو پہننے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1660 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِى التَّيَّاحِ حَدَّثَنَا حَفْصٌ اللَّيْثِيُّ قَالَ اَشْهَدُ عَلٰى عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّهُ حَدَّثَنَا اَنَّهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَبِى هُرَيْرَةَ وَمُعَاوِيَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عِمْرَانَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَاَبُو التَّيَّاحِ اسْمُهُ يَزِيْدُ بْنُ حُمَيْدٍ

◆◆ حفص لیثی بیان کرتے ہیں: میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے بارے میں گواہی دے کر یہ بات بیان کرتا ہوں' انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوتیاح نامی راوی کا نام یزید بن حمید ہے۔

شرح

سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے کی ممانعت:

خواتین کے لیے سونے کے زیورات جائز ہیں اور مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا منع ہے۔ ابتداء اسلام میں ریشم ورسونے کا استعمال جائز تھا، پھر خواتین کے لیے ان کا جواز باقی رکھا گیا جبکہ مردوں کے لیے حرام قرار دیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار چیزوں سے منع فرمایا:

(۱) سونے کی انگوٹھی پہننے سے (۲) قسی کپڑا استعمال کرنے سے

(۳) حالت رکوع میں تلاوت قرآن کرنے سے

(۴) سرخ کپڑا استعمال کرنے سے۔ حضرت عمران رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی وٹھی تیار کروائی تھی پھر آپ نے وہ پھینک دی اور فرمایا: میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔

166- اخرجه النسائي (170/8) كتاب الزينة' باب: حديث ابي هريرة' والاختلاف على قتادة' حديث (5187) واحمد (443'427/4)

فائدہ نافعہ:

(۱) سونے کا زیور مثلاً گردن کی زنجیر، گھڑی کی چین، ہاتھ کا کڑا اور انگوٹھی وغیرہ مردوں کے لیے حرام ہیں جبکہ خواتین کے لیے جائز ہیں۔

(۲) کسی اہم ضرورت کے تحت مردوں کے لیے بھی سونے کا استعمال جائز ہے' مثلاً سونے کے تاروں سے دانتوں کو بندھوانا یا دانتوں پر سونے کا خول چڑھوانا وغیرہ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي خَاتَمِ الْفِضَّةِ

باب 12: چاندی کی انگوٹھی

1661 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرِقٍ وَّكَانَ فَصُّهُ حَبَشِيًّا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَبُرَيْدَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی چاندی سے بنی ہوئی تھی اور اس کا نگینہ حبشی تھا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس میں سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يُسْتَحَبُّ فِي فَصِّ الْخَاتَمِ

باب 13: انگوٹھی میں کون سا نگینہ مستحب ہے؟

1662 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الطَّنَافِسِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ اَبُوْ خَيْثَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ خَاتَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ فَصُّهُ مِنْهُ

1661- اخرجه مسلم (1658/3) كتاب اللباس والزينة' باب: من خاتم الورق فصه حبشي' حديث (2094/61) وابو داؤد (88/4) كتاب الخاتم' باب: ما جاء في اتخاذ الخاتم' حديث (4216) والنسائي (173/8) كتاب الزينة' باب: صفة خاتم النبي صلى الله عليه وسلم' حديث (5197) وابن ماجه (1201/2'1202) كتاب اللباس' باب: نقش الخاتم' حديث (3641) واحمد (209/3'225)

1662- اخرجه البخاري (334/10) كتاب اللباس' باب: فص الخاتم' حديث (5870) وابو داؤد (88/4) كتاب الخاتم' باب: ما جاء في اتخاذ الخاتم' حديث (4217) والنسائي (173/8'174) كتاب الزينة' باب: صفة خاتم النبي صلى الله عليه وسلم' حديث (5198'5199'193/8) كتاب الزينة' باب: صفة خاتم النبي' ونقشه حديث (5280) واحمد (266/3)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی چاندی سے بنی ہوئی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی سے بنا ہوا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

نگینہ والی چاندی کی انگوٹھی استعمال کرنا:

نگینے والی چاندی کی انگوٹھی کا استعمال مردوں کے لیے جائز ہے۔ یہ انگوٹھی چار گرام چاندی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے اور یہ وزن نگینہ کے علاوہ ہے۔ اس کے جواز میں حکمت یہ ہے کہ یہ جنت کے زیور کا نمونہ ہے، تاکہ لوگ اسے دیکھ کر اس کے حصول کے لیے کوشش کریں اور اعمال صالحہ کرنے کا اپنے آپ میں ذوق پیدا کریں۔ اس کا نگینہ کسی بھی چیز کا ہو سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ نگینہ چاندی کا ہو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشی طرز کا بنا ہوا تھا۔

سوال: پہلی حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی میں حبشی نگینہ لگا ہوا تھا اور دوسری حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے انگوٹھی میں نگینہ بھی چاندی کا تھا، اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی جس پر مہر کندہ تھی اور حقیقت میں نگینہ بھی چاندی کا تھا لیکن اس کی ساخت حبشی طرز کی تھی، لہٰذا دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ لُبْسِ الْخَاتَمِ فِي الْيَمِيْنِ

باب 14: دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا

1663 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ مُّوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

1663– اخرجه البخاری (328/10) کتاب اللباس، باب: خواتیم الذهب، حدیث (5865) واطرافه فی (5866، 5867، 5873، 5876، 7298، 6651) ومسلم (1655/3) کتاب اللباس والزینة، باب: تحریم خاتم الذهب– حدیث (2091/53) وابوداؤد (88/4، 89) کتاب اللباس، باب: ما جاء فی اتخاذ الخاتم، حدیث (4218، 4219، 4220) والنسائی (178/8، 179) کتاب الزینة، باب: نزع الخاتم عند دخول الخلاء، حدیث (5214، 5215، 5216، 5218، 195/8) کتاب الزینة: باب: طرح الخاتم وترك لبسه، حدیث (5292) وابن ماجه (1201/2) کتاب اللباس، باب: نقش الخاتم، حدیث (3639) و (1202/2) کتاب اللباس، باب: من جعل فص خاتمه مما یلی کفه، حدیث (3645) واحمد (18/2، 22، 141، 34، 39، 60، 127، 128، 94، 96، 119، 146، 153) والحمیدی (297/2) حدیث (675)

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فَتَخَتَّمَ بِهٖ فِيْ يَمِيْنِهٖ ثُمَّ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّيْ كُنْتُ اتَّخَذْتُ هٰذَا الْخَاتَمَ فِيْ يَمِيْنِيْ ثُمَّ نَبَذَهٗ وَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّجَابِرٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَآئِشَةَ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلاف روایت: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَ هٰذَا مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ اَنَّهٗ تَخَتَّمَ فِيْ يَمِيْنِهٖ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی آپ نے اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پہنا جب آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے یہ انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنی ہے' پھر آپ نے اسے اتار دیا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو اتار دیا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول کی ہیں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: حضرت ابن رضی اللہ عنہما عمر سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت نافع کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' اسی کی مانند نقل کی گئی ہے۔ لیکن دوسری سند کے حوالے سے نقل کی گئی ہے اور اس روایت میں اس بات کا تذکرہ نہیں ہے: آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی تھی۔

1664 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ الصَّلْتِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ

متن حدیث: رَاَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَّتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهٖ وَلَا اِخَالُهٗ اِلَّا قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهٖ

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدِيْثُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ الصَّلْتِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَوْفَلٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ صلت بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی تھی میرا خیال ہے: انہوں نے یہ بات بھی بیان کی تھی: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: محمد بن اسحٰق نے صلت بن عبداللہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔ یہ ''حسن صحیح'' ہے۔

1665 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

آثارِ صحابہ: كَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَتَخَتَّمَانِ فِيْ يَسَارِهِمَا

1665– اخرجه المصنف في الشمائل المحمدية' ص (95) برقم (103)

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھیاں پہنا کرتے تھے۔

یہ روایت ''حسن صحیح'' ہے۔

1666 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ ابْنَ اَبِي رَافِعٍ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ هٰذَا اَصَحُّ شَيْءٍ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْبَابِ

حماد بن سلمہ بیان کرتے ہیں: میں نے ابن ابی رافع کو دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا تو ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: میں نے حضرت عبداللہ بن جعفر کو اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اپنے دائیں دستِ مبارک میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اس بارے میں منقول روایات میں یہ سب سے زیادہ مستند روایت ہے۔

1667 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ فَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لَا تَنْقُشُوا عَلَيْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ وَمَعْنٰى قَوْلِهِ لَا تَنْقُشُوا عَلَيْهِ نَهٰى اَنْ يَنْقُشَ اَحَدٌ عَلٰى خَاتَمِهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی آپ نے اس میں ''محمد رسول اللہ'' نقش کروایا پھر آپ نے ارشاد فرمایا: یہ نقش تم لوگ اپنی انگوٹھی پر نہ بنوانا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح حسن'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان: ''تم اس پر یہ نقش نہ بنوانا'' اس سے مراد یہ ہے: کوئی بھی شخص اپنی انگوٹھی پر ''محمد رسول اللہ'' نقش نہ کروائے۔

1666- اخرجه النسائي (175/8) كتاب الزينة' باب: موضع الخاتم من اليد' حديث (5204) واحمد (204/1' 205)

1667- اخرجه أحمد (161/3)

1668 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ وَّالْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تھے تو اپنی انگوٹھی اتار دیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

دائیں ہاتھ میں انگوٹھی استعمال کرنا:

انگوٹھی اور گھڑی دونوں کس ہاتھ میں استعمال کرنی چاہییں؟ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر فضیلت حاصل ہے' یہ دونوں دائیں ہاتھ میں استعمال کی جائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں دست اقدس میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ چونکہ دائیں ہاتھ سے بہت سے امور انجام دینے ہوتے ہیں جس وجہ سے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی اور گھڑی کا استعمال کرنا دشوار ہے، اس لیے ان دونوں کو بائیں ہاتھ میں استعمال کرتے ہیں، اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

فائدہ نافعہ:

تیسری حدیث باب کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابق نہیں ہے، کیونکہ عنوان باب میں دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا ذکر ہے لیکن حدیث میں بائیں ہاتھ میں انگوٹھی استعمال کرنے کا ذکر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ عنوان میں لفظ: "الیمین" کے ساتھ لفظ: "الیسار" بھی تھا لیکن کاتب کی غلطی سے چھوٹ گیا ہو۔

سوال: انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہننی چاہیے یا بائیں میں؟

جواب: اس بارے میں مشہور چار اقوال ہیں:

(۱) دونوں ہاتھوں میں پہنی جاسکتی ہے اور دونوں ہاتھ ہر لحاظ سے برابر ہیں۔

(۲) بائیں ہاتھ میں پہننا بہتر ہے۔

(۳) دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا منسوخ ہے۔ (۴) بائیں ہاتھ میں تشبہ بالروافض کی وجہ سے منع ہے۔

1668- اخرجه ابوداؤد (1/5) كتاب الطهارة' باب: الخاتم يكون فى ذكر الله يدخل به الخلاء' حديث (19) والنسائى (178/8) كتاب الزينة' باب: نزع الخاتم عند دخول الخلاء' حديث (5213) وابن ماجه (110/1) كتاب الطهارة وسننها' باب ذكر الله عزوجل على الخلاء والخاتم فى الخلاء' حديث (303)

بَابُ مَا جَآءَ فِي نَقْشِ الْخَاتَمِ

باب 15: انگوٹھی پر نقش (کندہ کروانا)

1669 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ

متنِ حدیث: نَقْشُ خَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَّرَسُوْلُ سَطْرٌ وَّاللّٰهِ سَطْرٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی پر تین لائنوں میں یہ نقش تھا "محمد" ایک لائن میں لفظ: "رسول" ایک لائن میں اور لفظ: "اللہ" ایک لائن میں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

1670 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ اَسْطُرٍ مُّحَمَّدٌ سَطْرٌ وَّرَسُوْلُ سَطْرٌ وَّاللّٰهِ سَطْرٌ

اختلافِ روایت: وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى فِيْ حَدِيْثِهٖ ثَلَاثَةَ اَسْطُرٍ

مذاہبِ فقہاء: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی پر تین لائنوں میں یہ نقش تھا لفظ: "محمد" ایک لائن میں لفظ: "رسول" ایک لائن میں اور لفظ: "اللہ" ایک لائن میں۔

محمد بن یحییٰ نامی راوی نے اپنی روایت میں تین لائنوں کا تذکرہ نہیں کیا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

انگوٹھی پر عبارت کندہ کرانا:

اعلان نبوت کے بعد توحید و رسالت اور پیغام و دعوت اسلام کا دائرہ سلاطین عجم تک وسیع کرنے کا مرحلہ آیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین کے نام خطوط تحریر کرنے کا پروگرام بنایا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: یارسول اللہ! جب تک خطوط پر آپ کی مہر مبارک نہ ہوگی تو سلاطین عجم آپ کی دعوت اسلام پر غور نہیں کریں گے اور اسے قبول نہیں کریں گے۔ صحابہ کے اس مشورہ

1669 – اخرجه البخاري (341/10) كتاب اللباس، باب هل يجعل نقش الخاتم ثلاثة اسطر، حديث (5878) طرفه في (3106)

پر عمل کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی تیار کروائی اور اس پر یہ عبارت کندہ کرائی: محمد رسول اللہ"۔ یہ سورۃ فتح کی آخری آیت کے الفاظ ہیں۔ یہ عبارت تین سطروں پر کندہ کرائی گئی تھی، جس کی ترتیب یوں تھی: پہلی سطر میں "محمد" دوسری میں "رسول" اور تیسری میں "اللہ" تھا یعنی "محمد رسول اللہ" کی صورت میں۔ دعوت و پیغام اسلام کے حوالے سے جو خطوط سلاطین امراء اور ممتاز شخصیات کے نام لکھے جاتے تھے، یہ مہر ان کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔ آپ کی مہر کی طرز پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی مہریں تیار کرائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع کر دیا تھا، تاکہ اشتباہ کی بناء پر مہر کا مقصد فوت نہ ہونے پائے۔

فائدہ نافعہ:

اگر انگوٹھی پر قرآن کریم کی آیت یا حدیث نبوی یا اسم اعظم یا اسم پاک کندہ ہو، تو انگوٹھی لے کر بیت الخلاء میں داخل نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسے اتار کر داخل ہونا چاہیے تاکہ بے ادبی نہ ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی معمول تھا کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت انگوٹھی اتار کر باہر رکھ دیتے تھے اور فراغت پر اسے پکڑ کر پہن لیتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصُّورَةِ

باب 16: تصویر کا بیان

1671 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصُّورَةِ فِي الْبَيْتِ وَنَهٰى اَنْ يُّصْنَعَ ذٰلِكَ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِي طَلْحَةَ وَعَآئِشَةَ وَاَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي اَيُّوْبَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے گھر میں تصویریں رکھنے سے منع کیا ہے اور آپ ﷺ نے انہیں بنانے سے بھی منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطلحہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1672 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ

1671– اخرجه احمد (397،336،384،383،335/3)

1672– اخرجه مالك (966/2) كتاب الاستئذان، باب: ما جاء من الصور والتماثيل، حديث (7) والنسائي (212/8) كتاب الزينة، باب: التصاوير، حديث (5349) واحمد (486/3)

متن حدیث: اَنَّہٗ دَخَلَ عَلٰی اَبِیْ طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیِّ یَعُوْدُہٗ قَالَ فَوَجَدْتُّ عِنْدَہٗ سَھْلَ بْنَ حُنَیْفٍ قَالَ فَدَعَا اَبُوْ طَلْحَۃَ اِنْسَانًا یَّنْزِعُ نَمَطًا تَحْتَہٗ فَقَالَ لَہٗ سَھْلٌ لِمَ تَنْزِعُہٗ فَقَالَ لِاَنَّ فِیْہِ تَصَاوِیْرَ وَقَدْ قَالَ فِیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ عَلِمْتَ قَالَ سَھْلٌ اَوَلَمْ یَقُلْ اِلَّا مَا کَانَ رَقْمًا فِیْ ثَوْبٍ فَقَالَ بَلٰی وَلٰکِنَّہٗ اَطْیَبُ لِنَفْسِیْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◄► عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بیان کرتے ہیں: وہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی عیادت کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو انہوں نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو پایا راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بلایا تاکہ وہ ان کے نیچے سے چادر نکال دے' تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا آپ اسے کیوں نکال رہے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: اس کی وجہ یہ ہے: اس میں تصاویر موجود ہیں اور تصاویر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے جو بات ارشاد فرمائی ہے' وہ آپ جانتے ہیں' تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد نہیں فرمائی ہے؟ جو تصویریں کپڑے میں نقش کے طور پر ہوں (ان کی اجازت ہے) تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! لیکن میں اپنی تسلی کرنا چاہتا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْمُصَوِّرِیْنَ

باب 17: تصویر بنانے والوں کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1673 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ صَوَّرَ صُوْرَۃً عَذَّبَہُ اللّٰہُ حَتّٰی یَنْفُخَ فِیْھَا یَعْنِی الرُّوْحَ وَلَیْسَ بِنَافِخٍ فِیْھَا وَمَنِ اسْتَمَعَ اِلٰی حَدِیْثِ قَوْمٍ وَّھُمْ یَفِرُّوْنَ بِہٖ مِنْہُ صُبَّ فِیْ اُذُنِہِ الْاٰنُکُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَاَبِیْ جُحَیْفَۃَ وَعَائِشَۃَ وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کوئی تصویر بنائے گا اللہ تعالیٰ اسے یہ عذاب دے گا کہ وہ اس میں پھونک مارے (یعنی اسے زندہ کرے)' اور جو کوئی شخص لوگوں کی بات چھپ کر سننے کی کوشش کرے گا جبکہ وہ لوگ اس بات کو ناپسند کرتے ہوں' تو قیامت کے دن اس شخص کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

تصویر سازی کی حرمت اور گھر میں تصاویر رکھنے کی وعید:

کتاب اللباس کے ساتھ مسئلہ حرمت تصویر کا تعلق ومناسبت اس طرح ہے کہ لوگ پہننے کے کپڑے پر تصاویر بناتے ہیں' جن کا استعمال کرنا منع ہے۔ زمانہ قدیم سے لوگ مجسمہ سازی اور اس کی عبادت و پوجا کرتے آرہے ہیں۔ کپڑوں، گھر کی دیواروں اور اعضاء جسم پر بھی تصاویر بناتے ہیں تو اسلام نے تصویر سازی کو حرام قرار دیا ہے۔ تصویر سازی اور اسے گھر میں اویزاں کرنے کی حرمت کی وجہ بت پرستی سے مشابہت ہے۔ بت پرستی شرک ہے اور شرک ایسا ناسور ہے' جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا تو اسلام نے اس کا سد باب کرتے ہوئے تصویر سازی کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے۔

سائنس ترقی یافتہ دور میں داخل ہوئی تو کیمرہ ایجاد ہوا اور تصویر شمسی کا سلسلہ شروع ہو گیا' جس کے جواز وعدم جواز میں اختلاف ہو گیا۔ سب سے قبل بعض علماء مصر نے تصویر شمسی کے جواز کا فتویٰ جاری کیا، بعد ازاں حجاز مقدس کے کچھ مفتیان نے بھی طبع آزمائی کرتے ہوئے کیمرہ کے فوٹو کو جائز قرار دیا لیکن علماء ربانیین نے تصویر شمسی کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے' کیونکہ ان کے نزدیک مجسمہ سازی، فوٹو سازی خواہ ہاتھ کے ذریعے یا کیمرہ کی معاونت سے، سب کا ایک ہی حکم ہے اور وہ حرمت ہے۔ شیخ ابن باز بھی تصویر شمسی کی حرمت کے قائل تھے۔ پاک و ہند کے حق گو مفتیان کرام نے ہمیشہ تصویر شمسی کی حرمت کا فتویٰ جاری کیا ہے۔

گھر میں تصویر رکھنے میں مذاہب آئمہ:

اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق واجماع ہے کہ تصویر سازی حرام ہے، سوال یہ ہے کہ کیا تصویر کو گھر میں رکھنا جائز ہے یا حرام ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں دو روایات منقول ہیں: (I) ایسی تصویر جو مجد ومجسد اور سایہ دار ہو اس کا گھر میں رکھنا ناجائز وحرام ہے' مثلاً مجسمہ اور بت۔ ایسی تصویر کا سایہ زمین پر پڑتا ہے جو نجوست ہے، لہٰذا حرام ہے۔ انہوں نے اس روایت کے لیے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث باب سے استدلال کیا ہے' جس میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں تصویر رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (II) ایسی تصویر جو غیر مجسد وغیر مجسم ہو اور اس کا سایہ زمین پر نہ پڑتا ہو مثلاً دیوار پر تصویر بنائی یا کاغذ پر تصویر ہو۔ چونکہ اس کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا بلکہ سایہ ہوتا ہی نہیں ہے، لہٰذا اس کا گھر میں رکھنا حرام نہیں ہے لیکن مکروہ تنزیہی ضرور ہے۔ اس روایت کے لیے انہوں نے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ جس میں نمایاں الفاظ استثنیٰ موجود ہے: الا ما کان رقما فی ثوب۔ چونکہ کپڑے پر بنی ہوئی تصویر کا سایہ نہیں ہوتا، لہٰذا اس کا گھر میں کراہت کے ساتھ رکھنا بھی جائز ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ہر قسم کی تصویر خواہ مجسم

ہو یا غیر مجسم اور خواہ وہ کپڑے پر بنی ہو یا دیوار یا کاغذ پر ہر حالت میں ناجائز و حرام ہے۔ انہوں نے ان احادیث باب سے استدلال کیا ہے جن میں علی الاطلاق اور سایہ دار ہونے یا نہ ہونے کی تفریق کے بغیر تصویر کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ (۱) حدیث باب کے یہ الفاظ ہیں: نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصورۃ فی البیت۔ (۲) ایک روایت باب کے یہ الفاظ ہیں: من صور صورۃ عذبہ اللہ۔ (۳) ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے حجرے پر ایسا کپڑا لٹکایا تھا جس پر تصاویر تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کپڑا دیکھا تو ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا: جب تک تم اس کپڑے کو تار وگی نہیں میں اندر نہیں آؤں گا۔

جمہور آئمہ فقہ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) یہاں استثنیٰ سے مراد غیر ذی روح اشیاء کی تصاویر ہیں۔ (۲) یہاں استثنیٰ متصل مراد نہ ہو بلکہ منقطع مراد ہو۔ (۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پردے پر غیر مجسم تصاویر تھیں، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند کرتے ہوئے اتروا دیا تھا۔

نوٹ: وہ علماء ربانیین جنہوں نے تصویر سازی کی حرمت کا فتویٰ دیا اور خود تا حیات اس ناسور سے محفوظ رہے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی، (۲) حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت) (۳) مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سیّد احمد شاہ قادری (بانی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور)، (۴) محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد قادری (فیصل آباد)، (۵) حضرت علامہ مفتی وقارالدین قادری (جامعہ امجدیہ، کراچی)، (۶) سیدی مرشدی حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری قادری نقشبندی (بانی جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور)، (۷) حضرت علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی (گوجرانوالہ) رحمہم اللہ تعالیٰ۔

تصویر سازی کی حرمت کا سبب محض مجسمہ سازی تک محدود نہیں ہے بلکہ کیمرہ کی مدد سے تیار کردہ تصاویر کو بھی شامل ہے، کیونکہ جس طرح مجسموں کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے اسی طرح شمسی تصاویر کی بھی عبادت کر کے لوگ شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یہ حقیقت پاک و ہند کے مندروں، چرچوں، گرجا گھروں اور گورودواروں میں جا کر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ تصویر سازی کے حرام ہونے کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس وقت پوری دنیا فحاشی اور عریانی کی لپیٹ میں ہے اور اس کی مزید کمی کیبل، وی سی آر اور انٹرنیٹ نے پوری کر دی ہے۔ یہ پوری کی پوری نحوست کیمرہ کی مرہون منت ہے۔

کیمرے کی تصویر کے بارے میں اکثر فقہاء کا مؤقف یہ ہے کہ آلہ کے بدل جانے سے کسی چیز کا حکم نہیں بدل سکتا مثلاً ایک چیز پہلے ہاتھ سے تیار کی جاتی تھی تو اب مشین سے تیار کی جانے لگی ہو، تو آلہ تبدیل ہو جانے سے چیز کا حکم ہرگز تبدیل نہیں ہوگا یعنی حرمت و حلت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب تصاویر حرام ہیں خواہ وہ کیمرہ سے بنائی جائیں یا ہاتھ سے، ان کے حکم میں تبدیلی نہیں آئے گی، وہ بہرصورت حرام ہی رہیں گی۔

کیمرہ تو ایک منکر ہے جبکہ وی سی آر، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ میں سے ہر ایک کئی منکرات کا مجموعہ ہے، جن کا گھر میں رکھنا فتنہ سے خالی نہیں ہے۔ ان کے بارے میں ہمارا محتاط نظریہ ہے کہ انہیں گھر میں لانا ہی نہیں چاہیے۔ اگر کسی اہم مقصد کے لیے

لایا جائے تو اچھے مقاصد کے لیے استعمال میں لائیں اور بچوں کی پہنچ سے دور رکھیں تا کہ اس ناسور کی وجہ سے اہل خانہ کا خانہ آخرت برباد نہ ہو۔ یہ والدین بالخصوص گھر کے سربراہ کی اخلاقی و مذہبی ذمہ داری ہے۔

فائدہ نافعہ:

(۱) دور حاضر کا یہ المیہ ہے کہ دارالافتاء سے تصویر کی حرمت کا فتویٰ جاری ہوتا ہے لیکن بڑی بڑی کانفرنسوں، سیمیناروں، محافل نعت خوانی، مجالس پند و نصائح، اعراس اولیاء، جمعۃ المبارک کے اجتماعات اور شادی کی تقریبات میں تصویر سازی کا اس قدر مظاہرہ کیا جاتا ہے کہ ماضی میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اس تصاویر سازی مظاہرہ میں بعض اہل علم، مشائخ، مقررین، قراٗ اور نعت خوان حضرات اور سامعین سب حصہ لینے کی بھرپور کوشش فرماتے ہیں۔ مسجد حرام، مسجد نبوی، دیگر مساجد اور مقامات مقدسہ بھی تصویر سازی سے محفوظ نہیں رہے۔ پھر طرفہ تماشہ یہ ہے کہ طویل وعریض شائع ہونے والے اشتہارات اور فلیکسز بھی انہی معززین کی تصاویر سے مزین ہوتے ہیں۔ مریدین اپنے مرشد کی تصویر نہایت عقیدت سے اپنے گھر اویزاں کرتے ہیں۔ جس سے ظہر الفساد فی البرو البحر، کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ فالی اللّٰہ المشتکی۔

(۲) بعض اوقات مجبوری کی بناء پر حسب ضرورت تصویر بنوانے کی اجازت ہے مثلاً شناختی کارڈ کے لیے جو حکومت کی طرف سے ملکی شہریت کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے اور حرمین شریفین کی حاضری کی نیت سے پاس پورٹ بنوانے کے لیے جو بین الاقوامی سفر کے لیے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ تصویر ذوق وشوق، نمائش اور گھر میں اویزاں کرنے کی غرض سے نہیں ہوتی، لہٰذا اس کی گنجائش ہے۔

احادیث باب سے ثابت ہونے والے مسائل:

احادیث باب سے نمایاں طور پر ثابت ہونے والے چند مسائل درج ذیل ہیں:

☆ تصویر سازی اور تصویر کو گھر میں رکھنا دونوں امور حرام ہیں۔

☆ تصاویر والے کپڑے کا استعمال کرنا حرام ہے۔

☆ تصویر ساز کو طویل عرصہ تک جہنم میں سزا دی جائے گی۔

☆ تصویر ساز نے جو تصویر تیار کی ہوگی، اس میں جان پیدا کی جائے گی، جو دوزخ میں اسے سزا دے گی۔

(مشکوٰۃ رقم الحدیث ۴۴۹۸)

☆ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے۔ (مشکوٰۃ رقم الحدیث ۴۴۹۸)

☆ جس شخص نے کوئی تصویر بنائی ہوگی، اللہ تعالیٰ اسے اس میں روح پھونکنے تک دوزخ میں عذاب دے گا اور وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔

☆ تصویر ساز آخرت میں دائمی عذاب کا شکار ہوگا، جس سے نجات ملنا مشکل ہوگی۔

☆ تصویر سازی اور تصویر بنوانا دونوں برابر کے جرم ہیں اور دونوں کو برابر کی سزا بھگتنا ہوگی۔

نوٹ: جس طرح تصویر بنانا اور بنوانا حرام ہے اسی طرح اس کی کمائی بھی حرام ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْخِضَابِ

باب 18: خضاب کا حکم

1674 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُوْدِ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرٍ وَّاَبِیْ ذَرٍّ وَّاَنَسٍ وَّاَبِیْ رِمْثَةَ وَالْجَهْدَمَةِ وَاَبِی الطُّفَيْلِ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَاَبِیْ جُحَيْفَةَ وَابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بڑھاپے کو (یعنی سفید بالوں کو خضاب کے ذریعے) تبدیل کردو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو (کیونکہ وہ سفید بال رکھتے ہیں)

اس بارے میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ، حضرت جہدمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

1675 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْاَجْلَحِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ اَحْسَنَ مَا غُيِّرَ بِهِ الشَّيْبُ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُو الْاَسْوَدِ الدِّيْلِیُّ اسْمُهٗ ظَالِمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سُفْيَانَ

1675- اخرجه ابوداؤد (85/4) کتاب الترجل' باب: فی الخضاب' حدیث (4205) والنسائی (139/8) کتاب الزینة' باب: الخضاب' بالحناء' والکتم' حدیث (5080'5079'5078) وابن ماجه (1196/2) کتاب اللباس' باب: الخضاب بالحناء' حدیث (3622) واحمد (169'156'154'150'147/5) من طریق عبد الله بن بریدة الاسلمی' عن ابی الاسود' فذکره۔

◆◆ حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے تم اپنے سفید بالوں کو تبدیل کرو' وہ مہندی اور نیل کے پتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابواسود دیلی نامی راوی کا نام ظالم بن عمرو بن سفیان ہے۔

شرح

بالوں کو خضاب لگانا

اگر سر اور داڑھی کے بال سفید ہو جائیں تو خضاب لگانا جائز ہے۔ مرد اپنے سر اور داڑھی کے بالوں میں خضاب لگا سکتا ہے لیکن ہاتھ اور پاؤں کو خضاب نہیں لگا سکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود و انصاریٰ خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو یعنی خضاب لگاؤ۔ (مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث ۴۴۳۲)

عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے کے لیے ہاتھوں اور پاؤں کو خضاب لگانا خواہ مہندی کا ہو، حرام ہے۔ ایک روایت میں موجود ہے کہ ایک ہیجڑا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا جس نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو خضاب لگا رکھا تھا، آپ نے اس کی وجہ دریافت کی تو صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے عورتوں کے ساتھ مشابہت کی غرض سے خضاب لگایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مدینہ منورہ سے نکال دیا۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر آپ کی طرف سے اجازت ہو تو ہم اسے قتل کر دیں؟ آپ نے جواب دیا: مجھے اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ میں کسی نمازی کو قتل کروں۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۲۶)

شادی شدہ عورت اپنے ہاتھوں اور پاؤں پر خضاب لگا سکتی ہے۔ ایک دفعہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے اپنا ہاتھ دراز کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط پیش کرنے کی کوشش کی تو آپ نے اپنا دستِ اقدس پیچھے کھینچ لیا اور فرمایا: مجھے کیا علم کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ عورت کا ہاتھ ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تو عورت ہوتی تو تیرے ناخنوں پر مہندی کا رنگ موجود ہوتا۔ (سنن نسائی)

اگر شوہر کو مہندی کے خضاب کی بو ناپسند ہو تو عورت مہندی کا خضاب نہیں لگا سکتی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مہندی کے خضاب کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ نے جواب دیا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی' کیونکہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بو ناپسند تھی۔

مرد کے لیے سیاہ خضاب کے علاوہ ہر خضاب جائز ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے گئے تو ان کی داڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کسی چیز کے ساتھ بدل دو یعنی اسے خضاب کر دو۔ مرد کے لیے سیاہ خضاب حرام ہے لیکن مجاہد کے لیے جائز ہے' تاکہ دشمن کا مقابلہ کرتے وقت اس کی نظروں میں نوجوان اور طاقتور محسوس ہو۔

مرد کے لیے بہترین خضاب سرخ سیاہی مائل ہے۔ ایسا خضاب خصوصی مہندی یا کتم یا دونوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کتم ایک پودا کا نام ہے جس کے بیج سے ماضی بعید میں لوگ تحریر کے لیے روشنائی تیار کرتے تھے۔

سوال: کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بالوں کو خضاب لگایا تھا یا نہیں؟

جواب: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بالوں کو کبھی خضاب نہیں لگایا تھا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی مبارک کے کل سترہ یا انیس بال سفید تھے لہٰذا آپ کو اس کی ضرورت نہیں تھی۔ تاہم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خضاب لگایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خضاب لگانے کی ترغیب بھی دی تھی۔ علاوہ ازیں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "عليكم بسنّتي وسنة خلفاء راشدين" کے مطابق خضاب لگانا سنت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجُمَّةِ وَاتِّخَاذِ الشَّعَرِ

باب 19: لمبے بال رکھنا اور بال بڑھانا

1676 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبْعَةً لَّيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ حَسَنَ الْجِسْمِ اَسْمَرَ اللَّوْنِ وَكَانَ شَعْرُهُ لَيْسَ بِجَعْدٍ وَّلَا سَبْطٍ اِذَا مَشٰى يَتَوَكَّأُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَالْبَرَاءِ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّجَابِرٍ وَّوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَّاُمِّ هَانِئٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ حُمَيْدٍ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ درمیانے قد کے مالک تھے نہ زیادہ طویل تھے نہ زیادہ چھوٹے تھے آپ خوبصورت جسم کے مالک تھے گندمی رنگ کے مالک تھے آپ کے بال نہ بالکل گھنگھریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے جب آپ چلتے تھے تو جھک کر چلتے تھے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

(یہ روایت غریب) اس سند کے حوالے سے ہے جو حمید نامی راوی نے نقل کی ہے۔

1677 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ وَّكَانَ لَهُ شَعْرٌ

1676- اخرجه ابوداؤد (266/4) كتاب الادب، باب: في هدى الرجل، حديث (4863) من طريق خالد (الطحان) عن حميد به.

فَوْقَ الْجُمَّةِ وَدُوْنَ الْوَفْرَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ

وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ هٰذَا الْحَرْفَ وَكَانَ لَهٗ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ وَدُوْنَ الْوَفْرَةِ

توضیح راوی: وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِى الزِّنَادِ ثِقَةٌ كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ يُوَثِّقُهٗ وَيَاْمُرُ بِالْكِتَابَةِ عَنْهُ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے آپ کے بال کانوں کی لو سے کچھ زیادہ لمبے تھے۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

یہ روایت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے کئی سندوں سے منقول ہے: میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے تاہم ان راویوں نے اس میں اس جملے کا اضافہ نہیں کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بال کانوں کی لو سے ذرا لمبے تھے۔

عبدالرحمٰن بن زناد نامی راوی نے اس بات کا اضافی تذکرہ کیا ہے اور وہ ثقہ ہیں اور حافظ ہیں۔

شرح

سر پر زلفیں رکھنا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں کے حوالے سے مضمون گزشتہ صفحات پر گزر چکا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ زلفیں تین قسم کی ہوسکتی ہیں:

جمّہ: کندھوں تک لٹکے ہوئے بالوں کو کہا جاتا ہے۔

وفرہ: کانوں کی لو تک لٹکے ہوئے بالوں کو کہا جاتا ہے۔

لمّہ: نصف گردن تک لٹکے ہوئے بالوں کو کہا جاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی خوبیاں:

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار جسمانی محاسن و خصائص اور خوبیوں سے نوازا تھا، ان میں سے حدیث باب میں صرف پانچ بیان کی گئی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1677- اخرجه البخاری (455/1) کتاب الغسل، باب: تخلیل الشعر، حدیث (273)، (400/10) کتاب اللباس، باب: ما وطیء من التصاویر، حدیث (5956)، (317/13) کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب: ما ذکر النبی صلی اللہ علیه وسلم وحض علی اتفاق اهل العلم، وما اجتمع علیه الحرمان، حدیث (7339) واحمد (192/6، 193، 230، 231) وابن خزیمة (1190/1) حدیث (239) من طرق عن هشام بن عروة به۔

۱-میانہ قد: قد کا زیادہ طویل ہونا یا زیادہ قصیر (پست) ہونا دونوں خامیاں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک ان خامیوں سے پاک اور میانہ تھا۔

۲-حسن الجسم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک خوبصورت اور قابل دید تھا۔

۳-أسمر اللون: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا رنگ گندمی تھا اور بقول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ابیض مشرب یعنی آپ کا رنگ مبارک سفید سرخی مائل تھا۔

بقول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ گندمی اور بقول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا رنگ مبارک سفید تھا، اس طرح تعارض ہوا؟ جواب: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا جو حصہ کھلا رہتا تھا اس کا رنگ گندمی تھا اور جو حصہ کپڑے میں چھپا رہتا تھا، وہ سفید تھا۔ (۲) آپ کا جسم مبارک سفید ہونے کا مطلب یہ ہے کہ چونے کی طرح سفید نہیں تھا بلکہ اس میں سرخی شامل تھی جو گندمی رنگ کو ظاہر کرتی تھی۔

۴-بالوں کی خوبصورتی: لفظ: ''جور'' سے مراد گھنگریالا پن، لفظ: ''سبط'' سے مراد ہے سیدھا ہونا۔ بالوں کا بالکل گھنگریالے ہونا خوبصورتی کے منافی ہے اور بالوں بالکل کا سیدھے ہونا بھی خوبی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک قدرے گھنگریالے اور قدرے سیدھے تھے جو حسن وخوبی کو ظاہر کرتے تھے۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تمام خوبیوں کے جامع تھے جو دور سے دعوت نظارہ دیتے تھے۔

۵-لفظ: یَتَکَفَّأُ، صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفعل ہے، جس کا معنیٰ ہے: سر جھکا کر چلنا، آگے کی طرف جھک کر چلنا۔ دوسری خوبیوں کی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک میں یہ خوبی بھی رکھی ہوئی تھی کہ جب آپ چلتے تو پہلوانوں کی طرح اکڑ کر یا اترا کر ہرگز نہ چلتے بلکہ عجز وانکار سے اپنا سر اقدس آگے کو جھکا کر چلتے تھے، حتیٰ کہ دور سے دیکھنے والے محسوس کرتا کہ آپ بلندی سے نیچے کی طرف اتر رہے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّرَجُّلِ اِلَّا غِبًّا

باب 20: روزانہ کنگھی کرنے کی ممانعت

1678 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ

متنِ حدیث: قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ اِلَّا غِبًّا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

1678- اخرجه ابوداؤد (75/4) كتاب الرجل' حديث (4159) والنسائي (132/8) كتاب الزينة' باب: الترجل غبا' حديث (5055) واحمد (56/4) من طريق هشام بن حسان' عن الحسن' فذكره.

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے روزانہ کنگھی کرنے سے منع کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

روزانہ تیل استعمال کرنا اور کنگھی پٹی کرنا

لفظ: ترجل، ثلاثی مزید فیہ از باب تفعل کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: بالوں میں کنگھی کرنا، تیل کنگھی کرنا۔ لفظ غبا، ایک دن چھوڑ کر کوئی کام کرنا۔ یوں کہا جاتا ہے: غب الرجل فی الزیارۃ ، کسی شخص سے کبھی ملاقات کرنا۔ ایک مشہور حدیث ہے: زر غبا تزد حبا ، ناغہ سے ملا کرو، ایسے محبت میں اضافہ ہوگا۔ مراد ہے دو تین دن کے وقفہ سے ملاقات کرنا، دو تین دن کے ناغہ سے ملنا۔ انسان مصروف ترین واقع ہوا ہے، اس کے کرنے کے لیے اتنے کام ہیں، جن کے بارے میں سوچا بھی نہیں جاسکتا، کبھی وہ دین کا کام کرتا ہے کبھی دنیا کا، کبھی ذاتی کام کرتا ہے کبھی دوسرے کا اور شب و روز ہمہ وقت مصروف رہنے کے سبب اس کے پاس فضول کام کرنے کا وقت ہی نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ہدایت و تلقین کرتے ہوئے فرمایا: تم اپنے بالوں میں روزانہ کنگھی تیل نہ کرو، اس سے تین فوائد حاصل ہوں گے:

(۱) فضول کام سے وقت بچے گا جو کسی دینی کام میں صرف کیا جاسکتا ہے۔

(۲) تیل کی بچت ہوگی، جس سے مالی نقصان کا تحفظ ہوگا۔

(۳) ہمہ وقت بناؤ سنگھار میں رہنے کی وجہ سے انسان تکبر و غرور کا شکار بھی ہوسکتا ہے، اس سے بچاؤ ہوگا۔

☆ اگر سر یا داڑھی کے بال الجھ جائیں تو انہیں ٹھیک کرنے کے لیے تیل کنگھی کرنا درست ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِكْتِحَالِ

باب 21: سرمہ لگانا

1679 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ هُوَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اكْتَحِلُوْا بِالْاِثْمِدِ فَاِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1679- اخرجه ابن ماجه (1157/2) كتاب الطب، باب: من اكتحل وتراء حديث (3499) واحمد (354/1) وعبد بن حميد (199) حديث (573) من طريق عباد بن منصور، عن عكرمة، فذكره.

كَانَتْ لَهُ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلَاثَةً فِي هٰذِهٖ وَثَلَاثَةً فِي هٰذِهٖ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ عَلٰى هٰذَا اللَّفْظِ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ نَحْوَهٗ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاِثْمِدِ فَاِنَّهٗ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اثمد نامی سرمہ لگایا کرو کیونکہ یہ بینائی کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بالوں کو اگاتا ہے۔

راوی یہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی ایک سرمہ دانی تھی جس کے ذریعے آپ ﷺ روزانہ رات کے وقت تین مرتبہ اس آنکھ میں اور تین مرتبہ اس آنکھ میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ان لفظوں کے اعتبار سے ہم اسے صرف عباد بن منصور کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اثمد'' نامی سرمہ لگاؤ کیونکہ یہ بینائی کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بالوں کو اگاتا ہے۔

شرح

روزانہ سرمہ لگانا:

آنکھ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے' اس کی بینائی اس سے بھی بڑی نعمت ہے۔ اس کی حفاظت کرنا اور اس کی بینائی کا تحفظ کرنا واجب ہے۔ آنکھوں میں باقاعدہ سرمہ لگانے سے آنکھوں کی بینائی بحال رہتی ہے اور مسنون بھی ہے۔ سرمہ کسی بھی وقت استعمال کیا جا سکتا ہے مگر رات کے وقت سونے سے قبل سرمہ لگانا زیادہ مفید ہے۔ اس لیے کہ رات بھر اس کی تاثیر باقی رہے گی اور آنکھوں کے مسامات میں سرایت کرتا رہے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات دونوں آنکھوں میں تین تین سلائی سرمہ لگایا کرتے تھے۔ آپ ''اثمد'' نامی سرمہ استعمال کرتے تھے جو سیاہ سرخی مائل ہوتا تھا۔ اس کے بہت سے فوائد ہیں، اور سب سے بڑا فائدہ آنکھوں کی صفائی، نظر کی بحالی اور روشنی کے اضافہ کے لیے اکسیر ہے۔ عصر حاضر میں یہ سرمہ نایاب ہے اور مدینہ طیبہ میں بھی اصل سرمہ دستیاب نہیں ہے۔ سرمہ کی سلائیوں کی تعداد کے حوالے سے روایات مختلف ہیں۔ بعض میں تین سلائیوں کا ذکر ہے اور بعض میں دو کا ذکر ہے۔ دونوں روایات میں تطبیق اور دونوں پر عمل کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں آنکھ میں تین اور بائیں میں دو سلائیاں

ڈالی جائیں۔ خود اصل سرمہ نایاب ہے مگر جو بھی سرمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی نیت سے استعمال کیا جائے اس سے مندرجہ بالا مقاصد حاصل ہوسکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالِاحْتِبَاءِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

باب 22: اشتمال صماء اور ایک کپڑے کو احتباء کے طور پر لپیٹنے کی ممانعت

1680 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاِسْكَنْدَرَانِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لِبْسَتَيْنِ الصَّمَّاءِ وَاَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ بِثَوْبِهٖ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنِ عُمَرَ وَعَآئِشَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّجَابِرٍ وَّاَبِيْ اُمَامَةَ

حکم حدیث: وَحَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دو طرح کے لباس پہننے سے منع کیا ہے ایک صماء اور دوسرا یہ کہ آدمی اپنے کپڑے کو اس طرح لپیٹے کہ اس کی شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

شرح

دو طریقے سے کپڑا استعمال کی ممانعت

حدیث باب میں کپڑے کو دو طریقے سے استعمال کی ممانعت کی گئی ہے: (۱) لفظ: اللبسة کپڑا پہننے کا طریقہ اور اسلوب۔ لفظ: الصماء: مضبوط ٹھوس۔ صم الجسم: جسم کو ایک کپڑے میں بند کر لینا، بدن کو ٹھوس اور مضبوط کرنا۔ اس کا طریقہ یہ ہے: کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح لپیٹ لینا کہ دونوں ہاتھ بھی اندر بند ہو جائیں۔ یہ صورت منع ہے۔ اس لیے کہ بعض اوقات ہاتھوں کے اچانک استعمال کی ضرورت پیش آسکتی ہے، جس وجہ سے نقصان کا بھی قوی امکان ہے۔ جیسے راستہ میں چلتے ہوئے پاؤں کو ٹھوکر لگے تو ہاتھوں سے زمین پر فوراً ٹیک لگانے کی ضرورت پیش آئے گی اور بندھے ہوئے ہاتھ استعمال نہ ہونے کی وجہ سے نقصان ہوسکتا

1680- اخرجه احمد (510،496/2) من طريق عن عبيد الله بن عمر

ہے۔(۲)لفظ:الحبوۃ:سے مراد ہے کہ سرین پر بیٹھ کر دونوں رانوں کو دونوں پنڈلیوں سے ملا کر گھٹنے کھڑے کر لینا اور کپڑے سے دونوں ہاتھوں کو پنڈلیوں پر باندھ لینا جبکہ شرمگاہ پر کپڑا نہ ہو، کسی کے دھکا دینے یا نیند آنے سے آدمی گر جائے تو اس کا ننگا پن ظاہر ہو جائے۔حدیث باب میں اس صورت سے بھی منع کیا گیا ہے۔

فائدہ نافعہ:

پہلی صورت کی وجہ ممانعت جسمانی نقصان کا امکان ہے اور دوسری صورت کی وجہ ممانعت انسان کا ننگا پن ظاہر ہونا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مُوَاصَلَةِ الشَّعْرِ

باب 23: مصنوعی بال لگانے کا حکم

1681 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ قَالَ نَافِعٌ الْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَّمُعَاوِيَةَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مصنوعی بال لگانے والی اور مصنوعی بال لگوانے والی، جسم گودنے والی اور گدوانے والی خواتین پر لعنت بھیجی ہے۔

نافع نامی راوی بیان کرتے ہیں: گودنے کا تعلق مسوڑوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما، حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1681- اخرجه البخاری (387/10) كتاب اللباس، باب: وصل الشعر، حديث (5937) واطرافه في (5940، 5942، 5947) ومسلم (1677/3) كتاب اللباس والزينة، باب: تحريم فعل الواصلة والمستوصلة حديث (2124/119) وابو داؤد (77/4) كتاب الترجل، باب: في صلة الشعر، حديث (4168) والنسائي (145/8) باب: المستوصلة، حديث (5090)، (188/8) كتاب الزينة، باب: لعن الله الواشمة والمستوشمة، حديث (5251) واحمد (21/2) من طريق نافع، فذ كره.

شرح

مصنوعی بال لگانے کی مذمت:

وہ عورتیں جن کے بال چھوٹے ہوتے ہیں، وہ اپنی خوبصورتی میں اضافہ کرنے کے لیے مصنوعی بال لگوانے کی کوشش کرتی ہیں۔ حدیث باب میں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کر کے ان کی مذمت کی گئی ہے۔ حدیث باب میں چار عورتوں پر لعنت کی گئی ہے:

۱- واصلۃ: وہ عورت جو اپنے بالوں میں دوسرے انسان کے بال ملانے والی ہو۔

۲- مستوصلۃ: وہ عورت ہے جو اپنے بالوں میں دوسرے انسان کے بال ملوانے والی ہو۔ یاد رہے کہ پہلی صورت میں دکاندار عورت ہے جو ایسا دھندا کرتی ہے جبکہ دوسری صورت میں وہ گاہک عورت ہے جو معاوضہ دے کر اپنے بالوں میں دوسری کے بال ملواتی ہے۔

۳- واشمۃ: وہ عورت ہے جو جسم پر کسی کا نام وغیرہ گودنے والی ہے۔

۴- مستوشمۃ: وہ عورت ہے جو اپنا جسم گدواتی ہے۔ مشہور مقولہ ہے: وشم الجلد یشم وشما ۔ سوئی سے جسم کو گود کر اس میں نیل یا سرمہ بھرنا۔

فائدہ نافعہ:

زمانہ جاہلیت میں خواتین اپنے حسن و جمال اور خوبصورتی میں اضافہ کے لیے بال ملانے کا دھندا کرتی تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا، کیونکہ یہ احترام انسانیت کے منافی ہے کہ ایک انسان کے اجزاء دوسرے کا حصہ بنائے جائیں۔ شریعت میں دوسرے انسان کے بالوں کو اپنے بالوں کے ساتھ ملانے کو مطلقاً حرم قرار دیا گیا ہے۔ تاہم اپنے بالوں کے ساتھ جانوروں کے بال ملانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ رُكُوْبِ الْمَيَاثِرِ

باب 24: میاثر (ریشمی بچھونوں) پر سوار ہونا (یعنی بیٹھنا)

1682 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

1682- اخرجه البخاری (135/3) کتاب الجنائز' باب: الامر با تباع' الجنائز' حدیث (1239) اطرافه فی (2445'5175'5635'5650'5838'5849' 5863'6222'6654) وفی الادب المفرد (932) ومسلم (1635/3) کتاب اللباس والزینة' باب: تحریم استعمال انا الذهب والفضة علی الرجال والنساء حدیث (2066/3) والنسائی (8/7) کتاب الایمان والنذور' باب: برار القسم' حدیث (3778)' (201/8) کتاب الزینة' باب: النهی عن الثیاب القسیة' حدیث (5309) وابن ماجه (683/1) کتا بالکفارات' باب: ابرار القسم' حدیث (2115) واحمد (284/4'287'299) من طریق اشعث بن ابی الشعثاء عن معاویة بن سوید' فذکره۔

متن حدیث: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رُكُوْبِ الْمَيَاثِرِ قَالَ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّمُعَاوِيَةَ وَحَدِيْثُ الْبَرَاءِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ عَنْ اَشْعَثَ ابْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ نَحْوَهٗ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے میاثر پر سوار ہونے (یعنی ریشمی بچھونوں پر بیٹھنے) سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شعبہ نے اشعث بن ابوشعثاء کے حوالے سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے اور اس حدیث میں پورا قصہ منقول ہے۔

شرح

ریشمی کپڑے پر بیٹھنے کی ممانعت:

لفظ میثرة، وثر یثرو ثرة سے بنا ہے، جس کا معنی ہے: قدموں سے دبا کر کسی چیز کو نرم کرنا، ہموار کرنا، برابر کرنا۔ وثر، یوثر وثارة کا معنی ہے: ہموار ہونا، نرم ہونا۔ لفظ میثرة کا معنی ہے: ریشم یا دیبا سے مزین سواری۔ اہل عرب کے ہاں متعدد تکیے استعمال کیے جاتے تھے: (۱) سر کے نیچے رکھنے کے لیے، (۲) ٹیک لگا کر بیٹھنے کے لیے گاؤ تکیہ، (۳) بیٹھنے کے لیے استعمال ہونے والا تکیہ (۴) گھوڑے کی زین پر سواری کے لیے سجایا جانے والا تکیہ، اس تکیہ کو عربی زبان میں میثــــرة، کہا جاتا ہے۔ جس کی جمع میاثر، آتی ہے۔ حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تکیہ کے استعمال کے منع کر دیا تھا۔ علماء کرام نے اس تکیہ کے ممانعت کی متعدد وجوہات بیان کی ہیں: (۱) وہ تکیہ ریشم کا تھا۔ (۲) وہ سرخ تھا، (۳) وہ محض فضول تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 25: نبی اکرم ﷺ کے بستر کا بیان

1683 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ

متن حدیث: قَالَتْ اِنَّمَا كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ يَنَامُ عَلَيْهِ اَدَمٌ حَشْوُهٗ لِيفٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حَفْصَةَ وَجَابِرٍ

1683- اخرجه مسلم (1650/3) كتاب اللباس والزينة، باب: التواضع في اللباس، والاقتصار على الغليظ منه والهسير، حديث (2082/38،37) وابو داؤد (71/4) كتاب اللباس، باب: في الفرش، حديث (4146،4147) وابن ماجه (1390/2) كتاب الزهد، باب: ضجاع آل محمد صلى الله عليه وسلم، حديث (4151) واحمد (48/6، 56، 73، 207، 212) وعبد بن حميد (436) حديث (1506) من طريق هشام بن عروة، عن ابيه، فذكره.

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کا وہ بستر جس پر آپ سویا کرتے تھے چمڑے کا بنا ہوا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک:

حدیث باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک کی کیفیت بیان کی گئی ہے کہ آپ کے آرام کرنے کا بستر مبارک چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔ لفظ لیفٌ: کا معنی عموماً "چھال" سے کیا جاتا ہے جو درست نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چھال تو لکڑیوں کی شکل میں ہوتی ہے، وہ چمڑے میں بھر کر گدا نہیں بن سکتا۔ یہاں لفظ: لیفٌ ۔ سے مراد ریشے ہیں۔ ناریل اور کھجور کے پتوں کی جڑوں سے متصل جھلی ہوتی ہے جو خشک ہو جانے کے بعد از خود زمین پر گر جاتی ہے۔ خشک جھلی کو کوٹ کر اسے ریشے میں تبدیل کیا جاتا تھا جسے لوگ تکیوں اور گدوں میں بھرتے تھے۔ اسے لمبائی میں کوٹ کر اس سے لگام یا رسی تیار کی جاتی تھی۔

دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک بوریے اور ٹاٹ کا تھا جس پر آپ محو استراحت ہوتے تھے۔ آپ کا بستر مبارک دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آپ اجازت عنایت فرمائیں تو آپ کے لیے نرم و آرام دہ بستر پیش کر دیں؟ آپ کا جواب یہ تھا: مجھے دنیا کی راحت و آرام سے کیا تعلق ہے! میں تو اس مسافر کی طرح ہوں جو دوران سفر کسی درخت کے سایہ میں تھوڑا سا آرام کرتا ہے، تو پھر اپنا سفر شروع کر دیتا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ایک انصاری خاتون نے نہایت عقیدت و محبت سے بستر تیار کیا جس میں اون بھری ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے وہ بستر واپس کرتے ہوئے فرمایا: قسم بخدا! اگر میں پسند کروں تو اللہ تعالیٰ نے سونے اور چاندی کے پہاڑ میرے پاس بھیج دے"۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بوریے پر آرام کرتے ہوئے ملاحظہ کیا اور آپ کے جسم مبارک پر نشانات بھی نمایاں تھے۔ انہوں نے روتے ہوئے عرض کیا، یا رسول اللہ! قیصر و کسریٰ تو ریشم اور مخمل کے گدوں پر آرام کریں جبکہ آپ بوریے پر! آپ نے جواب میں فرمایا: "یہ چیزیں دنیا میں ان کے لیے ہیں اور آخرت میں ہمارے لیے ہیں"۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقُمُصِ

باب 26: قمیص کا بیان

1684 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدِ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ تُمَيْلَةَ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى وَزَيْدُ بْنُ حُبَابٍ

عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

متن حدیث: كَانَ اَحَبَّ الثِّيَابِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ تَفَرَّدَ بِهٖ وَهُوَ مَرْوَزِيٌّ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِىْ تُمَيْلَةَ عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ

◆◆ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ترین لباس قمیص تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ہم اس روایت کو صرف عبدالمؤمن بن خالد کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں' اسے نقل کرنے میں وہ منفرد ہیں یہ صاحب مروزی ہیں۔

بعض راویوں نے اس روایت کو ابوتمیلہ کے حوالے سے' عبدالمؤمن بن خالد کے حوالے سے' عبداللہ بن بریدہ کے حوالے سے' ان کی والدہ کے حوالے سے سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

1685 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ تُمَيْلَةَ عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

متن حدیث: كَانَ اَحَبَّ الثِّيَابِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ

قولِ امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَصَحُّ وَاِنَّمَا يُذْكَرُ فِيْهِ اَبُوْ تُمَيْلَةَ عَنْ اُمِّهٖ

◆◆ عبداللہ بن بریدہ اپنی والدہ کے حوالے سے' سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے نزدیک پسندیدہ لباس قمیص تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری کو یہ فرماتے ہوئے سنا: عبداللہ بن بریدہ کی اپنی والدہ کے حوالے سے' سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول روایت زیادہ مستند ہے۔

اس روایت کی سند میں ابوتمیلہ کے اپنی والدہ کے حوالے سے روایت نقل کرنے کا بھی تذکرہ ہے۔

1686 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

1684- اخرجه ابوداؤد (43/4) كتاب اللباس' باب: ما جاء في القميص' حديث (4026'4052) وابن ماجه (1183/2) كتاب اللباس' باب: لبس القميص' حديث (3575) واحمد (317/6) وعبد بن حميد (444) حديث (1540) من طريق عبد الله بن بريدة' عن ام سلمة' فذكره' ليس فيه' عن امه۔

متن حدیث: كَانَ اَحَبَّ الثِّيَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ

◆◆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کا پسندیدہ لباس قمیص تھا۔

1687 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِيُّ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ

متن حدیث: كَانَ كُمُّ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الرُّسْغِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ سیدہ اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کی قمیص کے بازو آپ کی کلائی تک تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

1688 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَبِسَ قَمِيصًا بَدَاَ بِمَيَامِنِهِ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا وَّلَا نَعْلَمُ اَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب قمیص پہنتے تھے' تو دائیں طرف سے پہننا شروع کرتے تھے۔

کئی راویوں نے اس روایت کو شعبہ کے حوالے سے اسی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے' تاہم انہوں نے اسے ''موقوف'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

ہمارے علم کے مطابق صرف عبدالصمد نامی راوی نے اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا مبارک:

لفظ قمیص' قمیص کی جمع ہے' جس کا معنی ہے: کرتا۔ قدیم زمانہ کی طرح دور رسالت میں بھی سلے ہوئے کپڑوں کا عام رواج نہیں تھا۔ دو چادریں استعمال کی جاتی تھیں جن میں سے ایک بطور تہبند اور دوسری جسم کے اوپر والے حصہ کو چھپانے کے لیے اوڑھی جاتی تھی۔ تاہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتا بہت پسند تھا' کیونکہ اس میں خوبصورتی ہے اور اس کے چپٹ جانے کی وجہ سے جسم

1687- اخرجه ابوداؤد (43/4) كتاب اللباس' ما جاء في القميص' حديث (4027) من طريق شهر بن حوشب' فذكره.

1688- اخرجه النسائي في الكبرى (482/5) رقم (9669)

اچھی طرح چھپ بھی جاتا ہے۔ کرتا استعمال کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اپنا دایاں بازو آستین میں ڈالتے تھے اور پھر بایاں بازو آستین میں داخل کرتے تھے، کیونکہ دائیں کو بائیں پر فضیلت حاصل ہے۔ آستین کی طوالت پہنچے تک ہونی چاہیے اور زیادہ سے زیادہ انگلیوں تک ہو جبکہ اس سے زائد نہیں ہونی چاہیے۔

فائدہ نافعہ:

سادہ اور آستینوں والا کرتا استعمال کرنا مسنون ہے۔ کالر اور کف والا کرتا خلاف سنت ہے، لہٰذا اس سے احتراز کیا جائے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا

باب 27: جب آدمی نیا کپڑا پہنے تو کیا پڑھے؟

1689 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ عِمَامَةً أَوْ قَمِيصًا أَوْ رِدَاءً ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ نَحْوَهُ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب کوئی نیا لباس پہنتے تھے تو اس کا نام لیتے یعنی عمامہ یا قمیص یا تہبند اور پھر یہ دعا کرتے۔

"اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں تو نے ہی مجھے یہ پہننے کے لئے دیا ہے لہٰذا میں اس کی بھلائی اور جس بھلائی کے لئے اسے بنایا گیا ہے اس کا تجھ ہی سے طلبگار رہوں۔ اور اس کے شر اور جس شر کے لئے اسے بنایا گیا ہے اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

ہشام نے قاسم بن مالک کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے جو جریری کے حوالے سے اسی کی مانند منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

1689– اخرجه ابوداؤد (4/41، 42) كتاب اللباس، حديث (4020، 4021، 4022) واحمد (3/30، 50) وعبد بن حميد (278) حديث (882) من طريق سعيد بن اياس الجريري، عن ابي نضرة، فذكره.

شرح

نیا کپڑا پہنتے وقت دعا کرنا:

اللہ تعالیٰ کی کثیر نعمتوں میں سے ایک کپڑا ہے، کپڑا پہنتے وقت یا استعمال میں لاتے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور دعا کرنی چاہیے۔ حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب بھی کوئی کپڑا زیب تن کیا جائے مثلاً عمامہ، کرتا، شلوار، تہبند، بنیان اور ٹوپی وغیرہ تو بطور شکر یہ دعا کی جائے: اللهم لك الحمد انت كسوتنيه، أسالك خيره وخير ماصنع له، واعوذبك من شره وسر ماصنع له۔ (اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں، تو نے مجھے کپڑا پہنایا ہے میں تجھ سے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور جس بھلائی کے لیے یہ تیار کیا گیا ہے۔ میں تجھ سے اس کے شر اور جس کے لیے یہ تیار کیا گیا ہے کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں)۔ یاد رہے کہ دعا کا آغاز کرنے سے قبل اس کپڑے کا نام لیا جائے۔ مثلاً هذه عمامة یا هذا رداء یا هذا قميص یا هذه قلنسوة وغیرہ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ لُبْسِ الْجُبَّةِ وَالْخُفَّيْنِ

باب 28: جبہ اور موزے پہننا

1690 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ جُبَّةً رُوْمِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے رومی جبہ پہنا تھا، جس کی آستینیں تنگ تھیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1691 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ هُوَ الشَّيْبَانِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ

1690- اخرجه مالك فى المؤطا (35/1) كتاب الطهارة' باب: ما جاء فى المسح على الخفين' حديث (41) والبخارى (343-342/1) كتاب الوضوء' باب: الرجل يوضىء صاحبه' حديث (182) اطرافه فى (203'206'363' 388 '2918' 4421' 5798'5799) مطولا' ومسلم (169'168/2' نووى) كتاب الطهارة' باب: المسح على الخفين' حديث (75'76'77'78'79'80/274) مطولاً وابو داؤد (38'37/1) كتاب الطهارة' باب: لسح على الخفين' حديث (149'151) والنسائى (63/1) كتاب الطهارة' باب: صفة الوضوء' غسل الكفين' حديث (82) مطولا' واحمد (249/4' 251' 254' 255) وابن خزيمة (63/9) حديث (1642) مطولاً والدارمى (181/1) كتاب الصلوٰة' باب: المسح على الخفين (307/1) كتاب الصلوٰة' باب: السنة فيمن سبق ببعض الصلوٰة بروايات مختلفة' وعبد بن حميد (152) حديث (397) من طريق مالك' عن ابن شهاب' عن عباد بن زياد من ولد المغيرة بن شعبة' عن ابيه' عن المغيرة بن شعبة' فذكره۔

متن حدیث: قَالَ قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ اَهْدٰى دِحْيَةُ الْكَلْبِىُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ فَلَبِسَهُمَا

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَالَ اِسْرَآئِيلُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَامِرٍ وَجُبَّةً فَلَبِسَهُمَا حَتّٰى تَخَرَّقَا لَا يَدْرِى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذَكِىٌّ هُمَا اَمْ لَا

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ اِسْحٰقَ اسْمُهُ سُلَيْمَانُ وَالْحَسَنُ بْنُ عَيَّاشٍ هُوَ اَخُو اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ

◆◆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں دو موزے تحفے کے طور پر پیش کئے' نبی اکرم ﷺ نے انہیں پہن لیا۔

اسرائیل نامی راوی نے جابر کے حوالے سے' عامر کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے: ایک جبہ بھی بھیجا تھا' نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کو پہن لیا' یہاں تک کہ وہ دونوں پھٹ گئے راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کو یہ پتہ نہیں تھا: جس جانور کے چمڑے سے وہ موزے بنائے گئے ہیں' اسے شرعی طور پر ذبح کیا گیا تھا کہ نہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ابواسحٰق نامی راوی کا نام سلیمان ہے۔

حسن بن عیاش نامی راوی ابوبکر بن عیاش کے بھائی ہیں۔

شرح

جبہ اور موزے پہننا:

کرتے کی اعلیٰ شکل کو جبہ کہا جاتا ہے۔ غزوہ تبوک کے سفر کے دوران حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی ساخت کا جبہ زیب تن کیا ہوا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ حضرت مغیر بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرانے کی سعادت حاصل کی تو جبہ کی آستینیں تنگ ہونے کے سبب اوپر نہ چڑھ سکیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آستینوں سے اپنے ہاتھ باہر نکال کر دھوئے۔

ایک دفعہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چمڑے کا جبہ اور دو موزے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیے۔ آپ انہیں مسلسل استعمال کرتے رہے حتی کہ وہ پھٹ گئے تھے۔ آپ نے موزوں کے چمڑے کے بارے میں تحقیق نہ کی کہ وہ مذبوحہ جانور کے چمڑے سے تیار کیے گئے تھے یا مردار جانور کے چمڑے سے کیونکہ دباغت دینے سے ہر چمڑہ پاک ہو جاتا ہے۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جبہ کی قیمت دو ہزار دینار یعنی بیس ہزار درہم تھی۔ آپ کا معمول ایسا قیمتی جبہ یا کپڑا

استعمال کرنے کا نہیں تھا۔ تاہم اس موقع پر آپ نے اتنا قیمتی جبہ بیان جواز کے لیے زیب تن فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر ہمارے لیے سہولت او جواز کا راستہ نکال دیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ شَدِّ الْاَسْنَانِ بِالذَّهَبِ

باب 29: دانتوں کو سونے کے ذریعے باندھنا

1692 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيْدِ وَاَبُوْ سَعْدٍ الصَّغَانِيُّ عَنْ اَبِی الْاَشْهَبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ اَسْعَدَ

متنِ حدیث: قَالَ اُصِيْبَ اَنْفِیْ يَوْمَ الْكُلَابِ فِی الْجَاهِلِيَّةِ فَاتَّخَذْتُ اَنْفًا مِّنْ وَّرِقٍ فَاَنْتَنَ عَلَیَّ فَاَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَّخِذَ اَنْفًا مِّنْ ذَهَبٍ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ بَدْرٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْوَاسِطِیُّ عَنْ اَبِی الْاَشْهَبِ نَحْوَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ طَرَفَةَ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰی سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِی الْاَشْهَبِ وَقَدْ رَوٰی غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهُمْ شَدُّوا اَسْنَانَهُمْ بِالذَّهَبِ وَفِی الْحَدِيْثِ حُجَّةٌ لَّهُمْ

توضیح راوی: وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ سَلْمُ بْنُ زَرِيْنٍ وَّهُوَ وَهْمٌ وَّزَرِيْرٌ اَصَحُّ وَاَبُوْ سَعْدٍ الصَّغَانِیُّ اسْمُهٗ مُحَمَّدُ بْنُ مُيَسَّرٍ

◆◆ حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں جنگ کلاب کے دن میری ناک کٹ گئی تو میں نے چاندی کی ناک بنوالی پھر اس میں سے مجھے بو آنے لگی تو نبی اکرم ﷺ نے ہدایت کی کہ میں سونے کی ناک بنوالوں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ہم اس روایت کو صرف عبدالرحمٰن بن طرفہ کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

سلم بن زریر نے اسے عبدالرحمٰن بن طرفہ کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے ابواشہب نے عبدالرحمٰن بن طرفہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

کئی اہل علم کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: انہوں نے سونے کے دانت لگوائے ہوئے تھے۔

اس حدیث میں ان حضرات کی دلیل موجود ہے۔

1692- اخرجه ابوداؤد (92/4) كتاب الخاتم، باب: ما جاء فی ربط الاسنان بالذهب، حديث (4232، 4233، 4234) والنسائی (164/8) كتاب الزينة، باب: ما اصيب انفه، هل يتخذ انفا من ذهب، حديث (5161) باب: الرخصة فی خاتم الذهب للرجال، حديث (5163) واخرجه احمد (342/4)، (23/5) وعبد الله بن احمد فی زوائده علی المسند (23/5)

ابن مہدی بیان کرتے ہیں: (جن راویوں نے) سلم بن زرین لفظ نقل کیا ہے یہ وہم ہے لفظ: ''زریر'' درست ہے۔
ابوسعد صغانی کا نام محمد بن میسر ہے۔

شرح

سونے کے تار سے دانتوں کو باندھنے کا شرعی حکم:

یہ مسئلہ گزشتہ ابواب کے ضمن میں گزر چکا ہے کہ مرد کے لیے سونا کا استعمال حرام ہے، تاہم ضرورت کے تحت اس کا استعمال درست ہے۔ جنگ کُلاب کے موقع پر حضرت عرفجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناک کٹ گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی تھی۔ اس میں بدبو پیدا ہو جاتی تھی جو پریشانی کا سبب بنتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے انہوں نے سونے کی ناک بنوائی تھی۔ اس طرح بعض اسلاف یعنی صحابہ اور تابعین نے سونے کے تاروں سے اپنے دانت بندھوائے تھے اور دانتوں پر سونے کے خول بھی چڑھوائے تھے۔ حدیث باب سے عیاں ہے بلکہ اس میں صراحت ہے کہ کسی مجبوری کی بناء پر قدرے ضرورت مرد کے لیے سونے کا استعمال جائز ہے۔ حدیث باب کا واقعہ خواہ خاص ہے لیکن اس کا حکم خاص نہیں ہے، بلکہ عام ہے اور تعامل اسلاف سے بھی اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ

باب 30: درندوں کی کھال استعمال کرنا

1693 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ اَنْ تُفْتَرَشَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ عَنْ اَبِيْهِ

اختلافِ روایت: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ اَنَّهٗ كَرِهَ جُلُوْدَ السِّبَاعِ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا قَالَ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ عَنْ اَبِيْهِ غَيْرَ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيْدَ الرِّشْكِ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

693- اخرجه ابوداؤد (4/69) كتاب اللباس' باب: في جلود النمور والسباع' حديث (4132) والنسائي (7/176) كتاب الفرع والعتيرة' باب: النهي عن الانتفاع بجلود السباع' حديث (4253) والدارمي (2/85) كتاب الاضاحي' باب: النهي عن لبس جلود السباع۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ وَهٰذَا اَصَحُّ

◆◆ ابوالملیح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے درندوں کی کھال کو بچھونے کے طور پر استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

حضرت ابوالملیح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے درندوں کی کھال استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے درندوں کی کھال استعمال کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سعید بن ابوعروبہ نامی راوی کے علاوہ اور کسی نے اس روایت کو ابوالملیح کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نقل نہیں کیا۔

حضرت ابوالملیح نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے درندوں کی کھال استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

درندوں کی کھالوں کے استعمال کی ممانعت:

یہ مضمون پہلے بھی گزر چکا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ درندوں کی کھالیں رنگنے سے پاک ہو جاتی ہیں لیکن جس طرح اشیاء خوردنی کا انسانی مزاج پر اثر پڑتا ہے، اسی طرح بچھانے، اوڑھنے اور پہننے والی اشیاء کا بھی انسانی طبیعت پر اثر پڑتا ہے۔ اسی وجہ سے درندوں کی کھال سے بچھونے، ٹوپی اور صدری وغیرہ بنوا کر استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ان کے استعمال سے انسان میں درندگی کی صفات پیدا ہونے کا بھی امکان ہوتا ہے، لہٰذا ان سے منع کر دیا گیا۔ تاہم گھر کی دیواروں پر زیب و زینت اور خوبصورتی کی غرض سے انہیں لٹکانے کی اجازت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ نَعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 31: نبی اکرم ﷺ کے نعلین شریفین کا بیان

1694 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَيْفَ كَانَ نَعْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُمَا قِبَالَانِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ قتادہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ کے نعلین کیسے تھے؟ تو

1694- اخرجه البخاری (324/10) كتاب اللباس، باب: قبالان فی نعل، من رای قبالاً واحداً واسعاً، حديث (5857) وابو داؤد (69/4) كتاب اللباس، باب: فی الانتعال، حديث (3134) والنسائی (217/8) كتاب الزينة، باب: صفة نعل رسول الله صلی الله عليه وسلم، حديث (5369) وابن ماجه (1194/2) كتاب اللباس، باب: صفة النعال، حديث (3615) واخرجه احمد (122/3، 203، 245، 269) عن همام بن يحيی، عن قتادة، عن انس بن مالك به.

انہوں نے بتایا: ان کے دو تسمے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1695 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ نَعْلَاهُ لَهُمَا قِبَالَانِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے نعلین کے دو تسمے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین کی نوعیت:

زمانہ قدیم کی طرح دورِ رسالت میں بھی عموماً لوگ بغیر جوتے کے چلتے پھرتے تھے، یہ صورت حال خواتین و حضرات سب کی تھی۔ تاہم اہل ثروت اور متمول لوگ جوتا استعمال کرتے تھے، جوتے بالوں کے بنے ہوئے ہوتے تھے جن کی صفائی کا بھی اہتمام نہیں تھا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین بغیر بالوں اور عمدہ نوعیت کے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بغیر بالوں کے نعلین استعمال میں لاتے تھے۔ ان سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے جواب دیا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین بھی اسی نوعیت کے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تلامذہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین کی زیارت کرائی جو بغیر بالوں کے تھے۔ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین کو دو، دو تسمے لگے ہوئے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین جیسے نعلین استعمال کرتے تھے۔

فائدہ نافعہ:

شعائر اسلام اور مقامات مقدسہ کی نقول و تصاویر مثلاً کعبہ معظمہ، قرآن کریم، روضہ رسول، مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ اور نعلین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام ازبس ضروری ہے۔ ان کا مساجد، لائبریریوں، دکانوں اور گھروں میں اویزاں کرنا باعث خیر و برکت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نوٹ: وہ جائے نماز جس پر کعبہ معظمہ یا قرآن کریم یا روضہ رسول کی تصویر ہو، اس پر کھڑے ہو کر نماز ادا نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ آداب کے خلاف ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی کَرَاهِيَةِ الْمَشْیِ فِی النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ

باب 32: ایک جوتا پہن کر چلنا مکروہ ہے

1696 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ ح وحَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يَمْشِی اَحَدُكُمْ فِیْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ لِيَنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے یا تو دونوں کو پہن لے یا دونوں کو اتار دے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

ایک جوتا پہن کر چلنے کی ممانعت:

ہر کام کا ایک طریقہ اور انداز ہوتا ہے، اگر اسے اس انداز سے ہٹ کر انجام دیا جائے یا کیا جائے تو وہ بے ڈھنگا طریقہ کہلاتا ہے، جس سے احتراز ضروری ہے۔ حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ دونوں جوتے پہن کر یا دونوں اتار کر چلا جائے مگر ایک جوتا اتار کر اور ایک پہن کر چلنے سے منع کیا گیا ہے۔

فائدہ نافعہ:

کسی مجبوری کی وجہ سے ایک جوتا پہن کر چلنا بھی جائز ہے۔ مثلاً ایک جوتا صحن کے ایک کنارے پر اور دوسرا دوسرے کنارے پر ہے، تو ایک جوتا پہن کر دوسرے جوتے تک جانا یا ایک پاؤں کٹ ہوا ہو جبکہ دوسرا سالم ہو یا ایک پاؤں زخمی ہو اور دوسرا صحیح ہو وغیرہ صورتوں میں۔

1696- اخرجه مالك (916/2) كتاب اللباس، باب: ما جاء فی الانتعال، حديث (14) والبخاری (322/10) كتاب اللباس باب: لا يمشی فی نعل واحدة، حديث (5855) ومسلم (1660/3) كتاب اللباس والزينة، باب: استحباب: لبس

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَرَاهِيَةِ اَنْ يَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ قَائِمٌ

باب 33: کھڑے ہو کر جوتا پہننا مکروہ ہے

1697 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ اَبِیْ عَمَّارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ قَائِمٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّرَوٰى عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّیُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ وَّكِلَا الْحَدِيْثَيْنِ لَا يَصِحُّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَالْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِالْحَافِظِ وَلَا نَعْرِفُ لِحَدِيْثِ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَصْلًا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی شخص کھڑا ہو کر جوتا پہنے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

عبیداللہ بن عمرو الرقی نامی راوی نے اس روایت کو معمر کے حوالے سے قتادہ کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

محدثین کے نزدیک یہ دونوں روایات مستند نہیں ہیں۔

حارث بن نبہان محدثین کے نزدیک حافظ نہیں تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) جبکہ قتادہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کردہ روایت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

1698 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ السِّمْنَانِیُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الرَّقِّیُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّیُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ قَائِمٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

قولِ امام بخاری: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ وَلَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ وَلَا حَدِيْثُ مَعْمَرٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ اَبِیْ عَمَّارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر جوتا پہنے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت مستند نہیں ہے اور نہ ہی معمر کی وہ روایت مستند ہے جو انہوں نے عمار بن ابوعمار کے

حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

شرح

کھڑے ہو کر جوتا پہننے کی ممانعت:

احادیث باب میں کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع کیا گیا ہے۔ ان روایات کا مصداق یہ ہے کہ جب کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے گرنے کا امکان ہو تو بیٹھ کر جوتا پہنا جائے ورنہ کھڑے ہو کر جوتا پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور نہ کراہت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي الْمَشْيِ فِي النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ

باب 34: ایک جوتا پہن کر چلنے کی اجازت

1699 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِيْنَارٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ السَّلُوْلِيُّ كُوْفِيٌّ حَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ سُفْيَانَ الْبَجَلِيُّ الْكُوْفِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: رُبَّمَا مَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بعض اوقات نبی اکرم ﷺ ایک جوتا پہن کر چلا کرتے تھے۔

1700 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ

آثارِ صحابہ: اَنَّهَا مَشَتْ بِنَعْلٍ وَّاحِدَةٍ وَّهٰذَا اَصَحُّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ مَوْقُوْفًا وَّهٰذَا اَصَحُّ

◆◆ عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ ایک جوتا پہن کر چلتی تھیں۔

یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر راویوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم کے حوالے سے اس روایت کو "موقوف" روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور یہی درست ہے۔

شرح

ایک جوتا پہن کر چلنے کی اجازت:

گزشتہ سے پیوستہ حدیث باب میں ایک جوتا پہن کر چلنے سے منع کیا گیا تھا اور زیر بحث باب کی احادیث سے اس کا جواز

ثابت ہوتا ہے۔ دونوں ابواب کی متعارض روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ پہلے باب کی روایت میں اصل مسئلہ بیان کیا گیا ہے لیکن زیر بحث باب کی روایات مجبوری پر محمول ہیں یا بیان جواز پر، للہذا تعارض باقی نہ رہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ بِاَيِّ رِجْلٍ يَّبْدَاُ اِذَا انْتَعَلَ

باب 35: آدمی جوتا پہنتے ہوئے کون سے پاؤں میں پہلے پہنے؟

1701 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِالْيَمِيْنِ وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ فَلْتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص نے جوتا پہننا ہو تو دائیں پاؤں میں پہلے پہنے اور جب جوتا اتارنا ہو تو بائیں پاؤں سے پہلے اتارے دایاں پاؤں پہنتے ہوئے پہلے ہو اور اتارتے ہوئے بعد میں ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

جوتا پہننے اور اتارنے کا مسنون طریقہ:

حدیث باب میں جوتے پہننے اور اتارنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ جوتے پہنتے وقت پہلے دایاں پاؤں جوتے میں داخل کیا جائے پھر بایاں پاؤں داخل کیا جائے، جوتے اتارتے وقت اس کا عکس کیا جائے یعنی پہلے بایاں پاؤں جوتے سے باہر نکالا جائے پھر بایاں پاؤں جوتے سے نکالا جائے۔ اس ترتیب کی وجہ یہ ہے کہ دائیں جانب کو بائیں جانب پر فضیلت حاصل ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ تَرْقِيْعِ الثَّوْبِ

باب 36: کپڑوں میں پیوند لگانا

1701- اخرجه مالك (916/2) كتاب اللباس، باب: ما جاء في الانتعال، حديث (15) والبخاري (324/10) كتاب اللباس، باب: ينزع نعله اليسرى، حديث (5856) ومسلم (1660/3) كتاب اللباس والزينة، باب: استحباب لبس النعل في اليمنى اولا والخلع من اليسرى اولا، وكراهة المشي في نعل واحدة، حديث (2097/67) وابو داؤد (70/4) كتاب اللباس، باب: في الانتعال، حديث (4139) واخرجه احمد (245/2) والحميدي (480/2) حديث (1135)

1702 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ وَاَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَدْتِ اللُّحُوقَ بِي فَلْيَكْفِكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَاِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْاَغْنِيَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِي ثَوْبًا حَتّٰى تُرَقِّعِيهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَالِحِ بْنِ حَسَّانَ

قولِ امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ صَالِحُ بْنُ حَسَّانَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَصَالِحُ بْنُ اَبِي حَسَّانَ الَّذِي رَوٰى عَنْهُ ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ ثِقَةٌ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُو عِيسٰى: وَمَعْنٰى قَوْلِهِ وَاِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْاَغْنِيَاءِ عَلٰى نَحْوِ مَا رُوِيَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ

حدیثِ دیگر: مَنْ رَاٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْخَلْقِ وَالرِّزْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ مِمَّنْ فُضِّلَ هُوَ عَلَيْهِ فَاِنَّهُ اَجْدَرُ اَنْ لَا يَزْدَرِيَ نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْهِ

وَيُرْوٰى عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ صَحِبْتُ الْاَغْنِيَاءَ فَلَمْ اَرَ اَحَدًا اَكْبَرَ هَمًّا مِنِّي اَرٰى دَابَّةً خَيْرًا مِنْ دَابَّتِي وَثَوْبًا خَيْرًا مِنْ ثَوْبِي وَصَحِبْتُ الْفُقَرَاءَ فَاسْتَرَحْتُ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اگر تم (آخرت میں) میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو' تو تمہارے لئے دنیا اتنی ہی کافی ہوگی' جتنا سفر کا زادِ راہ ہوتا ہے اور خوشحال لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے پرہیز کرنا اور کسی بھی کپڑے کو پہننا اس وقت تک نہ چھوڑنا جب تک اس میں پیوند نہ لگالو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف صالح بن حسان کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' صالح بن حسان منکر الحدیث ہیں۔

صالح بن ابوحسان نامی وہ راوی جن کے حوالے سے ابن ابی ذئب نے احادیث نقل کی ہیں وہ ثقہ ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ خوشحال لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے بچنا اس کی مانند وہ روایت ہے' جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے' آپ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کسی ایسے شخص کو دیکھے کہ ظاہری شکل وصورت اور رزق کے حوالے سے اسے اس پر فضیلت دی گئی ہو' تو وہ اپنے سے نچلے طبقے کے اس شخص کو بھی دیکھ لے جس پر اسے فضیلت دی گئی ہے' کیونکہ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہیں سمجھے گا''۔

عون بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں پہلے خوشحال لوگوں کے ساتھ رہا اور میں نے ان میں سب سے زیادہ غمگین اپنے آپ کو پایا کیونکہ میں یہی سمجھتا تھا کہ اس کا جانور میرے جانور سے بہتر ہے اور اس کا لباس میرے لباس سے بہتر ہے' پھر میں نے غریبوں کی

صحبت اختیار کی تو اس سے مجھے راحت حاصل ہوئی۔

شرح

کپڑوں کو پیوند لگانا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رفیقہ حیات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تین وصیتیں فرمائیں جن پر انہوں نے مکمل طور پر عمل کر کے دکھا دیا ان وصایا کی تفصیل بالترتیب درج ہے:

۱-مسافر جتنا زادراہ پاس رکھنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور وصیت فرمایا: اے عائشہ! اگر تم آخرت میں بھی میری رفاقت پسند کرتی ہو تو تمہارے پاس مسافر کے زادراہ سے زیادہ دولت نہیں ہونی چاہیے۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس وصیت کو ہمیشہ اور ہمہ وقت پیش نظر رکھا اور دنیا کی دولت مسافر کے زادہ راہ کے برابر بھی اپنے پاس نہیں رکھی۔ جس طرح مسافر زاد راہ سے زیادہ ساز وسامان اپنے لیے وبال جان تصور کرتا ہے اور اس سامان کو مشقت وعذاب قرار دیتا ہے' دنیوی مال کے بارے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نظریہ اس سے ہرگز مختلف نہیں تھا۔ ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ درہم کا سامان بطور ہدیہ پیش کیا گیا، اونٹ مال سے لدے ہوئے تھے تو آپ نے وہ دولت مسجد نبوی شریف کے صحن میں اتار کر ڈھیر کرنے کا حکم دیا۔ جب اونٹوں سے مال اتار لیا گیا تو گھر سے ایک کپڑا بھیجا اور مال کو ڈھانپ دینے کا حکم دیا۔ اپنی کنیز کو حکم دیا کہ مدینہ طیبہ کے ہر کونے میں اعلان کر دو کہ جسے دولت کی ضرورت ہو، وہ مسجد نبوی میں آجائے۔ اعلان عام کروانے کے بعد آپ خود مسجد میں مال کے پاس آکر تشریف فرما ہو گئیں۔ لوگ جمع ہو چکے تھے، ہر آنے والے شخص سے آپ دریافت کرتیں کہ کتنی دولت کی ضرورت ہے؟ جتنی وہ کہتا تو اسے اتنی عنایت فرماتی رہیں۔ رفتہ رفتہ حاضر ہونے والے تمام لوگ مستفید ہو گئے اور مال بھی اختتام کو پہنچ گیا۔ آخری ضرورتمند سے آپ نے فرمایا: یہ سب مال تیرا ہے۔ پاس کھڑی ہوئی آپ کی کنیز نے عرض کیا: آپ دو درہم اپنے لیے بھی بچالیں کیونکہ آپ کا روزہ ہے اور گھر میں افطاری کے لیے کوئی چیز موجود نہیں ہے، ان کے عوض میں بازار سے گوشت لا کر پکاؤں گی اور افطاری کا اہتمام ہو جائے گا۔ آپ نے جواب دیا: اے اللہ کی بندی! آپ یہ بات مجھے پہلے بتاتیں، اب تو میں سب کچھ محتاجوں میں تقسیم کر چکی ہوں۔

۲-اہل ثروت عورتوں کی دوستی سے احتراز کرنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ وصیت فرمائی کہ وہ دولت مند خواتین سے تعلقات ہرگز استوار نہ کیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب انسان مالدار شخص کو دیکھتا ہے' تو خود بھی دولت مند بننے کی کوشش کرتا ہے۔ جس سے انسان کی اخلاقی حالت تباہ ہو جاتی ہے، دنیا کا طالب ہو کر رہ جاتا ہے اور غرباء کو حقیر مخلوق خیال کرنے لگتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: اذا نظر احد کم الی من فضل علیہ فی المال والخلق، فلینظر الی من ھو اسفل منہ، ممن فضل علیہ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۶۴۹۰) جب تم میں سے کوئی شخص اس آدمی کو دیکھے جو اس پر مال اور حلیہ میں فضیلت دیا گیا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے سے کم درجہ آدمی کو بھی دیکھے جس پر اسے فضیلت حاصل

ہے۔ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: انظروا الی من اسفل منکم، ولا تنظروا الی من ھو فوقکم، فھو اجدر ان لا تزدرو نعمة الله علیکم (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۲۹۶۳) تم اپنے سے کم درجہ لوگوں کو دیکھو اور اپنے سے زیادہ درجہ والے لوگوں کو نہ دیکھو، پس یہ زیادہ مناسب ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو معمولی خیال نہ کرو"۔

اللہ تعالیٰ کی کسی بھی نعمت کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے اور ہر نعمت وفضیلت کا دوسروں سے مقابلہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ اپنے سے کم درجہ لوگوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے۔ حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ان پر غربت اس قدر حملہ آور ہوئی کہ پاؤں کا جوتا بھی باقی نہ رہا۔ وہ دمشق کی جامع مسجد میں داخل ہوئے اور نماز ادا کرنے کے بعد اپنی حالت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حضور خوب گڑگڑا کر دعا کی۔ جب وہ مسجد سے باہر آئے تو انہوں نے ایک ایسا شخص دیکھا جس کے دونوں پاؤں نہیں تھے۔ انہوں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ان کے پاؤں تو سالم ہیں۔

۳- بوسیدہ ہونے سے قبل کپڑے کو پرانا قرار نہ دینا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری اور آخری وصیت کرتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ کپڑا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، لہٰذا قابل استعمال کپڑے کو پرانا کپڑا قرار نہ دیں۔ اگر قابل استعمال کپڑے کا کوئی حصہ ناکارہ ہو جائے یا جل جانے سے سوراخ ہو جائے تو اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے پیوند لگا کر استعمال میں لانا چاہیے۔ صحابہ کرام، تابعین، اولیاء، صوفیاء، صالحین اور علماء ربانیین اپنے لباس کو پیوند لگاتے تھے۔

پیوند لگانے کے کئی فوائد ہیں: (۱) انسان تکبر وغرور سے محفوظ رہتا ہے (۲) انسان اسراف وفضول خرچی سے بچ جاتا ہے، (۳) اللہ کی نعمت کی ناشکری نہیں ہوتی۔

بَاب دُخُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ

باب 37: نبی اکرم ﷺ کا مکہ میں داخل ہونا

1703 حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ اَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ

متن حدیث: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَلَهٗ اَرْبَعُ غَدَائِرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ لَّا اَعْرِفُ لِمُجَاهِدٍ سَمَاعًا مِّنْ اُمِّ هَانِئٍ

حدیث دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ الْمَكِّيُّ عَنِ ابْنِ اَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَلَهٗ اَرْبَعُ ضَفَائِرَ اَبُوْ نَجِيحٍ اسْمُهٗ يَسَارٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي نَجِيحٍ مَكِّيٌّ

1703- اخرجه ابوداؤد (83/4) كتاب الترجل' باب: في الرجل يعقص شعره' حديث (4191) وابن ماجه (1199/2) كتاب اللباس' باب: اتخاذ الجمة والذوائب' حديث (3631) واخرجه احمد (425'341/6)

◆◆ سیّدہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ مکہ تشریف لائے تو اس وقت آپ ﷺ نے بالوں کو چار حصوں میں باندھا ہوا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق مجاہد نے سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔

اور ایک سند کے ساتھ یہ منقول ہے۔ سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے گیسو مبارک چار حصوں میں بندھے ہوئے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

ابونجیح نامی راوی کا نام یسار ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

عبداللہ بن ابونجیح مکی ہیں۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ میں تشریف آوری:

لفظ: غدائر، غدیرہ کی جمع ہے۔ اسی طرح لفظ: ضغائر، ضغیرۃ کی جمع ہے۔ غدیرۃ اور ضغیرۃ دونوں الفاظ مترادف وہم معنی ہیں: جوڑا، لٹ۔ عورتوں سے مشابہت کی بناء پر مردوں کا اپنے بالوں کی چوٹیاں بنانا جائز نہیں ہے لیکن لٹیں بنانا یعنی سر کے بالوں کو مختلف حصوں میں تقسیم کر اور انہیں گول کر کے باندھنا جائز ہے۔ حدیث باب میں اس کے جواز کی صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے بالوں کی لٹیں بنائی ہوئی تھیں۔ حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے آپ کے گیسو چار حصوں میں بندھے ہوئے تھے۔

بَاب كَيْفَ كَانَ كِمَامُ الصَّحَابَةِ

باب 38: صحابہ کرام کی ٹوپیاں کیسی تھیں؟

1704 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمْرَانَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا كَبْشَةَ الْاَنْمَارِيَّ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: كَانَتْ كِمَامُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُطْحًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ بُسْرٍ بَصْرِيٌّ هُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ ضَعَّفَهٗ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّغَيْرُهٗ

قولِ امام ترمذی: وَبُطْحٌ يَعْنِيْ وَاسِعَةً

◆◆ حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کی ٹوپیاں سر سے ملی ہوئی تھیں (یعنی اونچی نہیں ہوتی تھیں)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت منکر ہے۔

عبداللہ بن بسر نامی بصری راوی محدثین کے نزدیک "ضعیف" ہیں۔

یحییٰ بن سعید اور دیگر حضرات نے اسے "ضعیف" قرار دیا ہے۔

لفظ: "بطح" کا مطلب کشادہ ہونا ہے۔

شرح

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ٹوپیوں کی نوعیت:

لفظ: كِمَامٌ، كُمَّةٌ کی جمع ہے، جس طرح قِبَابٌ: قُبَّةٌ کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہے: گول ٹوپی۔ لفظ بطحا، أبطح کی جمع ہے، جس کا معنی ہے: صحابہ کی ٹوپیاں سروں سے بلند نہیں تھیں بلکہ چپکی ہوئی تھیں۔ اگر لفظ: كِمَام: كُمٌّ کی جمع تسلیم کی جائے تو اس کا معنی ہے: آستین یعنی صحابہ کرام کے کرتوں کی آستینیں تنگ نہیں بلکہ چوڑی ہوتی تھیں۔

بَابُ فِيْ مَبْلَغِ الْاِزَارِ

باب 39: پائنچے کا مقام

1705 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نَذِيْرٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ

متنِ حدیث: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَضَلَةِ سَاقِيْ اَوْ سَاقِهٖ فَقَالَ هٰذَا مَوْضِعُ الْاِزَارِ فَاِنْ اَبَيْتَ فَاَسْفَلَ فَاِنْ اَبَيْتَ فَلَا حَقَّ لِلْاِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ

◆◆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے میری (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) اپنی پنڈلی کا سخت حصہ پکڑا اور ارشاد فرمایا: یہ تہبند رکھنے کی جگہ ہے اگر تم نہیں مانتے تو ٹخنوں سے نیچے تہبند رکھنے کی جگہ ہے، اگر تم نہیں مانتے تو اس سے تھوڑا سا نیچے کر لو لیکن اگر یہ بھی نہیں مانتے تو ٹخنوں سے نیچے تہبند رکھنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1705- اخرجه النسائي (206/8) كتاب الزينة، باب موضع الازار، حديث (5329) وابن ماجه (1182/2) كتاب اللباس، باب: موضع الازار اين هو؟ حديث (3572) واخرجه احمد (382/5، 396، 398، 400)

شعبہ اور ثوری نے اسے ابواسحق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

تہبند کے دامن کی حد:

یہ مسئلہ پہلے گزر چکا ہے کہ شلوار یا پاجامہ یا چادر کا دامن ٹخنوں کے نیچے لٹکانا منع ہے۔ حدیث باب میں تہبند کے دامن کی حد کا تعین کر کے بتایا گیا ہے کہ وہ پنڈلی تک ہونا چاہیے یا ٹخنوں کے اوپر تک بھی جائز ہے لیکن ٹخنوں کے نیچے جائز نہیں ہے۔

بَاب الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ

باب 40: ٹوپی پر عمامہ باندھنا

1706 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ اَبِى الْحَسَنِ الْعَسْقَلَانِيِّ عَنْ اَبِى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ اَبِيهِ

متنِ حدیث: اَنَّ رُكَانَةَ صَارَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَرَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُكَانَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

اِنَّ فَرْقَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّاِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِالْقَائِمِ

توضیح راوی: وَلَا نَعْرِفُ اَبَا الْحَسَنِ الْعَسْقَلَانِيَّ وَلَا ابْنَ رُكَانَةَ

◄► ابوجعفر بن محمد بن رکانہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: رکانہ نے جب نبی اکرم ﷺ سے کشتی کی اور نبی اکرم ﷺ نے اسے پچھاڑ دیا تھا' رکانہ نے یہ بات بیان کی ہے: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ہمارے اور مشرکین کے درمیان بنیادی فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے اور اس کی سند مستند نہیں ہے۔

ہمیں ابوالحسن عسقلانی اور ابن رکانہ کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔

شرح

ٹوپی پر عمامہ باندھنا:

حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا ایک فرد تھا جن کا نسب نامہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر مل جاتا ہے۔ طاقتور اور پہلوان ہونے کی وجہ سے قرب و بعد میں ان کی شہرت تھی۔ قبول اسلام سے قبل انہوں

1706- اخرجه ابوداؤد (4/55) كتاب اللباس' باب: في العمائم' حديث (4078)

نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کشتی کرنے کا مظاہرہ کیا لیکن شکست وندامت کے علاوہ کوئی چیز ہاتھ نہ آئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کا شرح صدر فرمایا تو وہ دولت ایمان سے سرفراز ہو گئے۔ حدیث باب کے راوی یہی حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

ان کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر پگڑیاں باندھنا ہے''۔ اس حدیث کے دو مطالب ہو سکتے ہیں:

۱۔ مشرکین ٹوپی کے بغیر صرف پگڑی باندھتے ہیں اور مسلمان ٹوپی پہن کر اوپر عمامہ بھی باندھتے ہیں۔

۲۔ مشرکین پگڑی کے بغیر صرف ٹوپی پہنتے ہیں اور مسلمان ٹوپی پہن کر اس پر دستار بھی پہنتے ہیں۔

پہلا مفہوم حقیقت کے زیادہ قریب ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسلمان کو ہمہ وقت بالخصوص نماز کے وقت ٹوپی اور عمامہ دونوں کو استعمال کرنا چاہیے، کیونکہ یہ مسلمانوں کی علامت ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت سنت بھی ہے۔ اس سے مسلمان کی شان وشوکت اور حقانیت اسلام کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ سرخ رنگ کے علاوہ کسی بھی رنگ کی ٹوپی اور دستار استعمال کی جا سکتی ہے لیکن سفید کی فضیلت زیادہ ہے۔

کسی عمل کے سنت نہ ہونے اور کسی عمل کے خلاف سنت ہونے میں فرق:

کیا کسی عمل کے سنت نہ ہونے کو خلاف سنت عمل کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ کسی عمل کے سنت نہ ہونے کو خلاف سنت عمل کہنا درست نہیں ہے، کیونکہ کسی عمل کا سنت ہونا اور کسی عمل کا خلاف سنت ہونا دونوں الگ چیزیں اور دونوں میں نمایاں فرق ہے مثلاً مطبوعہ قرآن کریم، کتب احادیث اور کتب فقہ وغیرہ کا مطالعہ کرنا سنت نہیں ہے لیکن اسے خلاف سنت بھی نہیں کہہ سکتے، کیونکہ خلاف سنت تو تب ہو جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عمل خاص کرنے کی تلقین کی ہو، وہ ترغیب بھی استحبابی درجہ کی ہو، پھر اس پر عمل کرنے کے بجائے دوسرا طریقہ اختیار کر لیا جائے۔ خلاف سنت عمل کم از کم کراہت کے درجہ میں ضرور ہوتا ہے۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عمل کو اختیار نہ فرمایا ہو اور نہ اس کی تلقین کی ہو تو کوئی شخص اسے معمول بہ بنالے تو وہ خلاف سنت نہیں ہوگا۔ ثابت ہوا کہ مطبوعہ قرآن کریم، کتب احادیث اور کتب فقہ وفنون کا مطالعہ کرنا خواہ سنت نہیں ہے لیکن خلاف سنت بھی نہیں ہے۔ لہٰذا اسی اصول کی بناء پر دور جدید کے بہت سے جدید مسائل کا حل بھی سامنے آ جاتا ہے۔

ہمہ وقت ٹوپی اور دستار کا استعمال کرنا علامت اسلام اور افضل بھی ہے۔ بالخصوص بوقت نماز اس سنت پر ضرور عمل کرنا چاہیے کیونکہ ننگے سر نماز ادا کرنا کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں ہے جبکہ ٹوپی اور دستار سے نماز ادا کرنا کثیر روایات سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں ننگے سر نماز ادا کرنا، احکم الحاکمین کی بارگاہ میں حاضری کے آداب کے بھی خلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخَاتَمِ الْحَدِيْدِ

باب 41: لوہے کی انگوٹھی کا حکم

1707 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ وَّاَبُوْ تُمَيْلَةَ يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ عَنْ عَبْدِ

اللّٰہِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ

متن حدیث: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ خَاتَمٌ مِّنْ حَدِیْدٍ فَقَالَ مَا لِیْ اَرٰی عَلَیْکَ حِلْیَةَ اَھْلِ النَّارِ ثُمَّ جَآئَہٗ وَعَلَیْہِ خَاتَمٌ مِّنْ صُفْرٍ فَقَالَ مَا لِیْ اَجِدُ مِنْکَ رِیْحَ الْاَصْنَامِ ثُمَّ اَتَاہُ وَعَلَیْہِ خَاتَمٌ مِّنْ ذَھَبٍ فَقَالَ مَالِیْ اَرٰی عَلَیْکَ حِلْیَةَ اَھْلِ الْجَنَّةِ قَالَ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ اَتَّخِذُہٗ قَالَ مِنْ وَّرِقٍ وَّلَا تُتِمَّہٗ مِثْقَالًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُسْلِمٍ یُکْنٰی اَبَا طَیْبَةَ وَھُوَ مَرْوَزِیٌّ

◆◆ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا وجہ ہے؟ میں تمہارے اوپر اہلِ جہنم کا لباس دیکھ رہا ہوں؟ پھر وہ شخص آیا تو اس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا وجہ ہے؟ مجھے تم سے بتوں کی بو آ رہی ہے' پھر وہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی آپ نے فرمایا: کیا وجہ ہے؟ میں تمہارے جسم پر اہلِ جنت کا زیور دیکھ رہا ہوں؟ اس نے عرض کی: پھر میں کون سی انگوٹھی پہنوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چاندی کی اور اس میں بھی تم ایک مثقال پورا نہ کرنا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

عبداللہ بن مسلم نامی راوی کی کنیت ابوطیبہ ہے اور یہ مروزی ہے۔

بَاب کَرَاھِیَةِ التَّخَتُّمِ فِیْ اُصْبُعَیْنِ

باب 42: دو انگوٹھیاں پہننا حرام ہے

1708 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ

1707– اخرجہ ابوداؤد (90/4) کتاب الخاتم' باب: ما جاء فی خاتم الحدید' حدیث (4223) والنسائی (172/8) کتاب الزینة' باب: مقدار ما یجعل فی الخاتم من الفضة' حدیث (5195) واحمد (359/5)

1708– اخرجہ مسلم (1659/3) کتاب اللباس والزینة' باب: النھی عن التختم من الوسطی والتی تلیھا' حدیث (2078/64) وابو داؤد (90/4، 91) کتاب الخاتم' باب: ما جاء فی خاتم الحدید' حدیث (4225) والنسائی (177/8) کتاب الزینة' باب: النھی عن الخاتم فی السبابة' حدیث (5210'5211'5212)'(194/8) کتاب الزینة' باب: موضع الخاتم' حدیث (5286'5287)'(219/8) کتاب الزینة باب: النھی عن الجلوس علی المیاثر من الارجوان' حدیث (5376) وابن ماجہ (1203/2) کتاب اللباس' باب: التختم فی الابھام' حدیث (3648) واحمد (109/1' 124' 134' 138' 154' 78' 88) والحمیدی (29/1) حدیث (52)

سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ

متنِ حدیث: نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَسِّيِّ وَالْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَاَنْ اَلْبَسَ خَاتَمِيْ فِيْ هٰذِهٖ وَفِيْ هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلَى السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَابْنُ اَبِيْ مُوْسٰى هُوَ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ اَبِيْ مُوْسٰى وَاسْمُهٗ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ

◄► حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے ریشمی کپڑا پہننے سے سرخ میسرہ استعمال کرنے سے اور اس انگلی میں انگوٹھی پہننے یعنی شہادت کی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں (انگوٹھی پہننے سے) منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابن ابی موسیٰ نامی راوی ابو بردہ بن ابوموسیٰ ہیں اور ان کا نام عامر بن عبداللہ بن قیس ہے۔

شرح

لوہے کی انگوٹھی استعمال کرنے کی ممانعت:

خواتین کے لیے سونا اور چاندی کا استعمال زیورات کی شکل میں جائز ہے، کیوں کے ان سے زینت مطلوب ہے۔ مردوں کے لیے صرف چاندی کا استعمال انگوٹھی کی شکل میں جائز ہے اور اس کا وزن بھی چار گرام سے زائد نہ ہو۔ علاوہ ازیں تمام دھاتیں خواتین و حضرات سب کے لیے حرام ہیں یعنی، لوہا، تانبا، پیتل اور سٹیل وغیرہ۔

دوسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ بیک وقت دو انگوٹھیوں کا استعمال منع ہے' کیونکہ خواتین و حضرات سب کا مقصد ایک انگوٹھی سے پورا ہو جاتا ہے اور دوسری انگوٹھی اسراف کے زمرے میں آتی ہے' جس وجہ سے منع ہے۔ علاوہ ازیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دو انگوٹھیاں استعمال نہیں کیں بلکہ ہمیشہ ایک انگوٹھی پہنی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس انگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے اور انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۳۸۹)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَحَبِّ الثِّيَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 43: نبی اکرم ﷺ کا پسندیدہ لباس

1709 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

1709- اخرجه البخاري (287/10) كتاب اللباس' باب: البرود والحبرة والشملة' حديث (5813'5812) ومسلم (1648/3) كتاب اللباس والزينة' باب: فضل لباس ثياب الحبرة' حديث (2079/33'32) وابو داؤد (51/4) كتاب اللباس' باب: من لبس الحبرة' حديث (4060) والنسائي (203/8) كتاب الزينة' باب: لبس الحبرة' حديث (5315) واحمد (291'184'251'134/3).

متن حدیث: كَانَ اَحَبَّ الثِّيَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا الْحِبَرَةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے نزدیک پسندیدہ لباس دھاری دار یمنی چادر تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ کپڑا:

لغات: الثیاب، ثوب کی جمع ہے۔ بمعنی: کپڑا۔ لفظ حِبَرَۃٌ سے مراد یمن کا بنا ہوا کپڑا ہے، جس کی زمین سفید جبکہ اس پر سرخ دھاریاں بنی ہوتی تھیں۔ حدیث باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کپڑوں سے زیادہ پسند کپڑا یمن کا بنا ہوا تھا۔ خواتین کسی بھی رنگ کا کپڑا استعمال کر سکتی ہیں لیکن مرد حضرات سرخ رنگ کے علاوہ جو چاہیں کپڑا پہن سکتے ہیں۔ سفید کپڑا مرد کی زینت و عظمت کو ظاہر کرتا ہے اور اس کی شان سے زیادہ لائق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

کھانے کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ماقبل سے ربط:

جسمانی تحفظ کے لیے لباس اسی طرح ضروری ہے، جس طرح کھانا ضروری ہے، دونوں کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے مگر لباس کی اہمیت زیادہ ہے، کیونکہ اس سے ستر عورت کا فریضہ انجام دیا جاتا ہے جو پردہ کی روح ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر کتاب اللباس کی بحث کو مقدم اور کتاب الاطعمہ کی بحث کو مؤخر کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ عَلَامَ كَانَ يَاْكُلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 1: نبی اکرم ﷺ جس چیز پر رکھ کر کھایا کرتے تھے اس کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1710 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: قَالَ مَا اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خُوَانٍ وَّلَا فِيْ سُكُرُّجَةٍ وَّلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قَالَ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ فَعَلَامَ كَانُوْا يَاْكُلُوْنَ قَالَ عَلٰى هٰذِهِ السُّفَرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّيُوْنُسُ هٰذَا هُوَ يُوْنُسُ الْاِسْكَافُ وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی "چوکی" پر رکھ کر نہیں کھایا اور نہ ہی کبھی چھوٹے پیالے میں کھایا ہے اور نہ ہی آپ کے لئے کبھی چپاتی تیار کی گئی ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، پھر وہ لوگ کسی چیز پر رکھ کر کھایا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: عام دسترخوان پر۔

1710- اخرجه البخاري (440/9) كتاب الاطعمة، باب: الخبز المرقق والاكل على الخوان والسفرة، حديث (5386) طرفه في (5415) وابن ماجه (1095/2) كتاب الاطعمة، باب: الاكل على الخوان والسفرة، حديث (3292) واحمد (130/3)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔
محمد بن بشار فرماتے ہیں: یہ یونس جو ہیں یہ ''یونس اسکاف'' ہے۔
عبدالوارث نے سعید بن ابوعروبہ کے حوالے سے' قتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

شرح

تین مسائل کی وضاحت:

اس حدیث میں تین مسائل وضاحت طلب ہیں' جن کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- میز پر کھانے کا شرعی حکم:

لفظ: خوان، سے مراد چوکی یا بلند چیز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چوکی وغیرہ پر رکھ کر کھانا تناول نہیں فرمایا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم میز وغیرہ پر رکھ کر کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں!

اس سوال کے جواب سے قبل چند امور کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ممانعت پر مبنی امور کی درجہ بندی کی گئی ہے جو درج ذیل ہے:

۱- حرام: وہ حکم شرعی ہے' جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ اور انکار کفر ہے۔
۲- مکروہ تحریمی: وہ حکم شرعی ہے' جس کی مانعت دلیل ظنی سے ثابت ہو۔ اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے یا بقول بعض بار بار اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے۔

۳- مکروہ تنزیہی: وہ حکم شرعی ہے' جسے شارع علیہ السلام نے ناپسند کیا ہو اور اس کی کوئی شرعی وجہ نہ بتائی ہو مثلاً لہسن نہ کھانے والی روایات مکروہ تنزیہی پر محمول ہیں۔ اس کا ترک افضل ہے۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز اپنے ساتھ خاص کر لی ہو اور اس کی وجہ بھی بیان کر دی ہو، تو ہم اسے اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم پکا ہوا لہسن بھی تناول نہیں فرماتے تھے اور اس کی وجہ بھی بیان فرما دی کہ میرے ساتھ ایسی شخصیت سرگوشی کرتی ہے جو تمہارے ساتھ نہیں کر سکتی یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام۔

۴- مباح: وہ حکم شرعی ہے' جس کی ممانعت کی کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ اشیاء میں اصل اباحت ہے، ممانعت کے لیے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے لیکن جواز کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جو کام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو اور آپ نے اس سے منع بھی نہ کیا ہو، وہ مباح ہے یعنی اس کے کرنے کی ہمیں اجازت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہ میز وغیرہ پر رکھ کر کھانا تناول نہیں فرمایا لیکن اس سے آپ نے منع بھی نہیں فرمایا، لہٰذا یہ ہمارے لیے جائز ہے۔ تاہم اس سے احتراز کرنا اور دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھانا، حقیقت کے قریب تر اور سنت بھی ہے۔

۲- چھوٹے برتن میں کھانا کھانے کی وجوہات:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سالن وغیرہ کے لیے چھوٹا برتن استعمال نہیں فرمایا تھا۔ اس کی کثیر وجوہات ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(i) اس دور میں چھوٹے برتن تیار نہیں ہوتے تھے۔
(ii) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا کھانے کا معمول انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی تھا اور اجتماعی طور پر کھانا کھانے کے لیے چھوٹا برتن نا کافی ہوتا ہے۔
(iii) چھوٹے برتن میں عموماً سلاد یا چٹنی وغیرہ رکھی جاتی ہے لیکن اس دور میں یہ ہاضم اشیاء موجود نہیں تھیں۔

۳- چپاتی نہ پکنے اور نہ کھانے کی وجوہات:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چپاتی نہیں پکائی گئی اور نہ ہی آپ نے تناول فرمائی۔ اس کی متعدد وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(i) آٹا چھانا نہیں جاتا تھا جس وجہ سے روٹی نرم ہو کر چپاتی نہیں بن سکتی تھی۔
(ii) گھی یا تیل استعمال کر کے چپاتی تیار نہیں کی جاتی تھیں، کیونکہ خوراک سادہ ہوتی تھی۔
(iii) روٹی کو چپاتی میں تبدیل نہیں کیا جاتا تھا، کیونکہ آلات موجود نہیں تھے۔

خوان اور مائدہ میں فرق:

لفظ: السفر، سفرۃ کی جمع ہے، جس کا معنی ہے: چمڑے یا کپڑے کا دستر خوان جس پر کھانے پینے کی اشیاء رکھ کر تناول کی جاتی ہیں۔ خوان سے مراد وہ کپڑا یا چمڑہ ہے، جس پر اشیاء خورد و نوش نہ رکھی گئی ہوں۔ مائدہ سے مراد وہ کپڑا یا چمڑہ ہے، جسے بچھا کر اس پر اشیاء خورد و نوش سجادی گئی ہوں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَکْلِ الْاَرْنَبِ

باب 2: خرگوش کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1711 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَیْدِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ

1711- اخرجه البخاری (528/9) کتاب الذبائح والصید، باب: ما جاء فی التصید، حدیث (5489) وطرفه فی (5535) ومسلم (1547/3) کتاب الصید والذبائح، باب: اباحة الارنب، حدیث (1953/53) وابو داؤد (352/3) کتاب الاطعمة، باب: فی اکل الارنب، حدیث (3791) والنسائی (197/7) کتاب الصید والذبائح، باب: الارنب، حدیث (4312) وابن ماجه (1080/2) کتاب الصید، باب: الارنب، حدیث (3343) والدارمی (92/2) کتاب الصید، باب: اکل الارنب، واحمد (291 ،171 ،118/3)

متن حدیث: اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعٰى اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهَا فَاَدْرَكْتُهَا فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُ بِهَا اَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا بِمَرْوَةٍ فَبَعَثَ مَعِي بِفَخِذِهَا اَوْ بِوَرِكِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَهُ قَالَ قُلْتُ اَكَلَهُ قَالَ قَبِلَهُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّعَمَّارٍ وَّمُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ وَيُقَالُ مُحَمَّدُ بْنُ صَيْفِيٍّ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِاَكْلِ الْاَرْنَبِ بَاْسًا وَّقَدْ كَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَكْلَ الْاَرْنَبِ وَقَالُوْا اِنَّهَا تَدْمٰى

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "مرالظہران" کے مقام پر ہم لوگ ایک خرگوش کے پیچھے گئے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اس کے پیچھے بھاگے میں اس تک پہنچ گیا اور میں نے اسے پکڑ لیا میں اسے لے کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا انہوں نے ایک سخت پتھر کے ذریعے اسے ذبح کیا اور اس کی دورانیں یا دوسرینیں میرے ذریعے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھجوائیں تو آپ نے انہیں کھالیا۔

راوی بیان کرتے ہیں، میں نے دریافت کیا، کیا آپ نے انہیں کھالیا، تو انہوں نے جواب دیا: آپ نے اسے قبول کرلیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن صفوان رضی اللہ عنہ اور ایک قول کے مطابق محمد بن صیفی، سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے ان کے نزدیک خرگوش کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض اہل علم نے خرگوش کھانے کو مکروہ قرار دیا وہ فرماتے ہیں: اسے حیض آتا ہے۔

شرح

خرگوش کا حلال ہونا

خرگوش کی حلت پر تمام آئمہ فقہ کا اجماع ہے۔ بعض تابعین اسے مکروہ قرار دیتے تھے لیکن اس کی حرمت یا کراہت پر صراحتاً روایت نہ ہونے کی وجہ سے بالآخر وہ بھی اس کی حلت کے قائل ہو گئے تھے۔ تاہم روافض اس کی حرمت کے قائل ہیں۔

کراہت پر مبنی روایات اور ان کا جواب:

بعض لوگ خرگوش کو مکروہ خیال کرتے ہیں اور اپنے مؤقف پر بطور دلیل متعدد روایات بھی پیش کرتے ہیں۔ سطور ذیل میں ہم ان روایات کا جائزہ لیتے ہیں:

۱- ایک بدو نے خرگوش کا بھنا ہوا گوشت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے وہ گوشت نہ کھایا اور

صحابہ کرام کواس کے کھانے کا حکم دیا۔(سنن نسائی رقم الحدیث ۴۴۲۱تا۴۴۲۹) سند کے اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہے جس وجہ سے قابل استدلال نہیں ہے۔علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض طبعی کراہت کی بناء پراس کا گوشت تناول نہیں فرمایا تھا اور صحابہ کو کھانے کا حکم دیا۔اس سے خرگوش کی کراہت یا حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

۲۔حضرت خذیمہ بن جز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خرگوش کے گوشت کے بارے میں دریافت کیا،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: **لا اکلہ و لا حرمہ**، میں نہ اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام قرار دیتا ہوں''۔راوی کا کہنا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار نہیں دیا تو میں کھاؤں گا۔انہوں نے پھر دریافت کیا: یارسول اللہ آپ اسے کیوں تناول نہیں فرماتے؟ آپ نے فرمایا: **نبئت انھا تدمی**، یعنی مجھے بتایا گیا ہے کہ اسے حیض آتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ،رقم الحدیث ۳۲۴۵)

اس روایت کی سند میں عبدالکریم بن ابی المخارق ضعیف راوی ہیں،لہٰذا اس سے حرمت یا کراہت پر استدلال کرنا بھی درست نہیں ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طبعی کراہت کی وجہ سے اس کا گوشت پسند نہ فرمایا نہ کہ اس کے حرام ہونے کی وجہ سے۔جہاں تک خرگوش کو حیض آنے کا تعلق ہے،اس بارے میں گزارش ہے کہ خالق کائنات کا یہ نظام ہے جو جانور بچے پیدا کرتا ہے اسے حیض ضرور آتا ہے' کیونکہ حیض پیٹ کے بچے کی خوراک بنتا ہے۔تاہم عورت کا حیض جسم سے باہر آتا ہے لیکن جانوروں کا حیض جسم کے اندر ہی رہتا ہے۔اگر حیض کو حرمت کی علت قرار دیں تو تمام وہ جانور جو بچے پیدا کرتے ہیں،وہ سب کے سب حرام قرار پاتے ہیں۔

۳۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ مکہ مکرمہ کے قریب مقام ''صفاح'' پر تھے،تو ایک شخص خرگوش کا شکار کر کے لایا اور اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔آپ نہ اسے کھایا اور نہ اس کے کھانے سے منع کیا۔فرمایا: اسے حیض آتا ہے۔(سنن ابی داؤد،رقم الحدیث ۳۷۹۲) اس روایت کی سند میں محمد بن خالد اور خالد بن الحویرث دونوں راوی ضعیف ہیں،لہٰذا حدیث قابل احتجاج نہیں ہے۔اس میں کراہت یا حرمت کی بھی صراحت نہیں ہے۔

خرگوش کے اباحت کی روایات:

خرگوش کا گوشت بلاشبہ حلال ہے،اس سلسلے میں کثیر روایات موجود ہیں'جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔حضرت ہشام بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے داداجان حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا ایک دفعہ ہم لوگوں نے مقام ''مرالظہران'' میں ایک خرگوش کو بھگایا،صحابہ اس کے پیچھے دوڑے،میں نے اسے پکڑ لیا۔میں اسے اپنے سوتیلے والد حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے سفید پتھر کی تیز دھار سے ذبح کیا اور میرے ذریعے اس کی ایک ران یا اس کا کولہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا،تو آپ نے وہ نوش فرمایا۔حضرت ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: آپ نے قبول فرمایا تھا۔(صحیح بخاری،رقم الحدیث ۵۵۳۵)

قبول کرنا کھانے کو مستلزم ہوتا ہے اور راوی نے روایت بالمعنی کے نتیجہ کے طور پر بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرگوش کا گوشت تناول فرمایا تھا۔

۲-حضرت محمد بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ دو خرگوش اپنے کجاوے سے لٹکائے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے دو خرگوش دستیاب ہوئے ہیں مگر انہیں ذبح کرنے کے لیے کوئی لوہا وغیرہ موجود نہیں تھا، تو میں نے انہیں سفید پتھر کی مدد سے ذبح کیا ہے تو کیا میں ان کو کھا سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تم کھا سکتے ہو۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۲۴۴)

۳-اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خرگوش بطور ہدیہ پیش کیا گیا، میں اس وقت سو رہی تھی۔ آپ نے میرے لیے اس کا پیچھے والا حصہ بچا رکھا، جب میں بیدار ہوئی تو آپ نے وہ مجھے کھلایا۔ (دار قطنی ج ۴ص ۲۹۱)

ان روایات سے ثابت ہوا کہ خرگوش مکروہ یا حرام نہیں ہے' بلکہ بلا کراہت جائز اور حلال ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی تناول فرمایا تھا۔ اس میں حرمت کی وجوہ ثلاثہ یعنی: (۱) درندہ ہونا، (۲) زمین کا کیڑا ہونا، (۳) گندگی کھانا، میں سے کوئی بھی وجود نہیں تھی۔

فائدہ نافعہ:

خرگوش میں شہوت زیادہ ہوتی ہے اور یہ بزدل وڈرپوک جانور ہے۔ لفظ: ارنب، اسم جنس ہے' جس کا اطلاق مذکر ومؤنث دونوں پر ہوسکتا ہے۔ بعض کے نزدیک ان میں فرق بھی ہے: (۱) حزز: مذکر خرگوش کو کہا جاتا ہے۔ (۲) عکرشہ: مؤنث خرگوش کو کہا جاتا ہے (۳) خرنق: چھوٹے خرگوش کو کہا جاتا ہے' خواہ مذکر ہو یا مؤنث۔ ارنب: ایک سال مذکر رہتا ہے اور ایک سال مؤنث رہتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَكْلِ الضَّبِّ

باب 3: گوہ کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1712 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ اَكْلِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا اٰكُلُهُ وَلَا اُحَرِّمُهُ

1712- اخرجه مالك (968/2) كتاب الاستذان' باب: ما جاء في اكل الضب' حديث (11) والبخاري (580/9) كتاب الذبائح والصيد' باب: الضب' حديث (5536) ومسلم (1541/3) كتاب الصيد والذبائح' باب: اباحة الضب' حديث (1943/39) والنسائي (197/7) كتاب الصيد والذبائح' باب: الضب' حديث (4314) وابن ماجه (1080/2) كتاب الصيد' باب: الضب' حديث (3242) والدارمي (92/2) كتابا لصيد' باب: اكل الضب' واحمد (9/2' 10' 46' 60' 62' 74' 81) والحميدي (285/2) حديث (641)

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَاَبِی سَعِیْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّثَابِتِ بْنِ وَدِیعَةَ وَجَابِرٍ وَّعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِیْ اَكْلِ الضَّبِّ فَرَخَّصَ فِیْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمْ وَكَرِهَهٗ بَعْضُهُمْ

آثارِ صحابہ: وَیُرْوٰی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ اُكِلَ الضَّبُّ عَلٰی مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّمَا تَرَكَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَقَذُّرًا

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سے گوہ کھانے کے بارے میں دریافت کیا: گیا' تو آپ نے فرمایا: نہ تو میں اسے کھاتا ہوں اور نہ ہی حرام قرار دیتا ہوں۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہل علم نے گوہ کھانے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم میں سے بعض حضرات نے اس کی رخصت عطا کی ہے اور بعض حضرات نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بات منقول ہے' وہ فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے دستر خوان پر گوہ کھائی گئی ہے اور نبی اکرم ﷺ نے ناپسند کرتے ہوئے خود اسے نہیں کھایا۔

شرح

گوہ کھانے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ:

لفظ: ضب' مذکر ہے اور مونث کے لیے: ضبۃ: ہے۔ اس سے مراد ایک ایسا جانور ہے' جسے گوہ' کہا جاتا ہے۔ اس کی چند خصوصیات یہ ہیں: (۱) اس کے دانت نہیں گرتے، (۲) یہ پانی نہیں پیتا، (۳) اس کے دانت الگ نہیں ہوتے بلکہ ایک قطعہ کی شکل میں ہوتے ہیں' (۴) ضب مذکر کے دو ذکر ہوتے ہیں۔ (۵) چالیس دن کے بعد ایک قطرہ پیشاب کرتا ہے (۶) جو شخص اس کا گوشت کھاتا ہے اسے پیاس نہیں لگتی۔

ضب، چھپکلی کی طرح رینگنے والا جانور ہے، جو چھپکلی سے بڑا ہوتا ہے۔ یہ درختوں کے تنوں اور سوراخوں میں رہتی ہے۔ ضب بڑی ہوتی ہے اور چھوٹی بھی۔ چھوٹی ضب چالاک ہوتی ہے جو کاٹتی بھی ہے جبکہ بڑی نہیں کاٹتی۔ بڑی صب دیوار کے ساتھ مضبوطی سے چپک جاتی ہے' جس کی مدد سے چور دیوار پر چڑھ کر چوری کرنے میں کامیاب ہو جاتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ ضب کا کھانا حلال

ہے یا حرام ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ضب حلال ہے، ان کے دلائل درج ذیل ہے:

(i) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے گوہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: لا اکلہ ۔ و لا احرمہ ۔ یعنی میں نہ اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام قرار دیتا ہوں۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث ۵۵۲۶)

(ii) ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند صحابہ موجود تھے، آپ کی خدمت میں گوہ کا گوشت پیش کیا گیا تو امہات المؤمنین میں سے کسی نے گوہ کے گوشت پیش کرنے کے بارے میں عرض کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کلو ا فانہ حلال و لکنہ لیس من طعامی: تم کھاؤ، کیونکہ یہ حلال ہے لیکن میرے کھانے کی چیز نہیں ہے۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث ۱۹۴۳)

(iii) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کی خالہ ام حفید نجد سے بھونی ہوئی گوہ لائیں جو حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی گئی، جب کوئی نئی چیز آپ کے حضور پیش کی جاتی تو اس کے بارے میں بتا بھی دیا جاتا تھا۔ آپ نے گوہ کی طرف اپنا دست اقدس دراز کیا تو عرض کیا گیا: یارسول اللہ! یہ گوہ کا گوشت ہے تو آپ نے اپنا دست اقدس پیچھے کھینچ لیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا یہ حرام ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: لاولکنہ لم یکن بارض قومی فاجدنی اعافہ، گوہ حرام نہیں مگر ہمارے علاقہ میں نہیں پائی جاتی اس لیے مجھے ناپسند ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ضب کو اپنی طرح کھینچ لیا اور اسے تناول کرتا رہا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے رہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۵۳۹۱)

ان روایات میں ضب کی حلت کی صراحت ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ضب کا گوشت کھانا حلال اور جائز ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ضب کھانا مکروہ یا حرام ہے۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(i) حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع کیا۔ (سنن ابی داود، رقم الحدیث ۳۷۹۶)

(ii) حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم ایک ایسے علاقہ میں پہنچے جہاں گوہ کثرت سے پائی جاتی تھی، جبکہ ہمیں بھوک بھی لگی ہوئی تھی، ہم نے گوہ پکائی اور ہماری ہنڈیاں ابل رہی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا چیز پکا رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! گوہ پکا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے بعض لوگ جانوروں کی صورت میں مسخ کر دیے گئے تھے، مجھے گمان ہے کہ وہ گوہ کی شکل میں مسخ کیے گئے ہوں، لہٰذا تم لوگ ہنڈیا الٹ دو یعنی گوشت ضائع کر دو۔ (شرح معانی الآثار)

ان روایات سے گوہ کے گوشت کی حرمت ثابت ہوتی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گوہ نہیں کھائی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ابتداء اسلام میں گوہ حلال قرار دی گئی، لیکن طبعی کراہت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تناول نہیں فرمائی، پھر آپ نے اس کی ممانعت فرمادی اور بعدازاں حرام قرار دے دی۔ احناف محدثین کے نزدیک ضب مکروہ تنزیہی ہے اور احناف فقہاء کے نزدیک مکروہ تحریمی یعنی حرام ہے۔

فائدہ نافعہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی گوہ نہیں کھائی اور نہ کھانے کی وجوہات بھی بیان فرمادیں:

(i) گوہ آپ کے علاقہ میں نہیں پائی جاتی تھی۔

(ii) ضب بنی اسرائیل لوگوں کی مسخ شدہ شکل ہے۔

(iii) طبعی کراہت کی وجہ سے آپ نے ضب پسند نہیں فرمائی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَكْلِ الضَّبُعِ

باب 4: بجو کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1713 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ عَمَّارٍ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ لِجَابِرٍ الضَّبُعُ صَيْدٌ هِیَ قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ اٰكُلُهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ لَهٗ اَقَالَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰی هٰذَا وَلَمْ يَرَوْا بِاَكْلِ الضَّبُعِ بَاْسًا وَّهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَرُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثٌ فِیْ كَرَاهِيَةِ اَكْلِ الضَّبُعِ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِیِّ وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَكْلَ الضَّبُعِ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ يَحْيَى الْقَطَّانُ

اختلافِ روایت: وَرَوٰی جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ

1713- اخرجه ابوداؤد (355/3) كتاب الاطعمة، باب فی اكل الضبع، حديث (3801) والنسائی (191/5) كتاب مناسك الحج، باب: ما لا يقتله المحرم و (200/7) كتاب الصيد والذبائح، باب: الضبع، وابن ماجه (1030/2) كتاب المناسك، باب: جزاء الصيد يصيبه المحرم، حديث (3085) و (1078/2) كتاب الصيد، حديث (3236) من طريق عبد الله بن عبيد بن عمير عن ابی عمار عن جابر، فذكره۔

عَمَّارٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ وَحَدِيْثُ ابْنِ جُرَيْجٍ اَصَحُّ

توضیح راوی: وَابْنُ اَبِىْ عَمَّارٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ عَمَّارٍ الْمَكِّىُّ

◆◆ ابن ابوعمار بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا بجو شکار ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے دریافت کیا' کیا میں اسے کھا سکتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے دریافت کیا' کیا یہ بات نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں' ان کے نزدیک بجو کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

امام احمد' امام اسحٰق کا یہی قول ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے ایک حدیث ایسی بھی منقول ہے' جس میں بجو کھانے کی کراہت کا تذکرہ ہے' تاہم اس کی سند مستند نہیں ہے اور بعض اہل علم نے بجو کھانے کو مکروہ قرار دیا ہے' ابن مبارک کا یہی قول ہے۔

یحیٰی قطان بیان کرتے ہیں' جریر بن حازم نے اس حدیث کو عبداللہ بن عبید کے حوالے سے ابن ابی عمار کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا اور ان کے قول کے طور پر کیا ہے' تاہم ابن جریج کی روایت زیادہ مستند ہے۔

ابن ابی عمار نامی راوی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابوعمار مکی ہے۔

1714 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ اَبِى الْمُخَارِقِ اَبِىْ اُمَيَّةَ عَنْ حِبَّانَ بْنِ جَزْءٍ عَنْ اَخِيْهِ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزْءٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ الضَّبُعِ فَقَالَ اَوَ يَاْكُلُ الضَّبُعَ اَحَدٌ وَّسَاَلْتُهُ عَنِ الذِّئْبِ فَقَالَ اَوَ يَاْكُلُ الذِّئْبَ اَحَدٌ فِيْهِ خَيْرٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ اَبِىْ اُمَيَّةَ

متنِ حدیث: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ فِىْ اِسْمٰعِيْلَ وَعَبْدِ الْكَرِيْمِ اَبِىْ اُمَيَّةَ وَهُوَ عَبْدُ الْكَرِيْمِ بْنُ قَيْسِ بْنِ اَبِى الْمُخَارِقِ وَعَبْدُ الْكَرِيْمِ بْنُ مَالِكٍ الْجَزَرِىُّ ثِقَةٌ

◆◆ حضرت خزیمہ بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ سے بجو کھانے کے بارے میں دریافت کیا: تو آپ نے فرمایا: کوئی شخص بجو کھا سکتا ہے؟ میں نے آپ سے ''بھیڑیا'' کھانے کے بارے میں دریافت کیا: تو آپ نے فرمایا: کیا کوئی ایسا شخص بھیڑیے کو کھا سکتا ہے' جس میں بھلائی موجود ہو؟

1714- اخرجه ابن ماجه (1078/2) كتاب الصيد' باب: الضبع' حديث (3237)

اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے اور یہ اسماعیل بن مسلم کے حوالے سے عبدالکریم بن امیہ کے حوالے سے منقول ہے۔ بعض محدثین نے اسماعیل کے بارے میں کلام کیا اور عبدالکریم ابوامیہ جو ہیں' یہ عبدالکریم بن قیس ہیں' اور یہ قیس ابومخارق کے صاحبزادے ہیں جبکہ عبدالکریم بن مالک جذری مستند راوی ہیں۔

شرح

بجو کے حلال وحرام ہونے میں مذاہب آئمہ:

لفظ: الضبع: ایک جانور کا نام ہے' جسے بجو کہا جاتا ہے۔ یہ ایک سال مذکر اور ایک سال مؤنث رہتا ہے۔ مذکر ومؤنث دونوں کا فریضہ انجام دے لیتا ہے بھیڑیے کی شکل کا جنگلی جانور ہے جو گوشت خور ہے۔ دن بھر بل میں چھپا رہتا ہے اور رات کے وقت باہر نکلتا ہے۔ اس کی آنکھیں چھوٹی اور تیز ہوتی ہیں اور انسان کی قبر کھود کر مردے کا گوشت کھوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ "بجو" کا گوشت کھانا حلال ہے یا حرام؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرام ہے۔ انہوں نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت سے استدلال کیا ہے: ومن یاکل الضبع ؟ یعنی بجو کون کھاتا ہے؟ یہ استفہام انکاریہ ہے یعنی بجو بھی کوئی کھانے والی چیز ہے یا اسے کون کھاتا ہے؟ یعنی کوئی بھی نہیں کھاتا، اس سے بجو کے حرام ہونے کی صراحت ہے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ یہ جائز وحلال ہے۔ انہوں نے پہلی حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابن ابی عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا: کیا بجو شکار ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، بجو شکار ہے۔ میں نے پھر دریافت کیا: کیا میں اسے کھا سکتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ میں نے پھر سوال کیا: کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ نے ایسے فرمایا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) جب محرم اور مبیح کے درمیان تعارض آ جائے تو محرم کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ (۲) آخری: نعم کا تعلق شکار سے ہے' جس کی تائید سنن ابی داؤد کی روایت سے ہوتی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الضبع فقال: ھو صید، میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ضبع (بجو) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: یہ شکار ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ

باب 5: گھوڑے کا گوشت کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1715 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: اَطْعَمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُومَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ وَّرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ وَّرِوَايَةُ ابْنِ عُيَيْنَةَ اَصَحُّ

قولِ امام بخاری: قَالَ : وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ اَحْفَظُ مِنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھلایا ہے اور آپ نے ہمیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ابوعیسیٰ فرماتے ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس حدیث کو کئی راویوں نے اسی طرح عمرو بن دینار کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس حدیث کو حماد بن زید نے عمرو بن دینار کے حوالے سے امام محمد بن علی (امام محمد الباقر) کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابن عیینہ کے روایت زیادہ مستند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد (بن اسماعیل بخاری) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: سفیان بن عیینہ' حماد بن زید سے زیادہ حافظ ہیں۔

شرح

گھوڑے کا گوشت کھانے میں مذاہب آئمہ:

کیا گھوڑے کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکروہ ہے۔ انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت سے استدلال کیا ہے: نهى عن اكل لحوم الخيل الخ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں' خچروں اور گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (سنن ابی داؤد' رقم الحدیث ۳۷۹۰)

علاوہ ازیں ارشاد ربانی ہے: والخيل والبغال والحمير لتركبوها وزينه ۔ (القرآن) گھوڑے' خچر اور گدھے تمہاری سواری اور زینت کے لیے ہیں''۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ بلا کراہت جائز ہے۔ انہوں نے حدیث

1715- اخرجه النسائی (201/7) كتاب الصيد' والذبائح' باب: الاذن في اكل لحوم الخيل' حديث (4327-4328) والحميدی (528/2) حديث (1254)

باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھلایا اور گدھوں کے گوشت سے ہمیں منع فرمایا۔'' علاوہ ازیں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں مدینہ طیبہ میں ہم نے ایک گھوڑا ذبح کیا اور اسے کھایا (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۱۹۴۲)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: جب موجب کراہت اور مبیح میں تعارض آ جائے تو موجب کراہیب کو ترجیح حاصل ہے۔ لہٰذا ہمارے دلائل کو ترجیح حاصل ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ

باب 6: پالتو گدھوں کے گوشت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1716 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَیْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ زَمَنَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ هُمَا ابْنَا مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ يُكْنٰى اَبَا هَاشِمٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ اَرْضَاهُمَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وقَالَ غَيْرُ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَكَانَ اَرْضَاهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت یحییٰ بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ' حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے زہری کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' زہری نے اس حدیث کو عبداللہ اور حسن سے روایت کیا ہے' جو امام محمد بن علی کے صاحبزادے ہیں انہوں نے اس روایت کو اپنے والد کے حوالے سے' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی جنگ کے موقع پر خواتین کے ساتھ متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا۔

زہری اس حدیث کو عبداللہ اور حسن کے حوالے سے نقل کرتے ہیں جو امام محمد (الباقر) کے صاحبزادے ہیں وہ حضرت

1716- اخرجه البخاری (570/9) کتاب الذبائح والصید' باب: لحوم الحمر الانسیة' حدیث (5523) واخرجه مسلم (1028/2) کتاب النکاح' باب: نکاح المتعة وبیان' انه ابیح ثم نسخ' ثم ابیح ثم نسخ' واستقر تحریمه الی یوم القیامة' حدیث (1407/32-31) و (1537/3) کتاب الذبائح' والصید: باب: تحریم اکل لحم الحمر الاهلیة' حدیث (1407/22) والنسائی (202/7) کتاب الذبائح' والصید: باب: تحریم اکل لحوم الحمر الاهلیة' (120/6) کتاب النکاح' باب: تحریم المتعة' وابن ماجه (630/10) کتاب النکاح' باب: النهی عن نکاح المتعة' حدیث (1961)

علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔

زہری فرماتے ہیں ان دونوں حضرات میں حسن بن محمد میرے نزدیک زیادہ مستند ہیں۔

سعید بن عبدالرحمن کے علاوہ دیگر راویوں نے ابن عیینہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: عبداللہ بن محمد زیادہ مستند ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1717 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ كُلَّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَالْمُجَثَّمَةَ وَالْحِمَارَ الْاِنْسِىَّ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّجَابِرٍ وَّالْبَرَاءِ وَابْنِ اَبِىْ اَوْفٰى وَاَنَسٍ وَّالْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَاَبِىْ ثَعْلَبَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: وَرَوٰى عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّغَيْرُهٗ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو هٰذَا الْحَدِيْثَ وَاِنَّمَا ذَكَرُوْا حَرْفًا وَّاحِدًا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر نوکیلے دانتوں والے درندوں کا گوشت کھانے اور جانور کو باندھ کر اس پر نشانے بازی کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت براء رضی اللہ عنہ' حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

عبدالعزیز بن محمد اور دیگر راویوں نے محمد بن عمرو کے حوالے سے اسی حدیث کو نقل کیا ہے' تاہم انہوں نے اس حدیث کا صرف یہ جملہ نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے ہر نوکیلے دانت والے درندے کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا۔

شرح

پالتو گدھوں کے گوشت کھانے کا شرعی حکم:

آئمہ اربعہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ گھریلو گدھے کا گوشت حرام ہے۔ گھریلو کی قید لگانے سے جنگلی گدھا خارج ہوگیا، لہٰذا جنگلی گدھے کا گوشت کھانا (معمولی کراہت سے) جائز ہے۔ احادیث باب سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

1717- اخرجه احمد (366/2)

غزوۂ خیبر کے موقع پر چند چیزوں کو حرام قرار دیا تھا: (۱) عورتوں سے متعہ کرنا۔ (۲) نوکیلے دانتوں والے درندوں کا گوشت کھانا (۳) جانور کو باندھ کر اسے نشانہ بازی کرنا (۴) پالتو گدھوں کا گوشت کھانا۔

سوال: احادیث باب سے گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے لیکن حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے پالتو گدھوں کے گوشت کی حلت ثابت ہوتی ہے۔ وہ روایت یوں ہے کہ ہم قحط سالی کا شکار تھے، میرے پاس کوئی چیز موجود نہیں تھی جو اپنے اہل خانہ کو کھلا سکتا، البتہ گدھے موجود تھے جن کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا تھا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہم قحط سالی کا شکار ہیں، میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو میں اپنے اہل خانہ کو کھلاؤں، تاہم چند فربہ گدھے موجود ہیں، جن کا گوشت آپ نے حرام قرار دے دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اطعم اهلك من سمين حمرك فانما حرمتها من اجل حوال القرية تم اپنے اہل خانہ کو اپنے فربہ گدھے (کا گوشت) کھلاؤ، کیوں کہ میں نے اس لیے اسے حرام قرار دیا تھا کہ یہ گاؤں کے باہر گھومتے رہتے ہیں اور گندگی کھاتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۸۰) اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: احادیث باب کی اسناد قوی اور متون غیر شاذ ہیں جبکہ حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی سند ضعیف اور متن شاذ ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج۹ ص۶۵۶) اس طرح یہ روایت غیر صحیح ہونے کی وجہ سے معمول بہ نہیں ہو سکتی۔

فائدہ نافعہ:

(۱) خچر کی حلت اور حرمت کا حکم ماں کے تابع ہے۔ اگر خچر گھوڑی اور گدھے کے ملنے سے پیدا ہوا ہو تو حلال ہوگا اور اگر گدھی اور گھوڑے کے ملنے سے پیدا ہوا ہو تو حرام ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر گائے اور گدھے کے ملنے سے پیدا ہوا ہو، تب بھی حلال ہوگا۔

(۲) ہر جانور کی حلت و حرمت کا حکم ماں کے تابع ہے اور جو حکم گوشت کا ہے وہی حکم اس جانور کے دودھ کا ہے۔ گھوڑی کا گوشت حلال ہے، لہٰذا اس کا دودھ بھی حلال ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جب گدھی کا گوشت حرام ہے، تو اس کا دودھ بھی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَكْلِ فِيْ اٰنِيَةِ الْكُفَّارِ

باب 7: کفار کے برتنوں میں کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1718 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ الطَّائِيُّ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قُدُوْرِ الْمَجُوْسِ فَقَالَ اَنْقُوْهَا غَسْلًا وَّاطْبُخُوْا فِيْهَا وَنَهٰى عَنْ كُلِّ سَبُعٍ ذِيْ نَابٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ مَشْهُوْرٌ مِّنْ حَدِيْثِ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ وَرُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَاَبُوْ ثَعْلَبَةَ اسْمُهُ جُرْثُوْمٌ وَّيُقَالُ جُرْهُمٌ وَّيُقَالُ نَاشِبٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ ذُكِرَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِىْ اَسْمَاءَ الرَّحَبِىِّ عَنْ اَبِىْ ثَعْلَبَةَ

◆◇ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سے مجوسیوں کی ہانڈیوں کے بارے میں دریافت کیا: گیا' تو آپ نے فرمایا: تم دھوکر انہیں صاف کرلو اور ان میں پکالو! (راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے ہر نوکیلے دانت والے پرندے کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے زیادہ مشہور ہے اور اس کے علاوہ دیگر حوالوں سے بھی یہ ان سے منقول ہے حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ کا نام جرثوم تھا اور ایک قول کے مطابق جرہم تھا اور ایک قول کے مطابق ''ناشب'' تھا۔

یہ حدیث ابوقلابہ کے حوالے سے ابواسماء رحبی کے حوالے سے' حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

1719 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ عِيْسٰى بْنِ يَزِيْدَ الْبَغْدَادِىُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَيْشِىُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ وَقَتَادَةَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِىْ اَسْمَاءَ الرَّحَبِىِّ عَنْ اَبِىْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِىِّ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ اَهْلِ الْكِتَابِ فَنَطْبُخُ فِىْ قُدُوْرِهِمْ وَنَشْرَبُ فِىْ اٰنِيَتِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ لَّمْ تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَارْحَضُوْهَا بِالْمَآءِ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ صَيْدٍ فَكَيْفَ نَصْنَعُ قَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُكَلَّبَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَقَتَلَ فَكُلْ وَاِنْ كَانَ غَيْرَ مُكَلَّبٍ فَذُكِّىَ فَكُلْ وَاِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَقَتَلَ فَكُلْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◇ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم لوگ اہل کتاب کی سرزمین پر رہتے ہیں اور ان کی ہنڈیا میں پکالیتے ہیں اور ان کے برتنوں میں پی لیتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تمہیں' ان کے علاوہ اور کوئی برتن نہ ملے تو تم انہیں پانی کے ذریعے صاف کرلیا کرو پھر حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم شکار کی سرزمین پر رہتے ہیں ہم کیا کریں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے تربیت یافتہ کتے کو بھیجو اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے لو اور وہ کتا جانور کو ماردے' تو تم اسے کھالو اور اگر وہ تربیت یافتہ نہ ہو' تو تم اسے ذبح کرکے کھالو اور اگر تم نے اپنا تیر پھینکا ہو' اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا ہو' اور اس نے جانور کو قتل کردیا ہو' تو اسے کھالو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

کفار کے برتنوں کا استعمال:

کفار اور مشرکین کے وہ برتن جو دھات سے تیار کیے گئے ہوں مثلاً لوہا' تانبا' سلور اور پیتل وغیرہ سے' تو ان کو دھوکر استعمال

1719- اخرجه احمد (195/4)

کر سکتے ہیں۔ اگر برتن لکڑی اور مٹی سے تیار کیے گئے ہوں جو مظروف کو چوس لیتے ہیں، وہ ناپاکی کے لیے استعمال نہ کیے گئے ہوں تو ان کو دھونے سے قبل استعمال میں لانا مکروہ ہے مگر دھونے کے بعد بلا کراہت جائز ہیں۔ اگر یہ برتن ناپاکی مثلاً شراب نوشی، مردار یا خنزیر وغیرہ کا گوشت پکانے کے لیے استعمال کیے گئے ہوں تو دھونے کے بعد مجبوری کے سبب استعمال میں لا سکتے ہیں۔

فائدہ نافعہ:

کفار اور مشرکین اگر ناپاکی سے احتراز کرتے ہوں تو ان کے کپڑے اور پانی پاک ہے جو مسلمان اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں۔ اگر وہ پلیدی سے اجتناب نہ کرتے ہوں تو ان چیزوں کا استعمال مسلمان کے لیے ممنوع ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْفَارَةِ تَمُوْتُ فِي السَّمْنِ

باب 8: وہ چوہا جو گھی میں گر کر مر جائے اس کے بارے میں جو منقول ہے

1720 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ وَاَبُوْ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ فَارَةً وَّقَعَتْ فِيْ سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ عَنْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ سند: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ مَيْمُوْنَةَ وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَصَحُّ وَرَوٰى مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَهُوَ حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ

قولِ امام بخاری: قَالَ : وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ وَحَدِيْثُ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ فِيْهِ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ اِذَا كَانَ جَامِدًا فَاَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَاِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوْهُ هٰذَا خَطَاٌ اَخْطَاَ فِيْهِ مَعْمَرٌ قَالَ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ

1720- اخرجه مالك في الموطا (971/2) كتاب الاستئذان، باب: ما جاء في الفارة في السمن، حديث (20) والبخاري (585/9) كتاب الذبائح والصيد: باب: اذا وقعت الفارة في السمن الجامد والذائب، حديث (5538، 5540) وابو داؤد (392/2) كتاب الاطعمة، باب: في الفارة تقع في السمن، حديث (3841) والنسائي (187/7) كتاب الفرع والعتيرة، باب: الفارة تقع في السمن، والحميدي (149/1) حديث (312) من طريق الزهري، عن عبيد الله بن عتبة بن مسعود، عن ابي عباس عن ميمونة، فذكره.

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: گیا' تو آپ نے فرمایا: اس کو اور اس کے آس پاس والے گھی کو پھینک دو اور باقی کو استعمال کر لو۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہ حدیث زہری کے حوالے سے عبید اللہ کے حوالے سے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نبی اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا:

محدثین نے اس روایت میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ نہیں کیا تاہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث زیادہ مستند ہے۔

زہری نے سعید بن مسیب کے حوالے سے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے' تاہم یہ حدیث مستند نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: معمر نے زہری کے حوالے سے' سعید بن مسیب سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث نقل کی ہے: ''آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اگر وہ جما ہوا ہو تو اسے اور اس کے آس پاس والے کو پھینک دو اور اگر وہ مائع ہو تو اسے استعمال نہ کرو''۔ اس میں خطاء ہے اور صحیح حدیث وہ ہے' جو زہری نے عبید اللہ کے حوالے سے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

شرح

گھی میں چوہا گر جائے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ:

اگر گھی میں چوہا گر جائے جبکہ گھی جما ہوا ہو تو چوہا اور اس سے متصل اطراف کا گھی برتن سے نکال کر پھینک دیا جائے تو باقیماندہ گھی پاک ہو جائے گا۔ اس گھی کو استعمال میں لانا جائز ہے اور خرید و فروخت بھی درست ہے۔

اگر پگھلے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو گھی پلید ہو جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ کیا اسے خارجی مقصد مثلاً جوتے کو لگانے یا چراغ جلانے وغیرہ کے لیے استعمال میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اسے خارجی استعمال میں لا سکتے ہیں، اسے فروخت بھی کر سکتے ہیں لیکن کھانا جائز نہیں ہے۔

۲۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسے خارجی استعمال میں لانے بلکہ کسی بھی طرح اس سے انتفاع جائز نہیں ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے: وان کان مائعا فلا تقربوہ ۔ یعنی ''اگر گھی پگھلا ہوا ہو تو تم اس کے قریب نہ جاؤ''۔

۳۔حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا خارجی استعمال یعنی چراغ وغیرہ میں استعمال جائز ہے اور ہر لحاظ سے انتفاع کر سکتے ہیں لیکن اس کا فروخت کرنا اور کھانا حرام ہے۔

مسئلہ ثانیہ:

وہ اشیاء جن کا نچوڑ نا دشوار ہو مثلاً اجناس، چٹائی اور پلید پانی میں ابالا ہوا گوشت وغیرہ کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ اس مسئلہ میں صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان چیزوں کو تین بار اس طرح دھویا جائے کہ ہر بار خشک بھی کیا جائے تو پاک ہو جائیں گی۔ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایسی چیزیں ہمیشہ پلید رہیں گی اور ان کے پاک کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج۱ص ۹۲۸)

فائدہ نافعہ:

(۱) جب دودھ یا شہد وغیرہ میں چوہا گر مر جائے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے برابر اس میں پانی ڈالا جائے اور آگ پر اسے پکایا جائے حتیٰ کہ پانی کی مقدار خشک ہو جائے، یہ عمل تین بار کرنے سے وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

(۲) بڑا قالین یا صوفہ وغیرہ ناپاک ہو جائے جس کا نچوڑ نا ممکن نہ ہو، تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر پانی ڈال کر بھگو دیا جائے پھر اسے مشین یا شدید دھوپ کے ذریعے خشک کیا جائے' تین بار یہ عمل کرنے سے وہ پاک ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ بِالشِّمَالِ

باب 9: بائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے کی ممانعت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1721 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يَاْكُلْ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَشْرَبْ بِشِمَالِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّعُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ وَسَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّحَفْصَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

متن حدیث: وَهٰكَذَا رَوٰى مَالِكٌ وَّابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوٰى مَعْمَرٌ وَّعُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرِوَايَةُ مَالِكٍ وَّابْنِ عُيَيْنَةَ اَصَحُّ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور بائیں ہاتھ سے نہ پیئے' کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

1721– اخرجه احمد (80/2)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ' حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس حدیث کو اسی طرح امام مالک نے اور ابن عیینہ نے زہری کے حوالے سے ابوبکر بن عبیداللہ کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

معمر اور عقیل نے زہری کے حوالے سے' سالم کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس روایت کو نقل کیا ہے' تاہم امام مالک اور ابن عیینہ کی نقل کردہ حدیث زیادہ مستند ہے۔

1722 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ عَرُوبَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَاْكُلْ بِيَمِيْنِهٖ وَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ

سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جب کوئی شخص کچھ کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور دائیں ہاتھ سے پیے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

شرح

بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کی ممانعت:

اسلام نے مسلمان کو پیدائش سے لے کر موت تک پیش آنے والے امور کے انجام دینے کا طریقہ کار، مہذب اسلوب اور آداب کی بھی تعلیم دی ہے حتیٰ کہ ہاتھوں کے استعمال کا انداز بھی سکھایا ہے۔ تمام اعمال خیر مثلاً قرآن کریم، مذہبی کتب اور پاک وحلال اشیاء کے لینے یا دینے کے لیے دایاں ہاتھ جبکہ استنجاء وغیرہ کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کرنے کی تاکید کی ہے، کیونکہ اس کے برعکس طریقہ اختیار کرنے کی صورت میں انسانی طبیعت وساوس کا شکار ہو سکتی ہے جو مستقل مرض کی شکل بھی اختیار کر سکتی ہے۔ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر فضیلت حاصل ہے، اس لیے اچھے کاموں کے لیے اور کھانے پینے کے لیے اسے استعمال کرنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی ہدایت فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں دائیں ہاتھ سے کھانا پینا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بائیں ہاتھ سے کھانا شیطانی طریقہ ہے۔

1722م – اخرجه مالك فى المؤطا (922/2) كتاب صفة النبى صلى الله عليه وسلم باب النهى عن الاكل بالشمال' حديث (6) ومسلم (1598/3) كتاب الاشربة' باب: آداب الطعام' والشراب واحكامهما' حديث (2020/105) واحمد (33/2) والدارمى (97'96/2) كتاب الاطعمة' باب: الاكل باليمين' والحميدى (283/2) حديث (635)

فائدہ نافعہ:

اگر دایاں ہاتھ نہ ہو یا اس میں عذر ہو جس وجہ سے استعمال نہ ہو سکتا ہوں تو کھانے پینے کے لیے بائیں ہاتھ کو استعمال کیا جا سکتا ہے، کیونکہ عذر کی وجہ سے حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔

سوال: اگر دایاں ہاتھ کھانے وغیرہ سے آلودہ ہو تو کیا بائیں ہاتھ سے گلاس پکڑ کر پانی پی سکتے ہیں یا ڈونگے سے سالن وغیرہ نکال سکتے ہیں؟

جواب: دائیں ہاتھ کے آلودہ ہونے کی صورت میں زبان سے چاٹ کر اسے صاف کرے پھر اس کے ساتھ ڈونگے سے سالن وغیرہ نکالے اور گلاس پکڑ کر پانی نوش کرے یا دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے ساتھ ملا کر دونوں سے سالن وغیرہ نکالا جائے اور دونوں سے پانی پیا جائے۔ حدیث کے ان الفاظ سے بھی اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے۔ ولا یأخذ بھا ولا یعطی بھا۔ "کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کوئی چیز لے اور نہ دے"۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ لَعْقِ الْاَصَابِعِ بَعْدَ الْاَكْلِ

باب 10: کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1723 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَلْعَقْ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيَّتِهِنَّ الْبَرَكَةُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَّاَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ سُهَيْلٍ

قولِ امام بخاری: وَّسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ حَدِيْثُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ مِنَ الْمُخْتَلِفِ لَا يُعْرَفُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِهٖ

◄► سہیل بن ابوصالح اپنے والد کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص کچھ کھالے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے، ہم اسے صرف اسی حوالے سے پہچانتے ہیں جو سہیل کے حوالے

1723- اخرجه مسلم (1607/3) كتاب الاشربة، باب: استحباب لعق الاصابع والقصعة، واكل اللقمة، الساقطة بعد مسح ما يصيبها من اذى وكراهة مسح اليد قبل لعقها، حديث (2035/137) واحمد (341/2) كلاهما من طريق سهيل بن ابي صالح عن ابيه، فذكره.

سے منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: عبدالعزیز سے منقول روایت "مختلف" ہے اور یہ صرف انہی کے حوالے سے معلوم ہے۔

شرح

کھانے سے فارغ ہوکر انگلیاں چاٹنا:

شرعی آداب طعام کے مطابق جب کھانا کھانے سے فراغت حاصل ہو جائے تو دونوں ہاتھ کی سب انگلیوں کو چاٹ لیا جائے تا کہ انگلیوں کو لگا ہوا کھانا ضائع نہ ہو اور یہ عمل سنت ہے۔ حدیث باب میں صراحت ہے کہ سب انگلیوں کو چاٹنے سے کھانے کی برکت حاصل ہو جائے گی' کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کس انگلی میں برکت رکھی ہے۔ تاہم اختتام پر دونوں ہاتھ پانی سے بھی دھوئے جائیں۔

سوال: کھانے سے فراغت پر انگلیوں کو چاٹنا مسنون ہے، تو اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ انگلیوں کو چاٹنے کی ترتیب کیا ہونی چاہیے؟

جواب: انگلیوں کو چاٹنے کی کوئی خاص ترتیب ضروری نہیں ہے' تاہم پہلے دائیں ہاتھ کی پھر بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو چاٹا جائے اور آخر میں پانی سے دھونا بھی مسنون ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي اللُّقْمَةِ تَسْقُطُ

باب 11: جو لقمہ گر جائے' جو کچھ اس کے بارے میں منقول ہے

1724 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَسَقَطَتْ لُقْمَةٌ فَلْيُمِطْ مَا رَابَهُ مِنْهَا ثُمَّ لِيَطْعَمْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص کھانا کھائے اور اس کا لقمہ گر جائے' تو اس پر جو چیز لگی ہو وہ اسے صاف کر لے' اور پھر اسے کھا لے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

1725 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ

1724- اخرجه مسلم (1606/3) كتاب الاشربة' باب: استحباب لعق الاصابع والقصعة' حديث (134) واحمد (301/3) والحميدي (518/2) حديث (1234)

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ وَقَالَ اِذَا مَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْاَذٰى وَلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ وَاَمَرَنَا اَنْ نَسْلِتَ الصَّحْفَةَ وَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

◆◆ ثابت، حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ جب کوئی چیز کھالیتے تھے، تو اس کے بعد اپنی تین انگلیوں کو چاٹا کرتے تھے (جن کے ذریعے آپ نے کھانا کھایا ہوتا تھا) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کا لقمہ گر جائے، تو وہ اس پر لگی ہوئی گندگی کو صاف کرلے، اور اسے کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے (حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) آپ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم پیالے کو صاف کریں۔

آپ نے ارشاد فرمایا ہے: تم لوگ یہ بات نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کون سے حصے میں برکت موجود ہے؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

1726 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ الْمُعَلَّى بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ جَدَّتِيْ اُمُّ عَاصِمٍ وَكَانَتْ اُمَّ وَلَدٍ لِسِنَانِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا نُبَيْشَةُ الْخَيْرِ وَنَحْنُ نَاْكُلُ فِيْ قَصْعَةٍ فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ اَكَلَ فِيْ قَصْعَةٍ ثُمَّ لَحِسَهَا اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْمُعَلَّى بْنِ رَاشِدٍ وَقَدْ رَوٰى يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْاَئِمَّةِ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ رَاشِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ

◆◆ سیدہ اُمّ عاصم رضی اللہ عنہا، جو حضرت سنان بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی اُمّ ولد ہیں، بیان کرتی ہیں، حضرت نبیشہ الخیر رضی اللہ عنہ ہماری طرف آئے ہم اس وقت ایک پیالے میں کھا رہے تھے انہوں نے ہمیں یہ حدیث سنائی، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی پیالے میں کھائے اور پھر اسے چاٹ لے تو وہ پیالہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف معلّٰی بن راشد کے حوالے سے جانتے ہیں۔ یزید بن ہارون اور دیگر ائمہ نے معلّٰی بن راشد کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

1725- اخرجه مسلم (1607/3) كتاب الاشربة، باب: استحباب لعق الاصابع والقصعة، حديث (2034/136) واحمد (290, 177/3) عن حماد بن سلمة، عن ثابت فذكره.

1726- اخرجه ابن ماجه (1089/2) كتاب الأطعمة، باب: تنقية الصحفة، حديث (3271) واحمد (76/5) والدارمي (96/2) كتاب الاطعمة، باب: في لعق الصحفة من طريق المعلى بن راشد ابى اليمان، قال: حدثتني جدتي ام عاصم، فذكر نه.

شرح

کھانا کھانے کے دوران گرے ہوئے لقمہ کو اٹھا کر کھانا:

کھانا کھانے کے شرعی آداب کو پیش نظر رکھ کر کھانا کھانا چاہیے۔ پہلے دونوں ہاتھ دھوئے جائیں۔ دسترخوان بچھایا جائے جس پر کھانا رکھا جائے، دایاں گھٹنا کھڑا کر کے بایاں بچھا کر بیٹھا جائے۔ بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے۔ تین انگلیوں سے کھایا جائے، دائیں ہاتھ سے کھایا جائے، اجتماعی کھانے کی صورت میں اپنے سامنے سے کھایا جائے، میانہ روی سے اور چبا کر کھایا جائے، ابتداء یا درمیان میں پانی پیا جائے، کوئی لقمہ گر جائے تو اسے اٹھا کر کھالیا جائے۔ لقمہ غبار آلود ہو گیا ہو تو صاف کر کے کھایا جائے، لقمہ پلید ہو جانے پر اسے اٹھا کر پرندوں کے لیے بلند جگہ پر رکھ دیا جائے۔ اختتام پر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں چاٹ لی جائیں اور دونوں ہاتھ پانی سے بھی دھوئے جائیں۔

فائدہ نافعہ:

(۱) کھانا کھانے کے لیے دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں استعمال کی جائیں اور چار یا پانچ انگلیوں کے استعمال سے پرہیز کیا جائے، کیونکہ اس سے حرص اور لالچ کا اظہار ہوتا ہے جو مسلمان کی شایان شان نہیں ہے۔ تاہم پانچوں انگلیاں کھانے کے لیے استعمال کرنا حرام نہیں ہے لیکن یہ عادت نہیں بنانی چاہیے۔

(۲) جس برتن کو سالن وغیرہ کے لیے استعمال کیا جائے تو اسے بھی خوب صاف کر لیا جائے اور جب برتن صاف کر لیا جائے تو وہ صاف کرنے والے کے حق میں بخشش کی دعا کرتا ہے۔ یاد رہے کہ برتن کو صاف کرنے سے حرص و لالچ کا نہیں بلکہ سنت کا اظہار ہوتا ہے۔

(۳) معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے ایک ایک ذرے اور چیز کو استغفار و دعاء بخشش کی تعلیم دی اور شعور بھی عنایت کر دیا ہے حتیٰ کہ کھانے کے لیے استعمال کیے جانے والا برتن کھانا کھانیوالے کی شخصیت سے آگاہ ہوتا ہے اور جب وہ اسے صاف کرتا ہے تو اس کے حق میں دعاء بخشش کرتا ہے۔ برتن کی یہ دعا اہل اللہ، صالحین اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اپنے کانوں سے سنتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْاَكْلِ مِنْ وَّسَطِ الطَّعَامِ

باب 12: ''کھانے'' کے درمیان میں سے کھانے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1727 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

1727- اخرجه ابوداؤد (348/3) كتاب الاطعمة' باب: ما جاء فى الاكل من اعلى الصحفة' حديث (3772) وابن ماجه (1090/2) كتاب الاطعمة' باب: النهى عن لاكل من ذروة الثريد' حديث (3277) واحمد (270/1 '300 '343 '345' 364) والدارمى (100/2) كتاب الاطعمة' باب: فى الذى ياكل مما يليه' والحميدى (243/1) حديث (529) من طريق عطاء بن السائب عن سعيد بن جبير عن ابن عباس' فذكره.

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْبَرَكَةُ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ فَكُلُوْا مِنْ حَافَتَيْهِ وَلَا تَاْكُلُوْا مِنْ وَّسَطِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ اِنَّمَا يُعْرَفُ مِنْ حَدِيْثِ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کھانے کے درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے اس لئے تم اس کے کناروں کی طرف سے کھایا کرو اس کے درمیان میں سے نہ کھایا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ یہ حدیث عطاء بن سائب کے حوالے سے پہچانی گئی ہے اس حدیث کو شعبہ اور ثوری نے عطاء بن سائب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

برتن کے درمیان سے کھانا کھانے کی ممانعت:

کھانے کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ کھانا بڑے برتن میں ہو خواہ انفرادی طور پر کھایا جائے یا اجتماعی طور پر تو اپنے سامنے اور کنارے سے کھایا جائے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں: (۱) اگر کھانا برتن کے درمیان سے کھایا جائے تو کھانا منتشر ہونے کے سبب برتن کا منظر قابل تعریف نہیں رہے گا۔ (۲) کھانا برتن کے درمیان میں محفوظ رہنے کی وجہ سے نظریں اس کی طرف متوجہ رہیں گی تو دل جلد سیر ہو جائے گا۔ (۳) جو حکمت تین انگلیوں اور چھوٹے چھوٹے لقمے لے کر کھانے میں ہے وہی حکمت برتن کے کنارے اور اپنے سامنے سے کھانے میں ہے۔ (۴) رحمت کا نزول کھانے کے درمیان میں ہوتا ہے اور یہ رحمت از ابتداء تا اختتام باقی رہے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَرَاهِيَةِ اَكْلِ الثُّوْمِ وَالْبَصَلِ

باب 13: لہسن اور پیاز کھانے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1728 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

1728- اخرجه البخاری (395/2) كتاب الاذان' باب: ما جاء فی الثوم النیء والبصل والكراث' حديث (855) ومسلم (467/2' 468' الابی) كتاب المساجد' ومواضع الصلوٰة' باب' نهی من اكل ثوما او بصلا او كراثا او نحوها' حديث (72' 73' 74/564) من طرق عن جابر والنسائی (43/2) كتاب المساجد' باب: من يمنع من المسجد' واحمد (380/3) وابن خزيمة (83/3) حديث (1664' 1665)

متن حدیث: مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهٖ قَالَ اَوَّلَ مَرَّةٍ الثُّوْمِ ثُمَّ قَالَ الثُّوْمِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ فَلَا يَقْرَبْنَا فِي مَسْجِدِنَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَاَبِيْ اَيُّوْبَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَقُرَّةَ بْنِ اِيَاسٍ الْمُزَنِيِّ وَابْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اسے کھا لے (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) راوی نے ایک مرتبہ صرف لہسن کا ذکر کیا ہے اور پھر ایک مرتبہ لہسن' پیاز اور گندنے کا ذکر کیا ہے (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) تو وہ ہماری مسجد کے قریب ہرگز نہ آئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ' حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت قرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہے۔

1729 سند حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُوْلُ

متن حدیث: نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَيُّوْبَ وَكَانَ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا بَعَثَ اِلَيْهِ بِفَضْلِهٖ فَبَعَثَ اِلَيْهِ يَوْمًا بِطَعَامٍ وَّلَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَتٰى اَبُوْ اَيُّوْبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ ثُوْمٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُهٗ مِنْ اَجْلِ رِيْحِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سماک بن حرب بیان کرتے ہیں' انہوں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے ہاں پڑاؤ کیا' جب نبی اکرم ﷺ کوئی چیز کھا لیتے تھے' تو بچا ہوا کھانا حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کو بھیج دیتے تھے ایک مرتبہ آپ نے کھانا حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کو بھجوایا آپ نے اس میں سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا' حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کا تذکرہ آپ سے کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس میں لہسن موجود تھا' حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ لیکن میں اسے اس کی بو کی وجہ سے ناپسند کرتا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1729- اخرجه احمد (5/94'95'103'106) عن سماك بن حرب' فذكره.

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ اَكْلِ الثُّوْمِ مَطْبُوْخًا

باب 14: پکے ہوئے لہسن کھانے کی رخصت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1730 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدُّوَيْهِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيْحٍ وَّالِدُ وَكِيْعٍ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ

آثارِ صحابہ: نُهِيَ عَنْ اَكْلِ الثُّوْمِ اِلَّا مَطْبُوْخًا

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' لہسن کھانے سے منع کیا گیا ہے البتہ پکے ہوئے کا حکم مختلف ہے۔

1731 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا يَصْلُحُ اَكْلُ الثُّوْمِ اِلَّا مَطْبُوْخًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِذٰلِكَ الْقَوِيِّ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ عَلِيٍّ قَوْلُهٗ وَرُوِيَ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ حَنْبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيْحٍ صَدُوْقٌ وَّالْجَرَّاحُ بْنُ الضَّحَّاكِ مُقَارِبُ الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لہسن کھانا ٹھیک نہیں ہے البتہ پکے ہوئے (کا حکم مختلف ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔

یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر منقول ہے۔

یہ روایت شریک کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" روایت کے طور پر بھی منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) امام بخاری فرماتے ہیں' جراح بن ملیح "صدوق" ہیں اور جراح بن ضحاک "مقارب الحدیث" ہے۔

1732 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اُمَّ اَيُّوْبَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَيْهِمْ فَتَكَلَّفُوْا لَهٗ طَعَامًا فِيْهِ مِنْ بَعْضِ هٰذِهِ الْبُقُوْلِ فَكَرِهَ اَكْلَهٗ فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ كُلُوْهُ فَاِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ اُوْذِيَ صَاحِبِيْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَّاُمُّ اَيُّوْبَ هِيَ امْرَاَةُ اَبِىْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ

◆◆ سیّدہ اُم ایوب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاں پڑاؤ کیا ان لوگوں نے آپ کے لئے کھانا پکایا

1730- اخرجه ابوداؤد (389/2) كتاب الاطعمة' باب: في اكل الثوم' حديث (3828)

1732- اخرجه ابن ماجه (1116/2) كتاب الاطعمة' باب: اكل الثوم والبصل والكراث' حديث (3364) واحمد (433/6'462) والدارمي (102/2) كتاب الاطعمة' باب: اكل الثوم' وابن خزيمة (86/3) حديث (1671)

جس میں کچھ سبزیاں ڈال دیں تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے کھانے کو ناپسند کیا آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم لوگ اسے کھالو کیونکہ میں تمہاری مانند نہیں ہوں مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میں اس کے ذریعے اپنے ساتھی (فرشتے) کو اذیت پہنچاؤں گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے اور اُم ایوب سے مراد حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں۔

1733 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ اَبِىْ خَلْدَةَ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ قَالَ الثُّومُ مِنْ طَيِّبَاتِ الرِّزْقِ

توضیح راوی: وَاَبُوْ خَلْدَةَ اسْمُهُ خَالِدُ بْنُ دِيْنَارٍ وَّهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَقَدْ اَدْرَكَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَّسَمِعَ مِنْهُ وَاَبُو الْعَالِيَةِ اسْمُهُ رُفَيْعٌ هُوَ الرِّيَاحِيُّ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كَانَ اَبُوْ خَلْدَةَ خِيَارًا مُسْلِمًا

◆◆ ابوالعالیہ بیان کرتے ہیں، لہسن بہترین رزق ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابوخلدہ کا نام خالد بن دینار ہے یہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے اور ان سے احادیث سنی ہیں۔

ابوالعالیہ کا نام رفیع ہے یہ ''ریاحی'' ہیں اور عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں، ابوخلدہ بہترین مسلمان تھے۔

شرح

لہسن اور پیاز کھانے کی کراہت:

لفظ: ثوم، کا معنی ہے: لہسن۔ بصل: کا معنی ہے: پیاز۔ کراث: کا معنی ہے: گندنا اور فجل: کا معنی ہے: مولی۔ ان چیزوں میں سے کوئی ایک یا متعدد زیادہ مقدار میں کچی کھانے سے بدبودار ڈکاریں آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لیے یہ چیزیں کھا کر مسجد میں جانے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ اس کی بدبو سے نمازیوں اور فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہی حکم حقہ نوشی، سگریٹ پینے اور بیڑی وغیرہ کھانے کا ہے، کیونکہ ان چیزوں میں بھی بدبو ہے۔ تاہم ان چیزوں کو کم مقدار میں کھانے کے دوران بطور سلاد استعمال کرنے یا ان کو پکا کر کھانے کے بعد مسجد میں جانے کی ممانعت نہیں ہے اور نہ کراہت، کیونکہ ان چیزوں کو پکانے سے بدبو ختم ہو جاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جس شخص کے منہ یا زخم سے یا کپڑوں سے بدبو آتی ہو، اسے بھی مسجد، مذہبی محافل، دینی تقریبات، مجلس ذکر، درس قرآن اور درس حدیث وغیرہ میں جانے سے احتراز کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ تَخْمِيْرِ الْاِنَاءِ وَاِطْفَاءِ السِّرَاجِ وَالنَّارِ عِنْدَ الْمَنَامِ

باب 15: سوتے وقت برتن ڈھانپنے، چراغ اور آگ کو بجھا دینے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1734 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَغْلِقُوا الْبَابَ وَاَوْكِئُوا السِّقَاءَ وَاَكْفِئُوا الْاِنَاءَ اَوْ خَمِّرُوا الْاِنَاءَ وَاَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ فَاِنَّ

الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ غَلَقًا وَّلَا يَحِلُّ وِكَاءً وَّلَا يَكْشِفُ اٰنِيَةً وَّاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (سوتے ہوئے) دروازے بند کر دو' مشکیزے کا منہ بند کر دو' برتنوں کو اوندھا کر دو یا برتنوں کو ڈھانپ دو چراغ کو بجھا دو کیونکہ شیطان بند دروازے کو کھول نہیں سکتا اور جس کا منہ بند ہو' اسے کھول نہیں سکتا اور ڈھانپی ہوئی چیز کو ہٹا نہیں سکتا اور چوہا گھر کو لوگوں سمیت جلا سکتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

1735 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سوتے وقت اپنے گھروں میں جلتی ہوئی آگ نہ چھوڑو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سوتے وقت برتن ڈھانپنا' چراغ گل کرنا اور آگ بجھانا:

احادیث باب میں رات کے وقت سونے کی احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا درس دیا گیا ہے جن پر عمل کرنے کے کثیر فوائد اور

1734- اخرجه مسلم (1594/3) كتاب الاشربه' باب: الامر بتغطية الاناء وايكلاء السقا' حديث (210/96) وابو داؤد (365/2) كتاب الاشربه' باب: فى ايكلاء الانية' حديث (3732)

1735- اخرجه البخارى (88/11) كتاب الاستئذان باب: لا تترك النار فى البيت عند النوم' حديث (6293) ومسلم (1596/3) كتاب الاشربة' باب: الامر بتغطية الاناء وايكلاء القاء واطفاء السراج' حديث (2015/100) وابو داؤد (784/2) كتاب الاداب' باب: فى اطفاء النار بالليل' حديث (5246) وابن ماجه (1239/2) كتاب الآداب' باب: اطفاء النار المبيت' حديث (3769)

نظر انداز کرنے کے بہت سے نقصانات ہیں۔ احتیاطی تدابیر کے حوالے سے پانچ احکام جاری کیے گئے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

۱- اغلقوا الباب: بسم اللہ پڑھ کر گھر کا دروازہ بند کر دینا چاہیے تا کہ نہ شیطان گھر میں داخل ہو اور نہ چور وغیرہ۔ دروازہ کھلا رہنے کی وجہ سے چور گھر میں داخل ہو کر مالی اور جانی نقصان کر سکتا ہے۔

۲- اوکئوا السقاء: بسم اللہ پڑھ کر مشکیزے کا منہ ڈوری سے باندھ دیا جائے تا کہ اس میں کیڑا مکوڑا داخل نہ ہو اور شیطان بھی ڈوری کو نہ کھول سکے۔

۳- اکفئوا الأناء: بسم اللہ پڑھ کر برتنوں کو اوندھا کر دینا چاہیے یا انہیں ڈھانپ دینا چاہیے یعنی اگر خالی ہوں تو برتن اوندھے کر دیے جائیں ورنہ کسی کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ دینا چاہیے تا کہ ان میں کوئی سانپ یا کیڑا مکوڑا داخل نہ ہو سکے۔

۴- اطفئوا المصباح: بسم اللہ پڑھ کر چراغ گل کر دینا چاہیے کیونکہ جلتا چھوڑنے پر اس بات کا قوی امکان ہے چوہا اس کی بتی کو کھینچے اور کپڑوں وغیرہ پر پھینک دے جس سے تمام گھر بھی جل سکتا ہے۔

۵- لاتترکوا النار فی بیوتکم حین تنامون: سوتے وقت بسم اللہ پڑھ کر جلتی ہوئی آگ کو بھی بجھا دینا چاہیے تا کہ سوتے میں چوہا اس پر کوئی چیز پھینک کر مزید آگ بھڑکا کر گھر کو جلانے کا سامان پیدا نہ کرے۔

سوال: پہلے حکم میں یہ بتایا گیا ہے کہ گھر کا دروازہ اس لیے بند کیا جاتا ہے کہ شیطان داخل نہ ہو، حالانکہ شیطان دروازے کا محتاج نہیں ہے وہ انسان میں بھی خون کی طرح گردش کرتا رہتا ہے؟

جواب:۔ جب بسم اللہ پڑھ کر گھر کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے' تو تسمیہ کی برکت سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور وہ اندر آنے سے بھی قاصر رہتا ہے۔ علاوہ ازیں بسم اللہ کی برکت سے چور کی چوری سے بھی گھر محفوظ ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافعہ:

رات کو سوتے وقت جس طرح چراغ کو گل کرنے اور جلتی ہوئی آگ کو بجھانے کا حکم ہے، اسی طرح بجلی کا بلب وغیرہ بھی بجھا دینا چاہیے کیونکہ اس سے بھی آگ لگنے کا امکان ہے، ایسے کئی واقعات پیش آ چکے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِيَةِ الْقِرَانِ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ

باب 16: دو کھجوریں ملا کر کھانے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1736 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِیُّ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

1736- اخرجه البخاری (127/5) کتاب المظالم' باب: اذا اذن انسان لاخر شيئا جاز' حديث (2455)' (156/5) کتاب الشركة' باب: القرآن فی التمر بين الشركاء' حديث (2489' 2490)' (482/9) کتاب الاطعمة' باب: القرآن فی التمر' حديث (5446) ومسلم (1617/3) کتاب الاشربة' باب: نهی الاكل مع جماعة عن قرآن تمرتين' حديث (151) وابوداؤد (390/2) کتاب الاطعمة: باب: الاقرآن يف التمر عند الاكل' حديث (3834) وابن ماجه (1106/2) کتاب الاطعمة' باب: النهی عن قرآن التمر' حديث (3331' 3332)

متن حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّقْرَنَ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتّٰى يَسْتَاْذِنَ صَاحِبَهٗ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ سَعْدٍ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے دو کھجوریں ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع کیا ہے البتہ اگر اپنے ساتھی سے اجازت لے لی جائے (تو ایسا کرنا جائز ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ' جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں' سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دو کھجوریں ملا کر کھانے کی ممانعت:

جب اجتماعی کھانا کھایا جارہا ہو یا کوئی دوسری چیز کھائی جارہی ہو تو اخلاق کا تقاضا ہے کہ دوسرے کے حق پر ڈاکہ زنی کی کوشش نہ کی جائے بلکہ اسے اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہوئے زیادہ کھانے کا موقع فراہم کیا جائے۔ ایسے موقع پر اگر دوسرے کو اپنے پر ترجیح کا حوصلہ نہ ہو تو مساوات کے ضابطہ کے پیش نظر انصاف سے ضرور کام لیا جائے۔ اگر تیز رفتاری یا بڑے بڑے لقمے لے کر یا ایک کھجور کے بجائے دو کھجوریں یا ایک انگور کے بجائے دو انگور کھانا شروع کرے تو اس سے کئی نقائص سامنے آتے ہیں۔ جو مسلمان کی شایان شان نہیں ہو سکتے: (۱) ایسی حرکت اسلامی اخلاق کے منافی ہے۔ (۲) اس سے حرص و خود غرضی کا اظہار ہوتا ہے۔ (۳) اجتماعی کھانا کھانے کے آداب کے خلاف ہے۔ (۴) دوسرے لوگوں کی حق تلفی اور زیادتی کا موجب ہے۔

سوال: دوسری روایت میں دو کھجوریں ملا کر کھانے کی اجازت بھی مذکور ہے: كنت نهيتكم عن القران في التمروان الله وسع عليكم فاقرنوا (کتاب الناسخ والمنسوخ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع کیا تھا، بیشک اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسیع رزق عطا کیا ہے، لہٰذا تم کھجوریں ملا کر کھا سکتے ہو'۔ اس طرح حدیث باب اور اس روایت کے درمیان تعارض ہوا؟

جواب: حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس تعارض کا ارتفاع یوں کرتے ہیں کہ حدیث باب اصح اور اشہر ہے جبکہ یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ لہٰذا حدیث باب کو ترجیح حاصل ہوگی اور اسے منسوخ قرار دینا درست نہیں ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج۹ص ۵۷۱) اس طرح دونوں روایات میں تعارض باقی نہیں رہا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اسْتِحْبَابِ التَّمْرِ

باب 17: کھجور کھانے کے مستحب ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1737 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا

يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: بَيْتٌ لَّا تَمْرَ فِيْهِ جِيَاعٌ اَهْلُهُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ سَلْمَى امْرَاَةِ اَبِىْ رَافِعٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَسَاَلْتُ الْبُخَارِيَّ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا رَوَاهُ غَيْرَ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں اس کے گھر والے بھوکے ہوتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں جو حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں یہ حدیث اس حوالے سے ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف ہشام بن عروہ کے حوالے سے اسی سند کے ہمراہ جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے فرمایا: میرے علم کے مطابق یحییٰ بن حسان کے علاوہ اور کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔

شرح

کھجور کی اہمیت وفضیلت

حدیث باب میں کھجور کی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں کھجور نہ ہو اس کے اہل خانہ بھوکے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ دنیا کے ہر علاقہ یا خطہ میں کھجور دستیاب نہیں ہے اور اگر کسی علاقہ میں دستیاب ہے تو گراں ہے، اس حدیث پر عمل کیسے ہوسکتا ہے؟ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث باب کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ نظام خانہ داری میں یہ چیز شامل کیا جائے کہ بازار سے سستی ملنے والی چیز خواہ معمولی ہو، اس کا گھر میں ہونا ضروری ہے مثلاً ہمارے دیار میں گاجر وغیرہ اور حرمین شریفین میں کھجور وغیرہ تا کہ اہل خانہ کو کسی بھی فرد کو جب بھوک ستائے تو گھر میں کھانا دستیاب ہو تو ٹھیک ہے ورنہ بروقت یہی چیز کھا کر بھوک بجھائی جائے۔

(رحمۃ اللہ الواسعۃ، ج۵ ص۴۸۴)

1737- اخرجه مسلم (1618/3) كتاب الاشربة' باب: اذخال التمر ونحو من الاقوات للعيال' حديث (2046/152) وابو داؤد (390/2) كتاب الاطعمة' باب: في التمر' حديث (3831) وابن ماجه (1104/2) كتاب الاطعمة' باب: التمر' حديث (3327) والدارمي (103/2'104) كتاب الاطعمة' باب: في التمر' من طريق سليمان بن بلال' عن هشام عروة' عن ابيه' فذكره.

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَمْدِ عَلَى الطَّعَامِ اِذَا فُرِغَ مِنْهُ

باب 18: کھانے سے فارغ ہو جانے کے بعد اس پر حمد بیان کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1738 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّاْكُلَ الْاَكْلَةَ اَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهٗ عَلَيْهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّعَآئِشَةَ وَاَبِيْ اَيُّوْبَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ نَحْوَهٗ وَلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے راضی ہو جاتا ہے' جو کچھ کھاتا ہے یا پیتا ہے' تو اس پر اس کی حمد بیان کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا' حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

اس حدیث کو کئی راویوں نے زکریا بن ابوزائدہ کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے اور ہم اس حدیث کو صرف زکریا بن زائدہ کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

کھانے اور پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بجالانا:

جب بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت کھائی جائے یا پی جائے خواہ کھانا کھایا جائے یا پانی پیا جائے تو فراغت پر بطور شکر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ضرور بجالائی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بجالانے کے مختلف روایات میں مختلف الفاظ بیان کیے گئے ہیں۔ تاہم اگر صرف: الحمد للہ کے الفاظ کہہ دیے جائیں تو حمد باری تعالیٰ ادا ہو جائے گی۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَكْلِ مَعَ الْمَجْذُوْمِ

باب 19: جذام کے مریض کے ساتھ کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1739 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَشْقَرُ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ

1738- اخرجه مسلم (2095/4) كتاب الذكر' والدعاء والتوبة والاستغفار' باب: استحباب حمد الله تعالیٰ بعد الاكل والشرب' حديث (2734/89) واحمد (117'100/3) من طريق زكريا بن ابی زائدة' عن سعيد بن ابی بردة فذكره.

حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ فَاَدْخَلَهُ مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ ثُمَّ قَالَ كُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يُوْنُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ فَضَالَةَ

توضیح راوی: وَالْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ هٰذَا شَيْخٌ بَصْرِيٌّ وَّالْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ شَيْخٌ اٰخَرُ بَصْرِيٌّ اَوْثَقُ مِنْ هٰذَا وَاَشْهَرُ

آثارِ صحابہ: وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ وَّحَدِيْثُ شُعْبَةَ اَثْبَتُ عِنْدِيْ وَاَصَحُّ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے جذام کے ایک مریض کا ہاتھ تھاما اور اس کا ہاتھ اپنے پیالے میں ڈال کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہوئے اس پر توکل کرتے ہوئے کھانا شروع کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف یونس بن مغفل بن فضالہ سے منقول جانتے ہیں یہ صاحب بصری شیخ ہیں اور مغفل بن فضالہ جو دوسرے ہیں وہ مصری ہیں وہ ان سے زیادہ مستند اور مشہور ہیں۔

شعبہ نے اس حدیث کو حبیب بن شہید کے حوالے سے ابن بریدہ کے حوالے سے نقل کیا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جذام کے ایک مریض کا ہاتھ تھاما' تاہم شعبہ کی حدیث میرے نزدیک زیادہ مستند ہے۔

شرح

کوڑھی کے ساتھ کھانا تناول کرنا:

لفظ جذام: سے مراد ایسا مرض ہے جو فساد خون کے سبب انسان کے جسم پر ظاہر ہوتا ہے، اعضاء پر ورم نمایاں ہو جاتے ہیں اور انگلیاں سڑ گل کر گرنا شروع ہو جاتی ہے۔ اگر فساد خون کے باعث جسم پر سفید دھبے ظاہر جائیں تو اس مرض کو "برص" کہا جاتا ہے۔

کسی مرض کا ازخود متعدی ہونا، اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب، امراض کے پیدا کرنے والا اور انہیں ختم کرنے والا ہے۔ قولی اور فعلی روایات میں جذام (مرض) کے دونوں پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک طرف یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ مرض متعدی نہیں ہوتا اور کوڑھی شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ دوسرے پہلو کو یوں واضح کیا گیا ہے کہ کوڑھی شخص سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگا جاتا ہے۔

نیز قبیلہ بنو ثقیف کے وفد کے ارکان میں سے ایک کوڑھی شخص بھی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پاس نہیں آنے دیا تھا بلکہ اسے بھگا دیا تھا۔ گویا احادیث میں ہمیں دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھنے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ اس مسئلہ کا ماحاصل یا خلاصہ یہ ہے کہ جس علاقہ میں یہ مرض موجود ہو، دوسرے لوگوں کو وہاں جانا نہیں چاہیے اور اہل علاقہ کو وہاں سے ہجرت نہیں کرنی چاہیے۔

گویا ایک طرف احتیاطی پہلو ہے اور دوسری طرف توکل علی اللہ کا پہلو ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل واعتماد کی ضرورت تو اس شخص کے لیے ہے جو کوڑھی کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائے اور اس طرح تعدیہ کی فکر اور مرض کے لاحق ہونے کا اندیشہ بھی اسے ہونا چاہیے نہ کہ مجذوم کو، تو پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجذوم کو یہ تعلیم کیوں دی تھی؟

جواب: بعض اوقات مریض کو بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے' کیونکہ کوڑھی ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ اہل خانہ کے ساتھ کھانا کھائے جس وجہ سے اس کی اولاد کو بھی یہ مرض لاحق ہو جائے۔ اسی طرح باشعور مریض اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرے گا کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کھانا کھا کر آپ کی ذات کو مریض بنائے۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو من جانب اللہ کمال درجہ کا توکل واعتماد حاصل تھا تو آپ نے مجذوم کو بھی اس کی تعلیم ارشاد فرمادی کہ تم میرے ساتھ مل کر کھانا کھاؤ، کیونکہ مجھے کسی مرض لاحق ہونے کا ہرگز اندیشہ نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْمُؤْمِنَ يَاْكُلُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ وَّالْكَافِرُ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ

باب 20: مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اس حوالے سے جو کچھ منقول ہے

1740 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْكَافِرُ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ وَّالْمُؤْمِنُ يَاْكُلُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ وَاَبِيْ مُوْسٰى وَجَهْجَاهٍ الْغِفَارِيِّ وَمَيْمُوْنَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1739- اخرجه ابوداؤد (413/2) كتاب الطب' باب: في الطيرة' حديث (3925) وابن ماجه (1172/2) كتاب الطب' الجذام' حديث (3542)

1740- اخرجه البخاري (446/9) كتاب الاطعمة' باب: المؤمن ياكل في معى واحد' حديث (5394'5393) ومسلم (1631/3) كتاب الاشربة: باب: المؤمن ياكل في معى واحد' حديث (2060/184'183'182) وابن ماجه (1084/2) كتاب الاطعمة' باب: المؤمن ياكل في معى واحد' حديث (3257) واحمد (145'43'21/2) من طريق نافع' فذكره.

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ' حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت جہجاہ غفاری رضی اللہ عنہ' سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1741 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ كَافِرٌ فَاَمَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ ثُمَّ اُخْرٰى فَشَرِبَهُ ثُمَّ اُخْرٰى فَشَرِبَهُ حَتّٰى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ اَصْبَحَ مِنَ الْغَدِ فَاَسْلَمَ فَاَمَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اَمَرَ لَهُ بِاُخْرٰى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِيْ مَعْيٍ وَّاحِدٍ وَّالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ سُهَيْلٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک کافر شخص کو اپنا مہمان بنایا آپ نے اس کے لئے حکم دیا ایک بکری کا دودھ اس کے لئے دوہ لیا گیا اس نے اسے پی لیا پھر دوسری کا دوہ لیا گیا اس نے اسے بھی پی لیا پھر اگلی کا دوہ لیا گیا اس نے اسے بھی پی لیا یہاں تک کہ اس نے سات بکریوں کا دودھ پی لیا اگلے دن صبح وہ شخص مسلمان ہو گیا نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس کے لئے بکری کا دودھ دوہ لیا گیا' وہ اس نے پی لیا پھر آپ کے حکم کے تحت اس کے لئے دوسری بکری کا دودھ دوہ لیا گیا' تو وہ اسے پورا نہیں پی سکا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ اور سہیل سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

مومن کا ایک آنت سے اور کافر کا سات آنتوں سے کھانا:

ایک کافر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان بنا جس نے رات کے وقت یکے بعد دیگرے سات بکریوں کا دودھ نوش کر لیا۔ صبح ہونے پر وہ مسلمان ہو گیا' اسے ایک بکری کے بعد دوسری بکری کا دودھ پیش کیا گیا تو وہ مکمل طور پر اسے پینے سے قاصر رہا۔ اسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتے ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو اللہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل ہوتا ہے اور وہ کھانے پینے سے قبل بسم اللہ پڑھ لیتا ہے' تو خورد و نوش کی چیز میں برکت آ جاتی ہے، جس کے نتیجہ میں وہ تھوڑا کھانے اور تھوڑا پینے سے سیر ہو جاتا ہے جبکہ کافر کو یہ برکت حاصل نہیں ہوتی تو وہ زیادہ کھانے اور پینے سے بھی سیر نہیں ہوتا۔

1741- اخرجه مالك في الموطا (924/2) كتاب صفة النبي صلى الله عليه وسلم' باب: ما جاء في معى الكافر' حديث (10) ومسلم (1632/3) كتاب الاشربة' باب: المؤمن ياكل في معى واحد' حديث (2063/186) واحمد (375/2) من طريق مالك' عن سهيل بن ابى صالح' عن ابيه' فذكره.

سوال: یہ بات عام مشاہدہ کے خلاف ہے کیونکہ بعض مومن زیادہ کھاتے اور بعض کافر کم کھاتے ہیں۔ علاوہ ازیں کھانا ابتداء معدہ میں پہنچتا ہے، پھر فضلہ کی شکل میں انتڑیوں میں جاتا ہے جبکہ مومن اور کافر کی انتڑیاں یکساں ہوتی ہیں؟

جواب: حدیث باب میں محض ایک مثال بیان کی گئی ہے کہ مومن کو آخرت کی فکر دامن گیر ہوتی ہے جبکہ کافر کو پیٹ کی فکر ستاتی رہتی ہے، دنیا کی طرف مومن کی توجہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی خوراک کم ہوتی ہے اور مسلمان کی شان کے لائق بھی یہی ہے جبکہ کافر ایمانی دولت سے محروم ہوتا ہے اور دنیا کے حرص وخودغرضی کے باعث اس کی خوراک بھی زیادہ ہوتی ہے۔

فائدہ نافعہ:

سات آنتوں سے مراد سات برائیاں ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) حرص وخودغرضی، (۲) لمبی آرزو، (۳) مالداری، (۴) حسد، (۵) بری طبیعت (۶) لالچ وطمع، (۷) موٹا ہونے کی وجہ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ طَعَامِ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ

باب 21: ایک شخص کا کھانا دو کے لئے کافی ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1742 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةَ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دو آدمیوں کا کھانا تین کے لئے کافی ہوتا ہے اور تین کا کھانا چار کے لئے کافی ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1743 وَرَوٰى جَابِرٌ وَّابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ

سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ

1742- اخرجه مالك (928/2) كتاب صفة النبى صلى الله عليه وسلم' باب: جامع فى الطعام والشراب' حديث (20) البخارى (445/9) كتاب الاطعمة' باب: طعام الواحد- حديث (5392) ومسلم (1630/3) كتاب الاشربة' باب: فضيلة المواساة فى الطعام القليل' حديث (2057/178) واحمد (244/2) والحميدى (458/2) حديث (1068) من طريق ابى الزناد' عن الاعراج' فذكره.

سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات بھی نقل کی ہے: ایک آدمی کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے دو کا کھانا چار کے لئے کافی ہوتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لئے کافی ہوتا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

ایک شخص کا کھانا دو کے لیے کافی ہوتا:

اسلامی مکارمِ اخلاق میں سے ایک ''ایثار'' ہے، جس کا مطلب ہے کسی معاملہ میں دوسرے شخص کو اپنے آپ سے مقدم رکھنا، خواہ یہ کھانے پینے کی صورت ہو یا کوئی دوسرا سلسلہ ہو، ایثار کا عمدہ درجہ اس ارشاد باری تعالیٰ میں بیان کیا گیا ہے: وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر:9) ''وہ لوگ دوسروں کو اپنے آپ پر مقدم رکھتے ہیں خواہ وہ خود فاقہ سے ہوں''۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کھانا اتنی مقدار میں ہو کہ ایک شخص خوب پیٹ بھر کر کھا سکتا ہو، تو وہ اکیلا کھانا کھانے کی بجائے ایثار کرتا ہوا اپنے ساتھ اپنے کسی دوسرے مسلمان بھائی کو شامل کرے جس سے دونوں کا تقریباً گزارہ ہو جائے۔ یہ ایثار کا ادنی درجہ ہے۔ ایثار کرنے سے آدمی ایک طرف اپنے مسلمان بھائی کی دعائیں لیتا ہے اور دوسری طرف اپنے پروردگار کو خوش کر لیتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَكْلِ الْجَرَادِ

باب 22: ٹڈی کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1744 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ يَعْفُوْرٍ الْعَبْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ

متنِ حدیث: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ نَاْكُلُ الْجَرَادَ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا رَوٰى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِيْ يَعْفُوْرٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَقَالَ سِتَّ غَزَوَاتٍ وَّرَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِيْ يَعْفُوْرٍ فَقَالَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن ابو اوفی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے ان سے ٹڈی کھانے کے بارے میں دریافت کیا: گیا، تو انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چھ غزوات میں شرکت کی ہے، جس میں ہم ٹڈی کھایا کرتے تھے۔

1744- اخرجه البخاری (539/9) کتاب الذبائح والصید حدیث (5495) واخرجه مسلم (1546/3، 1547) کتاب الصید والذبائح، باب: اباحة الجراد، حدیث (1952/52) وابو داؤد (385/2) کتاب الاطعمة، باب: فی اکل الجراد، حدیث (3812) والنسائی (210/7) کتاب الصید والذبائح، باب: الجراد، والدارمی (91/2) کتاب الاطعمة، باب: فی اکل الجراد، واحمد (353/4، 357) والحمیدی (311/2) حدیث (713) وعبد بن حمید (186) حدیث (526) من طریق ابی یعفور، فذ کرہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت کو سفیان بن عیینہ نے حضرت ابویعفور رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے تاہم اس میں چھ غزوات کا ذکر ہے جب کہ سفیان ثوری اور دیگر اہل علم نے اسے حضرت ابویعفور رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس میں سات غزوات کا ذکر ہے۔

1745 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ وَالْمُؤَمَّلُ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِیْ يَعْفُوْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ

متنِ حدیث: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَاْكُلُ الْجَرَادَ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَرَوٰی شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِیْ يَعْفُوْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَوَاتٍ نَاْكُلُ الْجَرَادَ

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ يَعْفُوْرٍ اسْمُهٗ وَاقِدٌ وَّيُقَالُ وَقْدَانُ اَيْضًا وَّاَبُوْ يَعْفُوْرٍ الْاٰخَرُ اسْمُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسَ

◆◆ ابویعفور حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں ہم لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی جس میں ہم ٹڈی کھاتے رہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شعبہ نے اس حدیث کو ابویعفور کے حوالے سے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایسے کئی غزوات میں شرکت کی ہے۔ جن میں ہم ٹڈی کھایا کرتے تھے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابویعفور کا نام ''واقد'' ہے اور ایک قول کے مطابق ''وقدان'' کہا جاتا ہے۔

دوسرے ''ابویعفور'' کا نام عبدالرحمٰن بن عبید بن نسطاس ہے۔

شرح

ٹڈی کھانے کا مسئلہ:

ٹڈی: یہ پردار پرندہ ہوتا ہے جو چڑیا کے برابر ہوتا ہے، جماعت کی شکل میں آتا ہے جسے ''ٹڈی دل'' کہا جاتا ہے۔ یہ درختوں

فصلوں اور پھلوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ جانور بالاجماع حلال ہے۔ یہ ذبح بھی کیا جاسکتا ہے اور ذبح کے بغیر بھی حلال ہے۔ جب ٹڈی مردہ حالت میں پائی جائے تو اس کا کھانا حلال ہے یا حرام؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ٹڈی مری ہوئی حلال ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: اُحلت لنا میتتان و دمان، المیتتان: الحوت والجراد، والدمان: الکبد و الطحان: (مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث ۴۱۳۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال قرار دیے گئے ہیں۔ دو مردار یہ ہیں: مچھلی اور ٹڈی۔ اور دو خون یہ ہیں: کلیجی اور تلی''۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مری ہوئی ٹڈی حلال نہیں ہے' بلکہ اسے ذبح کرنا ضروری ہے۔

اس کے ذبح کرنے کے طریقہ کار میں بھی اختلاف ہے۔ ایک قول ہے کہ اس کا سر کاٹ دینا ہی ذبح ہے۔ ایک قول ہے: اگر یہ ہنڈیا یا آگ میں گر کر مر جائے تو حلال ہے جبکہ از خود مر جائے یا کسی برتن میں گر کر ہلاک ہو جائے تو حلال نہیں ہو گی۔ علامہ ابن وہیب کا قول ہے، اسے پکڑ لینا ہی اس کا ذبح ہے۔

سوال: احادیث باب سے ٹڈی کھانے کی حلت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی کراہت ثابت ہے، وہ روایت یوں ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹڈی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اکثر جنود اللہ لا اکلہ ولا احرمہ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۸۱۲) ٹڈی دل اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا لشکر ہے، میں نہ اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام قرار دیتا ہوں۔ ان احادیث میں تعارض ہوا؟

جواب: احادیث باب متناً وسنداً قوی ہیں جبکہ ان کے مقابل حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سنداً ضعیف ہے اور اس سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

سوال: حضرت ابن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں چھ غزوات کا اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں سات غزوات کا ذکر ہے جبکہ حضرت شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں بالکل تعداد کا ذکر نہیں ہے یہ تو احادیث میں تعارض ہوا؟

جواب: روایات میں تعارض نہیں ہے بالکل رواۃ کی احتیاط پر محمول ہیں۔ جس طرح کسی راوی نے حدیث سماعت کی اسی طرح من وعن اسے آگے بیان کر دیا۔ لہٰذا روایات میں تعارض کی صورت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِي الدُّعَاءِ عَلَى الْجَرَادِ

باب 23: ٹڈیوں کے لیے دعائے ضرر کرنا

1746 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ

1746- اخرجه ابن ماجه (1073/2، 1073) كتاب الصيد، باب: صيد الحيتان والجراد، حديث (3221) من طريق زياد بن عبد الله بن علاثة، عن موسىٰ بن محمد بن ابراهيم التيمي، عن ابيه، فذكره۔

اللّٰهِ بْنِ عُلَاثَةَ عَنْ مُوسَى ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَا

متن حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا عَلَى الْجَرَادِ قَالَ اللّٰهُمَّ اَهْلِكِ الْجَرَادَ اقْتُلْ كِبَارَهُ وَاَهْلِكْ صِغَارَهُ وَاَفْسِدْ بَيْضَهُ وَاقْطَعْ دَابِرَهُ وَخُذْ بِاَفْوَاهِهِمْ عَنْ مَعَاشِنَا وَاَرْزَاقِنَا اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَدْعُو عَلٰى جُنْدٍ مِّنْ اَجْنَادِ اللّٰهِ بِقَطْعِ دَابِرِهٖ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا نَثْرَةُ حُوْتٍ فِي الْبَحْرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَمُوْسٰى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ قَدْ تُكُلِّمَ فِيْهِ وَهُوَ كَثِيْرُ الْغَرَائِبِ وَالْمَنَاكِيْرِ وَاَبُوْهُ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثِقَةٌ وَّهُوَ مَدَنِيٌّ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ٹڈیوں کے لیے دعائے ضرر (ان الفاظ میں) کی:

''اے اللہ! ٹڈیوں کو ہلاک کر دے۔ بڑی ٹڈیوں کو قتل کر دے اور چھوٹی کو ہلاک کر دے۔ ان کے انڈوں کو خراب کر دے اور ان کی نسل ختم کر دے۔ ہماری زندگی اور ہمارے رزق (خوراک) سے انہیں منہ سے پکڑ لے (یعنی دور کر دے) بے شک تو دعا کو سننے والا ہے''۔

راوی بیان کرتے ہیں' ایک صاحب نے عرض کی' یارسول اللہ (ﷺ)! آپ اللہ تعالیٰ کی ایک قسم کی مخلوق کی نسل ختم کرنے کی دعا کیوں کر رہے ہیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ سمندر میں مچھلی کی قسم ہے (یعنی ان کی نسل ختم نہیں ہوگی)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے' ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی نامی راوی کے بارے میں کلام کیا گیا ہے' کیونکہ وہ بکثرت غریب اور منکر روایات نقل کرتے ہیں۔

ان کے والد محمد بن ابراہیم ثقہ ہیں اور مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔

شرح

ٹڈی دل سے نجات کی دعا کرنا:

ٹڈی دل جب کسی علاقہ میں حملہ آور ہوتا ہے' تو لوگوں کے درختوں، پھلوں اور فصلوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ان کے نقصان سے بچنے کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں الفاظ دعاء نجات فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَهْلِكِ الْجَرَادَ وَاقْتُلْ كِبَارَهُ وَاَهْلِكْ صِغَارَهُ وَاَفْسِدْ بَيْضَهُ وَاقْطَعْ دَابِرَهُ وَ خُذْ بِاَفْوَاهِهِمْ عَنْ مَّعَاشِنَا وَارْزُقْنَا اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ .

فائدہ نافعہ:

حدیث کے مضمون سے ثابت ہوا کہ ضرر رساں مخلوق کے بارے میں دعا نجات کرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اس دعا کا مقصد ہلاکت نہیں ہے' بلکہ ضرر رسانی سے نجات کا حصول ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی اَکْلِ لُحُومِ الْجَلَّالَةِ وَاَلْبَانِهَا

باب 24: نجاست کھانے والے جانوروں کا گوشت کھانے اور دودھ پینے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1747 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَکْلِ الْجَلَّالَةِ وَاَلْبَانِهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

اختلافِ سند: وَّرَوَی الثَّوْرِیُّ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے نجاست کھانے والے جانوروں کا گوشت کھانے اور ان کا دودھ پینے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ثوری نے اسے ابن ابونجیح کے حوالے سے' مجاہد کے حوالے سے اور نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

1748 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

1747- اخرجه ابوداؤد (379/2) کتاب الاطعمة' باب: النهی عن اکل الجلالة والبانها' حدیث (3785) وابن ماجه (1064/2) کتاب الذبائح' باب: النهی عن لحوم الجلالة' حدیث (3189) من طریق محمد بن اسحق' عن ابن ابی نجیح' عن مجاهد' فذکره۔

1748- اخرجه البخاری (93/10) کتاب الاشربة' باب: الشرب من فم السقاء' حدیث (5629) وابو داؤد (362/2) کتاب الاشربة' باب: الشراب من فی السقاء' حدیث (3719)(3786) واحمد (226/1'241'293'321'339) من طریق عکرمة فذکره۔

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنِ الْمُجَثَّمَۃِ وَلَبَنِ الْجَلَّالَۃِ وَعَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِی السِّقَاءِ

اسنادِ دیگر: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

فی الباب: وَّفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرنے سے منع کیا ہے' گندگی کھانے والے جانوروں کا دودھ پینے سے منع کیا ہے' مشکیزے کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر پینے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محمد بن بشار فرماتے ہیں' اس حدیث کو قتادہ نے عکرمہ کے حوالے سے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

شرح

نجاست خور جانوروں کے گوشت اور دودھ کا شرعی حکم:

لفظ: الجلۃ: کا معنی ہے: لید، مینگنی۔ لفظ: الجلالۃ اسم مبالغہ کا صیغہ ہے' جس کا معنی ہے: وہ جانور ہے جو لید اور مینگنیاں کھاتا ہے۔ جو جانور اکثر چارہ کھاتا ہو اور کبھی کبھار غلاظت کھاتا ہو، تو اسے ''جلالۃ'' نہیں کہا جا سکتا۔ بعض فقہاء کے نزدیک کثرت وقلت مدار نہیں ہے' بلکہ بدبو مدار ہے۔ جب گوشت، پسینہ اور دودھ میں بدبو موجود ہو تو جلالہ ہے ورنہ جلالہ نہیں ہے۔

جلالہ (جانور) کے دودھ اور گوشت کی حلت وحرمت کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مکروہ تحریمی (حرام) ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔

جلالہ (جانور) کے دودھ اور گوشت سے انتفاع کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو گھر میں باندھ دیا جائے تا کہ وہ غلاظت نہ کھائے اور اسے مسلسل چارہ ڈالا جائے حتیٰ کہ اس کے پسینہ، دودھ اور گوشت کی بدبو ختم ہو جائے۔ بڑے جانور گائے وغیرہ کو چالیس دن، درمیانے جانور بکری وغیرہ کو پانچ دن اور چھوٹے جانور مرغی وغیرہ کو تین دن تک بند رکھنے سے وہ جلالہ نہیں رہے گا۔ پھر اس کے دودھ اور گوشت سے انتفاع کرنا جائز ہو جائے گا۔

فائدہ نافعہ:

جب کوئی جانور اکثر چارہ کھاتا ہو مگر کبھی غلاظت کھاتا ہو، وہ حلال ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کا گوشت کھایا

ہے حالانکہ وہ نجاست کھاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَکْلِ الدَّجَاجِ

باب 25: مرغی کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1749 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ الطَّائِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ عَنْ اَبِي الْعَوَّامِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: دَخَلْتُ عَلٰى اَبِيْ مُوْسٰى وَهُوَ يَاْكُلُ دَجَاجَةً فَقَالَ ادْنُ فَكُلْ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ زَهْدَمٍ وَلَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ زَهْدَمٍ

توضیحِ راوی: وَاَبُو الْعَوَّامِ هُوَ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ

◆◆ زہدم جرمی بیان کرتے ہیں' میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت مرغی کا گوشت کھا رہے تھے انہوں نے فرمایا آگے ہو جاؤ اور کھاؤ کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس (کے گوشت) کو کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے یہ حدیث اس کے علاوہ دیگر حوالوں سے زہدم کے حوالے سے منقول ہے اور یہ حدیث صرف زہدم کے حوالے سے ہی ہم جانتے ہیں۔

ابوالعوام نامی راوی کا نام ''عمران القطان'' تھا۔

1750 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ لَحْمَ دَجَاجٍ قَالَ وَفِي الْحَدِيْثِ كَلَامٌ اَكْثَرُ مِنْ هٰذَا وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَيْضًا عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ وَعَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ

◆◆ زہدم بیان کرتے ہیں' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

1749- اخرجه البخاري (272/6) كتاب فرض الخمس' باب: اذا بعث الامام رسولا في حاجة' حديث (3133) واطرافه في (4385'4415'5517'5518'6652'6649'6678'6680'6718'6719'6721'7555) واخرجه مسلم (1270/3- 1271) كتاب الايمان' باب: ندب من حلف يمينا' فرأى غيرها خيرا منها' ان ياتي الذي هو خير' ويكفر عن يمينه' حديث (9) وابو داؤد (9/7) كتاب الايمان والنذور' باب: من حلف على يمين فرأى غيرها خيرا منها' حديث (3779) طرفاً منه (206/7) كتاب الصيد' والذبائح' باب: اباحة اكل لحوم الدجاج' حديث (4346'4347)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث میں اس سے زیادہ کلام کیا جا سکتا ہے تاہم امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ ایوب سختیانی نے اس حدیث کو قاسم تمیمی اور ابوقلابہ کے حوالے سے زہدم جرمی سے نقل کیا ہے۔

شرح

مرغی کا گوشت کھانا:

تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ مرغی کا گوشت حلال ہے۔ عام طور پر مرغی خلط کھاتی ہے یعنی پاک اور نجس اشیاء تو اس کے گوشت کو حلال قرار دیا جائے گا۔ تاہم اگر وہ فقط نجاست خور ہو تو وہ ''جلالہ'' جانور کے دائرہ میں آئے گی۔ اسے تین دن تک گھر میں بند رکھنے سے جلالہ نہیں رہے گی اور اس کے گوشت سے انتفاع درست ہوگا۔

فائدہ نافعہ:

مرغی کا گوشت کھانا سنت ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کا گوشت کھایا ہے جس طرح حدیث باب سے عیاں ہے۔

مرغی کھانے کے فوائد:

مرغی خواہ جنگلی ہو یا پالتو، دونوں حلال ہیں۔ مرغی کا گوشت کھانے کے بہت سے فوائد ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) مرغی کا گوشت زود ہضم ہوتا ہے۔ (۲) دماغ میں قوت پیدا کرتا ہے۔ (۳) قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے (۴) آواز میں خوبصورتی پیدا کرتا ہے۔ (۵) رنگ میں نکھار پیدا کرتا ہے۔ (۶) عقل میں اضافہ کرتا ہے۔ (۷) خون صاف کرتا ہے۔

(جمع الوسائل ص ۲۰۳)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَكْلِ الْحُبَارٰى

باب 26: سرخاب کا گوشت کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1751 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْاَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُمَرَ بْنِ سَفِيْنَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ

متن حدیث: اَكَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ حُبَارٰى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَفِيْنَةَ رَوٰى عَنْهُ ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ وَّيُقَالُ بُرَيْدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَفِيْنَةَ

1751- اخرجه ابوداؤد (381/2) كتاب الاطعمة' باب: في اكل لحم الحبارى' حديث (3797) من طريق ابراهيم بن عمر بن سفينة' عن ابيه فذكره.

◆◆ ابراہیم بن عمر بن سفینہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سرخاب کا گوشت کھایا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں۔

ابراہیم بن عمر بن سفینہ سے ابن ابی فدیک نے حدیث نقل کی ہے ایک قول کے مطابق' ان کا نام برید بن عمر بن سفینہ ہے۔

شرح

حباریٰ (سرخاب) کا گوشت کھانا:

حباریٰ: اس سے کونسا پرندہ مراد ہے؟ اس بارے میں بہت سے اقوال ہے: (۱) یہ بٹیر کی شکل کا ہوتا ہے مگر اس کی ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں (۲) یہ سرخاب پرندہ ہے جو ہمارے دیار میں نایاب ہے (۳) ایک جنگلی پرندہ ہے جو خاکی رنگ کا ہوتا ہے، پاؤں لمبے ہوتے ہیں مگر گردن بڑی ہوتی ہے (۴) یہ پرندہ بے وقوف ہوتا ہے اور اپنے بچوں سے خوب محبت کرتا ہے اور انہیں اڑنا سکھاتا ہے لیکن دوسرے جانوروں سے محبت نہیں کرتا۔ حباریٰ کی حلت میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حباریٰ کا گوشت کھایا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَكْلِ الشِّوَاءِ

باب 27: بھنا ہوا گوشت کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1752 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِیُّ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ

متنِ حدیث: اَنَّهَا قَرَّبَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَمَا تَوَضَّاَ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ وَالْمُغِيْرَةِ وَاَبِیْ رَافِعٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں' سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے بھنا ہوا پہلو کا گوشت رکھا تو آپ نے اسے کھالیا پھر آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور آپ نے ازسرنو وضو نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے

1752- اخرجه احمد (307/6) من طريق محمد بن يوسف' ان عطاء بن يسار اخبره' فذكره.

احادیث منقول ہیں'

یہ حدیث اس حوالے سے ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

شرح

بھنا ہوا گوشت کھانا:

لفظ: الشواء، سے مراد بھنا ہوا گوشت ہے۔ بھنا ہوا گوشت کھانا بھی جائز ہے اور شوربے والا بھی درست ہے۔ بھنا ہوا گوشت کھانا عیش وعشرت کے زمرے میں آتا اور نہ دینداری کے منافی ہے، کیونکہ حدیث باب سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھنا ہوا گوشت پسند فرمایا اور کھایا بھی ہے۔ سوال یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھنی ہوئی بکری کبھی پیش نہیں کی گئی جبکہ حدیث باب میں موجود ہے کہ بکری کا بھنا ہوا گوشت آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا جو آپ نے تناول فرمایا، یہ تو تعارض بین الروایات ہوا؟ اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں پوری بھنی ہوئی بکری کا ذکر ہے جبکہ حدیث باب میں بکری کے ایک پہلو کا ذکر ہے۔ (۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے علم کے مطابق اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے علم کے مطابق روایت بیان کی۔

بھنا ہوا گوشت خواہ لذیز ہوتا ہے لیکن زیادہ نافع شوربے والا ہوتا ہے' کیونکہ روایات میں مذکور ہے کہ جب گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ رکھا کرو۔ علاوہ ازیں شوربے کو احد اللحمین قرار دیا گیا ہے۔

فائدہ نافعہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا بھنا ہوا گوشت کھانے کے بعد وضو کیے بغیر نماز ادا فرمائی، جس سے ثابت ہوا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو فاسد نہیں ہوتا۔ اس اعتبار سے روایت کا یہ حصہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف کی دلیل ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْاَكْلِ مُتَّكِئًا

باب 28: ٹیک لگا کر کھانے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1753 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَمَّا اَنَا فَلَا اٰكُلُ مُتَّكِئًا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ

1753- اخرجه البخاری (451/9) كتاب الاطعمة' باب: الاكل متكئا' حديث (5399'5398) وابو داؤد (375/2) كتاب الاطعمة' باب: ما جاء فی الاكل' متكئا' حديث (3769) وابن ماجه (1086/2) كتاب الاطعمة' باب: الاكل متكئا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى زَكَرِيَّا بْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ وَسُفْيَانُ بْنُ سَعِيْدٍ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ

◆◆ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ہم اسے صرف علی بن اقمر کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

زکریا بن ابوزائدہ اور سفیان بن سعید اور دیگر اہل علم نے علی بن اقمر کے حوالے سے اس کو روایت کیا ہے' جب کہ شعبہ نے سفیان ثوری کے حوالے سے اس حدیث کو علی بن اقمر سے روایت کیا ہے۔

شرح

ٹیک لگا کر کھانے کی ممانعت:

کھانے کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ ٹیک لگا کر کھانا نہ کھایا جائے۔ ٹیک لگا کر کھانا کھانے کے کئی نقصان ہیں' جن میں سے مشہور یہ ہیں: (۱) یہ طریقہ سنت کے خلاف اور آداب طعام کے منافی ہے (۲) ٹیک لگا کر کھانا کھانے سے پیٹ بڑھ جاتا ہے جو کئی امراض کا موجب بن سکتا ہے (۳) یہ متکبر لوگوں کی حالت ہے، (۴) اس حالت میں کھانا کھانے سے انسان سرکش اور ضدی بن جاتا ہے۔

ٹیک لگانے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں' جن میں زیادہ مشہور تین ہے:

(i) کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانا: اس صورت میں انسان کھانا ضرورت سے زیادہ کھالیتا ہے جو کسی پریشانی یا مرض کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

(ii) دیوار وغیرہ سے ٹیک لگا کر کھانا کھانا: اس صورت میں انسان کا پیٹ تنا رہتا ہے اور غیر اختیاری طور پر زیادہ کھانا کھالیتا ہے جو کسی وقت بھی تکلیف کا موجب بن سکتا ہے۔

(iii) اپنے ہاتھ سے ٹیک لگانا: کھانا کھاتے وقت ایک طرف جھک کر اپنے ایک ہاتھ سے زمین پر ٹیک لگانا، یہ تکبر کی علامت ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اور اس کیفیت میں کھایا جانے والا کھانا بھی ضرر رساں ثابت ہو سکتا ہے۔

اس حدیث کا شان ورود اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی نے آپ کی خدمت میں گوشت پیش کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے ٹیک ترک کرنے کے لیے عرض کیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام بھی پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اختیار دیا ہے کہ دنیا میں نبی سلطان بنیں یا عبد نبی بنیں؟ ساتھ ہی

بطور مشورہ عرض کیا: آپ تواضع کی صورت کو اختیار فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عبد نبی بننا پسند کرتا ہوں۔ عبدیت کے سبب تکبر و غرور سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے، لہٰذا آپ نے ٹیک لگانے کو بھی ترک فرما دیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حُبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ

باب 29: نبی اکرم ﷺ کے میٹھی چیز اور شہد کو پسند کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1754 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَاَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَفِي الْحَدِيْثِ كَلَامٌ اَكْثَرُ مِنْ هٰذَا

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ میٹھی چیز اور شہد کو پسند کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے اس کو علی بن مسہر نے ہشام بن عروہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اس حدیث کے بارے میں اس سے زیادہ گفتگو کی جا سکتی ہے۔

شرح

میٹھی چیز اور شہد پسند کرنا:

لفظ: الحلواء: سے مراد ہر میٹھی چیز ہے۔ لفظ: العسل، واحد ہے اس کی جمع اعسال ہے، جس کا معنی ہے: شہد۔ یہاں تخصیص بعد التعمیم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر میٹھی چیز پسند تھی بالخصوص شہد زیادہ پسند تھا۔ جب بھی کوئی میٹھی چیز بارگاہ رسالت میں پیش کی جاتی تو آپ رغبت و پسندیدگی سے اسے قبول فرماتے اور اپنے استعمال لاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم پانی میں شہد ملا کر نوش فرماتے اور کھانے کے ساتھ کھجوریں تناول کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِكْثَارِ مَاءِ الْمَرَقَةِ

باب 30: ''شوربا'' زیادہ بنانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1755 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

1754- اخرجه البخاري (468/9) كتاب الاطعمة، باب: الحلوى والعسل، حديث (65/10،5431) كتاب الاشربة، الباذق، ومن نهى عن كل مسكر، من الاشربة، حديث (146/10،5599) كتاب الطب، باب: الدواء بالعسل، حديث (5682) ومسلم (1102،1101/2) كتاب الطلاق، باب: وجوب الكفارة، على من حرم امراته ولم ينو الطلاق، حديث (1474/21) وابو داؤد (361/2) كتاب الاشربة، باب: في شراب العسل، حديث (3715) وابن ماجه (1104/2) كتاب الاطعمة، باب الحلواء، حديث (3323)

فَضَاءٍ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: اِذَا اشْتَرٰى اَحَدُكُمْ لَحْمًا فَلْيُكْثِرْ مَرَقَتَهُ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ لَحْمًا اَصَابَ مَرَقَةً وَّهُوَ اَحَدُ اللَّحْمَيْنِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ فَضَاءٍ

توضیح راوی: وَّمُحَمَّدُ بْنُ فَضَاءٍ هُوَ الْمُعَبِّرُ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَّعَلْقَمَةُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ اَخُوْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ

◆◆ حضرت علقمہ بن عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص گوشت خریدے (تو پکاتے ہوئے) اس کا شوربا زیادہ کرے کیونکہ اگر اسے گوشت کی (بوٹی نہیں ملے گی) تو شوربا مل جائے گا' اور یہ بھی ایک قسم کا گوشت ہے (یعنی اس میں گوشت کا اثر ہوتا ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حوالے سے' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے' تاہم امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں جو محمد بن فضاء سے منقول ہے' جو تعبیر بیان کیا کرتے تھے سلیمان بن حرب نے ان کے بارے میں کچھ گفتگو کی ہے اور (اس حدیث کے راوی) علقمہ بن عبداللہ' بکر بن عبداللہ مزنی کے بھائی ہیں۔

1756 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْاَسْوَدِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِيُّ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ صَالِحِ بْنِ رُسْتُمَ اَبِيْ عَامِرٍ الْخَزَّازِ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا يَحْقِرَنَّ اَحَدُكُمْ شَيْئًا مِّنَ الْمَعْرُوْفِ وَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَلْقَ اَخَاهُ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ وَّاِنِ اشْتَرَيْتَ لَحْمًا اَوْ طَبَخْتَ قِدْرًا فَاَكْثِرْ مَرَقَتَهُ وَاغْرِفْ لِجَارِكَ مِنْهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھے اگر اسے کچھ نہ ملے تو وہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے مل لے اور اگر تم گوشت خریدو یا ہنڈیا پکاؤ تو اس میں شوربا زیادہ کرو اور اس میں سے کچھ اپنے پڑوسی کو بھی بھیج دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ اس کو شعبہ نے ابوعمران جونی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

1755- تفرد به الترمذي' واخرجه الحاكم في المستدرك (130/4)

1756- اخرجه مسلم (2026/4) كتاب البر والصلة والآداب' باب: استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء' حديث (2626/144) واحمد (173/5) من طريق ابوعمران الجوني' عن عبد الله بن الصامت' فذكره.

شرح

شوربا زیادہ بنانا:

پہلی حدیث میں گوشت پکاتے وقت شوربا زیادہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے اور ساتھ ہی اس کا فائدہ بھی بیان کر دیا ہے کہ اگر افراد خانہ زیادہ ہوں اور گوشت قلیل مقدار میں ہو اگر بالفرض کسی فرد کو بوٹی میسر نہ آئے گی تو اسے شوربا تو مل جائے گا اور شوربا بھی تو گوشت کا ہو گا جو اس کے قائمقام ہے۔ دوسری حدیث باب میں شوربا زیادہ بنانے کا ایک مستقل فائدہ بیان کیا گیا ہے کہ کچھ مقدار میں سالن یا شوربا ہمسائے کے گھر بھیج دیا جائے تاکہ حق ہمسائیگی بھی ادا ہو جائے اور باہم اخوت ومودت میں اضافہ کا موجب بھی ہو۔

فائدہ نافعہ:

کسی مسلمان بھائی کو دینے کے لیے کوئی چیز موجود نہ ہو تو اس سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی صدقہ سے کم نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلام کہنے، عیادت کرنے اور دعوت قبول کرنے کو مسلمان کے حقوق میں شامل کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الثَّرِيْدِ

باب 31: ''ثرید'' کی فضیلت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1757 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَّلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَآئِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَآئِشَةَ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مردوں میں بہت سے لوگ کامل ہوئے ہیں' خواتین میں صرف مریم بنت عمران (رضی اللہ عنہا) اور فرعون کی بیوی آسیہ (رضی اللہ عنہا) کامل ہیں اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو تمام عورتوں پر وہی فضیلت حاصل ہے' جو ثرید کو تمام کھانوں پر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

1757- اخرجه البخاری (514/6) كتاب احاديث الانبياء' باب: قول الله' وضرب الله مثلا للذين امنوا امراة فرعون- حديث (3411) واطرافه' (3433' 3769' 5418) ومسلم (1887,1886/4) كتاب فضائل الصحابة' باب: فضائل خديجة ام المؤمنين' حديث (2431/70) وابن ماجه (1091/2) كتاب الاطعمة' باب: فضل الثريد على الطعام' حديث (3280) واحمد (394/4' 409) من طريق شعبة عن عمرو بن مرة الجملي' عن مرة الهمداني' فذكره.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

ثرید کی فضیلت

گوشت کے شوربا میں روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ڈالنے یا پکتے ہوئے گوشت میں روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ڈال دینے سے ایک ڈش تیار ہو جاتی ہے، جسے "ثرید" کہا جاتا ہے۔ ثرید زود ہضم، لذیذ اور مزیدار کھانا ہوتا ہے۔ ثرید حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔ حدیث باب میں آپ نے ثرید کی اہمیت وفضیلت ایک تمثیل کے ذریعے بیان فرمائی ہے۔ جس طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام عورتوں سے افضل ہیں، اسی طرح ثرید کھانے کو بھی تمام کھانوں پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔

ثرید کھانے کی فضیلت کے حوالے سے مزید دو روایات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سحری میں برکت ہے، ثرید میں برکت اور جماعت میں بھی برکت ہے۔ (مجمع الزوائد ج۵ ص۲۱)

۲- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثرید تیار کرو خواہ پانی سے۔ (مجمع الزوائد ج۵ ص۲۲)

سوال: حضرت خدیجہ، حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے کس کی فضیلت سے زیادہ ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مریم اپنے زمانہ کی عورتوں سے بہتر ہیں اور خدیجہ اپنے زمانہ کی عورتوں سے بہتر ہیں (مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث ۶۱۷۵)
حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **فاطمه بضعة منی** 'فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے۔

جواب: جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کو پہلا "رسول" ہونے کی فضیلت حاصل ہوئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو درجہ خلت پر فائز ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ کا مرتبہ ملا۔ یہ ان انبیاء علیہم السلام کو جزوی فضیلت حاصل ہوئی لیکن کلی نہیں تھی۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت خدیجہ، حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو جزوی فضیلت حاصل تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمدردی وغمگساری میں حضرت خدیجہ کا ثانی نہیں تھا، جزئیت وبعضیت نبوی ہونے میں حضرت فاطمہ کے مقابل کوئی نہیں تھا اور فقاہیت واشاعت دین اور محبوبیت کے لحاظ سے حضرت عائشہ منفرد تھیں۔ الغرض تینوں شخصیات کو جزوی وانفرادی طور پر فضیلت حاصل تھی جبکہ فضیلت کلی کسی کو بھی حاصل نہیں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافعہ:

حدیث باب میں کمالات سے مطلق کمالات مراد ہیں جبکہ نبوت مستثنیٰ ہے۔ لفظ نساء میں تین اقوال ہیں: (۱) تمام زمانہ کی نساء

مراد ہیں۔(۲)صرف اسی زمانہ کی نساء مراد ہیں(۳)اس امت کی نساء مراد ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّهُ قَالَ انْهَسُوا اللَّحْمَ نَهْسًا

باب 32: گوشت کونوچ کر کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1758 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ اَبِیْ اُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ زَوَّجَنِیْ اَبِیْ فَدَعَا اُنَاسًا فِيهِمْ صَفْوَانُ بْنُ اُمَيَّةَ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: انْهَسُوا اللَّحْمَ نَهْسًا فَاِنَّهُ اَهْنَاُ وَاَمْرَاُ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْكَرِيْمِ

توضیحِ راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِیْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْمُعَلِّمِ مِنْهُمْ اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِیُّ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

◆◆ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میرے والد نے میری شادی کی انہوں نے کچھ لوگوں کی دعوت کی جن میں حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: گوشت کونوچ کر کھاؤ کیونکہ یہ زیادہ مزیدار محسوس ہوتا ہے اور جلدی ہضم ہو جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں مذکورہ بالا حدیث کو ہم صرف عبدالکریم نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں بعض اہل علم نے عبدالکریم معلم کے حافظے کے حوالے سے کچھ گفتگو کی ہے جن میں ایوب سختیانی شامل ہیں۔

شرح

گوشت کونوچ کر کھانا:

حدیث باب میں گوشت کو خاص انداز میں کھانے کی ترغیب وتلقین کی گئی ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ گوشت دانتوں سے نوچ کر تناول کیا جائے تو اس کی لذت میں اضافہ ہو جائے گا۔ گوشت نوچنے سے اس کے ساتھ لعاب شامل ہوگا، وہ زود ہضم ہوگا اور جزو بدن بن جائے گا۔ مشاہدہ بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نوچ کر کھایا جانے والا گوشت لذیذ ہوتا ہے اور خوب رچتا پچتا ہے۔ ہاتھ میں ہڈی لے کر دانتوں سے اس کا گوشت اتار کر کھایا جائے اور اس کے مغز سے لطف اندوز ہو یا جائے تو کھانے والا تادیر اس کے ذائقے کو اپنے منہ میں محسوس کرتا ہے۔

1758- اخرجه الدارمی (106/2) كتاب الاطعمة' باب: فيمن استحب ان ينهس اللحم ولا يقطعه واحمد (464/6'400/3) والحميدی (257'256/1) حديث (564) من طريق عبد الكريم ابی امية' عن عبد الله بن الحارث فذكره۔

بَابُ مَا جَآءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ

باب 33: گوشت کو چھری کے ذریعے کاٹ کر کھانے کی رخصت کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے جو کچھ منقول ہے

1759 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَزَّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَاَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ مَضٰى اِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَتَوَضَّاْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

◆◆ حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ نے چھری کے ذریعے بکری کے شانے کا گوشت کاٹ کر اسے کھایا پھر آپ نماز کے لئے تشریف لے گئے اور ازسرِنو وضو نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور اس بارے میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

شرح

چھری کانٹے کے ذریعے کھانا:

گوشت اور دیگر اشیاء کو چھری کانٹے کے بغیر محض ہاتھ سے کھانا مسنون ہے۔ تاہم ضرورت کے تحت گوشت، روٹی، ڈبل روٹی اور پھل وغیرہ چھری سے کاٹے جاسکتے ہیں۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر بھی چھری سے کاٹا تھا۔ (مشکوٰۃ: ۴۲۲۷) حدیث باب سے چھری سے گوشت وغیرہ کاٹنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، تاہم اس روایت کو ضرورت پر محمول کیا جائے گا۔

چھری سے گوشت وغیرہ کاٹنے کی ممانعت کے حوالے سے دو روایات درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّيْنِ، فَاِنَّهُ مِنْ صَنِيْعِ الْاَعَاجِمِ، وَانْهَسُوْهُ فَاِنَّهُ اَهْنَاُ وَاَمْرَاُ "تم چھری سے گوشت نہ کاٹو، کیونکہ یہ عجمی لوگوں کا طریقہ ہے۔ تم گوشت

1759- اخرجه البخاری (372/1) كتاب الوضوء، باب: من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق، حديث (208) واطرافه (675، 2923، 5408، 5422، 5462) ومسلم (280/2، 281- نووی) كتاب الحيض، باب: نسخ الوضوء مما مست النار، حديث (92,93/355) وابن ماجه (165/1) كتاب الطهارة وسننها، باب: الرخصة في ذلك، حديث (490) والدارمی (185/1) كتاب الصلوٰة والطهارة، باب: الرخصة في ترك الوضوء، واحمد (139/4، 287/5)

نوچ کر کھاؤ، کیونکہ یہ اس طرح خوشگوار اور زود ہضم ہوتا ہے۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۷۷۹)

۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مرفوعاً روایت کرتی ہیں: لَاتَقْطَعُوْا الْخُبْزَ بِالسِّكِّيْنِ كَمَا تَقْطَعُهٗ لَهٗ اِلَّا عَاجِم الخ، تم چھری کے ساتھ روٹی نہ کاٹو جس طرح عجمی لوگ روٹی کاٹتے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی شخص گوشت کھانے کا قصد کرے تو وہ اسے چھری سے نہ کاٹے بلکہ اپنے ہاتھوں میں لے اور اسے دانتوں سے نوچ کر کھائے، اس لیے یہ زیادہ خوشگوار اور زود ہضم ہے۔ (الطبرانی)

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَیِّ اللَّحْمِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 34: نبی اکرم ﷺ کو کون سا گوشت زیادہ محبوب تھا اس حوالے سے جو کچھ منقول ہے

1760 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِیْ حَيَّانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعَآئِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَّاَبِیْ عُبَيْدَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ حَيَّانَ اسْمُهٗ يَحْيَی بْنُ سَعِيْدِ بْنِ حَيَّانَ وَاَبُوْ زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ اسْمُهٗ هَرِمٌ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا آپ کے سامنے ران کا گوشت رکھا گیا' وہ آپ کو بہت پسند تھا آپ نے اسے دانتوں کے ذریعے نوچ کر کھایا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوحیان کا نام یحییٰ بن سعید بن حیان ہے اور ابوزرعہ بن عمرو بن جریر کا نام ''ہرم'' ہے۔

1761 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِیُّ حَدَّثَنَا يَحْيَی بْنُ عَبَّادٍ اَبُوْ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ ابْنِ يَحْيٰی مِنْ وَّلَدِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: مَا كَانَ الذِّرَاعُ اَحَبَّ اللَّحْمِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ كَانَ لَا يَجِدُ

1760- اخرجه البخاری (428/6) كتاب احاديث الانبياء' باب: قول الله (ولقد ارسلنا نوحا) حديث (3340) باب: يزفون' النسلان فی المشی' حديث (3361)' (247/8) كتاب التفسير' باب: ذرية من حملنا مع نوح' حديث (4712) ومسلم (603/1 الابی) كتاب الايمان' باب: ادنی اهل الجنة منزلة فيها' حديث (194/327) وابن ماجه (1099/2) كتاب الاطعمة' باب: اطايب اللحم' حديث (3307)

اللَّحْمَ اِلَّا غِبًّا فَكَانَ يَعْجَلُ اِلَيْهِ لِاَنَّهُ اَعْجَلُهَا نُضْجًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو گوشت میں ران کا گوشت (زیادہ) پسند نہیں تھا لیکن چونکہ نبی اکرم ﷺ کو گوشت کبھی کبھار کھانے کو ملتا تھا تو آپ اسے کھا لیتے تھے کیونکہ یہ جلدی تیار ہو جاتا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے اور ہم اسے صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ گوشت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے کون سے حصہ کا گوشت پسند تھا؟ اس بارے میں مختلف روایات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: كان احب العراق الى رسول الله صلى الله عليه وسلم عراق الشأة (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۳۷۸۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے گوشت میں سے وہ ہڈی زیادہ پسند تھی جس سے گوشت اتار لیا گیا ہو"۔

۲- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: اطيب اللحم لحم الظهر ۔ (سنن ابن ماجہ، الحدیث ۳۳۰۸) بہترین گوشت پیٹھ کا گوشت ہے۔

۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت زیادہ پسند تھا۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۳۷۸۱)

۴- حدیث باب ہے' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب گوشتوں سے دست کا گوشت زیادہ پسند تھا' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ گوشت میسر نہیں تھا بلکہ کبھی ملتا تھا جو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جاتا تھا۔ دست کا گوشت پسند ہونے کی وجہ یہ تھی کہ یہ جلدی سے پک جاتا تھا۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۱۷۶۱)

ان روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے مختلف حصوں کا گوشت پسند تھا: (۱) وہ ہڈی جس سے گوشت اتار لیا گیا ہو (۲) بکری کی پیٹھ کا گوشت (۳) بکری کے دست کا گوشت کیونکہ وہ جلدی سے پک کر تیار ہو جاتا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخَلِّ

باب 35: سرکہ کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1762 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ سَعِيْدٍ هُوَ اَخُو سُفْيَانَ بْنِ سَعِيْدٍ الثَّوْرِيِّ عَنْ

سُفْيَانَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ وَاُمِّ هَانِئٍ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سرکہ بہترین سالن ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

1763 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مُبَارَكِ بْنِ سَعِيْدٍ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سرکہ بہترین سالن ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت مبارک بن سعید سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے۔

1764 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ

اختلافِ روایت: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ نِعْمَ الْاِدَامُ اَوِ الْاُدُمُ الْخَلُّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سرکہ بہترین سالن ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں' سرکہ بہترین سالن ہے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) سالنوں میں سے بہترین سالن سرکہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حوالے سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے ہم اسے صرف ہشام بن عروہ کے حوالے سے جانتے ہیں جو سلیمان بن بلال سے منقول ہے۔

1764- اخرجه مسلم (1621/3) كتاب الاشربة' باب: فضيلة الخل والتادم به' حديث (2051/164) وابن ماجه (1102/2) كتاب الاطعمة' باب: الائتدام بالخل' حديث (33616) والدارمى (101/2) كتاب الاطعمة' باب: اى الادام كان احب الى رسول الله' من طريق سليمان بن بلال' عن هاشم بن عروة' عن ابيه' فذكره.

1765 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِىْ طَالِبٍ قَالَتْ

متنِ حدیث: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْتُ لَا اِلَّا كِسَرٌ يَابِسَةٌ وَّخَلٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرِّبِيْهِ فَمَا اَقْفَرَ بَيْتٌ مِّنْ اُدْمٍ فِيْهِ خَلٌّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ اُمِّ هَانِئٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ حَمْزَةَ الثُّمَالِيُّ اسْمُهُ ثَابِتُ بْنُ اَبِىْ صَفِيَّةَ وَاُمُّ هَانِئٍ مَاتَتْ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ بِزَمَانٍ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ لَا اَعْرِفُ لِلشَّعْبِيِّ سَمَاعًا مِّنْ اُمِّ هَانِئٍ فَقُلْتُ اَبُوْ حَمْزَةَ كَيْفَ هُوَ عِنْدَكَ فَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ تَكَلَّمَ فِيْهِ وَهُوَ عِنْدِيْ مُقَارِبُ الْحَدِيْثِ

◆◆ سیّدہ اُمّ ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے آپ نے فرمایا: تمہارے پاس (کھانے کے لئے) کچھ ہے؟ میں نے عرض کی: صرف سوکھی روٹی کے ٹکڑے ہیں اور سرکہ ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے ہی لے آؤ جس گھر میں سرکہ موجود ہو اس گھر والے محتاج نہیں ہوتے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حوالے سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف اسی حوالے سے' سیّدہ اُمّ ہانی سے منقول جانتے ہیں۔

ابوحمزہ ثمالی کا نام ثابت بن ابوصفیہ ہے۔

سیّدہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا کا انتقال حضرت علی رضی اللہ عنہ (کی شہادت) کے کافی عرصے بعد ہوا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: میرے علم کے مطابق شعبی نے سیّدہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

میں نے پوچھا: آپ کے نزدیک اُبوحمزہ کیسا آدمی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے اور میرے نزدیک وہ ''مقارب الحدیث'' ہے۔

شرح

سرکہ کی اہمیت

لفظ: ادام اور اُدم دونوں مفرد ہیں اور ان کی جمع: اُدُم ہے۔ ان کا معنی ہے: سالن یا ہر وہ چیز جس سے روٹی کھائی جاتی ہے۔

بہترین سالن کیا چیز ہے؟ اس بارے میں دو روایات منقول ہیں:

(۱) سَيِّدُ اِدَامِكُمُ الْمِلْحُ (مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث ۴۲۳۹) بہترین سالن نمک ہے۔

(۲) نعم الادام الخل، بہترین سالن سرکہ ہے۔ان دونوں روایات کا مقصد غرباء اور مساکین کی دادرسی اور حوصلہ افزائی ہے۔یہی حقیقت حدیث باب کے دونوں شان ورود سے بھی عیاں ہوتی ہے۔جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ سے سالن طلب کیا' تو انہوں نے عرض کیا: ماعندنا الاخل۔ ہمارے پاس سرکہ کے علاوہ کوئی چیز موجود نہیں ہے۔آپ نے سرکہ طلب کیا اور اس سے کھانا شروع کر دیا اور یوں فرماتے رہے۔ **نعم الادام الخل، نعم الادام الاخل**۔سرکہ بہترین سالن ہے، سرکہ بہترین سالن ہے۔(مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث ۴۱۸۳)

۲-ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چچا زاد ہمشیرہ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو دریافت فرمایا: کوئی چیز کھانے کے لیے ہے؟ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! صرف روٹی کے خشک ٹکڑے اور سرکہ ہے۔فرمایا: وہی میرے پاس لے آؤ: فَمَا اَقْفَرُ بَيْتٍ مِنْ اُدْمٍ فِيْهِ خَلٌّ۔جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن سے خالی نہیں ہوتا۔

فائدہ نافعہ:

احادیث باب سے سرکہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ جس گھر میں سرکہ موجود ہو گویا اس گھر میں سالن کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ سرکہ بذات خود بہترین سالن ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عموماً سرکہ یا کھجور یا زیتون کے تیل کو بطور سالن استعمال کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَكْلِ الْبِطِّيْخِ بِالرُّطَبِ

باب 36: تربوز کو تر کھجور کے ساتھ کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1766 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْكُلُ الْبِطِّيْخَ بِالرُّطَبِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ وَقَدْ رَوٰى يَزِيْدُ بْنُ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ

◄► سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ تربوز کو تر کھجور کے ساتھ ملا کر کھایا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

1766- اخرجه ابوداؤد (390/2) كتاب الاطعمة' باب: في الجمع بين لونين' في الاكل' حديث (3836) والحميدي (124/1) حديث (255) من طريق عروة' فذكره.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے بعض اہل علم نے اسے ہشام بن عروہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے اور اس میں انہوں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حوالہ ذکر نہیں کیا۔

یزید بن رومان نے اس حدیث کو عروہ کے حوالے سے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

شرح

تربوز کو کھجور سے ملا کر کھانا:

لفظ: البیطخ، قدیم عربی زبان میں خربوزہ اور تربوز دونوں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ تاہم دونوں میں فرق کرنے کے لیے تربوز کے لیے: بطیخ الاصفر اور خربوز کے لیے: بطیخ الاحمر کے الفاظ استعمال کیے جاتے تھے۔ حدیث باب میں بطیخ سے مراد تربوز ہے۔ جدید عربی زبان میں دونوں کے لیے الگ الگ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ تربوز کے لیے 'حب حب' اور تربوز کے لیے "بطیخ"۔

تربوز ہمارے دیار (پاک و ہند) میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ تربوز تمام پھلوں سے سستا اور لذیز پھل ہے۔ اس کے استعمال سے بھوک اور پیاس دونوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ تربوز کھانا سنت ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پھل کھایا تھا۔ آپ تربوز اور کھجور دونوں کو ملا کر کھاتے تھے' تربوز کی تاثیر ٹھنڈی ہے اور کھجور کی گرم، دونوں کو ملا کر کھانے سے اعتدال کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَكْلِ الْقِثَّاءِ بِالرُّطَبِ

باب 37: ککڑی کو تر کھجور کے ساتھ کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1767 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسَى الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ

◄► حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ تر کھجور کے ساتھ ککڑی کھا لیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے ہم اسے صرف ابراہیم بن سعد کے حوالے سے جانتے ہیں۔

1767- اخرجه البخاری (475/9) كتاب الاطعمة' باب: القثاء بالرطب' حديث (5440) وباب: القثاء' حديث (5447) وباب: جمع اللونين' او الطعامين' بمرة' حديث (5449) ومسلم (1616/3) كتاب الاشربة' اكل القثاء بالرطب' حديث (2043/147) وابو داؤد (390/2) كتاب الاطعمة' باب: في الجمع بين لونين في الاكل' حديث (3835) وابن ماجه (1104/2) كتاب الاطعمة' باب: القثاء والرطب يجمعان' حديث (3325) والدارمي (103/2) كتاب الاطعمة' باب: من لم يرباسا ان يجمع بين الشيئين' واحمد (203/1) والحميدي (248/1) حديث (540) من طريق ابراهيم بن سعد بن ابراهيم بن عبد الرحمن بن عوف' عن ابيه' فذكره۔

شرح

ککڑی اور کھجور کو ملا کر کھانا:

لفظ: القثاء، سے مراد ککڑی یا کھیرا ہے، یہ مشہور سبزی ہے جو بطور سلاد استعمال کی جاتی ہے اور ہمارے (دیار پاک و ہند) میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔ کھیرا موٹا ہوتا ہے جو ایک بالشت یا اس سے بھی زیادہ لمبا ہوتا ہے۔ ککڑی، کھیرے سے باریک لیکن اس سے لمبی ہوتی ہے۔ ان دونوں کو نمک لگا کر پکائے بغیر کھاتے ہیں۔ ان کے کھانے کے دوران یا فوراً بعد پانی پینا نہایت خطرناک عمل ہے۔ اس سے بدہضمی (ہیضہ) کا مرض لاحق ہوسکتا ہے جو جان لیوا بھی ثابت ہوسکتا ہے۔

ککڑی یا کھیرا کھانا سنت ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ککڑی یا کھیرے کے ساتھ تازہ کھجور ملا کر کھایا کرتے تھے اور بڑے ذوق سے کھاتے تھے۔ کھیرا اور ککڑی کی تاثیر ٹھنڈی اور کھجور کی گرم ہوتی ہے اور دونوں کو ملا کر کھانے سے اعتدال کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ کھیرا اور ککڑی کے ساتھ کھجور کھانے سے انسان میں فربہی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو طاقت وقوت کا باعث بنتی ہے۔ بالخصوص خواتین کے لیے ان کا کھانا نہایت مفید و نافع ہے۔ مشہور ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی کے وقت اُن کی والدہ محترمہ نے انہیں کھیرا اور کھجور کھلائی تھی تاکہ آپ فربہ اور طاقتور ہو جائیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ شُرْبِ اَبْوَالِ الْاِبِلِ

باب 38: اونٹوں کا پیشاب پینے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1768 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ وَّثَابِتٌ وَّقَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ نَاسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اِبِلِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ اشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَنَسٍ رَوَاهُ اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ وَّرَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے وہاں کی آب وہوا انہیں موافق نہیں آئی نبی اکرم ﷺ نے انہیں صدقے کے اونٹوں کی طرف بھیج دیا اور فرمایا: ان کا دودھ اور پیشاب پیو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے' جو اس حوالے سے منقول ہے اس حدیث کو اس کے علاوہ دیگر

1768- اخرجه البخاری (177/6، 178) كتاب الجهاد والسير' باب: اذا حرق المشرك المسلم' هل يحرق' حديث (3018، 113/12) كتاب الحدود' باب: لم يحسم النبی صلی الله عليه وسلم المحاربين' حديث (6803) وباب: لم يسق المرتدون المحاربون حتى ماتوا' حديث (6804) باب: سمر النبي صلى الله عليه وسلم اعين المحاربين' حديث (6805)

حوالوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے ابوقلابہ نے اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور سعید بن ابی عروبہ نے اس کو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

شرح

اونٹ کا پیشاب پینا

حدیث باب کو ''حدیث عرنیین'' کہا جاتا ہے۔ اس میں ایک واقعہ ہے اور دو معرکہ آراء اختلافی مسائل ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

واقعہ حدیث عرنیین:

حدیث باب میں واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ قبیلہ عرینہ کے لوگ مدینہ طیبہ آئے، انہیں مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آب وہوا موافق نہ آئی تو وہ مرض الجواء جسے طبی اصطلاح میں استقاء کہا جاتا ہے، میں مبتلا ہو گئے۔ کثرت پانی کے استعمال کی وجہ سے ان کے پیٹ پھول گئے اور جسموں پر پھنسیاں ظاہر ہو گئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ان کی حالت ملاحظہ فرمائی تو انہیں حکم دیا کہ مدینہ طیبہ کے باہر صدقہ کی اونٹنیاں موجود ہیں وہاں جا کر ان کا پیشاب اور دودھ نوش کرو جس سے تمہارا مرض ختم ہو جائے گا۔ وہ حسب حکم مدینہ طیبہ کے باہر اونٹنیوں کے پاس پہنچے، ان کا دودھ اور پیشاب پیا۔ جس کے نتیجہ میں وہ روبصحت ہو گئے۔ انہوں نے اونٹنیوں کے چرواہوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر انہیں اذیتیں دینا شروع کر دیں ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں اور انہیں قتل کر دیا۔ انہوں نے اس ظلم پر اکتفاء نہ کیا بلکہ کچھ اونٹنیوں کے پاؤں کاٹ دیے اور کچھ پر سوار ہو کر اپنے ساتھ لے گئے۔ اس صورت حال کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ بہت پریشان ہوئے۔ ان کے تعاقب کے لیے کچھ آدمیوں کو روانہ کیا جو ان کا تعاقب کرنے میں کامیاب ہو گئے اور انہیں پکڑ کر بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالف سمت سے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیے اور آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا کر دھوپ میں پھینکوا دیا۔ وہ گرم جگہ پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (راوی حدیث باب) کا بیان ہے کہ میں نے ''مقام حرہ'' پر اہل عرینہ کو دیکھا کہ وہ شدید دھوپ میں اور پتھریلی جگہ پر ایڑیاں رگڑتے ہوئے اور زمین کو چاٹتے ہوئے نہائت ذلت ورسوائی کی موت مرے۔

مسئلہ ''بول ما یؤکل لحمہ'' میں مذاہب آئمہ:

''بول ما یؤکل لحمہ'' پاک ہے یا نجس؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا۔ حضرت امام مالک، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ''بول ما یؤکل لحمہ'' طاہر ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عرینہ کے لوگوں سے فرمایا: ''اشربوا ابوالها والبانها''، یعنی ''تم اونٹنیوں کا پیشاب اور ان کا دودھ پیو''۔ اگر پیشاب نجس ہوتا تو آپ انہیں اس کے پینے کا حکم نہ دیتے، جس سے

ثابت ہوا کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے، ان کا پیشاب پاک ہے۔

۲۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''بول مایؤکل لحمہ'' نجس ہے۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے ہمنواؤں سے تھوڑا سا اختلاف کرتے ہیں کہ ''بول مایؤکل لحمہ'' نجاست خفیفہ ہے جبکہ دوسرے نجاست غلیظہ قرار دیتے ہیں۔انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کی تاکید اور احتراز نہ کرنے کی وعید بیان کی گئی ہے۔مثلاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **استنزهوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه** ۔''تم پیشاب کی چھینٹوں سے بچو کیونکہ عموماً عذاب قبر اس وجہ سے دیا جاتا ہے''۔اگر پیشاب طاہر ہوتا تو اس سے بچنے کی تاکید اور احتراز نہ کرنے کی وعید کا مطلب کیا ہوا؟ معلوم ہوا کہ ''بول مایؤکل لحمہ'' نجس ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام مالک، حضرت امام احمد اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کی دلیل (حدیث باب) کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل عرینہ کی خباثت کا علم بذریعہ وحی حاصل ہو چکا تھا تو آپ نے ان کی حماقت وخباثت کے پیش نظر انہیں پیشاب پینے کا حکم دیا تھا۔علاوہ ازیں اس واقعہ کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیشاب پینے کی اجازت نہیں دی بلکہ اس سے اجتناب واحتراز کرنے کی تاکید ووعید بار بار بیان فرمائی ہے۔

مسئلہ ''تداوی بالحرام'' میں مذاہب آئمہ:

کیا ''تداوی بالحرام'' جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مطلقاً جائز ہے، انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔اس میں تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل عرینہ کو بطور علاج اونٹنیوں کا پیشاب پینے کا حکم دیا تھا۔

۲۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک محض مرض کو دور کرنے کے لیے ''تداوی بالحرام'' جائز نہیں ہوسکتا۔

۳۔حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اگر کوئی طبیب حاذق کسی مریض کے بارے میں تحقیق کے بعد یہ فیصلہ کرے کہ اس کا علاج صرف فلاں حرام چیز سے ممکن ہے تو ''تداوی بالحرام'' جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔

جمہور آئمہ اور حضرت ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کی دلیل وہ روایات ہیں، جن میں صراحت ہے کہ حرام چیزوں میں بیماری ہے اور علاج نہیں ہے۔چنانچہ شراب کے بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: **انه داء ليست بدواء** یعنی ''شراب تو بیماری ہے، یہ دوائی نہیں ہے''۔تمام نشہ آور اور حرام اشیاء کا یہی حکم ہے۔

جمہور آئمہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ارشاد ربانی ہے: ''اچھی چیزیں اچھے لوگوں کے لیے ہیں اور بری چیزیں برے لوگوں کے لیے ہیں''۔اہل عرینہ چونکہ خبیث لوگ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے لیے نجاست کا انتخاب فرمایا نہ کہ حقیقی طور پر آپ نے علاج کے قصد سے

انہیں پیشاب پینے کا حکم دیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَهُ

باب 39: کھانے سے پہلے اور اس کے بعد وضو کرنا

1769 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيْمِ الْجُرْجَانِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ عَنْ اَبِيْ هَاشِمٍ يَّعْنِي الرُّمَّانِيَّ عَنْ زَاذَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ

متنِ حدیث: قَرَاْتُ فِي التَّوْرَاةِ اَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ بِمَا قَرَاْتُ فِي التَّوْرَاةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: لَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيْعِ

توضیح راوی: وَقَيْسُ بْنُ الرَّبِيْعِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَاَبُوْ هَاشِمٍ الرُّمَّانِيُّ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ دِيْنَارٍ

◆◆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے تورات میں یہ بات پڑھی تھی کہ کھانے سے پہلے وضو کرنے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا اور آپ کو بتایا: میں نے تورات میں جو پڑھا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنے (یعنی ہاتھ دھونے) سے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں ہم اس حدیث کو صرف قیس بن ربیع کے حوالے سے جانتے ہیں اور اس قیس بن ربیع کو علم حدیث میں "ضعیف" قرار دیا جاتا ہے۔

اس حدیث کے راوی ابو ہاشم رمانی کا نام یحییٰ بن دینار ہے۔

بَابُ فِيْ تَرْكِ الْوُضُوْءِ قَبْلَ الطَّعَامِ

باب 40: کھانے سے پہلے وضو نہ کرنا

1770 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ

1769– اخرجه ابوداؤد (372/2، 373) كتاب الاطعمة، باب: فى غسل اليد قبل الطعام، حديث (3761) واحمد (441/5) من طريق ابوهاشم الرمانى عن زاذان، فذكره۔

1770– اخرجه ابوداؤد (372/2) كتاب الاطعمة، باب: فى غسل اليدين عند الطعام، حديث (3760) والنسائى (82/1) كتاب الطهارة، باب: الوضوء لكل صلاة، حديث (132) واحمد (282/1، 359) وابن خزيمة (23/1) حديث (35) وعبد بن حميد (230) حديث (960) من طريق ايوب، عن ابى مليكة، فذكره۔

ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوْا اَلَا نَاْتِيْكَ بِوَضُوْءٍ قَالَ اِنَّمَا اُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ اِذَا قُمْتُ اِلَى الصَّلٰوةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

مذاہب فقہاء: وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يَكْرَهُ غَسْلَ الْيَدِ قَبْلَ الطَّعَامِ وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُّوضَعَ الرَّغِيفُ تَحْتَ الْقَصْعَةِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا لوگوں نے عرض کی کیا ہم آپ کے وضو کے لئے پانی نہ لے کر آئیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے وضو کرنے کا حکم اس وقت دیا گیا ہے' جب میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اس کو عمرو بن دینار نے سعید بن حویرث کے حوالے سے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں' سفیان ثوری کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کو ناپسند کرتے تھے اور وہ پیالے کے نیچے روٹی رکھنے کو بھی ناپسند کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّسْمِيَةِ فِي الطَّعَامِ

باب 41: کھانے (کے آغاز) میں بسم اللہ پڑھنا

1771 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ سَوِيَّةَ اَبُو الْهُذَيْلِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عِكْرَاشٍ عَنْ اَبِيْهِ عِكْرَاشِ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ

متن حدیث: بَعَثَنِيْ بَنُوْ مُرَّةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِصَدَقَاتِ اَمْوَالِهِمْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ اِلٰى بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ هَلْ مِنْ طَعَامٍ فَاُتِيْنَا بِجَفْنَةٍ كَثِيْرَةِ الثَّرِيْدِ وَالْوَذْرِ وَاَقْبَلْنَا نَاْكُلُ مِنْهَا فَخَبَطْتُ بِيَدِيْ مِنْ نَوَاحِيْهَا وَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَقَبَضَ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى يَدِى الْيُمْنٰى ثُمَّ قَالَ يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ مَوْضِعٍ وَّاحِدٍ فَاِنَّهُ طَعَامٌ وَّاحِدٌ ثُمَّ اُتِيْنَا بِطَبَقٍ فِيْهِ اَلْوَانُ الرُّطَبِ اَوْ مِنْ اَلْوَانِ الرُّطَبِ عُبَيْدُ اللّٰهِ شَكَّ قَالَ فَجَعَلْتُ اٰكُلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَجَالَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّبَقِ وَقَالَ يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ فَاِنَّهُ غَيْرُ لَوْنٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ اُتِيْنَا بِمَاءٍ فَغَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِبَلَلِ كَفَّيْهِ وَجْهَهُ

وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ وَقَالَ يَا عِكْرَاشُ هَذَا الْوُضُوْءُ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسَى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْعَلَاءِ بْنِ الْفَضْلِ وَقَدْ تَفَرَّدَ الْعَلَاءُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَلَا نَعْرِفُ لِعِكْرَاشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا هٰذَا الْحَدِيْثَ

◆◆ عکراش بن زویب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' بنومرہ بن عبید نے اپنے اموال کی زکوٰۃ کے ہمراہ مجھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا میں مدینہ منورہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو مہاجرین اور انصار کے درمیان بیٹھے ہوئے پایا پھر آپ نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے لے کر سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں چلے گئے آپ نے دریافت کیا: کچھ کھانے کے لئے ہے؟ تو ایک پیالہ لایا گیا جس میں بہت زیادہ ثرید اور بوٹیاں تھیں ہم نے کھانا شروع کیا میرے ہاتھ پیالے کے اردگرد گردش کر رہے تھے نبی اکرم ﷺ اپنے آگے سے کھا رہے تھے نبی اکرم ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کے ذریعے میرے دائیں ہاتھ کو تھاما اور فرمایا: اے عکراش! صرف ایک جگہ سے کھاؤ کیونکہ یہ ایک کھانا ہے' پھر ہمارے لئے ایک تھال لایا گیا جس میں مختلف قسم کی کھجوریں تھیں تو میں نے اپنے آگے سے کھانا شروع کیا جبکہ نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ تھال میں گردش کرنے لگا آپ نے فرمایا: اے عکراش! تم جہاں سے چاہو کھاؤ کیونکہ یہ مختلف قسم کی کھجوریں ہیں' پھر پانی لایا گیا نبی اکرم ﷺ نے اس کے ذریعے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور اس کی تری کو اپنی دونوں ہتھیلیوں' چہرے اور کلائیوں اور سر پر مل لیا اور فرمایا: اے عکراش' یہ اس چیز کا وضو ہے' جسے آگ نے تبدیل کر دیا ہو (یعنی آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد اس طرح ہاتھ دھونے چاہئیں۔)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف علاء بن فضل کے حوالے سے جانتے ہیں اور علاء نے اس حدیث کو روایت کرنے میں ''تفرد'' کیا ہے حضرت عکراش کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے صرف یہی حدیث منقول ہے۔

شرح

کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونا:

وضو کی دو اقسام ہیں: (۱) وضوِ صغیر: ہاتھ اور منہ دھونا، (۲) وضوِ کبیر: یہ وہ وضو ہے جو قرآن کو چھونے، نماز ادا کرنے اور کعبہ معظمہ کا طواف کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، اس کے چار فرائض ہیں: (i) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا (ii) چہرے کا دھونا (iii) چوتھائی حصہ سر کا مسح کرنا (iv) دونوں پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا۔

یہاں احادیث ابواب میں ''وضو'' سے مراد ''وضوِ صغیر'' ہے۔ ان احادیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کھانا کھانے سے قبل اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھوں اور منہ کا دھونا مسنون اور کھانا کھانے کے آداب کا حصہ ہے۔ کھانا کھانے سے قبل ہاتھوں اور منہ کو دھونے کا مقصد حصول نظافت اور میل کچیل کو دور کرنا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھوں پر صرف پانی گرانے پر اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ خوب مل کر دھوئے جائیں تاکہ خوب صفائی حاصل ہو جائے اور اگر صابن کی ضرورت ہو تو وہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح منہ کو دھوتے وقت، خوب مل کر چہرے کو صاف کیا جائے۔ اگر محض ہاتھوں کو پانی میں بھگو کر یا ان کے اوپر پانی گرا کر

کھانا شروع کر دیا جائے تو مقصد پورا نہیں ہوگا بلکہ میل کچیل نمایاں ہو جائے گا جو کھانے کے ساتھ پیٹ میں جائے گا اور مرض کا موجب ہوگا۔

اسی طرح کھانا کھانے کے بعد بھی ہاتھوں اور منہ کو دھویا جائے۔ بعد میں دھونے کا مقصد کھانے وغیرہ کی چکناہٹ کو دور کرنا ہے۔ ہاتھوں کو خوب مل کر یا صابن سے دھویا جائے۔ اسی طرح منہ دھوتے وقت چہرے کو بھی خوب دھویا جائے۔ کھانے سے فراغت پر ہاتھوں اور منہ کو دھونے سے دو اہم فوائد بھی حاصل ہوں گے:

(۱) کپڑے میلے کچیلے نہیں ہوں گے، (۲) تا دیر دانت بھی خراب نہیں ہوں گے۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے تو کھانا پیش کیا گیا، وضو کے بارے میں عرض کرنے کے باوجود آپ نے وضو کرنے کا انکار کیوں کیا تھا؟

جواب: (ا) آپ نے اصطلاحی وضو کا انکار کیا تھا نہ کہ لغوی کا یعنی وضو صغیر کا (۲) بیان جواز کے لیے آپ نے ایسا کیا ہو۔

سوال: عام طور پر جب تورات یا انجیل کا تذکرہ ہوتا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ناراضگی کا اظہار فرماتے اور آپ کا چہرہ انور سرخ ہو جاتا تھا لیکن کیا وجہ ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے تورات کے مسئلہ کا تذکرہ کیا تو آپ ناراض نہ ہوئے بلکہ مسئلہ کی اصلاح بھی فرمادی؟

جواب: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایرانی باشندے تھے، بچپن میں مجوسی تھے پھر عیسائیت کو قبول کر کے عرصہ دراز تک پادریوں کی رفاقت میں بھی خدمات انجام دیتے رہے اور تورات وانجیل کے بہت بڑے عالم تھے۔ تمام صحابہ میں آسمانی کتب کے بڑے عالم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم از راہِ شفقت ان پر ناراض نہ ہوئے بلکہ ان کے مسئلہ کی اصلاح فرمادی تھی۔

فائدہ نافعہ:

کھانے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ کھانا کھانے سے قبل بسم اللہ پڑھی جائے۔ بسم اللہ پڑھنے سے کھانے میں برکت آجاتی ہے اور تھوڑا کھانا کھانے سے انسان کا پیٹ بھر جاتا ہے۔ بسم اللہ پڑھے بغیر زیادہ کھانا کھانے کے باوجود پیٹ نہیں بھرتا۔ بسم اللہ پڑھنے سے شیطان کھانے میں شامل نہیں ہوتا۔

فائدہ نافعہ:

(۲) اگر کھانا ایک جنس کا ہوا اور اجتماعی طور پر کھایا جا رہا ہو تو اپنے سامنے سے کھانا چاہیے اور اگر کھانا ایک قسم کا نہ ہو تو جہاں سے کوئی چاہیے اور جو چیز چاہے کھا سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَکْلِ الدُّبَّاءِ

باب 42: کدو کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1772 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ طَالُوتَ قَالَ

متنِ حدیث: دَخَلْتُ عَلٰی اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّهُوَ يَاْكُلُ الْقَرْعَ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا لَكِ شَجَرَةً مَّا اَحَبَّكِ اِلَیَّ لِحُبِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكِ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ حَكِيْمِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ اَبِيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

ابوطالوت بیان کرتے ہیں، میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا، وہ اس وقت کدو کھا رہے تھے انہوں نے کہا اے درخت! (یعنی سبزی) میں تم سے صرف اس لئے محبت کرتا ہوں کیونکہ نبی اکرم ﷺ تمہیں پسند کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت حکیم بن جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس حوالے سے "غریب" ہے۔

1773 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُوْنٍ الْمَكِّیُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِیْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ فِی الصَّحْفَةِ يَعْنِی الدُّبَّاءَ فَلَا اَزَالُ اُحِبُّهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَنَسٍ وَّرُوِیَ اَنَّهٗ رَاَی الدُّبَّاءَ بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا الدُّبَّاءُ نُكَثِّرُ بِهٖ طَعَامَنَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ برتن میں تلاش کر رہے تھے یعنی کدو تلاش کر رہے تھے، تو میں بھی اسے پسند کرتا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اس حدیث کو اس کے علاوہ دیگر حوالوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے کدو دیکھ کر دریافت کیا، یہ کس لئے ہیں؟

آپ نے فرمایا: یہ کدو ہیں ہم ان کے ذریعے اپنا سالن زیادہ کر لیں گے۔

1773- اخرجه البخاری (372/4) کتاب البیوع، باب: الخیاط، حدیث (2092) واطرافه (5379، 5420، 5433، 5435، 5436، 5437، 5439) ومسلم (1615/3) کتاب الاشربة، باب: جواز اکل المرق، واستحباب اکل الیقطین، حدیث (2041/144) وابو داؤد (377/2) کتاب الاطعمة، باب: فی اکل الدباء، حدیث (3782).

شرح

کدوشریف کھانا:

لفظ: الدباء: کا معنی ہے: کدو، گھیا، لوکی۔ یہ سبزیوں میں مشہور تر ہے۔ اس کا سالن تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے تخم مختلف ادویاء کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ زود ہضم ہوتا ہے، اس کی تاثیر سرد ہوتی ہے، خون کے جوش اور حدت کو تسکین دیتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو شریف بہت پسند تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کدو سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے کدو! تیری کتنی عظمت وشان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تجھے پسند کرتے ہیں اور میں بھی تجھے پسند کرتا ہوں۔

حضرت جابر بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کدو شریف کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے جارہے تھے۔ میں نے دریافت کیا: ان سے کیا بنے گا؟ آپ نے جلدی سے جواب دیا: ان سے سالن تیار ہوگا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کے دوران پیالے سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرمارہے تھے تو آپ کی رغبت ومیلان کے سبب مجھے بھی کدو شریف سے محبت ہوگئی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا یا آپ کے لیے دعوت کا اہتمام کیا گیا، میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے کھانا کھانے کا آغاز کیا تو برتن سے کدو کے ٹکڑوں کو تلاش کرنے لگے، میں نے بھی ٹکڑے تلاش کر کے آپ کے سامنے پیش کیے جو آپ نے خوش ہو کر تناول فرمائے۔

فائدہ نافعہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا تقاضا ہے کہ ہم آپ کی ہر پسندیدہ چیز سے محبت کریں اور ناپسندیدہ چیز سے اجتناب واحتراز کریں۔ چونکہ کدو شریف آپ کی مرغوب وپسندیدہ سبزی تھی تو ہم بھی اسے ذوق وشوق اور محبت سے استعمال کریں۔ آپ کی محبت کے تقاضا میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی اس سبزی سے رغبت ومحبت تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَكْلِ الزَّيْتِ

باب 43: زیتون کا تیل کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1774 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ

1774- اخرجه ابن ماجه (1103/2) كتاب الاطعمة' باب: الزيت' حديث (3319) وعبد بن حميد (33) حديث (13) من طريق عبدالرزاق' عن معمر' عن زيد بن اسلم' عن ابيه' فذ كره.

اختلافِ سند: وَكَانَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ يَضْطَرِبُ فِىْ رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَرُبَّمَا ذَكَرَ فِيْهِ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُبَّمَا رَوَاهُ عَلَى الشَّكِّ فَقَالَ اَحْسَبُهُ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُبَّمَا قَالَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عُمَرَ

◄► حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے ملو کیونکہ یہ بابرکت درخت سے نکلا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس کو ہم صرف عبدالرزاق کے معمر سے روایت کرنے کے حوالے سے جانتے ہیں عبدالرزاق نے اس کی روایت میں "اضطراب" کیا ہے بعض اوقات وہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کی روایت نقل کرتے ہیں' اور کبھی شک کے ساتھ یہ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے اور کبھی یہ کہتے ہیں' زید بن اسلم نے اپنے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

1775 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيْسٰى عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهٗ عَطَاءٌ مِّنْ اَهْلِ الشَّامِ عَنْ اَبِىْ اَسِيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيْسٰى

◄► عبداللہ بن عیسیٰ شام سے تعلق رکھنے والے ایک شخص عطاء کے حوالے سے' حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے (جسم پر) ملو کیونکہ یہ بابرکت درخت سے نکلتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس حوالے سے "غریب" ہے ہم اسے صرف سفیان کی عبداللہ بن عیسیٰ سے روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

زیتون کا تیل کھانا

لفظ: الزیت، واحد ہے، اس کی جمع ہے: زیوت، زیات۔ اس کا معنی ہے: زیتون کا تیل۔ یہ تیل معمولی زرد رنگ سبزی مائل ہے۔ درختوں کے پختہ پھلوں سے نکالا جاتا ہے۔ اس کی تاثیر گرم تر ہے، جسم پر ملنے سے بدن کا بیرونی حصہ نرم رہتا ہے۔ بدن پر اس

1775- اخرجه احمد (497/3) والدارمی (102/2) كتاب الاطعمة' باب: فی فضل الزيت' من طريق عبد الله بن عيسیٰ' عن عطاء فذكره- .

کی مالش کرنے سے اعضاء کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ یہ بطور غذا استعمال کیا جاتا ہے، بطور سالن بھی استعمال میں لایا جاتا ہے۔ زیادہ مقدار کھانے سے پیٹ کی صفائی ہو جاتی ہے اور اس سے جگر کی صفراوی پتھریاں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ زیتون کا تیل کا استعمال کرنا سنت ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسے استعمال کرتے تھے۔ یہ تیل بابرکت ہے، کیونکہ یہ بابرکت درخت کے پھل سے برآمد ہوتا ہے۔ آخری آسمانی کتاب (قرآن کریم) میں اس کا تذکرہ ہے اور احادیث مبارکہ میں اس کا ذکر ہے۔ اس طرح اس تیل کی عظمت وفضیلت اور اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ زیتون کا درخت اور تیل ہمارے (پاک وہند) میں نایاب ہے۔ حجاز مقدس میں یہ عام اور سستا ہے۔ لوگ عموماً یہ تیل حجاج کرام یا معتمرین حضرات کی وساطت سے حرمین شریفین سے منگواتے ہیں۔

فائدہ نافعہ:

زیتون کا تیل دیگر مقاصد کے علاوہ مختلف امراض کے علاج اور ضعف وکمزوری کو دور کرنے کے لیے نہایت مفید ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَكْلِ مَعَ الْمَمْلُوكِ وَالْعِيَالِ

باب 44: زیر ملکیت (غلام یا کنیز) اور زیر کفالت کے ساتھ کھانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1776 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ اَبِي خَالِدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ يُخْبِرُهُمْ ذَاكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا كَفٰى اَحَدَكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ فَلْيَاْخُذْ بِيَدِهٖ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَاِنْ اَبٰى فَلْيَاْخُذْ لُقْمَةً فَلْيُطْعِمْهَا اِيَّاهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَاَبُو خَالِدٍ وَّالِدُ اِسْمٰعِيلَ اسْمُهُ سَعْدٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' جب کسی شخص کا خادم کھانا تیار کرنے کے لئے اس کی گرمی اور دھوئیں کو برداشت کرے' تو اسے چاہیے کہ اس خادم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھا لے اگر وہ ایسا نہ کرے' تو ایک لقمہ لے کر اسے کھانے کے لئے دیدے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوخالد نامی راوی اسماعیل کے والد ہیں اور ان کا نام ''سعد'' ہے۔

شرح

اپنے غلام کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانا

جو شخص کسی کے لیے کھانا تیار کرے، اس کا اس میں حصہ ہوتا ہے' خواہ وہ غلام ہو یا آزاد ہو یا نوکر ہو، کیونکہ کھانے کی تیاری میں

1776- اخرجه ابن ماجه (1094/2) كتاب الاطعمة' باب: اذا اتاه خادمه بطعامه فلينا وله' منه' حديث (3389)

حدیث دیگر: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ طَعَامًا فِي سِتَّةٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَجَآءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ لَوْ سَمَّى لَكَفَاكُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَأُمُّ كُلْثُوْمٍ هِيَ بِنْتُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا ہے: جب کوئی شخص کچھ کھائے تو بسم اللہ پڑھ لے اگر وہ شروع میں پڑھنا بھول جائے' تو درمیان میں "بسم اللّٰه فی اوله وآخره" (اس کے آغاز اور اس کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں) پڑھ لے۔

اسی سند کے ہمراہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی منقول ہے' وہ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ اپنے چھ ساتھیوں کے ہمراہ کھانا کھا رہے تھے ایک دیہاتی آیا اس نے دو لقمے کھا لئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اس نے بسم اللہ پڑھی ہوتی تو یہ کھانا تم سب کے لئے کافی ہوتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اُم کلثوم نامی خاتون حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی ہیں۔

شرح

کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی فضیلت

کھانا کھانے سے قبل بسم اللہ پڑھنا آداب طعام کا حصہ ہے۔ خورد و نوش سے قبل بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے۔ اس حوالے سے چند ایک اہم مسائل درج ذیل ہیں:

۱- کھانا شروع کرنے سے قبل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یا بسم اللہ وعلی برکۃ اللہ، پڑھنا مسنون ہے۔

۲- اجتماعی کھانا کھاتے وقت بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھی جائے تاکہ یاد آنے پر دوسرے لوگ بھی یہ سعادت حاصل کر سکیں۔

۳- اگر کھانا کھانے کے آغاز کے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یاد آنے پر بایں الفاظ پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ أَوَّلِهِ وَاٰخِرِهِ یا بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ (حرف فِيْ کے ذکر یا حذف کے ساتھ دونوں طریقے صحیح ہیں)

۴- جنبی، حائضہ اور نفاس والی عورت کا بسم اللہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

۵- دودھ، پانی، شوربا، لسی اور دوائی وغیرہ پیتے وقت بھی بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے۔

فائدہ نافعہ:

حدیث میں تسمیہ کے بارے میں امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے' جس کی بناء پر بعض علماء اسے واجب قرار دیتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ خورد و نوش کا آغاز کرنے سے قبل بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں ہے' بلکہ مسنون ہے۔ روایت کے صیغہ امر کو استحباب پر محمول کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْبَيْتُوتَةِ وَفِيْ يَدِهٖ رِيْحُ غَمَرٍ

باب 48: جب ہاتھ میں چکنائی موجود ہو تو اس وقت (اسے دھوئے بغیر) رات بسر کرنے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1782 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْمَدَنِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ الشَّيْطَانَ حَسَّاسٌ لَحَّاسٌ فَاحْذَرُوْهُ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ مَنْ بَاتَ وَفِيْ يَدِهٖ رِيْحُ غَمَرٍ فَاَصَابَهٗ شَيْءٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: شیطان بہت جلد محسوس کرتا ہے اور جلدی ادراک کر لیتا ہے' تو تم اپنا خیال رکھا کرو جو شخص رات بسر کرے' اور اس کے ہاتھ میں کوئی چکنائی موجود ہو' اور پھر اسے کوئی (کیڑا مکوڑا) کوئی نقصان پہنچا دے' تو وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔

یہ حدیث اس حوالے سے ''غریب'' ہے اسے سہیل بن ابوصالح نے ان کے والد کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول حدیث کے طور پر روایت کیا ہے۔

1783 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ الْبَغْدَادِيُّ الصَّاغَانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيُّ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ بَاتَ وَفِيْ يَدِهٖ رِيْحُ غَمَرٍ فَاَصَابَهٗ شَيْءٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ الْاَعْمَشِ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص رات بسر کرے' اور اس کے ہاتھ پر کچھ چکنائی موجود ہو' اور پھر اسے کوئی چیز کاٹ لے تو وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔

1783– اخرجه البخاري في الأداب المفرد (1220) وابو داؤد (394/2) كتاب الاطعمة' باب: في غسل اليد من الطعام' حديث (3852) وابن ماجه (1096) كتاب الاطعمة' باب: من بات وفي يده ريح غمر' حديث (3297) واحمد (537،263/2) والدارمي (104/2) كتاب الاطعمة' باب: في الوضوء بعد الطعام' من طريق ابي صالح' فذكره.

بڑھتا رہتا ہے جس طرح تمہارے ہاں خچر کا بچہ بڑھتا ہے۔حتیٰ کہ وہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اسے اس کا اجر وثواب عطا کرے گا۔

۴-واضربوا الهام: تم دشمن کی سرکوبی کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے کنایہ ہے۔اعلاءِ کلمۃ الحق اور اسلام کی سربلندی کے لیے دشمن سے لڑنے کا نام جہاد ہے۔اللہ تعالیٰ مجاہد کو دو انعامات میں سے ایک سے ضرور نوازتا ہے۔اگر وہ جام شہادت نوش کرتا ہے تو اسے جنت میں مکان عطا کرتا ہے۔اگر غازی بن کر گھر واپس آتا ہے تو مال غنیمت سے نوازتا ہے۔مجاہد جام شہادت نوش کرنے کے بعد اپنے پروردگار کے حضور بار بار اس تمنا کا اظہار کرتا ہے کہ اسے دوبارہ زندہ کیا جائے اور وہ دوبارہ جام شہادت نوش کرے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت کرتا ہے، اسلام کی اشاعت وترویج کرتا ہے، غربا ومساکین کو کھانا کھلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا فریضہ بھی انجام دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کا وارث بنا دیتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الْعَشَاءِ

باب 46: رات کا کھانا کھانے کی فضیلت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1779 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْلَى الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عَلَّاقٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: تَعَشَّوْا وَلَوْ بِكَفٍّ مِنْ حَشَفٍ فَإِنَّ تَرْكَ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَعَنْبَسَةُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ عَلَّاقٍ مَجْهُوْلٌ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رات کا کھانا کھالو خواہ مٹھی بھر کھجوریں ہوں کیونکہ رات کا کھانا نہ کھانے سے بڑھاپا (جلدی آجاتا) ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''منکر'' ہے ہم اسے صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں اور عنبسہ نامی راوی کو حدیث میں ''ضعیف'' قرار دیا گیا ہے اور عبدالملک بن علاق نامی راوی مجہول ہے۔

شرح

رات کے وقت کھانا کھانے کی اہمیت

عموماً لوگوں میں تین وقت کھانا کھانے کا معمول ہے۔صبح کے وقت ناشتہ کیا جاتا ہے، دوپہر کے وقت کھانا کھایا جاتا ہے اور اس کے بعد شام کے وقت کھانا کھایا جاتا ہے۔عمداً شام کو کھانا نہ کھانے سے انسان کو ضعف وکمزوری اور مرض لاحق ہو سکتا ہے۔اس لیے کہ خالی معدہ ہونے کے سبب انسان طویل وقت تک کھانے سے محروم رہے گا جو بڑھاپے کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔حکیم

کائنات اور محسن انسانیت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے کھانے کی فضیلت واہمیت بیان کرتے ہوئے واضح کیا کہ رات کے وقت کھانا نہ کھانے کے سبب انسان جلدی بڑھاپے کا شکار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا حسب ضرورت اور حسب خواہش شام کا کھانا ضرور کھانا چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ

باب 47: کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1780 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ

متنِ حدیث: اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ طَعَامٌ قَالَ اُدْنُ يَا بُنَيَّ وَسَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِىَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْ وَجْزَةَ السَّعْدِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ مُّزَيْنَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ وَقَدِ اخْتَلَفَ اَصْحَابُ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِيْ رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ

توضیح راوی: وَاَبُوْ وَجْزَةَ السَّعْدِيُّ اسْمُهُ يَزِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ

◆◆ حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت آپ کے پاس کھانا موجود تھا آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! آگے آ جاؤ اللہ تعالیٰ کا نام لو اور دائیں ہاتھ سے کھانا شروع کرو اور اپنے آگے سے کھانا شروع کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ہشام بن عروہ نے ابووجزہ سعدی کے حوالے سے مزینہ قبیلے کے ایک فرد کے حوالے سے حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ہشام بن عروہ کے شاگردوں نے اسے روایت کرنے میں اختلاف کیا ہے ابووجزہ سعدی کا نام "یزید بن عبید" ہے۔

1781 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُّحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنْ نَّسِيَ فِيْ اَوَّلِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

1780- اخرجه ابن ماجه (1087/2) كتاب الاطعمة' باب: التسمية عند الطعام' حديث (3265) واحمد (26/4) عن هشام بن عروة' عن ابيه فذكره.

1781- اخرجه ابوداؤد (374/2) كتاب الاطعمة' باب: التسمية على الطعام' حديث (3767)

اس نے دیگر تکالیف کے علاوہ گرمی اور دھواں وغیرہ بھی برداشت کیا ہے۔ حدیث باب کے دو مطالب ہو سکتے ہیں: (۱) اعلیٰ اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ کھانا تیار کرنے والے نوکر وغیرہ کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا جائے۔ (۲) اگر افسر اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا نہ کھلا سکتا ہو یا نوکر وغیرہ ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کے لیے تیار نہ ہو، تو کم از کم اسی کھانے سے اسے الگ کھانا دے دیا جائے۔ اگر کھانا کم مقدار میں ہو تب بھی چند لقمے تیار کرنے والے کو ضرور دیے جائیں۔

اس طریقہ کار سے درج ذیل اہم فوائد حاصل ہوں گے:

۱- اللہ تعالیٰ اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں گے۔

۲- تکبر و غرور کا خاتمہ ہوگا۔

۳- نوکر وغیرہ کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

۴- نوکر میں ذوق وشوق اور دیانتداری سے کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ اِطْعَامِ الطَّعَامِ

باب 45: کھانا کھلانے کی فضیلت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1777 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاضْرِبُوا الْهَامَ تُوْرَثُوا الْجِنَانَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَّعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ وَشُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ اَبِيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اسلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، کفار کو قتل کرو اور جنت کے وارث بن جاؤ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عائشہ رضی اللہ عنہ اور شریح بن ہانی کی اپنے والد کے حوالے سے احادیث منقول ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے، جو ابن زیاد کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

1778 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

1778- اخرجه البخاري في الأدب المفرد (981) وابن ماجه (1218/2) كتاب الآداب، باب: افشاء السلام، حديث (3694) واحمد (170/2، 196) والدارمي (109/2) كتاب الاطعمة، باب: في اطعام الطعام، وعبد بن حميد (139) حديث (355) من طريق عطاء بن السائب، عن ابيه، فذكره.

قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: اُعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رحمٰن کی عبادت کرو' کھانا کھلاؤ' سلام پھیلاؤ اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

کھانا کھلانے کی فضیلت

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیر مطالعہ باب کے تحت دو احادیث تخریج فرمائی ہیں' جن میں چار چیزوں کا حکم دیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ ان چار امور کو انجام دینے کے باعث تم جنت کے وارث بن جاؤ گے یا بسلامت جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-اعبدوا الرحمٰن: تم اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا انسان کی تخلیق کا اصل مقصد ہے۔ جو شخص اس کی عبادت نہیں کرتا اور اس کے احکام کے مطابق اپنے آپ کو نہیں ڈھالتا، وہ اپنی پیدائش کے مقصد سے عاری وغافل ہے۔ عبادت سے مراد محض نماز پڑھنا نہیں بلکہ اس کے تمام احکام کو بروئے کار لانا ہے اور کسی بھی حکم کی دانستہ خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔

۲-افشوا السلام: السلام علیکم کہنے کو رواج دو۔ ایک مسلمان کے جو دوسرے مسلمان پر حقوق ہیں، ان میں سے ایک السلام علیکم کہنا ہے۔ جو شخص پہلے سلام کرتا ہے، اسے بیس نیکیاں اور جو جواب دیتا ہے، اسے دس نیکیاں عطاء کی جاتی ہیں۔ سلام کہنا سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے۔ ہر واقف وناواقف سب کو السلام علیکم کہنا چاہیے۔ غیر مسلم کو سلام کہنے پر پہل نہیں کرنی چاہیے مگر اس کے سلام کا جواب صرف "وعلیکم" کے الفاظ سے دینا چاہیے۔

۳-اطعموا الطعام: تم کھانا کھلاؤ۔ یہ تیسرا حکم ہے اور ترجمۃ الباب کے مطابق بھی یہی ہے۔ جو شخص لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے اور صدقہ وخیرات کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ یہاں کھانا کھلانے سے مراد زکوٰۃ وصدقہ فطر نہیں، بلکہ ان کے علاوہ بھی اہل ثروت پر لوگوں کے حقوق ہیں۔ غرباء، مساکین، مسافروں اور یتیموں وغیرہ کو کھانا کھلانے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اس کے کاروبار اور مال ودولت میں برکات نازل کرتا ہے۔ صدقہ وخیرات کرنے سے دعائیں قبول ہوتی ہیں، مال ودولت میں اضافہ ہوتا ہے اور مصائب ومشکلات ٹل جاتی ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرتا ہے' وہ مسلسل

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف اعمش کے اسی حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

چکناہٹ والے ہاتھوں کے ساتھ رات گزارنے کی ممانعت

آداب طعام میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جس طرح کھانا کھانے سے قبل ہاتھوں کو دھونا مسنون ہے اسی طرح اختتام وفراغت پر بھی ہاتھوں اور منہ کو دھونا مسنون ہے۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر سو جانا خلاف سنت ہے۔ اس کے کئی نقصانات ہیں۔ ہاتھوں کی چکناہٹ کے سبب کپڑے آلودہ ہوں گے۔ علاوہ ازیں کیڑے مکوڑوں کی قوت شامہ دوررس ہوتی ہے، رات کو سوتے وقت وہ ہاتھوں کی چکناہٹ چاٹنے کے لیے آئیں گے تو کاٹ بھی سکتے ہیں۔ اپنی کوتاہی کی وجہ سے کسی سے شکایت بھی نہیں کی جاسکتی۔ احادیث باب میں حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امت کو ممکنہ نقصان سے بچنے کا طریقہ تجویز کیا گیا ہے کہ رات کو کھانا کھانے کے بعد اچھے طریقہ سے دونوں ہاتھ اور منہ دھولیا جائے۔

كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

پینے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ماقبل سے ربط:

کتاب الاطعمۃ میں ماکولات کی بحث تھی جس کے لیے بالطبع مشروب کی ضرورت پیش آتی ہے۔ چونکہ اصل مقصود طعام ہوتا ہے اور مشروب کو اس کے تابع کرتے ہوئے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اس طرح اطعمہ کی بحث اصل ہے، لہٰذا اسے مقدم کیا گیا ہے اور اشربہ کی بحث فرع ہے اسے مؤخر کیا گیا ہے۔

لفظ: اشربۃ: شراب کی جمع ہے، عربی زبان میں اس کا اطلاق ہر مشروب پر ہوتا ہے خواہ وہ حلال ہو یا حرام ہو۔ اُردو زبان میں لفظ: شراب: کا اطلاق صرف حرام مشروب پر ہوتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں شراب، عام پانی کی طرح استعمال کی جاتی تھی لیکن اسلام نے کثرت نقصانات کے سبب بتدریج اس کی حرمت کا اعلان کیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ شَارِبِ الْخَمْرِ

باب 1: شراب پینے والے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1784 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَّكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَّمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِی الْاٰخِرَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعُبَادَةَ وَاَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ سند: وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوْفًا فَلَمْ يَرْفَعْهُ

1784– اخرجه مسلم (1588،1587/3) كتاب الاشربة، باب: بيان ان كل مسكر خمر، حديث (2003/75،74،73) والنسائی (297،296/8) كتاب الاشربة، باب: اثبات اسم الخمر لكل مسكر من الاشربة، حديث (5582، 5583، 5584، 5585، 5586) واحمد (137،134،98،29،16/2) من طريق نافع، فذكره۔

رہا ہوں'' ۔اس ارشاد ربانی میں، انگور پر خمر کا اطلاق کیا گیا ہے یعنی آئندہ انگور سے خمر تیار ہونے والی ہے۔اس سے اشارہ ہے کہ خمر، انگوری شراب ہوتی ہے جبکہ باقی شرابیں حکمی ہیں۔نبیذ کو خمر کا درجہ حاصل نہیں ہوسکتا۔جب خمر اور نبیذ کا درجہ الگ ہے تو ان کا حکم بھی الگ ہوگا اور یکساں ہرگز نہیں ہوسکتا۔

فائدہ نافعہ:

اس مسئلہ میں احناف کا مؤقف حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتویٰ کے مطابق ہے۔سوال یہ ہے کہ جب حضرات شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کے مؤقف کے دلائل مضبوط وقوی ہیں تو پھر حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ کیوں ہے؟ جواب: خواہ شیخین کے دلائل قوی ہیں لیکن فتویٰ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر اس لیے ہے کہ احتیاط ونصوص پر عمل کرنے کا آسان راستہ یہی ہے کہ اگر اس سلسلے میں تھوڑی سی بھی نرمی روا رکھی جائے تو چسکا خور انسان کہاں سے کہاں پہنچ جائے گا اور حدود الٰہی کی پاسداری بھی نہ کرسکے گا۔لہٰذا محتاط وآسان بلکہ احوط راستہ یہی ہے کہ آپ کے فتویٰ کو تسلیم کیا جائے اور اسے معمول بہ بنایا جائے۔

شرابی کے لیے جنت کا راستہ بند اور نماز نا قابل قبول ہونا:

احادیث باب میں شرابی کی وعید بیان کی گئی ہے کہ جو شخص مسلسل شراب نوشی کرتا رہے اور اسی حالت میں اسے موت آجائے تو وہ آخرت کی شراب سے محروم رہے گا' جنت میں داخل نہیں ہوسکے گا اور جنت کی نعمتوں سے سرفراز نہیں ہوگا۔گویا احکام الٰہی کو نظرانداز کرنے اور شیطان کو خوش کرنے کا نتیجہ دنیا وآخرت میں ذالت وخواری اور نعمتوں سے محرومی ہوگا۔

علاوہ ازیں شرابی کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی۔استحکام عقائد وافکار کے بعد انسان جو خوبصورت عمل اور نیکی کرسکتا ہے، وہ نماز کی ادائیگی ہے۔شرابی خواہ کتنے خوب سے خوب تر انداز سے نماز ادا کرے لیکن اس کی نافرمانی کی نحوست کے سبب اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں فرماتا۔وعید اس حد تک بیان فرمادی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

باب 2: ہر نشہ آور چیز کے حرام ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1786 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

1786- اخرجه مالك في الموطا (845/2) كتاب الاشربة' باب: تحريم الخمر' حديث (9) والبخاري (44/10) كتاب الاشربة' باب: الخمر من العسل' وهو البتع' حديث (5586'5585) ومسلم (1586'1585/3) كتاب الاشربة' باب: بيان ان كل مسكر خمر' وان كل خمر' حرام' حديث (2001/68'67) وابو داؤد (353'352/2) كتاب الاشربة' باب: النهي عن السكر' حديث (3682) والنسائي (298, 297/8) كتاب الاشربة' باب: تحريم كل شراب اسكر' حديث (5588 '5591 '5592 '5593 '5594) وابن ماجه (1132/2) كتاب الاشربة' باب: كل مسكر حرام' حديث (3386) واحمد (36/6' 96'190'225) والدارمي (113/2) كتاب الاشربة' باب: ما قيل في المسكر' والحميدي (135/1) حديث (281) من طريق ابن شهاب الزهري' عن ابي سلمة بن عبد الرحمن' فذكره.

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ کُلُّ شَرَابٍ اَسْکَرَ فَھُوَ حَرَامٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ سے ''بتع'' (نامی شراب) کے بارے میں دریافت کیا: گیا' تو آپ نے فرمایا: ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1787 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدِ الْقُرَشِیُّ الْکُوْفِیُّ وَاَبُوْ سَعِیْدٍ الْاَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

متن حدیث: کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِیٍّ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ مُوْسٰی وَالْاَشَجِّ الْعُصَرِیِّ وَدَیْلَمَ وَمَیْمُوْنَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّقَیْسِ ابْنِ سَعْدٍ وَّالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ وَّمُعَاوِیَةَ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَّقُرَّةَ الْمُزَنِیِّ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَّاُمِّ سَلَمَةَ وَبُرَیْدَةَ وَاَبِیْ ھُرَیْرَةَ وَعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ

متن حدیث: وَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَکِلَاھُمَا صَحِیْحٌ رَوَاهُ غَیْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت اشج عصری رضی اللہ عنہ، حضرت دیلم رضی اللہ عنہ، سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ، سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، حضرت قرہ مزنی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔ اس حدیث کو ابوسلمہ نامی راوی کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

1787- اخرجه النسائی (297/8) کتاب الاشربة' باب: تحریم کل شراب اسکر' حدیث (5587) وابن ماجه (1124/2) کتاب الاشربة' باب: کل مسکر حرام' حدیث (3391) واحمد (104'31'29'16/2) من طریق محمد بن عمرو بن علقمة' عن ابی سلمة' فذکرہ۔

چیزیں ہیں اور شیطانی کام ہیں، تم ان سے بچو تا کہ کامیاب ہو جاؤ۔ شیطان یہی پسند کرتا ہے کہ شراب اور جوا کے سبب تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرے، تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے روک دے، تو کیا تم باز آسکتے ہو۔ (المائدہ: ۹۰، ۹۱)

فائدہ نافعہ:

پہلی آیت میں اشارۃً حرمت خمر کا ذکر ہے۔ دوسری آیت میں حرمت خمر کا قدرے واضح ذکر ہے، نیز اسے گناہ قرار دیا گیا اور تیسری آیت میں صرف نماز کے وقت خمر کی حرکت کا ذکر کیا گیا ہے۔ چوتھی آیت میں تفصیل سے حرمت خمر اور اس کے نقصانات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ نیز اس میں دو نقصان بیان کیے گئے ہیں: (۱) شرابی کی عقل ختم ہو جاتی ہے، وہ ہر ایک سے جھگڑتا ہے اور ظلم و زیادتی کرتا ہے (۲) شرابی اپنے جام سے وابستہ رہتا ہے، وہ یاد الٰہی اور نماز جیسی عبادت سے غافل ومحروم ہو جاتا ہے۔

دوم طلاء: انگور کے شیرے کو پکایا جائے، اس کا دو تہائی سے زیادہ اڑ جائے، اس میں جوش پیدا ہو اور جھاگ چھوڑے تو (حضرت امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک جھاگ آنا شرط نہیں ہے) طلاء تیار۔ خمر کی اس قسم کے چار نام اور بھی ہیں:

(i) عصیر (شیرہ۔ رس) (ii) باذق، (iii) منصف (جلنے سے نصف اڑا ہوا)، (iv) مطبوخ ادنی طبخہ۔

سوم سکر: تازہ کھجوریں اور چھوہارے پانی میں ڈال دیے جائیں۔ ان کے گلنے سے پانی شیریں ہو جائے، وہ جوش مارنے لگے اور پر کو اٹھے اور اس میں نشہ بھی پیدا ہو جائے، وہ سکر ہے۔ اس کا دوسرا نام: نقیع التمر (پانی میں بھگوئے ہوئے چھوہارے) ہے۔

چہارم: نقیب الزبیب: منقی اور خشک انگور پانی میں بھگوئے جائیں، وہ خوب گل جائیں، ان میں جوش پیدا ہو جائے، اوپر کو اٹھیں اور نشہ بھی پیدا ہو جائے تو نقیع الزبیب تیار۔

دوسری شراب (طلاء) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرام ہے، کیونکہ یہ انگور سے تیار کی گئی ہے۔ تاہم پکانے کی وجہ سے یہ خمر باقی نہیں رہتی۔ آئمہ ثلاثہ رحمہما اللہ تعالیٰ بھی اسے حرام قرار دیتے ہیں۔ البتہ حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے مباح قرار دیتے ہیں۔

تیسری شراب (سکر): حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے، اس لیے کہ یہ اس کا ثبوت خبر واحد سے ہے۔ آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ حرام ہے۔ حضرت قاضی بن عبداللہ نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے مباح قرار دیتے ہیں۔

چوتھی شراب (نقیع): حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اسے حرام قرار دیتے ہیں، آئمہ ثلاثہ کے نزدیک بھی حرام ہے۔ حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے مباح قرار دیتے ہیں۔

نشہ آور نبیذوں میں مذاہب آئمہ:

خمر، طلاء، سکر اور نقیع الزبیب کے علاوہ بھی نشہ آور چیزیں ہیں، جن کو "نبیذیں" کہا جاتا ہے۔ وہ شراب جو گندم، شہد، مکئی اور جو وغیرہ سے تیار کی جائے، اسے نبیذ کہا جاتا ہے۔

کیا نبیذ حلال ہے یا حرام؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نبیذ حلال ہے۔تھوڑی مقدار پینے والے پر حد جاری نہیں ہوگی۔جو شخص ان کے نشہ میں مبتلا ہو کر اپنی بیوی کو طلاق دے گا وہ واقع نہیں ہوگی،ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

(i)۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالت سفر میں تھے کہ ان کی خدمت میں نبیذ پیش کی گئی،آپ نے اس سے پیا پھر منہ بگاڑا اور فرمایا: طائف کی نبیذ سخت ہے،پانی لے کر اس پر ڈالا پھر وہ نوش کر لی۔(شرح معانی الآثار ج۴ص۳۲۶)

(ii) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے نبیذ تیار کی گئی،مدینہ طیبہ کے راستہ میں ایک شخص نے وہ خوب نوش کی، جس کے نتیجہ میں اسے نشہ چڑھ گیا،جب اس کا نشہ ختم ہو گیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر حد جاری کی۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی کے ذریعے اس کا نشہ ختم کیا اور اسے نوش کیا۔اسی طرح حضرت نافع بن عبدالحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشکیزے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے نبیذ تیار کی۔ان کے آنے میں کچھ تاخیر ہو گئی،یہاں تک نبیذ اپنی حد سے بڑھ گئی،وہ مزید بڑھی،پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلب کی تو وہ سخت یعنی نشہ آور تھی۔آپ نے اس میں پانی ڈال کر اس کا نشہ ختم کیا۔پھر وہ نبیذ خود بھی نوش کی اور لوگوں کو بھی پلائی۔(مصنف عبدالرزاق ج۹ص۲۲۴)

(iii) نقیر،مزفت،دباء اور حنتم میں تیار کردہ نبیذ نہ پیو۔چمڑے میں تیار کی ہوئی نبیذ جس کا منہ بند کیا گیا ہو،وہ پیو۔اگر وہ اٹھے یعنی اس میں جوش پیدا ہوا اور نشہ پیدا ہو جائے تو اس میں پانی ملا کر اس کا نشہ توڑ دو اور نشہ ختم کر دو۔پھر اگر نبیذ کا جوش پانی میں بھی ختم نہ ہو تو اسے پھینک دو۔(سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۳۶۹۵،۳۶۹۶)

(iv) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے،خمر لذاتہ حرام ہے،خواہ قلیل ہو یا کثیر جبکہ دیگر شرابوں میں سے جو نشہ آور حد تک ہو وہ حرام ہے۔

۲۔آئمہ ثلاثہ اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبیذ حرام ہے۔انہوں نے درج ذیل روایات سے استدلال کیا ہے۔

(i) ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور نشہ آور چیز حرام ہے۔

(ii) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شراب کا ایک گھونٹ بھی نشہ آور ہو،اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے۔

(iii) شہد اور مکئی کی شرابوں کے بارے میں سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ شراب جو نشہ آور ہو حرام ہے۔

(iv) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شراب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو،اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرات آئمہ ثلاثہ اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ جمہور نے ان احادیث میں ہر شراب کو خمر قرار دیا ہے،اگر ہر شراب خمر ہوتی تو اتنی کثیر روایات کی ہرگز ضرورت نہیں تھی۔دراصل خمر انگوری شراب ہی ہو سکتی ہے۔اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا:(یوسف:۳۶) دونوں قیدیوں میں سے ایک نے کہا:"میں خواب میں خود کو دیکھ رہا ہوں کہ میں انگور نچوڑ

◆◆ حضرت نافع رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہر نشہ دینے والی چیز خمر ہے اور ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے' جو شخص دنیا میں خمر پیئے گا' اور مر جائے گا جبکہ وہ اسے باقاعدگی کے ساتھ پیتا ہو' تو وہ اسے آخرت میں نہیں پی سکے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ''حسن صحیح'' ہے

اس روایت کو اس کے علاوہ دوسری صورت میں بھی نقل کیا گیا ہے' جسے نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے اسے نافع کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ اسے ''مرفوع'' کے طور پر نقل نہیں کیا۔

1785 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَاِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ قِيْلَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمَا نَهْرُ الْخَبَالِ قَالَ نَهْرٌ مِنْ صَدِيْدِ اَهْلِ النَّارِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ نَحْوُ هٰذَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص شراب پی لے گا اس کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لے گا اگر وہ دوبارہ پیئے گا' تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو چالیس دن تک قبول نہیں کرے گا اگر وہ پھر توبہ کر لے گا' تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لے گا اگر وہ پھر پیئے گا' تو اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز کو قبول نہیں کرے گا اگر وہ پھر توبہ کر لے گا' تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لے گا' اور پھر اگر وہ چوتھی مرتبہ پیئے گا' تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو چالیس دن تک قبول نہیں کرے گا پھر اگر وہ توبہ کرے گا' تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول نہیں کرے گا' اور اسے نہر ''خبال'' میں سے پلائے گا۔

ان سے دریافت کیا گیا: اے ابوعبدالرحمٰن! نہر ''خبال'' کیا ہے؟ انہوں نے بتایا: اہل جہنم کی پیپ کی نہر ہے۔

1785- اخرجه احمد (35/2) من طريق عطاء بن السائب' عن عبد الله بن عبيد الله بن عمير' عن ابن عمر' فذكره.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔ اس کو اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے فرمان کے طور پر روایت کیا گیا ہے۔

شرح

خمر کی تعریف، اقسام اور ان کا حکم:

جن شرابوں کو حرام قرار دیا گیا ہے، وہ چار ہیں۔ اس کی تفصیل ذیل ہے:

اوّل۔خمر: انگور کا کچا شیرہ جب جوش مارے، اوپر کو ابلے اور وہ جھاگ چھوڑے۔ خمر کی یہ تعریف حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ہے۔ حضرات صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیرے کا جھاگ چھوڑنا شرط نہیں ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک انگور کا شیرہ ہونا ضروری نہیں ہے' بلکہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور وہ حرام ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ تمام آئمہ فقہ کے نزدیک حرام ہے، اس کی حرمت نصوص قرآنیہ سے ثابت ہے۔ قرآن کریم نے اسے نجس قرار دیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے: (۱) خمر پیشاب کی طرح نجاست غلیظہ ہے (۲) اس کی ذات حرام ہے' خواہ نشہ آور ہو یا نہ ہو، (۳) اسے حلال سمجھنے والا نص قطعی کا منکر اور کافر ہے (۴) خمر مسلمان کے حق میں مال متقوم نہیں ہے، لہٰذا اس کے ضائع کرنے سے ضمان لازم نہیں آئے گی (۵) اس کو پکانے سے اس کی حرمت ختم نہیں ہوگی بلکہ حسب سابق حرمت باقی رہے گی (۶) اس کے پینے والے پر حد جاری کی جائے گی خواہ نشہ آئے یا نہ آئے۔

تاہم خمر کو سرکہ میں تبدیل کرنے سے اس کی ماہیت تبدیل ہو جائے گی۔ اس طرح اس کی علت سکر (یعنی نشہ) بھی ختم ہو جائے گی اور اس کی حرمت کا حکم بھی باقی نہیں رہے گا۔

حرمت خمر کے دلائل:

خمر کی حرمت نصوص قرآنی سے ثابت ہے، جو درج ذیل ہیں:

۱-ارشاد ربانی ہے: وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا (النحل:۶۷) اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم لوگ عمدہ کھانے کی اشیاء تیار کرتے ہو''۔

۲-قرآن کا اعلان ہے: یَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ ؕ قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (البقرۃ:۲۱۹) لوگ آپ سے شراب اور جوا کے بارے میں دریافت کرتے ہیں؟ آپ انہیں فرما دیں کہ دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے، لوگوں کے لیے کچھ فوائد بھی ہیں اور ان کا گناہ، فوائد سے بڑا ہے''۔

۳-ارشاد خداوندی ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (النساء:۴۳) اے ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ، یہاں تک کہ تمہیں معلوم ہو جائے جو تم کہتے ہو''۔

۴-ارشاد ربانی ہے: اے ایمان والو! انگور کی شراب، جوا، غیر اللہ کے نام پر قربانی کے تھان اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی

کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا گیا ہے اور یہ دونوں سندیں مستند ہیں۔

کئی راویوں نے اسے محمد بن عمرو کے حوالے سے ابوسلمہ کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح نقل کیا ہے اور ابوسلمہ کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے بھی نقل کیا ہے۔

شرح

خمر کی تعریف اور وجہ تسمیہ میں مذاہب آئمہ:

خواہ تفصیلی بحث گزشتہ باب کی احادیث کے ضمن میں گزر چکی ہے لیکن یہاں اس کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔ خمر کی تعریف اور وجہ تسمیہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام ابو یوسف اور امام سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ لفظ: ''خمر'' تخمیر سے بنا ہے' جس کا معنی ہے نچوڑنا، چونکہ یہ انگور کے کچے پانی کو جوش دلانے اور جھاگ چھوڑنے سے بنتی ہے، اس لیے اسے ''خمر'' کہا جاتا ہے۔ خمر صرف یہی ہے باقی شرابیں حرام تو ہیں لیکن خمر نہیں ہیں۔ انہوں نے اہل لغت کی اصطلاح سے استدلال کیا ہے کہ تمام اہل لغت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''خمر'' صرف انگور کے رس سے تیار ہوتی ہے، جو کثیر وقلیل حرام ہے' خواہ نشہ آور ہو یا نشہ آور نہ ہو۔ چونکہ قلیل داعی الی الکثیر ہے اس لیے یہ کثیر وقلیل حرام ہے۔

۲۔ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک لفظ: ''خمر'' مخامرۃ العقل سے بنا ہے' چونکہ دو اوصاف اس میں موجود ہوتے ہیں: (۱) نچوڑنا (۲) عقل کو زائل کرنا، تو اس لیے اسے ''خمر'' کہا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور خمر حرام ہے۔ انہوں نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ

باب 3: یہ جو منقول ہے: جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے

1788 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ ابْنِ اَبِى الْفُرَاتِ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ

1788- اخرجه ابوداؤد (352/2) كتاب الاشربة' باب: النهى عن السكر' حديث (3681) وابن ماجه (1125/2) كتاب الاشربة' باب: ما اسكر كثيره فقليله حرام' حديث (3394) واحمد (343/3) من طريق داؤد بن بكر بن ابى الفرات' عن ابن المنكدر' فذكره.

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَّعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ وَخَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ

◄◄ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر سے منقول امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقابلے میں ''غریب'' ہے۔

1789 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ مَا اَسْكَرَ الْفَرَقُ مِنْهُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: قَالَ اَحَدُهُمَا فِي حَدِيْثِهِ الْحَسْوَةُ مِنْهُ حَرَامٌ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رَوَاهُ لَيْثُ بْنُ اَبِي سُلَيْمٍ وَّالرَّبِيْعُ بْنُ صَبِيْحٍ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ الْاَنْصَارِيِّ نَحْوَ رِوَايَةِ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ وَّاَبُوْ عُثْمَانَ الْاَنْصَارِيُّ اسْمُهٗ عَمْرُو بْنُ سَالِمٍ وَّيُقَالُ عُمَرُ بْنُ سَالِمٍ اَيْضًا

◄◄ حضرت قاسم بن محمد' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہر نشہ آور چیز حرام ہے' جس چیز کا ایک بڑا برتن نشہ پیدا کرے اُس کا ایک چلو بھی حرام ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔اس کو لیث بن ابوسلیم اور ربیع بن صبیح نے ابوعثمان انصاری کے حوالے سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسے مہدی بن میمون نے کیا ہے۔

ابوعثمان انصاری کا نام عمرو بن سالم ہے اور ایک قول کے مطابق عمر بن سالم ہے۔

شرح

مسکر کی مقدار حلت وحرمت میں مذاہب آئمہ:

مسکر کی کتنی مقدار حلال ہے اور کتنی حرام ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1789- اخرجه ابوداؤد (354/2) كتاب الاشربة' باب: النهي عن السكر' حديث (3687) واحمد (131'72'71/6) عن طريق ابي عثمان الانصار' عن القاسم بن محمد بن ابي بكر' فذكره.

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اتنی مقدار جائز ہے' جس سے مسکر نہ ہو جائے۔
جمہور آئمہ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے۔منشاء اختلاف اس طرح ظاہر ہوگا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے: مااسکر کثیرہ فقلیلہ حرام (یعنی ہر نشہ آور چیز خواہ قلیل مقدار میں ہو یا کثیر میں وہ حرام ہے۔) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے کہ تین پیالوں سے مسکر ہو جائے تو تیسرا پیالہ حرام ہے، اس کا قلیل بھی حرام ہے اور کثیر بھی حرام ہے۔ جمہور آئمہ اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مفہوم یہ ہے کہ اس کا پہلا پیالہ حرام ہے اور اس کا قلیل و کثیر حرام ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ نَبِیذِ الْجَرِّ

باب 4: مٹکے کی نبیذ کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1790 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّةَ وَیَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَا اَخْبَرَنَا سُلَیْمَانُ التَّیْمِیُّ عَنْ طَاوُسٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَی ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ

متنِ حدیث: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَّبِیذِ الْجَرِّ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ طَاوُسٌ وَّاللّٰهِ اِنِّیْ سَمِعْتُهٗ مِنْهُ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَّسُوَیْدٍ وَّعَآئِشَةَ وَابْنِ الزُّبَیْرِ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◄► طاؤس بیان کرتے ہیں' ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور اس نے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے مٹکے کی نبیذ سے منع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! طاؤس بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی زبانی یہ بات سنی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت سوید رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

مفہوم حدیث:

اس حدیث کو سمجھنے میں اور مفہوم متعین کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک مسکر نبیذ کم مقدار جائز ہے لیکن

1790- اخرجه مسلم (1582/3) كتاب الاشربة باب: النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء حديث (1997/52، 51) والنسائي (303،302/8) كتاب الاشربة' باب: النهي عن نبيذ الجر مفرداً' حديث (5615،5614) واحمد (47،35،29/2، 56، 101، 106، 115، 155) والحميدي (309/2) حديث (707) من طريق طاؤس' فذكره.

حدیث میں سدِ ذرائع کے طور پر ممانعت کی گئی ہے، اس لیے کہ نشہ آور چیز کا وصف یہ ہے کہ جو تھوڑی سی استعمال کرتا ہے تو وہ ترقی کرتا ہوا کثیر کی طرف جاتا ہے اور وہ پیتا جاتا ہے حتیٰ کہ نشہ کا شکار ہو جاتا ہے۔ شرابی کثیر تک نہ پہنچنے پائے اس لیے اسے قلیل سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔ جمہور فقہاء حدیث باب کو ممانعت حقیقی پر محمول کرتے ہیں یعنی جو نشہ آور ہو وہ قلیل مقدار بھی حرام ہے اور کثیر مقدار بھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ اَنْ يُّنْبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ

باب 5: دباء، حنتم، نقیر میں نبیذ تیار کرنے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1791 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ زَاذَانَ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَمَّا نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَوْعِيَةِ اَخْبِرْنَاهُ بِلُغَتِكُمْ وَفَسِّرْهُ لَنَا بِلُغَتِنَا فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمَةِ وَهِيَ الْجَرَّةُ وَنَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَهِيَ الْقَرْعَةُ وَنَهٰى عَنِ النَّقِيْرِ وَهُوَ اَصْلُ النَّخْلِ يُنْقَرُ نَقْرًا اَوْ يُنْسَجُ نَسْجًا وَنَهٰى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَهِيَ الْمُقَيَّرُ وَاَمَرَ اَنْ يُّنْبَذَ فِي الْاَسْقِيَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ وَسَمُرَةَ وَاَنَسٍ وَّعَآئِشَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّعَائِذِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ وَمَيْمُوْنَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عمرو بن مرہ بیان کرتے ہیں: میں نے زاذان کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں دریافت کیا: جن برتنوں میں نبی اکرم ﷺ نے نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے میں نے کہا: آپ ہمیں اپنی زبان میں ان کے الفاظ بتائیں اور ہماری زبان میں اس کی وضاحت کریں تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ''حنتمہ'' سے منع کیا ہے۔ یہ مٹکے کو کہتے ہیں اور آپ نے ''دباء'' سے منع کیا ہے یہ کدو کو کہتے ہیں اور آپ نے ''نقیر'' سے منع کیا ہے۔ یہ کھجور کی جڑ کو کہتے ہیں جس میں سوراخ کر لیا جائے یا اس کو بُن دیا جائے اور آپ نے ''مزفت'' سے منع کیا ہے اور اس سے مراد رال کا روغنی برتن ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے مشکیزوں میں نبیذ تیار کرنے کی ہدایت کی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت حکم غفاری رضی اللہ عنہ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

1791- اخرجه مسلم (1583/3) كتاب الاشربة' باب: النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء' حديث (1997/57) والنسائي (309'308/8) كتاب الاشربة' باب: تفسير الاوعية' حديث (5645) واحمد (56/2) من طريق زاذان' فذكره.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ اَنْ يُّنْبَذَ فِي الظُّرُوْفِ

باب 6: برتنوں میں نبیذ تیار کرنے کی جو رخصت منقول ہے

1792 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنِّيْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوْفِ وَاِنَّ ظَرْفًا لَّا يُحِلُّ شَيْئًا وَّلَا يُحَرِّمُهٗ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے تمہیں (مخصوص) برتن استعمال کرنے سے منع کیا تھا برتن کسی بھی چیز کو حرام یا حلال نہیں کرتے ہیں البتہ ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1793 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوْفِ فَشَكَتْ اِلَيْهِ الْاَنْصَارُ فَقَالُوْا لَيْسَ لَنَا وِعَاءٌ قَالَ فَلَا اِذَنْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے برتنوں کے استعمال سے منع کیا' تو انصار نے آپ کی خدمت میں شکایت کی اور عرض کی' ہمارے پاس اضافی برتن نہیں ہوتے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1792- اخرجه احمد (357،356،355/5)

1793- اخرجه البخاري (59/10) كتاب الاشربة، باب: ترخيص النبي صلى الله عليه وسلم في الاوعية والظروف بعد النهي، حديث (5592) وابو داؤد (357/2) كتاب الاشربة، باب: في الاوعية، حديث (3699) والنسائي (312/8) كتاب الاشربة، باب: الاذن في شيء منها، حديث (5656) واحمد (302/3) من طريق سفيان، عن منصور، عن سالم، فذكره.

شرح

نبیذ کے برتنوں کے استعمال کا حکم:

نبیذ: بروزن فعیل مصدر ہے جو منبوذ کے معنی میں مستعمل ہے۔ اس کا مطلب ہے پانی میں کوئی چیز ڈال دینا جس کی تاثیر و مٹھاس پانی میں ظاہر ہو جائے لیکن اس میں نشہ پیدا نہ ہوا ہو۔ یہ آئمہ اربعہ کے نزدیک حلال ہے۔ عہد رسالت میں انجیر، منقی، شہد، جو اور کھجور وغیرہ سے نبیذ تیار کی جاتی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسے استعمال کرتے تھے۔

الجر: یہ جرۃ کی ہے جمع جنس طرح التمر، تمرۃ کی جمع ہے۔ اس سے مراد ہے مٹی کا گھڑا۔

حنتم: یہ حنتمۃ کی جمع ہے، جس کا معنی ہے: ایسا روغنی گھڑا جس میں ایسی نبیذ تیار کی جائے جو جلدی نشہ آور ہو جائے۔

الدباء: اس سے مراد ایسا خشک کدو ہے جو بطور برتن استعمال ہوتا ہو، جس میں ایسی نبیذ تیار کی جائے جس میں شدت پیدا ہو جائے۔ اُردو زبان میں اسے تو تو نبایا تو نبی کہا جاتا ہے۔ اس کا چھلکا موٹا ہوتا ہے، جس سے گداگر لوگ کشکول تیار کرتے ہیں۔

النقیر: یہ بروزن فعیل منقور کے معنی میں ہے۔ نقر ینقر کا معنی ہے: کھودنا، کریدنا۔ لوگ درخت کے تنے کو کرید کر یہ برتن تیار کرتے تھے اور اس میں نبیذ بناتے تھے۔ اس برتن میں تیار شدہ نبیذ جلدی نشہ آور ہو جاتی ہے۔

المزفت: اس سے مراد ایسا گھڑا ہے، جس پر تارکول پھیری گئی ہو اور اس میں بھی تیار شدہ نبیذ جلدی نشہ آور ہوتی ہے۔

ابتداء اسلام میں ان برتنوں کے استعمال سے منع کیا گیا تھا لیکن بعد میں ان کے استعمال کی اجازت دی گئی تھی۔ اس بارے میں یہ مشہور حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم لوگوں کو چند برتنوں کے استعمال سے منع کر دیا تھا۔ اب تم اس بات کو معلوم کو لو کہ کوئی برتن نہ تو کسی چیز کو حلال کر سکتا ہے اور نہ حرام۔ تاہم ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۱۷۹۲) گویا برتنوں کے استعمال کی ممانعت والی روایات منسوخ ہیں اور یہ حدیث ناسخ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِنْتِبَاذِ فِي السِّقَاءِ

باب 7: مشکیزوں میں نبیذ تیار کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1794 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَاءٍ تُوكَأُ فِيْ اَعْلَاهُ لَهٗ عَزْلَاءُ نَنْبِذُهٗ غُدْوَةً وَّيَشْرَبُهٗ عِشَاءً وَّنَنْبِذُهٗ عِشَاءً وَّيَشْرَبُهٗ غُدْوَةً

1794- اخرجه مسلم (1590/3) كتاب الاشربة' باب: اباحة النبيذ الذي لم يشتد ولم يصر مسكرا' حديث (2005/85'84) وابو داؤد (360/2) كتاب الاشربة' باب: في صفة النبيذ' حديث (3711) من طريق الحسن' عن امه فذكرته.

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِي سَعِيْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ مِّنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَيْضًا

◄► حسن بصری اپنی والدہ کے حوالے سے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے لئے مشکیزوں میں نبیذ تیار کیا کرتے تھے جس کا اوپر والا منہ بند کردیا جاتا تھا اس کا نیچے سے ایک منہ موجود ہوتا تھا۔ہم آپ کے لئے صبح کے وقت نبیذ تیار کرتے تھے جسے آپ شام کے وقت پی لیتے تھے اور ہم آپ کے لئے شام کے وقت نبیذ تیار کرتے تھے جسے آپ صبح کے وقت پی لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے یونس بن عبید کے حوالے سے منقول سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا ہمیں اس کے علاوہ اور کسی حوالے کا پتہ نہیں ہے۔

شرح

مشکیزے میں نبیذ بنانا:

مختلف برتنوں میں نبیذ تیار کی جاتی تھی۔مشکیزے میں بھی نبیذ تیار کی جاتی تھی جو زیادہ دیر اس میں نہیں رکھی جاتی تھی بلکہ جلد استعمال کرلی جاتی تھی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ مشکیزہ چمڑے کا ہوتا ہے جس میں ہوا کی آمد و رفت نہیں ہوسکتی اور زیادہ دیر تک اس میں رکھنے کی وجہ سے نبیذ نشہ آور ہونے کا بھی قوی امکان ہوتا تھا۔اگر مشکیزے میں صبح کے وقت نبیذ بنانے کی تیاری کی جاتی تو وہ شام کے وقت استعمال کرلی جاتی تھی اور اگر شام کے وقت تیاری شروع کی جاتی تو صبح کے وقت استعمال میں لائی جاتی تھی۔حدیث باب سے ثابت ہوا کہ نبیذ بنانا جائز ہے، یہ کسی بھی برتن میں حتی کہ مشکیزے میں بھی بنائی جاسکتی ہے اور اسے استعمال میں لانا بھی جائز ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحُبُوْبِ الَّتِيْ يُتَّخَذُ مِنْهَا الْخَمْرُ

باب 8: وہ دانے جن کے ذریعے شراب تیار کی جاتی ہے اس کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1795 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُهَاجِرٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

1795- اخرجه ابوداؤد (351/2) كتاب الاشربة' باب: الخمر مما هي؟ حديث (3677'3676) وابن ماجه (1121/2) كتاب الاشربة' باب: ما يكون منه الخمر' حديث (3379) واحمد (267/4'273) من طريق عامر الشعبي' فذكره.

متن حدیث: إِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا وَّمِنَ الشَّعِيرِ خَمْرًا وَّمِنَ التَّمْرِ خَمْرًا وَّمِنَ الزَّبِيبِ خَمْرًا وَّمِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: گندم سے شراب بنائی جاتی ہے جَو سے شراب بنائی جاتی ہے، کھجور سے شراب بنائی جاتی ہے اور شہد سے شراب بنائی جاتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

1796/1 ۔ سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَآئِيلَ نَحْوَهُ وَرَوَى أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ

آثارِ صحابہ: إِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ

◆◆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: گندم سے شراب بنائی جاتی ہے۔ اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

1796/2 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

آثارِ صحابہ: إِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا

بِهٰذَا وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ لَمْ يَكُنْ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُهَاجِرٍ بِالْقَوِيِّ الْحَدِيثِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ أَيْضًا عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ گندم سے شراب بنائی جاتی ہے۔

یہ روایت ابراہیم بن مہاجر کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید نے یہ بات کہی ہے: ابراہیم بن مہاجر نامی راوی مستند نہیں ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت نعمان بن بشیر سے بھی منقول ہے۔

1796/3 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ وَعِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو كَثِيرٍ السُّحَيْمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1796/2– اخرجه البخاری (38/10) كتاب الاشربة' باب: الخمر من العنب وغيره' حديث (5581) ومسلم (2322/4) كتاب التفسير' باب: فی نزول تحريم الخمر' حديث (32-3032/33) وابو داؤد (324/3) كتاب الاشربة' باب: فی تحريم الخمر' حديث (3669) والنسائی (295/8) كتاب الاشربة' باب: ذكر انواع الاشياء التی كانت منها الخمر حين نزل تحريمها من طريق الشعبی عن ابن عمر عن عمر به۔

متنِ حدیث: اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةُ وَالْعِنَبَةُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ كَثِيْرٍ السُّحَيْمِيُّ هُوَ الْغُبَرِيُّ وَاسْمُهٗ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ غُفَيْلَةَ وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: شراب ان دو درختوں سے بنائی جاتی ہے کھجور اور انگور۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوکثیر سحیمی نامی راوی جو غبری ہیں' ان کا نام یزید بن عبدالرحمٰن بن غفیلہ ہے۔

شعبہ نے عکرمہ بن عمار کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

شرح

اجناس سے خمر تیار کرنا:

احادیث باب میں ان اجناس کو بیان کیا گیا ہے جن سے شراب تیار کی جاتی ہے۔ پہلی حدیث باب میں چھ اجناس کا ذکر ہے: (۱) گندم، (۲) جو، (۳) چھوہارا، (۴) کشمش، (۵) منقی، (۶) شہد۔ ان اجناس سے شراب تیار کرنے کا مطلب نبیذ تیار کرنا ہے۔ دوسری حدیث باب میں دو چیزوں کا ذکر ہے: (۱) انار، (۲): انگور۔ ان سے شراب سازی سے مراد حقیقی شراب ہے، جسے "خمر" کہا جاتا ہے۔ اس کا قلیل وکثیر حرام ہے، کیونکہ حقیقی شراب یعنی "خمر" ان دو چیزوں سے تیار کی جاسکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ خَلِيْطِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ

باب 9: کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے) کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1797 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

1796/3– اخرجه مسلم (1574،1573/3) كتاب الاشربة' باب: بيان ان جميع ما ينبذ' مما يتخذ من النخل والعنب' يسمى خمرا' حديث (1985/15،14،13)' وابو داؤد (352،351/2) كتاب الاشربة' باب: الخمر مما هي؟ حديث (3678) والنسائي (294/8) كتاب الاشربة' باب: تاويل قول الله تعالىٰ (ومن ثمرات النخيل والاعناب) حديث (5573،5572) وابن ماجه (1121/2) كتاب الاشربة' باب: ما يكون منه الخمر' حديث (3378) واحمد (279/2، 408، 409، 474، 496، 517، 518، 526) والدارمي (113/2) كتاب الاشربة' باب: مما يكون الخمر.

1797– اخرجه مسلم (1574/3) كتاب الاشربة' باب: كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين' حديث (16، 17، 18، 1986/19) وابو داؤد (358/2) كتاب الاشربة' باب: في الخليطين' حديث (3703) والنسائي (290/8) كتاب الاشربة' باب: خليط البسر والرطب' حديث (5554، 5555) وابن ماجه (1125/2) كتاب الاشربة' باب: النهي عن الخليطين' حديث (3395)' واحمد (294، 300) من طريق عطاء بن ابي رباح' فذكره.

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيْعًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1798 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ اَنْ يُّخْلَطَ بَيْنَهُمَا وَنَهٰى عَنِ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ اَنْ يُّخْلَطَ بَيْنَهُمَا وَنَهٰى عَنِ الْجِرَارِ اَنْ يُّنْبَذَ فِيْهَا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِيْ قَتَادَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاُمِّ سَلَمَةَ وَمَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اُمِّهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یہ بات بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے کچی اور پکی کھجوروں کو ملا کر (نبیذ تیار کرنے) سے منع کیا ہے آپ نے کشمش اور کھجور کو ملا کر نبیذ تیار کرنے سے بھی منع کیا ہے۔ اور آپ نے مٹکے میں نبیذ تیار کرنے سے بھی منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت معبد بن کعب رضی اللہ عنہ کی ان کی والدہ کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

گدری کھجور اور چھوہارے سے نبیذ تیار کرنا:

اس مقام پر عموماً دو مسائل زیر بحث لائے جاتے ہیں:

مسئلہ اوّل: کیا شراب کے برتنوں کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اور ان میں نبیذ تیار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کی تفصیل سابقہ صفحات میں گزر چکی ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شراب کے برتنوں کی ممانعت لغیرہ تھی کہ لوگوں کو شراب نوشی یاد نہ آئے یا ممانعت کی وجہ یہ تھی ان میں نبیذ تیار کرنے سے جلدی نشہ پور ہو جاتی ہے' تو لوگ نبیذ بنانے سے باز آ جائیں۔ اگر برتنوں کے استعمال کی ممانعت لعینہ ہو تو یہ منسوخ ہو چکی ہے۔ لہٰذا شراب کے برتن نبیذ بنانے کے لئے استعمال میں لائے جا سکتے ہیں۔

مسئلہ ثانیہ: کیا گدری کھجور اور چھوہارے کو ملا کر نبیذ بنانا جائز ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہیں:

1798- اخرجه مسلم (3/1574، 1575) كتاب الاشربة' باب: كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين' حديث (1987/21,20) واحمد (3/3، 9، 49، 71، 90) من طريق ابونضرة' فذكره۔

۱- حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام اسحاق بن راہویہ رحمہا اللہ تعالیٰ اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک قول کے مطابق دونوں چیزوں کو ملا کر نبیذ تیار کرنا حرام ہے۔ البتہ الگ الگ چیزوں سے نبیذ بنانا جائز ہے۔ انہوں نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول بھی اسی کے مطابق ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(أ) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ زیاد کے واقعہ میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے نبیذ پلائی جس سے مجھے نشہ ہو گیا۔ صبح دریافت کرنے پر انہوں نے جواب دیا: ہم نے زبیب اور عجوہ سے نبیذ بنائی تھی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احادیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ روایات منسوخ ہیں اور ان کی ناسخ روایات درج ذیل ہیں:

۱- اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منقی کی نبیذ تیار کی جاتی تھی جس میں چھوہارے ڈولے جاتے تھے یا چھوہاروں سے نبیذ تیار کی جاتی تھی جس میں منقی ڈالا جاتا تھا۔

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۳۷۷۰)

۲- حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نامی خاتون نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھوہاروں اور منقی سے نبیذ تیار کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں فرمایا: میں ایک مٹھی چھوہاروں کی اور ایک مٹھی منقی کی ڈالتی تھی، اور ان دونوں کو ملا دیتی تھی۔ پھر میں یہ (نبیذ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلا دیتی تھی۔

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۷۰۱)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الشُّرْبِ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

باب 10: سونے یا چاندی کے برتن میں پینے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1799 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ

1799- اخرجه البخاری (98/10) كتاب الاشربة' باب: انية الفضة' حديث (5633) ومسلم (1638/3-) كتاب اللباس والزينة' باب: تحريم استعمال انا الذهب والفضة على الرجال والنساء' حديث (2067/5,4) والنسائی (198/8'199) كتاب الاشربة' باب: ذكر النهی عن لبس الديباج' حديث (5301) وابن ماجه (1130/2) كتاب الاشربة' باب: الشرب فی انية الفضة' حديث (3414'1187/2)

ابْنَ اَبِیْ لَیْلٰی یُحَدِّثُ

متن حدیث: اَنَّ حُذَیْفَةَ اسْتَسْقٰی فَاَتَاهُ اِنْسَانٌ بِاِنَاءٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهٖ وَقَالَ اِنِّیْ كُنْتُ قَدْ نَهَیْتُهٗ فَاَبٰی اَنْ یَّنْتَهِیَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الشُّرْبِ فِیْ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ وَقَالَ هِیَ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَلَكُمْ فِی الْاٰخِرَةِ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَالْبَرَاءِ وَعَآئِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ ابن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا ایک آدمی چاندی کے برتن میں ان کے لئے پانی لے کر آیا۔ انہوں نے اسے پھینک دیا اور بتایا کہ میں نے اسے منع کیا تھا لیکن یہ نہیں مانا نبی اکرم ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع کیا ہے اور ریشم اور دیباج پہننے سے منع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے: یہ ان (کفار) کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت براء رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سونا اور چاندی کے برتن میں پانی پینے کی ممانعت

آئمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سونا اور چاندی کے برتن کا استعمال حرام ہے' خواہ مرد ہو یا عورت۔ عورت کے لیے سونا اور چاندی زیورات کی شکل میں جائز ہے۔ مرد کے لیے چاندی انگوٹھی کی شکل میں جائز ہے۔ اس کے علاوہ ان کا استعمال کسی بھی شکل میں جائز نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا چاندی کے برتنوں سے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کفار کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا: جو لوگ دنیا میں سونے چاندی کے برتنوں میں کھاتے پیتے ہیں تو ان کے پیٹ میں قیامت کے دن آگ کے شعلے ہوں گے اور ان کے لیے آواز ہوگی۔

سوال: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی طلب کیا تو آپ کی خدمت میں چاندی کے برتن میں پانی پیش کیا گیا اور آپ نے ناراضگی کے عالم میں برتن کو پھینک دیا۔ سوال یہ ہے کہ آپ نے پانی لانے والے کی اصلاح کرنے اور سمجھانے کی بجائے برتن کو کیوں پھینکا تھا؟

جواب: حضرت فاروق اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدائن کا گورنر تعینات کیا تھا، جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تک اپنے منصب پر خدمات انجام دیتے رہے۔ علاوہ ازیں آپ رازدانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی

تھے۔ انہوں نے کسی سے پانی طلب کیا تو کسی انسان (مجوسی) نے آپ کی شایان شان چاندی کے برتن میں پانی پیش کیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا: میں نے اس سے قبل کئی بار چاندی کے برتن میں پانی پلانے سے منع کر چکا ہوں لیکن یہ باز نہیں آتا۔ چوں کہ آپ قبل ازیں اسے کئی بار سمجھا چکے تھے اور اصلاح کر چکے تھے لیکن وہ اپنی ضد پر اڑا رہا تو آپ کو غصہ آ گیا' کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے پینے سے منع فرمایا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا

باب 11: کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1800 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا فَقِيْلَ الْاَكْلُ قَالَ ذَاكَ اَشَدُّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع کیا ہے۔ ان سے دریافت کیا: گیا' کھانے کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ زیادہ شدید (برا) ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1801 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ مُسْلِمٍ الْجُذَمِیِّ عَنِ الْجَارُوْدِ بْنِ الْمُعَلّٰی

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَّهٰكَذَا رَوٰی غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ مُسْلِمٍ عَنِ الْجَارُوْدِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُوِیَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ اَبِیْ مُسْلِمٍ عَنِ الْجَارُوْدِ

حدیثِ دیگر: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ

توضیحِ راوی: وَالْجَارُوْدُ هُوَ ابْنُ الْمُعَلّٰی الْعَبْدِیُّ صَاحِبُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقَالُ الْجَارُوْدُ بْنُ الْعَلَاءِ اَيْضًا وَّالصَّحِيْحُ ابْنُ الْمُعَلّٰی

1800- اخرجه مسلم (1600/3) كتاب الاشربة' باب: كراهية الشرب قائما' حديث (112'113/2024) وابو داؤد (362/2) كتاب الاشربة' باب: فی الشرب قائما' حديث (3717) وابن ماجه (1132/2) كتاب الاشربة' باب الشرب قائما' حديث (3424) واحمد (113/3'118'131'147'182'199'214'250' 291) والدارمی (120/2'121) كتاب الاشربة' باب: من كره الشرب قائما' من طريق قتادة فذكره.

حضرت جارود بن معلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے اس کو اسی طرح کئی راویوں نے سعید کے حوالے سے قتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ابومسلم کے حوالے سے، حضرت جارود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے طور پر نقل کیا ہے کہ مسلمان کی گمشدہ چیز آگ کا انگارہ ہے۔

جارود نامی راوی جو ہیں' یہ ابن معلیٰ العبدی ہیں۔ اور نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام ''ابن علاء'' ہے' تاہم صحیح قول ''ابن معلیٰ'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الشُّرْبِ قَائِمًا

باب 12: کھڑے ہو کر پینے کی رخصت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1802 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا نَاْكُلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَمْشِي وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِي الْبَزَرِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

توضیحِ راوی: وَاَبُو الْبَزَرِيِّ اسْمُهٗ يَزِيْدُ بْنُ عُطَارِدٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہم لوگ چلتے پھرتے ہوئے کھالیا کرتے تھے اور کھڑے ہو کر پی لیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح غریب'' ہے' جو عبیداللہ بن عمر کے حوالے سے نافع کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

عمران بن حدیر نامی راوی نے اس حدیث کو ابو بزری کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

1802– اخرجه البخاری (84/10) كتاب الاشربة' باب: الشرب قائما' حديث (5617) ومسلم (1601/3'1602) كتاب الاشربة' باب: في الشرب من زمزم قائما' حديث (117'118/2027) والنسائي (237/5) كتاب مناسك الحج' باب: الشرب من زمزم' حديث (2964) وباب: الشرب من زمزم قائما' حديث (2965) وابن ماجه (1132/2) كتاب الاشربة' باب: الشرب قائما' حديث (3422) واحمد (22/1'214'243'249'348'369'372'478) وابن خزيمة (306/4) حديث (2945) والحميدي (225/1) حديث (481) من طريق الشعبي' فذكره.

ابو بزری نامی راوی کا نام یزید بن عطارد ہے۔

1803 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ وَمُغِيْرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّسَعْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَآئِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر آبِ زم زم پیا تھا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1804 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ قَائِمًا وَّقَاعِدًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

کھڑے ہو کر پانی پینے کا حکم

خورد و نوش کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ بیٹھ کر کھایا جائے اور بیٹھ کر پیا جائے' کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھڑے ہو کر پینے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: ذاك اشد، یا ذاك اشر، یاذاك اخبث۔ اس جواب میں کھڑے ہو کر کھانے کی وعید و مذمت ہے۔ بیٹھ کر کھانے پینے سے انسان حیوانات سے ممتاز ہو جاتا ہے یعنی کھڑے ہو کر کھانا جانوروں کا طریقہ ہے۔

روایات میں تعارض و تطبیق:

پہلے باب کی احادیث مبارکہ میں کھڑے ہو کر کھانے پینے کی ممانعت بیان کی گئی ہے اور دوسرے باب کی احادیث مبارکہ

سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے، اس طرح دونوں ابواب کی روایات میں تعارض ہوا؟ تطبیق: اصل مسئلہ یہی ہے کہ بیٹھ کر کھایا اور پیا جائے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مستمرہ یہی تھی۔ تاہم دونوں قسم کی متعارض روایات کے درمیان تطبیق کی کئی صورتیں ہیں:

۱- جواز والی روایات منسوخ اور ممانعت والی ناسخ قرار دی جائیں۔

۲- جواز والی روایات عذر پر محمول ہیں اور ممانعت والی حقیقت پر محمول ہیں۔

۳- جواز والی احادیث مبارکہ عندالضرورت بیان جواز کے لیے ہیں اور ممانعت والی روایات اپنے اصل پر ہیں۔

۴- جواز والی روایات کراہت تنزیہی پر محمول ہیں اور ممانعت والی احادیث اپنے اصل مضمون پر ہیں۔

فائدہ نافعہ:

کھانے اور پینے دونوں کا حکم یکساں ہے کھڑے ہو کر کھانے پینے سے احتراز کیا جائے اور بیٹھ کر خورد و نوش کیا جائے۔ تاہم آبِ زم زم کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے مگر اس کے علاوہ پانی کھڑے ہو کر پینا مکروہ اور بیٹھ کر پینا مسنون ہے۔

آبِ زم زم کے علاوہ چند اور پانی بھی ہیں جو کھڑے ہو کر پیئے جا سکتے ہیں:

۱- وضوء سے بچا ہوا پانی۔

۲- علماء ربانیین اور مشائخ کرام کا جوٹھا پانی۔

۳- والدین کریمین کا جھوٹا پانی۔

۴- اساتذہ کرام کا جھوٹا پانی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ

باب 13: برتن میں سانس لینے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1805 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَيُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ عِصَامٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا وَّيَقُوْلُ هُوَ اَمْرَاُ وَاَرْوٰى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوَاهُ هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ عَنْ اَبِىْ عِصَامٍ عَنْ اَنَسٍ وَّرَوٰى عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا

1805- اخرجه مسلم (602/3) 1606-) كتاب الاشربة، باب: كراهة التنفس في نفس الاناء، حديث (2028/123) وابو داؤد (364/2) كتاب الاشربة، باب: في الساقي حتى يشرب؟ حديث (3737) واحمد (118/3، 185، 211، 251) من طريق ابو عاصم، فذكره۔

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ برتن میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ زیادہ سیراب کرنے والا اور زیادہ خوشگوار ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ہشام دستوائی نے ابوعصام کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

عزرہ بن ثابت نے اس حدیث کو ثمامہ کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: نبی اکرم ﷺ برتن میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے۔

1806 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْاِنَاءِ ثَلَاثًا

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► ثمامہ بن انس' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ برتن میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1807 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ سِنَانٍ الْجَزَرِيِّ عَنِ ابْنٍ لِعَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ وَلٰكِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمَدُوْا اِذَا اَنْتُمْ رَفَعْتُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

توضیحِ راوی: وَيَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ الْجَزَرِيُّ هُوَ اَبُوْ فَرْوَةَ الرُّهَاوِيُّ

◄► عطاء بن ابی رباح کے صاحبزادے' اپنے والد کے حوالے سے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اونٹ کی طرح ایک ہی سانس میں نہ پی جاؤ بلکہ دو یا تین سانسوں میں پیو جب پینے لگو تو "بسم اللہ" پڑھ لو اور جب پی چکو تو "الحمد للہ" پڑھو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے اور یزید بن سنان جو ہیں یہ "ابوفروہ رہاوی" ہیں۔

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنَ الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ

باب 14: پیتے ہوئے دو مرتبہ سانس لینے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1808 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ رِشْدِيْنَ بْنِ كُرَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ

ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ رِشْدِيْنَ بْنِ كُرَيْبٍ قَالَ

قولِ امام دارمی: وَسَاَلْتُ اَبَا مُحَمَّدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ رِشْدِيْنَ بْنِ كُرَيْبٍ قُلْتُ هُوَ اَقْوٰى اَمْ مُحَمَّدُ بْنُ كُرَيْبٍ فَقَالَ مَا اَقْرَبَهُمَا وَرِشْدِيْنُ بْنُ كُرَيْبٍ اَرْجَحُهُمَا عِنْدِىْ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ هٰذَا فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كُرَيْبٍ اَرْجَحُ مِنْ رِشْدِيْنَ بْنِ كُرَيْبٍ وَّالْقَوْلُ عِنْدِىْ مَا قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رِشْدِيْنُ بْنُ كُرَيْبٍ اَرْجَحُ وَاَكْبَرُ وَقَدْ اَدْرَكَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّرَاٰهُ وَهُمَا اَخَوَانِ وَعِنْدَهُمَا مَنَاكِيْرُ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب پیا کرتے تھے' تو دو مرتبہ سانس لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف رشدین بن کریب کے حوالے سے جانتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن (امام دارمی) سے رشدین بن کریب کے بارے میں دریافت کیا: میں نے دریافت کیا: یہ زیادہ مستند ہیں یا محمد بن کریب زیادہ مستند ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ دونوں ایک دوسرے کے برابر کیسے ہوسکتے ہیں؟ رشدین بن کریب میرے نزدیک زیادہ مستند ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے بتایا: محمد بن کریب، رشدین بن کریب سے زیادہ مستند ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک صحیح بات وہی ہے' جو ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن (امام دارمی) نے بیان کی ہے کہ رشدین بن کریب زیادہ مستند ہیں۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا زمانہ پایا ہے ان کی زیارت کی ہے اور یہ دونوں بھائی ہیں البتہ ان دونوں سے منکر روایات بھی منقول ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ

باب 15: پینے کی چیز میں پھونک مارنے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1809 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَيُّوْبَ وَهُوَ

1808– اخرجه ابن ماجه (1131/2) كتاب الاشربة' باب: المشرب بثلاثة انفاس' حديث (3417) واحمد (248/1' 285) من طريق رشد بن كريب' عن ابيه' فذكره.

1809– اخرجه مالك فى المؤطا (925/2) كتاب صفة النبى صلى الله عليه وسلم' باب: النهى عن الشراب فى انية الفضة والنفخ فى الشراب' حديث (12) واحمد (26/3' 32' 57' 68) والدارمى (122/2) كتاب الاشربة' باب: النهى عن النفخ فى الشراب وعبد بن حميد (302) حديث (980) من طريق ابى المثنى الجهنى فذكره.

ابْنُ حَبِيبٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا الْمُثَنّٰى الْجُهَنِيَّ يَذْكُرُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الشُّرْبِ فَقَالَ رَجُلٌ الْقَذَاةُ اَرَاهَا فِي الْاِنَاءِ قَالَ اَهْرِقْهَا قَالَ فَاِنِّيْ لَا اَرْوٰى مِنْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ قَالَ فَاَبِنِ الْقَدَحَ اِذَنْ عَنْ فِيكَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄◄ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع کیا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی: اگر اس میں کوئی گندی چیز مجھے نظر آ جاتی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو اسے انڈیل دو! اس نے عرض کی: میں ایک سانس میں پی کر سیراب نہیں ہوتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم برتن کو اپنے منہ سے الگ کر لیا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1810 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّتَنَفَّسَ فِي الْاِنَاءِ اَوْ يُنْفَخَ فِيْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے (برتن میں) سانس لینے یا اس میں پھونک مارنے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ التَّنَفُّسِ فِي الْاِنَاءِ

باب 16: برتن میں سانس لینے کے مکروہ ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1811 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ

1810- اخرجه ابوداؤد (364/2) كتاب الاشربة' باب: فى النفخ فى الشراب والتنفس فيه' حديث (3738) وابن ماجه (1094/2) كتاب الاشربة' باب: النفخ فى الطعام' حديث (3288)' (1132/2) كتاب الاشربة' باب: التنفس فى الاناء' حديث 3428' (1134/2) كتاب الاشربة' باب: النفخ فى الاثار' حديث (3429'3430) واحمد (220/1'357) والدارمى (122/2) كتاب الاشربة' باب: النهى عن النفخ فى الشراب' والحميدى (241) حديث (525) من طريق عكرمة فذكره.

1811- اخرجه البخارى (204/1) كتاب الوضوء' باب: النهى عن الاستنجاء باليمين' حديث (153) وطرفائه' (5630/154) ومسلم (74/2'75- الابى) كتاب الطهارة' باب: النهى عن الاستنجاء باليمين' حديث (63'64'65/267)' (1602/3) كتاب الاشربة' باب: كراهة التنفس فى نفس الاناء' حديث (267/121) وابو داؤد (55/1) كتاب الطهارة' باب كراهة مس الذكر باليمين فى الاستبراء' حديث (31) والنسائى (25/1) كتاب الطهارة' باب: النهى عن مس الذكر باليمين' عند الحاجة' حديث (24,25)' (43/1'44) كتاب الطهارة' باب: النهى عن الاستنجاء' باليمين' حديث (47'48) وابن ماجه (113/1) كتاب الطهارة' وسننها' باب: كراهة مس الذكر باليمين والاستنجاء باليمين' حديث (310)

عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِذَا شَرِبَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِى الْاِنَاءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► عبداللہ بن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص پیئے تو برتن میں سانس نہ لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

پانی پینے کا مسنون طریقہ:

پانی پینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین سانسوں میں پیا جائے' پہلے اور دوسرے سانس میں ایک ایک گھونٹ پانی پیا جائے اور تیسرے سانس میں جتنا چاہے پی سکتا ہے۔ پانی پیتے وقت برتن میں سانس نہیں لینا چاہیے بلکہ برتن کو منہ سے الگ کر کے سانس لیا جائے' کیونکہ برتن میں سانس لینے سے جراثیم مشروب کے ذریعے پیٹ میں جائیں گے جو مرض کا باعث بھی ہو سکتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مستمرہ تین سانسوں میں پانی نوش کرنے کی تھی لیکن دو سانسوں میں بیان جواز کے لیے پانی نوش فرمایا۔ ایک سانس کے ساتھ پانی نوش کرنا خلاف سنت ہے۔ پانی نوش کرنے کے دوران برتن میں سانس لینا اونٹ کے ساتھ مشابہت ہے' کیونکہ اونٹ پانی پیتے وقت پانی میں سانس لیتا ہے۔ اگر مشروب کم مقدار میں ہو تو ایک دو سانسوں میں بھی پیا جا سکتا ہے۔ اگر مشروب گرم ہو تو تین سے زیادہ سانسوں میں پینا بھی جائز ہے۔ پانی کو دیکھ کر پینا چاہیے تا کہ کوئی تنکا یا مکھی وغیرہ اس میں موجود نہ ہو جو بعد میں پریشانی نہ بن جائے۔

فائدہ نافعہ:

بعض علماء پینے کے اس طریقہ کو پانی کے ساتھ خاص کرتے ہیں، جو درست نہیں بلکہ یہ طریقہ ہر مشروب کو شامل ہے۔ مثلاً دودھ، شربت، لسی، چائے، کافی، شوربا اور دوائی وغیرہ۔

تین سانس میں پانی پینے کے طبی فوائد:

تین سانس میں پانی پینے کے کثیر طبی فوائد ہیں' جن میں سے دو اہم درج ذیل ہیں:

۱- بارد مزاج شخص: جب کوئی شخص بارد مزاج ہو تو اچانک اور مسلسل معدے میں پانی جانے کی وجہ سے اسے سردی محسوس ہو گی اس لیے کہ قوت مدافعت کمزور ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ مقدار پانی کا مقابلہ کرنے سے قاصر رہے گی اور ایسے وہ ''ٹھنڈ'' کا شکار ہو سکتا ہے۔ تاہم کم مقدار اور تین سانس میں پانی نوش کرنے سے پریشانی لاحق نہیں ہو سکتی۔

۲- گرم مزاج شخص: جب گرم مزاج شخص کے پیٹ میں اچانک زیادہ مقدار میں پانی جائے گا تو مزاج اور پانی میں مزاحمت کی

صورت پیدا ہوگی اور برودت حاصل نہیں ہوگی۔ جب پیٹ میں کم مقدار میں پانی جائے تو ابتداء مزاحمت ہوتی ہے پھر برودت غلبہ حاصل کر لیتی ہے۔ جس طرح آگ پر پانی پھینکا جائے تو شروع میں دونوں میں کشمکش کی صورت پیش آتی ہے لیکن بعد میں پانی غالب اور آگ مغلوب ہو جاتی ہے۔

فائدہ نافعہ:

کسی چیز کے پینے کے دوران دو سانس لیے جائیں تو مشروب کے تین حصے ہوں گے اور اگر تین بار سانس لیا جائے تو مشروب کے چار حصے ہوں گے۔ تین سانس سے کسی چیز کو نوش کرنا مسنون ہے۔

ایک اہم مسئلہ: کوئی چیز پیتے وقت برتن میں پھونک مارنا قبیح حرکت ہے، جس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اس عمل قبیح کے سبب منہ کا تھوک اور جراثیم مشروب میں شامل ہو کر پیٹ میں جائیں گے جو مرض کا موجب بن سکتے ہیں۔ نیز مسلمان کے جھوٹا میں شفاء رکھی گئی ہے، تو اس حرکت کی وجہ سے جھوٹا مشروب کوئی شخص طبعی کراہت کی وجہ سے نوش نہیں کرے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ

باب 17: مشکیزے کو اوندھا کر کے پینے کی ممانعت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

1812 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رِوَايَةً

متنِ حدیث: اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انہوں (نبی اکرم) نے مشکیزے کو اوندھا کر کے پینے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

باب 18: اس بارے میں جو رخصت منقول ہے

1813 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عِيْسٰى بْنِ

1812- اخرجه البخاري (91/10) كتاب الاشربة، باب: اختناث الاسقية حديث (5626،5625) ومسلم (1600/3) كتاب الاشربة، باب: آداب الطعام، والشراب واحكامهما، حديث (2023/110) وابن ماجه (1131/2) كتاب الاشربة، باب: اختناث الاسقية، حديث (3419،3418) والدارمي (119/2) كتاب الاشربة، باب: في النهي عن الشرب في السقاء واحمد (93،69،67،6/3) من طريق الزهري، عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة، فذكره.

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متن حدیث: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ اِلٰى قِرْبَةٍ مُّعَلَّقَةٍ فَخَنَثَهَا ثُمَّ شَرِبَ مِنْ فِيْهَا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِصَحِيْحٍ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَلَا اَدْرِيْ سَمِعَ مِنْ عِيْسٰى اَمْ لَا

◆◆ عیسیٰ بن عبداللہ بن انیس اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ایک لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف گئے آپ نے اسے اوندھا کیا اور اس کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر پی لیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں تاہم اس کی سند مستند نہیں ہے اور اس کے ایک راوی عبداللہ بن عمر (جو عبدالرزاق نامی راوی کے استاد ہیں) حافظے کے اعتبار سے انہیں "ضعیف" قرار دیا گیا ہے اور مجھے یہ نہیں پتہ کہ انہوں نے اپنے استاد عیسیٰ سے اس حدیث کو سنا ہے یا نہیں سنا۔

1814 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ جَدَّتِهٖ كَبْشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ فِيْ قِرْبَةٍ مُّعَلَّقَةٍ قَائِمًا فَقُمْتُ اِلٰى فِيْهَا فَقَطَعْتُهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَيَزِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ هُوَ اَخُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ وَّهُوَ اَقْدَمُ مِنْهُ مَوْتًا

◆◆ عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ اپنی دادی سیّدہ کبشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے آپ نے لٹکے ہوئے مشکیزے کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر کھڑے ہو کر پیا' میں اٹھی اور میں نے اس کے منہ کو کاٹ لیا (اور برکت کے طور پر محفوظ کر لیا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

اس حدیث کے راوی یزید بن یزید' عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر کے بھائی ہیں اور ان کا انتقال ان سے پہلے ہوا تھا۔

1813- اخرجه ابوداؤد (363/2) كتاب الاشربة' باب: في اختناث الاسقية حديث (3721) منطريق عيسىٰ بن عبد الله بن انيس' فذكره.

1814- اخرجه ابن ماجه (1132/2) كتا بالاشربة' باب: الشرب قائما' حديث (3433)

شرح

مشکیزے کا منہ موڑ کر پانی پینے کی ممانعت

پہلے باب کی روایت میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ مشکیزے کا منہ باہر کی طرف کھول کر اس سے منہ لگا کر پانی پینا منع ہے۔ یہ ممانعت کئی نقصانات کے پیش نظر کی گئی ہے، جس میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- پانی تیزی سے اچانک پیٹ میں داخل ہوگا، جس سے درد جگر پیدا ہوگا۔

۲- پانی پر کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے کپڑے خراب ہوں گے۔

۳- پانی کے پریشر کی وجہ سے معدہ کو بھی ضرر پہنچ سکتا ہے۔

۴- پانی کی صفائی نظر نہ آنے کی وجہ سے تنکا یا کوئی موذی جانور بھی پیٹ میں جا سکتا ہے۔

۵- سب لوگ منہ لگا کر پانی پئیں گے تو مشکیزہ کا منہ بدبودار ہو سکتا ہے۔

دوسرے باب کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مشکیزے کا منہ باہر کی طرف کھول کر اس سے منہ لگا کر پانی پینا جائز ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر اس طرح پانی نوش فرمایا تھا۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تشریف لے گئے تو آپ نے لٹکے ہوئے مشکیزے کا منہ کھول کر اور اسے اپنا منہ لگا کر پانی نوش فرمایا تھا۔ پھر انہوں نے مشکیزے کا منہ کاٹ لیا تھا اور منہ اس غیرت کی وجہ سے کاٹا تھا کہ اب کوئی دوسرا شخص اس کے منہ کو اپنا منہ لگائے یا بطور تبرک مشک کا منہ کاٹا تھا۔ حدیث باب میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے، تو آپ نے ان کے ہاں سے لٹکے ہوئے مشکیزے کا منہ کھولا اور اس کے منہ سے اپنا منہ مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا۔ پھر حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشکیزے کے پاس آئیں اور اس کا منہ کاٹ لیا۔ حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی غیرت کھا کر یا تبرک کے قصد سے مشکیزے کا منہ کاٹا تھا۔

روایات میں تعارض و تطبیق

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا لیکن خود پیا، آپ نے مشکیزے کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع کیا لیکن خود کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع کیا مگر خود کیا۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟ تطبیق: اصل مسئلہ اور مسنون طریقہ تو یہی ہے کہ بیٹھ کر کھایا اور پیا جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان جواز کے طور پر کھڑے ہو کر پانی نوش فرمایا۔ یہی وجہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے اور مشکیزے کو منہ لگا کر پانی نوش کرنے میں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ الْاَيْمَنِيْنَ اَحَقُّ بِالشَّرَابِ

باب 19: دائیں طرف والا پینے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے اس بارے میں جو کچھ منقول ہے

1815 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ اَنَسٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ وَّعَنْ يَّمِيْنِهٖ اَعْرَابِيٌّ وَّعَنْ يَّسَارِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ اَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں دودھ لایا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔ آپ کے دائیں طرف ایک دیہاتی موجود تھا اور بائیں طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ آپ نے اسے پی لیا پھر دیہاتی کو دیتے ہوئے فرمایا: دائیں طرف والے کا حق پہلے ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دائیں جانب والے کا استحقاق:

اس روایت میں آداب مجلس میں سے ایک ادب بیان کیا گیا ہے۔ مجلس میں مشروب وغیرہ کا زیادہ حق عظیم شخصیت کا ہے اور اس کے بعد پہلے دائیں جانب والوں کا پھر بائیں جانب والوں کا ہے۔ تاہم معاملات، عبادات اور خلافت و نیابت میں افضلیت کا اعتبار ہوگا۔ یہاں مشروب کی تقسیم کاری کا مسئلہ تھا، دائیں طرف اعرابی تھا جبکہ بائی جانب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانب یمین کو پیش نظر رکھتے ہوئے دودھ اعرابی کو پہلے عنایت فرمایا تھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعد میں دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعرابی سے فرمایا کہ تم اپنی طرف سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پیش کر دو! اس نے جواب دیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھوٹا میں کسی کو نہیں دوں گا۔

دودھ میں پانی ملانے کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں:

۱- دودھ کی تاثیر گرم ہے اور پانی کی ٹھنڈی، دونوں کو ملانے سے اعتدال کی صورت پیدا ہو جائے۔

۲- کثیر مقصود ہو یعنی دودھ کم مقدار میں ہو اور لوگ زیادہ ہوں، اس میں پانی ملایا گیا تا کہ تمام لوگوں میں تقسیم کرنے میں

1815- اخرجه مالك في الموطا (926/2) كتاب صفة النبي صلى الله عليه وسلم باب: السنة في الشرب ومناولته عن اليمين' والبخاري (88/10) كتا بالاشربة' باب: الايمن فالايمن في الشرب' حديث (5619) ومسلم (1603/3'1604) كتاب الاشربة' باب: استحباب ادارة الماء واللبن' ونحوهما' عن يمين المبتدى' حديث (124'125'126/2029) وابو داؤد (364/2) كتا بالاشربة' باب: في الساقي متى يشرب؟ حديث (3726) وابن ماجه (1133/2) كتاب الاشربة' باب: اذا شرب اعطى الايمن فالايمن' حديث (3425) واحمد (197/3'231) والدارمي (118/2) كتاب الاشربة' باب: في سنة الشراب كيف هي؟ والحميدي (499/2) حديث (1182)

کامیابی ہو جائے۔

فائدہ نافعہ:

دودھ کو فروخت کرنے کے قصد سے اس میں پانی ملانا حرام ہے، کیونکہ اس سے حاصل ہونے والا منافع حرام اور گاہک سے دھوکہ ہوگا جو بہت بڑا جرم ہے۔

روایات میں تعارض وتطبیق:

روایات میں مذکور ہے کہ لڑکے کو پہلے دو، مسواک بھی لڑکے کو پہلے پیش کرنے کا حکم ہے اور اسی طرح ایک روایت میں مشروب کے بارے میں بھی یہی ہدایت ہے لیکن حدیث باب میں محض جانب یمین کو اختیار کرنے کی تعلیم ہے۔ اس طرح تو روایات میں تخالف وتعارض ہے؟ تطبیق: یہ اصول ہے کہ اگر ممتاز شخصیت کے دائیں اور بائیں لوگ موجود ہوں تو پھر حدیث باب کے مطابق جانب یمین کے لوگوں کو ترجیح دی جائے گی۔ اگر لوگ صرف سامنے یا بائیں جانب ہوں تو اس صورت میں بزرگوں کو مقدم رکھا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا

باب 20: لوگوں کو پلانے والا سب سے آخر میں خود پیئے گا

1816 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: سَاقِي الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔

لوگوں کو پلانے والا سب سے آخر میں خود پیئے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

ساقی کا آخر میں پینا:

حدیث باب میں اسلامی آداب واخلاق میں سے ایک ادب بیان کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایثار کا اہتمام کرنے والا دوسروں

1816- اخرجه ابن ماجه (1135/2) كتاب الاشربة، باب: ساقی القوم آخرهم شربا، حديث (3434)

کو پلا کر آخر میں مشروب نوش کرے۔ یہ تو تب ہے کہ مشروب، ساقی کی ملکیت میں نہ ہو اور وہ محض تقسیم کار کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہا ہو۔ اگر ساقی مشروب کا مالک ہو تو جب چاہے پی سکتا ہے' بلکہ اسے پیشگی پینا چاہیے تا کہ چائے یا شربت وغیرہ میں چینی کی کمی زیادتی کا علم ہو جائے۔ تاہم اختتام پر پینا زیادہ بہتر ہے' تا کہ جس ایثار سے یہ خدمت کا جذبہ رکھتا ہے، وہ حرص وطمع کی نذر نہ ہونے پائے۔ پہلے نوش کرنا اس کی شایان شان بھی نہیں اور یہ تواضع وانکساری کے بھی منافع ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَیُّ الشَّرَابِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

باب 21: نبی اکرم ﷺ کو کون سا مشروب زیادہ محبوب تھا

1817 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: کَانَ اَحَبُّ الشَّرَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحُلْوَ الْبَارِدَ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰكَذَا رَوٰی غَیْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ عُیَیْنَةَ مِثْلَ هٰذَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ وَالصَّحِیْحُ مَا رُوِیَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

◆◆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کے نزدیک سب سے پسندیدہ مشروب میٹھا اور ٹھنڈا تھا۔

اسی روایت کو کئی راویوں نے ابن عیینہ کے حوالے سے، اس کی مانند معمر کے حوالے سے، زہری کے حوالے سے، عروہ کے حوالے سے' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

تاہم صحیح روایت وہ ہے' جسے زہری نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے ''مرسل'' روایت کے طور پر منقول ہے۔

1818 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَّیُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الشَّرَابِ اَطْیَبُ قَالَ الْحُلْوُ الْبَارِدُ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَهٰكَذَا رَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُیَیْنَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ

◆◆ زہری بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا مشروب پاکیزہ ہوتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو میٹھا اور ٹھنڈا ہو۔

اسی روایت کو عبدالرزاق نے معمر کے حوالے سے، زہری کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور یہ ابن عیینہ کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ مشروب:

لفظ: احب، کو رفع اور نصب دونوں حرکات سے پڑھنا جائز ہے لیکن نصب ارجح ہے۔ لفظ: الحلو البارد، کو بھی رفع اور نصب دونوں حرکات سے پڑھنا جائز ہے مگر رفع زیادہ بہتر ہے۔ احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی پسند تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ٹھنڈا پانی پیش کرنے کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مقام سقیا سے ٹھنڈا پانی لایا جاتا تھا جو مدینہ سے دو یوم کی مسافت پر تھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۷۱)

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ کا بیان ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں قیام پذیر تھے، تو آپ کے لیے مالک بن نضر کے کنویں سے ٹھنڈا پانی لایا جاتا تھا اور ازواج مطہرات کے ہاں بئر سقیا سے پانی لایا جاتا ہے۔ رباح اسود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام تھا، وہ کبھی بئر سقیا اور کبھی بئر غرس سے پانی لاتا تھا۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۰ ص ۴۷) حضرت ہیثم بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بئر تیہان سے آپ کے لیے پانی لایا کرتا تھا جس کا پانی نہایت شیریں اور عمدہ تھا۔ (سیرت خیر العباد ج ۷ ص ۳۴۶)

روایات میں تعارض و تطبیق:

بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ زیادہ پسند تھا، بعض میں ہے کہ عسل زیادہ پسند تھا اور احادیث باب میں ہے کہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی زیادہ پسند تھا۔ یہ بظاہر تعارض فی الروایات معلوم ہوتا ہے؟ تطبیق: الحلو البارد میں تعمیم ہے، اگر اس میں دودھ ڈالا جائے تو ٹھنڈا اور میٹھا ہو جائے گا اور اسی طرح اس میں عسل اور کھجور ڈالنے سے بھی پانی ٹھنڈا اور میٹھا ہو جائے گا۔ لہٰذا بین الروایات تعارض باقی نہ رہا۔

كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

بھلائی اور صلہ رحمی کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

لفظ: البر، ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی کا مصدر ہے، جس کی جمع ہے: ابرار، بار، بررہ۔ اس کا معنی ہے، اطاعت کرنا، خدمت کرنا، حسن سلوک کرنا۔ یہ ایک جامع لفظ ہے جس کا اطلاق عقائد، اعمالِ صالحہ اور معاملات سب پر ہوسکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ:۱۷۷)

کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصلی نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھڑوانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں ل

(کنزالایمان)

اس آیت میں لفظ ''بر'' عقائد، اعمالِ صالحہ اور معاملات پر بولا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ''بر'' اور ''اثم'' کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے یوں جواب دیا: ''البر حسن الخلق'' اچھے اخلاق کا نام نیکی ہے۔ ''والاثم ما حاك في صدرك و كرهت ان يطلع عليه الناس'' گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو ناپسند کرے کہ اس پر دوسرے لوگ مطلع ہوں''۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث:۵۰۷۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیکی حسن اخلاق کا نام ہے اور اس کی ضد اثم (گناہ) ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے ارتکاب سے مومن خوف زدہ ہوتا ہے، وہ دل میں کھٹکتا ہے، اس سے دل میں وحشت پیدا ہوتی ہے اور انسان اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ دوسرے لوگ اس سے باخبر ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ لوگوں سے میل جول رکھنا، حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنا اور بداخلاقی و زیادتی سے بچنا بر (نیکی) ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ

باب1- والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا

1819 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيْمٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ

متنِ حدیث: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ الْاَقْرَبَ فَالْاَقْرَبَ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَآئِشَةَ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَبَهْزُ بْنُ حَكِيْمٍ هُوَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ بْنُ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيُّ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِيْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ وَّهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَرَوٰى عَنْهُ مَعْمَرٌ وَّالثَّوْرِيُّ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ

◆◆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اچھے سلوک کا زیادہ حق دار کون ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری والدہ' راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: اس کے بعد کون ہے آپ نے فرمایا تمہاری والدہ، راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: اس کے بعد کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہاری والدہ۔ راوی بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: اس کے بعد کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا والد ہے اور پھر درجہ بہ درجہ قریبی عزیز ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ' حضرت عبداللہ بن عمرو' حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ابودرداء (رضی اللہ عنہم) سے بہز بن حکیم جو معاویہ بن حیدہ قشیری کے صاحبزادے ہیں (ان تمام حضرات سے) احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے

شعبہ نے بہز بن حکیم کے بارے میں کلام کیا ہے' تاہم محدثین کے نزدیک یہ صاحب ثقہ ہیں۔

معمر، سفیان ثوری، حماد بن سلمہ اور دیگر ائمہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

بَابُ مِنْهُ

باب2- بلاعنوان

1820 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْمَسْعُوْدِيِّ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ

1819- اخرجه البخاري في الآدب المفرد (3) وابو داؤد (577/3) كتاب الادب باب: في بر الوالدين، حديث (5139) واحمد (5،3/5) والحاكم (150/4) من طريق بهز بن حكيم فذكره.

الْعَيْزَارِ عَنْ اَبِىْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوةُ لِمِيقَاتِهَا قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ سَكَتَ عَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّهُ لَزَادَنِىْ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَبُوْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِىُّ اسْمُهُ سَعْدُ ابْنُ اِيَاسٍ

حکم حدیث: وَّهُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: رَوَاهُ الشَّيْبَانِىُّ وَشُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْعَيْزَارِ وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِىْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے' تو آپ نے ارشاد فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا میں نے عرض کی: پھر کون سا ہے یارسول اللہ تو آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ پھر کون سا ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا' پھر نبی اکرم ﷺ نے مزید کوئی بات ارشاد نہیں فرمائی۔ اگر میں آپ سے مزید دریافت کرتا تو آپ مجھے مزید جواب عنایت فرماتے۔

ابوعمرو شیبانی کا نام سعد بن ایاس ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شیبانی، شعبہ اور دیگر راویوں نے اسے ولید کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابوعمرو شیبانی کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

والدین سے حسن سلوک کرنا:

والدین اولاد کے وجود میں آنے کا سبب بنتے ہیں، اس لیے دونوں اولاد کے حُسنِ سلوک کے حقدار ہیں۔ قرآن کریم نے حقوق اللہ کے ساتھ ملا کر حقوق والدین بیان کیے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَنِ اشْكُرْ لِىْ وَلِوَالِدَيْكَ (القرآن) "تم میرا شکر اور والدین کا شکریہ ادا کرو۔" [سورۂ لقمان: ۱۴] اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان پر حقوق اللہ کے بعد سب سے زیادہ والدین

1820– اخرجہ البخاری (12/2) کتاب مواقیت الصلوٰۃ: باب: فضل الصلوٰۃ لوقتھا' حدیث (527) واطرافہ (7534'5970'2782) ومسلم (317/1'318) کتاب الایمان' باب: بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال' حدیث (137'138'139/85) والنسائی (292/1'293) کتاب المواقیت: باب: فضل الصلوٰۃ لمواقیتھا' حدیث (610'611) واحمد (409/1'442'451) والدارمی (278/1) کتاب الصلوٰۃ: باب: استحباب الصلوٰۃ فی اوّل الوقت وابن خزیمۃ (169/1) حدیث (327) والحمیدی (57/1) حدیث (103) من طریق بن ایاس ابی عمرو الشیبانی' فذکرہ۔

کے حقوق عائد ہوتے ہیں۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی کثیر صورتیں ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- ان کے مقام کے پیش نظر تاحیات ان کا ادب واحترام بجالانا۔

۲- انہیں خوش رکھنا اور ممکن حد تک ان کی خدمت وتواضع کرنا۔

۳- وفات کے بعد ان کے لیے دعا مغفرت کرنا اور ایصال ثواب کرنا۔

۴- ان سے کیے ہوئے عہد و پیمان کو حسب طاقت پورا کرنا۔

۵- ان کی وفات کے بعد ان کے رشتہ داروں اور دوستوں سے حسن سلوک کرنا۔

۶- ان کی وہ ہدایات جو شریعت کے مطابق ہوں، پر عمل پیرا ہونا۔

۷- ان کی ہر وہ بات جو اسلامی اصولوں کے منافی نہ ہو، کو عملی جامہ پہنانا۔

والدہ کا مقام زیادہ ہونے کی وجوہات:

حدیث باب سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ والدین میں سے والدہ کا مقام زیادہ ہے اور اولاد کے حسن سلوک اور خدمت کی زیادہ حقدار بھی والدہ ہے۔ اس کی متعدد وجوہات ہوسکتی ہیں جن میں سے مشہور تین ہیں:

۱- مصائب ومشکلات حمل برداشت کرنا

۲- وضع حمل کی تکالیف کو برداشت کرنا

۳- اولاد کے پرورش کرنے کی مشقتیں برداشت کرنا

سوال: حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ والدہ کا مقام ومرتبہ والد سے تین درجہ زیادہ ہے۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ حسن سلوک اور اطاعت کا زیادہ حقدار والدین میں سے کون ہے؟

جواب: اولاد کے حسن سلوک اور اطاعت دونوں کے حقدار والدین ہیں لیکن عند التعارض حسن سلوک میں والدہ کو مقدم رکھا جائے گا اور اطاعت میں والد کو مقدم رکھا جائے گا۔ مثال کے طور پر دونوں بیک وقت پانی طلب کرتے ہیں تو اولاد پر ضروری ہے کہ دونوں کو بیک وقت پانی پیش کیا جائے۔ اگر بیک وقت پانی پیش کرنا ممکن نہ ہو تو والدہ کو پانی پہلے پیش کرے۔ تاہم اطاعت میں والد کو مقدم کرے۔ اس سلسلے میں فقہاء کرام نے یہ ضابطہ اخلاق بیان کیا ہے کہ حسن سلوک اور خدمت وانعام میں والدہ کا حق مقدم ہے جب کہ ادب واحترام اور اطاعت میں والد کا حق مقدم ہے۔ (فتاوی عالمگیری، ج۵، ص۳۶۵)

سوال: یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عقائد کی اہمیت اعمال سے زیادہ ہے سوال یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کے جواب میں ایمان کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ علاوہ ازیں صحابی نے دوبارہ سوال کیوں نہیں کیا؟

جواب: چونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اعمال کے حوالے سے سوال کیا تھا، تو آپ نے جواب بھی اعمال سے متعلق دیا تھا اور جواب میں ایمان کا تذکرہ کرنا، سوال کے مناسب نہیں تھا۔ حضرت عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مزید سوال نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سوال بقدرے ضرورت ہونا چاہیے، کیونکہ بعض اوقات کثرت سوال ناراضی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مِنَ الْفَضْلِ فِيْ رِضَا الْوَالِدَيْنِ

باب 3- والدین کی رضامندی کی فضیلت

1821 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَّعْلٰى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَّعْلٰى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهٰذَا اَصَحُّ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰكَذَا رَوٰى اَصْحَابُ شُعْبَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَّعْلٰى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَوْقُوْفًا وَّلَا نَعْلَمُ اَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثِقَةٌ مَاْمُوْنٌ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ الْمُثَنّٰى يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ بِالْبَصْرَةِ مِثْلَ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ وَلَا بِالْكُوْفَةِ مِثْلَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اِدْرِيْسَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: والد کی رضامندی میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے اور والد کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، تاہم یہ "مرفوع" حدیث کے طور پر منقول نہیں ہے اور یہی زیادہ مستند ہے۔ شعبہ کے شاگردوں نے علاء کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے "موقوف" روایت کے طور پر اسے نقل کیا ہے۔

ہمارے علم کے مطابق خالد بن حارث کے علاوہ کسی بھی راوی نے شعبہ کے حوالے سے اسے "مرفوع" روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

خالد بن حارث نامی راوی "ثقہ" ہیں اور مامون ہیں۔ میں نے محمد بن مثنیٰ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے بصرہ میں خالد بن حارث جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا اور کوفہ میں عبداللہ بن انیس جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

1921- اخرجہ البخاری فی الادب المفرد (2) من طریق شعبۃ، عن یعلی بن عطاء عن ابیہ، عن عبد اللہ بن عمرو، فذکرہ "موقوفاً۔

1822 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ لِیَ امْرَاَةً وَّاِنَّ اُمِّیْ تَأْمُرُنِیْ بِطَلَاقِهَا قَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَاَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْهُ

قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ رُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ اِنَّ اُمِّیْ وَرُبَّمَا قَالَ اَبِیْ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَبِيْبٍ

◆◆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے، ایک مرتبہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا: میری ایک بیوی ہے میری والدہ مجھے یہ کہتی ہیں' میں اسے طلاق دے دوں تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے اگر تم چاہو تو اس دروازے کو ضائع کر دو یا پھر اس کی حفاظت کرو۔

یہاں سفیان نامی راوی نے بعض اوقات والدہ کا تذکرہ کیا ہے۔ بعض اوقات لفظ والد نقل کیا ہے۔

یہ حدیث "صحیح" ہے۔

اس روایت کے راوی ابوعبدالرحمٰن سلمی کا نام عبداللہ بن حبیب ہے۔

شرح

والدین کو خوش کرنے کی فضیلت:

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ والدین کو خوش کرنے، ان کی خدمت کرنے اور اطاعت کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے جب کہ ان کو ناراض کرنے، ان سے حسن سلوک نہ کرنے اور ان کی خدمت و تواضع نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ والدین کے مقام کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں خوش رکھا جائے تا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو سکے۔

سوال: دوسری حدیث باب کے مضمون پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ سائل نے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی والدہ کے حوالے سے طلاق کا ذکر کیا تھا جب کہ جواب میں جو انہوں نے روایت بیان کی وہ والد کی اطاعت کے بارے میں ہے، اس طرح سوال اور جواب میں مطابقت نہیں ہے؟

جواب: والدہ اور والد دونوں اولاد کی تخلیق و وجود کا سبب بنتے ہیں جب کہ لفظی اعتبار سے دونوں کے درمیان تائے تانیث کا

1822- اخرجه ابن ماجه (675/1) كتاب الطلاق: باب: الرجل يامره' ابوه بطلاق امرأته' حديث (2089) واحمد (196/5'197)'(445/6'447'451) والحميدى (194/1) حديث (395) من طريق عطاء بن السائب عن ابى عبد الرحمن السلمى فذكره.

فرق ہے، خواہ سائل نے ذکر تو والدہ کا کیا ہے لیکن ساتھ ہی والد کا ذکر بھی ہو گیا، لہٰذا اس طرح سوال اور جواب میں تعارض نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ: بعض نیکی کے کاموں میں والدین کی اطاعت واجب ہوتی ہے اور بعض امور میں مستحب ہوتی ہے۔ شریعت کے منافی امور میں والدین کی اطاعت واجب نہیں ہے' کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: خالق کی نافرمانی کے کاموں میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔'' ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی بیوی سے خوب محبت تھی، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بیوی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ آپ نے اپنے بیٹے کو طلاق دینے کا حکم دیا، جس پر انہوں نے طلاق دینے سے انکار کر دیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام صورتحال عرض کر دی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے والد گرامی کی بات مانو''۔ حدیث باب میں سائل کو طلاق دینے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ایک حدیث بیان کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کی ہر بات قابل عمل نہیں ہوتی بلکہ بعض امور قابل عمل ہوتے اور بعض قابل ترک ہوتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر والدین اپنے لڑکے کو حکم دیں کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے ڈالے تو یہاں دونوں صورتیں جائز ہیں یعنی اگر وہ اپنی بیوی کو طلاق دے ڈالے تو جائز ہے اور اگر طلاق نہ دے تب بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ضروریہ: علم دین کی دو اقسام ہیں:

۱- فرض عین: یہ وہ علم ہے' جس کا حاصل کرنا بقدرے ضرورت ہر مسلمان پر ضروری ہے۔

۲- فرض کفایہ: یہ وہ علم ہے' جس کا حصول ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے' بلکہ گاؤں یا محلہ میں سے ایک آدمی بھی حاصل کر لیتا ہے، تو سب کی طرف سے کافی ہوگا۔ یہ قرآن وسنت، فقہ اور دیگر علوم وفنون ہیں۔

سوال یہ ہے کہ والدین کی موجودگی میں حصول علم کا سفر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کے جواب کی کئی صورتیں ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- جب والدین غریب اور خدمت کے محتاج ہوں جب کہ کوئی متبادل شخص بھی خدمت کے لیے موجود نہ ہو، تو ان کی اطاعت واجب ہے۔ اولاد ان کی اجازت کے بغیر نہ فرض عین علم حاصل کرنے کا سفر کر سکتی ہے اور نہ فرض کفایہ۔ تاہم وہ فرض عین علم مقامی علماء سے حاصل کریں۔

۲- جب والدین خود کفیل ہوں لیکن خدمت کے محتاج ہوں، اگر فرض عین علم مقامی سطح پر حاصل نہ ہو سکتا ہو تو اولاد والدین کی اجازت کے بغیر علم دین حاصل کرنے کا سفر کر سکتی ہے۔ اس صورت میں والدین خدمت کے لیے کسی ملازم کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ تاہم فرض کفایہ علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

۳- جب والدین خدمت کے محتاج نہ ہوں اور وہ طاقت وقوت رکھتے ہوں خواہ وہ غریب ہوں یا خود کفیل ہوں، تو اولاد فرض عین اور فرض کفایہ علم دین حاصل کرنے کے لیے اجازت کے بغیر بھی سفر کر سکتی ہے، کیونکہ اس صورت میں والدین کا نفقہ اولاد کے

ذمہ باقی نہیں رہتا۔

۴- جب والدین اپنی اولاد کو جہالت یا کم علمی یا بے علمی یا دنیا طلبی کے سبب حصول علم دین کے سفر سے منع کریں، تو اولاد ان کی اجازت کے بغیر اس مقدس سفر کو اختیار کر سکتی ہے۔

ان تمام صورتوں میں افضل ہے کہ اولاد والدین کی اجازت سے سفر اختیار کرے خواہ یہ سفر علم دین فرض کفایہ کے لیے ہو یا فرض عین کے لیے تاکہ ان کی دعائیں شامل ہونے کی وجہ سے تعلیمی مراحل بحسن وخوبی طے پائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ عُقُوقِ الْوَالِدَيْنِ

باب 4- والدین کی نافرمانی کا حکم

1823 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلَا اُحَدِّثُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهٗ سَكَتَ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ بَكْرَةَ اسْمُهٗ نُفَيْعُ بْنُ الْحَارِثِ

◄► عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ وہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں زیادہ کبیرہ گناہ کے بارے میں بتاؤں؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں یارسول اللہ ﷺ! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جھوٹی گواہی دینا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) جھوٹی بات کہنا اس کے بعد نبی اکرم ﷺ اس بات کو دہراتے رہے حتیٰ کہ ہم نے یہ آرزو کی کہ کاش آپ خاموش ہو جائیں۔ اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا نام نفیع بن حارث ہے۔

1824 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ

1823- اخرجه البخاري (309/5) كتاب الشهادات، باب: ما قيل في شهادة الزور، لقول الله عزوجل (والذين لا يشهدون الزور) .(الفرقان 72) حديث (2654) واطرافه (5976، 6273، 6274، 6919) ومسلم (321/1، 322 الابي) كتاب الايمان، باب: بيان الكبائر واكبرها، حديث (87/143) من طريق عبد الرحمن بن ابي بكرة، فذكره.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مِنَ الْكَبَائِرِ اَنْ يَّشْتُمَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتُمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَشْتُمُ اَبَاهُ وَيَشْتُمُ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کبیرہ گناہوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کوئی آدمی دوسرے کے والد کو گالی دیتا ہے' تو دوسرا اس کے والد کو گالی دیتا ہے یہ اس کی والدہ کو گالی دیتا ہے' تو وہ اس کی والدہ کو گالی دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

والدین کی نافرمانی اور گالی دینے کی مذمت:

والدین سے حسن سلوک کرنا، خدمت وتواضع کرنا اور اطاعت وفرمانبرداری کرنا، والدین کے حقوق اور اولاد کے فرائض میں شامل ہے۔ اس کے برعکس والدین کی نافرمانی اور انہیں گالی گلوچ سے نوازنا (معاذ اللہ)، گناہ کبیرہ ہے، جو والدین کی معافی اور توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے براہ راست فیض یافتہ اور تربیت یافتہ تھے، ان کا اپنے والدین کی نافرمانی کرنا، انہیں گالی دینا، جھوٹی بات کہنا اور جھوٹی گواہی پیش کرنا ممکن نہیں تھا۔ درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے واسطہ سے تاقیامت آنے والے اپنے امتیوں کے نام یہ پیغام جاری فرمایا کہ والدین کی نافرمانی اور ان سے گالی گلوچ کرنا گناہ کبیرہ ہے، جو قابل مؤاخذہ جرم ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب کرنا ازبس ضروری ہے۔

گناہ کبیرہ کی تعریف میں اقوال:

گناہ کبیرہ کا حکم یہ ہے کہ توبہ کے بغیر یہ گناہ معاف نہیں ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ گناہ صغیرہ اور کبیرہ کی تعریف کیا ہے؟ اس بارے میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

۱- ہر گناہ، گناہ کبیرہ ہے۔

۲- افراد وشخصیات کے اعتبار سے اس کی تقسیم ہوتی ہے' جس طرح مشہور ہے: حسنات الابرار سیئات المقربین۔

۳- قرآن وسنت میں جن گناہوں کی وعید ومذمت بیان ہوئی ہے، وہ کبیرہ ہیں ورنہ صغیرہ ہیں۔

1824- اخرجه البخاری (417/10) كتاب الادب: باب: لايسب الرجل والديه' حديث (5973) ومسلم (328/1- الابى) كتاب الايمان باب: بيان الكبائر واكبرها' حديث (90/146) وابو داؤد (858/2) كتاب الآداب: باب: فى الوالدين' حديث (5141)

۴-شریعت مطہرہ میں جن گناہوں کی حد مقرر ہے وہ کبیرہ ہیں اور جن کی حد مقرر نہیں ہے وہ صغیرہ ہیں۔

۵-ہر گناہ کا صغیرہ یا کبیرہ ہونا، امور اضافیہ کے اعتبار سے ہے۔ گویا ہر گناہ مافوق کے اعتبار سے صغیرہ اور ماتحت کے لحاظ سے کبیرہ ہے۔

علمی نکتہ: جھوٹی گواہی اور جھوٹی بات، دونوں قابل جرم امور ہیں۔ دونوں کے مابین عام خاص مطلق کی نسبت ہے، امر اوّل خاص اور امر دوم عام ہے جب کہ جھوٹ دونوں میں شامل ہے اور دونوں ہی کبیرہ گناہ ہیں۔

والدین سے بدسلوکی اور نافرمانی کی سزا دنیا میں:

انسان جس بھی نافرمانی یا معصیت کا ارتکاب کرتا ہے اس کی سزا آخرت میں دی جائے گی لیکن والدین سے بدسلوکی اور ان کی نافرمانی کی سزا کا حکم اس ضابطہ سے مستثنیٰ ہے۔ اس کی سزا انسان کو بلا تاخیر دنیا میں دی جاتی ہے، جس کے چند شواہد ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ گناہوں میں سے جو چاہے معاف کر دیتا ہے لیکن والدین سے بدسلوکی کو معاف نہیں کرتا، اس گناہ کی سزا مرنے سے قبل دنیا ہی میں دی جاتی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۹۴۵)

جو شخص زندگی میں اپنے والدین سے بدتمیزی اور بدسلوکی کرتا رہا ہو، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ ان کے لیے دعاء استغفار کرے، ان کی قبور پر حاضری دے اور ان کے لیے ایصالِ ثواب کرنے کو اپنے معمولات میں شامل کرے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کے والدین یا دونوں میں سے ایک کا وصال ہو جائے جب کہ وہ ان کے ساتھ بدسلوکی کرتا رہا ہو، ان کے لیے دعاء و استغفار کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے ان سے حسن سلوک کرنے والا قرار دے دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۹۴۶) ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ہر جمعۃ المبارک میں والدین یا دونوں میں سے ایک کی قبر پر جاتا ہے، تو اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے حسن سلوک کرنے والا لکھ دیا جاتا ہے۔ (تفسیر روح المعانی ج ۱۵ ص ۵۸)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِكْرَامِ صَدِيْقِ الْوَالِدِ

باب 5- والد کے دوست کا احترام کرنا

1825 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ اَخْبَرَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ اَبِي الْوَلِيْدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

1825- اخرجه البخاري في الآداب المفرد (41) ومسلم (1979/4) كتاب البر والصلة والآداب: باب: فضل صلة اصدقاء الاب والام، ونحوهما، حديث (11، 12، 2552/13) وابو داؤد (758/2) كتاب الآداب، باب: في بر الوالدين، حديث (5143) واحمد (88/2، 91، 97، 111) وعبد بن حميد (253) حديث (794) من طريق عبد الله بن دينار، فذكره.

متن حدیث: اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ اَنْ يَّصِلَ الرَّجُلُ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ اَسِيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

◆◆ عبداللہ بن دینار، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: بہترین نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوست کے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

اس بارے میں حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔ اس حدیث کی سند ''صحیح'' ہے اور یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

شرح

باپ کے تعلق داروں سے حسن سلوک کرنا:

باپ کے ساتھ حسن سلوک اور خدمت وتواضع کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ ان کے احباب اور تعلق داروں سے بھی حسن سلوک کیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ معظمہ کی طرف عازم سفر تھے، راستہ میں ایک شخص ملا جسے سلام کہا، اسے اپنی دستار اتار کر پیش کی اور اپنے ساتھ سواری پر بٹھالیا۔ حضرت ابن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا حضور! یہ اعرابی شخص ہے، اگر آپ اسے معمولی چیز بھی بطور تحفہ عنایت فرماتے تو یہ خوش ہو جاتا مگر آپ نے اتنی شفقت کیوں فرمائی ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا: دراصل اس شخص کے والد گرامی میرے والد محترم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست تھے۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا ہے: اولاد کا بڑا احسن سلوک باپ کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے۔ (تفسیر روح المعانی ۱۵ اص ۵۸)

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی ملاقات کے لیے ان کے پاس گئے۔ آپ نے دورانِ ملاقات فرمایا: اے ابو بردہ! کیا آپ کو علم ہے کہ میں تمہاری ملاقات کے لیے کیوں آیا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا ہے: جو شخص اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد اس سے حسن سلوک کرنا چاہتا ہے، وہ اس کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرے''۔ میرے والد گرامی اور آپ کے والد گرامی دوست تھے اور دونوں کے باہمی برادرانہ تعلق بھی، اس لیے میں ملاقات کے لیے آیا ہوں۔ (تفسیر روح المعانی ج ۱۵ اص ۵۹)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صرف اپنے باپ کے دوستوں اور تعلق داروں سے نہیں بلکہ ان کی اولاد واحفاد اور اخلاف سے بھی حسن سلوک کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ بِرِّ الْخَالَةِ

باب 6- خالہ کے ساتھ حسن سلوک

1826 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ وَهُوَ ابْنُ مَدُّوَيْهِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَآئِيْلَ وَاللَّفْظُ لِحَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ

حکم حدیث: وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ وَّهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: خالہ ماں کی طرح ہوتی ہے۔

اس بارے میں طویل قصہ منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

1827 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا فَهَلْ لِيْ تَوْبَةٌ قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ لَا قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ

توضیح راوی: وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ هُوَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں نے ایک بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ کیا میں توبہ کرسکتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تمہاری والدہ موجود ہے؟ تو اس نے جواب دیا: نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہاری خالہ ہے۔ اس نے عرض کی: جی ہاں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر تم اس سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔

اس بارے میں حضرت علی اور حضرت براء بن عازب (رضی اللہ عنہما) سے بھی احادیث منقول ہے۔

1826- اخرجه البخاری (70/4) کتاب جزء الصید' باب: لبس السلاح للمحرم' حدیث (1844)' (357/5' 358) کتاب الصلح' باب: کیف یکتب هذا ما صالح فلان بن فلان فلان بن فلان' حدیث (2699)' (570/7' 571) کتاب المغازی: باب: عمرة القضاء حدیث (4251) واحمد (298/4) والدارمی (237/2) کتاب السیر' باب: فی الوفاء للمشرکین بالعهد.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ اس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں ہے اور یہ ابو معاویہ نامی راوی کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

ابو بکر بن حفص نامی راوی ابو بکر بن حفص عمر بن سعد بن ابی وقاص ہیں۔

شرح

خالہ سے حسن سلوک کرنا:

والدہ کے ساتھ حسن سلوک کا ایک طریقہ خالہ کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے۔ پہلی حدیث باب کا شانِ ورود یہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمرۂ قضا سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے واپس تشریف لانے لگے تو سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی چچا! چچا! پکارتی ہوئی آپ کے پیچھے چل پڑی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہ دیکھ سکے لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھ لیا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: تم اپنی چچا زاد ہمشیرہ کو اپنے ساتھ لے لو، اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں اپنے ساتھ لے لیا۔ پھر اس کی کفالت کے بارے میں حضرت علی، حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین تنازع ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ میری چچا زاد ہمشیرہ ہے، لہٰذا اس کی کفالت میں کروں گا اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے اور میری چچا زاد بہن ہے، اس کی کفالت میں کروں گا جب کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہ میری اسلامی ہمشیرہ ہے اس لیے اس کی کفالت میرے ذمہ ہے۔ جب مسئلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا، تو آپ نے خالہ کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا: الخالة بمنزلة الام ۔ خالہ ماں کے قائم مقام ہے۔

فائدہ نافعہ:

سائل سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا تھا لیکن وہ پریشانی کے عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تاہم اس گناہ کی صراحت معلوم نہیں ہو سکی۔ البتہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معصیت کا تعلق حقوق العباد سے تھا۔ اس نے قلبی طور پر توبہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا، کیونکہ اس کی ندامت اور پریشانی توبہ کو ظاہر کرتی ہے۔ چونکہ سائل کی والدہ وفات پا چکی تھیں، اس لیے آپ نے انہیں خالہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا۔ جب کوئی شخص توبہ کے ساتھ صدقہ و خیرات بھی کرتا ہے تو گناہ معاف کر دیا جاتا ہے، کیونکہ مشہور ارشاد ربانی ہے: ان الحسنات یذھبن السیئات ۔ ''بیشک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں''۔ الغرض خالہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ دَعْوَةِ الْوَالِدَیْنِ

باب 7- والدین کی دعا کا حکم

1828 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِیِّ عَنْ یَحْیَی بْنِ

اَبِیْ كَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَّا شَكَّ فِیْهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰى: وَقَدْ رَوَى الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ یَحْیَى بْنِ اَبِیْ كَثِیْرٍ نَحْوَ حَدِیْثِ هِشَامٍ

توضیح راوی: وَاَبُوْ جَعْفَرٍ الَّذِیْ رَوٰى عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یُقَالُ لَهٗ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْمُؤَذِّنُ وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهٗ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ یَحْیَى بْنُ اَبِیْ كَثِیْرٍ غَیْرَ حَدِیْثٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: تین طرح کی دعائیں بلاشک و شبہ قبول ہوتی ہیں۔ مظلوم کی دعا مسافر کی دعا اور والد کی اولاد کے لئے کی گئی دعا۔

حجاج نے اس روایت کو یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے' جس طرح ہشام نے نقل کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے اسے اسے نقل کرنے والے ابوجعفر مؤذن نامی راوی کے نام کے بارے میں ہمیں علم نہیں ہے۔' تاہم یحییٰ بن ابوکثیر ان کے حوالے سے دیگر روایات بھی نقل کی ہیں۔

شرح

والدین کی دعا کی قبولیت:

حدیثِ باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ تین دعاء یقینی طور پر قبول کی جاتی ہیں:

۱- مظلوم کی دعاء ظالم کے بارے میں

۲- مسافر کی دعاء حالت سفر میں

۳- والدین کی دعاء اولاد کے حق میں

والدین کو خوش کرنے سے وہ دعاء خیر سے نوازتے ہیں اور انہیں ناراض کرنے سے بددعا بھی کرتے ہیں۔ والدین کی بددعا اولاد کے لیے تباہی اور ذلت و رسوائی کا سبب بن سکتی ہے۔ اس سلسلے میں حدیث مبارکہ میں ایک واقعہ مذکور ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جریج نامی ایک شخص عابد و زاہد تھا، وہ اپنی خانقاہ میں رہائش پزیر تھا جب کہ اس کے نشیبی حصہ میں ایک چرواہا رہتا تھا۔ گائے چرانے والے شخص کے پاس ایک عورت کی آمد و رفت تھی۔ ایک دن جریج کی والدہ نے اسے مخاطب کیا: اے جریج! جریج اس وقت نماز میں مشغول تھا، اس نے دل میں خیال کیا کہ ماں کی بات مانوں یا نماز مکمل کروں؟ اس نے نماز ادا کرنے

1828- اخرجه البخاری فی الادب المفرد (477) وابو داؤد (1/480) كتاب الصلوٰة' باب: الدعاء بظهر الغیب' حدیث (1536) وابن ماجه (2/1270) كتاب الدعاء' باب: دعوة الوالد و دعوة المظلوم' حدیث (3862) واحمد (2/258، 348، 434، 478، 517، 523) وعبدبن حمید (416) حدیث (1421)

کو ترجیح دی۔ والدہ نے اسے دوبارہ مخاطب کیا: اے جریج! اس نے پھر خیال کیا کہ ماں کی بات سنوں یا نماز ادا کروں؟۔ وہ نماز میں مصروف رہا۔ اس کی طرف سے جواب نہ ملنے پر والدہ نے یوں بددعا کی: اے جریج! جب تک تو کسی فاحشہ عورت کو نہ دیکھ لے تجھے موت نہ آئے! یہ بددعا کرنے کے بعد والدہ واپس چلی گئی۔

ایک عورت نے بچہ جنم دیا، وہ سلطان وقت کے پاس پیش کی گئی، بادشاہ نے دریافت کیا: یہ بچہ کس کا ہے؟ عورت نے جواب دیا: یہ بچہ جریج کا ہے۔ پوچھا: کیا وہ خانقاہ والا جریج؟ عورت نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے خانقاہ کو گرانے کا حکم جاری کر دیا اور جریج کو گرفتار کر کے بادشاہ کے دربار میں پیش کر دیا گیا۔ فاحشہ عورتوں نے دور سے جریج کی طرف دیکھا تو جریج نے مسکرا دیا۔ سلطان وقت نے عورتوں سے سوال کیا: اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ عورتوں نے جواب دیا: یہ بچہ اسی راہب کا ہے۔ جریج نے سوال کیا: وہ بچہ کہاں ہے؟ جواب دیا گیا: اس خاتون کی گود میں ہے۔ جریج نے بچے سے دریافت کیا: تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے جواب دیا: گائے چرانے والا ہے۔ یہ جواب سن کر سلطان بہت متاثر ہوا اور جریج سے معذرت خواہانہ انداز میں کہا: کیا آپ کو خانقاہ تعمیر کر دیں؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ پھر کہا: کیا چاندی سے خانقاہ بنوا دیں؟ اس نے پھر نفی میں جواب دیا۔ سلطان نے کہا: اے جریج! تم اصل ماجرہ بتاؤ کہ فاحشہ عورتوں کی طرف دیکھ کر مسکرائے کیوں تھے؟ اس نے جواب دیا: مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا تھا کہ میری والدہ محترمہ نے مجھے بددعا دی تھی اور پورا قصہ سنا دیا۔ (الادب المفرد ص ۲۴) ثابت ہوا جب والدین ناراض ہو کر اولاد کے حق میں بددعا کریں تو وہ فوراً قبول ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حَقِّ الْوَالِدَيْنِ

باب 8 - والدین کے حق کا بیان

1829 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَجْزِى وَلَدٌ وَّالِدًا اِلَّا اَنْ يَّجِدَهُ مَمْلُوْكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ وَّقَدْ رَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِىُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: بیٹا والد کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ یہ صرف اس وقت ہو سکتا ہے' جب وہ اپنے والد کو غلام کے طور پر پائے اور اسے خرید کر آزاد کر دے۔

1829- اخرجه البخاری فی الآداب المفرد (10) ومسلم (1148/2) کتاب العتق' باب: فضل عتق الوالد' حدیث (1510/25) وابو داؤد (757/2) کتاب الآداب: باب: فی بر الوالدین' حدیث (5137) وابن ماجه (1207/2) کتاب الآداب: باب بر الوالدین' حدیث (3659) واحمد (445'376'263'230/2) من طریق سهیل بن ابی صالح' عن ابیه' فذکره.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے ہم اسے سہیل بن ابوصالح نامی راوی کی روایت کے طور پر ہی جانتے ہیں۔ سفیان ثوری اور دیگر راویوں نے اسے سہیل کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

والدین کا حق ادا نہ ہونا:

اولاد پر والدین کے حقوق اس قدر ہیں کہ ان کی آدائیگی ممکن نہیں ہے۔ تاہم حدیث باب میں ان کی آدائیگی کی صورت بیان کی گئی ہے اگر بالفرض والدین غلام ہوں اور اولاد انہیں خرید کر آزاد کر دے، والدین کا حق ادا ہوا جائے گا۔ اولاد کے خریدنے سے والدین خود بخود آزاد ہو جائیں گے، کیونکہ یہ شرعی ضابطہ ہے کہ کسی غلام کا محرم شخص اسے خرید لیتا ہے' تو اسے آزادی حاصل ہو جاتی ہے۔ یاد رہے اس صورت میں بھی والدین کے تمام حقوق کی آدائیگی نہیں ہوتی بلکہ ایک آدھے حق کی آدائیگی ہوگی ہے، کیونکہ والدین نے اس کے بچپن میں اور والدہ نے وضع حمل کے دوران جو مشقتیں برداشت کی ہیں، ان کا عشر عشیر بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ انسان زندگی بھر اپنے والدین کی خدمت کرتا رہے، حسن سلوک کرتا رہے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتا رہے، تب بھی کچھ احسانات کا بدلہ ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَطِيْعَةِ الرَّحِمِ

باب 9- قطع رحمی کا حکم

1830 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ اشْتَكٰى اَبُو الرَّدَّادِ اللَّيْثِيُّ فَعَادَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ خَيْرُهُمْ وَاَوْصَلُهُمْ مَا عَلِمْتُ اَبَا مُحَمَّدٍ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَا اللّٰهُ وَاَنَا الرَّحْمٰنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنِ اسْمِيْ فَمَنْ وَّصَلَهَا وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهٗ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى وَعَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى مَعْمَرٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ رَدَّادٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّمَعْمَرٍ كَذَا يَقُوْلُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّحَدِيْثُ مَعْمَرٍ خَطَاٌ

◄► ابوسلمہ بیان کرتے ہیں: شیخ ابوالرداد بیمار ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کرنے کے لئے

1830- اخرجه البخاري في الادب المفرد (53) وابو داؤد (530/1) كتاب الزكوة، باب: في صلة الرحم، حديث (1695،1694) واحمد (194/1) والحميدي (35/1، 36) حديث (65) من طريق سفيان بن عيينة، عن الزهري، عن ابي سلمة.

آئے تو شیخ ابورداد بولے: لوگوں میں سب سے بہتر اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے میرے علم کے مطابق حضرت ابو محمد (عبدالرحمٰن بن عوف) رضی اللہ عنہ ہیں، تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے: میں اللہ ہوں میں رحمٰن ہوں میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور میں نے اسے اپنے نام سے مشتق کیا ہے، جو شخص اسے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا، اور جو شخص اسے کاٹے گا میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری حضرت ابن ابی اوفیٰ، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت ابوہریرہ اور حضرت جبیر بن مطعم (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

سفیان نے زہری کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے۔ وہ "صحیح" ہے۔

معمر نے زہری کے حوالے سے ابوسلمہ کے حوالے سے رداد لیثی کے حوالے سے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ معمر سے بھی منقول ہے۔

امام بخاری یہ فرماتے ہیں: معمر کی نقل کردہ روایت میں غلطی ہے۔

شرح

خاندان کے ساتھ قطع رحمی کی ممانعت:

دوسرے لوگوں کی نسبت خاندان کے حقوق زیادہ ہوتے ہیں، اس لیے ان کا خصوصیت سے تذکرہ کیا گیا ہے ورنہ کسی سے بھی قطع تعلق کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ حدیث باب کا شان ورود یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار کبار صحابہ اور اہل ثروت لوگوں میں ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں دولت خرچ کرنا اور محتاجوں کی معاونت کرنا، ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ ایک دفعہ انہوں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوب مالی معاونت کی تو انہوں نے اس احسان کے اعتراف میں بطور شکریہ یوں کہا: خَيْرُهُمْ وَأَوْصَلُهُمْ، مَا عَلِمْتُ، أَبُوْ مُحَمَّدٍ؛ میرے علم کے مطابق ابو محمد (حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے۔) تمام خاندان سے بہتر اور سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ حضرت ابودداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان کلمات شکریہ کے جواب میں آپ نے فرمایا: میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: أَنَا اللّٰهُ، وَأَنَا الرَّحْمٰنُ، خَلَقْتُ الرَّحِمَ، وَشَقَقْتُ لَهَا مِنْ اِسْمِيْ، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهٗ؛ میں اللہ ہوں، میں رحمٰن ہوں، میں نے رحم (ناتہ و تعلق) کو پیدا کیا، میں نے اسے اپنے نام سے مشتق کیا۔ جو شخص اسے ملائے گا، میں بھی اسے ملاؤں گا اور شخص اسے کاٹے گا میں بھی اس کے ٹکڑے کردوں گا"۔

قطع رحمی بداخلاقی کی بدترین صورت اور گناہ کبیرہ ہے، اس کا وبال دنیا تک محدود نہیں رہتا بلکہ قیامت کے دن بھی اس کی سزا بھگتنا پڑے گی۔ قطع تعلقی اور قطع رحمی کرنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی رحمت سے محروم کردے گا اور انہیں جہنم میں سزا دے گا۔ اس مضمون سے یہ بھی ثابت ہوا کہ احسان و حسن سلوک کرنے والے کا شکریہ ادا کرنا جائز ہے، کیونکہ مشہور حدیث ہے

کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکرادا نہیں کرتا"۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی محسن کے سامنے اس کا شکریہ ادا کرنا جائز ہے، تاہم محسن کو اس کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیے اور اسے اپنی تعریف پر محمول نہیں کرنا چاہیے۔اس طرح اس کے حسن سلوک کے اجر وثواب میں کمی نہیں آئے گی اور تکبر وغرور کا تصور بھی پیدا نہیں ہوگا۔

فائدہ نافعہ: (۱) اشتقاق کی تین اقسام ہیں: (۱) اشتقاق صغیر: وہ ہے کہ کلمات کے درمیان حروف کی ترتیب برقرار ہو مثلاً ضَرَبَ اور ضَرْبٌ کے مابین۔ (۲) اشتقاق کبیر: وہ ہے کہ دوکلمات کے مابین حروف تو باقی رہیں لیکن ان کی ترتیب باقی نہ ہو مثلاً جَبَذَ اور جَذَبَ کے درمیان۔ (۳) اشتقاق اکبر: وہ ہے کہ دوکلمات کے اکثر حروف متحد ہوں جب کہ بعض حروف قریب المخرج ہوں مثلاً نَهَقَ اور نَعَقَ۔یادرہے کہ: اَلرَّحْمٰنُ اور اَلرَّحِمَ کے مابین اشتقاق اکبر ہے۔

(۲) قطع رحمی گناہ کبیرہ ہے اس کی مذمت ایک روایت میں یوں بیان کی گئی ہے: اَلرَّحِمَ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ، تَقُوْلُ: مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ناتہ عرش سے معلّق ہے، وہ کہتا ہے۔ جو مجھے جوڑے گا اللہ تعالیٰ اسے جوڑے گا اور جوشخص مجھے منقطع کرے گا اللہ تعالیٰ اسے کاٹ ڈالے گا۔

ایک روایت میں ہے: الرحم اور الرحمان دونوں کی شاخیں باہم جڑی ہوئی ہیں، ناتہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار میں سے ایک اثر ہے، اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جوشخص تجھے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو آدمی تجھے کاٹے گا میں بھی اسے کاٹوں گا۔ (مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث: ۴۹۲۰)

حدیث باب دراصل حدیث قدسی ہے، جس کی اہمیت اور فضیلت عام حدیث سے فائق ہے۔ اس میں قطع رحمی کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے، جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور شدید سزا کی صورت میں نمایاں ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِلَةِ الرَّحِمِ

باب 10- صلہ رحمی کا بیان

1831 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا بَشِيْرٌ اَبُوْ اِسْمٰعِيْلَ وَفِطْرُ بْنُ خَلِيْفَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ اِذَا انْقَطَعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ سَلْمَانَ وَعَآئِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

◄◄ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں (کسی اچھائی کے) بدلے کے طور پر اچھائی

1831- اخرجه البخاری (437/10) کتاب الآداب: باب: لیس الواصل بالمکافی' حدیث (5991) وفی الآداب المفرد (68) وابو داؤد (530/1) کتاب الزکوۃ' باب: فی صلة الرحم' حدیث (1697) واحمد (163/2'190'193) والحمیدی (271/2) حدیث (594)

کرنے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہوتا' بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے کہ جب اس کے ساتھ قطع رحمی کی جائے' تو وہ صلہ رحمی کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سیّدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) سے یہ احادیث منقول ہیں۔

1832 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ وَنَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ وَّسَعِیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ قَالَ سُفْیَانُ یَعْنِیْ قَاطِعَ رَحِمٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ محمد بن جبیر اپنے والد (حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: قطع کرنے والا شخص جنت میں نہیں جائے گا۔

ابن ابی عمر نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے سفیان یہ کہتے ہیں' اس سے مراد قطع رحمی کرنے والا شخص ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

صلہ رحمی کی حقیقت اور قطع رحمی کی وعید:

پہلی حدیث باب میں صلہ رحمی کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ کسی کے احسان کے عوض میں حسن سلوک کرنا صلہ رحمی نہیں ہے' بلکہ قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ نیکی کرنا صلہ رحمی ہے۔ گویا صلہ رحمی ایک ایسی نیکی ہے جو کسی کے احسان یا نیکی کے بدلے نہ ہو بلکہ الحب للہ والبغض للہ کی بنا پر کی جائے۔ دوسری حدیث باب میں قطع رحمی کی وعید و مذمت بیان کی گئی ہے کہ قطع رحمی کرنے والا شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ وہ جنت سے محروم رہے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ قطع رحمی کرنے والا حقوق العباد کا مجرم ہوتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق اگر چاہے تو معاف کر دیتا ہے لیکن حقوق العباد معاف نہیں کرتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ حُبِّ الْوَلَدِ

باب 11- اولاد کے ساتھ محبت کا بیان

1833 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مَیْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ سُوَیْدٍ

1832- اخرجه البخاری (428/10) کتاب الآداب' باب: اثم القاطع' حدیث (5983)' ومسلم (1981/4) کتاب البر والصلة والآداب' باب: صلة الرحم وتحریم قطیعتها' حدیث (18 ,2556/19) وابو داؤد (530/2) کتاب الزکوٰة' باب: فی صلة الرحم' حدیث (1696) واحمد (84'83'80/4) والحمیدی (254/2) حدیث (557) من طریق الزهری عن محمد بن جبیر' فذکره.

يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَقُوْلُ زَعَمَتِ الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ قَالَتْ

متن حدیث: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّهُوَ مُحْتَضِنٌ اَحَدَ ابْنَيِ ابْنَتِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ اِنَّكُمْ لَتُبَخِّلُوْنَ وَتُجَبِّنُوْنَ وَتُجَهِّلُوْنَ وَاِنَّكُمْ لَمِنْ رَيْحَانِ اللّٰهِ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِهِ

توضیح راوی: وَلَا نَعْرِفُ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ سَمَاعًا مِّنْ خَوْلَةَ

◆◆ عمر بن عبداللہ العزیز بیان کرتے ہیں: ایک نیک خاتون سیّدہ خالہ بنت حکیم نے یہ بات بیان کی ہے ایک دن نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ نے اپنے ایک نواسے کو گود میں اٹھایا ہوا تھا آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔ تم لوگ (یعنی اولاد) آدمی کو بخیل کر دیتی ہے۔ اسے بزدل بنا دیتی ہے۔ اسے بے پرواہ کر دیتی ہے۔ حالانکہ تم لوگ (یعنی اولاد) اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت اشعث بن قیس (رضی اللہ عنہما) سے بھی احادیث منقول ہیں۔

ابن عیینہ نے ابراہیم کے حوالے سے روایت نقل کی ہے ہم اسے صرف انہی کے حوالے سے نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ ہمارے علم کے مطابق عمر بن عبدالعزیز نے سیّدہ خولہ رضی اللہ عنہا سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔

شرح

والدین کا اولاد سے محبت کرنا:

اولاد کے حقوق اور والدین کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ والدین اپنی اولاد پر شفقت کریں اور ان سے محبت کریں، اس بارے میں ایک مشہور روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بڑوں کا احترام نہ کیا اور چھوٹوں پر شفقت نہ کی، وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔ والدین کا اولاد سے تعلق اور اولاد کی محبت کا بھی تقاضا ہے کہ اولاد پر دست شفقت رکھا جائے اور مہربانی کی جائے۔ والدین، اولاد کی ضروریات کو پورا کرنے یعنی ان کی رہائش، خوراک اور لباس وغیرہ کے مسائل حل کرنے کے لیے شب و روز کوشش کرتے ہیں، اس مقصد کی تکمیل کے لیے غیر ملکی سفر کی مشکلات برداشت کرتے ہیں اور گرمی و سردی کی تکالیف سے بھی دوچار ہوتے ہیں۔ والدین اولاد کے سبب تعلیم حاصل نہیں کر سکتے، جہاد میں شمولیت سے حتی الوسع احتیاط کرتے ہیں، ان کی تعلیم و تربیت اور عظیم تر بنانے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں خواہ اولاد کتنی بھی نافرمان ہو، والدین انہیں اپنی دعاؤں سے نوازتے ہیں اور انہیں اپنے دل کا ٹکڑا قرار دیتے ہیں۔ کاش! اولاد بھی اپنے دل میں اپنے والدین کی اتنی محبت رکھے، ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرے تو ہمارے معاشرے میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔

1833- اخرجه احمد (409/6) والحميدى (160/1) حديث (334) من طريق سفيان، عن ابراهيم بن ميسرة، عن ابن ابى سويد، عن عمر بن عبد العزيز، فذكره.

دور حاضر میں فلمز، گانوں کی گرج اور ٹیلی وژن کے ناسور نے اولاد کو والدین کی تابعداری سے اتنا دور کر دیا ہے کہ ان کا قریب آنا مشکل محسوس ہونے لگا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ رَحْمَةِ الْوَلَدِ

باب 12- اولاد کے لئے رحمت کا بیان

1834 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ وَسَعِیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: اَبْصَرَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُقَبِّلُ الْحَسَنَ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ الْحُسَيْنَ اَوِ الْحَسَنَ فَقَالَ اِنَّ لِیْ مِنَ الْوَلَدِ عَشَرَةً مَّا قَبَّلْتُ اَحَدًا مِّنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّعَآئِشَةَ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ اقرع بن حابس نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ اس وقت آپ امام حسن رضی اللہ عنہ کو بوسہ دے رہے تھے۔

ابن ابی عمر نامی راوی نے یہ بات نقل کی ہے امام حسن رضی اللہ عنہ یا شاید امام حسین رضی اللہ عنہ کو بوسہ دے رہے تھے تو وہ بولا: میرے دس بچے ہیں اور میں نے کبھی ان میں سے کسی ایک کو بھی بوسہ نہیں دیا تو نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی: جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

اس بارے میں حضرت انس اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نامی راوی کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن ہے۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1834- اخرجه البخاری (440/10) كتاب الادب، رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، حديث (5997) ومسلم (1808/4، 1809) كتاب الفضائل، باب: رحمة صلى الله عليه وسلم الصبيان والعيال، وتواضعه، وفضل ذلك، حديث (2318/65) وابو داؤد (777/2) كتاب الآداب، باب: فی قبلة الرجل ولده، حديث (5218) واحمد (228/2، 241، 269، 514)

شرح

اولاد پر شفقت ومہربانی کرنا:

اسلام نے والدین کو یہ درس دیا ہے کہ وہ اولاد سے شفقت ومہربانی کا برتاؤ کریں، والدین اور اولاد کی محبت کا تقاضا بھی یہی ہے اوراس سلسلے میں والدین کو اولاد کی کوتاہیوں کو بھی نظرانداز کرنا ہوگا۔ حدیث باب میں بھی یہی درس دیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ یہ ہے کہ قبیلہ بنوتمیم کے سردار حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں ملاحظہ کیا کہ آپ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بوسے دے رہے تھے، عرض کیا: یارسول اللہ! میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو بھی ایسے بوسا نہیں دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ"۔ جو رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا"۔ مہربانی نہ کرنے کے تین درجے ہیں: (۱) بالکل مہربانی نہ کرنا (۲) کم مہربانی کرنا (۳) بہت ہی کم مہربانی کرنا۔ وعلیٰ ھذا القیاس مہربانی نہ کیے جانے کے بھی تین درجات ہیں۔ الغرض والدین جس قدر اولاد پر مہربان ہوں گے، اللہ تعالیٰ بھی ان پر اسی قدر مہربانی فرمائے گا۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ، اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ ۔ (مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۹۶۹) مہربان لوگوں پر اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتا ہے۔ تم اہل زمین پر رحم کرو تو آسمان والی ذات تم پر مہربانی کرے گی"۔

ایک اعرابی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: کیا آپ لوگ بچوں کو بوسے دیتے ہیں؟ ہم تو انہیں بوسے نہیں دیتے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَوَاَمْلِكُ لَكَ، اِنْ نَّزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ (مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث ۴۹۴۸) اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے محبت نکال دی ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں؟

ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى؛ (مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۹۵۳) تم مومنوں کو دیکھو گے باہم مہربانی کرنے میں، ایک دوسرے سے محبت کرنے میں اور ایک دوسرے سے نرم برتاؤ کرنے میں جسد واحد کی مثل ہیں، جس کا ایک عضو تکلیف میں مبتلا ہو تو سارا جسم اس میں ہمنوا ہو جاتا ہے یا بخار میں۔"

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّفَقَةِ عَلَى الْبَنَاتِ وَالْاَخَوَاتِ

باب 13- بیٹیوں اور بہنوں پر خرچ کرنے کا حکم

1835 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1835- اخرجه ابوداؤد (759/2) كتاب الادب' باب: في فضل من عال يتيما' حديث (5148) والحميدي (323/2'324) حديث (738) من طريق ابوسعيد' فذكره.

متن حدیث: لَا يَكُونُ لِاَحَدِكُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْ ثَلَاثُ اَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ اِلَيْهِنَّ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّاَنَسٍ وَّجَابِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

توضیح راوی: قَالَ اَبُو عِيسٰى: وَاَبُو سَعِيدِ الْخُدْرِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وَّسَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ هُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ وُهَيْبٍ وَّقَدْ زَادُوْا فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ رَجُلًا

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے' تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت انس، حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن وهیب ہے۔

بعض محدثین نے اس کی سند میں ایک مزید شخص کا ذکر کیا ہے۔

1836 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: مَنِ ابْتُلِيَ بِشَيْءٍ مِّنَ الْبَنَاتِ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص بیٹیوں کی (پرورش) کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور اس نے صبر سے کام لیا' تو وہ بچیاں اس کے لئے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

1837 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ هُوَ الطَّنَافِسِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الرَّاسِبِيُّ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ اَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ وَاَشَارَ بِاُصْبُعَيْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

1836- اخرجه البخاری (332/3) كتاب الزكوٰة' باب: اتقوا النار ولو بشق تمرة' والقليل من الصدقة' حديث (1418) وطرفه فی (5995) ومسلم (2027/4) كتاب البر والصلة والآداب' باب: فضل الاحسان الى البنات' حديث (2630/148) واحمد (243'166'87'33/6) من طريق محمد بن ابی حفصة' عن الزهری به.

1837- اخرجه مسلم (2027/4) كتاب البر والصلة والآداب' باب: فضل الاحسان الى البنات' حديث (2631/149)

توضیح راوی: وَقَدْ رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ غَيْرَ حَدِيْثٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ وَّالصَّحِيْحُ هُوَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص دو بچیوں کی پرورش کرتا ہے میں اور وہ شخص ان دونوں کی طرح جنت میں داخل ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

محمد بن عبید نامی راوی نے محمد بن عبدالعزیز نامی راوی سے اس کے علاوہ بھی دیگر روایات اس سند کے ہمراہ نقل کی ہیں۔ انہوں نے یہ بات نقل کی ہے ابوبکر بن عبیداللہ بن انس سے منقول ہے حالانکہ درست یہ ہے کہ یہ عبیداللہ بن ابوبکر بن انس سے منقول ہے۔

1838 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ بَكْرِ ابْنِ حَزْمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: قَالَتْ دَخَلَتِ امْرَاَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا فَسَاَلَتْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِىْ شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا اِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتُلِىَ بِشَىْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک مرتبہ ایک عورت (میرے ہاں) آئی اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں اس نے کچھ (کھانے کے لئے) مانگا تو اس وقت اسے میرے پاس سے ایک کھجور ملی' وہی میں نے اسے دے دی۔ اس نے وہ کھجور ان دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دی اور خود کچھ نہیں کھایا پھر وہ اٹھ کر چل دی۔ نبی اکرم ﷺ گھر تشریف لائے تو میں نے آپ کو اس بارے میں بتایا' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی: جو شخص بیٹیوں (کی پرورش) کی آزمائش میں مبتلا کیا جائے تو بیٹیاں اس کے لئے جہنم سے رکاوٹ ہوں گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1839 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ بَشِيْرٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْاَعْشٰى عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْ ثَلَاثُ اَخَوَاتٍ اَوِ ابْنَتَانِ اَوْ اُخْتَانِ فَاَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللّٰهَ فِيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جس شخص کی تین بیٹیاں

ہوں یا تین بہنیں ہوں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) دو بیٹیاں ہوں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے' تو اس شخص کو جنت ملے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

شرح

بہنوں اور بیٹیوں پر دولت خرچ کرنے کی فضیلت:

عام طور پر والدین لڑکوں پر خوب دل کھول کر خرچ کرتے ہیں' اس لیے کہ کیونکہ مستقبل میں وہ مقاصد کے حصول اور دنیا طلبی کے لیے کام آتے ہیں جب کہ بہنوں اور بیٹیوں پر دولت خرچ نہیں کرتے، کیونکہ ان سے بیٹوں جیسے مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شادی کی شکل میں دوسرے گھر چلی جاتی ہیں' تاہم ان پر دولت خرچ کرنے کی فضیلت احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔

پہلی حدیث باب میں تین بہنوں یا تین بیٹیوں کی پرورش کرنے والے کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس حسن سلوک کے عوض جنت عطا کرے گا۔ دوسری روایت میں بیٹیوں کا ذکر ہے کہ ان کی پرورش کرنے اور ان سے حسن سلوک کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم سے بچنے کا ذریعہ اور حصار بنا دے گا۔ تیسری حدیث میں دو بیٹیوں کی پرورش کے باعث جنت عطا کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ بقول حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بیٹی کی پرورش کرنے کا اجر بھی دخول جنت ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد ۱ص ۳۵۹) چوتھی حدیث باب میں بھی بیٹیوں کی پرورش کا صلہ جہنم سے رکاوٹ بن جانا قرار دیا گیا ہے۔ پانچویں حدیث باب میں بھی پہلی روایت کا مضمون بیان کیا گیا ہے یعنی تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرنے کی وجہ سے جنت عطا کی جاتی ہے۔

(۱) عصر حاضر میں بیٹیوں کی پرورش، ان کی تعلیم وتربیت کا اہتمام اور برموقع شادی جہیز کی تیاری پھر تا حیات ان کی خدمت و معاونت کرنا باپ کے لیے ایک مسئلہ ہے، اسی لیے اسلام نے اس مشقت برداشت کرنے والا کا ثواب جنت تجویز کیا ہے۔

فائدہ نافعہ (۲) اللہ تعالیٰ نے اولاد کے باب میں لڑکیوں کا ذکر پہلے اور لڑکوں کا بعد میں کیا ہے۔ بلاشبہ لڑکیاں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور لڑکے انعام ہیں۔ اس طرح لڑکیوں کی فضیلت زیادہ ہے اور ان کی پرورش پر اللہ تعالیٰ نے انعام وثواب بھی زیادہ رکھا ہے۔ پہلی بار بچی کی پیدائش اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ چنانچہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خاتون کے لیے باعث برکت یہ ہے کہ وہ پہلی بچی جنم دے۔ (الجامع لاحکام القرآن ج ۱۶ ص ۴۷)

بَابُ مَا جَآءَ فِي رَحْمَةِ الْيَتِيمِ وَكَفَالَتِهِ

باب 14- یتیم پر شفقت اور اس کی کفالت کا حکم

1840 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي

يُحَدِّثُ عَنْ حَنَشٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ قَبَضَ يَتِيمًا مِّنْ بَيْنِ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ اِلَّا اَنْ يَّعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ لَهٗ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ مُرَّةَ الْفِهْرِيِّ وَاَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي اُمَامَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَنَشٌ هُوَ حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ وَّهُوَ اَبُوْ عَلِيٍّ الرَّحَبِيُّ وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ يَقُوْلُ حَنَشٌ وَّهُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

◄► حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص مسلمانوں میں سے کسی یتیم بچے کو اپنے کھانے اور پینے میں شریک کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں ضرور داخل کرے گا ماسوائے اس صورت کے کہ وہ ایسا گناہ کرے جس کی بخشش ہی نہ ہو سکتی ہو۔

اس بارے میں حضرت مرہ فہری حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوامامہ، حضرت سہل بن سعد (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

حنش نامی راوی حسین بن قیس ہیں' اور یہی ابوعلی رحبی ہیں۔

سلیمان تیمی نے یہ بات بیان کی ہے حنش نامی راوی محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

1841 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِمْرَانَ اَبُو الْقَاسِمِ الْمَكِّيُّ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ وَاَشَارَ بِاُصْبُعَيْهِ يَعْنِي السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ان دونوں کی طرح ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کیا (راوی کہتے ہیں) یعنی شہادت کی انگلی کے ذریعے اور درمیانی انگلی کے ذریعے (اشارہ کیا)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

یتیم کی کفالت کرنے اور اس پر شفقت کرنے کی فضیلت:

وہ نابالغ لڑکا یا لڑکی جس کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ جائے، کو یتیم کہا جاتا ہے۔ اسلام نے تلقین کی ہے کہ یتیم کی کفالت و پرورش مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ جو شخص اپنی اولاد کی طرح یتیموں کی کفالت کرتا ہے، ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتا ہے اور ان پر

1841- اخرجه البخاری (349/9) كتاب الطلاق' باب: اللعان' حديث (5304) وطرفه (6005) وابو داؤد (760/2) كتاب الآداب' باب: فی من ضم الیتیم' حديث (5150) واحمد (333/5) من طريق ابو حازم' فذكره.

دست شفقت رکھتا ہے، اس کی فضیلت احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص یتیم کو اپنے کھانے میں شامل کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے جنت سے نواز دیتا ہے اور جو آدمی کسی یتیم کی کفالت اپنے ذمہ لے لیتا ہے تو اسے جنت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت حاصل ہوگی۔ زبان نبوت سے اس انعام کا اعلان ہوا کہ یتیم کی کفالت کرنے والا اور میں جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا دیا۔

(۱) شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں جلوہ گر ہوں گے تو یتیم کی پرورش کرنے والے کو جنت عطا ہوگی اور آپ کی رفاقت بھی عطا ہوگی۔ تاہم دخول جنت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حاصل نہیں ہوگی، کیونکہ آپ پہلے جنت میں جلوہ گر ہوں گے، اس کے بعد دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پھر امتی درجہ بدرجہ داخل ہوں گے۔

(۲) دو گناہ ایسے ہیں جن کی بخشش نہیں ہے: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ٹھہرانا۔ (۲) حقوق العباد: حقوق العباد، شہید کو بھی معاف نہیں ہوتے، تاہم اصحاب حقوق معاف کریں تو یہ معاف ہو سکتے ہیں۔ جو شخص کسی یتیم کی پرورش کرتا ہے اور اس کے لیے ان دونوں موانع میں سے کوئی باقی نہ ہو، وہ جنت میں جائے گا۔

اہم بات: کاش! اہل دول اور تجار لوگ جہاں دنیوی معاملات و مقاصد کے لیے تجارت کرتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آخرت کی تجارت کریں کہ کسی یتیم یا بے سہارا بچے کو اپنی کفالت میں لے کر جنت کے حقدار بننے کی کوشش کریں۔ جو لوگ مستقل طور پر کفالت نہیں کر سکتے وہ کم از کم کسی یتیم کی تعلیم کے اخراجات یا شادی کے موقع پر جہیز کا انتظام کر کے بھی یہ تجارت اور یہ سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ رَحْمَةِ الصِّبْیَانِ

باب 15- بچوں پر شفقت کرنا

1842 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوْقٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ زَرْبِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ

متنِ حدیث: جَآءَ شَیْخٌ یُرِیْدُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَبْطَاَ الْقَوْمُ عَنْهُ اَنْ یُّوَسِّعُوْا لَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیُوَقِّرْ كَبِیْرَنَا

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِیْ اُمَامَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَّزَرْبِیٌّ لَهٗ اَحَادِیْثُ مَنَاكِیْرُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّغَیْرِهٖ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک بڑی عمر کا شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا

لوگوں نے اسے راستہ دینے میں تاخیر کی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوامامہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

اس روایت کے ایک راوی زربی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات کے حوالے سے "منکر" روایات نقل کی ہیں۔

1843 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرِنَا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ نَحْوَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيْرِنَا

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کے احترام سے واقف نہیں، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

1844 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّحَدِيْثُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِىَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ اَيْضًا

مذاہبِ فقہاء: قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ سُنَّتِنَا لَيْسَ مِنْ اَدَبِنَا وقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يُنْكِرُ هٰذَا التَّفْسِيْرَ لَيْسَ مِنَّا يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ مِلَّتِنَا

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے، جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا جو نیکی کا حکم نہیں دیتا اور برائی سے روکتا نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

محمد بن سعد نے عمرو بن شعیب کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے، وہ حدیث "صحیح" ہے۔

1843- اخرجه البخاري في الادب المفرد (355، 358، 363) واحمد (185) من طريق عمرو بن شعيب، عن ابيه فذكره.

1844- اخرجه احمد (257/1) وعبد بن حميد (202) حديث (856) من طريق عكرمة، فذكره.

یہی روایت عبداللہ بن عمرو کے حوالے سے دیگر سند سے بھی منقول ہے۔

بعض اہل علم نے یہ بات نقل کی ہے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے'' اس سے مراد یہ ہے: ہماری سنت سے تعلق نہیں ہے یعنی ہمارے آداب کا حصہ نہیں ہے۔

علی بن بن مدینی بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن سعید نے یہ بات بیان کی ہے۔ سفیان ثوری نے اس وضاحت کا انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں: یہاں ''ہم میں سے نہیں'' سے مراد ''ہماری ملت میں سے نہیں'' ہے۔

شرح

چھوٹوں پر شفقت نہ کرنے اور بڑوں کا احترام نہ کرنے کی وعید:

اسلام حسن سلوک، رواداری، چھوٹوں پر شفقت کرنے اور بڑوں کا احترام کرنے کا درس دیتا ہے۔ چھوٹوں پر شفقت نہ کرنا اور بڑوں کا احترام نہ کرنا، جرم ہے۔ اس جرم کی وعید و مذمت احادیث باب میں بیان کی گئی۔ روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص چھوٹوں پر دست شفقت نہیں رکھتا اور بڑوں کا احترام نہیں کرتا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے محروم رہے گا۔ علاوہ ازیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ناراض ہو جاتے ہیں۔

فائدہ نافعہ: (۱) احادیث باب کا تعلق جوامع الکلم سے ہے یعنی وہ روایات جن کے الفاظ مختصر ہوں اور معانی و مفاہیم کثیر ہوں۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا۔ ''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کی اور بڑوں کا احترام نہ کیا۔''

(۲) چھوٹوں پر شفقت نہ کرنا' بڑوں کا احترام نہ کرنا، نیکی کا حکم نہ کرنا اور برائی سے منع نہ کرنا، حقوق تلفی اور گناہ کبیرہ کے زمرے میں آتا ہے۔ گناہ کبیرہ کا ارتکاب اور حقوق تلفی دونوں قابل مؤاخذہ جرم ہیں لیکن ان کی وجہ سے مسلمان اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

(۳) احادیث باب میں: لَيْسَ مِنَّا۔ کے الفاظ زجر و توبیخ اور وعید و مذمت پر محمول ہیں، جس طرح یہ حدیث مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ۔ حقیقت پر محمول نہیں ہے' بلکہ وعید پر محمول ہے۔ علاوہ ازیں لَيْسَ مِنَّا۔ کی تفسیر با ایں الفاظ کی گئی ہے:

(۱) ليس من ملتنا (۲) ليس من سنتنا (۳) ليس من ادبنا (۴) ليس من مثلنا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ رَحْمَةِ النَّاسِ

باب 16- لوگوں پر شفقت کرنا

1845 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا قَيْسٌ

1845- اخرجه البخاري في الادب المفرد (96،375) ومسلم (1809/4) كتاب الفضائل' باب: رحمة صلى الله عليه وسلم الصبيان والعيال' حديث (66/2319) واحمد (360/4، 365) والحميدي (351/2) حديث (802) من طريق اسماعيل بن ابي خالد' عن قيس بن ابي حازم' فذكره.

حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

◄► حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

1846 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ كَتَبَ بِهِ اِلَيَّ مَنْصُوْرٌ وَّقَرَاْتُهُ عَلَيْهِ سَمِعَ اَبَا عُثْمَانَ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

متن حدیث: لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِيٍّ

اسنادِ دیگر: قَالَ وَاَبُوْ عُثْمَانَ الَّذِيْ رَوٰى عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يُعْرَفُ اسْمُهُ وَيُقَالُ هُوَ وَالِدُ مُوْسٰى بْنِ اَبِيْ عُثْمَانَ الَّذِيْ رَوٰى عَنْهُ اَبُو الزِّنَادِ وَقَدْ رَوٰى اَبُو الزِّنَادِ عَنْ مُّوْسٰى بْنِ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ حَدِيْثٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: صرف بدبخت شخص سے رحم (کے جذبے) کو الگ کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو نقل کرنے والے راوی ابوعثمان کے نام کا ہمیں علم نہیں ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ موسیٰ بن ابوعثمان کے والد ہیں' اور یہ وہی شخص ہیں جن کے حوالے سے ابوزناد نے احادیث نقل کی ہیں۔

ابوزناد نامی راوی نے موسیٰ بن ابوعثمان کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دیگر روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

1846- اخرجه البخاري في الادب المفرد (374) وابو داؤد (703/2) كتاب الادب: باب: في الرحمة' حديث (4942) واحمد (301/2'442'461'539) من طريق ابوعثمان مولى المغيرة بن شعبة فذكره.

1847 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِیْ قَابُوسَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ ارْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ الرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَمَنْ وَّصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللّٰهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان میں موجودہ ذات تم پر رحم کرے گی رحم، رحمان کی شاخ ہے' جو شخص اس کو ملاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ملاتا ہے' جو شخص اس کو کاٹ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے کاٹ دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

لوگوں پر شفقت ومہربانی کرنا:

دل سے جس قدر مہربانی کا جذبہ ختم ہوگا، اسی قدر شقاوت کے درجہ میں اضافہ ہوگا۔ مہربانی وشفقت کے کم ہونے سے بدبختی بڑھے گی اور مہربانی کے بڑھنے سے سعادت میں اضافہ ہوگا۔ احادیث باب میں لوگوں سے حسن سلوک اور مشفقانہ رویہ اختیار کرنے کا درس دیا گیا ہے، جس کا خلاصہ اس مشہور حدیث میں بیان کیا گیا ہے: الخلق عيال الله فاحب الخلق الى الله من احسن الى عياله (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۹۹۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے، پس مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند وہ شخص ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے''۔

الغرض! ان روایات میں لوگوں سے مہربانی کرنے اور نرمی سے پیش آنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جو شخص اللہ کی مخلوق اور لوگوں سے مہربانی کرنے کا جذبہ نہیں رکھتا، وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے محروم رہے گا۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے: شقاوت و بدبختی کی وجہ سے شفقت کا جذبہ ختم ہوتا ہے۔ بقول شاعر

تم مہرباں ہو اہلِ زمین پر — خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

بَابُ مَا جَآءَ فِی النَّصِيحَةِ

باب 17- خیر خواہی کا بیان

1848 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ

1847- اخرجه ابوداؤد (703/2) كتاب الادب' باب: فی الرحمة' حديث (4941) واحمد (160/2) والحميدی (269/2) حديث (591) من طريق ابوقابوس' فذكره.

اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ

متن حدیث: بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ

حکم حدیث: قَالَ وَھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی تھی کہ نماز قائم کرنی ہے زکوٰۃ ادا کرنی ہے اور ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی اختیار کرنی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1849 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِیْسٰی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَنْ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِھِمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَتَمِیْمٍ الدَّارِیِّ وَجَرِیْرٍ وَّحَکِیْمِ بْنِ اَبِیْ یَزِیْدَ عَنْ اَبِیْہِ وَثَوْبَانَ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی' لوگوں نے عرض کی: کس کے لئے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، مسلمان حکمرانوں کے لئے اور ان کے عام افراد کے لئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت تمیم داری، حضرت جریر، حکیم بن ابوزید (رضی اللہ عنہم) کی ان کے والد سے، اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

لوگوں سے خیر خواہی کرنا:

لفظ: النصیحة، واحد ہے اور اس کی جمع نصائح ہے' جس کا معنیٰ ہے: خیر اندیشی، خیر خواہی، بہتری چاہنا، بھلائی چاہنا۔

1848– اخرجہ احمد (297/2) ومسلم (313/1) کتاب الایمان' باب: بیان ان الدین النصیحة (56/97) من طریق اسماعیل بن ابی خالد بہ۔

1849–اخرجہ البخاری (166/1) کتاب الایمان: باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم والدین: النصیحة للہ ولرسولہ ولائمة المسلمین وعامتھم' حدیث (57) واطرفہ (58'524'1401'2157'2714'2715'7204) ومسلم (269/1–الابی) کتاب الایمان باب: بیان ان الدین النصیحة' حدیث (56/97) واحمد (360/4) والدارمی (248/2) کتا بالبیوع' باب: فی النصیحة وابن خزیمة (13/4) حدیث (2259) والحمیدی (249/2) حدیث (715) من طریق اسماعیل بن ابی خالد' فذکرہ۔

حدیث باب اسلامی تعلیمات کے چوتھائی احکام پر مشتمل ہے۔ بقول حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ روایت تمام دین پر مشتمل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی اہم بات ارشاد فرماتے تو اس کا تین بار اعادہ فرماتے۔ اس موقع پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ یعنی دین خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت کیا: لِمَنْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ دین کس کی خیر خواہی کا نام ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِھِمْ. اللہ تعالیٰ کی، اللہ تعالیٰ کی کتاب کی، امراء وقت کی اور عام لوگوں کی ایک روایت میں: وَلِرَسُوْلِہٖ کے الفاظ بھی ہیں یعنی رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

جس طرح لفظ: اَلصَّلٰوۃُ، کی نسبت کے اعتبار سے مختلف معانی ہیں مثلاً اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنیٰ ہے: مہربانی کرنا، بندوں کی طرف نسبت سے معنیٰ ہے: نماز، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے معنیٰ ہے: دعا اور فرشتوں کی نسبت سے معنیٰ ہے: استغفار۔ علیٰ ہذا القیاس لفظ: اَلنَّصِیْحَۃُ، کی نسبت کے لحاظ سے بھی متعدد معانی ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی: اس کا مطلب ہے: ایمان یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، احکام اور صفات کے تقاضوں میں اللہ تعالیٰ کو ایک تسلیم کرنا اور محض اس کی عبادت کرنا۔

۲- اللہ تعالیٰ کی کتاب کی خیر خواہی: اس کا مطلب ہے قرآن کو تسلیم کرنا، اس کی تلاوت کرنا، اسے سمجھنا، اس کے احکام پر غور کرنا، اس کے احکام پر عمل پیرا ہونا اور اس کی دعوت کو دوسروں تک پہنچانا۔

۳- رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنا، آپ سے بے حد عقیدت و محبت کرنا، آپ کی تعظیم بجالانا اور آپ کی تعلیمات کو دوسرے لوگوں تک پہنچانا۔

۴- امراء وقت کی خیر خواہی: ان کے احکام معلوم کرنا، ان پر عمل کرنا، ان کے بارے میں مثبت سوچ رکھنا اور دینی امور کے اعتبار سے ان کے خلاف بغاوت نہ کرنا۔

۵- عام لوگوں کی خیر خواہی: مسلمانوں کی بھلائی سوچنا، ان کے خیر خواہ ہونا، ان کے فوائد کو سوچنا، انہیں دینی احکام سکھانا، ان کی بھلائی کو پیش نظر رکھنا، انہیں نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

دوسری حدیث باب میں تین امور کا حکم دیا گیا ہے: (۱) نماز قائم کرنا (۲) زکوٰۃ ادا کرنا (۳) ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا۔ اس روایت میں بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک غلام کو تین سو درہم میں ایک گھوڑا خرید کر لانے کا حکم دیا۔ وہ بازار پہنچا اور ایک گھوڑے کا سودا کیا' پھر اس کے مالک کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ مالک کو گھوڑے کی رقم ادا کر سکیں۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھوڑا دیکھا اور اس کے مالک سے فرمایا: تمہارا گھوڑا تین سو درہم سے زائد قیمت کا ہے، کیا آپ یہ گھوڑا چار سو درہم میں فروخت کرنا پسند کریں گے؟ مالک نے عرض کیا: حضور! اگر آپ اس گھوڑے کی قیمت چار سو درہم عنایت فرمائیں تو قبول کرنے میں مجھے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ آپ نے دوبارہ فرمایا: تمہارا گھوڑا چار سو درہم سے بھی زیادہ قیمت کا

ہے، کیا آپ اسے پانچ سو درہم میں فروخت کرنا پسند کریں گے؟ اس طرح آپ گھوڑے کی قیمت میں اضافہ کرتے رہے حتی آپ نے آٹھ سو درہم میں گھوڑا خرید لیا۔ کسی نے دریافت کیا: حضور! آپ نے گھوڑے کو زیادہ قیمت میں کیوں خریدا جب کہ مالک آپ کو تین سو درہم میں فروخت کرنے کے لیے رضامند تھا؟ آپ نے جواب میں فرمایا: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ؛ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی تھی کہ میں ہر مسلمان سے خیر خواہی کروں گا۔ میرے خیال کے مطابق اس شخص کا گھوڑا تین سو درہم کی قیمت سے زائد تھا، اگر میں اسے تین سو درہم میں خرید لیتا تو یہ عمل خیر خواہی کے منافی ہوتا اور میں مجرم قرار پاتا، اس لیے گھوڑے کی مناسب قیمت میں نے مالک کو پیش کر دی ہے۔ (الطبرانی)

خیر القرون کے لوگوں میں اس قدر خیر خواہی کا جذبہ موجود تھا جب کہ بعد میں تاریخ ایسی خیر خواہی کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ شَفَقَةِ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ

باب 18- ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان پر شفقت

1850 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَخُوْنُهُ وَلَا يَكْذِبُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ التَّقْوٰى هَا هُنَا بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْتَقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِيْ اَيُّوْبَ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اس کے ساتھ خیانت نہ کرے۔ اس کے ساتھ جھوٹ نہ بولے اور اس کو رسوائی کا شکار نہ کرے۔ ہر مسلمان کی عزت مال وجان دوسرے مسلمان کے لئے قابل احترام ہیں۔ تقویٰ یہاں ہوتا ہے' کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

1851 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ غَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

1850- اخرجه ابوداؤد (686/2)، كتاب الادب' باب: في الغيبة' حديث (4882) من طريق هشام بن سعد' عن زيد بن اسلم عن ابى صالح' عن ابى هريرة' فذكره' مختصرا۔

متن حدیث: اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ایک مومن کی دوسرے مومن کے لیے مثال ایک عمارت کی طرح ہے' جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1852 حَدَّثَنِي اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: اِنَّ اَحَدَكُمْ مِرْاٰةُ اَخِيْهِ فَاِنْ رَاٰى بِهِ اَذًى فَلْيُمِطْهُ عَنْهُ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَيَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ ضَعَّفَهُ شُعْبَةُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ہر شخص دوسرے کا آئینہ ہوتا ہے اگر وہ اس میں کوئی خامی دیکھے تو وہ اس سے دور کر دے۔

شعیب نے یحییٰ بن عبداللہ نامی راوی کو "ضعیف" قرار دیا ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے شفقت کا برتاؤ کرنا:

پہلی حدیث باب مختصر مگر جامع ہے جو کثیر احکام پر مشتمل ہے۔ سب سے قبل اس میں مسلمانوں کا باہمی رشتہ بیان کیا گیا ہے کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں"۔ اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ۔ (الحجرات) مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

اس روایت کے تفصیلی احکام سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- لَا يَخُوْنُهٗ: ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے خیانت نہیں کر سکتا۔ خیانت کا معنی ہے: دھوکہ دینا، بے ایمانی کرنا، کمی کرنا۔ ایک مسلمان دوسرے سے خیانت نہیں کر سکتا۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ ایسی حرکت نہیں کر سکتا، کیونکہ دونوں

1851- اخرجه البخاری (674/1) كتاب الصلوٰة' باب: تشبيك الاصابع في المسجد وغيره' حديث (481) وطرفاه (2446' 6026) ومسلم (1999/4) كتاب البر والصلة والاداب' باب: تراحم المؤمنين وتعاطفهم' وتعاضدهم' حديث (2585/65) والنسائی (79/5) كتاب الزكوٰة: باب: اجر الخازن اذا تصدق باذن مولاه' حديث (2560) واحمد (404/4' 405' 409) والحميدی (340/2) حديث (772) وعبد بن حميد (196) حديث (556) من طريق ابو بردة' فذكره.

کے مابین اخوت کا رشتہ قائم ہے اور یہ رشتہ خیانت کرنے میں مانع ہے۔

۲- وَلَا یَکْذِبُهٗ: وہ اس سے کذب بیانی سے کام نہیں لیتا: لفظ: یَکْذِبُ؛ کو دو طریقوں سے پڑھا جا سکتا ہے: (۱) یَکْذِبُ: ثلاثی مجرد از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ کے وزن پر، اس صورت میں معنٰی ہوگا: وہ اپنے بھائی سے جھوٹ نہیں بک سکتا۔ (۲) یُکَذِّبُ: ثلاثی مزید فیہ از تفعیل کے وزن پر۔ اس صورت میں معنٰی ہوگا: وہ اپنے مسلمان بھائی کی تکذیب نہیں کرتا۔ رشتہ اخوت کی وجہ سے نہ تو وہ جھوٹ بھول سکتا ہے اور نہ اسے جھوٹا قرار دے سکتا ہے۔

۳- وَلَا یَخْذُلُهٗ: وہ اسے رسوا نہیں کرتا: اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے دست شفقت نہیں کھینچتا، اس سے دستبردار نہیں ہوتا، اسے بے یار و مدد نہیں چھوڑتا، اس سے دست تعاون نہیں کھینچتا۔ گویا ہمہ وقت اپنے بھائی سے تعاون و معاونت کا سلسلہ جاری رکھتا ہے۔

۴- کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهٗ وَمَالُهٗ وَدَمُهٗ: ایک مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے خواہ اس کی عزت ہو، اس کا مال ہو اور اس کا خون ہو؛ یعنی مسلمان اپنے بھائی کی آبرو ریزی نہیں کر سکتا، نہ اس کا مال ہڑپ کر سکتا ہے اور نہ اس کی خون ریزی کر سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ درمیان میں اخوت کا رشتہ بطور مانع موجود ہے۔

۵- اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا: تقویٰ یہاں ہے؛ ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے اور آپ نے اپنے سینے کی طرف تین بار اشارہ فرمایا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۲۵۶۴) گویا تقویٰ آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ عام طور پر لوگ کسی کی عیب جوئی کرتے ہوئے کہتے ہیں: فلاں شخص بے ایمان ہے، دھوکہ باز ہے، بڑا نالائق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تم ظاہری طور پر اس کی عیب جوئی کرتے ہو؟ تمہیں کیا علم تقویٰ تو سینے میں ہے۔

۶- بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْتَقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ: یعنی کسی شخص کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان کو حقیر و معمولی خیال کرتا ہو، کیونکہ ایک مسلمان کی شایان شان نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو ایسی نظر سے دیکھے۔ اس لیے کہ یہ رشتہ اخوت و موالات کے منافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافعہ: ایک مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کے لیے آئینہ کی مثل ہونا چاہیے کہ نہ دل میں عداوت و کدورت ہو اور نہ زبان پر عیب جوئی کے کلمات بلکہ قلب و زبان دونوں اعضاء صاف و شفاف ہونے چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی السَّتْرِ عَلَی الْمُسْلِمِ

باب 19- مسلمانوں کی پردہ پوشی کرنا

1853 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِیُّ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حُدِّثْتُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ

1853- اخرجه ابوداؤد (704/2) كتاب الادب' باب: فی العونة للمسلم' حديث (4946)

يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ فِى الدُّنْيَا يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ عَلٰى مُسْلِمٍ فِى الدُّنْيَا سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِىْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِىْ عَوْنِ اَخِيْهِ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِدیگر: وَقَدْ رَوٰى اَبُوْ عَوَانَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ حُدِّثْتُ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی مسلمان سے کسی دنیوی تکلیف کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص سے قیامت کی تکالیف کو دور کرے گا' جو شخص دنیا میں کسی تنگ دست کو آسانی فراہم کرے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کو دنیا اور آخرت میں آسانی فراہم کرے گا' جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ انسان جب تک اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر اور عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہما) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث ''حسن'' ہے۔

ابوعوانہ اور دیگر راویوں نے اعمش کے حوالے سے ابوصالح کے حوالے سے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے، اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

انہوں نے اس حدیث کی سند میں ابوصالح سے مذکورہ ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

مسلمان کی پردہ پوشی کرنا اور اس کا صلہ:

حدیث باب میں اصلاح معاشرہ اور فکر آخرت کے حوالے سے چند مسائل بیان کیے گئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنی دنیا اور آخرت بہتر بنا سکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مسائل اصلاح امت کی غرض سے بیان کیے ہیں جن پر عمل کرنا از بس ضروری ہے۔ وہ مسائل درج ذیل ہیں:

☆ جو شخص کسی کی دنیوی پریشانی دور کرتا ہے مثلاً قرضہ فراہم کرتا ہے' تو اس نیکی کے عوض اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پریشانی دور کرے گا۔

☆ جو شخص دنیا میں کسی کی تنگ دستی دور کر کے آسانی پیدا کر دیتا ہے مثلاً مالی معاونت کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے لیے آسانی پیدا فرما دے گا۔ اہل دول لوگ آخرت کی آسانی کے لیے زکوٰۃ کے علاوہ صدقہ وخیرات دے کر اللہ تعالیٰ سے یہ معاملہ کر سکتے ہیں۔

☆ جو شخص کسی کے عیب یا ارتکاب معصیت سے مطلع ہو کر پردہ پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے لوگوں کے سامنے رسوا کرنے سے محفوظ رکھے گا اور اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ تاہم موقع کی مناسبت سے رضاالٰہی کے لیے اصلاحی کاوش کرنے کی اجازت ہے جو نیکی کی بہترین شکل ہے۔

☆ جب تک کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی مدد و معاونت میں مصروف عمل رہتا ہے، تو اس وقت تک اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔

الغرض! اَلدُّنْیَا مِزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ اور نیکی کے بدلے نیکی والا معاملہ ہے، جس کی طرف توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو تعلیمات نبوی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الذَّبِّ عَنْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ

باب 20- کسی مسلمان کی عزت سے (کسی تکلیف دہ چیز کو) دور کرنا

1854 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ النَّهْشَلِيِّ عَنْ مَرْزُوْقٍ اَبِیْ بَكْرٍ التَّيْمِيِّ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَّجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◄► سیّدہ ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے، جو شخص اپنے بھائی کی عزت سے (نقصان پہنچانے والی چیز) کو دور کردے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے جہنم کو دور کردے گا۔

اس بارے میں سیّدہ اسماء بنت یزید (رضی اللہ عنہا) سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

شرح

مسلمان کی عزت وآبرو کی حفاظت کرنا:

اسلام نے مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا ہے۔ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کی غیبت کرنے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی یہ عمل ناپسند ہے، لہٰذا غیبت کرنے سے احتراز کرنا ازبس ضروری ہے۔ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کر کے اس کی آبرو ریزی کرنے کی جسارت نہیں کرسکتا، کیوں اخوت کا رشتہ درمیان میں مانع موجود ہے۔ خود غیبت نہ کرنے اور غیبت کرنے والے کو روکنے کی فضیلت حدیث مبارکہ میں بایں الفاظ بیان کی گئی ہے: من ذب عن لحم اخيه

1854- اخرجه احمد (450،449/6) من طريق ام الدرداء فذكرته۔

بالمغيبة كان حقًا على الله ان يعتقه من النار (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۹۸۱) جس شخص نے اپنے بھائی کے گوشت سے پیٹھ پیچھے ہٹایا یعنی غیبت کرنے والے کو غیبت کرنے سے روکا تو اللہ تعالیٰ کی ذمہ کرم پر ہے کہ اسے جہنم سے محفوظ رکھے''۔

حدیث باب میں بھی غیبت سے روکنے کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ غیبت سے روکنے والے کو نار جہنم سے محفوظ رکھے گا۔ ہمارے معاشرے میں شیر مادر کی طرح غیبت کو روا سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے کو اس ناسور سے محفوظ فرمائے اور ہمیں اخوت ومودت کا مظاہرہ کرنے کی توفیق عطا کرے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْهَجْرِ لِلْمُسْلِمِ

باب 21- مسلمان سے ملنا چھوڑنے کی ممانعت

1855 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ يَّلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هٰذَا وَيَصُدُّ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَاُ بِالسَّلَامِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَهِشَامِ بْنِ عَامِرٍ وَّاَبِيْ هِنْدٍ الدَّارِيِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کسی بھی مسلمان کے لئے یہ بات جائز نہیں' وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ لاتعلق رہے یوں کہ جب وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے آئیں' تو یہ اُس سے منہ پھیر لے اور وہ اِس سے منہ پھیر لے۔ ان دونوں میں زیادہ بہتر وہ ہوگا' جو سلام میں پہل کر دے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت انس، حضرت ابوہریرہ، حضرت ہشام بن عامر اور حضرت ابو ہند داری (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1855- اخرجه البخاری (507/10) كتاب الادب' باب: الهجرة' قول رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحل لرجل ان يهجر اخاه فوق ثلاث' حديث (6077) وطرفه (6237) ومسلم (1984/4) كتاب البر والصلة والاداب' باب: تحريم الهجر فوق ثلاث' حديث (2560/25) وابو داؤد (696/2) كتاب الاداب' باب: فيمن يهجر اخاه المسلم (4911) واحمد (421/5'422) والحميدى (186/1) حديث (377) وعبد بن حميد (223) من طريق ابن شهاب' عن عطاء بن يزيد' فذكره.

شرح

مسلمان سے تعلقات منقطع کرنے کی ممانعت:

لفظ:ھجر؛ ثلاثی مجرد صحیح از باب نَصَرَ یَنْصُرُ کا مصدر ہے اس کا معنی ہے: دور ہونا، الگ ہونا، ترک تعلق، تعلق منقطع کرنا۔ انبیاء اور ملائکہ کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہے۔ انسان سے عمداً یا سہواً زیادتی ہو جانا کوئی ناممکنات میں سے نہیں ہے۔ ایسی صورت پیش آنے پر زیادتی کو نظر انداز کر دینا اور باہم شیر و شکر ہو جانے کے کثیر فوائد ہیں۔ اگر اس غلطی کو بنیاد بنا کر ناراض ہو کر تعلقات منقطع کر لیے جائیں تو تین دن تک تو روا ہے لیکن تین ایام سے زائد کی گنجائش نہیں ہے۔ تاہم اگر بنیاد کوئی شرعی مسئلہ ہو تو وہ اس ضابطہ سے مستثنیٰ ہے۔ ناراضی کی صورت میں صلح میں پہل کرنے والا جنت میں پہلے داخل ہوگا۔

ایک دفعہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین کسی معاملے میں ناراضگی ہوگئی۔ اس ناچاکی میں ایک دو دن گزرے تھے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے برادر اکبر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ پیغام بھیجا کہ ہمارے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب دو شخص ناراض ہوں اور دونوں میں سے جو پہلے صلح کرے گا وہ جنت میں بھی پہلے داخل ہوگا۔ چونکہ آپ بڑے بھائی ہیں اور میرے پاس تشریف لائیں تاکہ صلح میں پہل کر کے جنت میں پہلے جائیں۔ جونہی یہ پیغام حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا تو وہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ کر بغلگیر ہو گئے اور ناراضگی ختم کر دی۔

فائدہ نافعہ: حضرت امام خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ استاد اپنے شاگرد، شوہر اپنی بیوی اور والدین اپنی اولاد سے تین دن سے زائد ترک تعلق کرے تو جائز ہے۔ اس کی دلیل وہ روایت ہے جس میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے ایک مہینہ تک ترک تعلق کیا۔ علاوہ ازیں جہاد میں شریک نہ ہونے والے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک تعلق کیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ مُوَاسَاةِ الْاَخِ
باب22- اپنے بھائی کی غم خواری کرنا

1856 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِیْنَةَ اٰخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ فَقَالَ لَهٗ هَلُمَّ اُقَاسِمْكَ مَالِیْ نِصْفَیْنِ وَلِیَ امْرَاَتَانِ فَاُطَلِّقُ اِحْدَاهُمَا فَاِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِیْ عَلَی السُّوْقِ فَدَلُّوْهُ عَلَی السُّوْقِ فَمَا رَجَعَ یَوْمَئِذٍ اِلَّا وَمَعَهٗ شَیْءٌ مِّنْ اَقِطٍ وَّسَمْنٍ قَدِ اسْتَفْضَلَهٗ فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَعَلَیْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْیَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ فَمَا اَصْدَقْتَهَا قَالَ نَوَاةً قَالَ حُمَیْدٌ اَوْ قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَّزْنُ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّزْنُ ثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ وَثُلُثٍ وَقَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَزْنُ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّزْنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ سَمِعْتُ اِسْحٰقَ بْنَ مَنْصُوْرٍ يَّذْكُرُ عَنْهُمَا هٰذَا

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع (انصاری) کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ آئیں میں اپنا مال دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ (اور ایک حصہ آپ کو دے دیتا ہوں) میری دو بیویاں ہیں۔ میں ان میں سے ایک کو طلاق دے دیتا ہوں۔ جب اس کی عدت پوری ہو جائے گی' تو آپ اس سے شادی کر لیں تو حضرت عبدالرحمٰن نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے اہل خانہ اور مال میں برکت نصیب کرے۔ آپ بازار تک میری رہنمائی کریں۔ ان لوگوں نے انہیں بازار تک پہنچا دیا' تو اس دن جب حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ واپس آئے تو انہوں نے منافع کے طور پر پنیر اور گھی کمایا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے بعد جب انہیں دیکھا تو ان پر زرد رنگ کا نشان موجود تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: یہ کس وجہ سے ہے۔ انہوں نے عرض کی: میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے اسے کیا مہر دیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: ایک گٹھلی جتنا سونا (اس میں راوی کو شک ہے) شاید یہ الفاظ ہیں گٹھلی کے وزن جتنا سونا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ولیمہ کرو خواہ ایک بکری (ذبح کر کے دعوت کرو)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک گٹھلی کے وزن جتنا سونے کا وزن تین درہم جتنا ہوتا ہے۔

امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک گٹھلی جتنے سونے کا وزن پانچ درہم کے برابر ہوتا ہے۔

اسحاق بن منصور نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہمیں یہ بات بتائی ہے۔

شرح

اپنے بھائی کے لیے غم خواری اور ایثار کرنا:

ہجرت کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے مابین رشتہ مواخات قائم فرمایا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مہاجر ہو کر آئے تھے کا رشتہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انصار میں سے تھے، سے قائم کر دیا۔ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مہاجر بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ اپنا نصف مال اور طلاق وعدت کے بعد اپنی دوسری بیوی سے نکاح کرنے کی پیشکش کی لیکن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دعا سے نوازا لیکن کوئی چیز وصول نہ کی۔ صبح ہونے پر انہوں نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدینہ طیبہ کی منڈی کا راستہ دریافت کیا اور منڈی پہنچ کر بغیر سرمایہ کے تجارت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ شام کے وقت جب گھر لوٹے تو پنیر اور گھی ساتھ لائے، دونوں چیزیں دن بھر کی تجارت سے بطور منافع تھیں۔ اس طرح وہ تجارت کرتے رہے تو چند ایام بعد ایک انصاری

خاتون سے شادی کر لی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے کپڑوں پر صفرہ (ایک نسوانی خوشبو کا نام ہے) ملاحظہ فرمائی۔ آپ نے اس کے بارے میں تعجب سے دریافت کیا، کیونکہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ تعالیٰ غیر شادی شدہ تھے۔ انہوں عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا: اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ؛ تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری کا ہو۔

فائدہ نافعہ: (۱) ایجاب وقبول کا نام نکاح ہے اور حق مہر شوہر کے ذمہ قرض کی حیثیت رکھتا ہے۔ ولیمہ کرنا سنت ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق نکاح مسنون ایک آسان ترین عمل ہے لیکن اس میں غیر شرعی امور کو شامل کر کے اس قدر دشوار بنادیا گیا ہے کہ غرباء اور مساکین کے لیے وبال جان بن گیا ہے۔ حتیٰ کہ نیوتنرا کا ناسور شامل کر کے "ولیمہ" کو بھی مسنون نہیں رہنے دیا گیا۔ کاش! علماء کرام اپنی ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاشرے کو اس منجدھار سے نجات دلائیں! فائدہ نافعہ: (۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ؛ یہاں کلمہ "لَوْ" میں دو احتمال ہیں: (۱) لو تکثیر: پاک وہند میں ایک بکری ذبح کی جائے تو خواہ کھانا معیاری ہو یا غیر معیاری، کثیر لوگوں کی دعوت کر دی جاتی ہے۔ اس طرح ہمارے ہاں یہ لَو تکثیر کے لیے ہے۔ (۲) لو تقلیل: اہل عرب کے ہاں ایک بکری ذبح کر کے صرف بیس افراد کی دعوت کی جاتی ہے، ان کے ہاں ایک معیار ہے۔ اس طرح ان کے ہاں یہ (لَو) تقلیل کے لیے ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْغِيبَةِ

باب 23- غیبت کا بیان

1857 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: قِيلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْغِيبَةُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيهِ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِي بَرْزَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرض کیا گیا: یارسول اللہ غیبت سے مراد کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا ذکر ایسی چیز کے ہمراہ کرنا جو اس کو ناپسند ہو (سوال کرنے والے نے) عرض کی آپ کا کیا خیال ہے۔ اگر وہ چیز واقعی اس میں موجود ہو جو میں نے کہی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو تم نے کہی ہے اگر وہ واقعی اس میں موجود ہو تو پھر تم نے اس کی غیبت کی اور جو تم نے کہا ہے اگر وہ اس میں موجود نہ ہو تو تم نے اس پر الزام لگایا۔

1857- اخرجہ مسلم (2001/4) کتاب البر والصلة والاداب، باب: تحریم الغیبة، حدیث (2589/70) وابو داؤد (685/2) کتاب الاداب، باب: فی الغیبة، حدیث (4874)

اس بارے میں حضرت ابو برزہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہم) سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

غیبت اور بہتان میں فرق:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: کسی کے بارے میں پس پشت ایسی بات کہنا کہ اگر وہی بات اس کے سامنے کی جائے، اس پر دشوار گزرے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اگر وہ بات (عیب) اس میں موجود ہو تب بھی غیبت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی تو غیبت ہے۔ اگر وہ بات (عیب) اس میں موجود نہ ہو، وہ بہتان ہے۔

کسی کی غیبت کرنا گناہ کبیرہ ہے، اس کی مذمت و وعید قرآنِ کریم میں بایں الفاظ بیان کی گئی ہے: لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ط اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (الحجرات:١٢) تم ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس کو ناپسند کرو گے۔ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بیشک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے"۔ اس آیت میں صریح الفاظ میں غیبت کرنے والے کی وعید و مذمت بیان کی گئی ہے۔ یہ نص قرآنی ہے، جسے کوئی ضعیف بھی کہنے کا مجاز نہیں ہے۔ غیبت کرنا اور سننا دونوں مساوی گناہ ہیں۔

غیبت کے جواز کی صورتیں:

کسی کی غیبت کرنا اور سننا دونوں حرام ہیں۔ تاہم چھ صورتوں میں غیبت کی اجازت ہے:

۱۔ مظلوم قاضی یا سلطان وقت کے سامنے اپنی داستان ظلم بیان کرے تا کہ اس کی فریاد رسی ہو جائے۔ اس موقع پر ظالم کے خلاف حرف شکایت زبان پر لانے کی اجازت ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتا لیکن مظلوم مستثنیٰ ہے۔ (النساء:١٤٨)

۲۔ جب برائی میں تبدیلی اور مرتکب الکبائر کی اصلاح مقصود ہو، دوسرے شخص سے معاونت حاصل کرنے کے لیے کسی کی برائی بیان کرنے کی اجازت ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشہور منافق عبداللہ بن ابی کی دو باتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی تھیں جو سورہ منافقین کی آیت ۷ اور ۸ میں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں ان دو باتوں کی تفصیل احادیث میں مذکور ہے۔ (ریاض الصالحین، رقم الحدیث ١٥٣٢) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ حنین کے موقع پر مال غنیمت میں خیانت کرنے والے انصار کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تھی۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث ٣١٥٠)

۳- استفتاء کے وقت کسی کی غیبت بیان کرنے کی اجازت ہے۔ حضرت ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بیٹے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرتے ہوئے عرض کیا: ابوسفیان ایک بخیل شخص ہے جو مجھے خرچ فراہم نہیں کرتا جو میرے اور میری اولاد کے لیے کافی ہو۔ (ریاض الصالحین، رقم الحدیث ۱۵۳۳)

۴- جب مسلمانوں کو کسی شر سے محفوظ رکھنا مقصود ہو، کسی کی برائی بیان کرنا جائز ہے۔ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کیا جازت طلب کی؛ آپ نے فرمایا: اسے آنے دو، وہ قبیلہ کا برا شخص ہے۔ (ریاض الصالحین، رقم الحدیث ۱۵۲۹) فن رجال میں ضعیف رواۃ پر جرح کرنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاویہ کنگال شخص ہے، اس کے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور ابوالجہم اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا۔ (ریاض الصالحین، رقم الحدیث ۱۵۳۱)

۵- جب کوئی شخص برے لقب کے ساتھ مشہور ہو، اسے پکارتے وقت مثلاً اعرج (لنگڑا) وغیرہ۔

۶- جب کوئی شخص سرعام مرتکب الکبائر ہوتا ہو، اس سے نفرت دلانے کے لیے لوگوں سے اس کی برائی بیان کرنے کی اجازت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو منافقوں کے بارے میں فرمایا: میرے خیال کے مطابق فلاں اور فلاں شخص ہمارے دین کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ (ریاض الصالحین، رقم الحدیث ۱۵۳۰)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَسَدِ

باب 24- حسد کا بیان

1858 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: لَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَّلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: آپس میں لاتعلقی اختیار نہ کرو۔ ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو' ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور آپس میں حسد نہ کرو۔ اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کے رہو کسی بھی مسلمان کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق رہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت

1858- اخرجه مسلم (1983/4) كتاب البر والصلة والاداب' باب: تحريم التحاسد والتباغض والتدابر' حديث (2559/23)

ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے احادیث منقول ہیں۔

1859 سندِحدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ یَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هٰذَا

◆◆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: رشک صرف دو طرح کے آدمیوں پر کیا جا سکتا ہے ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو' اور وہ دن رات اسے خرچ کرتا ہو دوسرا وہ شخص' جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا (علم) عطا کیا ہو' اور وہ دن رات اسی کے حوالے سے مصروف رہتا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔

شرح

حسد کرنے کی ممانعت:

حسد کا مطلب ہے کہ کسی کے پاس قابل افتخار چیز دیکھے، دل میں ارادہ کرے کہ ی اس کے پاس نہ رہے' بلکہ میرے پاس آجائے۔ حدیث باب میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

حسد کی دو اقسام ہیں:

۱- حسد حقیقی: اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کے پاس نعمت نہ رہے، خواہ وہ حاسد کو ملے یا نہ ملے، وہ محسود کے پاس نہ رہے۔ یہ حسد بالاجماع حرام ہے۔ اس کی حرمت کے بارے میں قرآن وسنت کی صریح نصوص موجود ہیں۔

۲- حسد مجازی: دوسرے کے پاس کو نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ اس جیسی نعمت اسے بھی میسر ہو جائے، اس کا دوسرا نام غبطہ اور رشک ہے۔ دنیوی امور میں یہ جائز ہے جب کہ عبادات میں مستحب ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ (المطففین: ۲۶) حرص کرنے والے کو ایسی چیز کی حرص کرنا چاہیے:

پہلی حدیث باب میں حسد حقیقی کا حکم بیان کیا گیا ہے اور دوسرے حدیث باب میں حسد مجازی کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

1859- اخرجه البخاری (511/13) كتاب التوحيد' باب: قول الله تعالىٰ (لا تحرك به لسانك) حديث (7529) ومسلم (357/3' نووی) كتاب الصلوٰة المسافرين وقصرها' باب: فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه' حديث (518/266) وابن ماجه (1408/2) كتاب الزهد' باب: الحسد' حديث (4209) واحمد(133'88'36/2)

پہلی حدیث باب میں چھ اہم مسائل بیان کیے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- لَاتَقَاطَعُوْا: تم آپس میں ملاقات کا سلسلہ منقطع نہ کرو: ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے تعلق منقطع نہ کرے، یہ انقطاع زندگی بھر کی دوری کا باعث بھی بن سکتا ہے جو مسلمان کی شایان شان نہیں ہے۔

۲- وَلَاتَدَابَرُوْا: تم باہم تعلق ختم نہ کرو۔ لفظ: 'الدبر' کا معنی ہے: پشت، پیٹھ۔ جب اسے باب تفاعل کے وزن پر لایا جائے تو مطلب یہ ہوگا: باہم ایک دوسرے کی طرف پشت کرنا اور دونوں کے منہ مختلف سمت کی طرف ہوں یعنی ایک دوسرے سے ناراض ہو کر اپنا منہ پھیر لینا یا ملنے سے اعراض کرنا۔ تدابر اور تقاطع دونوں قریب المعنی الفاظ ہیں۔

۳- وَلَاتَبَاغَضُوْا: تم باہم بغض نہ رکھو: مطلب یہ ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے کدورت، عداوت، بغض اور نفرت کرتے ہوئے دوری یا جدائی کی راہیں مت اختیار کرو۔

۴- وَلَاتَحَاسَدُوْا: تم ایک دوسرے پر حسد نہ کرو: حسد سے مراد ہے کہ کسی کے پاس نعمت دیکھ کر جلنا کہ وہ اس کے پاس نہ رہے، خواہ حاسد کو میسر آئے یا نہ آئے مگر محسود کے پاس نہ رہے۔ اس کو حسد حقیقی کہا جاتا ہے جو حرام ہے۔

۵- وَكُوْنُوْا عِبَادَاللّٰهِ اِخْوَانًا: اللہ کے بندو! تم آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ''۔ اس جملہ میں حکم مثبت پہلو سے دیا گیا ہے، اس میں حکمت یہ ہے کہ پہلی چار خرابیاں کالعدم ہو جائیں۔ اس میں بھائی بننے کا طریقہ اور رشتہ بھی بتا دیا کہ جب تمہارا معبود ایک ہے اور اسی کے سامنے اپنی پیشانی جھکاتے ہو، اس تعلق وعلاقہ نے تمہیں بھائی بھائی کے رشتہ میں جمع کر دیا ہے۔

۶- وَلَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ: اور مسلم کے لیے جائز نہیں ہے وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ عرصہ بے تعلق رہے: مطلب یہ ہے کہ کسی رنجش، کدورت، نا اتفاقی، مخالفت اور ظلم و زیادتی کی وجہ سے تین دن سے زائد عرصہ بے تعلق رہنا حرام ہے۔

دوسری حدیث باب میں حسد مجازی مراد ہے، دو مسلمانوں کا باہم رشک یا غبطہ کرنا جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّبَاغُضِ

باب 25- ایک دوسرے سے بغض رکھنا

1860 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ اَنْ يَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ وَلٰكِنْ فِى التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّسُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

1860- اخرجه مسلم (2166/4) كتاب صفات المنافقين واحكامهم' باب: تحريش الشيطان وبعثه' سراياه لفتنة الناس وان مع كل انسان قرينا' حديث (2812/65) واحمد (3131/3) من طريق الاعمش' عن ابى سفيان عن جابر فذكره.

توضیح راوی: وَّاَبُوْ سُفْيَانَ اسْمُهٗ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ

◄◄ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ نماز پڑھنے والے لوگ اس کی عبادت کریں' البتہ وہ ان کے درمیان لڑائی پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہے گا۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان بن عمرو کی ان کے والد کے حوالے سے' بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

اس روایت کے راوی ابوسفیان کا نام طلحہ بن نافع ہے۔

شرح

ایک دوسرے سے بغض رکھنا:

شیطان، نمازیوں سے مایوس ہو چکا ہے کہ وہ انہیں مرتد کر کے مشرک بنا ڈالے۔ حدیث میں لفظ: المسلمون یا المؤمنون کے بجائے لفظ: المصلون؛ استعمال کیا گیا ہے کہ نماز کی برکت کی وجہ سے شیطان، نمازیوں کو مرتد کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح جو لوگ فریضہ حج ادا کرتے ہیں، وہ بھی حج کی برکت سے شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن کر مرتد نہیں ہو سکتے۔ اس سلسلے میں ایک مشہور حدیث ہے: جو شخص زادراہ اور راحلہ (سواری) کا مالک ہوُا سے کوئی عذر بھی نہ ہو، وہ حج نہ کرے وہ یہودی یا نصرانی ہو کر کیوں نہیں مرتا! یعنی جو وسائل موجود ہونے کے باوجود حج نہیں کرتا، وہ مرتد ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نمازیوں اور حجاج کرام کو ارتداد سے محفوظ رکھتا ہے۔ ان کے ارتداد کا ایک واقعہ بھی بطور مثال نہیں ملتا لیکن جو لوگ تارک صلوٰۃ اور تارک حج وغیرہ ہیں ان کے اتدار کے بے شمار واقعات کتب کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

باب سے متعلق حدیث کا یہ حصہ ہے کہ شیطان نمازیوں کو مرتد بنانے میں خواہ ناکام ہو چکا ہے لیکن ان کے دلوں میں بغض وعناد، نفرت، کدورت اور عداوت ودشمنی پیدا کر کے اختلاف کی فضا قائم کر کے باہم تلواریں چلانے اور لڑائی کرانے میں ناکام نہیں ہوا۔ لہٰذا اس بارے میں بھی شیطان کو مایوس کرنے کے لیے مسلمانوں بالخصوص نمازیوں کو باہم اخوت ومودت سے شیر وشکر ہو کر رہنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ

باب 26-لوگوں کے درمیان صلح کروانا

1861 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهٖ اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

متنِ حدیث: لَيْسَ بِالْكَاذِبِ مَنْ اَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ خَيْرًا اَوْ نَمٰى خَيْرًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: وہ شخص جھوٹ بولنے والا شمار نہیں ہوگا' جو (خلاف واقعہ بات کے ذریعے) لوگوں کے درمیان صلح کرواتا ہے' وہ بھلائی کی بات کہتا ہے۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) وہ بھلائی کو فروغ دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1862 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ح وحَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ وَاَبُوْ اَحْمَدَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ يُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ لِيُرْضِيَهَا وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ وقَالَ مَحْمُوْدٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ لَا يَصْلُحُ الْكَذِبُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ اَسْمَاءَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ خُثَيْمٍ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى دَاوُدُ بْنُ اَبِيْ هِنْدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَسْمَاءَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ دَاوُدَ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ

◆◆ سیّدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جھوٹ بولنا صرف تین صورتوں میں جائز ہے۔ آدمی اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے اس کے ساتھ (کوئی بے ضرر) جھوٹ بول دے' جنگ کے دوران (دشمن کو دھوکہ دینے کے لئے) جھوٹ بولنا اور اس لئے جھوٹ بولنا تاکہ تم لوگوں کے درمیان صلح کروا دو۔

محمود نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

''صرف تین صورتوں میں جھوٹ بولنا درست ہے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے منقول اس حدیث کو ہم صرف ابن خثیم نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

داؤد نے اس روایت کو شہر بن حوشب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں سیّدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں کیا۔

یہ روایت ہمیں شیخ محمد بن علاء نے اپنی سند کے ہمراہ داؤد کے حوالے سے سنائی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

1862 – اخرجه احمد (460،459،454/6) من طريق عبد الله بن عثمان بن خثيم' عن شهر بن حوشب' فذكره

شرح

لوگوں کے درمیان صلح کرانا:

لفظ: اِصلاح، ثلاثی مزید فیہ باب افعال کا مصدر ہے، جس کا معنیٰ ہے: درست کرنا، صلح کرانا، مناسبت پیدا کرنا، مطابقت کرنا۔ لفظ: ذَاتَ؛ یہاں زائد ہے۔ لفظ: البین؛ ظرف مبہم ہے، جس کے استعمال کے تین طریقے ہیں: (۱) دو اسموں کی طرف مضاف ہو کر مثلاً جَلَسْتُ بَیْنَ زَیْدٍ وَعَمْرٍو (۲) ایک ایسے اسم کی طرف مضاف ہو کر جو دو اسموں کے قائمقام ہو مثلاً بَیْنَ ذٰلِکَ وَبَیْنَھُمْ۔ (۳) مضاف الیہ کو حذف کر کے اور اس کے عوض شروع میں الف لام لا کر مثلاً اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ۔ اس صورت میں اس کے شروع میں لفظ: ذَاتَ؛ کا اضافہ کیا جاتا ہے جو زائد ہوتا ہے۔

احادیث باب کے ضمن میں ایک مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب دو شخصوں کے درمیان تنازع ہو جائے تو ان کے درمیان فوراً صلح کرا دینی چاہیے ورنہ یہ تنازع کثیر افراد کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے، جس کے نتیجہ میں جانی و مالی نقصان ہو سکتا ہے۔ عملِ صلح بہترین نیکی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَالصُّلْحُ خَیْرٌ (النساء:۱۲۸) اور صلح بہترین نیکی ہے''۔ تنازع و تخالفت کے خاتمہ کی غرض سے صلح کرانے کی اہمیت کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے لیے کذب کی بھی اجازت دی گئی ہے۔

کذب کے جواز کی صورتیں:

پہلی حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ تین صورتوں میں کذب کی اجازت ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- یُحَدِّثُ الرَّجُلُ اِمْرَأَتَہٗ لِیُرْضِیَھَا: شوہر اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے کذب بول سکتا ہے تاکہ فریقین کی ناراضگی طلاق تک نہ پہنچ پائے، جس کے نتیجہ میں دونوں خاندان متاثر ہو سکتے ہیں۔

۲- وَالْکِذْبُ فِی الْحَرْبِ: دورانِ جنگ دشمن کو شکست سے دوچار کرنے کی غرض سے خفیہ تدبیر کی شکل میں کذب کی اجازت ہے۔ اس طرح دشمن کے مقاصد خاک میں مل جائیں گے جب کہ اسلام کو ترقی حاصل ہوگی۔

۳- وَالْکِذْبُ لِیُصْلِحَ بَیْنَ النَّاسِ: لوگوں کے مابین تنازع ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے کذب کی اجازت ہے، کیونکہ اس طرح تنازع کا خاتمہ ہو جائے گا جو ایک متعدی ناسور سے کم نہیں ہوتا۔

کذب اور توریہ میں فرق:

کذب اور توریہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کذب: ایسی گفتگو ہے جو متکلم اور مخاطب دونوں کے نزدیک خلافِ واقع ہو۔ یہ بالاجماع حرام ہے، توریہ: ایسی گفتگو ہے جو متکلم کے نزدیک خلافِ واقع نہ ہو جب کہ مخاطب کے فہم کے مطابق خلافِ واقع ہو۔ کسی حکمتِ عملی کی بنا پر یہ جائز ہے۔

توریہ کی صورتیں:

توریہ کی کئی صورتیں ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف عازم ہجرت ہوئے، کفار تعاقب کی کوشش کرنے لگے۔ ایک کافر جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واقف تھا لیکن وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ناآشنا تھا۔ اس نے ~~حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ~~ عنہ سے دریافت کیا: یہ آپ کے ساتھ کون شخص ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: رَجُلٌ یَهْدِیْنِیْ السَّبِیْلَ؛ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد تھی کہ یہ پیغمبر خدا ہیں جو میری دینی راہنمائی فرماتے ہیں جب کہ کافر نے خیال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام آدمی ہیں جو مدینہ طیبہ کا راستہ بتانے کے لیے ساتھ لائے ہیں۔

۲- علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ ممتاز عالم دین ہونے کے علاوہ بے مثال خطیب بھی تھے۔ ایک اجتماع سے آپ کو خطاب کی دعوت دی گئی جس میں اہل سنت اور روافض کثیر تعداد میں جمع تھے۔ دوران خطاب آپ سے سوال کیا گیا کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے افضل کون ہیں؟ اگر آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل قرار دیتے ہیں تو روافض ناراض ہوتے ہیں اور اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل قرار دیتے ہیں تو اہل سنت ناراض ہوتے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا: افضل الصحابة من کان بنته فی بیته یعنی صحابہ میں افضل وہ شخص ہے، جس کی بیٹی اس کے گھر میں ہے"۔ اس جواب سے فریقین خوش ہوگئے۔ اہل سنت یہ بات سمجھے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں، کیونکہ آپ کی لخت جگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ہیں اور روافض یہ سمجھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں، کیونکہ ان کے گھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

نوٹ: یہ دونوں واقعات جھوٹ پر نہیں بلکہ توریہ پر مبنی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کذبات ثلاثہ کی حقیقت:

جد الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی حیات طیبہ سے متعلق تین واقعات ایسے ہیں جنہیں لوگ عماً کذبات قرار دیتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ توریہ ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- سلطان مصر نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اپنے پاس طلب کیا اور دریافت کیا: یہ تمہارے ساتھ عورت کون ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: هٰذِهٖ اُخْتِیْ: یہ میری بہن ہے"۔ سلطان مصر شوہر کو قتل کروا دیتا تھا جب کہ دوسرے رشتہ دار سے تعرض نہیں کرتا تھا۔ اس جواب سے آپ کی مراد تھی کہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری دینی بہن یا چچازاد ہمشیرہ ہے لیکن سلطان مصر نے آپ کی حقیقی بہن سمجھی تھی۔ اس طرح آپ کا جواب جھوٹ پر مبنی نہیں تھا۔

۲- حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرودیوں کے بت خانہ میں پہنچے، انہیں توڑ پھوڑ کر کلہاڑا بڑے بت کے گلے میں لٹکا دیا۔ نمرودی جب اپنے بت خانہ میں گئے اور اپنے بتوں کو ٹوٹا پھوٹا ملاحظہ کیا تو غضبناک ہوئے۔ انہوں نے آپ کو طلب کیا اور دریافت کیا: ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰاِبْرٰهِیْمُ؟ اے ابراہیم! کیا آپ نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ (توڑ پھوڑ کا) معاملہ کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: بَلْ فَعَلَهٗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ. بلکہ یہ ان سے بڑے نے کیا ہے، تم اس بارے میں ان خداؤں سے دریافت کروا گر وہ گفتگو کر سکتے ہیں"۔ اس جواب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد یہ تھی کہ

یہ کام تو کسی کرنے والے نے کر دیا ہے، اسے چھوڑو بلکہ تم ان سے دریافت کرو جن کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا ہے یا اس بڑے بت سے دریافت کرو جس کے گلے میں کلہاڑا لٹک رہا ہے۔ ممکن ہے کہ اسے غصہ آیا ہو، اس نے تمہارے چھوٹے خداؤں کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہو؟ مگر نمرودیوں نے: كَبِيْرُهُمْ، کو فَعَلَ کا فاعل قرار دیا اور آپ کے جواب سے یہ سمجھ لیا کہ بڑے بت نے چھوٹے بتوں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے۔ اس طرح کذب نہیں بلکہ توریہ ہے۔

۳- جب نمرودیوں نے اپنے سالانہ جشن (میلہ) میں شرکت کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دعوت دی، آپ نے ستاروں کی طرف دیکھ کر جواب دیا: اِنِّیْ سَقِیْمٌ، میں علیل ہوں"۔ آپ نے ستاروں کی طرف تو علامتی طور پر دیکھا تھا جب کہ مشرکین کے میلے کا سن کر آپ کی طبیعت پر گراں گزرا اور یہی علالت تھی۔ نمرودیوں نے آپ کے جواب سے یہ سمجھ لیا کہ آپ نے ستاروں کو دیکھ کر اندازہ لگا ہے کہ علالت کا شکار ہونے والے ہیں۔ گویا یہ کذب نہیں ہے' بلکہ توریہ ہے۔

سوال: احادیث باب سے صراحتًا ثابت ہوتا ہے کہ کذب جائز ہے اور جس دین میں کذب کی اجازت ہو، وہ سچا کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب: (۱) اس کا جواب ہماری تقریر کے ضمن میں آچکا ہے۔ (۲) احادیث باب اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کذبات ثلاثہ سے مراد حقیقی کذبات نہیں بلکہ توریہ مراد ہے اور توریہ کے جواز میں کسی کو بھی اعتراض نہیں ہے۔ لہٰذا دین اسلام پر جواز کذب کا الزام عائد کرنا جائز نہیں ہے' بلکہ اتہام والزام ہے جو مطلق العنان لوگوں کی منفی سوچ کا نتیجہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخِيَانَةِ وَالْغِشِّ

باب 27- خیانت کرنا اور دھوکہ دینا

1863 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ لُؤْلُؤَةَ عَنْ اَبِيْ صِرْمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوصرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص کسی کو نقصان پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اسے نقصان پہنچائے گا' جو شخص کسی کو پریشانی کا شکار کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے پریشانی کا شکار کرے گا۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

1863- اخرجه ابوداؤد (339/2) كتاب الاقضية' باب: ابواب من القضاء حديث (3635) وابن ماجه (784/2' 785) كتاب الاحكام' باب: من بنى فى حقه ما يضر بجاره' حديث (2340)

1864 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ الْعُكْلِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا فَرْقَدُ السَّبَخِيُّ عَنْ مُرَّةَ ابْنِ شَرَاحِيلَ الْهَمْدَانِيِّ وَهُوَ الطَّيِّبُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَلْعُونٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكَرَ بِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: وہ شخص ملعون ہے' جو کسی مومن کو نقصان پہنچاتا ہے یا اسے دھوکہ دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

شرح

خیانت کرنے اور دھوکہ دینے کی مذمت:

وہ منفی امور جن کے سبب معاشرے میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، ان میں سے خیانت اور دھوکہ بھی ہیں، خائن اور دھوکہ باز سے لوگ شدید نفرت کرتے ہیں اور ہمہ وقت ان سے احتراز کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلام میں ان دونوں امور کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ؛ جو شخص امانتدار نہیں، وہ ایمان دار نہیں ہے"۔ دھوکہ دہی کی وعید یوں بیان کی گئی ہے: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا؛ جس نے ہمیں دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (او کما قال علیہ السلام)
پہلی حدیث باب میں لوگوں کو نقصان پہنچانے والے کی وعید بیان کی گئی ہے کہ وہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے مؤاخذہ وعذاب سے نہیں بچ سکے گا۔ دوسری حدیث باب میں دھوکہ باز کی مذمت کرتے ہوئے اسے ملعون قرار دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْجِوَارِ

باب 28- پڑوسی کے حق کا بیان

1865 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

1865- اخرجه البخاري (455/10) كتاب الاداب' باب: الوصاة بالجار' حديث (6015) ومسلم (2025/4) كتاب البر والصلة والاداب' باب: الوصية بالجار' والاحسان اليه' حديث (2624/140) وابو داؤد (760/2) كتاب الاداب' في حق الجوار' حديث (5151) وابن ماجه (1211/2) كتاب الاداب' باب: حق الجوار' حديث (3673)

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جبرائیل مجھے پڑوسی کے بارے میں مسلسل تلقین کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ یہ اسے وارث قرار دیں گے۔

1866 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ شَابُوْرَ وَبَشِيْرِ اَبِىْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُّجَاهِدٍ

متنِ حدیث: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو ذُبِحَتْ لَهٗ شَاةٌ فِىْ اَهْلِهٖ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ اَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُوْدِيِّ اَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُوْدِيِّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِىْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ وَّالْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّاَبِىْ شُرَيْحٍ وَّاَبِىْ اُمَامَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ عَآئِشَةَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْضًا

◄► مجاہد بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ہاں بکری ذبح کی گئی جب وہ گھر تشریف لائے تو انہوں نے دریافت کیا: کیا تم نے ہمارے یہودی پڑوسی کے ہاں تحفے کے طور پر (اس کا گوشت) بھیجا ہے۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جبرائیل مجھے پڑوسی کے بارے میں مسلسل تلقین کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے یہ گمان کیا کہ یہ اسے وارث بھی قرار دے دیں گے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت انس، حضرت مقداد بن اسود، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت ابوشریح اور حضرت ابوامامہ (رضی اللہ عنہم) سے بھی یہ حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

یہی روایت مجاہد کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی گئی ہے۔

1867 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ شَرِيْكٍ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

1866- اخرجه البخاری فی الادب المفرد (102، 103) وابو داؤد (760/2) کتاب الاداب، باب: فی حق الجوار، حدیث (5152) واحمد (160/2) والحمیدی (270/2، 271) حدیث (593) من طریق مجاهد، فذکره.

1867- اخرجه البخاری فی الاداب المفرد (113) واحمد (167/2) والدارمی (215/2) کتاب السیر، باب: فی حسن الصحابة، وابن خزیمة (140/4) حدیث (2539) وعبد بن حمید (342) من طریق عبد الرحمن الحبلی، فذکره.

توضیح راوی: وَاَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے بہترین ساتھی وہ ہے' جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو' اور سب سے بہترین پڑوسی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ ہے' جو اپنے پڑوسی کے حق میں بہتر ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ابوعبدالرحمٰن حبلی کا نام عبداللہ بن یزید ہے۔

شرح

پڑوسی کے حقوق کی اہمیت:

پڑوسی، انسان کے چوبیس گھنٹے بلکہ تاحیات قریب رہنے والا آدمی ہے جو بروقت دکھ درد میں شامل ہو سکتا ہے، اسی لیے اسلام نے اس کے حقوق کا خصوصیت سے تعین کیا اور اس کی تاکید و تلقین فرمائی ہے۔ ہمسایہ خواہ رشتہ دار ہو یا اجنبی، مسلم ہو یا غیر مسلم اور وہ دور کا ہو یا قریب کا اس سے حسن سلوک کرنا واجب قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، عزیز واقارب کے ساتھ بھی، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ، رشتہ دار پڑوسی کے ساتھ، اہل مجلس کے ساتھ، مسافروں کے ساتھ اور غلام کنیزوں کے ساتھ''۔ (النساء: ۳۷)

ایک روایت کے مطابق پڑوسی تین قسم کے ہو سکتے ہیں:

۱- وہ پڑوسی ہے' جس کے تین حقوق ہیں: (i) مسلمان ہونے کا حق (ii) رشتہ دار ہونے کا حق (iii) ہمسایہ ہونے کا حق۔

۲- وہ پڑوسی ہے' جس کے دو حقوق ہیں: (i) مسلمان ہونے کا حق (ii) ہمسایہ ہونے کا حق۔

۳- وہ ہمسایہ ہے' جس کا ایک حق ہے یعنی ایسا پڑوسی جو غیر مسلم ہو اور رشتہ دار نہ ہو۔

پڑوسی کی تعریف میں اقوال آئمہ فقہ:

پڑوسی کی تعریف کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: پڑوسی وہ ہے' جس کا گھر متصل ہو۔

۲- صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تمام اہل محلہ پڑوسی ہیں یعنی جتنے لوگ مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے جمع ہوتے ہیں، وہ سب کے سب باہم پڑوسی ہیں۔

۳- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہر طرف چالیس گھروں تک لوگ پڑوسی ہیں۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول سب سے زیادہ درست ہے۔ (درمختار، ج۵ ص۴۸۳)

پہلی حدیث باب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق جار کی وصیت و تلقین کرتے رہے' وہ اپنی

طرف سے نہیں تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھی۔ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں ہمسائے کو وراثت کا حقدار نہ بنادیا جائے"۔ تیسری حدیث باب میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین ہمسایہ اسے قرار دیا گیا ہے جو ہمسائے کے حق میں بہتر ہو۔

فائدہ نافعہ: (۱) اسلام نے حق ہمسائگی ہر ایک کے لیے تجویز کیا ہے' خواہ وہ غیر مسلم ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے یہودی ہمسائے کے گھر میں بطور ہدیہ گوشت بھیجنے کے بارے میں دریافت کیا تھا۔

فائدہ نافعہ: (۲) جب گھر میں کوئی گوشت، سالن یا چاول وغیرہ تیار کیے جائیں، اپنی ہمت وقوت کے مطابق ہمسائے کے گھر میں ہدیہ بھیجنا چاہیے۔ اگر ہمسائے دو ہوں تو جس کا دروازہ قریب ہو، اس گھر ہدیہ بھیجا جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر دو پڑوسی ہوں تو میں کس کو ہدیہ بھیجوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ہمسایہ جس کا دروازہ تمہارے دروازے کے قریب ہو"۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِحْسَانِ اِلَى الْخَدَمِ

باب 29- خادم کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

1868 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَّاصِلٍ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ فِتْيَةً تَحْتَ اَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِهٖ وَلْيُلْبِسْهُ مِنْ لِّبَاسِهٖ وَلَا يُكَلِّفْهُ مَا يَغْلِبُهٗ فَاِنْ كَلَّفَهٗ مَا يَغْلِبُهٗ فَلْيُعِنْهُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاُمِّ سَلَمَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: (یہ جو تمہارے غلام ہیں) یہ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارا ماتحت کیا ہے' تو جس شخص کا بھائی اس کا ماتحت ہو' وہ اسے اپنے کھانے میں سے کھلائے اور وہ اسے اپنے لباس میں سے پہنائے اور وہ اسے ایسی بات کا پابند نہ کرے جو وہ نہ کرسکتا ہو' اگر وہ اسے کسی ایسے مشکل کام کا پابند کرے' تو پھر ساتھ میں اس کی مدد بھی کرے۔

اس بارے میں حضرت علی، سیّدہ ام سلمہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1868- اخرجه البخاری (106/1) كتاب الايمان' باب وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فأصلحوا بينهما (الحجرات 9) فسماهم المؤمنين' حديث (31) وطرفاه (2545'6050) ومسلم (1282/3'1283) كتاب الايمان' باب: اطعام المملوك مما يوكل' حديث (38'39/1661) وابو داؤد (761/2) كتاب الادب باب في حق المملوك' حديث (5157'5158) وابن ماجه (1216/2'1217) كتاب الادب' باب: الاحسان الى المماليك' حديث (3690)

1869 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيٰى عَنْ فَرْقَدِ السَّبَخِيِّ عَنْ مُرَّةَ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّئُ الْمَلَكَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ فِيْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا' جو اپنے غلاموں کے ساتھ برا سلوک کرتا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

ایوب سختیانی اور دیگر راویوں نے فرقد سبخی نامی راوی کے بارے میں اس کے حافظے کے حوالے سے کلام کیا ہے۔

شرح

نوکر کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید:

انسان کو بعض اوقات مجبوری کی وجہ سے یا کاروبار وسیع ہونے کی وجہ سے خادم (نوکر) کی ضرورت پیش آتی ہے اور اس کی تنخواہ (حق سعی) مقرر کر کے اسے تعینات کیا جاتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے اسے معمولی آدمی سمجھ کر نظر انداز کرنے کی اجازت نہیں ہے' بلکہ اس کے حقوق ہیں جو سورہ نساء کی آیت: ۳۷ میں بیان کیے گئے ہیں۔ اسی طرح خادمہ کا بھی حکم ہے۔ اسلام نے ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید مزید کی ہے۔ احادیث باب میں ماتحتوں اور نوکروں کے ساتھ جہاں شفقت و مہربانی، حسن سلوک و معاونت اور حوصلہ افزائی کرنے کی ہدایت کی گئی ہے وہاں ان کے ساتھ بدسلوکی کرنے کی مذمت بھی کی گئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بدسلوکی کرنے والوں کی وعید بایں الفاظ فرمائی ہے:

لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّءُ الْمَلَكَةِ؛ مملوک (خادموں اور نوکروں) کے ساتھ بدسلوکی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

بَاب النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْخَدَمِ وَشَتْمِهِمْ

باب 30- خادم کو مارنے اور اسے گالی دینے کی ممانعت

1870 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ ابْنِ

1869- اخرجه ابن ماجه (1217/2) كتاب الادب' باب: الاحسان الى المماليك' حديث (3691)

1870- اخرجه البخارى (192/12) كتاب الحدود' باب: قذف العبد' حديث (6858) ومسلم (1282/3) كتاب الايمان' باب التغليظ على من قذف مملوكه بالزنى' حديث (1660/37) وابو داؤد (763/2) كتاب الادب' باب: فى حق المملوك' حديث (5165)

اَبِیْ نُعْمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيُّ التَّوْبَةِ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بَرِيْئًا مِمَّا قَالَ لَهُ اَقَامَ عَلَيْهِ الْحَدَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَّابْنُ اَبِیْ نُعْمٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ نُعْمٍ الْبَجَلِيُّ يُكْنٰى اَبَا الْحَكَمِ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوالقاسم ﷺ جو "نبی التوبہ" ہیں۔ انہوں نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص اپنے غلام پر زنا کا جھوٹا الزام لگائے جبکہ وہ اس سے بری ہو جو اس شخص نے اس کے بارے میں کہا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر قیامت کے دن حد جاری کرے گا البتہ اگر وہ غلام واقعی ایسا ہوا (تو حکم مختلف ہوگا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابن ابی نعم نامی راوی عبدالرحمٰن بن ابی نعم بجلی ہے اوران کی کنیت ابوالحکم ہے۔

اس بارے میں حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) سے بھی احادیث منقول ہیں۔

1871 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ

متن حدیث: كُنْتُ اَضْرِبُ مَمْلُوْكًا لِّیْ فَسَمِعْتُ قَائِلًا مِّنْ خَلْفِیْ يَقُوْلُ اعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَلّٰهُ اَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ فَمَا ضَرَبْتُ مَمْلُوْكًا لِّیْ بَعْدَ ذٰلِكَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ شَرِيْكٍ

◆◆ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا میں نے اپنے پیچھے سے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا اے ابومسعود یہ بات جان لو میں نے مڑ کر دیکھا تو وہاں نبی اکرم ﷺ موجود تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی: اللہ تعالیٰ تم پر (یعنی تمہیں سزا دینے کی) اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی قدرت تم اس (غلام) پر رکھتے ہو۔ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اس کے بعد اپنے کسی غلام کو کبھی نہیں مارا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1871– اخرجه البخاري في الادب المفرد (166) ومسلم (1281،1280/3) كتاب الايمان: باب: صحبة المماليك، وكفارة من لطم عبده، حديث (34، 35، 1659/36) وابو داؤد (762/2) كتاب الادب، باب: في حق المملوك، حديث (5160،5159) من طريق سليمان الاعمش، عن ابراهيم التيمي، عن ابيه فذكره.

اس کا راوی ابراہیم تیمی، ابراہیم بن یزید بن شریک ہے۔

شرح

نوکروں کو مارنے اور انہیں گالی دینے کی مذمت:

جو لوگ جہالت کے سبب غلاموں، نوکروں اور کنیزوں کے حقوق و فرائض سے عاری ہوتے ہیں، وہ بات بات پر اپنے ماتحت لوگوں سے ناراض ہوتے ہیں، انہیں ٹوکتے ہیں اور انہیں ڈانٹتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر وہ غضبناک ہو کر انہیں انسانیت سے خارج کرتے ہوئے انہیں زدوکوب کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ احادیث باب میں ایسے لوگوں کی وعید و مذمت بیان کی گئی ہے۔

غلاموں سے حُسنِ سلوک کے مراتب:

ماتحتوں، خادموں اور نوکروں سے حسن سلوک کے دو درجے ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- مثبت اعتبار سے نوکروں اور لونڈیوں کا مرتبہ یہ ہے کہ ان کی خوراک اور لباس آقا کے ذمہ ہے جب کہ منفی پہلو کے لحاظ سے چند امور سے اجتناب کرنا ضروری ہے: (i) ان پر ایسے کام کرنے کی ذمہ داری عائد نہ کی جائے جو وہ اکیلے انجام نہ دے سکتے ہوں۔ (ii) ان پر کوئی تہمت عائد نہ کی جائے (iii) انہیں مثلہ نہ کیا جائے (iv) کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے انہیں دس کوڑوں سے زائد سزا نہ دی جائے' یہ درجہ وجوبی ہے۔

۲- ماتحت (نوکروں اور لونڈیوں) کے لیے کھانے سے حصہ رکھا جائے۔ اگر غلام یا باندی کو طمانچہ مارا یا بلاوجہ مارنے کی سزا دی، اس کا کفارہ یہ ہے کہ انہیں فی الفور آزاد کر دیا جائے۔ اس کا درجہ استحباب کا ہے۔

دوسری حدیث باب میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ آقا اپنے آپ کو خدا یا آخری طاقت خیال کرتے ہوئے اپنے ماتحت لوگوں کو سزا دے' تو وہ اللہ تعالیٰ کے مؤاخذہ اور آخرت میں اس کی سزا سے بچ نہیں سکے گا۔ لہٰذا ماتحت عملہ کی عزت نفس اور وقار کو مجروح کرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعَفْوِ عَنِ الْخَادِمِ

باب 31- خادم کو معاف کر دینے کا حکم

1872 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْ هَانِیْ الْخَوْلَانِیِّ عَنْ عَبَّاسٍ الْحَجْرِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ اَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ فَصَمَتَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ اَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ فَقَالَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ اَبِىْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ نَحْوًا مِنْ هٰذَا وَالْعَبَّاسُ هُوَ ابْنُ جُلَيْدٍ الْحَجْرِيُّ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ اَبِىْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ میں اپنے خادم سے کتنی مرتبہ درگزر کروں؟ تو نبی اکرم ﷺ اس کے جواب میں خاموش رہے۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے خادم سے کتنی مرتبہ درگزر کروں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزانہ ستر مرتبہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

عبداللہ بن وہب نے اسے روایت کو ابو ہانی کے حوالے سے ایک سند کے ہمراہ، اس کی مانند نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک سند کے ہمراہ منقول ہے۔

بعض راویوں نے اس حدیث کو عبداللہ بن وہب کے حوالے سے اس سند کے ہمراہ نقل کیا ہے اور انہوں نے یہ بات نقل کی ہے کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

خادم کو معاف کرنا:

خادم، نوکر اور کنیز بھی دوسرے لوگوں کی طرح مخلوق ہیں۔ یہ معصوم نہیں ہوتے بلکہ دوسرے لوگوں کی طرح ان سے بھی عمداً یا سہواً غلطی ہو سکتی ہے۔ دوسرے لوگوں کی نسبت یہ شفقت، مہربانی، حسن سلوک اور عفو و درگذر کے زیادہ حقدار ہیں، کیوں کہ یہ ماتحت عملہ ہیں۔ ان کی غلطی سے درگذر کرنا، ان کا حق ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کے زمرے میں آتا ہے۔ ایک دن میں ان کی غلطی کتنی بار معاف کی جاسکتی ہے؟ اس کا جواب حدیث باب میں دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں سے ایک دن میں ستر بار غلطی سرزد ہو جائے تو ستر (۷۰) بار انہیں معاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

فائدہ نافعہ: ماتحت عمل سے حسن سلوک اور عفو و درگذر کا وطیرہ اپنانے سے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں، ان لوگوں میں خدمت گذاری کا جذبہ موجزن ہوتا ہے، مالک کا عمداً نقصان نہیں کریں گے، خدمت سے دل چرا کر بھاگنے کی کوشش نہیں کریں گے اور آقا کو بھی ان کی طرف سے سکون و اطمینان حاصل ہوگا۔

سوال: جب نوکر اور خادمہ کی غلطی معاف کرنے کے بارے میں سائل نے پہلی بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ خاموش کیوں رہے؟

جواب: (۱) سوال نامناسب تھا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی یعنی اپنی ہمت و طاقت کے مطابق تم معاف کر سکتے ہو۔ (۲) دوسری بار سوال کرنے پر بذریعہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب سکھا دیا گیا جو آپ نے بیان کر دیا کہ اگر

خادم ایک دن میں ستر (۷۰) بار بھی غلطی کرے تو اسے ستر بار معاف کیا جائے۔

نوٹ: یہاں: سَبْعِيْنَ مَرَّةً، سے حد متعین نہیں ہے، بلکہ کثرت مراد ہے یعنی ایک دن میں ستر (۷۰) بار یا سو بار یا اس سے بھی زائد بار خادم کو معاف کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي اَدَبِ الْخَادِمِ

باب 32- خادم کو ادب سکھانا

1873 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ هَارُوْنَ الْعَبْدِيِّ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا ضَرَبَ اَحَدُكُمْ خَادِمَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ فَارْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَبُوْ هَارُوْنَ الْعَبْدِيُّ اسْمُهُ عُمَارَةُ بْنُ جُوَيْنٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ الْعَطَّارُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ضَعَّفَ شُعْبَةُ اَبَا هَارُوْنَ الْعَبْدِيَّ قَالَ يَحْيٰى وَمَا زَالَ ابْنُ عَوْنٍ يَّرْوِىْ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَتّٰى مَاتَ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی شخص اپنے خادم کی پٹائی کر رہا ہو اور وہ (خادم) اللہ تعالیٰ کا نام لے (یعنی اللہ تعالیٰ کے نام پر معافی مانگے اور چھوڑنے کے لئے کہے) تو تم لوگ اپنا ہاتھ روک لو۔

ابوہارون عبدی نامی راوی کا نام عمارہ بن جوین ہے۔

یحییٰ بن سعید نے یہ بات بیان کی ہے شعبہ نے ابوہارون عبدی کو "ضعیف" قرار دیا ہے۔

یحییٰ نے یہ بات بھی بیان کی ہے ابن عون مرنے تک ابوہارون کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول احادیث نقل کرتے رہے ہیں۔

شرح

خادم کی تادیب کرنا:

خادم اور خادمہ دونوں ہمہ وقت اپنے رئیس کی خدمت کے لیے کمربستہ ہوتے ہیں اور اولاد کی طرح گھر کے افراد ہوتے ہیں۔ اولاد کی طرح ان کے حقوق ہیں جو مالک کے فرائض بھی ہیں۔ یہ اپنی اولاد کی طرح ان کی بھی تادیب کر سکتا ہے، جس طرح بیوی کی تادیب کی اجازت ہے، تاہم ان کے چہرے اور اعضاء رئیسہ پر مارنے کی اجازت نہیں ہے اور نہ ایسی ضرب کی اجازت ہے جس سے جسم پر نشانات پڑ جائیں۔ تادیب کے دوران ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لے کر معافی

1873- اخرجه عبد بن حميد (294، 295) حديث (948، ج 9) من طريق سفيان الثوری، عن ابی هارون العبدی، فذكره.

کا طالب ہو تو اسے فوراً معاف کر دیا جائے۔ البتہ اگر ان پر حد جاری ہو تو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے واسطہ پر حد ختم نہیں کی جائے گی۔

فائدہ نافعہ: آئمہ ثلاثہ کے نزدیک آقا خود اپنے غلام یا کنیز پر حد جاری کر سکتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ آقا خود اپنے غلام یا کنیز پر حد جاری کرنے کا مجاز نہیں ہے' بلکہ قاضی حد جاری کرے گا۔ تادیب کے دوران اگر غلام مکاری سے اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر معافی مانگے تو حد سے رکنے کی اجازت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَدَبِ الْوَلَدِ

باب 33- اولاد کو ادب سکھانا

1874 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى عَنْ نَاصِحٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: لَاَنْ يُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَنَاصِحٌ هُوَ اَبُو الْعَلَاءِ كُوْفِيٌّ لَيْسَ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ بِالْقَوِيِّ وَلَا يُعْرَفُ هٰذَا الْحَدِيْثُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَنَاصِحٌ شَيْخٌ اٰخَرُ بَصْرِيٌّ يَّرْوِيْ عَنْ عَمَّارِ بْنِ اَبِيْ عَمَّارٍ وَّغَيْرِهٖ هُوَ اَثْبَتُ مِنْ هٰذَا

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: آدمی کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا اس بات سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ ایک صاع صدقہ کر دے۔

یہ حدیث "غریب" ہے۔

اس روایت کے راوی ناصح' ابوعلاء کوفی محدثین کے نزدیک مستند نہیں ہیں' اور یہ روایت صرف اسی سند کے ہمراہ منقول ہے۔ ایک دوسرے ناصح نامی محدث بھی ہیں جو بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے عمار بن ابوعمار اور دیگر محدثین کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔ وہ ان کے مقابلے میں زیادہ مستند ہیں۔

1875 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ اَبِيْ عَامِرٍ الْخَزَّازُ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَّلَدًا مِّنْ نُّحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَامِرِ بْنِ اَبِيْ عَامِرٍ الْخَزَّازِ

توضیح راوی: وَهُوَ عَامِرُ بْنُ صَالِحِ بْنِ رُسْتُمَ الْخَزَّازُ وَاَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى هُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا عِنْدِيْ حَدِيْثٌ مُّرْسَلٌ

1874- اخرجه احمد (5/96، 102) من طريق ناصح ابی عبد الله، عن سماك بن حرب، فذكره.

◆◆ ایوب بن موسیٰ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: آدمی اپنی اولاد کو جو عطیہ دیتا ہے اس میں سب سے زیادہ بہترین چیز تعلیم و تربیت ہے۔

یہ حدیث "غریب" ہے۔

ہم اسے صرف عامر بن ابو عامر کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں جو عامر بن صالح بن رستم خزاز ہیں۔

ایوب بن موسیٰ نامی راوی ایوب بن موسیٰ بن عمرو بن سعید بن العاص ہے۔

میرے نزدیک یہ روایت "مرسل" ہے۔

شرح

اولاد کی تعلیم و تربیت کی اہمیت:

زمانہ قیامت کی چال چل چکا ہے، عموماً ایک شخص اپنی پانچ نسلیں دیکھ لیتا ہے: (۱) دادا (۲) والد (۳) خود اپنی ذات (۴) اپنی اولاد (۵) اپنے پوتے۔ ہر شخص اولاد کے حقوق اور اپنے فرائض کو پیش نظر رکھتا ہوا اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کرے تو معاشرے کا ہر فرد علمی فیضان سے بہرہ ور ہو سکتا ہے لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ ہر انسان اپنی اولاد کے لیے مال و دولت جمع کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر وہ دولت ان کی تعلیم و تربیت پر خرچ کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اگر وہ اولاد کی تعلیم پر دولت خرچ کرتا بھی ہے' تو دنیوی تعلیم پر جب کہ دینی تعلیم کو ثانوی حیثیت دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اصل تعلیم دینی اور اصل تربیت مذہبی ہے، جس کی بنیاد پر ہم اپنے عقائد و افکار مستحکم، اعمال درست اور معاملات کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اسی علم کا حصول فرض عین یا فرض کفایہ ہے۔ قرآن و سنت میں اسی علم کی فضیلت و اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔

پہلی حدیث باب میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ تعلیم و تربیت والدین کی طرف سے اولاد کے لیے صدقہ ہے۔ دوسری حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ تعلیم و تربیت والدین کی طرف سے اولاد کے لیے بہترین عطیہ ہے۔ صدقہ اور تحفہ دونوں محبت کی خوشبو کی حیثیت رکھتے ہیں جو مشیت الٰہی سے نسل در نسل تا قیامت جاری رہ سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي قَبُوْلِ الْهَدِيَّةِ وَالْمُكَافَاةِ عَلَيْهَا

باب 34- ہدیہ قبول کرنا اور اس کا بدلہ دینا

1876 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَكْثَمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا

1876- اخرجه البخاري (429/5) كتاب الهبة' باب: المكافأة في الهبة' حديث (2585) وابو داؤد (313/2) كتاب البيوع' باب: في قبول الهدية' حديث (3536) واحمد (90/6) من طريق عيسىٰ بن يونس' عن هشام بن عروة' عن ابيه فذكره.

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَنَسٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ صَحِیْحٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عِیْسٰی بْنِ یُوْنُسَ عَنْ هِشَامٍ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تحفہ قبول کرلیا کرتے تھے اور اس کے بدلے میں تحفہ دیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ، حضرت انس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت جابر (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

ہم اس روایت کا "مرفوع" ہونا صرف عیسیٰ بن یونس کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

ہدیہ قبول کرنا اور اس کا بدلہ دینا:

ہدیہ وہ عطیہ ہوتا ہے جو کسی عوض و معاوضہ کے بغیر چھوٹا بڑے کو پیش کرتا ہے مثلاً اولاد والدین کو، شاگرد استاد کو اور مرید اپنے مرشد کو پیش کرتا ہے۔ تحفہ وہ چیز ہوتی ہے جو بطور عطیہ بغیر کسی معاوضہ کے کسی کو پیش کی جاتی ہے۔ ہدیہ خاص ہے اور تحفہ عام ہے اور دونوں کے درمیان عام خاص مطلق کی نسبت ہے۔ ہر تحفہ، ہدیہ ہوتا ہے لیکن ہر ہدیہ تحفہ نہیں ہوتا۔ جس طرح ہدیہ قبول کرنا سنت ہے، اسی طرح اس کا بدلہ دینا بھی سنت ہے۔ عموماً لوگ ہدیہ قبول کرنے کی سنت پر عمل کرتے ہیں لیکن بدلہ دینے کی سنت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ مصافحہ کرنے سے قلبی کدورت کا خاتمہ ہو جاتا اور ہدیہ پیش کرنے سے فریقین میں محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تَصَافَحُوْا یَذْهَبْ عَنْکُمُ الْغِلُّ؛ یعنی تم باہم مصافحہ کرو، تمہارا بغض ختم ہو جائے گا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: وَتَهَادُوْا تَحَابُّوْا؛ ہدیہ دو تم میں محبت پیدا ہوگی"۔

علماء کرام کے نزدیک ہدیہ کی دو قسمیں ہیں:

۱- ایسا ہدیہ ہے، جس کا بدلہ مطلوب ہوتا ہے، اس کا حکم بیع کی طرح ہے اور اس کے بدلہ دینے پر مجبور کیا جائے گا۔

۲- یہ وہ ہدیہ ہے جو رضاء الٰہی کے لیے پیش کیا جاتا ہے اور اس کا بدلہ نہ وصول کیا جاتا ہے اور نہ بدلہ دینے پر کسی کو مجبور کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الشُّکْرِ لِمَنْ اَحْسَنَ اِلَیْكَ

باب 35- جو شخص آپ کے ساتھ بھلائی کرے اس کا شکریہ ادا کرنا

1877 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الرَّبِیْعُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا

1877- اخرجه ابوداؤد (671/2) كتاب الادب، باب: فی شكر المعروف، حديث (4811) واحمد (258/2، 295، 303، 388، 461، 492)، (32/3، 74)

مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ لَّا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکرادا نہیں کرتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1878 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى ح وحَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّوَاسِیُّ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَالْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ وَّالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ (درحقیقت) اللہ تعالیٰ کا بھی شکرادا نہیں کرتا۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ، حضرت اشعث بن قیس اور حضرت نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

بھلائی کرنے والے کا شکریہ ادا کرنا

جو شخص احسان یا بھلائی کرتا ہے، اخلاقی اور شرعی تقاضا کے مطابق محسن کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ شکریہ ادا کرنے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں: (۱) قولی شکریہ: محسن کے احسان کے عوض کم ازکم اتنا کہہ دیا جائے: جَزَاکُمُ اللّٰهُ تعالیٰ ؛ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے''۔ (۲) فعلی شکریہ: فعلی شکریہ یہ ہے کہ محسن کے احسان کے عوض اس کے ساتھ کوئی احسان کیا جائے مثلاً کھانا تیار کرنے کے لیے کسی کے گھر سے بڑا برتن منگوایا اور جب برتن واپس کیا جائے اس کے ساتھ اپنی ہمت کے مطابق کھانا بھی بھیج دیا جائے۔ احادیث باب کا مضمون ایک ہے کہ جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ تو اللہ تعالیٰ کا بھی شکرادا نہیں کرتا۔

احادیث کے مضمون کے دو مطالب ہوسکتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1878- اخرجه احمد (73'32/3) وعبد بن حميد (281) حديث (894) من طريق محمد بن عبد الرحمن بن ابی ليلى' عن عطية العوفی' فذكره۔

۱- جو شخص لوگوں کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات کا شکر گزار نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بندوں کے احسانات ظاہر ہیں جن کا شکریہ ادا کرنا آسان ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات مخفی ہیں جن کا شکر ادا کرنا مشکل ہے۔ جب کوئی آسان احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا، وہ دشوار احسانات کا بھی شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔

۲- جو شخص لوگوں کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کرتا تو ناشکری اس کی عادت وفطرت بن جاتی ہے، جس وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صَنَائِعِ الْمَعْرُوْفِ

باب 36- بھلائی کے مختلف کام

1879 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِیُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُرَشِیُّ الْيَمَامِیُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ زُمَيْلٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: تَبَسُّمُكَ فِیْ وَجْهِ اَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ وَّاَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَّاِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِیْ اَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ وَّبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِیءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ وَّاِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَةَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَّاِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِیْ دَلْوِ اَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّجَابِرٍ وَّحُذَيْفَةَ وَعَآئِشَةَ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَّاَبُوْ زُمَيْلٍ اسْمُهٗ سِمَاكُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْحَنَفِیُّ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: تمہارا اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا بھی تمہارے لئے صدقہ ہے۔ تمہارا نیکی کا حکم دینا تمہارا برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔ تمہارا کسی بھولے بھٹکے شخص کو راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے، جس شخص کو نظر نہ آتا ہو تمہارا اسے راستہ دکھا دینا بھی صدقہ ہے۔ راستے سے پتھر، کانٹا یا ہڈی وغیرہ کو ہٹا دینا بھی تمہارے لئے صدقہ ہے اور اپنے ڈول کے ذریعے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابومسعود، حضرت جابر، حضرت حذیفہ، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

حضرت ابوزمیل نامی راوی کا نام سماک بن ولید حنفی ہے۔

شرح

امورِ خیر کی راہنمائی کرنا:

احسان، حسن سلوک اور معروف سب مترادف وہم معنٰی الفاظ ہیں۔ امور خیر کی طویل فہرست ہے لیکن حدیث باب میں ان میں سے سات اہم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ: اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا صدقہ ہے یعنی چہرے کی مسکراہٹ سے کسی مسلمان بھائی سے ملنا صدقہ ہے۔ ۲،۳- وَاَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ تیرا نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا، صدقہ ہے": (۲) نیکی یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرنے، والدین کی اطاعت، بڑوں کا ادب واحترام اور چھوٹوں سے شفقت ومحبت کا درس دینا باعث ثواب ہے۔ (۳) برائی، چغلی، غیبت، چوری، جھوٹی گواہی، والدین کی نافرمانی اور گالی گلوچ وغیرہ امور سے روکنا باعث اجر وثواب ہے۔

۴- وَاِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِيْ اَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ: اور ایسی زمین میں تیرا کسی کی راہنمائی کرنا جہاں بھٹک جانے کا خطرہ لاحق ہو، تیرے لیے صدقہ ہے"۔ جس شخص کے گمراہ یا بددین ہو جانے کا خطرہ ہو، اسے صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرنا باعث اجر ہے۔

۵- وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيِّ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ: کمزور نظر والے آدمی کو دیکھنا تیرے لیے صدقہ ہے: نابینا یا بھینگا یا کمزور نظر والے شخص کا ہاتھ پکڑ کر اسے منزل مقصود پر پہنچا دینا، باعث ثواب عمل ہے۔

۶- وَاِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَكَ صَدَقَةٌ: پتھر، کانٹا اور ہڈی کو راستہ سے ہٹا دینا، تیرے لیے صدقہ ہے: یعنی راستہ میں پڑا ہوا پتھر، کانٹا یا ہڈی کو راستہ سے پکڑ کر دور کر دینا تاکہ لوگوں کی آمد ورفت کے لیے کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے، یہ عمل باعث اجر ہے۔

۷- وَاِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ دَلْوِ اَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ: اپنے برتن سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈالنا، تیرے لیے صدقہ ہے"۔ مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان بھائی کو پانی کی ضرورت ہو، اس کے برتن میں پانی ڈال دینا تاکہ وہ پانی کو اپنے استعمال میں لائے، یہ بھی باعث ثواب عمل ہے۔

فائدہ نافعہ: ان اصول نبوی کو اپنانے سے معاشرہ میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ کاش! مسلمان اس طرف توجہ کریں!

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمِنْحَةِ

باب 37- کسی کو عارضی استعمال کے لئے کوئی چیز دینا

1880 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْسَجَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

متنِ حدیث: مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ لَبَنٍ اَوْ وَرِقٍ اَوْ هَدٰى زُقَاقًا كَانَ لَهُ مِثْلَ عِتْقِ رَقَبَةٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوٰى مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ وَشُعْبَةُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ وَرِقٍ اِنَّمَا يَعْنِىْ بِهٖ قَرْضَ الدَّرَاهِمِ قَوْلُهٗ اَوْ هَدٰى زُقَاقًا يَعْنِىْ بِهٖ هِدَايَةَ الطَّرِيْقِ

◆◆ حضرت سمرہ بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص کسی دوسرے کو دودھ یا درہم عاریت کے طور پر دے یا کسی شخص کو راستہ بتادے اُسے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور ابواسحاق کی طلحہ سے نقل کردہ روایت ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے، کیونکہ ہم اسے صرف اسی سند کے ہمراہ جانتے ہیں۔

منصور اور شعبہ نے اس روایت کو طلحہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اس بارے میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ حدیث کے یہ لفظ مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ وَرِقٍ سے مراد یہ ہے کہ درہم قرض کے طور پر دینا اور حدیث کے یہ الفاظ هَدٰى زُقَاقًا اس سے مراد راستے کے بارے میں رہنمائی کرنا ہے یعنی راستہ دکھانا ہے۔

شرح

کسی کو معمولی چیز فراہم کرنے کی فضیلت:

الفاظ: المنحة اور المنيحة، دونوں مترادف ہیں جن کا معنیٰ ہے: عارضی طور پر کوئی چیز انتفاع یا استفادہ کے لیے دینا، پھر وہ واپس لے لینا۔ هدٰى زقاقًا: کا معنیٰ ہے: کسی کو راستہ کی راہنمائی کرنا۔ حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ تین نیکوکار ایسے آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب یہ ہے کہ اس کے اعضاء کے عوض اللہ تعالیٰ آزاد کرنے والے کے اعضاء کو جہنم سے آزاد فرما دیتا ہے۔ وہ تین آدمی درج ذیل ہیں:

۱- جس نے اپنے مسلمان بھائی کو دودھ کا جانور یا سواری یا زمین فراہم کی تا کہ وہ اس سے انتفاع کر سکے۔

۲- جس نے اپنے کسی بھائی کو استفادہ یا کسی ضرورت کی تکمیل کے لیے رقم فراہم کی یعنی رقم بطور قرض پیش کر دی جس سے اس نے خوب استفادہ کیا ہو۔

1880- اخرجه البخاری فی الادب المفرد (897) واحمد (285/4، 296، 300، 304) من طریق عبد الرحمن بن عوسجة، فذكره.

۳- جس نے نابینا یا کمزور نظر والے کا ہاتھ پکڑ کر سڑک عبور کرادی یا اسے اس کی منزل تک پہنچا دیا یا ناواقف کو درست راستہ کی راہنمائی کردی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِمَاطَةِ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ

باب 38- راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا

1881 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِيْ طَرِيْقٍ اِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ فَاَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ

وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِیْ ذَرٍّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں ایک مرتبہ ایک شخص کسی راستے پہ جا رہا تھا اس نے ایک کانٹے والی شاخ دیکھی اور اسے ہٹا دیا' تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول کیا اور اس کی مغفرت کردی۔

اس بارے میں حضرت ابوبرزہ، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہم) سے حدیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹا دینے کی فضیلت:

لفظ: شکر، نسبت کے سبب مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ اگر اس کی نسبت بندے کی طرف ہو، اس کا معنیٰ واضح ہے یعنی احسان کے بدلے احسان کرنا اور نیکی کے عوض نیکی کرنا۔ جب اس لفظ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو، اس کا معنیٰ ہوگا: اجر وثواب سے نوازنا، جزائے خیر عطا کرنا۔

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ راستہ کی رکاوٹ کو دور کرنا تا کہ لوگوں کو آمد ورفت میں سہولت حاصل ہو اور انہیں تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ یہ تکلیف دہ چیز دشمن یا موذی جانور سانپ اور بچھو وغیرہ یا کم درجہ کی چیز کانٹا بھی ہوسکتا ہے۔ عموماً کانٹا ٹہنی سے وابستہ ہوتا ہے، اس کے دور کرنے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں: (۱) کانٹے دار ٹہنی درخت سے وابستہ ہو، وہ درخت سے توڑ کر راستہ سے دور کر دی جائے (۲) اگر وہ درخت سے وابستہ نہ ہو، اسے راستہ سے اٹھا کر دور پھینک دیا جائے۔ اس معمولی نیک کرنے والے کا اجر وثواب اور فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت وبخشش فرما دیتا ہے۔

1881- اخرجه البخاری (163/2) كتاب الاذان' باب: فضل التهجير الى الظهر' حديث (652) وطرفه (2472) ومسلم (2021/4) كتاب البر والصلة والآداب' باب: فضل ازالة الاذى عن الطريق' حديث (127'129/1914)

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْمَجَالِسَ اَمَانَةٌ

باب 39- ہم نشینی کا تعلق امانت سے ہوتا ہے

1882 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِىَ اَمَانَةٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّاِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کوئی بات بیان کردے (جو چھپانے کے قابل ہو) اور پھر وہ چلا جائے' تو پھر وہ بات امانت ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

ہم اسے صرف ابن ابی ذئب نامی راوی کے نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

ہم نشینی کی بات امانت ہونا:

معاشرے کے صلاح وفساد کا معیار باتوں کو راز میں رکھنے یا افشاء کرنے میں ہے۔ مجلس کی باتیں دو قسم کی ہوسکتی ہیں: (۱) عام باتیں: یہ وہ باتیں ہیں جو کسی محفل میں سب لوگوں سے کہی گئی ہوں اور یہ راز نہیں رہ سکتیں، کیوں ان کا افشاء واظہار سب کے سامنے پہلے ہو چکا ہوتا ہے۔ (۲) خاص باتیں: یہ وہ باتیں ہیں جو کسی مجلس یا کسی شخص سے بطور خاص کہی جاتی ہیں، یہ امانت ہوتی ہیں جن کا افشاء واظہار کرنا درست نہیں ہے۔ تاہم ایسی راز کی باتیں جن سے کسی کا جانی و مالی نقصان ہوسکتا ہو، ان کا افشاء ضروری ہے کہ متعلقہ شخص کو اس سے مطلع کر دیا جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المجالس بالامانة الاثلاثة مجالس؛ مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں لیکن تین مجالس اس سے مستثنیٰ ہیں: (۱) ناحق خون بہانے کی مجلس (۲) بدکاری وزنا کاری کی مجلس (۳) ناجائز طریقہ سے کسی کی دولت ہڑپ کرنے کی مجلس۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۴۸۶۹) اس روایت سے بھی ثابت ہوا کہ ان تین مجالس کی باتیں راز وامانت نہیں ہیں بلکہ ان کا متعلقہ شخص تک پہنچانا ضروری ہے، تاکہ وہ اس سے متاثر نہ ہوسکے۔

حدیث باب میں مجلس کی باتوں کو امانت قرار دیا گیا ہے، ان سے مراد خاص باتیں ہیں جن کو راز کی باتیں بھی قرار دیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی سے علیحدگی میں یا پست آواز میں یا چھپ کر یا دوران گفتگو دائیں بائیں دیکھے، وہ راز کی باتیں ہیں، جن کے

1882- اخرجه ابوداؤد (683/2) كتاب الادب' باب: في نقل الحديث' حديث (4868) واحمد (324/3'352'379) من طريق عبد الرحمن بن عطاء' عن عبد الملك' بن جابر' بن عتيك' فذكره.

افشاء واظہار کی اجازت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی السَّخَاءِ

باب 40- سخاوت کا بیان

1883 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُو الْخَطَّابِ زِیَادُ بْنُ یَحْیَی الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ

متنِ حدیث: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ لَیْسَ لِیْ مِنْ بَیْتِیْ اِلَّا مَا اَدْخَلَ عَلَیَّ الزُّبَیْرُ اَفَاُعْطِی قَالَ نَعَمْ وَلَا تُوکِی فَیُوکَی عَلَیْكِ یَقُوْلُ لَا تُحْصِی فَیُحْصَی عَلَیْكِ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

وَرَوٰی بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِیْثَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَرَوٰی غَیْرُ وَاحِدٍ هٰذَا عَنْ اَیُّوْبَ وَلَمْ یَذْکُرُوْا فِیْهِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ

◆◆ سیّدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے پاس جو بھی چیز ہے وہ حضرت زبیر ہی کی دی ہوئی ہے تو کیا میں اسے (اللہ کی راہ میں) دے سکتی ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں تم روک کے نہ رکھو ورنہ تم سے روک دیا جائے گا (ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں) تم گنتی نہ کرو ورنہ تمہارے لئے بھی گنتی کی جائے گی۔

اس بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض راویوں نے اس روایت کو اسی سند کے ہمراہ ابن ابی ملیکہ کے حوالے سے عباد بن عبداللہ کے حوالے سے سیّدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

جبکہ دیگر راویوں نے اسے ایوب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں عباد بن عبداللہ سے منقول ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

1884 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ

1883- اخرجه البخاری (257/5) کتاب الهبة' باب: هبة المرأة لغیر زوجها' وعتقها اذا کان لها زوج' حدیث (2590) ومسلم (714/2) کتاب الزکوة' باب: الحث فی الانفاق وکراهة الاحصاء' حدیث (1029/89) وابوداؤد (531/1) کتاب الزکوة' باب فی الشح' حدیث (1699) والنسائی (74/5) کتاب الزکوة' باب: الاحصاء فی الصدقة' حدیث (2551) واحمد (354'353'344'139/6) والحمیدی (156/1) حدیث (325) من طریق ابن جریج قال: اخبرنی ابن ابی ملیکة' عن عباد بن عبد الله بن الزبیر' عن اسماء بنت ابی بکر' نحوه.

الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: السَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِیٌّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَالِمٍ بَخِیْلٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِیْثِ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ سَعِیْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ

اختلاف روایت: وَقَدْ خُوْلِفَ سَعِیْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ فِیْ رِوَایَةِ هٰذَا الْحَدِیْثِ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اِنَّمَا یُرْوٰی عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَائِشَةَ شَیْءٌ مُّرْسَلٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: سخاوت کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے جنت سے قریب ہوتا ہے لوگوں سے قریب ہوتا ہے اور جہنم سے دور ہوتا ہے' جبکہ بخیل شخص اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے۔ جنت سے دور ہوتا ہے لوگوں سے بھی دور ہوتا ہے اور جہنم کے قریب ہوتا ہے۔ ایسا جاہل شخص جو سخی ہو' اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص سے زیادہ محبوب ہے' جو عبادت گزار بھی ہو اور بخیل بھی ہو۔

یہ حدیث غریب ہے ہم اس روایت کو صرف یحییٰ بن سعید کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

یہی حدیث اعرج کے حوالے سے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے' لیکن یہ صرف سعید بن محمد سے منقول ہے۔

اس روایت کو نقل کرنے میں سعید بن محمد سے اختلاف کیا گیا ہے۔

کیونکہ ایک روایت کے مطابق یہ روایات یحییٰ بن سعید کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے اور یہ "مرسل" ہے۔

شرح

سخاوت کی فضیلت:

سخاوت کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اپنے استعمال میں لانا اور دوسروں پر بھی خرچ کرنا، جس میں یہ وصف پایا جائے اسے سخی کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس بخل ہے' جس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو نہ خود اپنے استعمال میں لانا اور نہ دوسروں پر خرچ کرنا، جس میں یہ وصف پایا جائے اسے بخیل کہا جاتا ہے۔

احادیث باب میں سخاوت کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے۔ پہلی حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم دیا گیا کہ خواہ تمہارے گھر کی ہر چیز حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے لیکن تم اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے نہ روکو ورنہ اجر وثواب سے تمہیں محروم ہونا پڑے گا۔ ایک روایت کے مطابق آپ نے فرمایا: تم کھلے دل سے اور بغیر گنتی کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو تا کہ تم پر بھی بغیر گنتی کے اللہ تعالیٰ کی عنایات ہوں۔ دوسری حدیث باب میں سخی کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ سخی آدمی اللہ تعالیٰ کے قریب، جنت کے قریب اور لوگوں کے قریب ہوگا جب کہ وہ دوزخ سے دور ہوگا۔

علاوہ ازیں جاہل سخی کا مرتبہ ومقام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس عابد وزاہد سے زیادہ ہے جو بخیل ہو۔

دونوں روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دولت دل کھول کر خرچ کرنی چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ بھی بے حساب عنایت فرمائے، انفاق فی سبیل اللہ میں تنگ دلی سے کام نہیں لینا چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات ودولت کے خزانے کھل جائیں۔ اس کی مثال یوں پیش کی جاسکتی ہے کہ وہ حوض جس میں پانی داخل ہوتا رہے اور باہر نکلتا رہے، وہ پانی صاف رہتا ہے اور جس حوض میں نہ پانی داخل کیا جائے اور نہ خارج کیا جائے، اس کا پانی بدبودار ہوجاتا ہے۔ تاہم سب کچھ خرچ کرنے کا بھی حکم نہیں ہے کہ انسان کسی کا محتاج ہوجائے بلکہ میانہ روی اختیار کرنی چاہیے جس کی تاکید وتلقین کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: خیرُ الامور اوسطھا؛ تمام کاموں سے بہترین کام میانہ روی ہے۔

سوال: گھر کی ہر چیز شوہر کی ملکیت ہوتی ہے، اس کی اجازت کے بغیر بیوی خرچ کرنے کی مجاز نہیں ہے، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خرچ کرنے کا حکم کیوں دیا تھا؟

جواب: اجازت کی دو اقسام ہیں: (۱) صریح اجازت: وہ یہ کہ شوہر کی طرف سے بیوی کو ہمہ وقت خرچ کرنے کی عام اجازت ہو کہ وہ جو چاہے اور جتنا چاہے خرچ کرسکتی ہے۔ (۲) اجازت دلالۃً: یہ اجازت شوہر کے مزاج اور احوال پر منحصر ہے، اگر شوہر کو ناگوار نہ گزرے، تو بیوی خرچ کرسکتی ہے ورنہ نہیں۔ حضرت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاج سے خوب واقف تھے، کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا خوب جذبہ رکھتے تھے۔ ان کے مزاج کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا تھا۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انفاق کے حوالے سے مزاج:

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انفاق کے سلسلہ میں مزاج بہت وسیع تھا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنی دولت میسر آتی وہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ فرمادیتے۔ آپ لوگوں کا چلتا پھرتا بنک تھے، صحابہ آپ کے پاس امانتیں جمع کرواتے تھے؛ آپ انہیں فرماتے کہ تم لوگ میرے پاس بطور امانت نہیں بلکہ بطور قرض رقوم جمع کراؤ اور جب بھی واپسی کی ضرورت ہو، وہ واپس کردی جائیں گی۔ آپ لوگوں کی رقوم بھی خرچ کردیتے تھے اور ان کے مانگنے پر مزید آنے والی رقوم سے لوگوں کا قرض واپس کردیتے تھے۔ جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا، اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب کیا اور انہیں وصیت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا! مجھ پر لوگوں کا قرض ہے مگر مجھے بھی علم نہیں ہے کہ وہ کتنا ہے؟ اب میرے وصال کا وقت قریب ہے، میری وفات کے بعد جو بھی قرض خواہ آئے اور وہ جتنے بھی قرض کا تقاضا کرے، اسے اتنا ہی دے دینا۔ تین سال تک حج کے موقع پر منیٰ میں یہ اعلان کرنا کہ زبیر فوت ہوگیا ہے، اگر کسی نے ان سے قرض لینا ہے، وہ مجھ سے رابطہ کرے۔ اگر قرض کی ادائیگی ممکن نہ ہو، پھر میری یہ وصیت ہے کہ بہترین وضو کرکے گھر میں چھپ کر دو نوافل ادا کرنا اور اس کے بعد بایں الفاظ دعا کرنا: اے زبیر کے رب! ایک شخص زبیر کا قرض مانگنے آیا ہے، میرے پاس اس کا انتظام نہیں ہے، تو اس کا انتظام کردے''۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ

قرضہ کی ادائیگی کا سامان پیدا کردے گا۔

اس وصیت کے بعد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوگیا۔لوگ قرض وصول کرنے کے لیے آتے رہے، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرض ادا کرتے رہے۔ایک دفعہ ایک شخص آیا جس نے ایک لاکھ درہم قرض کی وصولی کا مطالبہ کیا، جس کا انتظام آپ نہ کر سکے، آپ حسب وصیت اپنے گھر گئے۔آپ نے وضو کیا، دونوافل ادا کیے پھر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم فرمودہ دعا کی۔جب شام کا وقت ہوا، ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے کہا: کیا آپ اپنا فلاں پلاٹ فروخت کرنا پسند کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ہاں۔اس نے کہا: میں وہ ایک لاکھ میں خرید سکتا ہوں۔آپ نے اس گاہک کو اپنی دعا کا نتیجہ خیال کیا۔گاہک نے کہا: اگر کوئی زیادہ اس کی قیمت لگائے تو مجھ سے مشورہ ضرور کرنا اور وہ اپنے گھر روانہ ہوگیا۔تھوڑی دیر کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نمائندہ آیا، اس نے وہی پلاٹ خریدنے کا کہا۔حضرت عبداللہ نے فرمایا: فلاں شخص بھی یہ پلاٹ خریدنا چاہتا ہے اور اس نے ایک لاکھ درہم اس کی قیمت لگائی ہے۔نمائندہ نے کہا: میں یہ پلاٹ دولاکھ میں خرید سکتا ہوں۔حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں پہلے گاہک سے اس بارے میں پہلے مشورہ کرتا ہوں، پھر آپ کو بتاؤں گا۔اس نے کہا: اگر پہلا گاہک زیادہ قیمت میں خریدنا چاہے تو مجھ سے مشورہ کیے بغیر فروخت نہ کرنا۔آپ نے پہلے گاہک سے رابطہ کیا: اس نے تین لاکھ میں خریدنے کی رضامندی ظاہر کی۔حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں دوسرے گاہک سے بات کرنے کے بعد جواب دوں گا۔اس سے بات ہوئی تو وہ چار لاکھ میں پلاٹ خریدنے پر راضی ہوگیا۔اس طرح پلاٹ کی قیمت میں اضافہ ہوتا گیا حتیٰ کہ قیمت دس لاکھ تک پہنچ گئی۔

یادرہے اس واقعہ کو بیان کرنے کا مقصد یہ بات ذہن نشین کرانا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دولت خرچ کرنے کا حکم حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاج کے پیش نظر دیا تھا۔ورنہ عام عورت کے لیے شوہر کی اجازت صریح کے بغیر دولت خرچ کرنے کی اجازت ہرگز نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْبَخِيلِ

باب 41-بخل کا بیان

1885 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ غَالِبٍ الْحُدَّانِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِيْ مُؤْمِنٍ الْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ صَدَقَةَ بْنِ مُوْسٰى

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

1885- اخرجه البخاري في الأداب المفرد (379) وعبد بن حميد (307) حديث (996) من طريق مالك بن دينار، عن غالب بن عبد الله الحراني، فذكره.

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
دو خصلتیں کسی مومن میں جمع نہیں ہوسکتی ہیں' بخل اور بداخلاقی۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔
ہم اسے صرف صدقہ بن موسیٰ نامی راوی کی روایت کردہ حدیث کے طور پر جانتے ہیں۔
اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

1886 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ عَنْ مُرَّةَ الطَّيِّبِ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متنِ حدیث: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خِبٌّ وَّلَا مَنَّانٌ وَّلَا بَخِيلٌ
حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ دھوکا دینے والا، احسان جتانے والا اور کنجوسی کرنے والا' جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

1887 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ بِشْرِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
متنِ حدیث: اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَّالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِيْمٌ
حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: مومن سیدھا سادہ اور کریم (اچھے اخلاق کا مالک) ہوتا ہے' جبکہ فاجر شخص دھوکے باز اور کمینہ ہوتا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف اس سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

بخل کی مذمت:

پہلی حدیث باب میں بخیل کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ مومن دو عیوب کا جامع نہیں ہوسکتا: (۱) بخیلی (۲) بداخلاقی۔ یہ بات تجربہ اور مشاہدہ میں آئی ہے کہ عموماً بخیل شخص بداخلاق نہیں ہوتا بلکہ حسنِ اخلاق کا پیکر ہوتا ہے اور اسی طرح بداخلاق شخص بخیل نہیں ہوتا بلکہ دریا دل ہوتا ہے۔ حدیث کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی خبر میں انشاء مضمر ہے یعنی مومن کو چاہیے کہ ان دونوں عیوب

1887- اخرجه ابوداؤد (666/2) كتاب الاداب' فى حسن المعاشرة' حديث (4790)

سے بچے ورنہ کم از کم ایک سے تو ضرور بچنا چاہیے۔

دوسری حدیث باب میں بخل کی مذمت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے، جن میں سے ایک بخیل بھی ہے۔

سوال: تیسری حدیث باب مومن کو سادہ دل اور بدکار کو دھوکہ باز قرار دیا ہے۔ اس کا پہلا حصہ اس مشہور حدیث سے متعارض ہے: لایلدغ المؤمن من جحر مرتین؛ یعنی مومن ایک سراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاسکتا:؟

جواب: خواہ مومن سادہ لوح اور بھولا بھالا ہوتا ہے لیکن بیوقوف ہرگز نہیں ہوتا، وہ ایک آدھ بار تو دھوکہ کھالیتا ہے لیکن مسلسل دھوکہ نہیں کھاتا۔ اس حدیث: مَرَّتَيْنِ کا لفظ عدد بیان کرنے کے لیے نہیں آیا بلکہ تکرار کے لیے آیا ہے۔ جس طرح سورہ ملک کی آیت نمبر ۴ میں لفظ: مَرَّتَيْنِ؛ عدد کے لیے نہیں بلکہ تکرار کے لیے استعمال ہوا ہے یعنی بار بار ملاحظہ کرنا۔ یہاں بھی اس لفظ کا مطلب ہے کہ مومن بار بار دھوکہ نہیں کھاسکتا، اس لیے کہ خواہ وہ سادہ دل ہوتا ہے لیکن بیوقوف نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّفَقَةِ فِي الْاَهْلِ

باب 42- اہل خانہ پر خرچ کرنا

1888 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلٰى اَهْلِهٖ صَدَقَةٌ وَّفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آدمی کا اپنی بیوی پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عمرو بن امیہ ضمری، حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1889 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِيْ اَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1888- اخرجه البخاری (165/1) کتاب الایمان' باب: ما جاء فی ان الاعمال بالنیة والحسبة' ولکل امرء ما نوی' حدیث (55)' (368/7) کتاب المغازی: باب: حدثنی خلیفة' حدیث (4006)' (407/9) کتاب النفقات' باب: فضل النفقة علی الاهل' وقول الله عزوجل (ویسئلونك ماذا ینفقون البقرة 219) حدیث (5351) وفی الادب المفرد (756) ومسلم (695/2) کتاب الزکوة' باب: فضل النفقة والصدقة علی الاقربین والزوج والاولاد والوالدین' ولو کانوا مشرکین' حدیث (1002/48) والنسائی (69/5) کتاب الزکوة' باب: ای الصدقة افضل' حدیث (2545) واحمد (120/4' 122' 273) من طریق شعبة عن عدی بن ثابت' قال: سمعت عبد الله بن یزید الانصاری فذکره۔

متن حدیث: اَفْضَلُ الدِّيْنَارِ دِيْنَارٌ يُّنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى عِيَالِهٖ وَدِيْنَارٌ يُّنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى دَابَّتِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ يُّنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ بَدَاَ بِالْعِيَالِ ثُمَّ قَالَ فَاَيُّ رَجُلٍ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنْ رَجُلٍ يُّنْفِقُ عَلٰى عِيَالٍ لَّهٗ صِغَارٍ يُعِفُّهُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَيُغْنِيْهِمُ اللّٰهُ بِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: سب سے زیادہ فضیلت والا دینار وہ دینار ہے' جسے آدمی اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے' جسے آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے جانور پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے' جسے آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔ (یہاں اللہ تعالیٰ کی راہ سے مراد جہاد ہے)

شیخ ابوقلابہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے اہل خانہ کا تذکرہ کیا تھا۔

پھر فرمایا اس شخص سے زیادہ اور اجر کسے ملے گا' جو اپنے کم سن بچوں پر خرچ کرتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ اس شخص کی وجہ سے (محنت مشقت سے بچالیتا ہے) انہیں' اس شخص کی وجہ سے (ضروریات سے بے نیاز کر دیتا ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت:

اہل وعیال کے حقوق اور شوہر کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ انہیں اخراجات فراہم کرے، اگر انہیں حسب ضرورت اخراجات فراہم نہیں کرے گا، تو معاشرہ میں خرابیاں پیدا ہوں گی۔ تنگ دستی کی وجہ سے بیوی اپنے شوہر کی تھوڑی سی دولت اس کی اجازت کے بغیر استعمال میں لائے گی، پھر عادی ہونے کی وجہ سے اس میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ اسی طرح اولاد کی ضروریات پوری نہ ہوں گی' وہ بھی گھر سے چھوٹی چھوٹی چوری شروع کر دے گی اور یہ گھریلو عادت مستقل ہو جانے پر ہمسائیوں اور رشتہ داروں کے گھروں سے بھی چوریاں شروع کر دے گی جو آنے والے وقت میں والدین کے لیے وبال جان بن جائے گا۔ معاشرہ بالخصوص گھریلو ماحول کو فساد کے ناسور سے بچانے کے لیے احادیث باب میں اہل خانہ پر دولت خرچ کرنے کو صدقہ قرار دیا گیا ہے۔

دوسری حدیث باب میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اپنے دوستوں پر دولت خرچ کرنے سے زیادہ بہتر اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ذکر پہلے اور دوسرے دو امور کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے۔

اہل وعیال کے نان ونفقہ، رہائش، لباس اور تعلیم وتربیت کے اخراجات کا پورا کرنا باپ کے فرائض میں داخل ہے۔ وہ اپنے اس فریضہ کی آدائیگی میں کاہلی یا عدم توجہ کا شکار نہ ہو، تو گھریلو ماحول جنت نظیر بن سکتا ہے ورنہ تمام افراد خانہ کو پریشانی کا سامنا کرنا

1889- اخرجه البخاري في الادب المفرد (755) ومسلم (691/2) كتاب الزكوٰة' باب: فضل النفقة على العيال والمملوك' واثم من ضيعهم او حبس نفقتهم عنهم' حديث (994/38) وابن ماجه (922/2) كتاب الجهاد' باب: فضل النفقة في سبيل الله تعالىٰ' حديث (2760) واحمد (279'277/5) من طريق حماد بن زيد' عن ايوب' عن ابي قلابة' عن ابي اسماء فذكره۔

پڑے گا۔ یہ اخراجات فضول خرچی کی حد تک بھی نہیں ہونے چاہیے، کیونکہ اس کی ممانعت وارد ہو چکی ہے بلکہ خالصًا حلال کمائی سے اور میانہ روی سے ہونے چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الضِّیَافَةِ وَغَایَةِ الضِّیَافَةِ اِلٰی کَمْ هِیَ

باب 43-مہمان نوازی کا بیان اور مہمان نوازی کتنے عرصے تک ہوگی؟

1890 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِیِّ

متنِ حدیث: اَنَّهُ قَالَ اَبْصَرَتْ عَيْنَایَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعَتْهُ اُذُنَایَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتَهٗ قَالُوْا وَمَا جَائِزَتُهٗ قَالَ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَّالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَّمَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَّمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ان دونوں آنکھوں کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کو دیکھا اور میں نے اپنے دونوں کانوں سے سنا جب آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی مہمان نوازی کرے۔ جو اہتمام کے ساتھ ہو۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ کتنے عرصے تک ہوگی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک دن اور ایک رات، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عام مہمان نوازی تین دن تک ہوگی۔ اس کے بعد صدقہ ہوگا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو گا وہ بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1891 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ شُرَيْحٍ الْكَعْبِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَّجَائِزَتُهٗ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَّمَا اُنْفِقَ عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَّلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّثْوِیَ عِنْدَهٗ حَتّٰی يُحْرِجَهٗ

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنْ عَآئِشَةَ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِیِّ

1890- اخرجه البخاری (460/10) كتاب الادب، باب: من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فلا يؤذ جاره، حديث (6019) وطرفاه (6135، 6476) ومسلم (1352/3) كتاب اللقطة، باب: الضيافة ونحوها، حديث (14، 15، 16/48) وابو داؤد (369/2) كتاب الاطعمة، باب: ما جاء فی الضيافة، حديث (3748) وابن ماجه (1212/2) كتاب الادب، باب: حق الضيف، حديث (3675)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيُّ هُوَ الْكَعْبِيُّ وَهُوَ الْعَدَوِيُّ اسْمُهُ خُوَيْلِدُ بْنُ عَمْرٍو

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ لَا يَثْوِىْ عِنْدَهٗ يَعْنِى الضَّيْفَ لَا يُقِيْمُ عِنْدَهٗ حَتّٰى يَشْتَدَّ عَلٰى صَاحِبِ الْمَنْزِلِ وَالْحَرَجُ هُوَ الضِّيْقُ اِنَّمَا قَوْلُهٗ حَتّٰى يُحْرِجَهٗ يَقُوْلُ حَتّٰى يُضَيِّقَ عَلَيْهِ

◆◆ حضرت ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عام مہمان نوازی تین دن تک ہوگی اور اہتمام کے ساتھ دعوت ایک دن کی ہوگی اور اس کے بعد آدمی مہمان پر جو خرچ کرے گا وہ صدقہ ہوگا۔ تاہم مہمان کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ میزبان کے ہاں اتنی دیر رہے کہ اسے حرج میں مبتلا کردے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہما) سے احادیث منقول ہیں۔

امام مالک اور لیث بن سعد نے سعید مقبری کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت ابوشریح خزاعی کعبی ہے۔ یہی عدوی ہے۔ ان کا نام خویلد بن عمرو ہے۔

حدیث کے یہ الفاظ لَا يَثْوِىْ عِنْدَهٗ مراد یہ ہے کہ مہمان میزبان کے ہاں اتنی دیر نہ رہے کہ میزبان کے لئے یہ بات پریشانی کا باعث بنے۔

وَالْحَرَجُ اس سے مراد تنگی ہے۔

حدیث کے یہ الفاظ حَتّٰى يُحْرِجَهٗ سے مراد یہ ہے کہ اسے تنگی کا شکار کردے۔

شرح

مہمان نوازی کرنے کی تاکید اور مدت:

انسان ہمہ وقت گھر میں نہیں رہتا بلکہ کبھی گھر میں ہوتا ہے اور کبھی سفر پر جب کہ سفر کے بھی کئی مقاصد ہو سکتے ہیں۔ حالت سفر میں وہ اپنے پاس کھانا نہیں رکھتا، شہر میں ہو تو ہوٹل سے کھانا کھانے کی سہولت میسر ہوتی ہے لیکن دیہاتوں میں قیمتاً کھانا کھانے کی سہولت مفقود ہوتی ہے۔ اس انسانی پریشانی کو اسلام نے مہمان نوازی کا جواز پیدا کر کے دور کردیا۔

مہمان نوازی سنت ہے یا واجب؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جمہور آئمہ فقہ کے نزدیک مہمان نوازی سنت مؤکدہ ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک مہمان نوازی واجب ہے۔ انہوں اس روایت سے استدلال کیا ہے: ليلة الضيف حق على كل مسلم؛ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۷۵۰) ایک رات کی مہمان نوازی ہر مسلمان پر واجب ہے۔'' علاوہ ازیں احادیث باب کی تعبیر بھی اس کے وجوب کو ظاہر کرتی ہے۔ جمہور کی طرف سے بعض فقہاء کی اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) وجوب والی حدیث منسوخ ہے اور دوسری روایات ناسخ ہیں (۲) ابتداء اسلام میں مہمان نوازی واجب تھی اور بعد میں یہ وجوب ختم کردیا

گیا۔ (۳) وجوب پر دلالت کرنے والی روایات استحباب وسنت پر محمول ہیں۔

تین اہم مسائل: احادیث باب میں تین اہم فقہی مسائل بیان کیے گئے ہیں:

☆ اہتمام کے ساتھ (پرتکلف) مہمان نوازی ایک رات دن ہے۔

☆ اہتمام کے بغیر (عام) مہمان نوازی تین دن رات ہے۔

☆ تین رات دن کے بعد مہمان نوازی صدقہ کی حیثیت رکھتی ہے جو میزبان کی رضامندی پر موقوف ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّعْيِ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْيَتِيمِ

باب 44- بیواؤں اور یتیموں کا خیال رکھنا

1892 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَّرْفَعُهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلسَّاعِي عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ كَالَّذِيْ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدِّيلِيِّ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُو الْغَيْثِ اسْمُهُ سَالِمٌ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيْعٍ وَّثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ مَدَنِيٌّ وَّثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ شَامِيٌّ

◆◆ صفوان بن سلیم نے نبی اکرم ﷺ سے "مرفوع" روایت کے طور پر یہ بات نقل کی ہے آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ بیواؤں اور مسکینوں کا خیال رکھنے والا شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مانند ہے یا اس شخص کی مانند ہے' جو دن کے وقت روزہ رکھتا ہو' اور رات بھر نفل پڑھتا رہتا ہو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

ابوغیث نامی راوی کا نام سالم ہے جو عبداللہ بن مطیع کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

(ایک راوی) ثور بن یزید شامی ہیں اور (دوسرے راوی) ثور بن یزید مدنی ہیں۔

شرح

بیواؤں اور یتیموں سے مروت وحسن سلوک کرنے کی فضیلت:

لفظ: اَلْاَرْمِلَةُ؛ اَلْاَرْمَلُ؛ کا مؤنث ہے' جس کی جمع اَرَامِلَةُ؛ ہے۔ اس کا معنی ہے: بیوہ وہ عورت جس کا شوہر فوت ہو

1892- اخرجه البخاری (451/10) کتاب الاداب' الساعی علی الارملة' حدیث (6006)

گیا ہو۔ یتیم سے مراد وہ نابالغ بچہ ہے جس کا باپ وفات پا گیا ہو۔ یہاں یتیم سے مراد وہ بچہ ہے جو بیوہ کے پاس موجود ہو۔ حدیث باب میں لفظ: مسکین؛ سے مراد عام مسکین نہیں ہے بلکہ بیوہ کا یتیم بچہ مراد ہے۔

بعض اوقات بیوی وفات پا جاتی ہے، تو شوہر دوسری شادی کر لیتا ہے خواہ پہلی بیوی سے اولاد ہو یا نہ ہو اور کبھی شوہر پہلے وفات پا جاتا ہے، بیوی عدت گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کر لیتی ہے خواہ پہلے شوہر سے اولاد ہو یا نہ ہو۔ ان دونوں صورتوں میں بیوی یا شوہر کے بچوں کے اخراجات کا انتظام نکاح کی صورت میں از خود ہو جاتا ہے۔ شوہر کی وفات کی صورت میں بیوی کبھی بوڑھی ہوتی ہے یا اس کے بچے ہوتے ہیں اور بیوی دوسرا نکاح نہیں کرتی بلکہ بچوں کی پرورش کرنا ہی اپنا فریضہ سمجھتی ہے، اس صورت میں بیوہ اور بچوں کی پرورش کا بظاہر کوئی ذریعہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا معاشرے میں انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے ان کے نان ونفقہ، لباس اور تعلیم و تربیت کے اخراجات کو اپنے اخراجات سے عملی طور مقدم رکھنا اجر عظیم کا باعث ہے۔

بیوہ کی معاونت اور یتیم بچوں کی پرورش میں حصہ لینا اہلِ دُول کی ذمہ داری ہے۔ ان کے معاونین کی فضیلت اور اجر وثواب حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے:۔

☆ انہیں مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔

☆ انہیں قائم اللیل اور صائم النہار کے برابر اجر عطا کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي طَلَاقَةِ الْوَجْهِ وَحُسْنِ الْبِشْرِ

باب 45- خندہ پیشانی اور بشاش چہرے (سے ملنا)

1893 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُنْكَدِرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ وَّاِنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ اَنْ تَلْقَى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ وَّاَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ اِنَاءِ اَخِيْكَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ہر بھلائی صدقہ ہے اور بھلائی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو اور یہ بات بھی شامل ہے کہ تم اپنے ڈول کے ذریعے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دو۔

اس بارے میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

1893- اخرجه البخاري في الادب المفرد (301) واحمد (3/344، 360) وعبد بن حميد (329) حديث (1090) من طريق المنكدر بن محمد بن المنكدر، عن ابيه، فذكره.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

خندہ پیشانی سے پیش آنے کی فضیلت:

یہ مسئلہ سابقہ ابواب کے ضمن میں گزر چکا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر نیکی باعث اجر ہے بالخصوص دو نیکیوں کا ثواب کسی سے کم نہیں ہے:

☆ اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا

☆ اپنے برتن کے ذریعے اپنے مسلمان بھائی کے برتن میں پانی ڈال دینا

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ

باب 46- سچ اور جھوٹ کا بیان

1894 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِىْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِىْ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَّاِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِىْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَعُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ وَابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: سچ کو لازم کرلو بے شک سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے۔ بے شک نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، آدمی سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں "سچا" لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو! کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے، اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے، آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسے "جھوٹا" لکھ دیا جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن شخیر، حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) سے بھی احادیث منقول ہیں۔

1894- اخرجه البخاری (523/10) رقم (694) ومسلم (2012/4، 2013) کتاب البر والصلة والاداب، باب: قبح الکذب، وحسن الصدق، وفضله، حدیث (103، 104، 105/2607) وابو داؤد (715/2) کتاب الاداب، باب: فی التشدید، فی الکذب، حدیث (4989) واحمد (384/1، 393، 432، 439) من طریق شقیق بن سلمة ابی وائل فذکره۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1895 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ هَارُونَ الْغَسَّانِيِّ حَدَّثَكُمْ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ اَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِّنْ نَتْنِ مَا جَآءَ بِهٖ

قَالَ يَحْيٰى فَاَقَرَّ بِهٖ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ هَارُوْنَ فَقَالَ نَعَمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ جَيِّدٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ تَفَرَّدَ بِهٖ عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ هَارُوْنَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بو کی وجہ سے نامہ اعمال لکھنے والا یا حفاظت والا فرشتہ اس سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

یحییٰ نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے۔ عبدالرحیم نامی راوی نے اس بات کی توثیق کی ہے اور فرمایا ہے ایسا ہی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن جید غریب" ہے۔ ہم صرف اسی سند کے حوالے سے اسے جانتے ہیں جسے نقل کرنے میں عبدالرحیم یہی راوی منفرد ہیں۔

1896 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: مَا كَانَ خُلُقٌ اَبْغَضَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَذِبِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُحَدِّثُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْكِذْبَةِ فَمَا يَزَالُ فِي نَفْسِهٖ حَتّٰى يَعْلَمَ اَنَّهُ قَدْ اَحْدَثَ مِنْهَا تَوْبَةً

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ "ناپسندیدہ خصلت" جھوٹ بولنا تھی۔ بعض اوقات کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں جھوٹ بول دیا کرتا تو نبی اکرم ﷺ کے دل میں (اُس کے لیے ناپسندیدگی کی کیفیت) رہتی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کو پتہ چل جاتا کہ اُس نے بعد میں توبہ کر لی ہے (تو اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی ناپسندیدگی ختم ہوتی)۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

صداقت کی فضیلت اور کذب بیانی کی مذمت:

صداقت وحقیقت پر مبنی گفتگو کرنے سے معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے اور کذب کے سبب تنزلی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث باب میں صداقت کی فضیلت اور کذب بیانی کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

1896- اخرجه احمد (152/6) من طريق عبد الرزاق' عن معمر' عن ايوب' عن ابن ابى مليكة' فذكره

اچھی عادات اور اعمال خیر انسان کی ترقی اور کامیابی کا باعث بنتے ہیں، انسان اپنی اصلاح کرتا ہوا اعمال خیر کو اختیار کرتا ہے اور مسلسل ان اعمال کو کرنے کے سبب جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ صداقت بھی اعمال خیر کی طرح قابل اجر نیکی ہے جو دیگر اعمال کی طرح یہ بھی انسان کو جنت میں داخل کر دیتی ہے۔ اس کے برعکس جھوٹ کا شمار برائیوں میں ہوتا ہے، یہ انسان کو دوزخ کی راہ پر گامزن کر دیتا ہے اور مسلسل کذب بیانی کی وجہ سے انسان جہنم میں پہنچ جاتا ہے۔

تیسری حدیث باب میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ مادی اشیاء میں جس طرح خوشبو اور بدبو محسوس کی جاتی ہے، اسی طرح اعمال خیر اور کلمات قبیح میں بھی خوشبو اور بدبو محسوس کی جاسکتی ہے اور اس فن کا ملکہ ملائکہ اور صالحین کو حاصل ہوتا ہے، کیوں کہ ان کی روحانیت، مادیت پر غالب ہوتی ہے۔

احادیث باب میں بیان کردہ مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ کذب بیانی سے مکمل طور پر احتراز کرے اور ہمہ وقت صداقت کو اپنائے، تاکہ اسے روحانیت کے غلبہ کی دولت میسر آئے جو دارین کی کامیابی اور دخول جنت کا ذریعہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْفُحْشِ وَالتَّفَحُّشِ

باب 47- بدزبانی کا مظاہرہ کرنا

1897 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهُ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهُ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: بے حیائی جس چیز میں بھی آجاتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے اور حیاء جس چیز میں بھی آجاتی ہے اسے آراستہ کر دیتی ہے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے ہم اسے صرف عبدالرزاق کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

1898 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ

1897- اخرجه البخاری فی الادب المفرد (604) وابن ماجه (1400/2) کتاب الزهد' باب: الحیاء' حدیث (4185) واحمد (165/3) وعبد بن حمید (372) حدیث (1241) من طریق عبد الرزاق' قال: اخبرنا معمر' عن ثابت' فذکره۔

1898- اخرجه البخاری (654/6) کتاب المناقب' باب: صفة النبی صلی اللہ علیه وسلم' حدیث (3559) واطرافه فی (6035'6029'3759) وفی الادب المفرد (268) ومسلم (1810/4) کتاب الفضائل' باب: کثرة حیائه صلی اللہ علیه وسلم' حدیث (2321/68) واحمد (193'189'161/2) من طریق ابووائل یحدث عن مسروق' فذکره۔

اَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: خِيَارُكُمْ اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا وَّلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

(حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ بدزبانی اور فحش گوئی نہیں کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

بدکلامی سے احتراز کرنا اور خوش کلامی اختیار کرنا:

لفظ: فُحش؛ فعل ثلاثی مجرد صحیح باب نَصَرَ يَنْصُرُ کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: فَحَشَ الْقَوْلُ اَوِالْفِعْلُ؛ قول وفعل کا قابل مذمت ہونا، انتہائی برا ہونا۔ لفظ اَلْفَاحِشَةُ: کا معنی ہے: قابل مذمت قول وفعل، گندہ کام، بری بات۔ لفظ: تَفَحَّشَ؛ کا معنی ہے: بدکلامی، فحش گوئی، بتکلف فحش گفتگو کرنا، گالی گلوچ پر مبنی گفتگو۔ گالی گلوچ پر مبنی گفتگو معاشرہ کے لیے متعدی ناسور ہے جب کہ شرم وحیاء، خوش کلامی اور مروت ولحاظ معاشرہ کے خوب ہونے کی علامت ہے۔

کچھ لوگ بتکلف فحش گفتگو کرنے، بدکلامی، گالی گلوچ اور بھونڈے الفاظ استعمال کرنے کے عادی ہوتے ہیں یہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہ تکلف گفتگو کرنے، بدگوئی اور قابل نفرت بات کو پسند نہیں کرتے تھے بلکہ آپ خوش کلام اور سنجیدہ گفتگو فرمانے کو پسند فرماتے تھے۔

احادیث باب کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ فحش گفتگو سے مکمل طور پر پرہیز کرے اور خوش کلام و قابل تعریف گفتگو کرے۔ اس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

☆ شرم وحیا اور سنجیدہ گفتگو قابل توجہ اور قابل تقلید ہوتی ہے۔

☆ فحش گوئی، بدکلامی اور بدگوئی قابل نفرت ہوتی ہے۔

☆ اچھی گفتگو، حسن اخلاق کا مظہر ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي اللَّعْنَةِ

باب 48-لعنت کرنے (کا حکم)

1899 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِهٖ وَلَا بِالنَّارِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: آپس میں ایک دوسرے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، اس کے غضب یا جہنم (کی بددعا) نہ دو۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت عمران بن حصین (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1900 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْاَزْدِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِىْءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّقَدْ رُوِىَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: مومن شخص طعنے نہیں دیتا' لعنت نہیں بھیجتا' فحش گفتگو نہیں کرتا، بدزبانی کا مظاہرہ نہیں کرتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ سے منقول ہے۔

1901 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا اَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: اَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّيحَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَلْعَنِ الرِّيحَ فَاِنَّهَا مَاْمُوْرَةٌ وَّاِنَّهٗ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهٗ بِاَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْلَمُ اَحَدًا اَسْنَدَهٗ غَيْرَ بِشْرِ بْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں ''ہوا'' پر لعنت کی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ہوا پر لعنت نہ کرو کیونکہ وہ حکم کی پابند ہے۔ جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت بھیجتا ہے' جو چیز اس لعنت کی مستحق نہ ہو' تو وہ لعنت اس بھیجنے والے کی طرف واپس آ جاتی ہے۔

1899– اخرجه البخاري في الادب المفرد (316) وابو داؤد (695/2) كتاب الادب' باب: في اللعن' حديث (4906) واحمد (15/5) من طريق قتادة عن الحسن' فذكره.

1900– اخرجه البخاري في الادب المفرد (328) واحمد (404) من اسرائيل عن العمش' عن ابراهيم' عن علقمة' فذكره.

1901– اخرجه ابوداؤد (695/2) كتاب الادب' باب في اللعن' حديث (4908) من طريق قتادة' عن ابي العالية' فذكره.

یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہمارے علم کے مطابق صرف بشر بن عمر نامی راوی نے اس کی سند بیان کی ہے۔

شرح

لعنت کرنے کی ممانعت:

لفظ: اَللَّعْنَةُ، فعل ثلاثی مجرد صحیح باب فَتَحَ يَفْتَحُ کا مصدر ہے، اس کا معنیٰ ہے: لعنت بھیجنا، بددعا کرنا۔ الفاظ: لَعَنَهُ اللّٰهُ؛ سے مراد ہے: اللہ تعالیٰ نے اسے خیر سے دور کر دیا، اسے بھلائی سے محروم کر دیا۔

کسی پر لعنت کرنا، پھٹکار کرنا اور بددعا سے نوازنا، آخری درجہ کی بدگمانی ہے۔ اگر وہ شخص اس کا مستحق نہ ہو، وہ لعنت و بدگوئی متکلم کی طرف عود کر آتی ہے۔ ایک تمثیل کے ذریعے بھی اس مسئلہ کی وضاحت کی جاسکتی ہے کہ اگر کوئی شخص ایک پتھر پکی دیوار پر مارے، وہ دیوار میں داخل نہیں ہوگا بلکہ پھینکنے والے کی طرف واپس آجائے گا، کیونکہ دیوار نے اسے قبول نہیں کیا۔ اگر وہی پتھر کچی دیوار پر مارا جائے، وہ اس میں داخل ہو جائے گا جو واپس نہیں آئے گا۔ اسی طرح ملعون اگر لعنت کا حقدار نہ وہ لعنت کرنے والے پر واپس آجاتی ہے ورنہ اسی پر برقرار رہتی ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص لعنت کا بالیقین حقدار ہو، اس پر لعنت کرنا جائز ہے مثلاً شیطان، قارون، ہامان، فرعون، نمرود، ابوجہل، ابولہب، گستاخ صحابہ، گستاخ اولیاء اور قادیانی وغیرہ۔

لعنت کرنا اور پھٹکار کرنا نہایت درجہ کی بددعا ہے، اسلام نے عام بددعا سے بھی منع کیا ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ قبولیت کی گھڑی ہو اور غصہ کی حالت میں کی ہوئی بددعا قبول ہو جائے جو بعد میں پریشانی کا سبب بن جائے۔ لعنت کرنے کی وجہ سے معاشرہ میں فساد، نفرت و کدورت اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا شریعت نے تلقین کی ہے کہ بددعا سے احتراز کیا جائے اور لوگوں کے حق میں دعائے خیر کی جائے۔

احادیث باب کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ ان میں اصلاح معاشرہ اور تربیت عوام کی غرض سے چھ امور سے منع کیا گیا ہے: (۱) کسی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کرنا (۲) کسی کو جہنمی قرار دینے کے لیے بددعا کرنا (۳) کسی کو طعن دینا (۴) فحش گفتگو کرنا (۵) بدکلامی کا مظاہرہ کرنا (۶) ہوا پر لعنت کرنا۔ ان امور بالخصوص لعنت کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ اگر ملعون، لعنت کا حقدار نہ ہو وہ لعنت متکلم کی طرف عود کر آتی ہے اور اس سے معاشرے میں متعدی ناسور جنم لیتا ہے، جس پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَعْلِيْمِ النَّسَبِ

باب 49- نسب کی تعلیم دینا

1902 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عِيْسَى الثَّقَفِيِّ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1902- تفرد به الترمذی دون اصحاب الكتب الستة' ينظر تحفة الاشراف (14853) واخرجه احمد (374/2) والحاكم (161/4)

متن حدیث: تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهِ اَرْحَامَكُمْ فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْاَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَاَةٌ فِي الْاَثَرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ مَنْسَاَةٌ فِي الْاَثَرِ يَعْنِيْ بِهِ الزِّيَادَةَ فِي الْعُمُرِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔تم نسب کا اتنا علم حاصل کرو جس کے ذریعے تم اپنے رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آسکو کیونکہ اس صلہ رحمی کی وجہ سے آدمی اہل خانہ سے محبت کرتا ہے اور (اس کی وجہ سے انسان کے) مال میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کی زندگی لمبی ہوتی ہے۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

روایت کے لئے الفاظ مَنْسَاَةٌ فِي الْاَثَرِ اس سے مراد عمر میں اضافہ ہے۔

شرح

علم نسب سیکھنے کی اہمیت:

انسان اپنے قریبی اعزاء واقارب سے آگاہ ہوتا ہے لیکن دور کے رشتہ داروں سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتا، وہ زیادہ سے زیادہ دادا پردادا تک جانتا ہے اور اس سے اوپر کے رشتہ داروں کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔شریعت نے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کرنے کی خصوصیت سے تاکید کی ہے، جب ہمیں ان کا علم نہیں ہوگا تو ان سے یہ نیکی نہیں کرسکیں گے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے علم الانساب سیکھنے کی بایں الفاظ تلقین فرمائی ہے: تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ؛ یعنی تم اپنے انساب کو سیکھو''۔

انساب سیکھنے کی متعدد وجوہات ہیں جن میں سے تین مشہور درج ذیل ہیں:

۱-فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مُحَبَّةٌ فِي الْاَهْلِ: خاندان سے محبت کرنا: انساب سیکھنے سے اعزاء واقارب کا علم ہوگا جن سے صلہ رحمی کرنے کے باعث باہمی تعلقات استوار ہوں گے اور پورا خاندان محبت ومودت کا گہوارہ بن جائے گا۔

۲-مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ: مال میں اضافہ: خاندان سے صلہ رحمی اور حسن سلوک کرنے سے اللہ تعالیٰ مال و دولت میں برکت فرماتا ہے، کیوں کہ اسے اپنا حصہ اور دوسرے لوگوں کا حصہ بھی عنایت کیا جاتا ہے۔ایک وقت انسان اکیلا ہوتا ہے اسے صرف اپنا حصہ ملتا ہے، شادی کے بعد بیوی کا حصہ بھی ملنا شروع ہو جاتا ہے اور اولاد پیدا ہونے کی صورت میں ان کا حصہ بھی عنایت کیا جاتا ہے۔علیٰ ہذا القیاس خاندان سے حسن سلوک، صلہ رحمی اور مالی معاونت کے سبب ان کا حصہ بھی اللہ تعالیٰ دینا شروع کر دیتا ہے۔

۳-مَنْسَاَةٌ فِي الْاَثَرِ: درازئ عمر کا سبب: خاندان سے صلہ رحمی اور حسن سلوک کی برکت سے اللہ تعالیٰ عمر میں برکت فرماتا ہے۔جو لوگ چاہتے ہیں کہ وہ زیادہ دیر تک زندہ رہیں یا ان کا نام تادیر زندہ رہے۔انہیں چاہیے کہ اپنے خاندان سے صلہ رحمی کرنے میں بخل سے کام ہرگز نہ لیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی دَعْوَةِ الْاَخِ لِاَخِیْهِ بِظَهْرِ الْغَیْبِ

باب 50- اپنے بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرنا

1903 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ حَدَّثَنَا قَبِیصَةُ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِیَادِ بْنِ اَنْعُمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَا دَعْوَةٌ اَسْرَعَ اِجَابَةً مِّنْ دَعْوَةِ غَائِبٍ لِغَائِبٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَالْاَفْرِیْقِیُّ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِیَادِ بْنِ اَنْعُمٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یَزِیْدَ هُوَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِیُّ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سب سے زیادہ تیزی کے ساتھ وہ دعا قبول ہوتی ہے جو آدمی کسی کی غیر موجودگی میں کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اس حدیث کے راوی افریقی کو علم حدیث میں ''ضعیف'' قرار دیا گیا ہے۔ یہ صاحب عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی ہے۔ عبداللہ بن یزید نامی راوی ''ابوعبدالرحمٰن حبلی'' ہیں۔

شرح

اپنے بھائی کے لیے خفیہ دعا کرنے کی فضیلت:

بددعا کرنے سے معاشرہ میں فساد برپا ہوتا ہے اور اس کے برعکس دعائے خیر کے نتیجہ میں معاشرہ کی قدروں میں اضافہ ہوتا ہے۔ کسی کے حق میں بددعا منع ہے مگر دعائے خیر مطلوب ہے۔ کسی سے ناراض و غضبناک ہو کر خفیہ طور پر اس کے حق میں بددعا کرنا حرام ہے لیکن دعائے خیر مطلوب و محبوب ہے۔ حدیث باب میں خفیہ طور پر اپنے مسلمان بھائی کے حق میں کی جانے والی دعاءِ خیر کو سریع القبول اور بہترین قرار دیا گیا ہے۔ چونکہ پس پشت اور خفیہ طور پر کی جانے والی دعا خلوص و محبت پر مبنی اور ریاکاری سے پاک ہوتی ہے، اس لیے یہ جلدی قبول کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الشَّتْمِ

باب 51- گالی دینے کا حکم

1904 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ

1903- اخرجه البخاری فی الادب المفرد (627) وابو داؤد (480/1) کتاب الصلوٰة: باب الدعاء بظهر الغیب' حدیث (1535) وعبد بن حمید (133) حدیث (327) من طریق عبد اللّٰه بن یزید ابی عبد الرحمٰن' فذکره۔

هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِئِ مِنْهُمَا مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ سَعْدٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: گالی گلوچ کرنے والے دو آدمی جو کچھ کہتے ہیں' اس سب کا گناہ پہل کرنے والے پر ہوتا ہے' جب تک مظلوم حد سے تجاوز نہ کرے۔

اس بارے میں حضرت سعد، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن مغفل (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1905 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الْاَحْيَاءَ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَصْحَابُ سُفْيَانَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَرَوٰى بَعْضُهُمْ مِثْلَ رِوَايَةِ الْحَفَرِيِّ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا يُحَدِّثُ عِنْدَ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

◆◆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ اپنے مُردوں کو برا نہ کہو کیونکہ تم (اسی طرح) اپنے زندوں کو اذیت دو گے۔

سفیان کے شاگردوں میں اسے نقل کرنے میں اختلاف ہے۔ بعض راویوں نے اسے حفری کی مانند نقل کیا ہے' جبکہ بعض راویوں نے اسے سفیان کے حوالے سے زیاد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک شخص کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہوئے سنا۔

1906 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهُ كُفْرٌ

1904- اخرجه مسلم (2000/4) كتاب البر والصلة والاداب' باب: النهي عن السباب' حديث (2587/68) وابو داؤد (274/4) احياء التراث' كتاب الاداب' باب: السبعان' حديث (4894)

1905- اخرجه احمد (252/4) من طريق زياد بن علاقة لذكره.

1906- اخرجه البخاري (135/1) كتاب الايمان' باب: خوف المؤمن من ان يحبط عمله وهو لا يشعر' حديث (48) وطرفاه في (6044'7076) ومسلم (289/10- الابي) كتاب الايمان: باب: بيان قول النبي صلى الله عليه وسلم: سباب المسلم' حديث (64/116) والنسائي (122/7) كتاب تحريم الدم' باب: قتال المسلم' حديث (4109'4110)

قَالَ زُبَيْدٌ قُلْتُ لِاَبِىْ وَائِلٍ ءَ اَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کے ساتھ جنگ کرنا کفر ہے۔ (یا اس کو قتل کرنا کفر ہے)

زبید نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے۔ میں نے ابووائل سے دریافت کیا: آپ نے خود حضرت عبداللہ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

گالی گلوچ کی ممانعت:

بددعا کی طرح گالی گلوچ اور بدکلامی سے بھی معاشرہ کی قدریں مجروح ہوتی ہیں۔ کچھ لوگ بطور تکیہ کلام فحش گوئی کے عادی ہوتے ہیں حتیٰ کہ اپنے اہل خانہ میں بیٹھ کر بھی ایسی زبان استعمال کرنے سے باز نہیں آتے، ایسی حرکت نہایت درجہ کی قبیح، قابل نفرت اور قابل گرفت ہے' جس سے افراد خانہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ گالی گلوچ اور فحش گوئی گناہ کبیرہ ہے' جس سے احتراز ضروری ہے۔

احادیث باب میں چند مسائل بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆ کسی کو گالیاں بکنا گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔

☆ زندہ لوگوں کی طرح مردوں کو گالیاں دینا بھی حرام ہے، کیوں کہ اس سے زندہ لوگوں کو اذیت ہوتی ہے۔

☆ مسلمان کے قتل کو حلال قرار دیتے ہوئے، اسے ہلاک کرنا کفر ہے ورنہ گناہ کبیرہ ہے۔

فائدہ نافعہ: گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے سے مسلمان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا مثلاً ترک صلوٰۃ گناہ کبیرہ ہے لیکن اس سے مسلمان کافر نہیں ہوتا۔ تاہم نماز کے انکار سے کافر ہو جائے گا۔

سوال: گناہ کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) کسی گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنا، اس صورت میں مسلمان کو قتل کرنا فسق ہے۔ (۲) کسی گناہ کو حلال سمجھ کر کرنا، اس صورت میں مومن کو گالی بکنا بھی کفر ہے، اس لیے کہ کسی گناہ کو حلال سمجھ کر کرنا کفر ہے۔ ایک گناہ کو فسق اور دوسرے کو کفر کیوں قرار دیا گیا ہے؟

جواب: حقیقتاً قتل مسلم کفر نہیں ہے' بلکہ قتل مسلم پر کفر کا اطلاق تہدیداً ہے، دونوں گناہوں میں مراتب کے اعتبار سے فرق کیا گیا ہے کہ ایک کو فسق جب کہ دوسرے کو کفر قرار دیا گیا ہے، کیونکہ گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنا فسق اور گناہ کو حلال سمجھتے ہوئے کرنا کفر ہے۔ کوئی مسلمان کسی گناہ کو حلال قرار دیتے ہوئے اس کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي قَوْلِ الْمَعْرُوفِ

باب 52- بھلائی کی بات کہنا

1907 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا تُرٰى ظُهُوْرُهَا مِنْ بُطُوْنِهَا وَبُطُوْنُهَا مِنْ ظُهُوْرِهَا فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ لِمَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَأَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلّٰى لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحٰقَ

توضیح راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيْثِ فِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحٰقَ هٰذَا مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَهُوَ كُوْفِيٌّ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحٰقَ الْقُرَشِيُّ مَدَنِيٌّ وَهُوَ أَثْبَتُ مِنْ هٰذَا وَّكِلَاهُمَا كَانَا فِيْ عَصْرٍ وَّاحِدٍ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جنت میں ایسے گھر ہیں جن کا باہر کا حصہ اندر سے اور اندر کا حصہ باہر سے نظر آ جاتا ہے۔ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور اس نے دریافت کیا: یہ کسے ملیں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کو جو اچھی گفتگو کرتا ہو، دوسروں کو کھانا کھلائے اور ہمیشہ (نفلی) روزے رکھے' رات کے وقت نوافل ادا کرے' جبکہ لوگ سو چکے ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف عبدالرحمٰن کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

بعض محدثین نے عبدالرحمٰن بن اسحاق کے بارے میں ان کے حافظے کے حوالے سے کلام کیا ہے۔ یہ صاحب کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق قریشی مدنی ان سے زیادہ مستند ہیں۔ تاہم یہ دونوں حضرات ایک ہی زمانے کے ہیں۔

شرح

نیکیوں کے عوض جنت عطا ہونا:

الفاظ: قول المعروف: میں موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے، جس طرح اقوال بد سے معاشرہ کی قدریں مجروح ہوتی ہیں، اسی طرح اقوال خیر سے معاشرہ کی تعمیر ہوتی ہے۔ لوگوں کو باہم ایسی گفتگو کرنی چاہیے جو شرعاً اور عقلاً قابل اجر و ثواب ہو۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں کچھ ایسے گھر ہیں جن کے اندر سے باہر کی ہر چیز اور باہر سے اندر کی ہر چیز نظر آتی ہے۔ یہ گھر ان لوگوں کو میسر آئیں گے جن میں چار اوصاف پائے جائیں: (۱) وہ مہذب و سنجیدہ گفتگو کرتا ہو (۲) لوگوں کو کھانا کھلاتا ہو (۳) دن میں مسلسل روزے رکھتا ہو (۴) رات کے وقت قیام کرتا ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي فَضْلِ الْمَمْلُوْكِ الصَّالِحِ

باب 53- صالح غلام کی فضیلت

1908 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: نِعِمَّا لِاَحَدِهِمْ اَنْ يُّطِيْعَ رَبَّهٗ وَيُؤَدِّيَ حَقَّ سَيِّدِهٖ يَعْنِي الْمَمْلُوْكَ

وقَالَ كَعْبٌ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: وہ شخص کتنا اچھا ہے' جو اپنے پروردگار کی اطاعت کرتا ہے اور اپنے آقا کے حق کو بھی ادا کرتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ تھی' جو شخص غلام ہو کعب بیان کرتے ہیں: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1909 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِی الْيَقْظَانِ عَنْ زَاذَانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: ثَلَاثَةٌ عَلٰى كُثُبَانِ الْمِسْكِ اُرَاهُ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَّهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ يُّنَادِيْ بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ اَبِی الْيَقْظَانِ

توضیح راوی: وَاَبُو الْيَقْظَانِ اسْمُهٗ عُثْمَانُ بْنُ قَيْسٍ وَّيُقَالُ ابْنُ عُمَيْرٍ وَّهُوَ اَشْهَرُ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: تین لوگ مشک کے ٹیلے پر ہوں گے۔ (راوی بیان کرتے ہیں) میرا خیال ہے یہ الفاظ ہیں ''قیامت کے دن'' ایک وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے آقا کا بھی حق ادا کرتا ہے۔ ایک وہ شخص جو لوگوں کی امامت کرتا ہے اور وہ لوگ اس سے خوش ہوں۔ ایک وہ شخص جو روزانہ پانچ مرتبہ اذان دیتا ہے۔

1908- اخرجه البخاری (208/5) كتاب الخصومات' باب: العبد اذا احسن حدث (2549) من طريق الاعمش به' واخرجه مسلم (1285/3) من طريق همام بن منبه عن ابی هريرة.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ ہم اسے صرف سفیان کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

ابویقظان نامی راوی کا نام عثمان بن قیس ہے۔ ایک قول کے مطابق عثمان بن عمیر ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے۔

شرح

اطاعت گزار غلام کی فضیلت:

خدام اور کنیزیں معاشرے کا حصہ ہوتے ہیں لیکن یہ کم درجہ کے افراد ہوتے ہیں، آقا انہیں اپنے ماتحت تصور کرتا ہے اور یہ بھی اپنے آپ کو فروتر تسلیم کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے بندہ ہونے میں سب انسان برابر ہیں اور دین کے رشتہ کی وجہ سے سب یکساں ہیں اور شریعت اسلامیہ کی پابندی سب پر واجب ہے۔ اگر معاشرے کے کچھ افراد اسلامی تعلیمات کی پابندی نہ کریں تو اسلامی معاشرہ کی شان کے منافی ہے، اس لیے غلاموں اور کنیزوں پر لازم قرار دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے آقا کی اطاعت کو لازم خیال کریں اور اس حوالے سے عملی مظاہرہ بھی کریں۔

احادیث باب میں غلام اور کنیز کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنے آقا کی اطاعت کریں اور اس معاملے میں کوتاہی ہرگز نہ کریں۔ پہلی حدیث میں اس غلام کو بہترین غلام قرار دیا گیا جو اپنے آقا کا تابع فرمان ہوتا ہے۔ دوسری روایت میں بھی اللہ تعالیٰ اور آقا کے فرمانبردار غلام کو قیامت کے دن امتیازی مقام پر فائز ہونے کی خوشخبری سنائی گئی ہے، جس سے اطاعت گزار غلام کی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔

جب حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلی حدیث باب سنی تو تصدیق کی صورت میں فرمایا: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ؛ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ اس تصدیق کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) انہوں نے یہ بات آسمانی کتب یعنی تورات وانجیل وغیرہ میں پڑھی ہوگی۔ (۲) اپنے تجربہ اور مشاہدہ کی بنیاد پر دیندار غلام کی یہ خوبی معلوم کی ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مُعَاشَرَةِ النَّاسِ

باب 54 - لوگوں کے ساتھ برتاؤ

1910 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ اَبِيْ شَبِيبٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقِ اللّٰهِ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ

1910- اخرجه احمد (5/153، 158، 177) والدارمی (2/323) كتاب الرقائق، باب: في حسن الخلق، من طريق حبيب بن ابی ثابت، عن ميمون بن ابی شبيب، فذكره.

تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ ابْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ قَالَ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ اَبِيْ شَبِيْبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ مَحْمُوْدٌ وَّالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ اَبِيْ ذَرٍّ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور برائی کرنے کے بعد نیکی کروتا کہ وہ اسے مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

محمود نامی راوی نے اسے اپنی سند کے ہمراہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

محمود نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

معاشرے کے سنہرے اصول:

انسان جانوروں کی طرح الگ تھلگ رہنے کا عادی نہیں ہے بلکہ مدنی الطبع ہونے کی وجہ سے معاشرے کا حصہ بن کر رہنے کو پسند کرتا ہے۔مل جل کر رہنے کے بھی کچھ اصول ہیں، جو حدیث باب میں بیان کیے گئے ہیں اور ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ: جہاں بھی تم موجود ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو: مطلب یہ ہے کہ انسان سفر میں ہو یا حضر میں، اکیلا ہو یا جماعت میں، دن کا وقت ہو یا رات کا ہر ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے ساتھ خیال کرتے ہوئے اس کے احکام پر عمل پیرا ہونا چاہیے اور ممنوعات سے احتراز بھی از بس ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ سے ڈرنا محبت کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ سانپ، شیر، بچھو اور دشمن کی طرح خوف سے بلکہ جس طرح استاذ، مرشد اور والدین سے محبت کی بنا پر ڈرا جاتا ہے نہ کہ خوف کے سبب۔

۲-وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا: برائی کے بعد نیکی کرتے برائی ختم ہو جاتی ہے: انسان غلطی کا پتلا ہے، اعمال خیر کرتا ہے اور معصیات کا ارتکاب بھی کرتا ہے، جب معصیت کے بعد نیکی کرتا ہے تو اس کی معصیت ختم ہو جاتی ہے۔چنانچہ اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ؛ بیشک نیکیاں، برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔" جس طرح کپڑے کو داغ دھبہ لگ جائے، دھونے سے وہ ختم ہو جاتا ہے۔اسی طرح جب انسان سے کوئی نافرمانی و معصیت کا کام ہو جائے، اس کے بعد صدقہ و

خیرات کیا جائے یا صلوٰۃ توبہ پڑھ لی جائے، وہ گناہ ختم ہو جاتا ہے۔

۳- وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ: اور لوگوں سے حسن اخلاق کا برتاؤ کرو: یہ تیسرا حکم ہے کہ جب آدمی معاشرے کا ایک فرد بن کر اس میں مل جل کر رہتا ہے وہ لوگوں سے حسن اخلاق، حسن سلوک اور مروت کا برتاؤ کرے گا تو وہ ستارے کی مثل نمایاں ہوگا ورنہ کالعدم ہو جائے گا۔

حدیث باب میں تعمیر معاشرہ کے حوالے سے تین اہم امور کا درس دیا گیا ہے:

☆ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرنا

☆ معصیت سرزد ہونے کی صورت میں نیکی کرنا

☆ لوگوں سے حسن سلوک کرنا اور حسن اخلاق سے پیش آنا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي ظَنِّ السُّوءِ

باب 55- بدگمانی کا حکم

1911 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ: وَسَمِعْتُ عَبْدَ بْنَ حُمَيْدٍ يَذْكُرُ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ سُفْيَانَ قَالَ قَالَ سُفْيَانُ الظَّنُّ ظَنَّانِ فَظَنٌّ اِثْمٌ وَظَنٌّ لَيْسَ بِاِثْمٍ فَاَمَّا الظَّنُّ الَّذِي هُوَ اِثْمٌ فَالَّذِي يَظُنُّ ظَنًّا وَيَتَكَلَّمُ بِهِ وَاَمَّا الظَّنُّ الَّذِي لَيْسَ بِاِثْمٍ فَالَّذِي يَظُنُّ وَلَا يَتَكَلَّمُ بِهِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ بدگمانی سے اجتناب کرو کیونکہ یہ سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

میں نے عبد بن حمید کو سفیان کے شاگردوں کے حوالے سے یہ بات بیان کرتے سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: گمان دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک گمان گناہ ہوتا ہے ایک گمان گناہ نہیں ہوتا جو گمان گناہ ہوتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی گمان جو کرلے اس کے بارے میں کلام بھی کرے' جو گمان گناہ نہیں ہوتا۔ اس سے مراد وہ گمان ہے' جو آدمی صرف سوچے' اس کے بارے میں کوئی بات نہ کرے۔

1911- اخرجه البخاری (499/10) كتاب الادب' باب: (يايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن' (الحجرات 12) حديث (6066) ومسلم (1985/4) كتاب البر والادب والصلة' باب: تحريم الظن والتجسس والتنافس والتناجش' ونحوها' حديث (2563/28) وابو داؤد (697/2) كتاب الادب' باب: فی الظن' حديث (4917)

شرح

بدگمانی سے بچنا:

لفظ: ظن '؛ کا معنی ہے: گمان خواہ اچھا ہو یا برا۔ ترکیب ظَنَّ السُّوْءِ: میں موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے۔ اس کا معنی ہے: بدگمانی، برا گمان۔

جب لوگوں میں اختلاف کی فضا قائم ہوتی ہے، باہمی بدظنی کا ناسور جنم لیتا ہے، جس کے نتیجہ میں ایک دوسرے کے عیوب سے باخبر ہونے کے لیے تجسس کیا جاتا ہے اور عیب نمایاں ہونے پر غیبت کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ بدظنی، تجسس و عیب جوئی اور غیبت تینوں حرام ہیں اور ان سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ

(الحجرات:١٢) اے ایمان والو! تم زیادہ گمانوں سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تم عیب جوئی نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو'۔

حدیث باب اور ارشاد ربانی سے ثابت ہوا کہ بدگمانی، عیب جوئی اور غیبت تینوں گناہ کبیرہ ہیں اور ان سے اجتناب و احتراز ضروری ہے۔ البتہ چند مقامات پر گمان واجب یا مندوب یا مباح ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) ارشاد ربانی ہے: لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ (النور:١٢) جب لوگوں نے یہ بات سنی تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے یہ گمان کیوں نہ کیا اور یہ بات کیوں نہ کہی کہ یہ صاف جھوٹ ہے؟ یہ آیت منافقین کی طرف سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر الزام عائد کرنے اور آپ کی برائت کے حوالے سے نازل ہوئی، جس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان خواتین و حضرات کو اس موقع پر اچھے گمان کا فوراً اعلان کرنا چاہیے تھا! (۲) کسی بزرگ کا ارشاد ہے: ظُنُّوْا بِالْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا تم مسلمانوں کے بارے میں اچھا گمان کرو۔ (۳) ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: اِنَّ مِنَ الْحَزْمِ سُوْءُ الظَّنِّ؛ احتیاط اسی میں ہے کہ تحقیق کے بغیر کسی پر اعتبار نہ کیا جائے (۴) نماز ادا کرتے وقت سمت قبلہ مشتبہ ہو جانے پر ظن غالب پر عمل کرنا واجب ہے۔ (۵) دوران نماز تعداد رکعات میں اشتباہ ہونے پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ اس موقع پر تحری کی جائے گی اور ظن غالب پر عمل کیا جائے گا۔

الغرض ہر گمان گناہ نہیں ہے' بلکہ حدیث اور ارشاد ربانی کا مصداق وہ برا گمان ہے جو لوگ باہم کرتے ہیں، جن سے احتراز بلکہ ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمِزَاحِ

باب 56- مزاح کا حکم

1912 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَضَّاحِ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِي

التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متن حدیث: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى اِنْ كَانَ لَيَقُوْلُ لِاَخٍ لِّيْ صَغِيْرٍ يَّا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ نَحْوَهٗ

توضیح راوی: وَاَبُو التَّيَّاحِ اسْمُهٗ يَزِيْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الضُّبَعِيُّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ گھل مل جایا کرتے تھے۔ آپ میرے چھوٹے بھائی سے کہا کرتے تھے اے ابوعمیر! تمہاری چڑیا کا کیا حال ہے؟

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

ابوتیاح نامی راوی کا نام یزید بن حمید ضبعی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1913 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متن حدیث: قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تُدَاعِبُنَا قَالَ اِنِّيْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ہمارے ساتھ خوش مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں صرف سچ کہتا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1914 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متن حدیث: اَنَّ رَجُلًا اسْتَحْمَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ حَامِلُكَ عَلٰى وَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَلِدُ الْاِبِلَ اِلَّا النُّوْقُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے لئے جانور مانگا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں سواری کے لئے اونٹنی کا بچہ دوں گا' تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اونٹ کو اونٹنی ہی جنم دیتی ہے۔

1914- اخرجه البخاری فی الادب المفرد (264) وابو داؤد (718/2) كتاب الادب' باب: ما جاء فی المزاح' حديث (4998) واحمد (267/3) من طريق خالد بن عبد الله الواسطی' عن حميد' فذكره.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

1915 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا ذَا الْاُذُنَيْنِ

قَالَ مَحْمُودٌ قَالَ اَبُو اُسَامَةَ يَعْنِي مَازَحَهُ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا الْحَدِيثُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں'

نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ان سے کہا: ”اے دو کانوں والے“

محمود نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے۔ شیخ ابواسامہ نے یہ بات بیان کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مزاح کے طور پر یہ بات کہی تھی۔

یہ حدیث ”صحیح غریب“ ہے۔

شرح

خوش طبعی کرنے کا جواز:

لوگوں کا باہمی خوش طبعی، مزاح اور دائرہ اخلاق میں رہتے ہوئے ہنسی مذاق کرنا بھی معاشرہ کے لیے فرحت پیدا کرتا ہے۔ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بعض اوقات مزاح فرماتے تھے۔

احادیث باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ پہلی حدیث باب کی تفصیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اہل خانہ پر خصوصی نظر شفقت تھی اور ان کے گھر میں آپ کی کثرت سے آمد و رفت تھی۔ آپ ان کے گھر جاتے تو ان کے چھوٹے بھائی کو ملاحظہ فرماتے کہ وہ ہمیشہ اپنی ایک سرخ چڑیا کے ساتھ کھیل میں مصروف دکھائی دیتا تھا۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے، آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان کا چھوٹا بھائی مغموم بیٹھا ہوا ہے، آپ نے اہل خانہ سے اس کے غم زدہ ہونے کی وجہ پوچھی، جواب ملا کہ اس کی سرخ چڑیا مرگئی ہے، اس لیے یہ سوگ کے دن کاٹ رہا ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لیجاتے تو ان کے چھوٹے بھائی سے مزاح کرتے ہوئے فرماتے: یا ابا عمیر! مافعل النغیر؟ اے ابوعمیر! تمہاری چڑیا کا کیا بنا؟“۔ اس ارشاد میں دو طرح سے خوش طبعی ہے: (۱) نغیر کے ہم وزن ابوعمیر' آپ نے چھوٹے بچے کو کنیت سے پکارا۔ (۲) ابوعمیر کو ان کی سرخ رنگ والی چڑیا سے محبت یاد دلائی۔

1915- اخرجه ابوداؤد (719/2) كتاب الادب' باب: ما جاء في المزاح' حديث (5002) واحمد (242'127'117/3) من طريق شريك' عن عاصم' فذكره.

دوسری حدیث باب میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ جب صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش طبعی کے بارے میں یاد کرتے یا آپ ان سے خوش طبعی کرتے، آپ انہیں فرماتے کہ میری زبان سے حق وصداقت کے علاوہ کوئی لفظ برآمد نہیں ہوتا، کیونکہ خلاف واقع بات یا مذاق مقام نبوت کے منافی ہے۔

تیسری حدیث باب میں یہ خوش طبعی مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بایں الفاظ مخاطب فرماتے: یاذا الاذنین! اے دوکانوں والے!؛ یہ آپ کی خوش طبعی یا مزاح تھا ورنہ ہر شخص دو کانوں والا ہوتا ہے۔ حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مزاح بیان ہوا کہ سائل کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میں تو تمہیں اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ اس نے خیال کیا کہ جب بچے پر میں سواری نہیں کرسکوں گا تو اس کا فائدہ؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تعجب دور کرتے ہوئے فرمایا: ہر اونٹ، اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔

فائدہ نافعہ: کسی سے ایسی بات کہنا جس سے دلی طور پر اسے تکلیف یا پریشانی لاحق ہو، اسے مذاق کہا جاتا ہے اور ایسے متکلم کو مسخرہ کہا جاتا ہے۔ مذاق حرام ہے، کیونکہ اس سے نفرت وکدورت اور عداوت پیدا ہوتی ہے جو لڑائی تک بھی پہنچا سکتی ہے۔ کسی سے ایسی بات کہنا جس سے وہ خوش ہو جائے، اس کی پریشانی دور ہو جائے اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر جائے، اسے مزاح یا خوش طبعی کہا جاتا ہے۔ یہ سنت اور جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمِرَاءِ

باب 57- جھگڑا کرنے کا حکم

1916 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ اللَّيْثِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِيْ وَسَطِهَا وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِيْ اَعْلَاهَا

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ حَدِيْثٌ حَسَنٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سَلَمَةَ بْنِ وَرْدَانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص باطل جھوٹ چھوڑ دے' تو اس کے لئے جنت کے کنارے پر گھر بنایا جائے گا' جو شخص حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے اس کے لئے جنت کے درمیان میں گھر بنایا جائے گا' جو شخص اپنے اخلاق اچھے کرلے اس کے لئے جنت کے بلند ترین حصے میں گھر بنایا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

ہم اسے صرف سلمہ بن وردان کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں جو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

1917 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا فَضَالَةُ بْنُ الْفَضْلِ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ ابْنِ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ

1916- اخرجه ابن ماجه (19/1) المقدمة' حديث (51) من طريق ابن ابى فديك' عن سلمة بن وردان' فذكره۔

اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: كَفٰى بِكَ اِثْمًا اَنْ لَّا تَزَالَ مُخَاصِمًا

حکم حدیث: وَهٰذَا الْحَدِيْثُ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد بیان فرمائی ہے: تمہارے گنہگار ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تم ہمیشہ جھگڑتے رہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

1918 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ اللَّيْثِ وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَا تُمَارِ اَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدَةً فَتُخْلِفَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَعَبْدُ الْمَلِكِ عِنْدِيْ هُوَ ابْنُ بَشِيْرٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم اپنے بھائی کے ساتھ جھگڑا نہ کرو اس کا مذاق نہ اڑاؤ' اس کے ساتھ وعدہ کر کے وعدہ خلافی نہ کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

عبدالملک نامی راوی میرے خیال میں عبدالملک بن بشیر ہیں۔

شرح

فضول بحث وتکرار ترک کرنے کی فضیلت اور کرنے کی مذمت:

لفظ: مِرَآءٌ؛ مصدر ہے، جس کا معنی ہے: بحث وتکرار کرنا، جھگڑا کرنا، حجت بازی کرنا۔ فضول بحث وتکرار کرنا منع ہے، کیونکہ اس سے نفرت وکدورت کا متعدی ناسور پیدا ہوتا ہے جو انسان کو عداوت ولڑائی تک پہنچا دیتا ہے اور معاشرہ کا امن برباد ہو جاتا ہے۔ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ص (الکھف: ۲۲) پس تم غار والوں کے بارے میں زیادہ بحث وتکرار نہ کرو''۔ البتہ بامقصد مسائل معلوم کرنے، سبق کا اعادہ کرنے اور مجلس مسابقہ میں سوالات کرنے کی اجازت ہے۔

پہلی حدیث باب میں بحث وتکرار سے احتراز کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص جھوٹ پر مبنی بحث سے احتراز کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کے کنارے پر گھر عنایت کرے گا اور جو حق پر مبنی بحث سے اجتناب کرے گا، اسے جنت کے وسط میں گھر عطا کیا جائے گا۔ جو شخص اپنے اخلاق سنوارنے کے لیے بحث وتکرار سے دور رہے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کے بالا خانوں میں گھر کی نعمت سے سرفراز فرمائے گا۔

1918- اخرجه البخاري في الادب المفرد (394) من طريق عبد الملك عكرمة' فذكره.

دوسری حدیث باب میں ہمہ وقت بحث وتکرار اور تنازع کرنے کو گناہ قرار دیا گیا ہے۔ تیسری حدیث باب میں تین چیزوں سے منع کیا گیا ہے: (۱) بحث وتکرار سے، کیونکہ اس سے نفرت وکدورت پیدا ہوتی ہے۔ (۲) کسی سے ہمہ وقت مزاح سے، کیوں کہ یہ مزاح، مزاق کی شکل اختیار کر لیتا ہے جو متعدی الی التنازع ہوتا ہے۔ (۳) کسی سے ایسا وعدہ کرنا جو پورا نہ کر سکے، اس لیے کہ وعدہ کی خلاف ورزی نفاق ومنافقت کی علامت ہے، جس سے اجتناب ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُدَارَاةِ

باب 58- مدارات کا حکم

1919 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتِ

متنِ حدیث: اسْتَاْذَنَ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ اَوْ اَخُو الْعَشِيْرَةِ ثُمَّ اَذِنَ لَهُ فَاَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ لَهُ مَا قُلْتَ ثُمَّ اَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ فَقَالَ يَا عَآئِشَةُ اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی میں اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اپنے خاندان کا سب سے بُرا فرد ہے۔ (راوی کو شک ہے) اپنے خاندان کا بُرا بھائی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے اندر آنے کی اجازت دی تو اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو کی جب وہ آدمی چلا گیا، تو میں عرض کی آپ نے تو اس شخص کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔ پھر آپ نے اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! لوگوں میں سب سے برا شخص وہ ہوتا ہے، جسے لوگ اس کی بدزبانی سے بچنے کیلئے (اس کے حال پر) چھوڑ دیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

برے شخص سے اچھا برتاؤ کرنا:

الفاظ: دَارَاةٌ، مَدَارَاةٌ؛ دونوں مترادف ہیں جن کا معنی ہے: دل جوئی کرنا، مشفقانہ برتاؤ کرنا، نرمی کا سلوک کرنا۔ اچھے

1919- اخرجه البخاری (10/486) کتاب الادب، باب: ما یجوز من اغتیاب اهل الفساد والریب، حدیث (6054؛ 10/554) کتاب الادب، باب: المداراة مع الناس، حدیث (6131) وفی الادب المفرد (1315) ومسلم (2002/3) کتاب البر والصلة والاداب، باب: مداراة من یتقی فحشة، حدیث (2591/73) وابو داؤد (666/2) کتاب الادب: باب: فی حسن العشرة، حدیث (4791) واحمد (38/6) والحمیدی (121/1) حدیث (249) وعبد بن حمید (1511) من طریق عروة بن الزبیر، فذکره.

انسان سے سب لوگ حسن سلوک کرتے ہیں، برے آدمی سے بھی حسن اخلاق سے پیش آنے کی ہدایت کی گئی ہے' تا کہ معاشرہ میں اخوت ومودت کو فروغ حاصل ہو اور باہمی میل جول میں کوئی چیز حائل نہ ہو۔

حدیث باب سے اس مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ برے شخص کو برے الفاظ سے یاد کرنا غیبت نہیں ہے، کیوں کہ اس کو بیان کرنے سے دوسرے لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ثابت ہوا کہ شریر انسان کے شر سے بچنے کے لیے اس سے دل جوئی کرنا اور نرمی کا برتاؤ کرنا، سنت ہے۔ اس طرح معاشرہ میں برائی کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مشہور روایت ہے: يَا عَائِشَةُ! مَتٰى عَهِدْتِّنِيْ فَاحِشًا ؟ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهٖ. (صحیح بخاری، رقم الحدیث ٦٠٣٢) اے عائشہ! تو نے کب مجھے بدگو پایا؟ قیامت کے دن مرتبہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے برا وہ شخص ہوگا، جسے لوگ اس کے شر سے بچنے کی وجہ سے چھوڑ دیں"۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِقْتِصَادِ فِي الْحُبِّ وَالْبُغْضِ

باب 59- محبت اور دشمنی میں میانہ روی اختیار کرنا

1920 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اُرَاهُ رَفَعَهٗ

متنِ حدیث: قَالَ اَحْبِبْ حَبِيْبَكَ هَوْنًا مَا عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ بَغِيْضَكَ يَوْمًا مَا وَاَبْغِضْ بَغِيْضَكَ هَوْنًا مَا عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ حَبِيْبَكَ يَوْمًا مَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَيُّوْبَ بِاِسْنَادٍ غَيْرِ هٰذَا رَوَاهُ الْحَسَنُ بْنُ اَبِيْ جَعْفَرٍ وَّهُوَ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ اَيْضًا بِاِسْنَادٍ لَّهٗ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَالصَّحِيْحُ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوْفٌ قَوْلُهٗ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے "مرفوع" روایت کے طور پر یہ بات نقل کی ہے (نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے) اپنے دوست کے ساتھ میانہ روی کا رویہ رکھو کیونکہ ہوسکتا ہے' وہ کسی دن تمہارا دشمن بن جائے اور اپنے دشمن کے ساتھ میانہ روی کا رویہ رکھو' کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی دن وہ تمہارا دوست بن جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ایوب کے حوالے سے' نقل کی گئی ہے۔

اس روایت کو حسن بن ابوجعفر نے نقل کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "ضعیف" ہے۔ یہی روایت حضرت علی کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔' تاہم صحیح یہ ہے کہ یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کے اپنے قول کے طور پر

یعنی ''موقوف'' روایت کے طور پر منقول ہے۔

شرح

محبت وعداوت میں میانہ روی اختیار کرنا:

بعض اوقات انسان اپنے دوست سے محبت ومودت میں اس قدر غلو سے کام لیتا ہے کہ آئندہ دوستی، عداوت میں تبدیل ہو جانے کی وجہ سے وہی محبت وبال جان بن جاتی ہے۔ اسی طرح بعض اوقات آدمی اپنے مخالف سے عداوت میں اس قدر آگے بڑھ جاتا ہے کہ مستقبل میں عداوت، دوستی میں تبدیل ہو جانے کے باعث ذہنی اذیت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ شریعت نے ہمیں حکم دیا ہے دوست سے دوستی اور دشمن سے عداوت میں میانہ روی اختیار کی جائے تاکہ مستقبل میں ندامت وپریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْكِبْرِ

باب 60- تکبر کا بیان

1921 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ وَّلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا' جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا' جس کے دل میں رائی کے دانے کے وزن جتنا ایمان ہوگا۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت سلمہ بن اکوع اور حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1922 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ

1921- اخرجه مسلم (367،366/1- نووی) كتاب الايمان' باب: تحريم الكبر وبيانه' حديث (91/149،148،147) وابو داؤد (457/2) كتاب اللباس' باب: ما جاء في الكبر' حديث (4091) وابن ماجه (22/1) المقدمة' حديث (59) (1397/2) كتاب الزهد' باب: البراء' من الكبر والتواضع' حديث (4173) واحمد (412/1، 416، 451) من طريق ابراهيم' عن علقمة' فذكره.

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبَانَ بْنِ تَغْلِبٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ وَّلَا يَدْخُلُ النَّارَ يَعْنِيْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ قَالَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِنَّهٗ يُعْجِبُنِيْ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبِيْ حَسَنًا وَّنَعْلِيْ حَسَنَةً قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْجَمَالَ وَلٰكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَصَ النَّاسَ

مذاہب فقہاء: وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ لَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ اِنَّمَا مَعْنَاهُ لَا يُخَلَّدُ فِي النَّارِ

حدیث دیگر: وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ

وَقَدْ فَسَّرَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ التَّابِعِيْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ) فَقَالَ مَنْ تُخَلِّدُ فِي النَّارِ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا' جس کے دل میں چھوٹی چیونٹی کے جتنا تکبر ہوگا وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا' جس کے دل میں چھوٹی چیونٹی کے وزن جتنا ایمان ہوگا۔

راوی بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ میرے کپڑے عمدہ ہوں اور جوتا اچھا ہو' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمال کو پسند کرتا ہے' لیکن تکبر سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص حق کا انکار کرے' اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

بعض اہلِ علم نے اس حدیث ''جہنم میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا' جس کے دل میں چھوٹی چیونٹی کے برابر ایمان ہو''۔ کی یہ تشریح بیان کی ہے کہ ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔

اسی طرح کی روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جہنم سے ہر وہ شخص نکل آئے گا' جس کے دل میں چھوٹی چیونٹی کے وزن جتنا ایمان ہوگا''۔

بعض تابعین نے اس آیت ''اے ہمارے پروردگار! جسے تو جہنم میں داخل کردے گا' اسے تو نے رسوا کردیا''۔ کے بارے میں یہ بات بیان کی ہے: جسے تو ہمیشہ جہنم میں رکھے گا اسے تو نے رسوا کردیا (یا خسارے کا شکار کردیا)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

1923 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِيْنَ فَيُصِيْبُهٗ مَا اَصَابَهُمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ ایاس بن سلمہ بن اکوع اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی خود کو اتنا بڑا سمجھتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام "جبارین" (تکبر کرنے والوں) میں لکھ دیا جاتا ہے؟ اسے بھی وہی عذاب ہوگا' جو ان لوگوں کو ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

1924 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيْسَى الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: قَالَ تَقُوْلُوْنَ فِیَّ التِّيْهُ وَقَدْ رَكِبْتُ الْحِمَارَ وَلَبِسْتُ الشَّمْلَةَ وَقَدْ حَلَبْتُ الشَّاةَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا فَلَيْسَ فِيْهِ مِنَ الْكِبْرِ شَیْءٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ نافع بن جبیر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں لوگ میرے بارے میں یہ بیان کرتے ہیں: میرے اندر تکبر پایا جاتا ہے حالانکہ میں گدھے پر سوار ہو جاتا ہوں۔ موٹی چادر کو لباس کے طور پر استعمال کرتا ہوں بکری کا دودھ دوہ لیتا ہوں اور نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص یہ کام کر لیتا ہو اس میں تکبر نہیں ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

تکبر کی مذمت اور اسے دور کرنے کا طریقہ:

جس انسان میں عجز وانکسار اور فروتنی ہو وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ جس آدمی میں تکبر وغرور اور بڑائی پائی جائے، وہ ذلیل وخوار ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں کرتا۔ علاوہ ازیں تواضع وانکساری بندے کی صفت ہے جب کہ تکبر وکبریائی اللہ تعالیٰ کا وصف ہے۔ تکبر کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کے تعلق سے تکبر کرنا: یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے گھمنڈ کرنا، اس کے احکام پر عمل نہ کرنا اور حق کا انکار کرنا ہے (۲) بندوں کے تعلق سے تکبر کرنا: بندوں کے سامنے اپنے آپ کو بڑا خیال کرنا، اپنے آپ کو دوسروں سے افضل قرار دینا اور اپنے مقابلہ میں دوسرے لوگوں کو حقیر ومعمولی سمجھنا، جب کہ تمام انسان اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے سامنے یکساں اور اس کی مخلوق ہونے میں سب برابر ہیں۔ البتہ عبادت وریاضت، تقویٰ وطہارت اور اطاعت وتابعداری کے لحاظ سے کسی کو فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ متکبر شخص، تکبر کے سبب جنت سے محروم رہے گا اور جہنم میں پھینکا جائے گا۔ جو شخص عجز وانکار اور تواضع کا مجسمہ ہو، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، بلکہ وہ جنت میں جائے گا۔ آخری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ تکبر کو دور کرنے کے تین طریقے ہیں:

☆ گدھے پر سواری کرنا

☆ لباس کی غرض سے موٹی چادر اوڑھنا

☆ بکری کا دودھ دوھنا

فائدہ نافعہ: جمال وحسن میں فرق: جمال: ذاتی موزونیت کا نام ہے، یہی وجہ ہے کہ چند الفاظ کی ترتیب خاص کو جملہ کہا جاتا ہے۔علاوہ ازیں یوں کہا جاتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالَ. بیشک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے''۔ حسن: عارضی صفت کا نام ہے، دوسرا شخص یہ صفت مہیا کرتا ہے' جس طرح یوں کہا جاتا ہے: اِسْتَحْسَنَهٗ: یعنی فلاں شخص نے اسے صفتِ حسن عطا کی۔اس طرح اللہ تعالیٰ کو جمیل تو کہہ سکتے ہیں لیکن حسین نہیں کہہ سکتے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا جمال ذاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حُسْنِ الْخُلُقِ

باب 61- اچھے اخلاق کا بیان

1925 سندِحدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ يَّعْلٰى بْنِ مَمْلَكٍ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَا شَىْءٌ اَثْقَلُ فِىْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ وَّاِنَّ اللّٰهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِىءَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ وَّاُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت اُمِّ درداء حضرت ابودرداء بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: قیامت کے دن مومن کے میزان میں اچھے اخلاق کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہوگی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بے حیا اور فحش گفتگو کرنے والے شخص سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے۔

اس بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حضرت اسامہ بن شریک (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1926 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ اللَّيْثِ الْكُوْفِىُّ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

2025- اخرجه البخاري في الادب المفرد (267) وابو داؤد (668/2) كتاب الادب' باب: في حسن الخلق' حديث (4799) واحمد (442/6'446'448) وعبد بن حميد (204) من طريق عطاء بن نافع الكيخاراني' عن ام الدرداء' فذكرته۔

متن حدیث: مَا مِنْ شَيْءٍ يُوضَعُ فِي الْمِيزَانِ أَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَإِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ بِهِ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◄► سیّدہ اُمِّ درداء رضی اللہ عنہا، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ میزان میں جو چیزیں رکھی جائیں گی ان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی اور چیز نہیں ہوگی۔ آدمی اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے (بکثرت نفلی) نمازیں پڑھنے اور روزہ رکھنے والا شخص کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

1927 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ مُّحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ جَدِّيْ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ فَقَالَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ فَقَالَ الْفَمُ وَالْفَرْجُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ هُوَ ابْنُ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَوْدِيُّ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: کس عمل کی وجہ سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی پرہیز گاری کی وجہ سے اور اچھے اخلاق کی وجہ سے، پھر آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کس عمل کی وجہ سے زیادہ لوگ جہنم میں داخل ہوں گے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: منہ اور شرمگاہ کی وجہ سے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "صحیح غریب" ہے۔

عبداللہ بن ادریس نامی راوی عبداللہ بن ادریس بن یزید بن عبدالرحمٰن اودی ہیں۔

1928 حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ وَصَفَ حُسْنَ الْخُلُقِ فَقَالَ هُوَ بَسْطُ الْوَجْهِ وَبَذْلُ الْمَعْرُوْفِ وَكَفُّ الْأَذٰى

احمد بن عبدہ ضبی نے ابووہب کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ عبداللہ بن مبارک نے اچھے اخلاق میں یہ باتیں شمار کی ہیں۔ خندہ پیشانی سے ملنا، بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنا اور تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا۔

2027- اخرجه البخاري في الادب المفرد (286، 291) وابن ماجه (2/1418) كتاب الزهد، باب: ذكر الذنوب، حديث (4246) واحمد (291، 392، 442) من طريق: يزيد، فذكره.

شرح

حسن اخلاق کی فضیلت:

ایمان کے بعد شریعت نے جس چیز پر زیادہ زور دیا ہے، وہ حسن اخلاق ہے۔ حسن اخلاق اپنانے اور برے اخلاق ترک کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ بعثت نبوی کے مقاصد میں سے ایک انسان کا تزکیہ نفس، اخلاق حسنہ کی تعمیر اور اخلاق رذیلہ کو ترک کرنا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: وَيُزَكِّيهِمْ؛ (ال عمران:۱۶۴) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کا تزکیہ فرماتے ہیں''۔ ایک مشہور حدیث کے الفاظ یہ ہیں: بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ؛ حسن اخلاق کی تکمیل کے لیے میں مبعوث کیا گیا ہوں۔''

اخلاق حسنہ کا عکس اخلاق سیۂ یا اخلاق رذیلہ ہے، اسلام نے جہاں اخلاق حسنہ کو اختیار کرنے کا حکم دیا وہاں اخلاق رذیلہ کو ترک کرنے کی بھی تاکید کی ہے۔ اخلاق رذیلہ سے مراد ہے: (۱) جھوٹ (۲) غیبت (۳) تکبر (۴) حسد (۵) بہتان (۶) چغلی وغیرہ۔

احادیث باب میں حسن اخلاق کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے۔ اس حوالے سے چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

☆ قیامت کے دن میزان میں مومن کے لیے اخلاق حسنہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہوگی۔

☆ آدمی اپنے اخلاق حسنہ کی برکت سے قائم اللیل اور صائم النہار کے برابر اجر وثواب حاصل کر سکتا ہے۔

☆ حسن اخلاق کی برکت سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے، اور اس کے برعکس بدگوئی اور شرمگاہ کے غلط استعمال کے سبب زیادہ لوگ جہنم میں جائیں۔

☆ حسن اخلاق امور ثلاثہ ہیں:

(۱) خندہ پیشانی سے ملنا (۲) امور خیر میں خرچ کرنا (۳) کسی تکلیف دہ چیز کو راستہ سے دور کرنا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِحْسَانِ وَالْعَفْوِ

باب 62- احسان کرنا اور معاف کر دینا

1929 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ وَّاَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ اَمُرُّ بِهٖ فَلَا يَقْرِيْنِيْ وَلَا يُضَيِّفُنِيْ فَيَمُرُّ بِيْ اَفَاُجْزِيْهِ قَالَ لَا اَقْرِهٖ قَالَ وَرَآنِيْ رَثَّ الثِّيَابِ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ مَالٍ قُلْتُ مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ قَالَ فَلْيُرَ عَلَيْكَ

2029- اخرجه ابوداؤد (449/2) كتاب اللباس، باب: في غسل الثوب وفي الخلقان، حديث (4063) والنسائي (180/8، 181) كتاب الزينة، باب: الجلاجل، حديث (5223، 5224، 196/8) كتاب الزينة، باب: ذكر ما يستحب من لبس الثياب وما يكره منها، حديث (5294) واحمد (473/3، 137/4) من طريق ابواسحق، عن ابي الاحوص، فذكره۔

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَجَابِرٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُو الْاَحْوَصِ اسْمُهٗ عَوْفُ بْنُ مَالِكِ بْنِ نَضْلَةَ الْجُشَمِيُّ وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ اَقْرِهٖ اَضِفْهُ وَالْقِرٰى هُوَ الضِّيَافَةُ

◆◆ ابواحوص اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ایک شخص کے پاس سے گزرتا ہوں وہ میری ضیافت نہیں کرتا اور نہ مجھے مہمان بناتا ہے۔ جب وہ میرے پاس سے گزرتا ہے تو کیا میں بھی اسے اسی طرح بدلہ دوں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! تم اس کی میزبانی کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھا تو دریافت کیا: تمہارے پاس مال موجود ہے؟ میں نے عرض کی: ہر طرح کا مال موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ اور بکریاں عطا کی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو اس (خوشحالی کا اثر تم پر) نظر آنا چاہیے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت جابر اور حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابواحوص نامی راوی کا نام عوف بن مالک بن نضلہ جشمی ہے۔

روایت کے یہ الفاظ اَقْرِهٖ سے مراد ہے تم اس کی مہمان نوازی کرو۔

لفظ اَلْقِرٰى کا مطلب مہمان نوازی ہے۔

1930 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ اَبِى الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تَكُوْنُوْا اِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَاِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا وَلٰكِنْ وَّطِّنُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَائُوْا فَلَا تَظْلِمُوْا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ دوسروں جیسا رویہ اختیار نہ کرو کہ تم یہ کہو" اگر لوگوں نے اچھائی کی ہے' تو ہم بھی اچھائی کر لیں گے' اگر انہوں نے زیادتی کی ہے' تو ہم بھی زیادتی کر یں گے" خود کو یہ تلقین کرو۔ اگر لوگوں نے اچھائی کی تو تم بھی اچھائی کرو گے' اگر وہ برائی کریں گے' تو تم زیادتی نہیں کرو گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

احسان اور درگذر کرنا:

لفظ: احسان، فعل ثلاثی مزید فیہ باب افعال کا مصدر ہے، جس کا معنیٰ ہے: لوگوں سے بھلائی کرنا، کوئی کام کر دینا، تحفہ فراہم کرنا، کسی کا خوش کن کام کر دینا، آرام پہنچانا۔ لفظ: العفو، کا معنیٰ ہے: کسی کی خامیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے خوبیوں کی تعریف کرنا، ناقابل برداشت حرکتوں سے صرف نظر کرتے ہوئے اس کے اچھے کاموں کی تعریف کرنا۔ حسن اخلاق کی طرح لوگوں سے احسان و درگذر کرنا بھی معاشرے کا حسن ہے، کیونکہ اگر ہر انسان انتقامی کارروائی اور دوسرے جیسا رویہ اختیار کرنا شروع کر دے، تو معاشرہ کا امن وسکون تباہ ہو جائے گا۔ احادیث باب میں لوگوں سے احسان کرنے اور عفو و درگذر کرنے کا درس دیا گیا ہے، جس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

☆ لوگوں سے انتقامی جذبہ رکھنے کی بجائے احسان و درگذر کا رویہ اختیار کرنا

☆ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار لباس وخوراک کی شکل میں ہونا

☆ برائی کا بدلہ احسان و درگذر کی صورت میں فراہم کرنا

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ زِيَارَةِ الْإِخْوَانِ

باب 63- (دینی) بھائیوں کی زیارت کرنا

1931 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّالْحُسَيْنُ بْنُ اَبِيْ كَبْشَةَ الْبَصْرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ السَّدُوْسِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ سِنَانٍ الْقَسْمَلِيُّ هُوَ الشَّامِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِيْ سَوْدَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ عَادَ مَرِيْضًا اَوْ زَارَ اَخًا لَّهُ فِي اللّٰهِ نَادَاهُ مُنَادٍ اَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیحِ راوی: وَّاَبُوْ سِنَانٍ اسْمُهٗ عِيْسٰى بْنُ سِنَانٍ وَّقَدْ رَوٰى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِّنْ هٰذَا

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرے یا کسی دینی بھائی کی زیارت کرے' تو ایک شخص یہ اعلان کرتا ہے تمہیں مبارک ہو تمہارا چلنا مبارک ہو تم نے جنت میں اپنے لئے جگہ بنا لی ہے۔

1931- اخرجه ابن ماجه (464/1) كتاب الجنائز' باب: ما جاء في ثواب من عاد مريضاً' حديث (1443)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ابوسنان نامی راوی کا نام عیسیٰ بن سنان ہے۔

حماد بن سلمہ نے ثابت کے حوالے سے ابورافع کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اس کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔

شرح

مسلمان بھائی سے ملاقات کرنے کی فضیلت:

ایمانی صفت کا تقاضا ہے کہ مسلمان باہم محبت وخندہ پیشانی سے ملاقات کریں، ایک دوسرے کے کام آئیں اور ایک دوسرے کی ضروریات کو پورا کرنے کا جذبہ رکھیں، تاکہ باہمی محبت والفت کو فروغ حاصل ہو اور معاشرہ جدار واحد کا نقشہ پیش کرے۔ اس سلسلے میں ایک مشہور حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری محبت ان لوگوں کے لیے ضروری ہے جو میری محبت کی وجہ سے باہم محبت کرتے ہیں، میری وجہ سے مجلس نشینی کرتے ہیں، میری وجہ سے باہم ملاقات کرتے ہیں اور میری وجہ سے باہم خرچ کرتے ہیں۔'' جب انسان ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضاء وخوشنودی کے لیے انجام دیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس پر خصوصی نظر رحمت فرماتا ہے اور اسے اپنے کثیر انعامات سے سرفراز فرماتا ہے۔

جو شخص اپنے بھائی کی عیادت کے لیے جاتا ہے، تو فرشتے اسے اپنی تین دعاؤں سے نوازتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱-اَنْ طِبْتَ: تو خوشحال وخوشگوار رہے''۔ (اس کا تعلق دنیوی زندگی سے ہے)

۲-وَطَابَ مَمْشَاكَ: تیری آمدورفت کا سلسلہ جاری رہے۔'' (اس کا تعلق حسن عمل سے ہے۔)

۳-وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا؛ تو نے جنت میں اپنا گھر تعمیر کرلیا''۔ (اس کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَيَاءِ

باب 64-حیاء کا بیان

1932 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْاِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ بَكْرَةَ وَاَبِيْ اُمَامَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

1932- تفرد به الترمذی، ینظر تحفة الاشراف (15040، 15088، 15053) واخرجه الحاکم فی المستدرك (1/52-53) واحمد (2/501) وذکره الهیثمی فی موارد الظمان (6/207) حدیث (1929) جمیعهم عن محمد بن عمرو بن ابی مسلمة عن ابی هریرة به.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جاتا ہے۔ بے حیائی ظلم کا حصہ ہے ظلم جہنم میں لے جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوبکرہ، حضرت ابوامامہ، حضرت عمران بن حصین (رضی اللہ عنہم) سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

شرم وحیا کی فضیلت اور بے حیائی وظلم کی مذمت:

شرم وحیا انسان کا کلیدی وصف ہے' جس سے تعمیر سیرت اور معاشرہ کا وقار مستحکم ہوتا ہے۔ یہی وصف مسلمان کو اعمال خیر کی ترغیب دیتا اور منکرات وفواحش سے روکتا ہے۔ حیا کا تعلق محض انسان سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا وصف بھی ہے۔ چنانچہ ایک مشہور روایت کے الفاظ یہ ہیں: اِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسِّتْرَ، فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۴۰۱۲) بیشک اللہ تعالیٰ بہت شرم کرنے والا' پردہ پوشی کرنے والا اور شرم وپردہ پوشی کو پسند کرتا ہے۔ پس تم میں سے جب کوئی غسل کرے، وہ پردہ پوشی سے کام لے"۔ شرم وحیاء خواہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے لیکن یہ مومن کے وقار کی علامت بھی ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ اپنے اندر یہ وصف راسخ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے حیادار ہونے سے مراد یہ ہے کہ خالق کائنات کے تمام کام پر حکمت اور عظیم تر ہوتے ہیں اور ان میں سے کوئی بدنما اور غیر مناسب ہرگز نہیں ہوتا۔ جب مسلمان اس وصف کو اپنی ذات میں مستحکم کرے گا تو نیک اعمال کی طرف راغب رہے گا اور منکرات سے اجتناب کرنے کی کوشش کرے گا۔

حدیث باب میں حیا کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے، جس طرح ایمان مطلوب ہے اور دخول جنت کا باعث ہے اسی طرح حیا بھی مطلوب اور جنت میں جانے کا ذریعہ ہے۔ ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ؛ یعنی حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے"۔ حیا کے برعکس جفا وظلم ہے جو غیر مطلوب، اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہ پسند اور دخول جہنم کا سبب ہے۔ جس طرح درخت اور اس کے پھل کا گہرا تعلق ہوتا ہے، اسی طرح ایمان اور اعمال خیر کا گہرا تعلق ہے۔ شرم وحیا سے مسلمان باسلیقہ، باوقار اور قابل اعتماد بن جاتا ہے جب کہ بے حیائی سے بے عملی اور منکرات کے ارتکاب کے علاوہ کوئی چیز ہاتھ نہیں آتی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّاَنِّيْ وَالْعَجَلَةِ

باب 65- آہستہ روی اور جلد بازی کا بیان

1933 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِمْرَانَ عَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَرْجِسَ الْمُزَنِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1933- اخرجه عبد بن حميد (183) حديث (512) من طريق عبد الله بن عمران' عن عاصم' فذكره.

متن حدیث: السَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّؤَدَةُ وَالِاقْتِصَادُ جُزْءٌ مِّنْ اَرْبَعَةٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْئًا مِّنَ النُّبُوَّةِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَاصِمٍ وَّالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ

◆◆ حضرت عبداللہ بن سرجس مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اچھی عادات اختیار کرنا، جلد بازی سے کام نہ لینا اور میانہ روی اختیار کرنا' نبوت کا چوبیسواں جز ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

قتیبہ اپنی سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

اس سند میں عاصم کا تذکرہ نہیں ہے۔ نصر بن علی کی روایت مستند ہے۔

1934 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ اِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ الْاَشَجِّ الْعَصَرِيِّ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عبدالقیس قبیلے کے سردار سے یہ فرمایا تھا: تمہارے اندر دو خصوصیات ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ بردباری اور جلد بازی نہ کرنا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

اس بارے میں حضرت اشج عصری سے بھی حدیث منقول ہے۔

1935 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: اَلْاَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

حکم حدیث: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ فِيْ عَبْدِ الْمُهَيْمِنِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ وَّضَعَّفَهٗ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ وَالْاَشَجُّ بْنُ عَبْدِ الْقَيْسِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ بْنُ عَائِذٍ

1934- اخرجه ابن ماجه (1401/2) كتاب الزهد' باب: الحلم' حديث (4188)

◆◆ عبدالمہیمن بن عباس اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جلد بازی نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

بعض اہل علم نے عبدالمہیمن نامی راوی کے بارے میں کلام کیا ہے اور ان کے حافظے کے حوالے سے انہیں ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔ ''اشج عبدالقیس'' کا نام منذر بن عائذ ہے۔

شرح

میانہ روی کی فضیلت اور جلد بازی کی مذمت:

لفظ: التأني؛ سے مراد ہے: اطمینان وطمانیت سے کسی کام کو انجام دینا، پروقار وسنجیدگی سے کوئی کام کرنا، کوئی کام کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا۔ لفظ: اَلْعَجَلَةُ؛ سے مراد ہے کوئی کام جلد بازی سے کرنا، کوئی کام بدسلیقی وغیر سنجیدہ انداز سے سرانجام دینا۔ میانہ روی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور توفیق سے حاصل ہوتی ہے جب کہ جلد بازی میں شیطان کا خصوصی عمل ودخل ہوتا ہے۔

پہلی حدیث میں تین امور کو نبوت کا چالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے، وہ تین امور یہ ہیں: (۱) اچھی عادات کو اختیار کرنا (۲) جلد بازی سے احتراز کرنا (۳) ہر معاملہ میں میانہ روی اختیار کرنا۔ ایک دوسری روایت میں ''مبشرات حسنہ'' کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔ ان روایات کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور آپ کے بعد نیا نبی پیدا نہیں ہوسکتا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبین نیابت کی خدمات انجام دیتے ہوئے آپ کی تعلیمات اور دین اسلام کی تبلیغ وتفہیم کرتے رہیں گے۔ آپ کی تعلیمات کے حوالے سے تین اہم امور اس حدیث میں بیان کیے گئے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے حوالے سے کثیر آیات اور متعدد احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں اور لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں''۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ؛ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے''۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ؛ اگر میرے بعد نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو عمر نبی ہوتے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ میری امت آخری امت ہے، اس کے بعد کوئی امت نہیں ہے''۔ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کا تاج حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر رکھ دیا ہے، نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا ہے اور اب کوئی نیا نبی پیدا نہیں کرے گا۔

دوسری حدیث باب کا شان ورود یہ ہے کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد مدینہ منورہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، ان میں منذر بن عائذ نامی ایک شخص بھی شامل تھا، اس کی پیشانی پر زخم کا نشان تھا جس وجہ سے وہ ''اشج'' کہلاتا تھا،

اس کے قبیلہ کا نام ''العصر'' تھا جس کی نسبت سے اسے ''العصری'' بھی کہا جاتا تھا۔ جب یہ وفد مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو تمام ارکان عجلت سے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گئے لیکن منذر بن عائذ العصری ان کے ساتھ حاضر نہ ہوا۔ اس نے اطمینان سے غسل کیا، کپڑے تبدیل کیے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دورانِ مجلس ایک خاص واقعہ یہ پیش آیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکانِ وفد سے فرمایا: تم اپنی قوم کی طرف سے بیعت کرو! سب ارکان بیعت کے لیے تیار ہو گئے لیکن حضرت منذر بن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اپنی قوم کی جانب سے بیعت کیسے کر سکتے ہیں، کیونکہ ہمیں علم نہیں ہے کہ وہ اسلام قبول کریں گے یا نہیں؟ تاہم ہم اتنا ضرور کریں گے کہ واپسی پر انہیں دعوت اسلام دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت منذر بن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پسند فرمایا اور اس موقع پر ان کے بارے میں فرمایا: اِنَّ فِيْكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ؛ تم میں دو عادتیں ایسی ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے: (۱) بردباری (۲) اطمینان''۔ اس روایت میں وقار و متانت اور اطمینان و میانہ روی اختیار کرنے کا درس دیا گیا ہے۔

تیسری حدیث باب میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ معاملات میں میانہ روی اختیار کرنا محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور توفیق کا ثمر ہے جب کہ جلد بازی سے کام لینے میں شیطانی مداخلت ہوتی ہے۔ لہٰذا میانہ روی اختیار کرنا چاہیے اور عجلت و جلد بازی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرِّفْقِ

باب 66- نرمی کا بیان

1936 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ اُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ اُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَآئِشَةَ وَجَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► سیّدہ اُمِ درداء رضی اللہ عنہا' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: جس شخص کو نرمی میں سے حصہ دیا گیا اسے بھلائی میں سے حصہ دیا گیا جس شخص کو نرمی سے محروم رکھا گیا اسے بھلائی سے محروم رکھا گیا۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ، حضرت جریر بن عبداللہ اور حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1936- اخرجه البخاري في الادب المفرد (460) واحمد (451/6) والحميدي (193/1، 194) حديث (393، 394) وعبد بن حميد (101) حديث (214) من طريق ابن ابي مليكة عن يعلى بن مملك عن ام الدرداء فذكرته.

شرح

نرمی اختیار کرنے کی اہمیت:

جس طرح سختی کا رویہ اختیار کرنے کے نقصانات ہیں، اسی طرح نرمی اختیار کرنے کے فوائد ہیں۔ یہ خوبی مطلوب ہے اور اس سے معاشرہ کا وقار بلند ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتا ہے اور نرمی اختیار کرنے والے کو اپنے خصوصی انعامات سے نوازتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نرم ہے، نرمی کو پسند کرتا ہے، نرمی اختیار کرنے پر اتنا عطا کرتا ہے کہ سختی کرنے پر نہیں کرتا اور نہ اس کے علاوہ کسی اچھی صفت پر اتنا عطا کرتا ہے''۔ (صحیح مسلم) ایک دوسری روایت میں یوں ہے: جو شخص نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا وہ ہر نیکی سے محروم کیا گیا۔'' معلوم ہوا جو لوگ کہتے ہیں کہ سختی کے بغیر مقاصد حاصل نہیں ہوتے وہ غلطی پر ہیں، کیونکہ جو نرمی اختیار کرنے کے فوائد و ثمرات ہیں، وہ سختی اختیار کرنے پر حاصل نہیں ہو سکتے۔

حدیث باب میں بھی نرمی اختیار کرنے کی اہمیت و فضیلت واضح ہوتی ہے۔ نرمی خیر کا نام ہے، جس کے مقابلے میں دوسری خیر نہیں ہو سکتی ہے۔ اس کا دائرہ وسیع ترین ہے مثلاً بچوں سے نرمی، بوڑھوں سے نرمی، خواتین سے نرمی، ماتحت عملہ سے نرمی، شاگردوں سے نرمی، ہمسائیوں سے نرمی، اولاد سے نرمی، والدین سے نرمی، اساتذہ سے نرمی، اعزاء و اقارب سے نرمی، مہمانوں سے نرمی، جانوروں سے نرمی، پرندوں سے نرمی، مسافروں سے نرمی، گاہکوں سے نرمی، حفاظ سے نرمی، علماء سے نرمی، مقروض سے نرمی اور گفتگو میں نرمی وغیرہ۔

فائدہ نافعہ: نرمی ایسا ہتھیار ہے، جس کے ذریعے دشمن کو مطیع بنایا جا سکتا ہے، مخالفین کی اصلاح کی جا سکتی ہے اور معاشرہ سے عداوت و کدورت کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے برعکس سختی کے نتیجہ میں اعزاء و اقارب اور احباء دشمن بن جاتے ہیں۔ الغرض نرمی سے جو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، وہ سختی سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ

باب 67- مظلوم کی بددعا کا حکم

1937 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

1937- اخرجه البخاری (307/3) كتاب الزكوٰة، باب: وجوب الزكوٰة، حديث (1395) واطرافه فی (1458، 1496، 2448، 4347، 7371، 7372) ومسلم (228/1، 229- نووی) كتاب الايمان، باب: الدعاء الى الشهادتين وشرائع الاسلام، حديث (29، 30، 31/19) وابو داؤد (498/1) كتاب الزكوٰة، باب: فی زكوٰة السائمة، حديث (1584) والنسائی (5/2، 3) كتاب الزكوٰة، باب: وجوب الزكوٰة، حديث (1783) والدارمی (379/1) كتاب الزكوٰة، باب: فی فضل الزكوٰة (384/1) كتاب الزكوٰة، باب: النهی عن اخذ الصدقة من كرائم اموال الناس، من طريق يحيىٰ بن عبد الله بن صيفی، بهذا الاسناد.

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ مَعْبَدٍ اسْمُهٗ نَافِذٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

اس بارے میں حضرت انس، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہم) سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابومعبد نامی راوی کا نام نافع ہے۔

شرح

مظلوم کی بددعا قبول ہونا:

جس طرح دعائے خیر اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اسی طرح بددعا بھی وہی قبول کرتا ہے۔ خواہ کسی کے خلاف بددعا کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن جب کسی غریب کو معاملات زندگی میں انصاف مہیا نہ ہو اور اسے مسلسل ظلم وستم کا نشانہ بنایا جائے، پھر مظلوم کے پاس بددعا کرنے کے علاوہ کوئی ہتھیار باقی نہیں رہتا۔ جب مظلوم، ظالم کے خلاف گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کے حضور بددعا کرتا ہے' تو وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔ حدیث باب سے عدل وانصاف کا قیام مطلوب ہے، جو معاشرے کی ترقی کا ضامن اور امن وسکون کی فضا قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ خُلُقِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 68- نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کا تذکرہ

1938 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِىُّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متن حدیث: خَدَمْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِىْ اُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِشَىْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَهُ وَلَا لِشَىْءٍ تَرَكْتُهُ لِمَ تَرَكْتَهُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا وَّلَا

1938- اخرجه مسلم (1814/4) كتاب الفضائل' باب: طيب رائحة النبى صلى الله عليه وسلم' ولين حسه' والتبرك بمسحه' حديث (2230/81) واخرجه المصنف فى الشمائل' ص (285) حديث (346) من طريق ثابت' فذكره.

مَسَسْتُ خَزًّا قَطُّ وَلَا حَرِيْرًا وَّلَا شَيْئًا كَانَ أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمَمْتُ مِسْكًا قَطُّ وَلَا عِطْرًا كَانَ أَطْيَبَ مِنْ عَرَقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فی الباب: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالْبَرَاءِ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ آپ نے کبھی بھی مجھے "اُف نہیں" فرمایا اور میں نے جو کام کیا اس کے بارے میں یہ نہیں فرمایا تم نے یہ کیوں کیا؟ میں نے جو کام نہیں کیا اس کے بارے میں یہ نہیں فرمایا تم نے اسے کیوں نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے میں نے آپ کے دست مبارک سے زیادہ نرم وملائم کوئی ریشم نہیں چھوا اور آپ کی خوشبو مبارک سے زیادہ اور کسی مشک یا عطر کی خوشبو نہیں سونگھی۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت براء (رضی اللہ عنہما) سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1939 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيَّ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا صَخَّابًا فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَأَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ بْنُ عَبْدٍ وَّيُقَالُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدٍ

ابوعبداللہ جدلی بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے فرمایا نبی اکرم ﷺ بدزبانی نہیں کرتے تھے اور بازار میں شور نہیں کرتے تھے۔ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا کرتے تھے بلکہ آپ معاف کر دیتے تھے اور درگزر سے کام لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوعبداللہ جدلی نامی راوی کا نام عبد بن عبد ہے۔ ایک قول کے مطابق عبدالرحمٰن بن عبد ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جامع الصفات تھے۔ قرآن کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کے بارے میں یوں فرمایا ہے: وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: ۴) اور بیشک آپ خلق عظیم کے منصب پر فائز ہیں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام

اعمال افراط وتفریط سے پاک تھے اور ہر معاملہ میں اعتدال ومیانہ روی کو اختیار فرماتے تھے۔

پہلی حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کی ایک جھلک پیش کی ہے۔دس سال تک خادم کو نہ ڈانٹنا اور اس پر سختی کا ایک جملہ بھی استعمال نہ کرنا، آپ کے اخلاق عالیہ کے بے مثل ہونے کی ایسی مثال ہے، جس کی نظیر تاریخ انسانیت پیش کرنے سے قاصر ہے۔جس طرح اعمال بد بالخصوص فحش گوئی اور بدکاری کی وجہ سے پسینہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے، اسی طرح اعمال خیر اور اعلیٰ اخلاق کے باعث پسینہ میں خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کیا کسی کے اعمال حسنہ ہو سکتے ہیں؟ آپ کا پسینہ خوشبودار تھا، جسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بطور عطر استعمال کرتے تھے؛ بلکہ اس سے بڑھ کر آپ جس راستہ سے گزرتے وہ راستہ بھی خوشبو سے مہک اٹھتا تھا۔جب کسی نے آپ کو تلاش کرنا ہوتا وہ آپ کی خوشبو کو بنیاد بنا کر اسے سونگھتا ہوا آپ تک پہنچ جاتا تھا۔

سوال: مانا آپ وکا پسینہ نہایت خوشبودار تھا لیکن سوال یہ ہے کہ آپ عطر کس مقصد کے لیے استعمال کرتے تھے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ خوشبودار ہونے کے باوجود عطر استعمال کرنے کا مقصد خوشبو میں اضافہ تھا، جس طرح کوئی شخص فطری طور پر خوبصورت ہوتا ہے، جسے مانگ پٹی کی ضرورت نہیں ہوتی مگر پھر بھی وہ اپنے آپ کو سنوارتا اور بناتا ہے؛ تا کہ اس کے حسن اور خوبصورتی میں اضافہ ہو۔مزید وضاحت کے لیے اس کی مثال یوں پیش کی جا سکتی ہے کہ روایات سے ثابت ہے ایک نماز سے لے کر دوسری نماز تک درمیان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اسی طرح ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک، ایک رمضان المبارک سے لے کر دوسرے رمضان المبارک تک، عاشوراء اور عرفہ کے روزوں کا ثواب سال بھر کے برابر عطا کیا جاتا ہے۔جب نمازوں کے سبب گناہ معاف ہو گئے تو دوسرے اعمال کرنے کا کیا مقصد ہے؟ اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ خواہ گناہ نمازوں کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں، مگر دیگر اعمال کرنے کا مقصد جلا پیدا کرنا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ نہایت خوشبودار تھا، ایک دفعہ آپ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آرام فرما تھے کہ پسینہ مبارک بہہ رہا تھا، حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شیشی پکڑ کر بہتا ہوا پسینہ اس میں جمع کرنا شروع کر دیا۔جب آپ بیدار ہوئے تو ان سے پسینہ جمع کرنے کی وجہ دریافت فرمائی؟ انہوں نے جواباً عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا پسینہ مبارک بطور عطر استعمال کرنے کے لیے میں جمع کر رہی ہوں۔

دوسری حدیث باب میں چند مسائل معلوم ہوئے جو درج ذیل ہیں:

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فطری طور پر نہ فحش گو تھے اور نہ بتکلف مجلس میں گفتگو کے عادی تھے۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سودہ سلف خریدنے کے لیے متانت وو قار سے بازار تشریف لیجاتے، مطلوبہ چیز خریدنے کے بعد اطمینان وسکون کے ساتھ واپس تشریف لے آتے تھے۔

☆ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں بلکہ احسان ودرگذر سے دیتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حُسْنِ الْعَهْدِ

باب 69- اچھی طرح سے تعلق نبھانا

1940 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: مَا غِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيجَةَ وَمَا بِيْ اَنْ اَكُوْنَ اَدْرَكْتُهَا وَمَا ذَاكَ اِلَّا لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا وَاِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيَتَتَبَّعُ بِهَا صَدَائِقَ خَدِيجَةَ فَيُهْدِيهَا لَهُنَّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے جتنا رشک مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا اور کسی پر نہیں آتا تھا حالانکہ میں نے ان کا زمانہ نہیں پایا۔ یہ رشک صرف اس وجہ سے آتا تھا' کیونکہ نبی اکرم ﷺ ان کا تذکرہ اکثر کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ جب بکری ذبح کیا کرتے تھے' تو آپ اس کا کچھ گوشت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھجوایا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

شرح

اچھا تعلق بحال رکھنا:

لفظ: اَلْعَهْدُ: کا معنی ہے: وفا کی عمدگی، باوفا ہونا، پابندی وعدہ۔ الفاظ: مَاغِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مَغِرْتُ عَلٰى خديجة: اس جملہ میں پہلا ما نافیہ ہے جب کہ دوسرا ما مصدر یہ یا موصولہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے سب سے زیادہ رشک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر آتا تھا، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تھا اور نہ ان کا زمانہ پایا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کا ذکر خوبصورت انداز میں فرماتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تذکرہ کے دوران حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ قریش کی ایک عورت کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں حالانکہ ان سے بہتر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیویاں عطا کی ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ان سے بہتر بیوی مجھے کوئی نہیں ملی، کیوں کہ ان کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بکری وغیرہ ذبح فرماتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وفاداری کرتے ہوئے گوشت

1940- اخرجه البخاری (166/7) كتاب مناقب الانصار' باب: تزويج النبي صلى الله عليه وسلم' خديجة وفضلها' حديث (3816) واطرافه في (3817'3818'5229'4006'7484) ومسلم (1888/4'1889) كتاب فضائل الصحابة' باب: فضائل خديجة ام المؤمنين' حديث (74'75'76/2435)

ان کی سہیلیوں کے ہاں بھی بھیجتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشک کی یہ دوسری وجہ تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ اس کی طرف متوجہ ہو کر گفتگو کرتے رہے، آپ نے دریافت کیا: آپ کیسی رہیں؟ آپ کا کیا حال ہے؟ ہمارے آنے کے بعد آپ کے حالات کیسے رہے؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے حالات ٹھیک رہے۔ آپ پر میں نثار جاؤں! میں بالکل درست ہوں۔ جب وہ عورت واپس پلٹ گئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا: یارسول اللہ! آپ نے اس عورت کی طرف اتنا التفات کیوں فرمایا تھا؟ آپ نے جواب میں فرمایا: یہ عورت خدیجہ کے زمانہ میں ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور تعلقات کی وجہ سے اس کی طرف التفات کیا تھا۔ اپنی بیوی سے حسن وفا کی یہ نادر مثال ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مَعَالِي الْاَخْلَاقِ

باب 70- بلند اخلاق کا تذکرہ

1941 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ اَحَاسِنَكُمْ اَخْلَاقًا وَّاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَيَّ وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ قَالَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ وَّهٰذَا اَصَحُّ

قولِ امام ترمذی: وَالثَّرْثَارُ هُوَ الْكَثِيْرُ الْكَلَامِ وَالْمُتَشَدِّقُ الَّذِيْ يَتَطَاوَلُ عَلَى النَّاسِ فِي الْكَلَامِ وَيَبْذُوْ عَلَيْهِمْ

◄► حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور میرے سب سے قریب وہ لوگ ہوں گے جو (دنیا میں) اچھے اخلاق کے مالک ہوں گے' اور قیامت کے دن میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مجھ سے سب سے دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ باتیں کرتے ہوں، اپنی گفتگو کے ذریعے اپنے آپ کو سب سے بڑا سمجھتے ہوں اور تکبر کرتے ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں اَلثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ کا تو علم ہے لْمُتَفَيْهِقُوْنَ سے مراد کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تکبر کرنے والے ہوں گے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔ہم اسے صرف سند کے حوالے سے منقول ہے۔
بعض راویوں نے اس روایت کو مبارک بن فضالہ کے حوالے سے محمد بن منقد کے حوالے سے جابر کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول کیا ہے۔انہوں نے اس کی سند میں عبدربہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔یہی روایت درست ہے۔
لفظ اَلثَّرْثَارُ کا مطلب بکثرت کلام کرنا ہے۔
لفظ اَلْمُتَشَدِّقُ سے مراد اپنی گفتگو میں اپنے کو دوسروں سے برتر ظاہر کرنا ہے۔

شرح

بلند اخلاق لوگوں کا مقام ومرتبہ:

لغة: مَعَالِیُ؛ مَعْلَاۃٌ کی جمع ہے جس کا معنی ہے: شرف و بلندی، عزت وقار۔ترکیب: مَعَالِی الْاَخلَاق: میں صفت کی اضاف موصوف کی طرف ہے۔ اَحَبُّکُمْ اِلَیَّ: میرے محبوب تر لوگ۔ اَقْرَبُکُمْ مِنِّیْ: میرے زیادہ قریب۔ اُحَاسِنُکُمْ اَخلَاقًا: زیادہ اچھے اخلاق والے لوگ۔
اَلثَّرْثَارُوْنَ: زیادہ گفتگو کرنے والے لوگ، ہمہ وقت بک بک کرنے والے لوگ۔
اَلْمُتَشَدِّقُوْنَ: گلا پھاڑ پھاڑ کر بلند وبالا آواز سے گفتگو کرنے والے لوگ۔
اَلْمُتَفَيْهِقُوْنَ: تکبر وغرور کے باعث اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر خیال کرنے والے لوگ۔
حدیث باب میں اعلیٰ درجہ کے اخلاق والے لوگوں کی قدر ومنزلت اور مقام بیان کیا گیا ہے۔جو لوگ اعلیٰ اخلاق کے مالک ہوں گے، وہ قیامت کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہوں گے۔جو لوگ زیادہ گفتگو کرنے والے، گلا پھاڑ پھاڑ کر بکنے والے اور اپنے آپ کو تکبر کے سبب اچھا قرار دینے والے ہوں گے، وہ قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوں گے۔الغرض اچھے اخلاق کے حامل لوگوں کو قیامت کے دن قرب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت میسر آئے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی اللَّعْنِ وَالطَّعْنِ

باب 71-لعنت کرنا اور طعنہ دینا

1942 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا
فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ
حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ
حدیثِ دیگر: وَرَوٰی بَعْضُهُمْ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1942- اخرجه البخاری فی الادب المفرد (306) من طريق كثير بن زيد، عن سالم بن عبد الله، فذكره.

متن حدیث: لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا وَهٰذَا الْحَدِيثُ مُفَسَّرٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: مومن لعنت نہیں کیا کرتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ بعض راویوں نے اسی سند کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں۔

"مومن کے لئے یہ بات مناسب نہیں' وہ لعنت کرنے والا ہو"۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "مفسر" ہے۔

شرح

لعن وطعن کرنے کی ممانعت:

لفظ: اَللَّعْنُ؛ ثلاثی مجرد صحیح باب فَتَحَ یَفْتَحُ کا مصدر ہے، اس کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ کا خیر سے محروم کرنا، لعنت کرنا۔ لفظ۔ اَلطَّعْنُ؛ بھی ثلاثی مجرد صحیح باب فَتَحَ یَفْتَحُ کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: کسی کی برائی بیان کرنا، طعنہ دینا، چھینٹے ڈالنا، تنقید کرنا، عیب جوئی کرنا، نسب میں کیڑے نکالنا۔ لعن وطعن دونوں چیزیں غیر مطلوب ہیں، اس لیے ان سے منع کیا گیا ہے۔ یہ دونوں امور معاشرے کے لیے کلینک کا ٹیکہ ہیں، جن سے نفرت، کدورت اور عداوت کا ناسور جنم لیتا ہے۔

حدیث باب میں مسلمان کو لعن وطعن سے روکنے کا درس دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا؛ یعنی مومن لعن کرنے والا نہیں ہوسکتا۔ ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا؛ مومن کو لعنت کرنے والا نہیں بننا چاہیے۔" اس کی وجہ یہ ہے کہ لعنت کرنا نہایت درجہ کی بدزبانی کرنے کے مترادف ہے، جو مسلمان کی شایان شان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ لفظ: لَعَّانًا؛ بروزنِ فَعَّالٌ مبالغہ کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے: کسی پر کثرت سے لعنت کرنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھار کسی پر لعنت کرنا منع نہیں ہے۔ جو لوگ لعنت کے مستحق ہیں، ان پر لعنت کرنا جائز ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ؛ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔" حدیث سے بھی لعنت کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ الخ۔ ان دلائل کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کسی پر کثرت سے لعنت کرنا منع ہے مگر کبھی کبھار جائز ہے اور لعنت کے مستحق لوگوں پر لعنت کرنا بھی جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَثْرَةِ الْغَضَبِ

باب 72- زیادہ غضب ناک ہونا

1943 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: عَلِّمْنِي شَيْئًا وَّلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ لَعَلِّي اَعِيهِ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذٰلِكَ مِرَارًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ لَا تَغْضَبْ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّسُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَاَبُوْ حَصِيْنٍ اسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ الْاَسَدِيُّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے کسی چیز کی تعلیم دیں مجھے زیادہ باتیں نہ بتائیں تاکہ میں اس کو محفوظ رکھوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم غصہ نہ کیا کرو۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری، سلمان بن صرد (رضی اللہ عنہما) سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

ابوحصین نامی راوی کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

شرح

کثرتِ غصہ کی ممانعت:

انسان میں غصہ شیطانی مداخلت کا نتیجہ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے انسان حد اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے۔ پھر غصہ کی حالت میں وہ قابل مذمت حرکتیں کرتا ہے اور نازیبا باتیں بکتا ہے، جس سے کدورت وبغض جیسا ناسور جنم لیتا ہے۔ غصہ فی نفسہ برا نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض اوقات ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے۔ تاہم ہمہ وقت غصہ کرنا، یا کثرت غصہ، یا حد اعتدال سے زیادہ غصہ کرنا اور یا غیر محل غصہ کرنے سے معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ غصہ کم عقلی کی علامت ہے اور اس سے انسان کی شخصیت مجروح ہوتی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم معلم کائنات اور ماہر نفسیات تھے، ہر سائل کا جواب اس کے مرض کے مطابق تجویز فرماتے تھے۔ سائل عرض کرتا ہے کہ مجھے صرف ایک آدھی بات ارشاد فرمائیے جو میں یاد رکھوں اور اس پر عمل کر سکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرماتے ہیں: لَا تَغْضَبْ؛ تم غصہ نہ کرو؛ سوال کے اعادہ کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) سائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سمجھ نہ پایا ہو (۲) اس نے آپ کے جواب کو معمولی بات تصور کیا ہو اور وہ مزید کسی بات کا متمنی ہو۔ متعدد بار سوال کرنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی جواب کیوں دیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ سائل غصہ کا عادی ہو صرف ایک جواب سے اس کا علاج ہو جائے جب کہ دیگر امراض کا علاج بھی اس کے چھوڑنے سے ممکن ہو جائے گا۔ جس طرح ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! میں بہت سے گناہوں میں گرفتار ہوں شراب نوشی کرتا ہوں، جھوٹ بولتا ہوں، چوری

1943- اخرجه البخاري (535/10) كتاب الأدب' باب الحذر من الغضب لقول الله تعالى (والذين يجتنبون كبر الاثم والفوحش' الشورى' 37) حديث (6116) من طريق ابو حصين' عن ابي صالح' فذكره.

کرتا ہوں اور بدکاری وغیرہ کا ارتکاب کرتا ہوں، میں یہ تمام گناہ یک بارگی نہیں چھوڑ سکتا، البتہ ان میں سے میں ایک گناہ چھوڑ سکتا ہوں۔ آپ فرمائیں کہ میں کونسا گناہ ترک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جھوٹ بولنا ترک کردو'۔ اس نے جھوٹ ترک کرنے کا آپ سے پختہ وعدہ کرلیا۔ پھر وہ اجازت لے کر گھر واپس آ گیا۔ جب شراب پینے کا وقت آیا تو اس نے سوچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے شراب نوشی کی ہے؟ اگر میں جھوٹ بولوں گا تو آپ کے وعدہ کی خلاف ورزی ہوگی جو ہرگز نہیں ہونی چاہیے یا ہاں میں جواب دوں گا تو اقرار کے سبب کوڑوں کی سزا بھگتنا پڑے گی جو ذلت و رسوائی کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اس نے شراب ترک کردی۔ جب زنا کا قصد کیا تو اس وقت بھی یہی سوچا اور اس کا ارتکاب بھی نہ کیا۔ علیٰ ھذا القیاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت پر عمل کرنے کی وجہ سے اس کے تمام گناہ چھوٹ گئے۔

بَابُ فِیْ كَظْمِ الْغَيْظِ

باب 73- غصے پر قابو پانا

1944 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ مَرْحُوْمٍ عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَّهُوَ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّنَفِّذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ فِيْ اَيِّ الْحُوْرِ شَاءَ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ سہل بن معاذ اپنے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے' جو شخص غصے کو پی جائے حالانکہ وہ اس کے اظہار کی طاقت رکھتا ہو' تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ساری مخلوق کے سامنے بلائے گا' اور پھر اسے اختیار دے گا وہ جس حور کو چاہے حاصل کرلے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

غصہ پینے کی فضیلت:

كَظَمَ الْغَيْظَ: کا معنی ہے: غصہ پینا، غصہ ختم کرنا۔ نفذ الحکم: کا معنی ہے: حکم پر عمل کرنا۔ نَفَذَ الْقَوْلَ: کا معنی ہے: بات پر عمل کرنا۔ نَفَذَ الْغَضَبَ: کا معنی ہے: غصہ اتارنا، غصہ ختم کرنا۔ غصہ پینا یا ختم کرنا صالحین اور پرہیزگار لوگوں کی صفت ہے۔

1944- اخرجه ابوداؤد (662/2) كتاب الادب: باب: من كظم غيظا' حديث (4777) وابن ماجه (1400/2) كتاب الزهد' باب: الحلم' حديث (4186)

چنانچہ ارشاد باری ہے: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ آل عمران: ۱۳۴ "اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے وہ لوگ ہیں جو فراخی' تنگ دستی کی حالت میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والے لوگوں کو پسند کرتا ہے۔"

حدیث باب میں ان لوگوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے جو اپنا غصہ اس وقت پیتے ہیں جب کہ انہیں غصہ اتارنے کی قوت و طاقت حاصل ہو اور وہ غصہ اتار بھی سکتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں باعزت طریقے سے لوگوں کے سامنے طلب کرے گا اور خوبصورت حوریں عنایت فرمائے گا۔

فائدہ نافعہ: جب کسی کو غصہ آ رہا ہو لیکن وہ کسی پر نکال نہ سکتا ہو مثلاً جس پر غصہ آیا وہ بڑا ہو یا با اختیار ہو یا با اقتدار یا طاقتور ہو، وہ اپنا غصہ پی لے تو اسے حدیث باب کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔ یہ فضیلت صرف اس صورت میں ہے جب آدمی غصہ اتارنے پر پوری قدرت رکھتا ہو، پھر غصہ پی لے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِجْلَالِ الْكَبِيْرِ

باب 74- بڑوں کا احترام کرنا

1945 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ بَيَانٍ الْعُقَيْلِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّحَّالِ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِسِنِّهٖ اِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهٗ مَنْ يُكْرِمُهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ هٰذَا الشَّيْخِ يَزِيْدَ بْنِ بَيَانٍ وَّاَبُو الرِّجَالِ الْاَنْصَارِيُّ اٰخَرُ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو جوان کسی عمر رسیدہ کی (زیادہ) عمر کی وجہ سے اس کا احترام کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کسی کو مقرر کر دیتا ہے' جو اس کے بڑھاپے میں اس کا خیال رکھے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف اسی راوی سے منقول ہونے کے حوالے سے جانتے ہیں جس کا نام یزید بن بیان ہے۔

ابو رجال انصاری دوسرے صاحب ہیں۔

شرح

بڑے کا احترام کرنے کی فضیلت:

اسلام نے جہاں چھوٹوں سے شفقت کرنے کا حکم دیا ہے وہاں بڑوں کے احترام کرنے کی بھی تاکید کی ہے۔ ایک مشہور

روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑوں کا احترام نہ کرنے والے شخص سے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: جو آدمی چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور بڑوں کا احترام نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ حدیث باب میں اس شخص کی فضیلت بیان کی گئی ہے جو بڑوں کا ادب واحترام کرتا ہے، یعنی ایسے انسان کے بوڑھاپا یا عمر رسیدہ ہونے پر اللہ تعالیٰ اس کی خدمت کرنے اور ادب و احترام کرنے والے لوگ پیدا فرماوے گا۔ مطلب یہ ہے کہ جو بڑوں کی خدمت کرتا ہے اور ان کا ادب واحترام کرتا ہے تو بڑا ہونے کی صورت میں اس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُتَهَاجِرِيْنِ

باب 75- ایک دوسرے سے نہ ملنا (لاتعلقی اختیار کرنا)

1946 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: تُفَتَّحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ فِيْهِمَا لِمَنْ لَّا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا الْمُهْتَجِرَيْنِ يُقَالُ رُدُّوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَيُرْوٰى فِيْ بَعْضِ الْحَدِيْثِ ذَرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا قَالَ وَمَعْنٰى قَوْلِهِ الْمُهْتَجِرَيْنِ يَعْنِى الْمُتَصَارِمَيْنِ وَهٰذَا مِثْلُ مَا رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ ان دونوں دنوں میں ہر اس شخص کی مغفرت کردی جاتی ہے' جو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ سمجھتا ہو' البتہ آپس میں لاتعلق رہنے والے دو آدمیوں کی بخشش نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے: ان دونوں کا معاملہ اس وقت تک (مؤخر) رہنے دو جب تک یہ صلح نہیں کر لیتے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بعض روایات میں یہ الفاظ منقول ہیں۔

"ان کو اس وقت تک رہنے دو جب تک یہ صلح نہیں کر لیتے۔"

حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ مہتجرین سے لاتعلق اختیار کرنے والے ہیں۔

یہ روایت اسی کی مانند ہے' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے:

"کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں' وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے لاتعلق رہے۔"

194- اخرجه مسلم (1987/4) كتاب البر والصلة والاداب' باب: النهي عن الشحناء والتهاجر' حديث (35/2565) من طريق سهيل' عن ابيه عن ابي هريرة' فذكره.

شرح

مسلمان سے قطع تعلق کرنے کی مذمت:

اسلام نے مسلمانوں کے باہم حقوق مقرر کیے ہیں، جن کو پورا کرنے پر زور بھی دیا ہے اور یہ حقوق باہمی ملاپ اور تعلقات برقرار رہنے کی صورت میں پورے ہو سکتے ہیں۔ اسی لیے ایک روایت میں فرمایا گیا ہے: تین دن سے زائد عرصہ اپنے بھائی سے تعلقات منقطع کرنا اور نہ بولنا منع ہے۔ حدیث باب میں ان لوگوں کی مذمت بیان کی گئی ہے جو باہمی تعلقات منقطع کرتے ہیں وہ بخشش سے محروم رہتے ہیں۔ ہر ہفتہ مسلمانوں کی بخشش کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں جنت کے پروانے عنایت کرتا ہے لیکن لوگوں سے تعلقات منقطع کرنے والے آدمی کی نہ بخشش ہوتی ہے اور نہ جنتی ہونے کا پروانہ ملتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ جب تک یہ مسلمانوں سے اپنے تعلقات بحال نہیں کرتا، اسے اپنی حالت میں رہنے دو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّبْرِ

باب 76- صبر کا تذکرہ

1947 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

متنِ حدیث: اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ قَالَ مَا يَكُوْنُ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِيَ اَحَدٌ شَيْئًا هُوَ خَيْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ هٰذَا الْحَدِيْثُ فَلَنْ اَذْخَرَهُ عَنْكُمْ وَالْمَعْنٰى فِيْهِ وَاحِدٌ يَقُوْلُ لَنْ اَحْبِسَهُ عَنْكُمْ ۔

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کچھ انصاریوں نے نبی اکرم ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ نے انہیں عطا کر دیا۔ انہوں نے پھر مانگا آپ نے پھر عطا کر دیا پھر آپ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جو بھی چیز آئی ہوگی میں اسے چھپا کر نہیں

1947- اخرجه مالك فى المؤطا (997/2) كتاب الصدقة' باب: ما جاء التعفف' عن السالة' حديث (7) والبخارى (392/3) كتاب الزكوٰة' باب: الاستعفاف' عن السالة' حديث (1469' 309/11) كتاب الرقاق' باب: الصبر عن محارم الله' حديث (6470) ومسلم (729/2) كتاب الزكوٰة' باب: فضل التعفف والصبر حديث (124/1053) وابو داؤد (517/1) كتاب الزكوٰة' باب: فى الاستعفاف' حديث (1644) والنسائى (95/5) كتاب الزكوٰة' باب: الاستعفاف عن المسالة' والدارمى (387/1) كتاب الزكوٰة' باب: فى الاستعفاف عن السالة' واحمد (93/3) من طريق الزهرى عن عطاء بن يزيد عن ابى سعيد الخدرى' فذكره.

رکھوں گا۔ جو شخص بے نیازی اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے' جو شخص مانگنے سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اسے (مانگنے سے) بچاتا ہے' جو شخص صبر سے کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق دیتا ہے اور کسی بھی شخص کو صبر سے زیادہ بہتر زیادہ وسیع کوئی چیز نہیں دی گئی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت امام مالک سے بھی منقول ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں:

''میں اسے تم سے بچا کر اپنے پاس ذخیرہ بنا کر نہیں رکھوں گا''۔

اس کا مطلب ایک ہی ہے۔ مطلب یہ ہے میں تمہیں نہیں دوں گا' ایسا نہیں ہے۔

شرح

صبر کی فضیلت واہمیت:

لفظ: صبر، کا شرعی معنی ہے: منع کرنا، روکنا۔ یہ لفظ قرآن کریم میں اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ (الکہف: ۲۸) تم اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ روکو جو صبح وشام اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں''۔

متعلقات کے اعتبار سے صبر کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- صَبْرُ النَّفس عَلٰی مَا يكْرَهُ:۔ کوئی ناگوار معاملہ پیش آنے پر نفس کو قابو میں رکھنا۔

۲- صَبْرُ النَّفسِ عَلَى الطَّاعَةِ: عبادت وطاعات کے لیے نفس کو مجبور کرنا۔

۳- صَبْرُ النَّفسِ عَلَى الْمَعْصِيَةِ: حرام وناجائز امور سے نفس کو بچانا۔

۴- صَبْرُ النَّفسِ عَلَى الْبَلَايَا وَالْمَصَائِبِ: مصائب ومشکلات کے وقت نفس کو گھبرانے سے محفوظ رکھنا۔ عام طور پر لوگ لفظ: ''صبر'' کو آخری معنیٰ میں استعمال کرتے ہیں یعنی کسی کے مرنے پر صبر کرنا' یہ درست نہیں ہے، کیونکہ یہ لفظ عام ہے جو تمام معانی کو شامل ہوتا ہے۔

مصائب ومشکلات اور پریشان کن صورتحال پیش آنے پر صبر وتحمل اور ہمت وطاقت سے کام لینا کار ثواب ہے، کیونکہ بے صبری و بے ہمتی کا مظاہرہ کرنا درست نہیں ہے اور نہ اس سے مقصد کی تکمیل ہو سکتی ہے۔ حدیث باب میں بھی صبر وتحمل اور ہمت وبرداشت اختیار کرنے کا درس دیا گیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ کچھ انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مالی معاونت کے لیے عرض کیا، آپ نے انہیں نواز دیا۔ دوسری بار عرض کرنے پر بھی آپ نے نوازا اور ساتھ ہی پانچ ... اصلاح کی غرض سے ارشاد فرمائیں:

۱-مَا يَكُوْنُ عِنْدِیْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْكُمْ: میرے پاس جو چیز بھی ہو، میں اسے اپنے لیے ذخیرہ نہیں کرتا۔" اس جملہ میں "ما" موصولہ ہے جو شرط کے معنی کے ساتھ ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کی جزا پر فا موجود ہے۔ لفظ: خير ؛ سے مراد صرف دنیوی مال و دولت نہیں بلکہ علم دین بھی ہے۔ بعض محدثین نے :فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ: کو: فلم ادخرہ بھی پڑھا ہے۔ کلمہ لَمْ سے زمانہ ماضی کی نفی مقصود ہوتی ہے اور کلمہ لَنْ سے زمانہ مستقبل کی نفی مراد ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ زمانہ ماضی میں دولت ذخیرہ کی تھی اور نہ زمانہ مستقبل میں ذخیرہ کریں گے، بلکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

۲-وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ: جو شخص اپنا مالدار ہونا ظاہر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے مالدار بنا دیتا ہے"۔ مطلب یہ ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی عطاء پر خوش ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے تمام کام درست کر دیتا ہے، ضروریات پوری کر دیتا ہے اور کسی کا محتاج نہیں ہونے دیتا۔ وہ بے نیاز ہو جاتا ہے اور کسی کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔

۳- وَمَنْ يَّسْتَعِفَّ يُعِفُّهُ اللّٰهُ: جو شخص پاک دامن بننا پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے پاک دامن بنا دیتا ہے: لفظ: اِسْتِعْفَاف؛ سے مراد ہے: محفوظ رہنا یعنی جو آدمی کسی سے سوال کرنے کو معیوب خیال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے سوال کرنے سے بچا لیتا ہے۔

۴- وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ: جو شخص برداشت سے کام لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے برداشت کی ہمت عطا کر دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے جو صبر کا طالب ہو، اللہ تعالیٰ اسے صبر کی دولت عنایت کر دیتا ہے۔

۵-وَمَا اُعْطِىَ اَحَدٌ شَيْئًا هُوَ خَيْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ: صبر سے زیادہ بہتر چیز کسی شخص کو عنایت نہیں کی گئی۔ مطلب یہ ہے سب سے بہتر چیز صبر و ہمت ہے اور اس کا ثمر و نتیجہ بھی دور رس اور نافع ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ ذِی الْوَجْهَيْنِ

باب 77- دوغلے پن کا حکم

1948 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّعَمَّارٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا شخص وہ ہوگا، جو دوغلہ ہوگا۔

1948- اخرجه البخاری (489/10) كتاب الادب، باب: ما قيل فی ذی الوجهين، حديث (6058) والادب المفرد (409) واحمد (3.36/2)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس اور حضرت عمار سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دو غلے شخص کی مذمت:

دو ناراض شخصوں سے کوئی دوستی ظاہر کرتا ہو اور دونوں کو دوستی میں مطمئن کرتا ہو، یہ قابل اعتماد وصف نہیں ہو سکتا۔ ایک وقت آتا ہے کہ ایسے شخص سے دونوں کا اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو دوغلہ یا دورخا یا ذوجہین کہا جاتا ہے۔ حدیث باب کا مطلب یہ ہے کہ دورخا شخص خواہ فریقین کا منظورِ نظر اور آنکھوں کا تارا بن جاتا ہے لیکن قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم اور ذلیل وخوار ہوگا۔ اس لیے دورُخے شخص کو دورخی چھوڑ کر ایک رخ ہونا چاہیے، تاکہ وہ آخرت کی ذلت سے بچ سکے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّمَّامِ

باب 78- چغل خوری کرنا

1949 **سندِ حدیث:** حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ

متنِ حدیث: مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ هٰذَا يُبَلِّغُ الْاُمَرَاءَ الْحَدِيْثَ عَنِ النَّاسِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ

قَالَ سُفْيَانُ وَالْقَتَّاتُ النَّمَّامُ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ ہمام بن حارث بیان کرتے ہیں: ایک شخص حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو انہیں بتایا گیا کہ یہ حکمرانوں کے سامنے لوگوں کی چغلیاں کرتا ہے، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: چغلی کرنے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

سفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے۔ روایت میں استعمال ہونے والے لفظ: ''قتات'' سے مراد چغلی کرنے والا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1949- اخرجه البخاري (487/10) كتاب الادب' باب: ما يكره من النميمة' حديث (6056) ومسلم (389/1' النووي) كتاب الايمان' باب: بيان غلظ تحريم النميمة' حديث (169-105/170) وابو داؤد (684/1) كتاب الادب' باب: في القتات' حديث (4871) واحمد (382/5' 389'397'402'404) والحميدي (210/1) حديث(443) من طريق ابراهيم بن يزيد النخعي عن همام عن حذيفة بن اليمان' فذكره.

شرح

چغل خور کی مذمت:

لفظ "اَلنَّمَّامُ" کا معنی ہے: ایک کی بات سن کر دوسرے کو بتائے اور دوسرے کی پہلے کو بتائے۔ اردو زبان میں ایسے شخص کو "چغل خور" کہا جاتا ہے۔ جب لوگوں کو اس کا علم ہوتا ہے تو ان کا اس سے اعتماد ختم ہو جاتا ہے اور سب کی نظروں میں اس کی شخصیت مجروح ہو جاتی ہے۔ لوگ اس پر اعتبار نہیں کرتے اور وہ سب کی نظروں میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے۔ حدیث باب میں چغل خور کی مذمت نمایاں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے جنت سے محروم کیا جائے گا اور اسے جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعِيِّ

باب 79- کم گوئی کا حکم

1950 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ اَبِىْ غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ

قولِ امام ترمذی: قَالَ وَالْعِيُّ قِلَّةُ الْكَلَامِ وَالْبَذَاءُ هُوَ الْفُحْشُ فِي الْكَلَامِ وَالْبَيَانُ هُوَ كَثْرَةُ الْكَلَامِ مِثْلُ هٰؤُلَاءِ الْخُطَبَاءِ الَّذِيْنَ يَخْطُبُوْنَ فَيُوَسِّعُوْنَ فِي الْكَلَامِ وَيَتَفَصَّحُوْنَ فِيْهِ مِنْ مَدْحِ النَّاسِ فِيْمَا لَا يُرْضِي اللّٰهَ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: حیا اور کم گوئی ایمان کے دو شعبے ہیں جبکہ فحش گوئی اور بکثرت باتیں کرنا منافقت کے دو شعبے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ہم اسے صرف ابوغسان محمد بن مطرف کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ الْعِيُّ سے مراد کم گفتگو کرنا اَلْبَذَاءُ سے مراد فحش گوئی سے گفتگو کرنا اَلْبَيَانُ بکثرت گفتگو کرنا ہے۔

جیسے کہ عوامی خطیب ہوتے ہیں جو بات کو پھیلا دیتے ہیں اور لوگوں کی تعریف میں اس طرح کی باتیں کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوتی ہیں۔

1950- انفرد به الترمذي دون اصحاب الكتب الستة- ينظر تحفة الاشراف (٤/ ١٦٢) حديث (٤٨٥٥) و اخرجه احمد (٥/ ٢٦٩) و الحاكم في المستدرك (١/ ٩)

شرح

قلّتِ مقال کی فضیلت:

لفظ: العي، کا معنی ہے: ابہام مقصد پر قدرت حاصل نہ ہونا، بے مقصد بات کرنا، قلت کلام۔ یہاں آخری معنی مراد ہے۔

لفظ: البذاء، کا معنی ہے: فضول بات کہنا، بیہودہ گفتگو کرنا۔ لفظ: البیان، کا معنی ہے: طلاقت لسانی، بہ تکلف فصیح بات کرنا۔

حدیث باب دو فقرات پر مشتمل ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-اَلْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْاِيْمَانِ: حیاء اور قلت مقال دونوں ایمان کی شاخیں ہیں۔ یعنی یہ دونوں چیزیں ایمان سے متعلق ہیں۔ حیاء دو قسم کی ہوسکتی ہیں: (۱) وہ حیاء جس کا اثر نمایاں ہو (۲) وہ حیاء جس کا اثر نمایاں نہ ہو۔ پہلی قسم کا تعلق "العی" سے ہے مطلب یہ ہے کہ شرم ولحاظ کی بنیاد پر کوئی بات نہ کرنا۔ الغرض: شرم وحیا اور قلتِ کلام دونوں ایمان کا حصہ ہیں۔

۲-والبذاء والبیان شعبتان مِنَ النفاق: فضول گوئی اور طلاقت لسانی دونوں منافقت کی شاخیں ہیں: مطلب یہ ہے کہ نتائج وانجام کی پرواہ کیے بغیر گفتگو کرنا اور مصنوعی فصاحت و بلاغت سے باتیں کرنا، دونوں نفاق کی شاخیں ہیں۔ کیونکہ ان میں مبالغہ آمیزی زیادہ اور حقیقت کا عنصر برائے نام ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

باب 80- بعض بیان جادو ہوتے ہیں

1951 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلَيْنِ قَدِمَا فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِهِمَا فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا اَوْ اِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ سِحْرٌ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عَمَّارٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں دو آدمی آئے۔ انہوں نے خطاب کیا' ان کا کلام لوگوں کو بہت پسند آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا۔ کچھ بیان جادو ہوتے ہیں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن شخیر (رضی اللہ عنہم) سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1951- اخرجه البخاري (۹/ ۱۰۹) كتاب النكاح: باب الخطبة، حديث (۵۱۴۶)، (۱۰/ ۲۴۷): كتاب الطب: باب: ان من البيان سحرا، حديث (۵۷۶۷) وابو داؤد (۲/ ۷۲۰) كتاب الادب: باب: ما جاء في المتشدق في الكلام، حديث (۵۰۰۷)، من طريق زيد بن اسلم عن ابن عمر، فذكره۔

شرح

خطاب کا مؤثر و قابل داد ہونا:

خطبات و تقاریر بہت قدیم سے، زمانہ جاہلیت میں بھی ان کا زور تھا' پھر زمانہ اسلام میں ان کی شہرت باقی رہی بلکہ اضافہ ہوا۔ حدیث باب کا شان ورود یہ ہے کہ دو شخص زبرقان اور عمرو بن اہتم دونوں فصیح و بلیغ مقرر تھے' ایک دفعہ یہ دونوں مدینہ طیبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے آپ کی موجودگی میں اپنے اپنے فن کا اظہار کرتے ہوئے تقاریر کیں۔ پہلے زبرقان نے نہایت فصاحت سے خطاب کیا اور اپنے خطاب میں اپنے قومی مفاخر بیان کیے۔ پھر عمرو بن اہتم نے اپنے فن خطابت کا جادو جگایا اور زبرقان کا کمینہ پن ثابت کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ زبرقان نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ بات عمرو کے علم میں ہے کہ میرے اندر کچھ کمالات و فضائل موجود ہیں مگر حسد نے انہیں بیان کرنے سے روک دیا ہے۔ عمرو بن اہتم نے یہ بات سنی تو اس نے پھر پرزور خطاب کیا جس میں اس نے اس بات کا بھی بھرپور جواب دیا۔ حاضرین نے ان کی تقاریر کو پسند کیا۔

عمرو بن اہتم نے ایک دن اپنے مقابل زبرقان کی اپنے خطاب میں خوب تعریف کی جب کہ دوسرے دن اپنے خطاب میں اس کی توہین کی، اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماھذا؟ یہ کیا بات ہوئی؟ کل تو نے اس کی تعریف کی تھی اور آج اس کی توہین پر مبنی گفتگو کی ہے؟ عمرو نے عرض کیا: کل جو میں نے باتیں کی تھیں وہ حقیقت پر مبنی اور سچ تھیں لیکن آج والی گفتگو بھی جھوٹ نہیں ہے۔ بات درحقیقت یہ ہے کہ کل اس نے مجھے خوش کیا تھا، میں نے اس کے فضائل و کمالات اور محاسن پر مشتمل خطاب کیا تھا جب کہ آج اس نے مجھے ناراض کر دیا تو میں نے اس کے محاسن کی بجائے برائیاں بیان کر دی ہیں' جو اس میں موجود ہیں۔ یہ جواب سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا (بعض خطبات جادو اثر ہوتے ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد عالیہ میں خطاب کے دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ ہے یعنی مدح اور ذم۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّوَاضُعِ

باب 81: تواضع کا بیان

1952 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَالٍ وَّمَا زَادَ رَجُلًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَّمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِي كَبْشَةَ الْاَنْمَارِيِّ

1952- اخرجه مسلم (٥٤٦/٨- الابى) كتاب البر و الصلة والآداب؛ باب: استحباب العفو و التواضع حديث (٢٥٨٨/٦٩)، و احمد (٢٣٥/٢)، و ابن خزيمة (٩٧/٤) حديث (٢٤٣٨)، والدارمي (٣٩٦/١): كتاب الزكاة؛ باب: في فضل الصدقة من طريق العلاء بن عبد الرحمن عن ابيه عن ابي هريرة فذكره۔

وَاسْمُهٗ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور معاف کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ آدمی کی عزت میں اضافہ کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت ابن عباس' حضرت ابوکبشہ انماری (رضی اللہ عنہم)' جن کا نام عمر بن سعید ہے' سے بھی احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

تواضع کی فضیلت:

لفظ: تواضع؛ کا معنی ہے: عجز کرنا، انکساری کرنا، خود کو حقیر خیال کرنا۔ تکبر و غرور اور بڑائی غیر محمود صفت ہے، جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ حدیث باب میں تواضع و انکسار کی فضیلت بیان کی گئی ہے، عاجزی پسند شخص خواہ لوگوں کی نظر میں معمولی ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی قدر و منزلت اور مقام بلند ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ حدیث میں تین اہم امور بیان کیے گئے ہیں:

۱- مَانَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ: صدقہ و خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا"۔ اس ارشاد عالیہ کا مطلب یہ ہے کہ حکم خداوندی پر عمل کرتے ہوئے زکوٰۃ ادا کرنے یا صدقہ فطر ادا کرنے یا صدقہ و خیرات سے غرباء و مساکین کی معاونت کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرماتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا؛ جو شخص ایک نیکی کرتا ہے، اسے دس نیکیوں کے برابر ثواب عطا کیا جاتا ہے"۔ ایک روایت میں ہے جو چیز اللہ کی راہ میں خرچ کی جاتی ہے، وہ خچر کے بچہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور بڑھتی رہتی ہے حتیٰ کہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے اور قیامت کے دن اسے اس کا اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔ الغرض اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا بلکہ وہ مسلسل بڑھتا رہتا ہے۔

۲- وَمَازَادَ اللّٰهُ رَجُلًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا: کسی سے درگزر کرنے سے اللہ تعالیٰ عزت میں اضافہ کرتا ہے"۔ اس ارشاد نبوی کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے نوکر چاکر، ماتحت عملہ، اولاد، اور تلامذہ وغیرہ سے عفو و درگزر کرنے کا وطیرہ بنالیتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے حضور معزز و مکرم بن جاتا ہے۔ اسی طرح مقروض کا قرضہ معاف کرنے یا کم از کم مہلت دینے سے بھی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۳- وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ: جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عجز اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کر دیتا ہے"۔ عجز و تواضع کی صفت اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے اور جو شخص اپنی ذات کو مجسمہ عجز بنالیتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور

اس کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الظُّلْمِ

باب 82: ظلم کا بیان

1953 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِیُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَآئِشَةَ وَاَبِیْ مُوْسٰی وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی شکل میں ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو، سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ابوہریرہ اور حضرت جابر (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

ظلم وستم کرنے کی مذمت و وعید:

عدل وانصاف ایسا وصف ہے، جس کی برکات سے پوری سلطنت امن وآشتی کا گہوارہ بن جاتی ہے جب کہ اس کے برعکس ظلم و زیادتی ایسی صفت ہے جو غیر مطلوب اور قابل مذمت ہے۔ حدیث باب میں ظلم وزیادتی اور حق تلفی کرنے کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے۔ ظلم وستم قیامت کے دن تاریکیوں کی شکل اختیار کرے گا اور ظالم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نور سے محروم رہے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ظلم وزیادتی کا انجام برا ہے۔ لہٰذا اس احساسِ محرومی سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ اپنے گھر سے لے کر معاشرے تک بلکہ حسب طاقت ملکی سطح تک اسلام کے نظامِ عدل کو فروغ دیا جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَرْكِ الْعَيْبِ لِلنِّعْمَةِ

باب 83: کسی نعمت میں عیب نہ نکالنا

1954 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ

1953- اخرجه البخاری (۵/ ۱۲۰): کتاب المظالم: باب: الظلم ظلمات یوم القیامة، حدیث (۲۴۴۷)، و مسلم (۸/ ۵۲۵- الابی): کتاب البر و الصلة و الآداب، حدیث (۲۵۷۹/۵۷)، من طریق عبد الله بن دینار عن ابن عمر، فذکره۔

متن حدیث: مَا عَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ كَانَ إِذَا اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِلَّا تَرَكَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَأَبُوْ حَازِمٍ هُوَ الْأَشْجَعِيُّ الْكُوْفِيُّ وَاسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلٰى عَزَّةَ الْأَشْجَعِيَّةِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر آپ ﷺ کو کھانا پسند آتا تو آپ ﷺ کھالیتے ورنہ نہیں کھاتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوحازم نامی راوی اشجعی کوفی ہیں اُن کا نام سلمان ہے اور یہ عزہ اشجعیہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

شرح

نعمت میں عیب نکالنے کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے انسان کو کثیر نعمتوں سے نوازا ہے، جن کا شمار کرنا ناممکن ہے اور انسان تاحیات اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت کا شکر ادا کرتا رہے، ادا نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کو عیب دار قرار دینا جائز نہیں ہے بلکہ مسلمان کی شایان شان نہیں ہے۔ جو قوم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو معمولی یا ناقص قرار دیتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے محروم ہوجاتی ہے۔ حدیث باب میں بھی عملی طور پر یہی درس دیا گیا ہے کہ جب کھانے کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی نعمت سامنے آجائے، اسے تناول کرلو ورنہ نقص بیان کیے بغیر اسے واپس کردو۔ دورِ حاضر میں مہنگائی کا سیلاب اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی، بے عملی اور نعمتوں میں عیب جوئی کا نتیجہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَعْظِيْمِ الْمُؤْمِنِ

باب 84: مومن کی تعظیم کرنا

1955 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ وَالْجَارُوْدُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَا حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ أَوْفَى بْنِ دَلْهَمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادٰى بِصَوْتٍ رَفِيْعٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الْإِيْمَانُ إِلٰى قَلْبِهِ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِيْ جَوْفِ رَحْلِهِ قَالَ وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا إِلَى الْبَيْتِ أَوْ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنْكِ

1954- اخرجه البخاری (٦/٦٥٤): كتاب المناقب: باب: صفة النبی صلى الله عليه وسلم، حديث (٣٥٦٣)، (٩/٤٥٨): كتاب الاطعمة: باب: ما عاب النبی صلى الله عليه وسلم طعاما، حديث (٥٤٠٩)، و مسلم (٧/١٩٧-الابی): كتاب الاطعمة، باب: لا يعيب الطعام حديث (١٨٧-١٨٨/٢٠٦٤) و ابوداؤد (٢/٣٧٣): كتاب الاطعمة: باب: فی كراهية ذم الطعام، حديث (٣٧٦٣) و ابن ماجه (٢/١٠٨٥): كتاب الاطعمة: باب: النهی ان يعاب الطعام، حديث (٣٢٥٩) من طريق ابی حازم عن ابی هريرة، فذكره۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ السَّمَرْقَنْدِيُّ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ نَحْوَهُ وَرُوِىَ عَنْ اَبِىْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هٰذَا

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ منبر پر چڑھے پھر آپ ﷺ نے بلند آواز میں یہ فرمایا: اے وہ لوگو! جو صرف زبانی طور پر مسلمان ہوئے ہو' ایمان جن کے دل تک نہیں پہنچا' تم لوگ مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچاؤ' انہیں عار نہ دلاؤ' ان کے عیوب تلاش نہ کرو کیونکہ جو شخص کسی مسلمان کے عیوب تلاش کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو ظاہر کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب کو ظاہر کر دے وہ ذلیل ہو جاتا ہے' خواہ وہ شخص اپنے گھر کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیت اللہ کی طرف دیکھا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) خانہ کعبہ کی طرف دیکھا اور یہ فرمایا: تم کتنے عظیم ہو' اور تم کتنے زیادہ قابل احترام ہو' لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن کا احترام تم سے زیادہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

ہم اس روایت کو صرف حسین بن واقد نامی راوی کی نقل کے اعتبار سے جانتے ہیں۔

اسحاق بن ابراہیم سمرقندی نے حسین بن واقد کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

اسی طرح کی روایت حضرت ابو برزہ اسلمی کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

شرح

مسلمان کا مرتبہ ومقام:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا ہے اور اس کی شرافت وعظمت کے سامنے کائنات کو مسخر کر دیا۔ انسان تو کفار ومشرکین بھی ہیں لیکن مسلمان کو وہ مرتبہ ومقام عطا فرمایا جو اس کی شایان شان تھا اور جس پر پوری مخلوق ناز کر سکتی ہے۔ حدیث باب کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ عظمت اسلام کے خلاف کوئی واقعہ پیش آیا ہوگا' جس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام کے ساتھ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور مقامِ مسلم کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو درس دیا تھا۔ آپ کے خطاب کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

☆ کسی مسلمان کو اذیت دینا یا عار دلانا حرام ہے، کیونکہ یہ اس کے مرتبہ کے منافی ہے۔

☆ مسلمان کے بارے میں تجسس کرنا اور اس کی عیب جوئی کرنا حرام ہے۔

☆ جو شخص مسلمان کی عیب جوئی کرتا ہے، اللہ قیامت کے دن اس کے عیوب ظاہر کر کے اسے ذلیل وخوار کرے گا۔

☆ بقول فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان کی تعظیم وتکریم کعبہ معظمہ کی عظمت سے زیادہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّجَارِبِ

باب 85: (عملی زندگی میں پیش آنے والے) تجربات

1956 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا حَلِيْمَ اِلَّا ذُو عَثْرَةٍ وَّلَا حَكِيْمَ اِلَّا ذُو تَجْرِبَةٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، کوئی بھی شخص اس وقت تک حقیقی طور پر بردبار نہیں ہوتا جب تک (زمانے کی) ٹھوکریں نہیں کھالیتا اور کوئی بھی دانشور اس وقت تک دانشور نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ تجربات کا سامنا نہ کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ ہم صرف اسی سند کے حوالے سے اسے جانتے ہیں۔

شرح

تجربات ومشاہدات کی اہمیت:

لفظ: التجارب؛ تجربہ کی جمع ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ دونوں مترادف الفاظ ہیں، جس کا معنٰی ہے: کسی عمل کو بار بار کرنے کے بعد نتیجہ اخذ کرنا۔ تجربات ومشاہدات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ معاشرے کے افراد کے لیے ان کے نتائج مفید و نافع ثابت ہوسکتے ہیں مثلاً مشاہدہ کی بنیاد پر کسی شخص کے خائن یا کاذب ہونے کا علم ہونے پر لوگ اس کے پاس اپنی امانتیں رکھیں گے اور نہ اس کی بات پر اعتماد کریں گے۔ حدیث باب میں دو امور کا تذکرہ کیا گیا ہے:

۱- لَاحَلِيْمَ اِلَّا ذُوْعَثْرَةٍ: بردباری کی دولت صرف لغزش سے حاصل ہوتی ہے"۔ لغزش اور دھوکہ کھانے سے انسان کے انداز میں تبدیلی آجاتی ہے یعنی بار بار غلطی ہونے اور لغزش ہونے کی وجہ سے انسان میں تحمل و بردباری اور عفو و درگذر کرنے کا وصف پیدا ہوتا ہے۔

۲- وَلَاحَكِيْمَ اِلَّا ذُوْتَجْرِبَةٍ: تجربہ کے بعد انسان دانشمند بنتا ہے"۔ مطلب یہ ہے کہ تجربات ومشاہدات سے گزرنے کے بعد انسان کی عقل و دانش میں پختگی آتی ہے۔ مشہور مقولہ ہے: سَلِ الْمُجَرِّبَ وَلَا تَسْئَلِ الْحَكِيْمَ؛ تجربہ کار سے پوچھو اور دانشمند سے نہ پوچھو"۔ علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد جب تک درس و تدریس، ترجمہ و تحقیق اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع نہ کیا جائے، علوم میں پختگی نہیں آسکتی۔

1956- انفرد به الترمذی دون اصحاب الكتاب الستة- ينظر (تحفة الاشراف) (۳/ ۳۵۹) حديث (٤٠٥٥) واحمد (۳/ ۸- ٦۹) و الحاكم فی (المستدرك) (٤/ ۲۹۳)-

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يُعْطَهُ

باب 86: اپنے پاس غیر موجود چیز (موجود ظاہر کر کے) فخر کا اظہار کرنا

1957 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ اُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهٖ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ فَاِنَّ مَنْ اَثْنٰى فَقَدْ شَكَرَ وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ تَحَلّٰى بِمَا لَمْ يُعْطَهُ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعَائِشَةَ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ يَقُوْلُ قَدْ كَفَرَ تِلْكَ النِّعْمَةَ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، جس شخص کو کوئی چیز عطیے کے طور پر دی جائے اگر اس کے پاس گنجائش ہو تو وہ اس کے بدلے میں کچھ دے اگر اس کے پاس گنجائش نہ ہو تو تعریف ضرور کرے کیونکہ تعریف کرنے والا شخص شکریہ ادا کر دیتا ہے اور جو شخص اس بات کو چھپائے وہ ناشکری کا مرتکب ہوتا ہے اور جو شخص کسی ایسی چیز کو اپنے پاس ظاہر کرے جو اس کو دی ہی نہیں گئی ہے تو اس نے گویا دھوکہ دہی سے کام لیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

اس بارے سیّدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

حدیث کے یہ الفاظ: ''جس نے چھپایا اس نے کفر کیا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس نعمت کی ناشکری کی۔

شرح

غیر مملوک چیز پر فخر کرنے کی ممانعت:

لفظ۔ تَشَبَّعَ، صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفعل، بمعنی: کسی نعمت کا جھوٹا مظاہرہ کرنا، شکم سیری کا اظہار کرنا۔ لفظ: اَلْمُتَشَبِّعُ، صیغہ اسم فاعل، شکم سیری کرنے والا۔ مَالَمْ يُعْطَهُ، جو چیز اس کی ملک میں نہیں ہے۔ اس کی مثال یوں بیان کی جا سکتی ہے کہ کوئی بخیل شخص ہمسائے سے کپڑے مانگ کر شادی کی تقریب میں شامل ہو جائے، لوگ اس کے کپڑے دیکھ کر متعجب ہو کر دریافت کرتے ہیں کہ کپڑے کہاں سے لیے ہیں؟ وہ جواب میں اپنے ذاتی کپڑے ظاہر کرے۔ اس طرح بخیل نے حقیقت کو چھپا کر جھوٹ بول دیا جو ایک قابل مذمت حرکت ہے۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جسے کوئی چیز بطور عطیہ پیش کی جائے تو شکریہ کے طور پر اس کے عوض کوئی چیز فراہم کرنی چاہیے۔ اگر دینے کے لیے کوئی چیز موجود نہ ہو، تو زبانی اس کا شکریہ ادا کر دیا جائے ورنہ اس کی خاموشی کفران نعمت کے زمرے میں آئے گی۔

جو آدمی غیر کی چیز کو فخریہ طور پر اپنی ظاہر کرے، اس کی یہ حرکت دھوکہ کے زمرے میں آتی ہے۔ لہٰذا ایسی حرکت سے اجتناب کرنا از بس ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الثَّنَاءِ بِالْمَعْرُوْفِ

باب 87: بھلائی کے بدلے میں تعریف کرنا

1958 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ بِمَكَّةَ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا الْاَحْوَصُ بْنُ جَوَّابٍ عَنْ سُعَيْرِ بْنِ الْخِمْسِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ صُنِعَ اِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ اَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ جَيِّدٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا فَلَمْ يَعْرِفْهُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ حَازِمٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الْمَكِّيَّ بْنَ اِبْرَاهِيمَ يَقُوْلُ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ جُرَيْجٍ الْمَكِّيِّ فَجَآءَ سَائِلٌ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ لِخَازِنِهٖ اَعْطِهٖ دِيْنَارًا فَقَالَ مَا عِنْدِيْ اِلَّا دِيْنَارٌ اِنْ اَعْطَيْتُهٗ لَجُعْتَ وَعِيَالُكَ قَالَ فَغَضِبَ وَقَالَ اَعْطِهٖ قَالَ الْمَكِّيُّ فَنَحْنُ عِنْدَ ابْنِ جُرَيْجٍ اِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ بِكِتَابٍ وَّصُرَّةٍ وَّقَدْ بَعَثَ اِلَيْهِ بَعْضُ اِخْوَانِهٖ وَفِي الْكِتَابِ اِنِّيْ قَدْ بَعَثْتُ خَمْسِيْنَ دِيْنَارًا قَالَ فَحَلَّ ابْنُ جُرَيْجٍ الصُّرَّةَ فَعَدَّهَا فَاِذَا هِيَ اَحَدٌ وَّخَمْسُوْنَ دِيْنَارًا قَالَ فَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ لِخَازِنِهٖ قَدْ اَعْطَيْتَ وَاحِدًا فَرَدَّهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَزَادَكَ خَمْسِيْنَ دِيْنَارًا

◆◆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی جائے' اور وہ اس بھلائی کرنے والے سے یہ کہے: ''اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین بدلہ عطا کرے'' تو اس نے پوری تعریف کر دی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن جید غریب'' ہے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول اس حدیث کو ہم صرف اس سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اس کی مانند ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہیں اس کا پتہ نہیں تھا۔

1958- انفرد به الترمذی- ينظر (تحفة الاشراف) (۱/۵۱) حديث (۱۰۳)' و اخرجه النسائی فی (السنن الكبرى): (۶/۵۳) كتاب عمل اليوم و الليلة: باب: ما يقول لمن صنع اليه معروفا' حديث (۱۰۰۰۸)-

عبدالرحیم بلخی نے مکی بن ابراہیم کا یہ بیان نقل کیا ہے' ہم لوگ ابن جریج مکی کے پاس موجود تھے' ان کے پاس ایک سائل آیا اور اُن سے کچھ مانگا تو ابن جریج نے اپنے خزانچی سے کہا: تم اسے ایک دینار دو' تو وہ بولا: میرے پاس صرف ایک ہی دینار ہے' اگر وہ میں نے اسے دے دیا تو آپ اور آپ کے گھر والے بھوکے رہ جائیں گے۔ تو ابن جریج غصے میں آ گئے اور بولے: تم اسے دو۔

مکی بن ابراہیم بیان کرتے ہیں: ابھی ہم ابن جریج کے پاس ہی موجود تھے کہ ایک شخص ان کے پاس ایک خط اور ایک تھیلی لے کر آیا جو ان کے کسی دوست نے انہیں بھیجا تھا' خط میں یہ تحریر تھا: میں آپ کو پچاس دینار بھیج رہا ہوں۔ ابن جریج نے اُس تھیلی کو کھولا اور دیناروں کی گنتی کی تو وہ اکیاون دینار تھے۔ ابن جریج نے اپنے خازن سے کہا تم نے ایک دینار دیا تھا' اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ واپس کر دیا ہے اور مزید پچاس دینار بھی عطا کر دیے ہیں۔

شرح

نیکی کے عوض دعائیہ کلمات ادا کرنا:

اصل مسئلہ یہ ہے کہ حسن سلوک اور نیکی کرنے والے کے ساتھ اسی نوعیت کی بھلائی کی جائے، اگر اس نوعیت کی نیکی کرنے کی گنجائش نہ ہو، پھر دعائیہ کلمات سے نوازتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔ وہ بہترین دعا حدیث باب میں مذکور ہے۔ وہ معطی کی موجودگی میں شکریہ ادا کرتے ہوئے یوں دعائے خیر کرے: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا ۔ "اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین جزا سے نوازے۔" ان کلمات سے اس کی تعریف و شکریہ ادا ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم